تاریخ بابل

تاریخ بائبل

دیباچہ

بلیکی صاحب کی کتاب "اے مینوئیل آف بائبل ہسٹری" جس کا ترجمہ ہدیہ ناظرین کیا جاتا ہے بائبل کے مطالعہ کے لئے ایک بڑی عمدہ اور دلچسپ کتاب ہے۔ صاحب موصوف نے جدید تحقیقات کے نتائج کو بڑی خوبصورتی اور اختصار کے ساتھ اپنی کتاب میں قلمبند کیا ہے بائبل میں بہت سے مضامین اور تاریخی واقعات مندرج ہیں۔ جو تشریح طلب ہیں۔ ان کے سمجھنے کے لئے یہ ضروری امر ہے کہ ہمارے پاس کوئی نہ کوئی ایسی کتاب ہو جو توضیح اور توسیع کے ساتھ اُن کا مطلب بیان کرے۔ بلیکی صاحب کی "تاریخ بائبل" اس مقصد کو بخوبی انجام دیتی ہے +

دیکھا جاتا ہے کہ آجکل تعلیم یافتہ لوگوں میں چھ دن کی پیدائش کے زمانوں اور آدم کے گر جانے اور طوفان کی عالمگیری۔ اور طوفان سے پہلے جو بزرگ گزرے ہیں اُن کی عمر کی درازی وغیرہ کے بارے میں بہت سی بحث پائی جاتی ہے اور لوگ بائبل کے بیانوں کو ٹھٹھوں میں اُڑاتے ہیں پر جب ہم اُن کی تحقیق کرتے ہیں تو کئی اعتراض بے بنیاد معلوم ہوتے ہیں +

بلیکی صاحب نے علم جیالوجی (علم طبقات الارض) اور قدیم روائتوں اور جدید تحقیقات کے نتائج سے اِن اہم مضامین پر بڑی روشنی ڈالی ہے اور اُن کی کتاب کے مطالعہ سے کئی دقتیں رفع ہو جاتی ہیں اور مجھ کو کامل یقین ہے کہ اگر ہمارے محمدی اور ہندو بھائی اِس کتاب کو غور سے پڑھینگے تو وہ اُن مشکلات کے شکنجے سے چھُٹ جائینگے جن کی بنا پر اب

بائبل کی صحت پر حملہ کرتے ہیں اور جان جائینگے کہ بائبل ایک ایسی کتاب ہے۔ جس کی قدر کرنا ہمارا فرض ہے ؛

اس کتاب کے پڑھنے سے روز روشن کی طرح واضح ہوجاتا ہے کہ سلسلہ تاریخ میں ایک غیر مرئی ہاتھ کام کرتا ہے جو کمال حکمت اور محبت سے تمام واقعات کو ایک دوسرے سے ربط دیتا اور اپنے ارادوں کو پورا کرتا ہے۔ اسور اور بابل اور مصر اور فارس اور یونان اور روم کی سلطنتیں اسی کے تابع ہیں۔ وہی بادشاہوں کو سر یر حکمرانی پر متمکن کرتا اور اُن کے کاسۂ سر کو افسر شاہانہ سے زیب دیتا ہے۔ وہی اُن کو اور اُن کے خاندانوں کو جبکہ وہ اُسکی اطاعت سے منحرف ہوجاتے ہیں تخت سے گرا کر خاکستر پر بٹھاتا ہے۔ ماسوائے اس کے یہ معلوم ہوجاتا ہے۔ کہ قدیم زمانہ میں ان مختلف ملکوں کے باشندوں کی طرز معاشرت کیسی تھی اور تہذیب اخلاق میں انہوں نے کہاں تک ترقی کی تھی اور مذہبی عالم میں کون سے مسائل اور عقائد کو مانا کرتے تھے ؛

غرضیکہ ان تمام باتوں کی توضیح کے لئے "تاریخ بائبل" ایک بیش قیمت کتاب ہے پر سب سے بڑی خوبی اس کتاب کی یہ ہے۔ کہ اس کے مطالعہ سے معلوم ہوجاتا ہے کہ بائبل کی تاریخ اور دنیا کی تاریخ میں ایک گہرا ربط پایا جاتا ہے اور جو کچھ یہودی قوم اور قدیم سلطنتوں کے متعلق واقع ہؤا وہ ایک ہی شخص کی حکمت سے واقع ہؤا۔ اور کہ تمام تاریخ کی اصل غرض یہ ہے کہ اُس کے لئے راستہ تیار کیا جائے جو بادشاہوں کا بادشاہ اور بنی آدم کا نجات دہندہ ہے۔ مجھے یقین ہے، کہ اس کتاب کے مطالعہ سے بالخصوص وہ لوگ فائدہ اُٹھائینگے جو مسیحی خدمت کے لئے تیار ہوتے ہیں۔ جو لوگ مسیحی مذہب سے مس نہیں رکھتے اُن کے لئے تاریخ بائبل پر ایک طرح کا پردہ سا پڑا ہؤا ہے جسے وہ خود بخود نہیں اُٹھا سکتے۔ اور اس سبب سے اس کی حقیقت اور سچائی کی پہچان سے بے بہرہ رہتے ہیں۔ جو لوگ اسی خدمت کے لئے اپنے آپ کو مخصوص کرتے ہیں اُن کا فرض ہے کہ وہ جانیں کہ جو خدا یہودی تاریخ میں نظر آتا ہے وہی قدیم اور موجودہ حکومتوں اور سلطنتوں کا مالک ہے۔ اور وہی ہر واقعہ کو وجود میں لاتا ہے تاکہ اپنے اُن ارادوں کو جو بنی آدم کی نجات کے لئے رکھتا ہے انجام دے۔ انگریزی زبان میں اس مضمون پر بہت سی اچھی اچھی کتابیں پائی جاتی ہیں۔ مگر جو لوگ انگریزی نہیں جانتے وہ اُن سے

فائدہ نہیں اُٹھا سکتے۔ اب میں یہ ناقص سا ترجمہ جس کے نقصوں سے بخوبی واقف ہوں اپنے اُن بھائیوں کی بہتری کے لئے نذر کرتا ہوں جو زبان انگریزی سے مس نہیں رکھتے۔ اور میری دعا ہے کہ خداوند اس کتاب کے وسیلے اپنے کلام کی سچائی اور خوبی کو بہتوں پر ظاہر فرمائے *

احقر طالب الدین
پاسٹر
ھندوستانی پرسبٹیرین چرچ لاھور

فہرستِ مضامین

تاریخ بائبل

پہلا باب

پیدائش اور آدم کے گر جانے کا بیان

پیدائش ۱-۳ باب

پہلی فصل

دیباچہ

تاریخ بائبل کی علتِ غائی - عام تاریخ سے اُس کا تعلق - قدیم جغرافیہ اور تاریخ خوانی کے فوائد +

تاریخ بائبل کی علّت غائی:- تاریخ بائبل کا مطالعہ شروع کرتے وقت اس امر کو مدنظر رکھنا چاہئے کہ اُس کی علّت غائی وہی نہیں جو دیگر اقسام کی تواریخی کتابوں کی ہوتی ہے - کیونکہ عام تواریخی کتابوں کا مقصد یہ ہوتا ہے - کہ قوموں اور خاندانوں کی ترقّی اور اُن کے متعلق بڑی بڑی مہمات کی انجام دہی کا حال قلمبند کریں - کہ کس طرح وہ قومیں برپا ہوئیں - کون کون سے ممالک پر قابض رہیں - اُن کی حکومت کا رنگ ڈھنگ کیا تھا - کون کون سی لڑائیوں میں مصروف ہوئیں - علم و ہنر میں کیسی ترقّی کی اور آخر کار کیونکر اُن میں زوال آیا - لیکن برعکس اس کے بائبل کی تاریخ کا یہ مقصد ہے کہ سچے مذہب کی ترقّی کا حال قلمبند کرے - پس وہ تاریخ جو بائبل میں مندرج ہے زیادہ تر اس بات کو ظاہر کرتی ہے

کہ خُدا نے کیونکر اپنے آپ کو اپنے بندوں پر ظاہر فرمایا اور خصوصاً وہ یہ بتاتی ہے کہ کس طرح گنہگاروں پر
اُس نے اپنی رحمت اور برکت کا دروازہ کھولا کس طرح بنی آدم نے وقتاً فوقتاً اُس کے مکاشفے کو قبول کیا۔ اور
اُس سے کیا نتائج برآمد ہوئے۔ کہ کس طرح کئی موقعوں پر لوگ اُس کی آواز کے شنوا نہ ہوئے۔ اور
کہ اس سبب سے اُن کو کیسی شرارت اور ذلت میں مبتلا ہونا پڑا۔ اور اِس کے ساتھ ساتھ وہ یہ بھی
بتاتی ہے۔ کہ جب اُنہوں نے خدا کے پیغام کو محبّت سے قبول کیا۔ تو اُس کے صلہ میں کیسی راحت
اور اقبالمندی اُن کو نصیب ہوئی۔ علاوہ بریں وہ ظاہر کرتی ہے کہ کس طرح ان تبدیلیوں اور انقلابوں
کے درمیان نجات دہندہ کے مجسّم ہو کر آنے کا راستہ تیار کیا گیا اور کہ آخر کار وہ کس طرح آیا جیا اور
مُوا تاکہ کھوئے ہوؤں کو بچائے۔ پس بائبل کی تاریخ اسی خاص قسم کے واقعات سے علاقہ رکھتی
ہے۔ البتّہ وہ عام واقعات بھی جن کا ذکر بیشتر دوسری تواریخی کتابوں میں ہُوا کرتا ہے۔ بائبل
میں کچھ درجہ تک پائے جاتے ہیں۔ مگر صرف اُسی قدر کہ جس قدر اُن کا تعلّق اس خاص مضمون سے
ہوتا ہے۔ کہ خدا نے کس طرح اپنے تئیں انسان پر ظاہر فرمایا اور کہ انسان خدا سے کیا علاقہ رکھتا ہے غرضیکہ
بائبل کی تاریخ خداوند کی بادشاہی کی تاریخ ہے۔ جو اُسنے اس دُنیا میں قائم کی +

عام تواریخ سے اُس کا تعلّق :- مسیح کی پیدائش سے پہلے قریباً دو ہزار برس تک خُدا
کی مرضی کا اظہار و انکشاف صرف ایک قوم یعنی ابراہیم کی نسل پر محدود رہا۔ اور یہی وجہ ہے کہ
بائبل میں عبرانی قوم کی تاریخ دیگر بڑی بڑی قوموں کی نسبت زیادہ تفصیل کے ساتھ پائی
جاتی ہے۔ تاہم یہ بات غور کے لائق ہے۔ کہ بائبل کی تاریخ میں قدیم دُنیا کی قریباً ہر بڑی قوم
کا سوائے چین اور ہند کے کچھ نہ کچھ ذکر پایا جاتا ہے۔ مثلاً قدیم زمانہ میں بڑے بڑے ممالک
مصر۔ اسور۔ بابل۔ فینیکی۔ ارام۔ عرب۔ مدیان۔ فارس۔ یونان اور روم وغیرہ تھے۔ اور
ان میں سے ایک بھی ایسا ملک نہیں جس کی بابت بائبل کی تاریخ بالکل خاموش ہو +

قدیم جغرافیہ اور تاریخ خوانی کے فوائد :- پس ان ممالک کی تاریخ کا علم۔ اور بالخصوص
اُن کے اُس زمانہ کی حالت کا علم جس کا ذکر بائبل میں مندرج ہے بائبل کے سمجھنے کیلئے نہائت ضروری ہے
اور اسی طرح اُن مقاموں کے جغرافیہ اور قدرتی نظّاروں کا علم بھی نہائت مفید ہے۔ جہاں
بائبل کے بڑے بڑے واقعات سرزد ہوئے۔ یہ سچ ہے کہ اس سے کوئی نئی بات ظاہر نہیں
ہوتی۔ تو بھی اتنا ہوتا ہے کہ جو باتیں ہمیں معلوم ہیں وہ زیادہ روشن اور دلچسپ ہو جاتی
ہیں۔ نوجوانوں کے حق میں تو اس طرح کا علم نہائت ہی مفید ہوتا ہے۔ کیونکہ اس سے بائبل

کے تاریخی واقعات اُن کے لوحِ دل پر اس طرح نقش ہو جاتے ہیں۔ کہ گویا اُن کی آنکھوں کے سامنے سرزد ہوئے ہیں۔ اور اس کتاب کا بھی یہی مقصد ہے۔ کہ جن واقعات کا ذکر بائبل میں پایا جاتا ہے۔ اُن کو ایسی باتوں کے وسیلے روشن اور واضح کردے +

دُوسری فصل

دُنیا کی پیدائش

پیدائش کی کتاب کے پہلے کلمات۔ دُنیا کی پیدائش اور اُس کے بیانات۔ انسان کی پیدائش۔ دنیا کی پیدائش کی ترتیب۔ برکت الٰہی

پیدائش کی کتاب کے پہلے کلمات ۔ جب خدا نے یہ ارادہ کیا کہ بنی آدم کو پیدا کرے تو یہ امر ضروری ٹھیرا کہ پہلے اُن کے رہنے کے لئے جگہ تیار کرے۔ چُنانچہ بائبل کا پہلا جملہ ایک پُرتجمل سادگی کے ساتھ بیان کرتا ہے۔ کہ "ابتدا میں خدا نے زمین اور آسمان کو پیدا کیا" اس سادے سے جملے سے ہم کئی باتیں سیکھتے ہیں۔ مثلاً (۱) کہ آسمان اور زمین ازلی نہیں ہیں اور نہ وہ مادہ جس سے وہ بنائے گئے۔ (۲) کہ وہ اتفاق سے وجود میں نہیں آئے۔ یا جس طرح لوگ کہا کرتے ہیں وہ ذرات مادہ کے اتفاقیہ طور پر فراہم ہو جانے سے برآمد نہیں ہوئے۔ (۳) کہ اُن کو نہ تو بہت سے خداؤں نے اور نہ دو خداؤں نے بنایا ہے۔ بلکہ ایک ہی واحد خدا نے خلق کیا ہے (۴) یہ پیدائش ابتدا میں واقع ہوئی۔ یعنی عین اُس وقت جبکہ خدا اپنے تئیں اپنے کاموں کے وسیلے ظاہر کرنے لگا۔ البتہ یہ ہمیں معلوم نہیں کہ یہ عجیب واقعہ کب سرزد ہُوا۔ اور نہ ہم کو اس بات کا علم ہے۔ کہ آسمان وزمین کو بنے ہوئے کتنا عرصہ گذر چکا تھا۔ جب اُن کو یہ موجودہ صورت نصیب ہوئی +

دُنیا کی پیدائش اور اُس کی نسبت مختلف بیانات ۔ بائبل کے پہلے جملے کے زور اور خوبی کو ہم اُس وقت محسوس کرتے ہیں جب ہم قدیم فلاسفروں کے بے بنیاد خیالوں۔ اور پُرانے زمانے کے عجیب قصّے اور کہانیوں پر جو دنیا

کی پیدائش کے متعلق مروج تھے غور کرتے ہیں۔ مثلاً بہت سے فلاسفروں کا یہ عقیدہ تھا کہ مادہ ازلی ہے اور اُن کی تحقیقات کا دارو مدار صرف اس بات کے دریافت کرنے پر تھا۔ کہ اُس نے موجودہ شکل اور ہیئت کس طرح پائی۔ اور یہی بات کاسماگنی (خلقت کی پیدائش کا بیان) کہلاتی تھی۔ پھر بعض یہ خیال کرتے تھے۔ کہ مادہ فی نفسہ ایسی قدرت رکھتا ہے۔ جس سے خود بخود تمام اشیاء کو ایک عرصہ دراز میں ایسی بنا لیتا ہے۔ جیسی کہ وہ اب نظر آتی ہیں۔ بعض کا گمان تھا کہ تمام چیزیں اُس الٰہی ذات سے نکلی ہیں۔ جو فطرت میں ہر جگہ پھیل رہی ہے۔ غرضیکہ اگر ایک فریق دہریوں کا (یعنی میٹریلسٹ) تھا۔ تو دوسرا اُس کے مقابلہ میں ویدانتی یا ہمہ اوستی تھا۔ جو قصے اور کہانیاں مروج تھیں۔ وہ عموماً بے ربط بلکہ ہنسی کے لائق تھیں پس یہ تعلیم کہ تمام اشیاء ابتداء میں نیستی سے ہست کی گئیں بالتخصیص بائبل کی تعلیم ہے۔ اور یہ ایک ایسی تعلیم ہے۔ جس سے خدا کی قدرت اور جلال کی عظمت ٹپکتی ہے۔ جس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ وہی اکیلا خالق جمیع مخلوقات ہے۔ یہ تعلیم اُس کو ایسے رتبہ اور درجہ تک سرفراز کرتی ہے۔ کہ اور کوئی مخلوق اس درجہ تک نہیں پہنچ سکتا۔ نیز یہ تعلیم ہم کو یاد دلاتی ہے کہ ہماری بہبودی اسی بات پر منحصر ہے۔ کہ ہم اُس پر بھروسہ رکھیں اور جانیں۔ کہ ہم اُس کے سامنے جوابدہ ہیں اور ہمارا فرض ہے کہ ہر امر میں اُس کی فرمانبرداری بجا لائیں۔ اور اُس کے جلال کے لئے زندگی بسر کریں ⁂

انسان کی پیدائش دنیا کی پیدائش کی ترتیب۔ جب زمین انسان کی رہائش کے لئے تیار ہو رہی تھی۔ اُس وقت خدا کی رُوح اُس پر جنبش کرتی پھرتی تھی۔ چنانچہ وہ رُوح جدھر جاتی تھی وہیں اُس کو خوبصورتی اور ترتیب کی زینت سے آراستہ کرتی تھی۔ اور اس تیاری اور ترتیب کا کام چھ دن کے عرصہ میں تمام ہوا۔ یا یوں کہیں کہ تاریکی اور روشنی کے زمانوں کے گذر جانے کے بعد ختم ہوا۔ (۱) پہلے روز روشنی تاریکی سے جُدا کی گئی۔ (۲) دوسرے روز فضا نمودار ہوئی جس نے اُوپر کے پانیوں کو نیچے کے پانیوں سے۔ یعنی بادلوں کو اُس پانی سے جو سطح زمین پر جمع تھا جدا کیا۔ (۳) تیسرے دن خشک زمین پانی سے علیحدہ کی گئی اور نباتات کا عالم ظہور میں آیا۔ (۴) چوتھے روز ہر دو نیّرِ اعظم یعنی سُورج اور چاند اور سب ستارے فضا میں نمودار ہوئے۔ یاد رکھنا چاہئے۔ کہ یہ نہیں لکھا ہے کہ یہ چیزیں اُس وقت خلق کی گئی تھیں۔ بلکہ لفظ بنایا استعمال کیا گیا ہے جس سے یہ مُراد ہے کہ جیسی وہ اب ہیں ویسی اُس وقت بنائی

گئی تھیں اور اس دنیا سے اُن کا رابطہ قائم کیا گیا۔ تاکہ اُسے روشن کریں اور تقسیم اوقات میں کام آئیں۔ (۵) مچھلیاں اور پرندے پانچویں دن پیدا ہوئے (۶) چھٹے روز دیگر اقسام کے حیوانات پیدا ہوئے۔ اور سب کے بعد زمین کی خاک سے لیکن خدا کی صورت پر انسان پیدا کیا گیا اور خدا نے زندگی کا دم اُس کے نتھنوں میں پھونکا۔ عورت کی پیدائش عجیب طور پر ہوئی۔ یعنی خدا نے آدم کی پسلی میں سے ایک ہڈی لے کر اُسی سے اُس کو بنایا[۱]۔ آدم کو زمین کی خاک سے خلق کرنیکی یہ غرض تھی کہ اُس پر ظاہر ہو کہ (۱) وہ خدا کی مہربانی کا محتاج ہے۔ اور عورت کو آدمی سے اسلئے پیدا کیا کہ وہ آدمی کی محتاج ثابت ہو اور نیز یہ حقیقت ظاہر ہو کہ اُن کے درمیان ایک نہایت قریبی رشتہ پایا جاتا ہے اور آدمی کا فرض ہے کہ وُہ اپنی بیوی کو ایسا پیار کرے جیسا اپنے بدن کو"+

برکت کا دیا جانا۔ خالق موجودات نے اِس پہلے جوڑے کو برکت دی اور اُنہیں تمام زمین عطا فرمائی۔ تاکہ اُسے قبضہ میں لائیں اور اُسے بھر پُور کریں اور اپنا مطیع بنائیں۔ پھر خلقت کے تمام کام خدا نے پسند کیا۔ اور ساتویں دن کو پاک آرام کیلئے مخصوص کیا۔ چنانچہ لکھا ہے کہ خدا نے ساتویں دن کو مبارک کیا اور اُسے مقدس ٹھیرایا۔ اسلئے کہ اس نے اپنے سب کام سے جو خدا نے کیا اور بنایا تھا اسی میں فراغت پائی+

تیسری فصل

دُنیا کی پیدائش کی روائتیں اور علمی سراغات

علم جیالوجی کی شہادتیں۔ کسدیوں کی پیدائش کی کتاب ہفتہ اور سبت۔ انسان کا خاک سے بنایا جانا

علم جیالوجی کی شہادتیں۔ اس بات کے ثابت کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ کہ چٹانوں[۲] کی گواہی۔ یعنی وہ شہادت جو زمین کے طبقوں سے خلقت کی پیدائش کی نسبت ملتی ہے، اُس ترتیب سے مطابقت رکھتی ہے جو پیدائش کی کتاب میں پائی جاتی ہے۔ البتہ ترتیب ہر دو حالت میں بالکل یکساں نہیں۔ تاہم بہت سی باتیں ایسی ہیں جو ایک دوسری سے ملتی جلتی ہیں

---

[۱] بعض علما و علم طبعی کا خیال ہے کہ یہ امر بالکل درختوں کے پیوند لگانے کے طریق سے مشابہت رکھتا ہے تاہم اس امر کو تسلیم کر لینا بہتر معلوم ہوتا ہے کہ جیسے آدمی ایک بالائے قدرت سے پیدا کیا گیا ویسی ہی عورت بھی خلق ہوئی +

[۲] چٹان انگریزی لفظ راک کا ترجمہ ہے +

اور اتفاقیہ تطبیق سے بڑھ کر معلوم ہوتی ہیں۔ چنانچہ ایک شخص تحریر کرتا ہے کہ علماء کہتے ہیں
کہ زمین کی وہ کیفیتیں جو اُس کی سطح کے نیچے پائی جاتی ہیں۔ اُس ترتیب سے جو پیدائش کی کتاب
کے اِس باب میں مندرج ہے بہت مشابہت رکھتی ہیں۔ یعنی اُن سے ظاہر ہوتا ہے کہ پہلے ایک
زمانہ تک اندھیرا چھایا ہوا تھا۔ اور ہوا بخارات اور کاربانک ایسڈ سے بھری ہوئی تھی۔ اس کے
بعد زیادہ روشنی کا زمانہ آیا۔ پھر نباتات کا۔ پھر بحری جانوروں کا پھر پرندوں کا۔ پھر بہائم کا
اور آخر کار آدم کا زمانہ نمودار ہوا۔ (ڈکر ٹمز۔ ہیوملر) اب ان میں سے کئی باتیں واقعی راست معلوم
ہوتی ہیں۔ پیدائش کی کتاب میں سب سے پہلے دنیا کی پیدائش کی نسبت یہ ذکر آتا ہے کہ وہ ابتدا میں
واقع ہوئی۔ جس سے ایک بے حد زمانہ مراد ہے۔ یا یوں کہو کہ اس سے غالباً زمانہ ماضی کا ایک
وسیع عرصہ مفہوم ہوتا ہے۔ پھر اس میں سطح زمین کے تیار ہونے اور ترقی کرنے کا حال ایسی صورت
میں مرقوم ہے کہ گویا وہ رفتہ رفتہ جمادات سے گذر کر نباتات اور نامکمل اعضاء والے حیوانات (مثلاً
کینچوے گھونگے وغیرہ) کے رہنے کے لائق ہوئی۔ اور پھر پرندوں اور دودھ پلانے والے
حیوانات کے لائق بنی۔ اور اسی طرح ترقی کرتے کرتے آخر کار اس حالت تک پہنچ گئی۔ کہ آدم کے
رہنے کے لائق بن گئی۔ اب موجودات کی پیدائش کا یہ سلسلہ پیدائش کی کتاب میں عام فہم الفاظ
میں تحریر ہے۔ اور زمین کے طبقات بھی عموماً اس سلسلے اور ترتیب کی تصدیق کرتے ہیں۔ اور اگر
ان دونوں شاہدوں کی شہادت میں کوئی فرق پایا جاتا ہے۔ تو فقط یہ ہے کہ زمین کے طبقے یہ
ترتیب پیش کرتے ہیں۔ (۱) بحری پودے۔ (۲) بحری جانور۔ (۳) بری پودے (۴) بری
جانور (اپنی اپنی نشوونما کی ترتیب کے مطابق)۔ لیکن موسیٰ اس ترتیب کو اس طرح پیش کرتا
ہے۔ (۱) پودے۔ (۲) بحری جانور۔ (۳) بری جانور۔ مگر یہ فرق ایسا خفیف سا فرق ہے۔ کہ
ہم اسے اختلاف نہیں کہہ سکتے۔ اور جب ہم یہ دیکھتے ہیں کہ بنی سام علم ہیئت و نجوم (چاند ستاروں
کی خاصیتوں کے علم) سے قریباً اور علم جیالوجی سے بالکل بے بہرہ تھے۔ تو ہمیں یہ ماننا پڑتا ہے
کہ متبرک تاریخ اور زمانہ حال کے علوم کا آپس میں اس قدر مطابقت رکھنا ذرا ذرا سے فرقوں کی
نسبت جو چھوٹی چھوٹی باتوں میں پائے جاتے ہیں زیادہ تعجب خیز اور غور کے لائق ہے +

"کسدیوں کی پیدائش کی کتاب" - یہ نام مسٹر جارج سمتھ صاحب مرحوم نے جو مشرقی
ممالک کی قدیم اشیاء کا حال دریافت کرنے والے ایک مشہور و معروف عالم گذرے ہیں۔ اُن
پتھر کی تختیوں کو دیا ہے۔ جو شہر نینوہ کے کھنڈرات میں سے دستیاب ہوئی ہیں اور جن

پر تو کیلے (کیونیفارم) خط میں خلقت کی پیدائش کی نسبت کسدی روائتیں ثبت ہیں۔ اور سوائے اِن کے اُن پر اَور روائتیں بھی مرقوم ہیں جو پیدائش کی کتاب کے دیگر واقعات سے نسبت رکھتی ہیں جن تختیوں پر دنیا کی پیدائش کی روائتیں پائی جاتی ہیں وہ کسی قدر خستہ حالت میں ملی ہیں۔ اور مسٹر سمتھ صاحب فرماتے ہیں۔ کہ "جو بیان اُن پر پایا جاتا ہے۔ وہ عام باتوں میں خلقت کی پیدائش کے اُس تذکرے سے جو پیدائش کی کتاب میں درج ہے۔ بہت مطابقت رکھتا ہے۔ اور معلوم ہوتا ہے کہ شروع میں اَور بہت سی باتیں بھی اس میں شامل ہونگی"۔ صاحب مرحوم نے اس قصہ کے شروع حصہ کا ترجمہ اس طرح کیا ہے "جبکہ ہنوز آسمان اوپر نہیں اُٹھائے گئے تھے اور نیچے زمین پر ایک درخت بھی نہ اُگا تھا۔ اور پاتال نے اپنی حدود سے ابھی تجاوز نہیں کیا تھا۔ اُس وقت گہراؤ (پانی) یا تیامت (سمندر) تمام اشیاء کی پیدائش کا مبدا تھا"۔ اس سلسلے میں کی پانچویں تختی اجرام فلکی کی پیدائش کا بیان کرتی ہے۔ اُس کا تھوڑا سا حصہ یہ ہے۔ وہ سب کچھ جو بڑے دیوتاؤں نے مقرر کیا تھا نہایت مسرت انگیز تھا (مقابلہ کرو بائبل کے الفاظ سے "خدا نے سب پر جو اُس نے بنایا نظر کی اور دیکھا کہ بہت اچھا ہے") ستاروں کو یعنی اُن کی شکلوں کو جو حیوانات کی مانند تھیں اس نے مرتب کیا۔ اور اس لئے کہ اُن کے برجوں کے مشاہدہ سے سال کا دور مقرر کیا جائے اُس نے ستاروں کے بارہ مہینوں (یا نشانوں) کو تین قطاروں میں ترتیب دی اُس دن سے لے کر کہ سال شروع ہوتا ہے اُس دن تک کہ سال ختم ہوتا ہے"۔ ایک اَور تختی جو سلسلہ مذکورہ بالا سے علاقہ نہیں رکھتی حیوانات کی پیدائش کی ترتیب اس طرح پیش کرتی ہے "کھیت کے مواشی۔ میدان کے بہائم اور میدان کے رینگنے والے جانور"۔ یہ ترتیب پیدائش کے اس بیان سے متفق ہے۔ کہ "خدا نے جنگلی جانوروں اور مواشیوں کو اُن کی جنس کے موافق۔ اور زمین کے کیڑے مکوڑوں کو اُن کی جنس کے موافق بنایا۔ اور خدا نے دیکھا۔ کہ اچھا ہے"۔ مسٹر سمتھ اس بات کی نسبت کہ اگر تختیاں خستہ حالت میں نہ ہوتیں۔ تو اَور بہت کچھ معلوم ہوتا۔ یوں رقم فرماتے ہیں۔ "پیدائش کے بیان کے سلسلے میں جو پہلی تختی ملی ہے۔ اس سے ایسا ظاہر ہوتا ہے۔ کہ گویا وہ زیادہ تر دیباچہ کا کام دیتی ہے اور کہ بہ نسبت خلقت کی پیدائش کے بیان کے اُس میں دیوتاؤں کی پیدائش کا بیان زیادہ تر پایا جاتا ہے"۔ پانچویں تختی پر اُس بات کا بیان ہے جس کا ذکر پیدائش کی کتاب میں چوتھے دن کے متعلق ہُوا ہے۔ اور ایک اَور تختی پر جو اس سلسلہ

میں غالباً ساتویں ہے۔ حیوانات کی پیدائش کا حال مرقوم ہے۔ جو پیدائش کی کتاب کے بموجب چھٹے روز وقوع میں آئی۔ اب ان باتوں سے یہ نتیجہ نکلتا ہے۔ کہ پیدائش کی کتاب کے ہر دن کا حال ایک ایک تختی پر جدا جدا مرقوم ہوگا۔ بعض قصّوں میں قدیم لوگ آدمی یا آدمی (سیاہ فام نسل) کہلاتے تھے یہ بات بھی غور طلب ہے۔ کہ اسوری تختیوں میں سے ایک تختی آسمانی بغاوت کا حال بیان کرتی ہے۔ اگرچہ اس کا حال پیدائش کی کتاب میں تو مرقوم نہیں۔ مگر کلام کے اور مقاموں میں اُس کی طرف اشارہ پایا جاتا ہے۔ (یہوداہ ۶) ذیل کی سطور اس تختی میں سے ہیں +

متبرک گیتوں کے دیوتا نے جو مذہب اور عبادت کا خداوند ہے۔ ہزار گویوں اور رامشگروں کو مقرر کیا۔ اور گانے والوں کی ایک جماعت قائم کی۔ کہ اُس کے گیت کے جواب میں ہزاروں ہزار آوازیں بلند کریں . . . .

مگر اُنہوں نے حقارت بھری آواز سے اُس کے پاک گیت کو برباد کر دیا۔ اُس کی تعریف کے گیت کو بگاڑ کر اور اُس میں ابتری ڈال کر۔ اور خلط ملط کر کے بالکل خراب کر دیا۔ درخشندہ تاج والے دیوتا نے اس خواہش سے کہ اپنے خدمتگذاروں کو بُلائے۔ ایک نرسنگا پھونکا۔ جو مُردوں کو جگا دینے والا تھا۔ اور جس نے ان باغی فرشتوں کو لَوٹنے سے روک دیا +

اُس نے اُن کی عبادت کو بند کر دیا۔ اور اُن کو اُن دیوتاؤں کے پاس جو اُس کے دشمن تھے بھیج دیا +

اور اُن کے عوض میں اُس نے بنی آدم کو پیدا کیا۔ اور وہ جس نے پہلے زندگی پائی اُس کے ساتھ رہتا تھا +

ہفتہ اور سبت۔ کسدی مہینہ پندرہ پندرہ دن کے دو برابر حصّوں میں منقسم تھا۔ اور اُن میں سے ہر ایک حصّہ پانچ پانچ دن کے تین برابر حصّوں میں تقسیم تھا۔ مگر سات دن کا ہفتہ بھی زمانہ قدیم سے مُروّج تھا۔ ہفتہ کے دنوں کے نام سُورج۔ چاند اور پانچ سیّاروں کے ناموں پر رکھے گئے تھے۔ اور ہمارے ہفتہ کے دنوں کے موجد بھی وہی کسدیہ کے ذکی الطبع لوگ یعنی اکادی تھے۔ جو اب ایک مدّت سے نسیاً منسیا ہو گئے ہیں۔ ساتویں۔ چودھویں۔ اُنیسویں۔ اکیسویں اور اٹھائیسویں دن کو سبت یا آرام کا دن گنتے تھے۔ اور ان دنوں میں بادشاہ کو اُبلا ہُوا میوہ اور گوشت کھانے۔ کپڑا بدلنے اور سفید پوشاک پہننے۔ اپنی رتھ پر سوار ہو کر باہر جانے۔ عدل و انصاف

کے لئے تخت پر بیٹھنے۔ اپنے لشکر کا ملاحظہ کرنے۔ حتٰے کہ اگر بیمار ہو۔ تو دوائی تک کے کھانے کی بھی ممانعت تھی۔

مسٹر ٹالبٹ صاحب نے جو ایک اور مشرقی حالات کے دریافت کرنے والے مشہور شخص گذرے ہیں۔ پیدائش کے متعلق پانچویں تختی کی پہلی تین سطروں کا یوں ترجمہ کیا ہے:۔

"ساتویں دن کو اُس نے ایک مُقدّس دن ٹھیرایا۔
اور ہر طرح کے کام کو (اُس دن) چھوڑنے کا حکم دیا۔
تب آفتاب اُفق آسمان پر جلال کے ساتھ برآمد ہوا"

مسٹر ٹالبٹ صاحب فرماتے ہیں۔ کہ ایک عرصہ سے یہ بات مشہور ہے۔ کہ اہل بابل سبت کے بہت پابند تھے۔

آدمی خاک سے بنایا گیا۔ اہل مصر کے درمیان یہ روایت مروّج تھی کہ وہ زمین کی خاک سے بنے ہیں۔ اور دیگر قومیں بھی اس قسم کی روایتیں رکھتی تھیں۔

چوتھی فصل

فردوس اور آدم کا گر جانا

آدم کے لئے کام۔ عدن کی جاء وقوع۔ آرمینا کے پہاڑی اضلاع۔ باغ کے درخت۔ آزمانے والا۔ گرنا اور سزا پانا۔ وعدہ الٰہی۔

آدم کے لئے کام۔ جونہی آدم خلق کیا گیا۔ ووں ہی اُس کی تمام ہستی یعنی جسم عقل اور روح کیلئے کام تجویز کیا گیا۔ کیونکہ بے گناہی اور پاکیزگی کی حالت میں بھی انسان کا ترقی کرنا اور نشوونما پاتا ریاضت پر منحصر رکھا گیا تھا۔ چنانچہ اُس کے جسم کے لئے یہ کام تھا۔ کہ جس باغ میں رکھا گیا تھا۔ اُس کی حفاظت کرے۔ اور اُس کو ہر وقت آراستہ رکھے۔ اور اُس کی دماغی قواء کو مصروف رکھنے کے لئے یہ کام تجویز ہؤا۔ کہ وہ خدا کے عجائب کاموں پر غور کیا کرے۔ اور حیوانات کو نام دے۔ اور اُس کی رُوح کے لئے یہ کام تھا۔ کہ حوا کی سنگت میں مصروف اور خدا کی محبت اور

خدمت میں لگا رہے ٭

عدن کی جاءِ وقوع۔ سوال برپا ہوتا ہے۔ کہ دنیا کے کون سے حصے میں آدم رکھا گیا تھا؟ بائبل میں ہم اس طرح پڑھتے ہیں "اور خداوند خدا نے عدن میں پورب کی طرف ایک باغ لگایا۔ اور عدن سے ایک ندی باغ کے سیراب کرنے کو نکلی۔ اور وہاں سے تقسیم ہو کر چار سرے نہروں کے بنی۔ پہلی کا نام فیسون ہے جو حویلہ کی ساری زمین کو گھیرتی ہے۔ وہاں سونا ہوتا ہے۔ اور اس زمین کا سونا اچھا ہے۔ اور وہاں موتی اور بلّور بھی ہیں۔ اور دوسری نہر کا نام جیحون ہے۔ جو کوش کی ساری سرزمین کو گھیرتی ہے اور تیسری نہر کا نام دجلہ ہے۔ جو اسور کے پورب کو جاتی ہے۔ اور چوتھی نہر کا نام فرات ہے"۔ باوجودیکہ ایسا مفصّل بیان ہمارے پاس موجود ہے پھر بھی عدن کی جائے وقوع کا دریافت کرنا آسان کام نہیں۔ لفظ عدن زبان عبرانی میں "خوشی" کے معنی رکھتا ہے۔ ایک شہر اسی نام سے موسوم ہے۔ لیکن اس سے وہ بڑی خطہ مراد نہیں ہے جس کا ذکر ہم کر رہے ہیں۔ نوشتوں میں یہ لفظ دو جگہوں کی نسبت استعمال کیا گیا ہے۔ جن میں سے ایک مسوپتامیہ میں تھی۔ (۲۔ سلاطین ۱۹: ۱۲) اور دوسری دمشق کے قرب وجوار میں (عموس ۱: ۵) مگر ان کو اصل عدن کے جائے وقوع سے کچھ تعلق نہیں۔ اور جس خاص وجہ سے اس کی جاء وقوع کو دریافت کرنا مشکل ہو گیا ہے۔ وہ ان چاروں ندیوں کا بیان ہے پرانی دنیا کے ہر سہ بڑے بڑے براعظموں کی خوب چھان بین کی گئی ہے۔ مثلاً چین سے جزائر کنیری تک اور کوہ قاف سے بحیرہ بالٹک کے کناروں تک کوئی جگہ جو آدم کی پہلی رہائشگاہ سے ذرا بھی مشابہت رکھتی ہو۔ بے تحقیق نہیں چھوڑی گئی۔ یورپ اور ایشیا اور افریقہ کے بڑے بڑے دریا اپنی اپنی باری پر بائبل کے فیسون اور جیحون کے دریا فرض کئے جا چکے ہیں۔ اور اب نئی دنیا کے سوائے اور کوئی جگہ باقی نہیں رہی۔ جہاں محقق اس سوال کی پیچ در پیچ راہوں میں سرگرداں ہو ٭

آرمینیا کے پہاڑی اضلاع۔ چونکہ کوئی ایسا قطعہ زمین جو اس جگہ سے مشابہ ہو جس میں یہ چاروں دریا بہتے تھے۔ معلوم نہیں ہو سکا۔ لہٰذا بعض نے یہ رائے قائم کی ہے۔ کہ بائبل کے اس مقام سے یہ مراد ہے۔ کہ باغ عدن اس درجہ تک سیراب کیا گیا۔ کہ جب پانی اس سے بہ نکلا۔ یا علٰیحدہ ہؤا تو اس کی چار ندیاں بن گئیں۔ ایسا خیال کرنا گویا بائبل کے الفاظ کے ساتھ ایک قسم کی آزادی برتنا ہے۔ لیکن جو خیال مروّج ہے وہ یہ ہے۔ کہ یہ باغ آرمینیا کے

پہاڑی اضلاع میں واقع تھا۔ جہاں فرات اور دجلہ اور دو اور دریاؤں کے جواب کنرل ارمق اور ارکس کہلاتے ہیں۔ منبع موجود تھے۔ بے شک بہت سی خصوصیات میں باغ عدن کا وہ بیان جو کتاب پیدائش میں مرقوم ہے۔ اُن باتوں سے جو قدیم تواریخ اور جدید تحقیقات سے اس خطہ کی نسبت معلوم ہوئی ہیں۔ مطابقت رکھتا ہے۔ مثلاً فیسون کی نسبت لکھا ہے۔ کہ وہ حویلہ کی تمام زمین کو گھیرے تھا۔ جس میں سونا اور بلور اور موتی پائے جاتے تھے۔ دریائے کنرل ارمق بحیرہ اسود میں قدیم کالخس کے نزدیک گرتا تھا اور اس جگہ کا سونا مشہور تھا۔ چنانچہ قدیم یونانیوں کی روائتیں ظاہر کرتی ہیں کہ وہ لوگ سونے کی تلاش میں اِسی ملک میں آیا کرتے تھے۔ بلور اور موتی اور دیگر انواع واقسام کے جواہرات بھی بکثرت پائے جاتے ہیں۔ کوش جو کہ حام کا پوتا تھا اُس کی اولاد نے کئی مختلف جگہوں کو آباد کیا تھا۔ اور اُن میں سے کئی اس نواح میں واقع تھیں (پیدائش ۱۰: ۸-۱۰) واقعی یہ قطعۂ زمین باغ ارم کا ایک نمونہ ہے کیونکہ خوشنما وادیوں اور زرخیز میدانوں اور اشجار سبہار کی قطاروں اور خوبصورت چمنستانوں اور تاکستانوں اور باغوں اور گاؤں سے بھرا ہوا ہے۔ اپنی وادیوں کے حُسن روح افزا کے سبب سے ایک پہاڑ جس میں سے دریائے فرات نکلتا ہے۔ پھولوں کا پہاڑ کہلاتا ہے باغوں میں بکثرت انگور۔ نارنج۔ طرح طرح کے آڑو۔ آلوچہ۔ سیب۔ انار اور دیگر میوہ جات پیدا ہوتے ہیں۔ مشرقی جانب کو جھیل وان واقع ہے۔ جس کا پانی چمکتی ہوئی سفید چادر کی طرح دور تک پھیلا ہوا ہے۔ اور اُس کے کنارے چنار۔ جھاؤ۔ اور گل مہندی وغیرہ خوبصورت درختوں سے مزین ہیں۔ اور بے شمار سرسبز جزائر جو اُس کی سطح پر بکھرے ہوئے پڑے ہیں اُسے رشک پرستان بنا رہے ہیں۔ آب و ہوا معتدل اور مطلع صاف رہتا ہے۔ کوہ اراراٹ بھی جس کی چوٹی پر نوح کی کشتی ٹکی تھی۔ بہت نزدیک واقع ہے اگر اس طرح کی دلکشا چیزیں یہ ثابت کر سکتی ہیں کہ یہ وہی جگہ ہے جہاں باغ عدن واقع تھا۔ تو ہم بے تامل کہہ سکتے ہیں۔ کہ وہ جگہ یہیں کہیں ہوگی۔ جہاں پہلے پہل آدم کی نگاہ اس خوشنما زمین پر پڑی جس کا مالک اُسے بنا تھا۔ اور کیا انہیں میدانوں اور جزیروں میں سے وہ میدان اور جزیرے نہ ہونگے جن کی یادداشت سے الیزین فیلڈ اور فارچونیٹ آئی لینڈس کے خیالی نقشے پیدا ہوئے۔ جو زمانہ دراز سے دنیا کی روائتوں کو زیب بناتے آئے ہیں۔

باغ کے درخت۔ اس عجیب باغ کے درختوں میں سے دو درخت زیادہ ممتاز تھے۔

لہ یونانیوں کا بہشت یا جہاں نیکوں کی ارواح رہتی تھیں اسی نام سے کہلاتا تھا۔

اور اس کی وجہ اُن کی کوئی فطرتی خاصیت نہ تھی۔ بلکہ یہ کہ اُن کے ساتھ ایک علامتی معنی وابستہ تھے
اُن میں سے ایک زندگی کا درخت کہلاتا تھا۔ جو باغ کے بیچوں بیچ واقعہ تھا۔ اور دوسرا نیک و بد
کی پہچان کا۔ زندگی کا درخت ایک اعلےٰ اور مضبوط تر حالت کی علامت تھا۔ جسے فرمانبرداری
کے صلہ میں پانے کا اشتیاق آدم اور حوا کو دلایا گیا تھا۔ اور دوسرا درخت جس کے پھل کھانے
کی قطعی ممانعت تھی۔ یعنی نیک و بد کی پہچان کا درخت۔ اُن کی فرمانبرداری کے پرکھنے کو کہ آیا
وہ نیکی یا بدی کی پیروی کرینگے ایک معیار تھا۔

آزمانے والا — بدی دنیا میں اس سے پہلے داخل ہو چکی تھی اور افتادہ ذی عقل
مخلوقات کی ایک گروہ موجود تھی جن کا سرغنہ شیطان تھا اور اس میں وہ قدرت پائی جاتی تھی
جس سے وہ اوروں کو شیاطین کے نقشِ قدم پر چلنے کو ورغلاتا ہے یہ قدرت خدا اپنی
مرضی سے چند قیود کے ساتھ شریروں کو دیدیتا ہے۔ اس مردود نے سانپ کی شکل اختیار
کی۔ اسلئے کہ سانپ پر کسی طرح کی بدگمانی کا شک نہیں ہو سکتا تھا۔ کیونکہ وہ میدان کے سب
جانوروں سے ہوشیار تھا۔ اُس نے پہلے اپنے تئیں حوا پر ظاہر کیا کیونکہ جانتا تھا۔ کہ دونوں میں
سے وہ زیادہ کمزور ہے۔ پھر بڑی چالاکی کے ساتھ اس کے وسیلہ سے بنی آدم کی بربادی کے کام کو تمام کیا یعنی
گر جانا اور سزا پانا۔ پہلے تو اس آزمانے والے نے خدا کی ممانعت کو ایک سخت صورت
میں پیش کیا۔ چنانچہ اُن سے دریافت کیا۔ "کیا یہ سچ ہے۔ کہ خدا نے کہا۔ کہ باغ کے ہر درخت
سے نہ کھانا" پھر یہ کہکر۔ کہ "تم ہرگز نہ مروگے" اُس نے خدا کی بات کو کاٹا۔ اور اُن کو گناہ کرکے
محفوظ رہنے کا یقین دلایا۔ پھر خدا پر یہ الزام لگایا کہ وہ تمہاری خوشی اور راحت سے جلتا
ہے۔ اور اسلئے اُس نے اصل حقیقت کو تم پر ظاہر ہونے نہیں دیا۔ اور آخرکار اُن کو یہ
فریب دیا کہ گناہ کرنے میں تمہارا بڑا فائدہ ہے۔ "خدا جانتا ہے کہ جس دن اس پھل سے
کھاؤ گے۔ تمہاری آنکھیں کھل جائینگی۔ اور تم خدا کی مانند نیک و بد کے جاننے والے
ہو جاؤ گے" غرضیکہ اسی طرح اُس نے پہلے عورت کو پھل کھانے کے لئے پھسلا لیا
اور پھر آدم نے بھی اُس کی راہ پر چل کر خدا کے حکم کو توڑ ڈالا۔ پس خدا کے حکم کی نافرمانی کا
فعل اُس سے دیدہ و دانستہ سرزد ہوا۔ جس میں شک اور بے ایمانی اور حرص ملی ہوئی تھی
اور اُن کے گناہ کو ان باتوں نے اور بھی بدتر بنا دیا۔ کہ انہوں نے خدائے تعالےٰ کی مہربانی
کو جس سے وہ اُن کے ساتھ پیش آتا تھا۔ پامال کر دیا۔ اور وہ اس بات کا بھی علم رکھتے

ہونگے۔ کہ اُن کا گناہ نہ صرف اُن پر بلکہ اُن کی اولاد پر بھی اثر ڈالیگا۔ پس ایک بڑی تبدیلی حادث ہوئی۔ جو اُن چہ مطلب الفاظ سے خوب مترشح ہے۔ جو عموماً اس حادثہ کو ادا کرنے کے لئے استعمال کئے جاتے ہیں یعنی یہ کہ وہ گر گئے موت ایک خاص معنی میں اُن کا حصہ ٹھیری۔ اُن کا بدن جسمانی موت کے تحت میں آیا۔ یعنی زندگی بخش رُوح سے جس پر اُس کی تمام قوتیں مثل دیکھنے۔ سُننے۔ اور ملنے کے منحصر ہیں۔ اُس کو مہجوری نصیب ہوئی۔ اور اسی طرح رُوح بھی خدا کی صحبت اور قربت سے محروم ہو گئی۔ اور اُس کا یہ نتیجہ ہُوا۔ کہ وہ ایک قسم کے بگاڑ اور ابتری میں مبتلا ہوئی۔ یا یوں کہیں کہ روحانی طور پر وہ بھی مُردہ ہو گئی۔ اس تبدیلی کی شدت جو آدم پر وارد ہوئی۔ اس بات سے ظاہر ہوتی ہے۔ کہ جب اس نے باغ میں خداوند کی آواز سُنی۔ تو بھاگ کر اپنے آپ کو چھپانا چاہا۔ آدم اور عورت کے لئے سزا تجویز کی گئی۔ سانپ اور آدم کے سبب زمین پر لعنت بھیجی گئی۔ آدم اور حوا جو اب رفاقت کے لائق نہ رہے تھے۔ باغ سے خارج کئے گئے۔ اور کروبیم چمکتی ہوئی تلوار کے ساتھ مقرر کئے گئے۔ کہ زندگی کے درخت کی حفاظت کریں ؛

وعدہ الٰہی۔ مگر سزا کے ساتھ ساتھ ایک عجیب وعدہ بھی کیا گیا۔ جسے عموماً نجات دہندہ کی نسبت پہلا وعدہ کہا کرتے ہیں جب سانپ پر یاوں کہو کہ ترغیب دینے والے پر جس نے سانپ کی شکل اختیار کی۔ فتوےٰ دیا جاتا تھا۔ اُس وقت خداوند نے فرمایا کہ "میں تیرے اور عورت کے اور تیری نسل اور عورت کی نسل کے درمیان دشمنی ڈالونگا۔ وہ تیرے سر کو کچلیگی۔ اور تو اُس کی ایڑی کو کاٹیگا"۔ اس وعدہ کا یہ مطلب تھا کہ عورت کی نسل میں سے ایک ایسا شخص پیدا ہوگا۔ جو سانپ کے سر کو کچلیگا۔ اور گر جانے کے نقصانات کی تلافی کریگا۔ علاوہ اس اُمید کے کہ ایک نجات دہندہ پیدا ہوگا جو شیطان سے لڑ کر اُس پر فتح پائیگا۔ اس نبوت سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے۔ کہ دنیا میں ہمیشہ دو مخالف نسلیں یا گروہیں جاری رہینگی۔ ایک طرف سانپ کی نسل۔ اور دوسری طرف نجات دہندہ کی نسل۔ یعنی اُس کا رُوحانی خاندان ہوگا۔ اور ان فریقوں میں برابر جنگ ہوتی رہیگی۔ ایک تو اپنے مخالف کی صرف ایڑی کو کاٹیگا۔ مگر دوسرا آخر کار اُس کے سر کو کچلیگا۔ قائن اور ہابیل جو آدم کے پہلے بیٹے تھے۔ ان دونو نسلوں یا فریقوں کی نظیر میں ہیں۔ تمام بائبل انہی کی لڑائی سے پُر ہے۔ مسیح کے ایام میں جو عورت کی خاص نسل تھا۔ یہ لڑائی اپنے اعلےٰ درجے تک پہنچی۔ اہل ایران نے اس سچائی کو بگاڑ کر یہ بات بنا لی تھی۔ کہ دو مخالف رُوحیں یا دیوتے پائے جاتے ہیں۔ جن میں ایک نیک اور دوسرا بد ہے اور دنیا پر قابض ہونے کے لئے لڑ رہے ہیں۔ مگر

دونو قدرت میں تقریباً مساوی ہیں۔ معلوم ہوتا ہے۔ کہ عورت کی نسل اور سانپ کی نسل کی باہمی لڑائیوں کا خاکہ اور کسی جگہ ایسی عمدگی کے ساتھ نہیں پایا جاتا۔ جیسا مکاشفہ کی کتاب میں پایا جاتا ہے۔ یہ لڑائی آخر تک جاری رہیگی۔ یعنی اُس وقت تک کہ مسیح راج کرنے کے لئے نہ آئے۔ اور اُس کا مخالف اُٹھا کر جہنم میں نہ گرایا جائے۔

پانچویں فصل

باغ عدن اور آدم کے گرجانے کے متعلق روایتیں

خوشی کی قدیم حالت۔ باغ کے درخت۔ کسدیہ۔ افریقہ۔ سانپ۔ آدم کے گرجانے کے متعلق دیگر روائتیں۔ سانپ کی لعنت

خوشی کی قدیم حالت۔ یہ ضرور تھا۔ کہ باغ عدن کی نسبت اور آدم کے گرنے اور نجات دہندہ کے وعدہ کی نسبت۔ جو گرجانے کے بعد کیا گیا۔ قدیم قوموں کی روائتوں میں کچھ نہ کچھ سراغ پایا جائے۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ ایک چھوڑ کئی جگہ کم و بیش وضاحت کے ساتھ ان باتوں کا سُراغ ملتا ہے۔ اور معلوم ہوتا ہے کہ یہ اعتقاد انسان کی جبلت میں مخلوط ہے۔ کہ ایک ایسا وقت تھا جب دنیا موجودہ حالت کی نسبت زیادہ پاک اور بہتر اور زیادہ خوشحال تھی۔ جیسی کہ اسی اعتقاد سے ملتی جلتی ایک جبلّی تمنّا بھی اُس میں پائی جاتی ہے جس کے مطابق وہ اُمید رکھتا ہے۔ کہ اچھے زمانے پھر آنے والے ہیں۔ اور ہم دیکھتے ہیں کہ ہندو مذہب کی بھی اسی قسم کے خیالات پائے جاتے ہیں۔ وہ مانتے ہیں کہ اچھا زمانہ گذر گیا اور اب کل جگ کا زمانہ ہے اور اس کے بعد پھر ایک اچھا زمانہ آئیگا۔

باغ کے درخت۔ کسدیہ کی روایات میں جو پیدائش کے بارے میں مروج ہیں اور خصوصاً اِسدوبار کی کہانیوں میں دیوتاؤں کے درخت یا درختوں یا جنگل کا ذکر پایا جاتا ہے۔ اور یہ دیوتاؤں کا درخت یا درختوں کا جھرمٹ اکثر پتھروں پر منقش ہوتا تھا۔ یعنی بابل کے نگینوں اور اسوری محلوں اور مندروں پر اُن کی تصویریں پائی جاتی تھیں۔ اور جہاں کہیں یہ تصویریں

مکمل ہوتی ہیں۔ وہاں کروبیم بھی اس متبرک علامت یعنی درخت کی دونو جانب کھڑے ہوتے ہیں +

افریقہ کے جنگلوں میں بھی لوگوں کو یہ متبرک درخت ملتے ہیں۔ چنانچہ ڈاکٹر لونگ سٹون صاحب انجیر کے درخت کی نسبت جو ہمیشہ دیسیوں کے دیہات کے قرب وجوار میں لگا ہوا ہوتا ہے یوں فرماتے ہیں "یہ درخت تمام افریقہ اور ہند میں متبرک سمجھا جاتا ہے۔ اور اس کی نرم نرم جڑوں کو جو زمین کی طرف جھکی ہوئی ہوتی ہیں تمام لوگ دوائی کے طور پر استعمال کرتے ہیں۔ کیا یہ اس بات کی روائت نہیں کہ یہ درخت زندگی کے درخت سے مشابہت رکھتا ہے جو آرچ بشپ وھیٹلے صاحب کے گمان کے مطابق لوگوں کو غیرفانی بنانے کیواسطے فردوس میں استعمال کیا گیا ہوگا +

سوال برپا ہوتا ہے۔ کہ وہ کونسا پیڑ تھا۔ جس کا پھل کھانے کی ممانعت ہمارے پہلے باپ کو کی گئی تھی۔ ربی مائیر صاحب فرماتے ہیں۔ کہ وہ گیہوں کا درخت تھا۔ اور ربی جی ہودا کے خیال میں وہ انگور کا پیڑ تھا۔ ربی آبا صاحب کہتے ہیں کہ وہ فردوس کا سیب تھا۔ اور ربی جوسی کی سمجھ میں انجیر کا پیڑ تھا۔ وہ اس کی دلیل یہ دیتے ہیں کہ جب آدم وحوا فردوس سے نکالے گئے تھے اس وقت انہوں نے اسی کے پتے اوڑھنے کے لئے استعمال کئے تھے ایک ایرانی کہانی جو بعد میں اہل عرب کے درمیان مروّج ہوئی یہ ہے۔ کہ وہ ممنوعہ پھل گیہوں تھا۔ جو ایک ایسے درخت میں لگا ہوا تھا۔ جس کا تنہ سونے کی مانند اور شاخیں چاندی کی طرح تھیں۔ اور اس کی ہر شاخ میں پانچ پانچ چمکتی ہوئی بالیں لگی ہوئی تھیں اور ہر بال میں پانچ پانچ دانے تھے جو قد میں شترمرغ کے انڈے کے برابر تھے۔ خوشبو میں مشک عنبر کی طرح اور شیرینی میں شہد کا مزہ رکھتے تھے۔ جنوبی امریکہ کے باشندے خیال کرتے ہیں کہ وہ کیلے کا درخت تھا۔ جس کے ریشے صلیب کی مانند ہوتے ہیں اور وہ کہتے ہیں کہ آدم نے شروع ہی سے اس درخت کے ریشوں کے وسیلے نجات کے لئے ڈھونڈ لیا تھا۔ سنٹ ونسنٹ کے باشندے کہتے ہیں کہ وہ تمباکو کا پیڑ تھا +

آزمائش کے کام میں سانپ کی وساطت۔ یہ بات صاف ظاہر ہے۔ کہ ہندوؤں کی کہانیوں کے) تیامت یعنی سمندر کا اژدہا۔ پیدائش کی کتاب کے سانپ کی مانند جو گر جانے سے تعلق رکھتا ہے۔ بلکہ یوں کہنا چاہیئے۔ کہ حقیقت میں اس سے وہی سانپ مراد

ہے۔ اس سانپ کی شکل جیسی کہ نگینوں پر کندہ ہے۔ مثل اژدہے کے ہے۔ سر اُس کا گوشت خور جانور کی مانند ہے۔ جسم پر مچھلی کی طرح چھلکے اور پنجے عقاب کے پنجوں کی طرح۔ اور پشت پر دار ہوتی ہے۔ اس کا ایک عجیب اور قدیم نمونہ برٹش میوزیم (انگریزی عجائب خانہ) میں پایا جاتا ہے۔ جس میں دو شکلیں پائی جاتی ہیں۔ جن میں سے ہر ایک درخت کے دو نو جانب پھل کی طرف ہاتھ پھیلائے بیٹھی ہے اور اُن کے پیچھے ایک سانپ لٹک رہا ہے۔ اور ہم جانتے ہیں کہ قدیم سنگ تراشی میں کوئی شکل یوں ہی اٹکل سے نہیں بنائی جاتی تھی۔ بلکہ ہر ایک شکل یا تو کسی اصلی یا قیاسی واقعہ کو ظاہر کرتی تھی اور یا کسی شخص کے سوانح کو ظاہر کیا کرتی تھی۔ جس کا ذکر اُن کی کہانیوں میں پایا جاتا تھا۔ پس اس سے صاف ظاہر ہے کہ انسان کے گرنے کے بارے میں کوئی کہانی مانند اس کے جو پیدائش کی کتاب میں درج ہے اہل بابل کے درمیان ضرور مروّج ہوگی۔ خلقت کے متعلق کسدی روایتوں میں جو اژدہا انسان کا ورغلانے والا ہے قیامت سے نکلا ہے جو سمندر اور ابتری کی اصل ہے۔ اور وہ اس ابتری اور بے ترتیبی کی روح کا جامع ہے۔ جو دنیا کی پیدائش کے وقت دیوتاؤں کی مخالف تھی۔

سانپ کی بربادی کے بعد انسان کے پھر بحال ہونے کا وعدہ اُن غربی اور شرقی کہانیوں سے مترشح ہے جن میں سانپ کا ذکر پایا جاتا ہے مثلاً یونانی روایت ہے کہ ہسپیرڈیز کے باغ میں تین بہنیں لیڈن نامی اژدہا کی مدد سے ایک درخت کی حفاظت کرتی تھیں جس میں سنہلے سیب لگے ہوئے تھے۔ اور کہتے ہیں کہ ہرکیولیز کی مہمات میں سے ایک مہم یہ تھی کہ وہ ان سیبوں کو اپنے قبضہ میں لائے۔ اور بعض پرانی کہانیوں میں اس طرح بیان ہوا ہے۔ کہ وہ سانپ کو مار کر ان سیبوں کو اپنے قبضے میں لایا۔ پھر ہرکیولیز کی نسبت ایک اور کہانی مروّج تھی۔ اور وہ یہ کہ اُس نے اُس سانپ کو اپنے گہوارے میں مار ڈالا تھا۔ جسے جونو دیوی نے بھیجا تھا کہ ہرکیولیز کو مار ڈالے۔ اور اپالو کے حق میں یہ روایت مروّج تھی کہ اُس نے مشہور سانپ پائتھوں کو مارا تھا۔ اب یہ سب کہانیاں اُسی ماخذ سے نکلی ہیں۔ پھر ہندوؤں کی روائتوں میں بدروحوں کے بادشاہ کو سانپوں کا بادشاہ کہا ہے اور اُن کا دوزخ بھی انہیں زہریلے جانوروں سے بھرا ہوا ہے جو ایک وحشتناک طور پر پیچ در پیچ لپٹے پڑے ہیں۔ کرشن نے جو پرماتما کا اوتار سمجھا جاتا ہے۔ اس بڑے سانپ پر حملہ کر کے اُسے جان سے مار ڈالا تھا۔ اور کئی ہندو تصویروں میں وہ اس شکل میں نظر

آتا ہے۔ کہ گویا سانپ کے سر کو اپنے پاؤں تلے دبائے کھڑا ہے۔ ہر قوم کے لوگ سانپ سے ایک طبعی ڈر رکھتے ہیں اور سب یہی چاہتے ہیں کہ اُس پر ذرا رحم نہ کیا جائے۔ بلکہ اُس کا سر پاؤں تلے کچل ڈالا جائے۔ ممکن ہے کہ ان باتوں کا آدم کے گر جانے کے افسوسناک واقعہ سے کچھ بھی تعلق نہ ہو۔ تاہم اس کا انکار نہیں کیا جا سکتا کہ ایک ایسا مخلوق جو بنی آدم کے ساتھ رتی بھر ہمدردی نہیں رکھتا۔ جس سے کسی طرح کے دوستانہ سلوک کی توقع نہیں کی جا سکتی۔ جو زہر سے پُر۔ اور سردمہری سے معمور اور غلاظت سے بھرا ہُوا ہے۔ جو چپ چاپ اور آہستہ آہستہ چوری سے دبی چال چلتا ہے۔ حتّٰے کہ اُس کی موجودگی کا بار ہا کسی کو شک تک نہیں گذرتا۔ تاوقتیکہ اس کے زہریلے دانت اُس کے شکار کے گوشت میں نہیں گھُس جاتے۔ بیشک ایسا جانور دنیا کی باقی مخلوقات میں سب سے بڑھ کر اس لائق تھا کہ آزمانے والے کا نشان اور علامت ٹھیرے۔ جس طرح بائبل کے شروع میں اُسی طرح بائبل کے آخر میں وُہی پُرانا سانپ یعنی شیطان خدا اور انسان کا جانی دشمن ہے۔ مکاشفہ ۲۰ : ۲ +

گر جانے کے متعلق دیگر روائتیں۔ آدم کے گر جانے کے متعلق سب سے عجیب روائتیں وہ ہیں جو شرقی ممالک میں پائی جاتی ہیں۔ کیپٹن رالنسن صاحب فرماتے ہیں کہ بعض لوگوں کے نزدیک گرنے کی خرابی رفتہ رفتہ اپنے آخری درجے تک پہنچی۔ مثلاً یونانی پہلے آدمی کے سنہلے زمانہ سے رفتہ رفتہ آہنی زمانہ تک پہنچتے ہیں۔ اور یہ آہنی زمانہ وہی زمانہ تھا جبکہ اُن کے پہلے مُصنّف اس دنیا میں موجود تھے۔ اور اسی طرح ہندو بھی آدمی کو دوسرے اور تیسرے جگ میں سے گذار کر اُس چوتھے جگ میں لاتے ہیں جسے وہ اپنے ایام کا زمانہ سمجھتے ہیں۔ مگر بعض قوموں کے نزدیک انسان کا گرنا یک بیک وقوع میں آیا۔ مثلاً آخری ایرانی تصنیفات میں جن کی تصنیف کا زمانہ ٹھیک ٹھیک معلوم نہیں ایسا ذکر پایا جاتا ہے جو پیدائش کے بیان سے عجیب طرح کی مشابہت رکھتا ہے۔ چنانچہ اُس کے بموجب پہلا آدمی اور پہلی عورت ابتدا میں پاکیزگی اور بیگناہی کی حالت میں رہتے تھے۔ اور اُرمزد نے اُن سے وعدہ کیا تھا کہ اگر وہ نیکی میں ثابت قدم رہیں۔ تو اُن کو دائمی خوشی عطا کی جائیگی۔ وہ ایک باغ میں رہتے تھے۔ اور اُس میں ایک ایسا درخت لگا ہُوا تھا۔ جس کا پھل وہ کھایا کرتے تھے۔ اور جو اُن کو زندگی اور بقا بخشتا تھا۔ مگر اہرمن نے جو بدی کی اصل ہے۔ اُن کے آرام و راحت سے

رشک کھا کر اُس باغ میں ایک اور درخت لگا دیا۔ اور ایک بُری رُوح بھیجی۔ جس نے سانپ کی شکل اختیار کر کے اُن کو بہکایا۔ کہ اس نئے درخت کا پھل کھائیں۔ اور اس پھل نے اُن کو بگاڑ دیا۔ چنانچہ بُرے خیالات اُن کے دل میں جوش مارنے لگے۔ اور نتیجہ یہ ہوا کہ بجائے ارمزد کے اہرمن اُن کا معبود بن گیا۔ اور وہ شیاطین کے قبضے میں آ کر گناہ اور تکلیف کا شکار ہو گئے۔ اِس کی نسبت عموماً یہ خیال ہے کہ اہل ایران نے یہ قصّہ غالباً موسٰے کی تصنیفات سے اخذ کیا تھا۔ چینی روائتیں بھی انسان کو اُس کی ابتدائی حالت میں بے گناہ اور خُوشحال ظاہر کرتی ہیں۔ اور اُن سے معلوم ہوتا ہے کہ یا تو وہ نامناسب درجے تک علم کی حرص رکھنے سے۔ یا خوشامد کے سبب اور یا عورت کے ورغلانے کے باعث گِر گیا تھا +

سانپ کی لعنت۔ یہ صاف ظاہر ہے۔ کہ کسدی کہانیوں میں سانپ اُس لعنت میں شامل ہے جو انسان کے گرنے کے وقت بھیجی گئی تھی اور نیز یہ کہ دیوتاؤں نے اُن تمام تکلیفوں کو جو بنی نوع انسان کو ستاتی ہیں بنی آدم پر لعنت کے طور پر بھیجا ہے چنانچہ انسان کی نسبت لکھا ہے۔ کہ علم اور حکمت اُس کو نقصان پُہنچائینگے۔ خانگی جھگڑے اُس کے حصّے میں آئینگے۔ ظلم کے پنجے میں گرفتار کیا جائیگا۔ دیوتاؤں کو ناراض کریگا۔ اپنی محنت کا پھل نہ کھائیگا۔ اُس کی مُرادیں بر نہ آئینگی۔ وہ عبث دُعائیں مانگیگا۔ دل اور بدن کی تکلیفیں اُس پر نازِل ہونگی۔ اور وہ آئندہ زیادہ گناہ کیا کریگا +

عدن کا شرقی دروازہ۔ قائن اور ہابیل کی پیدائش۔ اُن کی قربانیاں۔ قائن کی سزا۔ قائن اور سیت۔ قائن اور ہابیل کی نسلیں۔ تمام بنی آدم کا ایک ہی اصل سے ہونا۔ قدیم تہذیب۔ عمر کی درازی۔ عمر کی درازی کے متعلق روائتیں۔ دنیا کی بدی ؎

عدن کا شرقی دروازہ۔ وہ کروبیم جو چمکتی ہوئی تلوار سے زندگی کے درخت کی حفاظت کرتے تھے باغ کے مشرقی طرف مُقرر کئے گئے تھے۔ اس سے یہ نتیجہ نکل سکتا ہے کہ آدم اور حوّا اُس قطعہ زمین کے مشرقی حصے میں مقیم ہوئے جو روم اور ایران کی موجودہ حد فاصل سے بہت دور نہیں۔ اور معلوم ہوتا ہے۔ کہ آدم اور حوا کے گر جانے کے بعد بھی عدن کے اس مشرقی دروازہ کے نزدیک ایک جگہ ہوگی جہاں خدا تعالےٰ چمکتی ہوئی روشنی کے وسیلے۔ یا کسی اور طرح اپنے تئیں ظاہر کیا کرتا تھا۔ اس جگہ کا نام "خداوند کا چہرہ" پڑ گیا تھا پیدائش ۴/۱۴ (ہماری بائبل میں عبرانی کا ترجمہ "تیرے حضور" کیا گیا ہے) غالباً یہی مقام وہ مقدس یا عبادتگاہ تھا جہاں ہمارے پہلے ماباپ اور اُنکا خاندان اپنی قربانیاں چڑھایا کرتے تھے۔ اور یہ بات بھی کسی قدر تسلیم کے قابل ہے۔ (گو اُس کی مخالفت بھی کی گئی ہے) کہ خون کی قربانیاں خدا نے آدم کے گر جانے کے بعد ہی مُقرر کر دی تھیں تا کہ اس طریقے سے انسان گناہ کی شناخت حاصل اور معافی کی ضرورت محسُوس کرے۔ معلوم ہوتا ہے کہ خدا نے اس عرصے میں پاک اور ناپاک جانوروں میں بھی امتیاز قائم کیا۔ چنانچہ صرف پاک جانور ہی قربانی چڑھائے جاتے تھے۔ اور جب قربانی خدا کو منظور ہوتی تھی۔ تو خدا اس بات کو کسی ظاہری نشان سے آشکارا کیا کرتا تھا۔ مثلاً اپنے حضور سے آگ بھیج کر اُسے جلا دیتا تھا اور

جب نامنظور ہوتی تھی تو اس قسم کا کوئی نشان ظاہر نہیں ہوتا تھا ؀

قائن اور ہابیل کی پیدائش ۔ آدم و حوّا کو باغ عدن سے نکلے بہت عرصہ نہ ہُوا ہو گا۔ کہ قائن اور ہابیل جو اُن کے سب سے بڑے بیٹے تھے پیدا ہوئے ۔ دونو بھائی اپنے پیشوں اور بعض خواص میں ایک دوسرے سے بہت فرق نہیں رکھتے تھے ۔ اُن میں سے ایک زمین جوتنے والا اور دوسرا بھیڑ بکریاں چرانے والا تھا ۔ اور معلوم ہوتا ہے کہ دونو اپنی عادات میں محتاط اور عبادت الٰہی کی طرف متوجہ تھے ؀

اُن کی قربانیاں ۔ لیکن اُن کی قربانیوں میں بڑا فرق تھا ۔ جس سے اُن کی طبیعت اور خصلت کا فرق بھی ظاہر ہو جاتا ہے ۔ قائن کی قربانی زمین کی پیداوار سے اور ہابیل کی قربانی اُس کے جانوروں میں سے تھی ۔ بعض لوگوں کا گمان ہے ۔ کہ قائن اپنی قربانی کے وسیلے صرف اتنا تسلیم کرنا چاہتا ہو گا کہ خدا فقط دنیاوی چیزوں کا دینے والا ہے ۔ لیکن ہابیل اپنے ذبیحہ کے خون سے یہ ظاہر کرتا تھا ۔ کہ میں اپنے جرم کو پہچانتا اور خدا کی کفارہ بخش رحمت پر بھروسہ رکھتا ہوں مطلب خواہ کچھ ہی ہو ۔ اتنی بات تو نئے عہدنامہ کے کئی مقاموں سے صاف ظاہر ہے ۔ کہ ہابیل نے اپنی قربانی ایمان کے ساتھ اور خدا کے وعدہ پر تکیہ کرتے ہوئے گذرانی (عبرانی ۱۲/۲۴) اور کہ وہ اس حقیقت کو پہچانتا تھا کہ بغیر خون بہائے گناہوں کی معافی نہیں ہو سکتی ۔ قبولیت کا شرف ہابیل کو نصیب ہُوا ۔ اور قائن اُس سے محروم رہا ۔ لیکن اس مہربانی اور کرم کا جس سے ہابیل ممتاز کیا گیا ۔ قائن پر یہ اثر پڑا کہ اس کے دل میں حسد کی آگ جل اُٹھی جسے خدا کی ملامت بھی نہ بجھا سکی ۔ بلکہ یہ خطرناک اور مہلک جذبہ بتدریج بڑھتا گیا ۔ حتّٰے کہ "قائن اپنے بھائی کے برخلاف اُٹھا اور اُسے مار ڈالا" ۔ آدم اور حوا کو جنہیں اپنے گناہ کا تلخ پھل اس قدر جلد کھانا پڑا یہ دیکھ کر کہ اُن کا پلوٹھا بیٹا قاتل اور دوسرا بیٹا اپنے بھائی کا مقتول ہُوا کس قدر رنج اُٹھانا پڑا ہو گا ؀

قائن کی سزا ۔ لیکن خدا نے قائن کو بہت جلد اس ہیبتناک جرم کی بازپرس کے لئے طلب کیا ۔ یا دوسرے لفظوں میں یُوں کہیں کہ اُس کے گناہ نے اُسے فوراً پکڑ لیا ۔ چنانچہ وہ خدا کی ظاہری حضوری سے خارج کیا گیا ۔ اور اپنے بھائیوں کی رفاقت اور صحبت سے نکالا گیا ۔ اور زمین پر اُس کے سبب سے ایک نئی لعنت کا بوجھ آپڑا ۔ گو اُس کی جان بخشی تو کی گئی ۔ تاہم زیست بھر اُس کو خوشی اور سلامتی نصیب نہ ہوئی ۔ مشرق کی طرف جا کر اُس نے ایک شہر یا ایک حصین بستی کی بنا ڈالی ۔ اور ایک قوم کا سرگروہ اور بانی ہُوا ۔ ایک یہودی روایت بیان کرتی

ہے کہ وہ اپنے آخری ایام میں دیوانہ ہو گیا تھا۔ اور جنگلی حیوانوں کی طرح مارا مارا پھرتا تھا۔ اور اس کا
شہر جس کا نام حنوک تھا بنی آدم کے بے دین اور دنیا پرست حصہ کا دارالحکومت بنا ۔
قائن اور سیت ۔ آدم کا ایک اور بیٹا سیت تھا جو اُس وقت پیدا ہوا جبکہ اس کے باپ کی عمر
ایک سو تیس برس کی تھی وہ ہابیل کا جانشین ہوا اور نبی آدم کے اس حصہ کا جو خدا پرست تھا سرگروہ ہوا۔ ا
غلب ہے کہ آدم کے فقط دو ہی بیٹے قائن اور سیت نہ تھے۔ بلکہ ماسوائے انکے اور بھی تھے (پیدائش ۵: ۴
ایک مشرقی روائت کے بموجب (جو حقیقت میں بہت وقعت کے لائق تو نہیں) آدم اور حوا کے تینتیس لڑکے اور
ستائیس لڑکیاں پیدا ہوئیں اسکے دیگر فرزندوں کا ذکر غالباً اسواسطے نہیں ہوا کہ اُن میں سے کوئی نامور نہ تھا۔ اغلب
ہے کہ جو لڑکے قائن اور سیت کے درمیان پیدا ہوئے (ہابیل کو چھوڑ کر) وہ سب طبیعت اور مزاج
میں قائن کی مانند ہونگے اور اُسی کی گروہ میں جا ملے ہونگے۔ پس جب تک سیت پیدا نہ ہوا
تب تک ہابیل کا کوئی ہم خیال اور ہم مزاج جانشین نہ ملا۔ یعنی ایک ایسا جانشین جو ایمان
سے چلتا اور خدا کے سامنے اپنے جرم کو پہچانتا اور سوختنی قربانی کے وسیلے اپنا بھروسہ خدا کی
خالص رحمت پر ظاہر کرتا ہو۔ کئی پشتوں تک دنیا کی آبادی کا حال اُس دریا کی مانند رہا جو
دو شاخوں میں منقسم ہوتا ہے۔ یعنی یا تو لوگ قائن کی طرف رجوع ہوتے تھے۔ اور یا سیت
کی طرف۔ لیکن یہ یاد رکھنا چاہئے۔ کہ بے دین شاخ دوسری شاخ کی نسبت ایک سو تیس
برس پہلے شروع ہو چکی تھی۔ پس تعجب کی بات نہیں کہ ان اسباب کی وجہ سے وہ شاخ جو
زیادہ پھیل گئی بے دین اور دنیا پرست لوگوں کی شاخ ہو ۔

دو نسلیں ۔ قائن اور سیت کی ۔ قائن کی نسل دنیاوی خوشی اور راحت کے سازوسامان
کی تلاش میں سرگرم اور کامیاب ہونے کے سبب مشہور ہوئی اور سیت کی اولاد سے جو دنیوی
کاموں کی پروا کم کرتی تھی بہت لوگوں نے دینداری میں شہرت پائی۔ قائن کی اولاد نے
علم اور ہنر اور صنعت کاری کی پیروی کی۔ چنانچہ یابل خیموں اور ایسے مکانوں کا جنہیں ایک
جگہ سے اُٹھا کر دوسری جگہ لے جا سکتے ہیں۔ موجد۔ اور خانہ بدوش زندگی بسر کرنے والوں
کا بانی ہوا جو مواشیوں کا شمار بڑھانے کے لئے موزون زندگی ہے۔ اور اُس کے بھائی
یوبل نے گانے بجانے کے سازوں کو ایسی تکمیل دی۔ کہ اُن کے سبب سے گانے
بجانے والوں کے درمیان علم موسیقی کا پیشوا سمجھا گیا۔ توبلقائن نے جو یابل اور یوبل
کا سوتیلا بھائی تھا۔ دھاتوں کی دستکاری میں اسی قسم کی شہرت حاصل کی۔ اور ایک بیہودہ

روایت کے بموجب توبلقائن کی بہن نعمہ لباس گوٹہ کناری اور ہار سنگار کی ایجاد کرنے والی ٹھیری۔ لیکن سیت کی اولاد میں سے کسی کا ذکر نہیں آیا۔ جس نے ان کاموں میں سے کسی کام میں شہرت پائی ہو۔ برعکس اِس کے اُس کا نام اس بات سے روشن ہے کہ اُس کی نسل میں سے ایسے ایسے لوگ نکلے جیسے حنوک تھا۔ جو خدا کے ساتھ ساتھ چلتا تھا۔ اور زندہ اُوپر اُٹھایا گیا۔ یا جیسے نوح۔ جو اپنی ایمانداری کے سبب سے چنا گیا۔ تاکہ کشتی بنائے اور نوع انسان کو قائم رکھے۔

بنی آدم ایک ہی اصل سے ہیں۔ نوشتوں کے بیان سے ظاہر ہوتا ہے کہ تمام بنی آدم ایک ہی ماںباپ کی اولاد ہیں۔ اور کہ اُنہوں نے ایک سیدھی سادی تہذیب کی حالت سے اپنی زندگی شروع کی۔ اور کہ ابتدا میں وہ بہت علم نہیں رکھتے تھے۔ بلکہ اُنہوں نے رفتہ رفتہ ایسے فنون میں جو قسم قسم کی آرائش اور زینت کو پیدا کرتے ہیں اور دیگر کار آمد فنون میں مہارت حاصل کی۔ لیکن برعکس اس کے بعض لوگوں کی یہ رائے ہے۔ کہ موجودہ مختلف قوموں میں ایسے فطرتی اور طبعی فرق پائے جاتے ہیں۔ جو اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ وہ قومیں ابتدا ہی سے جُدا جُدا پیدا ہوئی ہیں۔ اور وہ کہتے ہیں کہ سفید رنگ اور تیز طبع انگلوسکسن اور سیاہ فام اور کاہل مزاج حبشی۔ اور زعفرانی اور تانبے کی سی رنگت والی قومیں جو ایشیا اور اسٹریلیا اور امریکہ میں پائی جاتی ہیں۔ اس بات کی تصدیق کرتی ہیں۔ اس میں شک نہیں کہ اس بات کے ساتھ بہت سی مشکلات وابستہ ہیں۔ تاہم اگر ہم اس بات پر غور کریں کہ انسان اور حیوان پر آب وہوا کے اختلاف کا۔ اور غذا اور تعلیم کا اور کاروبار کا بڑے بڑے زمانوں کے عرصے میں کیسا اثر پڑتا ہے۔ اور اُس کے ساتھ اِس بات کو بھی نظر انداز نہ کریں کہ وہ اسباب جن سے یہ فرق پیدا ہوتے ہیں۔ ابتدا میں بہ نسبت اِس زمانہ کے زیادہ زور آور اور کارگر تھے۔ جیسا کہ وہ اسباب زیادہ مؤثر تھے جن کے سبب سے لوگوں نے مختلف زبانیں وضع کرکے انہیں استعمال کرنا شروع کیا۔ تو ہم نوشتوں کی اُس گواہی کو جو تمام بنی آدم کے ہم اصل اور ہم نسل ہونے کے بارے میں پائی جاتی ہے تجربہ کے برخلاف نہ پائینگے۔ علاوہ بریں جب ہم دیکھتے ہیں کہ گناہ تمام بنی آدم میں ایک ہی قسم کی صورتوں میں نظر آتا ہے۔ اور کہ انجیل ہر قوم کے لوگوں کو اپنا معتقد بنالیتی ہے۔ حتےٰ کہ وحشی سے وحشی قوموں میں سے بھی اُس نے بہتوں کو اپنا پیرو بنالیا۔ اور اُن میں سے بہتوں نے اُسے قبول کیا۔ اور کہ

جہاں کہیں لوگوں نے اُسے قبول کیا۔ وہاں اُس نے عجیب قسم کی تبدیلیاں پیدا کی ہیں۔ یہانتک کہ اُن لوگوں کو اعلےٰ درجے کی قوموں کی مانند بنا دیا تو ہم کو معلوم ہوتا ہے کہ یہ باتیں اس امر کا پختہ ثبوت ہیں کہ طبعی خاصیتوں کے لحاظ سے تمام بنی آدم ایک ہی ہیں۔ اور ابتدا میں ایک ہی خاندان تھے ؂

قدیم تہذیب۔ بعض اشخاص کا گمان ہے کہ بنی آدم پہلے پہل وحشیانہ حالت میں پیدا ہوئے۔ اور پھر رفتہ رفتہ تہذیب کی حالت تک پہنچے کیونکہ تہذیب ہمیشہ ترقی کیطرف مائل ہے۔ چنانچہ وہ ہتھیار اور اوزار جن کی نسبت معلوم ہؤا ہے کہ وہ مختلف ممالک کے قدیم باشندوں سے تعلق رکھتے ہیں۔ پتھر اور پیتل اور لوہے کے زمانوں پر دلالت کرتے ہیں یعنی جیوں جیوں لوگوں میں ان چیزوں کے استعمال کرنے کی لیاقت آتی گئی۔ تیوں تیوں وہ اُن کو استعمال کرتے گئے۔ اب یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ اس سادا مگر نامکمل تہذیب کے ابتدائی اندازے یا پایہ سے لوگ گر بھی سکتے تھے۔ اور بڑھ بھی سکتے تھے۔ اور ہمارے پاس اس بات کے ماننے کے لئے معقول وجوہات موجود ہیں کہ بہت لوگ اس درجے سے گر گئے اور بہت بڑھ گئے۔ پس اس میں شک نہیں کہ تہذیب ہمیشہ ترقی کی طرف مائل نہیں رہی۔ مثلاً امریکہ کے وسط میں اب تک بہت سی چیزیں ایسی باقی ہیں۔ جو ایک اعلےٰ درجے کی تہذیب پر اشارہ کرتی ہیں۔ لیکن وہ تہذیب جاتی رہی اور اُس کے بعد تانبے کے سے رنگ والے انڈین لوگوں کا زمانہ آیا جو ایک نہایت وحشی قوم ہے۔ جو اپنی خوراک صرف صید و شکار کے وسیلے حاصل کرتی ہے۔ ملک چین میں صدیوں سے تہذیب ایک ہی درجے پر محدود رہی ہے۔ پس تہذیب کی صحیح تاریخ میں کوئی ایسی بات نہیں پائی جاتی جو پاک نوشتوں کے برخلاف ہو۔ بلکہ برعکس اس کے کئی باتیں اس بات کی تائید کرتی ہیں کہ انسان ایک سادا سی تہذیب کی حالت میں پیدا ہؤا۔ اور اُس کے سامنے نئی نئی باتوں کو ایجاد۔ اور نئی نئی حقیقتوں کو دریافت کرنے کا تمام میدان کھلا تھا۔ اور اگر ایک طرف بعض لوگ کم و بیش تنزّل پذیر ہوئے۔ تو اُن کے مقابلہ میں دوسری جانب اور لوگ نیچر کے علم۔ اور حرفت اور دستکاری کی لیاقت میں ترقی کرتے گئے ؂

عمر کی درازی۔ اس زمانہ کی سب سے بڑی اور عجیب خصوصیت یہ تھی کہ لوگوں کی عمر بہت بڑی ہوتی تھی۔ مثلاً آدم ۹۳۰ برس تک جیتا رہا۔ اور متوسلح جس کی عمر سب سے

بڑی تھی ۹۶۹ برس کا ہو کر مُوا - اور باقی لوگوں میں سے بھی بہتوں کی عمریں قریباً اتنی اتنی لمبی ہوئیں اور ظاہر ہے کہ یہ عجیب بات اس واسطے وقوع میں آئی کہ بنی آدم کا شمار جلد ترقی کرے اور علم و ہنر جلد فروغ پائے اور وہ قدیم عرفان اور کشف جو سچے خدا اور اُس کی عبادت اور آنے والے نجات دہندہ کی نسبت مرحمت ہُوا تھا محفوظ رہے - لیکن ہم تھوڑی دیر کے بعد دیکھتے ہیں - لوگوں نے اس بات کو اور مطلبوں کے حاصل کرنے کے لئے بگاڑ دیا - اب چاہیئے کہ قدیم قوموں کی روایتوں میں ایسی ایسی عجیب باتوں کا ذکر پایا جائے - کہ طوفان سے پہلے لوگوں کی عمریں دراز ہوتی تھیں - اور کہ ان دنوں میں جبارؔ ہوتے تھے -

جوسیفس اپنی تصنیفات میں اس بات کا بیان عجیب طور پر کرتا ہے - چنانچہ وہ کہتا ہے "کہ کوئی آدمی قدیم لوگوں کی عمروں کو اپنی عمروں کے ساتھ یا اُن تھوڑے سے سالوں کے ساتھ جو ہم کو اس دنیا میں ملتے ہیں مقابلہ کر کے یہ نتیجہ نہ نکالے - کہ جو کچھ ہم نے انکی نسبت کہا ہے وہ لغو ہے - کیونکہ وہ قدیم لوگ جو خدا کے پیارے تھے - جن کو خدا نے اپنے دست مبارک سے ابھی ابھی خلق کیا تھا - اور جن کی خوراک عمر کو دراز کرنے کے لائق تھی اتنے سالوں تک بخوبی زندہ رہ سکتے تھے - اور ماسوائے اس کے خدا نے اُن کی نیکی کے سبب سے اُن کو دراز عمریں عطا کیں اور نیز اسلئے کہ علم نجوم اور علم جیاٹیری (اقلیدس) کے متعلق نئی حقیقتیں دریافت کریں - اور وہ ایسا کبھی نہ کر سکتے - اگر وہ چھ چھ سو برس تک نہ جیتے کیونکہ سال عظیم اتنے عرصے کے بعد ختم ہوتا ہے - اور جو کچھ میں نے کہا - اس پر یونانیوں اور بربریوں کے درمیان وہ سب لوگ جنہوں نے پُرانے زمانے کے حالات قلمبند کئے شہادت دیتے ہیں - بلکہ مینتھو جس نے مصر کی تاریخ تحریر کی - اور بروسس جس نے کسدی کتبے جمع کئے - اور موکس اور ہیسٹیس وغیرہ بھی اس بات کی تائید کرتے ہیں - اور علاوہ اُن کے ہائیر انیمس مصری - اور وہ جنہوں نے تاریخ فنیکی تالیف کی ہے میرے بیان سے متفق ہیں - اور پھر ہیسیڈ اور ہیکٹیس - اور ہلنیکس اور اکوسیلاس اور علاوہ اِن کے افورس اور نکولاس وغیرہ صاحبان بیان کرتے ہیں کہ قدماء ہزار ہزار برس تک جیتے تھے"

عمر کی درازی کے بارے میں روائتیں - رالنسن صاحب فرماتے ہیں کہ ایسی روائتیں کثرت سے پائی جاتی ہیں جو اس بات میں متفق ہیں کہ شروع میں انسان کی زندگی

بہ نسبت اس زمانے کے زیادہ لمبی ہوتی تھی۔ کم از کم سینکڑوں سالوں تک پہنچتی تھی۔ اہل بابل اور اہل مصر اور اہل چین نے تو اس قدر مبالغہ کیا ہے کہ سینکڑوں کو ہزاروں تک پہنچا دیا ہے۔ لیکن اہل یونان اور اہل روم نے کسی قدر زیادہ اعتدال سے کام لیا ہے چنانچہ اُنہوں نے انسان کی عمر کو ہزار یا آٹھ سو برس کے اندر اندر محدود رکھا ہے۔ ہندوؤں نے اس درازی کو اور بھی مختصر کر دیا ہے۔ چنانچہ اُن کی کتابوں سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ پہلے جگ میں لوگ ہر طرح کی بیماری سے آزاد تھے۔ اور عموماً چار سو برس تک جیتے رہتے تھے۔ مگر دوسرے جگ میں عمر کی لمبائی چار سو سے تین سو سال تک رہ گئی۔ اور تیسرے جگ میں صرف دو سو برس رہ گئے۔ اور آخر کار چوتھے جگ میں جو سب سے آخری جگ ہے کل ایک سو سال رہ گئے۔ اہل چین کو یہ بات ایسی سچی معلوم ہوتی تھی۔ کہ اُن کے ایک فغفور نے اپنے ایک رسالہ میں جو علم طب کے متعلق تصنیف کیا۔ اس بات کے دریافت کرنے کی کوشش کی۔ کہ اس کا کیا سبب ہے۔ کہ قدیم زمانے کے لوگوں کی عمریں زمانہ حال کے لوگوں کی عمروں کی نسبت زیادہ دراز ہوتی تھیں۔ اکثر سائنس کی بنا پر یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ عمر کا اس قدر دراز ہونا ناممکن ہے۔ مگر ہم یہ کہتے ہیں کہ جو کچھ سائنس سچائی کے ساتھ اس معاملے میں کہہ سکتی ہے سو فقط یہ ہے۔ کہ انسانی بدن موجودہ ساخت کے ساتھ اتنی مدت تک قائم نہیں رہ سکتا۔ وان ہالر اور ہفلن صاحب جیسے ہوشیار اور بیدار مغز فیزیالوجسٹ اقرار کرتے ہیں۔ کہ ان حالتوں کی نسبت جن کا علم ہم کو کماحقہ حاصل نہیں۔ یہ رائے دینا کہ یہ ہوا یا وہ ہوا سراسر ناممکن ہے۔ اور یاد رکھنا چاہیئے کہ شروع میں انسان کا بدن موت کے تابع نہ تھا۔ اور جب تابع ہوا تو اس وقت بھی سڑنے اور گلنے کی خاصیت اس قدر سریع الاثر نہ تھی جیسے کہ اب ہے۔ کیونکہ اُس وقت خون موروثی امراض کی خرابیوں سے آزاد تھا اور نیز دیگر اسباب نے جو عمر کو کوتاہ کرتے ہیں ہنوز اپنا کام شروع نہیں کیا تھا۔ پس وان ہالر اور ہفلن جیسے صاحبان سے اتفاق کرنا زیادہ دانائی کی بات ہے۔ بہ نسبت اُن جدید اعتراضوں کو قبول کرنے کے جو زیادہ صحیح اور پختہ سمجھے جاتے ہیں +

دنیا کی بدی۔ عمر کی درازی سے جو اخلاقی نتائج پیدا ہوئے۔ اُن کی نسبت یہ کہہ سکتے ہیں۔ کہ بجائے اس کے کہ عمر کی درازی سے نوع انسان کا فائدہ ہوتا وہ زیادہ بدی کا موجب ہوئی کیونکہ جب ہزار ہزار برس تک موت کا نام و نشان بنی آدم کے درمیان نظر نہیں آتا تو وہ

روک جو گناہ آلود خواہشوں کو دبانے کے لئے موت اور خدا کی عدالت کے خوف سے پیدا ہوتی ہے مفقود ہو جاتی ہے۔ اسلئے خدا پرست لوگ ہمیشہ آنے والی سزا اور جزا کو یاد دلاتے رہتے تھے۔ چنانچہ حنوک کی نبوت کا خلاصہ جو کہ یہوداہ کے خط کی آیات ۱۴ و ۱۵ میں درج ہے ظاہر کرتا ہے کہ اُس زمانے کے لوگ آنے والی عدالت کی نسبت کیسے بے پروا تھے قابل غور بات ہے کہ مذہب اور اخلاق کی خرابی قائن کی نسل کے درمیان جلد تر پھیلی حالانکہ اُنہوں نے علم وہنر میں بہت ترقی کی تھی۔ پس اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ علم اور تہذیب مذہب سے جُدا ہو کر دل کو پاک کرنے یا سوسائٹی کو خرابی سے بچانے کی طاقت نہیں رکھتے۔ معلوم ہوتا ہے کہ لمک جو کہ قائن کی اولاد میں سے تھا۔ پہلا شخص ہے جس نے دو سے زیادہ بیویاں کیں۔ اور وہ خرابی جو کہ قائن کی نسل میں بہت پھیلی ہوئی تھی۔ اُس وقت بالکل عالمگیر ہوگئی۔ جبکہ قائن اور سیت کی اولاد نے آپس میں شادی بیاہ کرنا شروع کر دیا۔ (پیدائش ۶/۲) البتہ سیت کے اضلاع میں کہیں کہیں کوئی چمکتا ہؤا ستارہ دکھائی دیتا تھا۔ مگر ایسی ایسی مستثنےٰ حالتوں کو چھوڑ کر باقی دنیا کو قائن کی اولاد کی بد اخلاقی کے اندھیرے نے تاریک کر رکھا تھا۔ اور صفحۂ عالم پر آدمی کی شرارت انتہا درجے تک پھیل گئی اور ہر جگہ چشمہ کی طرح انسانی دل سے ناسزا تصورات کی ندیاں بہتی تھیں۔ دنیا میں جا بجا ظلم وستم کے افعال سرزد ہوتے تھے خونریزی کا بازار ہر جگہ گرم تھا۔ کوئی شخص زندگی کو متبرک نہیں جانتا تھا۔ الغرض تمام زمین ظلم اور کشت وخون سے پُر تھی۔ اور خدا نے معمولی تنبیہوں اور اصلاحوں کو اس کثیر بدی کے مقابلے میں ناکافی سمجھ کر دُنیا کو طوفان سے برباد کرنے کا ارادہ کیا +

دُوسری فصل

کشتی کا بنایا جانا۔ طوفان کشتی کو چھوڑنا۔ قربانی قوسِ قزح نوح کے ساتھ عہد +

کشتی کا بنایا جانا۔ اس عالمگیر بدی کے بیچ جو دُنیا میں پھیلی ہوئی تھی صرف ایک ایماندار شخص بے ایمانوں کے درمیان پایا گیا۔ نوح لمک کا بیٹا تھا جو ایک دیندار شخص تھا اور جس نے زمین کی لعنت کا بار خوب محسوس کیا۔ اور جس نے اپنے بیٹے کی پیدائش کے وقت الہام سے

یہ نبوّت کی تھی کہ میرا بیٹا تسلّی کا باعث ہوگا۔ لیکن اُس کی نبوّت کی صداقت کے ظاہر ہونے سے پہلے سو سال کا عرصہ گذرنا ضروری تھا۔ نوح کی عمر کوئی پانسو برس کی ہوگی۔ جب خدا نے اُسے اپنے اس ارادے سے آگاہ کیا۔ کہ میں دنیا کو طوفان سے ہلاک کرنا چاہتا ہوں۔ اور اُسے یہ حکم دیا کہ تُو اپنے خاندان اور حیوانات کی حفاظت کے لئے ایک کشتی بنا۔ عموماً مانا جاتا ہے کہ اس کشتی کے بنانے میں قریباً ایک سو بیس برس لگے۔ اور اس عرصے میں دُنیا کو مہلت دی گئی۔ نوح نے جو راستبازی کی منادی کرنے والا کہلاتا ہے۔ لوگوں کو دعوت دی کہ تائب ہوں اور اپنی راہوں کی اصلاح کریں۔ مگر اس کی دعوت رائگاں گئی۔ کشتی کا طول ۳۰۰ ہاتھ اور عرض ۵۰ ہاتھ اور اونچائی ۳۰ ہاتھ۔ اور اگر ہم کِٹّو صاحب کے حساب کے مطابق ایک ہاتھ کو ۲۲ - انچ کے برابر سمجھیں۔ تو یہ کشتی ۵۴۷ فٹ لمبی اور ۹۱ فٹ چوڑی اور ۵۴ فٹ اونچی تھی۔ اب ہم یہ خیال نہ کریں۔ کہ ایسی لمبی چوڑی کشتی کا تعمیر کرنا۔ اُس زمانہ کی صنعت اور حکمت کے اندازے سے بعید تھا۔ کیونکہ معلوم ہوتا ہے کہ قدیم زمانہ میں لوگوں کو ایسی بڑی بڑی چیزیں بنانے کا بڑا شوق تھا۔ پس اغلب ہے کہ دستکاری اور صنعت اس درجے تک ترقی کر گئی ہوں۔ کہ اس قسم کی کشتی کا بنانا ناممکن نہ ہو۔ اس کشتی میں علاوہ نوح اور اُس کی بی بی اور تین بیٹوں اور اُن کی جوروؤں کے۔ مختلف اقسام کے تمام حیوان اور پرندے اور رینگنے والے جاندار بھی جمع کئے گئے تھے۔ پاک اقسام میں سے سات سات اور ناپاک اقسام میں سے دو دو لئے گئے تھے۔ اور جب سب کچھ تیار ہوگیا۔ تو القادر نے اپنے دستِ مبارک سے کشتی کے دروازے کو بند کیا۔ اور آسمان کی کھڑکیوں اور سمندر کے چشموں نے ہلاکت کے عناصر کو انڈیلنا شروع کیا۔ اور یہ کام زور و شور کے ساتھ چالیس دن اور چالیس رات تک برابر جاری رہا ؎

طوفان۔ بائبل میں اُن ہیبتناک نظّاروں میں سے ایک نظّارہ کی بھی تصویر نہیں دی گئی۔ جو طوفان کے وقت وقوع میں آئے۔ وہ صرف اتنا بتاتی ہے۔ کہ پہاڑوں کی چوٹیاں پانی سے چھپ گئی تھیں۔ اور ہر ایک جاندار جو دنیا کی سطح پر چلتا پھرتا تھا مر گیا تھا۔ اتنا بتا کر وہ اس حادثہ کو چھوڑ دیتی ہے۔ تاکہ اُن ہولناک واقعات کی جو اس بیان سے مترشح ہوتے ہیں ہم آپ اپنے لئے تصویر کھینچیں۔ سب سے پہلے ہماری آنکھ کے سامنے ایک جدوجہد کا سماں بندھ جاتا ہے اور ہم دیکھتے ہیں کہ گویا جسیم اور قوی ہیکل اشخاص طغیانی

وتلاطم کا مقابلہ کر رہے ہیں۔ اپنے اپنے خاندانوں کو ایک اُونچی جگہ سے دوسری اُونچی جگہ پر لئے جاتے ہیں۔ مگر یہ دشمن اُن کا تعاقب نہیں چھوڑتا۔ اس کے بعد یہ نظارہ سامنے آتا ہے کہ وہ لوگ جو طوفان سے بچنے کی جدوجہد کر رہے تھے آخر کار اس مخالف سے شکست کھا کر موت کا شکار ہوتے جاتے ہیں۔ زرد زرد لاشے جابجا اس طرح بہتے پھرتے ہیں جس طرح بحر ناپیداکنار کی سطح پر ٹوٹے ہوئے جہاز کے ٹکڑے بہتے پھرتے ہیں۔ اور آخری نظارہ جو آنکھ سے گذرتا ہے خاموشی اور بربادی کا نظارہ ہے۔ سوائے سمندر کی بےلطف وسعت کے اَور کچھ نظر نہیں آتا۔ اور سوائے سمندر کی موجوں کے شور کے اَور کوئی صدا کان میں نہیں آتی۔ اُس وقت کشتی کے اندر کیسے سنجیدہ خیالات پائے جاتے ہونگے۔ وہ آٹھ جانیں جو نجات کے لئے چنی گئی تھیں واقعی اُس وقت پاک خوف سے گھری ہونگی اور ضرور اُنہوں نے اپنے حیرت سے پُر اور حمد سے بھرے ہوئے دلوں کو خداوند کے حضور انڈیلا ہوگا ۔

کشتی کو چھوڑنا۔ کئی ماہ تک کشتی اس بےکنار سمندر پر بہتی رہی۔ پھر رفتہ رفتہ طوفان کے فرو ہونے کے آثار نمودار ہونے لگے۔ اور نوح کے داخل ہونے سے سات ماہ بعد کشتی اراراط کے پہاڑوں پر جا لگی۔ اور اتنا ہی عرصہ اَور گذرا کہ نوح نے اس چندروزہ قفس کو چھوڑنے کا حکم پایا۔ کشتی کو چھوڑنے سے پہلے اُس نے ایک کوّے کو چھوڑا لیکن وہ کبھی واپس نہ آیا۔ پھر ایک ہفتہ کے بعد ایک فاختہ کو چھوڑا اور وہ شام کے وقت اپنی چونچ میں زیتون کی پتیاں لئے ہوئے واپس آئی۔ اور جب ایک ہفتہ اَور گذر گیا تب اُس نے اُسی فاختہ کو پھر چھوڑا۔ لیکن وہ پھر واپس نہ آئی ۔

قربانی۔ کشتی کو چھوڑنے کے بعد نوح نے جو پہلا کام کیا وہ یہ تھا۔ کہ اُس نے ایک مذبح تعمیر کیا اور اُس پر ایسی قربانی چڑھائی کہ ویسی غالباً آگے کبھی خدا کے حضور نہیں چڑھائی گئی تھی۔ اُس نے ہر پاک حیوان اور پرندے میں سے لیا اور مذبح پر سوختنی قربانی چڑھائی۔ اور اس قربانی کی خوشبو یہوواہ کے لئے نہایت خوشنما اور پسندیدہ ٹھیری۔ نوح اور اُس کے خاندان کی تسلّی اور اطمینان کے لئے۔ کیونکہ وہ لوگ یہ سوچ کر کہ شاید یہ آفت ناگہانی پھر کبھی لوٹ آئے ضرور گھبرا گئے ہونگے۔ خدا نے فرمایا کہ پھر کبھی دنیا میں ایسا طوفان نہ آئیگا ۔

قوس وقزح۔ اور قوس وقزح اس عہد کا جو نوح کے ساتھ کیا گیا نشان ٹھیری

یہ ہم کو نہیں بتایا گیا کہ آیا یہ توس اُس وقت پہلی مرتبہ دکھائی دی۔ یا کہ اُس نے اُس وقت عہد کے وثوق کو ظاہر کرنے کے لئے مُہر کا کام دیا۔ کیبل صاحب نے اپنی انگریزی نظم میں اس نظّارہ کی عجیب تصویر کھینچی ہے۔ اُس کا ترجمہ نثر میں پیش کیا جاتا ہے +

اے آسمانی عہد جب تُو سر سبز زمین پر
جس نے طوفان سے رہائی پائی تھی منوّر ہُوا
اُس وقت تیرے متبرک نشان کو دیکھنے کیلئے
کس طرح دنیا کے بزرگ آبا باہر نکل آئے
اور ہر ایک ماں نے اپنے بچّہ کو اوپر اُٹھا لیا
تاکہ خدا کی دھنک کو برکت دے

نوُح کے ساتھ عہد۔ اس وقت خدا نے نوح اور اُس کے بیٹوں کو برکت دی۔ اور جس طرح آدم کو زمین عطا ہوئی تھی اُسی طرح نوح کو عطا کی گئی۔ اور تمام ادنےٰ حیوانات پر حکومت کرنے کا حق ازسرنو بخشا گیا۔ اور اس وقت پہلی مرتبہ یہ اجازت بھی دی گئی۔ کہ اگر چاہیں تو اُن کا گوشت بھی کھایا کریں۔ مگر اس کے ساتھ اس بات کی بھی تاکید کی گئی کہ خون جس میں جان پائی جاتی ہے کبھی نہ کھائیں۔ اور کہ جو شخص اپنے ابنائے جنس کا خون کریگا وہ اپنے جرم کے عوض میں اپنی جان کھوئیگا۔ پس بنی آدم نے ازسرنو خدا کی برکت سے ملبّس ہو کر نجات یافتہ لوگوں کے طور پر جو اپنے باپ (نوح) کے ایمان کے سبب سے بچائے گئے تھے زمین پر زندگی شروع کی +

تیسری فصل

طوفان کی روائتیں اور نشانات

روائتوں کی تعداد اور اقسام۔ کسدی روائتیں۔ یونانی روائتیں۔ اہل چین اور اہل امریکہ کی روائتیں

ارارات کے نزدیک زمین کا نشیب

روایتوں کی تعداد اور تقسیم۔ بائبل کی تاریخ کا اور کوئی واقعہ ایسا نہیں جس کا ذکر قدیم روایتوں اور کہانیوں میں اتنا پایا جاتا ہو۔ جتنا طوفان کا پایا جاتا ہے۔ چنانچہ اس کا ذکر بنی آدم کی اُن تینوں شاخوں کی روایتوں میں پایا جاتا ہے جن میں عالموں نے اُسے تقسیم کیا ہے۔ یعنی سام آریا اور تورانی ہر سہ شاخوں میں اُس کی روائتیں موجود ہیں اور یہ روائتیں عموماً اُن ملکوں میں زیادہ صحیح اور زیادہ مفصّل پائی جاتی ہیں جو اُس جگہ کے نزدیک واقعہ تھے جہاں کشتی طوفان کے بعد ٹھیری تھی +

کسدی روائتیں۔ یہ روائتیں نہایت عجیب معلوم ہوتی ہیں۔ بسبب اُس مشابہت کے جو اُن میں اور پیدائش کی کتاب کے بیان میں پائی جاتی ہے۔ اُس روائت سے جو مؤرخ بروسس نے قلمبند کی ہے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ کرونا س دیوتا نے خسوتھرس کو دکھائی دے کر یہ خبر دی کہ ایک طوفان آنے والا ہے جس سے تمام بنی آدم برباد کئے جائینگے اور اُس کو حکم دیا کہ تم ایک کشتی بناؤ اور اُس میں تم اور تمہارے احباب معہ مختلف حیوانات کے داخل ہوں اور بغیر خوف کے اپنے آپ کو سمندر کے حوالہ کردو۔ جب طوفان کم ہونے لگا جانور کشتی سے چھوڑے گئے پر وہ پہلی مرتبہ جاتے ہی لوٹ آئے دوسری مرتبہ اُن کے پاؤں کیچڑ سے بھر گئے۔ مگر تیسری دفعہ واپس نہ آئے۔ اور کشتی آرمینیا کے پہاڑوں میں سے ایک پہاڑ پر جا ٹکی۔ طوفان کا اور بھی زیادہ مفصّل حال موجودہ زمانہ میں مسٹر سمتھ صاحب نے اُن کسدی کتبوں سے دریافت کیا ہے۔ جو کہ ملک اسور سے دستیاب ہوئے ہیں اور جو بارہ تختی ہیں۔ جسے صاحب ممدوح خیال کرتے ہیں۔ ہیسدرا کے پاس جو ایک پاک آدمی تھا اور جو اکیلا طوفان کی آفت سے بچ نکلا کہا جاتا ہے۔ اور اُس سے اُسکی داستان سُنتا ہے جسے یہ بیان کرتا ہے۔ کہ ہیا۔ دیوتا مجھے دکھائی دیا اور اُس نے مجھے خبر دی کہ دیوتاؤں کا ارادہ ہے کہ بنی آدم کو اُن کے گناہوں کے سبب سے برباد کریں۔ سو تو اتنی لمبی اور اتنی چوڑی کشتی (پیمائش اُس کی اچھی طرح معلوم نہیں ہوئی) تیار کر اور اُس میں اپنا اناج اور اسباب اور سب چیزیں اور اپنی دولت باندیاں اور کنیزیں اور نوجوان آدمی اور میدان کے حیوانات اور بہائم جمع کر۔ پھر اُس نے (یعنی ہیا) نے وعدہ کیا کہ میں خود دروازہ بند کردونگا۔ اس پر میں نے (ہیسدرا نے) ملامت کی اور کہا کہ لوگ مجھے ٹھٹھوں میں اڑائینگے وغیرہ۔ تاہم میں جہاز بنانے کے کام میں (جس کی تفصیل دی

ہوئی ہے) مشغول ہُوا۔اس کے بعد ہیسیدرا بیان کرتا ہے۔ کہ جب وہ جہاز تیار ہو گیا تو اُس پر تین پیمانے رال اندر کے رُخ اور اتنی ہی مقدار کے قریب باہر کی طرف ڈالے گئے۔ شمس یعنی سُورج کے دیوتا نے طوفان کو بھیجا جو بڑی تیزی اور تندی سے آیا اور تمام جاندار چیزوں کو سطح زمین سے برباد کر گیا۔ ساتویں روز طوفان ختم ہُوا۔ اُس کے سات دن بعد ہیسیدرا نے ایک فاختہ کو چھوڑا جو لوٹ کر واپس آئی۔ پھر ایک ابابیل چھوڑا وہ جانور بھی واپس آیا بعد اس کے ایک کوّے کو چھوڑا مگر وہ نہ لوٹا پہاڑ کی اُس چوٹی پر جہاں کہ اُس کی کشتی ٹھہری تھی اُس نے ایک مذبح بنایا۔ اور جس وقت ترکاریاں جو اُس پر چنی تھیں جلنے لگیں۔ تو دیوتے مکھیوں کی طرح منڈلانے لگے وغیرہ بیل دیوتا اُسے مارنا چاہتا تھا۔ مگر نشپ نے آکر اُس کی آتش غضب کو فرو کیا۔ پھر ہیسیدرا کے پاس ہیا آیا اور اُسے ہاتھ سے پکڑا اور ملک کی طرف اُسے لے گیا اور وہاں اُس کے ساتھ عہد باندھا۔ اب یہ قصّہ گو بعض بعض باتوں میں بائبل کے بیان سے کسی قدر فرق رکھتا ہے۔ مگر اس کا خلاصہ مطلب بہت درجہ تک اُس کے مطابق ہے ہم اس قصّے میں اُس زمانہ کی بُت پرستی کو صاف صاف دیکھتے ہیں۔ اور اس بات کو لوگوں نے اس کہانی میں ردّ و بدل کر کے اُسے اپنی بُت پرستی کے مطابق بنا لیا ❖

ان تمام بیانات میں عموماً لفاظی اور مبالغہ کی طرف میلان پایا جاتا ہے۔ مگر بائبل کی تاریخ کی انتہا درجے کی سادگی اس کی سچائی کا ایک اندرونی ثبوت ہے ❖

یُونانی روائتیں۔ آریا اور انڈویورپین قوموں کے درمیان جو روائت پائی جاتی ہے وہ خاص توجہّ کے لائق ہے۔ اس کے مختلف بیانوں میں کچھ کچھ فرق پایا جاتا ہے۔ لُوسین کے قول کے مطابق طوفان بنی آدم کے گناہوں کی سزا کے لئے بھیجا گیا تھا۔ دیوکلیان اور اُس کے خاندان کے سوا سب بنی آدم تباہ ہوئے اور دیوکلیان اپنی دینداری کے سبب سے بچ گیا۔ ایک صندوق اُس کی حفاظت کے لئے مہیا کیا گیا۔ اور جس وقت وہ اُس میں داخل ہو رہا تھا ہر طرح کے حیوان اور رینگنے والے جانور اُس کے پاس بھاگتے ہوئے آئے اور اُس صندوق میں داخل ہوئے۔ اور دیوتاؤں نے اُن کو ایسی صلح جو خصلت عطا کی کہ وہ سب کے سب اُس میں چپ چاپ بسر کرتے رہے ❖ اور جب طوفان تھم گیا اُن کو کشتی سے نکال دیا۔ کشتی پارناسس کی چوٹی پر لگی۔ اوروں نے اس طوفان کا بیان کسی قدر مختلف طور پر اور زیادہ تر شاعرانہ پیرایہ میں کیا ہے ❖

اہل چین اور اہل امریکہ کی روائتیں۔ تورانی لوگوں کے درمیان چینی روائتیں بہت دلچسپ ہیں۔ مگر وہ روائتیں جو قدیم سے اہل امریکہ کے درمیان مُروّج ہیں اور بھی زیادہ عجیب ہیں۔ میکسیکو میں کئی ایسی تصویریں پائی گئی ہیں۔ جن میں ایک مرد اور اُس کی جورو ایک کشتی یا تختہ پر بیٹھے ہوئے نظر آتے ہیں۔ اور اُن کے پیچھے ایک پہاڑ کھڑا ہے اور کئی پرندے مثل فاختہ و گدھ کے اُڑ رہے ہیں۔ پھر شمالی امریکہ کے چروکی انڈینس کے درمیان ایک روائت مُروّج ہے اور وہ یہ کہ ایک مرتبہ ایک ایسا طوفان آیا کہ جس نے سب بنی آدم کو برباد کر دیا سوائے ایک خاندان کے جو ایک کشتی میں داخل ہو کے بچ نکلا۔ اب یہ روائتیں جو اُوپر درج کی گئی ہیں۔ اُن روائتوں کے لئے جو ہر جگہ پائی جاتی ہیں مشتے نمونہ از خروارے کا کام کرتی ہیں۔ اور ان سب سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ طوفان ایک کہانی یا وہم کا ڈھکوسلا نہیں۔ بلکہ ایک تواریخی واقعہ ہے ٭

اراراط کے نزدیک زمین کا نشیب۔ جس جگہ کی نسبت یہ خیال کیا جاتا ہے کہ کشتی وہاں ٹکی تھی۔ اُس کے متعلق ایک بات بڑے غور کے لائق ہے اور وہ یہ ہے کہ جو اضلاع اراراط کے مشرق کی طرف واقع ہیں اُن کی سطح سے صاف معلوم ہوتا ہے۔ کہ وہ کسی زمانہ میں پانی کے نیچے دبے ہوئے تھے۔ یہ خطہ نہائت گہرا اور اردگرد کے اضلاع کی نسبت بہت نیچا ہے۔ پس یہی اُس کی خصوصیت تھی جس کے سبب سے وہ بہت جلد پانی میں ڈوب سکتا تھا۔ بحیرۂ کیسپین کی سطح بحیرۂ اسود سے ۸۰ فٹ نیچے ہے اور بڑے بڑے میدان جو نمک اور گھونگوں سے سفید ہو رہے ہیں۔ ظاہر کرتے ہیں کہ کچھ عرصہ پہلے بحیرہ کیسپین آجکل کی نسبت بہت ہی وسیع ہوگا ہراڈوٹس اور دیگر قدیم مؤرخوں کی تصنیفات سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک ایسا وقت تھا کہ بحیرہ ازوف وسعت میں بحیرہ اسود کے برابر تھا ٭

چوتھی فصل

زمین کا ازسرِ نو آباد ہونا

اراراٹ - بنی آدم کا گہوارہ - زندگی کا تخم - زندگی کے میدان میں - انسان کی نئی دوڑ +

اراراٹ - اراراٹ اُن پہاڑوں کا نام ہے جن پر کشتی ٹکی تھی - بااغلب ہے کہ اُن اضلاع کا نام ہو جہاں یہ پہاڑ واقع تھے (دیکھو یسعیاہ ۳۷ باب ۳۸ آیت حاشیہ اور یرمیاہ ۵۱ باب ۲۷ آیت) اور وہ میدان جو اُس کے قرب و جوار میں واقع تھے بنی آدم کے نئے آباد اجداد کی رہائش گاہ ہوں - ایک صورت میں اراراٹ کا بھی وہی حال ہُوا ہے جو عدن کا ہُوا ہے - یعنی مختلف ملکوں کے پہاڑوں نے اراراٹ ہونے کا اعزاز حاصل کرنا چاہا - لیکن اس میں شک کرنے کی کوئی معقول وجہ نظر نہیں آتی کہ جس پہاڑ پر کشتی ٹکی تھی وہ آرمینیا کے اُن پہاڑوں میں سے ایک تھا جو اب تک اس نام سے مشہور ہیں - اراراٹ ایک قطعۂ زمین کا نام ہے جسے دریائے سیحون سیراب کرتا ہے اور جو بحیرہ اسود اور بحیرۂ کیسپین کے مابین واقع ہے - اس خطۂ زمین میں ایک پہاڑ جو دو چوٹیاں رکھتا ہے واقع ہے - وہ عموماً اراراٹ کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے - چھوٹی چوٹی کو اراراٹ خورد کہتے ہیں - اور اونچی چوٹی سمندر کی سطح سے ۱۷۰۵۰ فٹ بلند ہے - یا یوں کہیں کہ مانٹ بلینک سے ۱۵۰۰ فٹ اُونچی ہے - اہلِ فارس اُسے کوہِ نوح یعنی نوح کا پہاڑ کہتے ہیں - اُس کے اوپر چڑھنا ایسا دشوار ہے کہ اُس پر چڑھنے کی کوشش لوگ بہت ہی کم کرتے ہیں +

ایک روایت سے جو مسیحی درویشوں میں متداول ہے ظاہر ہوتا ہے کہ اس پر چڑھنا بالکل ناممکن ہے - کہتے ہیں کہ مقدس گریگوری صاحب جنہوں نے اُس پر چڑھنے کی کوشش کی مارے تکان کے بار بار سو جاتے تھے اور جب جاگتے تھے تو دیکھتے تھے کہ جہاں سے روانہ ہوئے تھے پھر اُسی جگہ نامعلوم طور سے پہنچا دئے گئے ہیں +

لیکن ۱۸۲۹ء میں پروفیسر پیرٹ صاحب نے جو جرمنی کے باشندے ہیں تحقیق جغرافیہ کی غرض سے [illegible] کیا پہلے تو وہ بھی دو دفعہ ناکام رہے لیکن تیسری مرتبہ چوٹی تک جا ہی پہنچے اور اُسے [illegible] +

کی شکل پر پایا جس کا قطر قریباً ۲۰۰ فٹ کے قریب تھا۔ اور ایسی دائمی برف سے مشتمل تھی جسے نہ کوئی اینٹ اور نہ کوئی پتھر توڑ سکتا تھا۔ ہر ایک سیاح کوہ ارارٹ کی عام صورت کا حال بڑی رقت اور جوش کے ساتھ بیان کرتا ہے +

مثلاً مورئیر صاحب فرماتے ہیں کہ کوئی شے اُس سے زیادہ خوبصورت اور اُسکی اونچائی سے زیادہ ہیبتناک نہیں ہے۔ اردگرد کے تمام پہاڑ اُس کے مقابلہ میں کچھ بھی حقیقت نہیں رکھتے۔ اور وہ اپنے تمام حصوں میں مکمل اور خوش اسلوب ہے۔ نہ اُس کی سطح پر کھُردرا پن پایا جاتا ہے اور نہ بدزیب اُونچے اُونچے ٹیلے اُبھرے ہوئے دکھائی دیتے ہیں۔ اور ہر شے میں ایک طرح کی مناسبت پائی جاتی ہے اور سب چیزیں ملکر اسے فطرت کے عجیب نظاروں میں سے ایک عجیب نظارہ بنا رہی ہیں سر رابرٹ کر پورٹر صاحب یوں تحریر فرماتے ہیں کہ جس جگہ میں کھڑا تھا وہاں سے معلوم ہوتا تھا کہ گویا تمام دنیا کے بڑے بڑے پہاڑ ایک دوسرے پر اُنڈیل دئیے گئے ہیں تاکہ مٹی اور پتھر سے مشتمل ایک قطعہ زمین کو پیدا کریں۔ اُس کے دونوں سروں کی برفانی چوٹیاں صاف اور بادلوں سے آزاد آسمان میں شاہانہ تجمل کے ساتھ اٹھ رہی تھیں۔ سورج اُن کے اوپر بڑے جلال کے ساتھ چمکتا تھا اور اُس کے عکس سے ایسی تیز روشنی نکلتی تھی۔ جو دوسرے سورجوں کی ہمسری کا دم بھرتی تھی۔ یہ روایت کہ کشتی خاص اسی پہاڑ پر ٹکی تھی بے بنیاد ہے اور وقعت کے لائق نہیں۔ اغلب ہے کہ اس پہاڑ کے جلال و شوکت کے سبب سے یہ روایت پیدا ہوئی ہو۔ جو الفاظ بائبل میں پائے جاتے ہیں وہ یہ ہیں کہ کشتی ارارٹ کے پہاڑوں پر یا اُس کے پہاڑی قطعہ پر ٹھہری +

بنی آدم کا گہوارہ۔ جیسا ہم بیان کر چکے ہیں باغ عدن غالباً ارارٹ کے مشرقی دامن میں واقع تھا۔ پس معلوم ہوتا ہے کہ نوح اور اُس کے بیٹے کشتی سے اُتر کر اس زمین کو پھر اُسی جگہ سے آباد کرنے لگے جہاں سے آدم نے باغ عدن سے نکل کر اُسے آباد کرنا شروع کیا تھا۔ مغربی ایشیا کا یہ حصہ اور جگہوں پر اس لئے فضیلت رکھتا ہے کہ یہ بنی آدم کا مولد ہے +

زندگی کا تخم۔ اس خطہ زمین میں صرف جسمانی زندگی ہی کا تخم نہیں بویا گیا تھا۔ بلکہ عقلی اور روحانی زندگی کا منبع بھی (گو خاص یہ جگہ نہ ہو) انہیں اضلاع میں تھا۔ اگر ہم ایک

ایسا دائرہ فرض کریں۔ جس کا مرکز حاران اور نصف قطر چار سو میل کے قریب ہو۔ تو اس میں یہ تمام مقام آجائینگے۔ یعنی عدن اور اراراٹ اور بابل اور نینوہ جو علم اور تعلیم کے قدیم مقام تھے اور مسوپوتامیہ۔ جہاں خداوند نے اپنے تئیں ابراہیم پر ظاہر کیا۔ اور فنیکی جہاں تجارت اور دیگر سلامتی اور امن کے فنون نے فروغ پایا اور ملک فلسطین جہاں بے شمار نبی اور رسول اور مبشر پیدا ہوئے اور جو ہمارے خداوند کی پیدائش اور کام اور موت کا منظر تھا۔ اور ترسس جہاں پولوس پیدا ہوا اور ایشیائے کوچک کا ایک حصہ جہاں رسولوں کی زندگی نے سرانجام پایا۔ مگر اب اس خطہ میں جہاں کسی زمانہ میں زندگی کثرت سے پائی جاتی تھی۔ صدیوں سے تاریکی اور موت کا بازار گرم ہے۔ ترکوں کی تلوار اور محمدیوں کے تعصب نے اس جگہ کو ہڈیوں کی جو بیشمار اور سوکھی ہوئی ہوں ایک وادی بنا رکھا ہے +

زندگی کے میدان میں انسان کی نئی دوڑ۔ خدا نے اپنے تئیں اس وقت ایک نہایت پُراثر صورت میں ظاہر کیا تھا۔ یعنی اوّل۔ اُس صورت میں جس سے ظاہر ہوتا تھا۔ کہ وہ شریروں اور ناتائب لوگوں کا سزا دینے والا ہے۔ دوم۔ اس صورت میں کہ وہ ایمانداروں کا نجات دہندہ ہے۔ اُس نے اپنی خصلت کے اُن خصائص کو اس عہد سے مضبوط کیا جو اُس نے نوح کے ساتھ باندھا۔ جبکہ اُس نے اُس کے قبضہ کے لئے از سرِ نو زمین اُسے عطا کی۔ پس نوح اور اُس کے بیٹوں نے اپنی زندگی از سرِ نو گناہ اور فضل کے نئے تجربہ کے ساتھ شروع کی جو واقعات سرزد ہوئے اُن کا مدعا یہ تھا۔ کہ اُن کے سبب سے نوح اور اُس کے بیٹوں کے دل میں خوفِ خدا زیادہ بڑھے۔ اور وہ خدا کی رحمت کو جس کے وہ لائق نہ تھے زیادہ محسوس کریں۔ اور اس بات کو پہچانیں کہ ہمارا فرض ہے کہ ہم اُس کی پاک مرضی کے مطابق اُس کی بندگی اور عبادت کیا کریں +

تیسرا باب

تتر بتر ہو جانا

طوفان سے لیکر ابراہیم کی پیدائش تک

پیدائش ۹ - ۱۱ باب

پہلی فصل

نوح کے بیٹوں کا جا بجا آباد ہونا

نوح کا تاکستان - اس کی نبوت - اس کی نبوت کا پورا ہونا - یافث کی اولاد - حام کی اولاد - سام کی اولاد

نوح کا تاکستان - کشتی کو چھوڑنے کے بعد نوح نے اپنا خیمہ غالباً کوہ ارارات کے کسی ڈھالو حصہ پر یا اس کی کسی وادی میں نصب کیا - اور کاشتکاری کے کام کی طرف متوجہ ہوا - جب وہ یہ کام کرنے لگا - تب اس نے انگور کی خاصیتوں سے واقفیت پیدا کی اور اس کی اس خاصیت سے بھی (جس سے اس نے خود بہت نقصان اٹھایا) واقف ہوا کہ اس کے رس میں خمیر کے بعد نشہ پیدا کرنے کی صفت آجاتی ہے - اور کم از کم ایک مرتبہ خود بھی اس کی زہریلی تاثیر میں مبتلا ہوا - لیکن یاد رکھنا چاہیئے کہ یہ کہنا کہ وہ پہلا شخص تھا جس نے انگور کے نشہ اور صفت کو دریافت کیا محض ایک گمان ہے کیونکہ ممکن نہیں کہ وہ لوگ جو طوفان سے پہلے تھے اس حقیقت سے ناواقف ہوں - پس اغلب یہ ہے کہ نوح جو کام پہلے کیا کرتا تھا وہ اور قسم کا تھا مگر اب اقتضاء ضرورت کی وجہ سے اُسے کاشتکاری کا کام اختیار کرنا پڑا - اور یوں ذاتی طور پر ان چیزوں سے مس پیدا ہوئی جن سے وہ پہلے کسی طرح کا واسطہ اور تعلق نہ رکھتا تھا ۔

اس کی نبوت - جب وہ اپنے تاکستان کے پھل کا رس پیکر بیہوش ہو رہا تھا -

اُس وقت اُس کے بیٹے حام نے اُسے خیمہ میں ننگا اور بے ہوش پڑا دیکھا۔ اور بجائے اِس کے کہ ادب کے ساتھ اپنے باپ کے گناہ اور ذلت پر نوحہ کرے۔ اُس نے یہ کیا کہ اپنے دونو بھائیوں کو بلا لیا۔ تاکہ اُس بڈھے کے ستر اور بیکسی کو دیکھ کر آپس میں مضحکہ اڑائیں۔ لیکن بھائیوں کے دلوں میں اس شرمناک نظارہ نے مختلف قسم کے خیالات پیدا کئے۔ چنانچہ اُنہوں نے جلد اپنے باپ کے ننگ پر پردہ ڈالا۔ جب نوح نشے کے خمار سے رہا ہوا۔ تب اُس نے نبوت کی رُوح سے اپنے تینوں بیٹوں پر مطابق اُن کے کاموں کے سزا اور جزا کا فتوےٰ دیا۔ واضح ہو کہ اس وقت جبکہ دنیا غیر آباد تھی۔ وہ تھوڑے سے لوگ جو اُس میں پائے جاتے تھے۔ شخصی حیثیت کے اعتبار سے زیادہ تر ایسے سمجھے جاتے تھے۔ کہ گویا اپنی ساری اولاد کے قائم مقام ہیں۔ لہٰذا اس سزا اور جزا کے فتوے کا اثر نوح کے تینوں بیٹوں کی نسبت زیادہ تر اُن کی اولاد پر پڑا۔ حام کے بیٹے کنعان کے حصے میں وہ سزا سب سے زیادہ آئی۔ جو اُس کے باپ کے سبب نازل ہوئی تھی۔ سام کی اولاد برکت کی وارث ہوئی چنانچہ اُن کی نسبت یہ نبوت ہوئی کہ خدا اُن کے ڈیروں میں رہیگا۔ اور کنعانی اُن کے غلام ہونگے۔ اور جابجا پھیلنے کی برکت یافث کی اولاد کو دی گئی۔ جس سے یہ مراد تھی کہ وہ زمین کے بہت بڑے حصے پر پھیل جائینگے ۔

اس نبوت کا پورا ہونا۔ بعد میں جو کچھ واقعہ ہوا وہ مذکورہ بالا نبوت سے مطابقت رکھتا تھا۔ چنانچہ عام طور پر یہ کہا جا سکتا ہے کہ افریقہ کا بہت سا حصہ حام کی اولاد سے آباد ہوا اور وسطی ایشیا کا بڑا حصہ سام کی اولاد سے اور بہت سا حصہ یوروپ کا یافث کی اولاد سے بھرپور ہوا۔ ایک آرمینی روایت کے بموجب حام کو سیاہ فام زنگیوں کا حصہ ملا۔ اور سام کو گندمی رنگ لوگوں کا ملک اور یافث کو گلفام یا لعل گوں اشخاص کی مملکت نصیب ہوئی۔ کچھ عرصہ تک حام کی اولاد خصوصاً مصری اور فنیکی اور کوشی جو کہ سلطنت بابل کے بانی تھے۔ دنیا کی قوموں میں اعلےٰ درجہ رکھتے تھے۔ اور سب سے زیادہ طاقتور سمجھے جاتے تھے۔ لیکن اُن کی سرفرازی کا زمانہ کچھ عرصہ بعد جاتا رہا۔ چنانچہ کنعانیوں کا بہت حصہ اسرائیلیوں کا مطیع ہوا۔ اور اُن کے ہاتھ سے برباد ہوا۔ اور کوشی قوم کے کسدیوں کو فتح نصیب بنی سام نے کالعدم کر ڈالا۔ حتےٰ کہ فنیکی بھی جو کہ اپنے مضبوط شہر کارتھج پر نازاں تھے۔ اپنے دشمنوں کے سامنے کھڑے نہ رہ سکے۔ اگرچہ حام کی لعنت صرف

کنعان کو منسوب کی گئی تھی۔ تاہم کم و بیش اُس کا اثر اُس کی اولاد کی دوسری شاخوں پر بھی پڑا
مثلاً افریقہ کے سیاہ فام حبشی کمزوری اور خواری کا مترادف سمجھے جاتے تھے۔ ایشیائی سرفرازی کے زمانہ
میں سام پر خدا کی برکت بڑے نمود کے ساتھ نازل ہوئی۔ اور بالتخصیص یہودیوں پر جو کہ اُس کی
اولاد کی اُس شاخ میں شامل تھے جس نے کنعانیوں کو نیچا دکھایا تھا۔ اور جس کے خیموں میں خدا
بوسیلہ کوہ صیہون کے خیمہ کے رہا کرتا تھا۔ لیکن بنی سام بہت ترقی کرنے والے نہیں تھے بلکہ ایک
ہی جگہ ساکن رہنے والے لوگ تھے۔ طاقت و عزم میں اور ترقی کرنے والی قدرت میں یافث
کی اولاد ان سب پر سبقت لے گئی۔ البتہ کئی زمانوں تک یافث کی نسل گمنام سی رہی مگر وہ اُس
عرصہ میں اپنی قوت بڑھا کر یورپ اور شمالی ایشیا کے دور افتادہ میدانوں میں وحشی اور جنگی مشغلوں
سے بڑھ رہی تھی۔ اور اب دو ہزار برس سے زیادہ عرصہ ہؤا۔ کہ اُس کی شاخیں تمام دنیا میں سب
سے بڑی زور آور سمجھی جاتی ہیں۔ ہر سال یافث کی نسل روئے زمین پر زیادہ زیادہ پھیلتی جاتی ہے
پس ہم کہہ سکتے ہیں کہ ملکوں کے ملک بنی یافث سے بھرے پڑے ہیں۔ اور کہ ہر جگہ اُن کا نقش
پا دکھائی دیتا ہے۔ خواہ وہ وہاں رہنے کے لئے گئے ہوں اور خواہ وہاں تاجر بنکر وارد ہوئے ہوں*

یافث کی اولاد۔ جمر کی نسبت جو یافث کا سب سے بڑا بیٹا تھا گمان کیا جاتا ہے۔ کہ وہ ان
قوموں میں سے بہتسی قوموں کا بانی تھا۔ جنہوں نے یورپ اور اُس کے بہت سے جزیروں
کو آباد کیا۔ جن میں سے کئی ایک کے نام میں (مثلاً جرمن۔ کمبری۔ کمبری۔ کُمبری۔ کمیرائی۔
کرمیا میں) اب تک جمر کے بڑے بڑے حروف صحیح یا اُن کے سے دیگر قریب المخرج حروف
پائے جاتے ہیں۔ ماجوج سے اہل سیتھیان نکلے ہیں۔ اور مادی سے مدیانی۔ یونان سے یونانی اور
تیراس سے اہل تھریس۔ اشکناز کی نسبت جو کہ جُمر کا بڑا بیٹا تھا یہ گمان کیا جاتا ہے۔ کہ اُس نے
بحیرہ اسود کے ساحل کو آباد کیا۔ جس کا پہلا نام اکسی نس کے نام سے موسوم ہؤا اور جو بعد
یُکسین کہلانے لگا۔ ماجوج اور توبل اور مسک کا ذکر حزقیل (باب ۳۸: ۲ و ۱۴ و ۱۵) کرتا
ہے کہ وہ شمال میں آباد ہوئے۔ اور شاید اُن کے ناموں کا کچھ کچھ سراغ الفاظ مغل۔ منگولیا۔
توبالسکی۔ ماسکو اور ماسکووی وغیرہ میں اب تک ملتا ہے۔ اب یا تو ان میں سے اور یا یافث کی اولاد
کی اُن شاخوں میں سے جنہوں نے جزیروں یا غیر قوموں کے دور دور کے ساحلوں کو آباد کیا۔ یورپ
کی بڑی بڑی قومیں مثل اہل یونان اور اہل روم کے نکلی ہونگی *

حام کی اولاد۔ معلوم ہوتا ہے کہ حام کے بیٹوں میں سے اُس کے بڑے بیٹے کوش نے اوروں

کی نسبت زیادہ اضلاع آباد کئے۔ اُن میں ایک کوش کی سرزمین (ایتھیوپیا) تھی۔ جس کا ذکر باغ عدن کے بیان میں آتا ہے۔ (پیدائش ۲: ۱۳) یہ وہ خطہ تھا جو بحیرہ کیسپین کے قرب وجوار میں واقع تھا۔ ماسوائے اس کے ایک اور ضلع تھی جس کا نام کوش تھا اور وہ بڑا تھا۔ یعنی ایتھیوپیا کی مشہور سرزمین جو ملک مصر کے پرے واقع تھی۔ کوش ہی کا بیٹا نمرود تھا جو بڑا صیاد اور جبار آدمی تھا۔ وہ سب سے پہلی بڑی سلطنت کا بانی تھا۔ مصر یا مصرائیم مصریوں کا دادا تھا۔ عبرانی میں سرزمین مصر کو ہمیشہ مصرائیم کہا ہے۔ اور [illegible] موجودہ ناموں میں سے بھی ایک نام مصر ہے۔ فوط [illegible] افریقہ کے دیگر حصوں کو [illegible] آباد کرنے والا فوط سمجھا جاتا ہے اور کنعان جو کہ حام کا سب سے چھوٹا بیٹا تھا فینیکی قوم کا اور اُن قوموں کا موجد سمجھا جاتا تھا جو اپنے گناہوں کے سبب ملک کنعان سے خارج کی گئی تھیں۔ تاکہ بنی اسرائیل کے لئے جگہ خالی ہو۔ حتی [illegible] ہے جو کنعان کے بیٹوں میں سے تھا یہ گمان کیا جاتا ہے کہ وہ ایک بڑی قوم کا بانی تھا [illegible] یہ ثابت ہو گیا ہے کہ حتی مشرق کی سب سے بڑی قوموں میں سے ایک قوم تھی۔

سام کی اولاد۔ سام کے بیٹے۔ عیلام اور اسور اور ارفکسد اور ارام تھے۔ عیلام معلوم ہوتا ہے خلیج فارس کے [illegible] آباد ہوا۔ اسور اسوریوں کا بانی ٹھہرا۔ اور ارفکسد جو کسدیوں کا بانی تھا معلوم ہوتا ہے [illegible] عیلام کے شمال اور مغرب میں سکونت پذیر ہوا اور اپنے پوتے عبر کے [illegible] عبرانیوں کا [illegible] ارام بانی مبانی تھا [illegible] مملکت میں ضلع سوریا جو کہ دمشق کے قریب واقع ہے [illegible] سوریا کے شمالی حصے جیسے فدان ارام کہتے تھے شامل تھا۔ عوض کے نام سے جو کہ ارام کا بڑا بیٹا تھا وہ ملک نامزد ہوا جہاں ایوب نے اپنی بے نظیر آزمائشوں کو کمال صبر سے برداشت کیا تھا۔

اگرچہ نوح کے بیٹوں کی اولاد میں سے بہتوں کے ملکوں کی نسبت پختہ علم نہیں۔ کہ وہ ٹھیک ٹھیک کہاں واقع تھے۔ تاہم یہ کہنا بجا ہے کہ ان میں بڑے خاندانوں کی آبادیوں کی عام جگہ مذکورہ بالا بیان سے بخوبی روشن ہے۔ لیکن یہ یاد رکھنا چاہئے کہ وہ اپنی اپنی مملکت میں امن سے نہیں رہتے تھے۔ کیونکہ نمرود کی مملکت بنی سام کی سرزمین کے عین وسط میں واقع تھی۔ اور اسی طرح حام کا ایک خاندان یعنی اہل حت کی اپنے اوضاع و اطوار میں بہت درجے تک بنی سام کی مانند ہو گئے تھے۔ یعنی اُس وقت جبکہ وہ تواریخ کے صفحہ پر اپنی جگہ لینے لگے زبان اور دیگر باتوں میں بنی سام کی پیروی کرنے لگ گئے تھے۔ لہٰذا ان تینوں

خاندانوں میں حد فاصل کھینچنا ایک بڑا مشکل کام ہے ٭

دوسری فصل

بابل کا بُرج - اور زبانوں کی ابتری

بُرج بنانے کی تجویز - اُس تجویز کی علت غائی - اُس تجویز کا فسخ ہو جانا - کسدی روایتیں - برس نمرود - پہلی زبان ٭

بُرج بنانے کی تجویز - نُوح کے بیٹوں کے خاندانوں کے درمیان دُنیا کے ممالک چپ چاپ اور قدرتی طریقوں سے تقسیم نہیں کئے گئے تھے - طوفان نے بنی آدم کو ایک بڑا سنجیدہ سبق دیا تھا - جس سے وہ دو باتیں بخوبی سیکھ سکتے تھے ایک یہ کہ وہ ہمیشہ خدا پر پُورا پُورا بھروسہ رکھیں اور دوسرے یہ کہ وہ جانیں کہ عبادت کے اُس خالص طریق سے منحرف ہونا جو خدا اُن سے طلب کرتا تھا حماقت بلکہ گناہ ہے - لیکن چند ہی پشتوں کے بعد یہ ہُوا کہ لوگ ان نصیحتوں سے بالکل بے پرواہ ہو گئے - بلکہ اُن کو نظر حقارت سے دیکھنے لگے - خدا نے اپنا ارادہ ظاہر کر دیا تھا - کہ بنی آدم تمام دنیا میں پھیل جائینگے لیکن بجائے اس کے کہ حلم اور فروتنی کے ساتھ اس الٰہی ارادہ کے منکشفہ کی اطاعت کی جاتی - اُلٹا نتیجہ یہ ہُوا کہ اس سے لوگوں کے دلوں میں متکبرانہ طور پر مقابلہ کرنے کی رُوح پیدا ہو گئی - مسوپتامیہ کا میدان - یا یوں کہیں کہ سنار کا میدان اس وقت بنی آدم کی رہائشگاہ تھا اس جگہ اُنہوں نے ایک منصوبہ باندھا - جو ان لفظوں سے ظاہر ہوتا ہے "آؤ ہم اپنے واسطے ایک شہر بنائیں اور ایک بُرج جس کی چوٹی آسمان تک پہنچے اور یہاں اپنا نام کریں تا ایسا نہ ہو کہ تمام روئے زمین پر پریشان ہو جائیں" ٭

اس تجویز کی علت غائی - گو قطعی طور پر تو معلوم نہیں - کہ اس بُرج کے بنانے سے کیا خاص بات مدنظر تھی - تاہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ شاید یہ مراد ہو - کہ یہ بُرج لوگوں کو باہم ایک جا اکٹھا رکھنے کا کام دے - اور اُن کی بزرگی اور جلال کو اُس زوال سے بچائے جو زمین پر منتشر

ہو جانے سے وقوع ہو سکتا تھا - بہر کیف یہ فعل خدا سے مقابلہ کرنے کا ایک فعل تھا - اور اس بات
کی ضرورت رکھتا تھا کہ کسی تنبیہ سے درست کیا جائے علاوہ بریں یہ بھی اغلب ہے کہ
بت پرستی پھر پھیلنے لگ گئی ہو - اور یہ برج اُن دیوتاؤں کی تعظیم کے لئے تعمیر ہونے کو ہو
جن پر لوگ نوح کے خدا کو چھوڑ کر بھروسہ کرنے لگ گئے تھے - بڑی بڑی عمارتوں کے
بنانے کا شوق جس کی نسبت ہم اوپر بتا چکے ہیں کہ وہ دنیا کے ابتدائی زمانوں کا ایک خاصہ تھا -
پہلے پہل اسی موقعہ پر ظاہر ہوا ٭

اس تجویز کا کچھ نتیجہ نہ ہوا - جو طریقہ خدا نے استعمال کیا کہ اُن کی تجویز کو پامال کر ڈالے
یہ تھا کہ اُن کی زبانوں میں اختلاف پیدا کر دیا - اس بات کی ہم کو خبر نہیں کہ یہ وقوع
کس طرح ظہور میں آیا - بائبل سے صرف اتنا ہی پتا لگتا ہے کہ نوح کی اولاد اس وقت تک ایک
ہی زبان بولتی تھی - لیکن اس موقعہ پر مختلف طرح کی زبانیں بولنے لگ گئی - اور یہ بھی
ظاہر ہے کہ یہ بات خدا کی مرضی سے وقوع میں آئی - تا کہ لوگ مجبور کئے جائیں کہ ایک دوسرے
سے جدا ہو جائیں - شاید یہ ہوا ہو کہ ایک زبان کے بولنے والے ایک گروہ اور دوسرے سے علیحدہ ہو گئے جائیں
مگر یہ ممکن ہے کہ خدا کی مرضی اور اتفاقات کے ساتھ ساتھ فطرتی اصول بھی زبانوں کے
ساخت اور پیدائش میں استعمال ہو کر اپنا کام کئے جاتے تھے - کیونکہ موجودہ زبانوں کی
تحقیق سے یہ ثابت ہوا ہے کہ بعض ایسی خصوصیتوں سے متصف ہیں کہ اُن سے معلوم ہوتا ہے
کہ بہت سے فطرتی اسباب اُن کا موجب ہیں ٭

کسدی روایتیں - چونکہ بابل کا برج کسدیوں کی سرزمین میں واقع تھا - لہذا
خواہ مخواہ یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ آیا کسدیوں کی تواریخ میں اس کے بارے میں کوئی
نشان پایا جاتا ہے یا نہیں - مسٹر سمتھ صاحب کا خیال ہے کہ بابل کی ایک تختی میں
اس کا ذکر ملتا ہے - انہوں نے اس کی ایک بگڑی ہوئی تصویر دیکھی - اور پھر اس کے بعد
ایک اور تختی پر اسی برج کا قصہ بھی لکھا ہوا پایا - لیکن موخر الذکر تختی بھی بہت
اور بری حالت میں پائی گئی تھی - اور صاحب موصوف نے اس کا جو ترجمہ کیا ہے وہ محض
قیاس ہی پر مبنی ہے ٭

قدیم زمانے کے یونانی مصنفوں میں سے ایک کی تحریر میں یہ بات ملتی ہے کہ اہل بابل کے درمیان
یہ خیال مروج تھا کہ طوفان سے تھوڑے عرصہ بعد بنی آدم کی قدیم نسل اس قدر اپنی

طاقتوری اور درازقامتی پر نازاں تھی۔ کہ اُنہوں نے دیوتاؤں کو نظرِ حقارت سے دیکھنا شروع کردیا۔ اور اُس اُونچے بُرج کو تعمیر کرنا شروع کردیا جو بابل کہلاتا ہے۔ تاکہ اُس کے وسیلے آسمان پر چڑھ جائیں۔ لیکن جب وہ عمارت آسمان تک پہنچ گئی۔ تو دیکھو۔ اُس وقت دیوتاؤں نے ہواؤں کی مدد طلب کی۔ اور اُن کی مدد سے اُس بُرج کو جڑ سے اُکھاڑ ڈالا۔ اور اُسے زمین پر پھینک دیا۔ اُس کے کھنڈرات کو اب تک بابل کہتے ہیں۔ کیونکہ اس وقت تک تو سب لوگ ایک ہی زبان بولتے تھے۔ لیکن اس وقت سے اُن کے درمیان بہت سی اور مختلف زبانوں کے سبب سے ایک قسم کی ابتری پیدا ہوگئی +

برس نمرود۔ کتابوں کو چھوڑ کر اور اس ملک کی طرف رُخ کر کے ہم یہ سوال کر سکتے ہیں کہ کیا اس میں کوئی ایسے کھنڈرات پائے جاتے ہیں جن سے اس بُرج کی جائے وقوع دریافت ہوسکے؟ پہلے تو وہ بڑا ٹیلا جو برس نمرود کہلاتا ہے۔ اور جو زمانہ حال کے شہر ہلا سے چھ میل کے فاصلہ پر مغرب کی طرف دریائے فرات کے کنارے۔ اور شہر کے قریب واقع تھا۔ بابل کے بُرج کے کھنڈرات کا ڈھیر سمجھا جاتا تھا چنانچہ مسٹر سمتھ یہی رائے رکھتے تھے اور پروفیسر سائیس صاحب اس کی تائید کرتے ہیں۔ لیکن اور کئی لوگ اس کے برخلاف ہیں برس نمرود خشت کا بنا ہوا ایک بڑا بھاری ٹیلا ہے۔ جو شکل میں مستطیل اور چو طرفہ پیمائش میں سات سو گز لمبا ہے۔ اور ایک سو پچاس فٹ سے لیکر دو سو فٹ تک اونچا ہے لیکن ایک کتبہ سے جسے سر ہنری راؤلنسن صاحب نے پڑھا معلوم ہوتا ہے کہ برس نمرود بابل میں نہیں۔ بلکہ بارسپا میں واقع تھا۔ اور کہ اس کا اصل نام "سات کرّوں کی منزلیں" تھا۔ لیکن ناممکن نہیں کہ بابل بھی اسی قسم کا مکان ہو۔ برس نمرود میں سات منزلیں تھیں۔ جن پر ایسے رنگ پھرے ہوئے تھے۔ جو سات سیاروں پر دلالت کرتے تھے مطابق اُن رنگوں کے جو اہل سبا ہر سیارے سے منسوب کرتے تھے۔ چنانچہ سب سے نچلی منزل کا رنگ سیاہ تھا۔ جو کہ زحل کا رنگ سمجھا جاتا تھا۔ اس سے اُوپر کی منزل کا رنگ نارنجی تھا۔ اور وہ مشتری کا رنگ تھا۔ تیسری منزل سُرخ رنگ کی تھی اور یہ رنگ مریخ کا رنگ تھا۔ اور چوتھی کا رنگ سنہرا تھا۔ جو کہ سُورج کا رنگ سمجھا جاتا تھا اور پانچویں زرد رنگ تھی۔ اور یہ زہرہ کا رنگ تھا۔ اور چھٹی منزل گہرے نیلے رنگ کی تھی اور یہ رنگ عطارد کے لئے تھا۔ اور ساتویں چاندی کی سی تھی! ور وہ چاند کا رنگ

تھا۔ یہ نشانات بُت پرستی کے رواج کو ظاہر کرتے ہیں۔ اور نیز اس قیاس کی تائید کرتے ہیں کہ بابل کا بُرج بابل کے دیوتاؤں کی تعظیم کے لئے تعمیر کیا گیا تھا +

یونانی روائتیں۔ کلاسیکل قوموں کی روائتوں میں بھی شاید ہم کو بابل کے بُرج کے بیان کا سُراغ اُس یونانی کہانی میں ملتا ہے۔ جس میں اُن بڑے قد آور لوگوں کا ذکر پایا جاتا ہے۔ جنہوں نے یہ کوشش کی تھی کہ کوہ آسا کو اُٹھا کر پہلیاں پر رکھ دیں۔ تاکہ کوہ اُلمپس تک جو کہ دیوتاؤں کا مسکن سمجھا جاتا تھا بآسانی پہنچ جائیں۔ لیکن کہتے ہیں۔ کہ دیوتاؤں نے اُن کی اس کوشش کو خاک میں ملا دیا اور تمام بے دین منصوبہ باندھنے والوں کو تتر بتر کر دیا +

پہلی زبان۔ یہ خیال کہ شروع میں لوگ ایک ہی زبان بولتے تھے۔ اور کہ طرح طرح کی بولیاں کسی عجیب سبب سے پیدا ہوئیں۔ یا کسی خاص سبب سے اُن کے اختلاف نے ترقی پائی بہت درجہ تک فلالوجی یعنی علم زبان کی تحقیقات سے بھی ثابت ہے۔ چنانچہ بہت سے عالم یہ کہتے ہیں کہ اغلب یہی ہے کہ تمام زبانیں ایک ہی اصل کی فروعات ہیں۔ اور یہ تو مانی ہوئی بات ہے کہ وہ مختلف زبانیں جو اب دنیا میں مروّج ہیں۔ تین بڑی بڑی شاخوں یا زبانوں کے خاندانوں سے علاقہ رکھتی ہیں ــ جو آرین۔ سمیٹک اور تورانین کہلاتے ہیں۔ اور یہ نام نوح کے بیٹوں یافت۔ سام۔ اور حام سے نسبت رکھتے ہیں۔ واضح ہو کہ یہ بتانا ممکن نہیں کہ وہ زبان جو شروع میں بولی جاتی تھی کیا تھی۔ بہت عرصہ تک یہ خیال کیا جاتا تھا کہ وہ زبان عبرانی تھی۔ کیونکہ اس زبان میں وہ نام جو لوگوں کو بعض صفات کے سبب سے دئے گئے تھے ــ مثلاً حوا۔ قائن۔ اور سیت اپنے میں وہ معنی رکھتے تھے جن کے سبب سے وہ نام چُنے گئے تھے۔ لیکن یاد رکھنا چاہئے کہ قدیم زمانہ میں یہ عام رواج تھا کہ ناموں کا ترجمہ دوسری زبانوں میں مترادف یعنی ہم معنی الفاظ میں کیا جاتا تھا۔ پس اس دلیل پر بہت بھروسہ نہیں کیا جا سکتا۔ اور سیمٹیکس کی وہ قدیم کہانی جسے ہراڈوس صاحب نے اپنی تاریخ میں قلمبند کیا ہے۔ کہ اُس نے دو لڑکوں کو ایسے طور پر تربیت کیا کہ اُن کو کبھی ایک لفظ بھی سُننے کا موقع نہ دیا۔ لیکن جب اُس نے دیکھا کہ پہلا لفظ جو اُن کی زبان سے نکلا بیکاس تھا۔ جو فرگیہ کی زبان میں روٹی کے معنی رکھتا ہے۔ تو اُس نے یہ نتیجہ نکالا کہ اصل زبان فرگیہ کی زبان ہوگی محض وہم کا ڈھکوسلا ہے۔ واضح ہو کہ اب تک اتنی قدامت کا کوئی کتبہ

نہیں ملا جس سے یہ سوال حل ہو سکے ✤

تیسری فصل

اس زمانہ کے شہر اور سلطنتیں

پہلی دو سلطنتیں - نمرود اور کسدیوں کی سلطنت - قدیم اکادی - اکاد اور سمیر - سمرکی سلطنت - مصریوں کی ابتدا - زبان حکومت کی نسبت ناکمل زیتہ مار - ستونوں کے کتبے - قدیم تہذیب ✤

پہلی دو سلطنتیں - زبانوں کے اختلاف کے بعد بہت عرصہ تک وہ میدان جس میں برج تعمیر کیا گیا تھا دنیا کی تاریخ میں مشہور رہا - قریباً اسی قدر قدیم زمانہ سے ایک اور میدان بسبب ایک اور بڑی قوم کی سکونت گاہ ہونے کے شہرت پذیر تھا - اہل کسدیہ جو اُس میدان میں سے تھے جو دریائے فرات اور دجلہ کے ساحلوں پر واقع تھا - اور اہل مصر جو اُس میدان میں سکونت پذیر تھے جو دریائے نیل کے کنارے پر تھا - ایسی دو قومیں ہیں جو قدیم زمانہ میں ایک اعلےٰ تہذیب اور اقتدار کے درجہ تک پہنچ گئی تھیں - لیکن یہ بتانا ممکن نہیں کہ ان دو قوموں میں سے کس قوم نے اعلےٰ درجہ کی تہذیب کو پہلے حاصل کیا - معلوم ہوتا ہے کہ ان دونوں نے برابر اس دوڑ میں اپنا قدم اُٹھایا - اور قریباً ایک ہی طرح جلد جلد ترقی کرتی گئیں ✤

نمرود اور کسدیوں کی سلطنت - فرات کے کنارے پر جو سلطنت قائم کی گئی - اُس کا بانی نمرود بن حام تھا - جو اپنی صید افگنی کے عجائب کاموں کے سبب سے بادشاہی جاہ و جلال تک سرفراز ہوا - مشرقی مصنفوں کی رائے کے مطابق وہ پہلا شخص تھا جس نے شاہانہ تاج اپنے سر پر رکھا - اُس نے اپنی حکومت بابل سے شروع کی - اور اُس کے شہروں میں سے ذیل کے شہر ارک اور اکاد اور کلنہ مشہور تھے - جو کہ سنعار کی سرزمین میں واقع تھے - ہماری بائبل کے حاشیہ کے مطابق وہ اس جگہ سے اسور کو گیا - اور وہاں دریائے دجلہ کے کنارے نینوہ کی بنا ڈالی اور دیگر بڑے بڑے شہر تعمیر کروائے - تھوڑا عرصہ ہوا کہ فقط یہی مختصر سا حال جو بائبل میں مندرج ہے کسدی تہذیب کی نسبت لوگوں کو معلوم تھا ✤

قدیم اکادی - لیکن اب چند سال کے عرصہ سے کسدی اور اسوری کتبوں سے بہت سا دلچسپ حال اس مضمون کے متعلق معلوم ہوا ہے۔ چنانچہ ان کے ذریعہ سے معلوم ہوا ہے کہ ایک قوم جو اکادی کہلاتی تھی اور جو کسدیہ کے میدان میں رہتی تھی قدیم زمانہ میں ایک اعلےٰ درجہ کی تہذیب کو پہنچ گئی تھی۔ ان اکادیوں کی زبان تورانی زبانوں کے خاندان سے علاقہ رکھتی تھی جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ بنی سام میں سے نہ تھی۔ اور یہ بات اس بیان سے مطابقت رکھتی ہے جو پیدائش کی کتاب میں پایا جاتا ہے کہ کسدی سلطنت نمرود کے ماتحت شروع ہوئی جو کوشی تھا۔

اکاد اور سمیر - جب ہم پہلے پہل قدیم کسدی قوم سے صفحہ تاریخ پر دو چار ہوتے ہیں تو ہم یہ دیکھتے ہیں کہ ان کے درمیان دو سلطنتیں قائم تھیں۔ یعنی اکاد اور سمیر۔ ان میں سے ایک کا دار الخلافہ اکاد شمالی سلطنت میں اور دوسری کا پایہ تخت ارخ جنوبی سلطنت میں واقع تھا۔ اور ان کے کتب خانوں کے باقیماندہ حصوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ قدیم زمانہ میں وہ لوگ بہت سی علمی کتابیں اپنے قبضہ میں رکھتے تھے۔ اور وہ کتابیں جو ان کتب خانوں میں پائی جاتی تھیں مختلف مضامین پر تھیں مثلاً تاریخ۔ سائنس۔ قانون اور علم الٰہی وغیرہ مضامین سے علاقہ رکھتی تھیں۔ اور اس سے ثابت ہوتا ہے کہ انہوں نے ان مضامین پر بہت توجہ مبذول کی تھی۔ اور ان میں بہت ترقی کی تھی۔ اہل برطانیہ کے درمیان جو لوگ مشرقی علوم سے مس رکھتے ہیں ان کی یہ رائے ہے۔ کہ اسی اکادی قوم نے تمام کسدی تہذیب کی بنیاد ڈالی۔ وہ کسدی علم ادب اور نجوم اور نقاشی اور مذہب وغیرہ فنون و علوم کے یہی لوگ موجد تھے۔ بیشک یہی لوگ نئی باتوں کے سوچنے اور ایجاد کرنے کی لیاقت خداداد سے یونانیوں کی مانند جو بعد میں پیدا ہوئے بہرہ ور تھے۔ چنانچہ یونانیوں کی مانند انہوں نے بھی وہ بیج بویا جو آنے والے زمانوں میں اگا اور پھل لایا۔ لیکن اسوری جو ایک مختلف شاخ سے نکلے تھے۔ ان کی مانند نئی باتوں اور ایجادوں کو وجود میں لانے والے نہ تھے۔ بلکہ انہوں نے انہیں کسدیوں سے تہذیب کی خوشہ چینی کی تھی۔ ایک اور بات ان اکادیوں کی نسبت مانی جاتی ہے اور وہ یہ ہے کہ بنی سام نے قدیم زمانہ میں ان لوگوں کو مغلوب کیا اور ان کی زبان کو صفحۂ تقریر سے حرف غلط کی طرح مٹا ڈالا۔ لیکن ان کے علوم و فنون اور مذہب کو اختیار کیا۔

مصر کی سلطنت - دوسرا بڑا مرکز تہذیب کا ملک مصر تھا۔ معلوم ہوتا ہے کہ قدیم زمانہ میں جب لوگ پراگندہ ہو چکے تھے مصرائیم اور اس کے ساتھیوں نے جنوب کا رخ کیا۔ اور دریائے نیل کے ساحل پر اپنا قدم رکھا اور مصر کی بڑی سلطنت کی بنیاد ڈالی۔ یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچ چکی ہے کہ مصری قوم کا گہوارہ

دنیا کے ایشیائی حصہ کے وسط میں تھا۔ انسانی دور کے نہائت ابتدائی زمانوں میں۔ یعنی تواریخی زمانوں سے کہیں پہلے۔ ان مصریوں نے کیا جانے کن وجوہات کے سبب سے اپنے اصلی وطن کو چھوڑ کر مغرب کی راہ لی اور انجام کار "اُس قوموں کے پل" کو جسے خاکنائے سویز کہتے ہیں عبور کیا۔ اور ایک نئی سرزمین دریائے نیل کے زرخیز کناروں پر اپنی آل اولاد کے لئے تلاش کی +

مصریوں کی ابتدا۔ پُرانے اہل مصر اپنی قدامت پر ناز کیا کرتے تھے۔ جو کہ ہمارے سن عیسوی سے کئی سو سال پیشتر تک پہنچتی ہے۔ افسوس ہے کہ مصر کی تاریخ جو مُورّخ مینتھو نے ۲۵۰ برس قبل از مسیح تحریر کی تھی گم ہو گئی ہے۔ لیکن اُس کے کچھ حصے مُورّخ جوسیفس کی تصنیفات میں مندرج ہیں۔ اور اُن سے معلوم ہوتا ہے کہ مصر کی نسبت بہ روایت مُروّج تھی کہ پہلے اُس پر دیوتا حکمرانی کرتے تھے۔ اور اُن کے بعد نیم دیوتاؤں کا خاندان مسلط ہُوا۔ پر یہ روائتیں کہانیوں کی طرح ہیں۔ اور اُن کی تائید و تصدیق ستونوں کے کتبوں سے نہیں ہوتی۔ مصریوں کی اُس متبرک تحریر کے پڑھنے کا طریقہ جسے ہیروگلفیکل کہتے ہیں اسی صدی کے شروع میں معلوم ہُوا اُس میں وہ کتبے لکھے ہوئے ہیں جو بے شمار قبروں اور معبدوں اور لاٹوں اور مناروں پر پائے جاتے ہیں۔ ماسوائے اُن کے اور کئی طومار پیپرس کے بھی دستیاب ہوئے ہیں۔ جن پر سلطنت کے متعلق بڑے بڑے واقعات ثبت ہیں۔ اور وہ علم جو ان وسائل سے مصر کی قدیم حالت اور تاریخ کی نسبت حاصل ہُوا ہے نہایت وسیع اور دلچسپ ہے گو پُورا پُورا حال اُس سے بھی نہیں کُھلتا +

وقت کی نسبت ناکمل فیصلہ۔ قدیم زمانہ کے رسوم اور دیگر حالات کے دریافت کرنیوالے مصری علماء مصر کی تاریخ کے معتبر زمانہ کی وسعت کی نسبت اختلاف رکھتے ہیں۔ بروسخ صاحب اپنی تحریر میں چھ اشخاص کا ذکر کرتے ہیں۔ جن کی تصنیفات سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ زمانہ قبل از مسیح مختلف وقتوں سے شروع ہُوا۔ چنانچہ ان کی تصنیفات کے مطابق مسیح سے پیشتر ۵۰۰۴ برس سے لیکر ۵۷۰۲ برس کے اندر کسی وقت یہ زمانہ شروع ہُوا۔ تاہم یہ کہا جا سکتا ہے کہ یہ زمانہ طول میں اس وقت سے بہت لمبا نہیں جو ہماری عام کرونالوجی (وقت کے حساب) سے صاف ہوتا ہے۔ اور عالموں کے حساب میں قریباً ۲۵۵۲ سال کا اختلاف پایا جانا یہ ظاہر کرتا ہے کہ ابھی تک اس مضمون پر بہت تاریکی چھائی ہوئی ہے۔ اور نہ یہ بات ہی ابھی حل ہوئی ہے کہ کہاں تک شاہی خاندان آپس میں ہمعصر تھے +

ستونوں کے کتبے۔ مُورّخ مینتھو کے مطابق تیس شاہی خاندانوں نے ملک مصر پر یکے

بعد دیگرے حکمرانی کی۔ اور معلوم ہوتا ہے کہ من کل الوجوہ ستونونپر کے کتبے اس بات کی تائید کرتے ہیں۔ بلکہ بہت سی زائد خبریں بھی کئی بادشاہوں کی نسبت اُن سے ملتی ہیں حقیقت تو یہ ہے کہ مصر کی تاریخ کی نسبت جو علم ان کتبوں سے حاصل ہوا ہے۔ وہ ایسا وسیع ہے کہ ڈاکٹر برگسخ صاحب نے جو ایک مشہور و معروف جرمن عالم گذرے ہیں اور جنہوں نے اپنی زندگی کا بہت سا حصہ ملک مصر میں ستونوں کی تلاش اور کتبوں کے پڑھنے میں صرف کیا ہے۔ یہ بیڑا اُٹھایا کہ فقط انہیں کتبوں سے ملک مصر کی ایک تاریخ اُس کے پہلے بادشاہ مینیبر سے لیکر خدیو مصر اسمٰعیل پاشاہ مرحوم تک لکھ ڈالیں۔ اور اُنہوں نے اپنے اس ارادہ کا ایک جزو اپنی اُس تصنیف کے وسیلے سے پورا بھی کیا جو اب اس نام سے موسوم ہے "مصر فرعون کے ماتحت" بہت سے کتبے جو اُنہوں نے پڑھے ایک بڑی قدامت پر دلالت کرتے ہیں۔ اور اس بات پر بخوبی شہادت دیتے ہیں کہ ابتدائی زمانہ میں تہذیب اہل مصر کے درمیان ایک اعلےٰ درجہ تک پہنچی ہوئی تھی۔ اور یہ بھی سچ ہے کہ ابراہیم کے اس ملک میں قدم رکھنے سے بہت عرصہ پہلے کئی ستون تعمیر ہو چکے تھے۔ اور خصوصاً یہ بات کہ وہ ابھی مصر میں آنے نہیں پایا تھا۔ کہ کئی بڑے بڑے منار الغزہ کے میدان میں دکھائی دینے لگ گئے تھے۔ اور کئی قبروں اور مندروں کی دیواریں اس وقت اُن کتبوں سے بھر چکی تھیں جن کو ہمارے زمانہ کے عالم اب ہماری زبانوں میں ترجمہ کر رہے ہیں +

قدیم تہذیب - اہل مصر اس زمانہ میں حرفت اور محنت کے اعتبار سے ایک عجیب پایہ تک پہنچے ہوئے تھے اور ان اسیروں کے سبب سے جنہیں وہ لڑائیوں سے قید کر لائے تھے۔ اور لُوٹ کے مال سے جو مطیع شہروں سے اُن کو دستیاب ہوتا تھا۔ بڑی بڑی عمارتوں کے تعمیر کرنے۔ اور دیگر محنت طلب تدابیر کو انجام دینے کی طاقت اُن میں اور بھی بڑھتی جاتی تھی۔ ہم آگے ایک اور باب میں اس ملک کی وہ کیفیت زیادہ تفصیل کے ساتھ تحریر کرینگے جو اُس وقت تھی۔ جبکہ بنی اسرائیل اس ملک کے حدود میں سکونت کرنے کے لئے وارد ہوئے کم از کم ۱۲ شاہی خاندان اس واقع سے پہلے سلطنت کر چکے ہونگے۔ اس تمام عرصہ میں ملک مصر فتوحات اور دولت اور ہر طرح کے علم و ہنر اور خصوصاً فن تعمیر میں روز افزوں ترقّی کرتا جاتا تھا۔ یہ ستون ہم کو تیار کرتے ہیں۔ کہ اس ملک کی سوشل ترقّی کی بڑھی ہوئی حالت کو تسلیم کریں جو وہ اُس وقت رکھتا تھا۔ جب کہ پہلے پہل بائبل کی تاریخ کا اُس سے تعلق پیدا ہوتا ہے +

بُت پرستی کا برپا ہونا اور پھیلنا

انسان کے مختلف مذاہب۔ پاک عبادت سے منحرف ہونا۔ قدیم دیوتے۔ بہت سے دیوتا ماننے کا مذہب کس طرح پیدا ہوا۔ بُت پرستی کی مخرب الاخلاق تاثیر۔ مختلف بت پرست طریقوں کا باہمی تطابق۔ بُت پرستی کا زوال ✽

ابھی ایک تبدیلی کا ذکر کرنا باقی ہے۔ جو تمام تبدیلیوں سے جو اس زمانہ میں واقع ہوئیں زیادہ غور طلب ہے۔ یعنی مذہبی خیالات کی ترقی پانے۔ اور اُس بت پرستی کے برپا ہونے کا حال تحریر کرنا باقی ہے جو قریباً ہر جگہ پھیل گئی تھی ✽

انسان کے مختلف مذاہب۔ یہ عجیب بات ہے۔ کہ جہاں کہیں آدم کے فرزند گئے وہیں اُنہوں نے سچے خدا کی پاک عبادت کو ترک کر دیا۔ اور نوح کی طرح اُس کی پیروی نہ کی۔ بلکہ اپنے لیئے اپنی مرضی کے مطابق نئی مذہبی رسمیں اور نئی رسمیں مقرر کیں۔ البتہ اُنہوں نے مذہب کو بالکل ترک نہ کیا اور نہ عبادت سے بالکل دست بردار ہوئے۔ پر اُنہوں نے یہ کیا کہ اپنے معبود اور عبادت کے طریق کو یعنی ہر دو چیزوں کو بدل ڈالا اور ویسا نہ رکھا جیسا خدا نے اُن کے باپ دادوں کو بتایا تھا۔ اگر کوئی پوچھے کہ بنی آدم نے کیوں ہر طرح کی عبادت کو بالکل ترک نہ کیا۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ مذہب کا خیال اُن کی جبلت میں پایا جاتا ہے۔ اور وہ اس یقین کو کہ ہماری ہستی ایک اعلےٰ قدرت پر منحصر ہے۔ اپنے دل سے دور نہیں کر سکتے۔ انسان کے دل میں اُس کے جرم کی پہچان جو معافی کی خواستگار ہے اور تاریکی کی شناخت جو روشنی چاہتی ہے۔ اور ابتری کا علم جو نئی ترتیب کا طالب ہے اور موت کا خیال اور روز جزا

کے وقت اپنی لاچاری کا فکر ہمیشہ بہت مضبوط رہا ہے۔ گو اُس نے کبھی اُس کو اجازت نہیں دی کہ ہر طرح کی مذہبی عبادت کو بالکل ترک کر بیٹھے ۔

پاک عبادت سے منحرف ہونا۔ لیکن اس کا کیا سبب ہے کہ انہوں نے اُس طریقے کے موافق جو خدا نے اُن کے باپ دادوں پر ظاہر فرمایا اور اُن ضابطوں کے مطابق جو اُس نے مقرر کئے اُس کی عبادت نہ کی؟ اس کا جواب یہ ہے کہ انسان کا دل خدا کی کیرکٹر (خصلت) کی کامل پاکیزگی سے کنارہ کشی کرتا ہے۔ اور اُس مبارک ہستی سے جو اُس سے اس قدر بالا اور پاک ہے براہ راست کسی طرح کا تعلق رکھنا نہیں چاہتا۔ ہاں انسان اُس قدوس کی صحبت سے اُسی طرح بھاگتا ہے جس طرح آدم باغ عدن میں بھاگتا تھا۔ جب انسان کو اُس درمیانی کا علم نہیں ہوتا۔ جس کی طرف پہلا وعدہ اشارہ کرتا ہے۔ یا وہ اُس کو پسند نہیں کرتا۔ تو یہ نتیجہ ہوتا ہے کہ وہ اپنے لئے اپنے طریقے اور اپنے درمیانی آپ ہی بنانے لگ جاتا ہے تاکہ اُن کے وسیلے خدائے تعالےٰ کے حضور اُس کی رسائی ہو۔ پس وہ یہ زیادہ پسند کرتا ہے کہ خدا کی عبادت اور بندگی اُس کے بڑے بڑے کاموں کے وسیلے۔ یعنی سورج اور چاند اور ستاروں کے وسیلے بجالائے۔ یا خدا کی صفتوں کو ظاہر کرنے کے لئے بُت بنائے اور اُن کے ذریعے سے اُس کی عبادت کرے یا ایسے مخلوق کی امداد کا جویاں ہو جو خدا سے تو کمتر مگر اُس سے بزرگتر ہو۔ اور اُن سے یہ التجا کرے کہ خدا کے سامنے اُس کی شفاعت کریں اور جب دل بالکل تاریک اور نتیجہ ضلالت میں گرفتار ہو جاتا ہے تو وہ جادو کے منتروں اور اسی قسم کی اور باتوں کی طرف راجع ہوتا ہے۔ تاکہ آسمانی طاقتوں کی حمایت حاصل کرے ۔

قدیم دیوتے۔ پس ایسی ایسی صورتیں تھیں جن سے بُت پرستی اور جھوٹی عبادت شروع ہوئی سورج اور چاند اور ستاروں نے بہت جلد انسان کی توجہ اپنی طرف کھینچی اور وہ اُنہیں خدا کے اظہارات سمجھ کر عبادت میں اُن کے سامنے خم ہوا۔ کسدیہ میں قدیم دیوتے یہ تھے۔ اُنو جو آسمانوں کا خداوند سمجھا جاتا تھا اور بیل جو عالم محسوسات کا مالک تصور کیا جاتا تھا اور ہیا جو سمندر اور دوزخ کا مالک تسلیم کیا جاتا تھا۔ قدیم پارسیوں یا آتش پرستوں کے درمیان اجرام فلکی کے سوا اور کسی شے کی پرستش جائز نہ تھی۔ مصر میں بتوں۔ بلکہ حیوانوں کی پرستش بھی کی جاتی تھی۔ مثلاً سانڈ اور ایبس وغیرہ کو خدا کی صفات کا مظہر سمجھ کر پوجتے تھے اور اسی طرح وہ بہادر اور درویش جو اس دنیا سے گذر جاتے تھے۔ اور جو اپنی بہادری اور

نیکی کے سبب مشہور ہوتے تھے - قریباً تمام قوموں کے درمیان زندوں کی شفاعت کرنے والے سمجھے جاتے تھے ۔

بہت سے دیوتا ماننے والے مذاہب کس طرح پیدا ہوئے - لیکن بُت پرستی اسی درجہ تک محدود نہیں رہی - اگرچہ کہنے کو تو بُت پرست مذاہب ایک ہی خدائے تعالیٰ کے ماننے کا دعوے کرتے ہیں - لیکن عملی طور پر اُن کے درمیان بہتیرے خدا اور بہتیرے خداوند ہوتے ہیں - لہٰذا اُس کا یہ نتیجہ ہوا کہ لوگ عبادت کی ہر ایک چیز کو ایک جدا گانہ دیوتا سمجھنے لگ گئے - اور اس کے ساتھ ہی یہ خیال پیدا ہو گیا کہ دنیا دیوتاؤں سے بھری ہوئی ہے - اور ہر ایک ملک اپنے اپنے خاص دیوتا رکھتا ہے - دیوتاؤں کی تعداد جو اس طرح مانی جاتی تھی اِس قدر بے شمار تھی کہ اُس کا تسلیم کرنا مشکل ہے - مثلاً اہل یونان اپنے ہر ایک دریا اور ندی اور چشمہ کے لئے ایک دیوتا مانتے تھے - اور کہا کرتے تھے کہ جتنے آدمی ہیں اُتنے ہی دیوتا پائے جاتے ہیں ۔

بُت پرستی کی مُخرّبُ الاخلاق تاثیریں - بُت پرستی کے متعلق سب سے افسوسناک بات یہ تھی - کہ جب لوگوں نے اپنے واہمہ سے اپنے لئے دیوتا بنانے شروع کر دئے - تو اکثر اُن کو اپنی ہی مانند بنایا - یعنی اپنی کمزوریاں اور اپنے جذبات اور اپنی شہوتیں اُن میں بھر دیں - اور اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اس طریق سے عبادت کی اعلےٰ غرض فوت ہو گئی - پس ایک پاک اور شریف ہستی کی قربت کی وساطت سے برتری کے زینہ پر قدم رکھنے کے عوض یہ عبادت کرنے والے ایسے معبودوں کی پرستش [illegible] جو ملکات ردیہ اور خواہشات ردیہ سے متصف تھے - اور جن کی تقلید کرنا فرض سمجھا جاتا تھا - اور دیوتا [illegible] میں غرق ہو گئے - چنانچہ وہ خرابیاں اور بدکرداریاں جو اس طرح دیویوں دیوتاؤں کی عبادت سے قوموں کے درمیان جو اُسے مختلف ناموں سے مانتی تھیں - برپا ہوئیں - ایسی تھیں کہ اُن کا بیان کرنا بلکہ ان کا حیطۂ وہم و گمان میں لانا ناممکن ہے ۔

مختلف بُت پرست طریقوں کا باہمی تطابق - بُت پرستی کی [illegible] کے درمیان ہر زمانہ اور ہر ملک میں باوجود طرح طرح کے اختلافات کے [illegible] پائی گئی ہے - مثلاً [illegible] نے اہل بابل کی بُت پرستی یونان اور [illegible] عبادت [illegible]

شروع ہوگئی ہو۔ ناممکن نہیں کہ بُت پرستی زبانوں کے اختلاف سے پہلے اپنا رنگ جمانے لگ گئی تھی۔ اور جب وہ واقعہ حادثہ ہو چکا تو مختلف فرقے جنہیں انہوں نے دیوتاؤں کو جن کی پہلے پرستش کیا کرتے تھے نئے نام دیکر پھر پوجنے لگ گئے۔ غالب ہے کہ جو بُت پرستی اُس وقت از سرِ نو تازہ کی گئی۔ وہ وہی پرانی بُت پرستی تھی۔ جو قبل از طوفان مروّج تھی ؎

بُت پرستی کا زوال۔ خدا ہمیشہ بُت پرستی کو نہ صرف اپنی ہی شان کے برخلاف جانتا رہا ہے بلکہ اُسے انسان کی ذلالت اور بربادی کا منبع بھی سمجھتا رہا ہے۔ ہم کہہ سکتے ہیں کہ اس وقت تمام دنیا میں اُس کے جلد جلد پھیلنے اور بڑھ جانے نے پھر ایک مرتبہ اصل ہستی اس الٰہی گھڑیال پر چوٹ لگائی ہوگی۔ جس نے اس سے پہلے طوفان کے آنیکی خبر دی تھی۔ لیکن اب خدا کا یہ ارادہ نہ تھا کہ زمین کو پھر قدرتی طاقتوں سے برباد کرے۔ بلکہ بُت پرستی کو تمام دنیا میں پھیلنا تھا۔ لیکن اس کے ساتھ ہی ایک خاص طریقہ بھی برپا ہونے کو تھا تاکہ اُس سے خدائے واحد کی پاک عبادت اور سچائی [illegible] ایک [illegible] رہے [illegible] جسم میں ظاہر ہو جو ایک ہی شخصیت میں الوہیت اور انسانیت رکھکر وہ راہ دکھائے جو رب تک پہنچاتی ہے [illegible] کیلئے سچے [illegible] کے اظہار کے بعد بُت پرستی کے پاس پھر [illegible] رہے۔ اور [illegible] پرستی کا پردہ اٹھایا جائے [illegible] بات کے متعلق ہوا یا صرف [illegible] ہے [illegible] جاری رہے تاکہ [illegible] جبکہ تمام بُت [illegible] جائیں [illegible]

[illegible] ہو ؎

ابراہیم کی سرگذشت

کسدیوں کا اُور۔ ابراہیم کی اوائل عمری۔ اُس کی بُلاہٹ۔ اُور چھوڑ کر حاران کو جانا۔ کنعان کی طرف روانہ ہونا۔ ملک موعود کا قدرتی نظّارہ۔ سکم۔ بیت ایل۔ مصر۔ لوط سے جُدا ہونا۔ حبرون۔ بیر سبع۔ کدر لا عمر۔ لوط کو اُس کے چنگل سے چھڑانا۔ ملک صدق۔ مسوپتامیہ کے بادشاہ۔ وعدہ کا تازہ کیا جانا۔ اسمٰعیل کا پیدا ہونا اور وعدہ کا دُہرایا جانا۔ سدُوم کی بربادی۔ بحیرہ مردار۔ اکادی نظم۔ اضحاق کی پیدائش۔ اضحاق کو قربانی چڑھانا۔ سرہ کی وفات۔ حتّی۔ اضحاق کی شادی۔ ابراہیم کی موت۔ اُس کی سیرت۔ اور مسیح کی نسبت اُس کی اُمّید۔

کسدیوں کا اُور۔ بُت پرستی کے دوبارہ پھیل جانے کے سبب سے خدا کو یہ پسند آیا کہ ایک خاندان کو انتخاب کرے اور اُس کے وسیلے سے اپنے سچّے علم اور عبادت کو ہر طرح کے لوث اور داغ سے پاک اور صاف رکھّے۔ کوہ ارارات کے دامن سے سیکڑوں کوس کے فاصلے پر اور دریائے فرات کے کنارے اُس خاندان کا گھر آباد تھا جس میں سے دنیا کے لئے ایک روحانی پیشوا نکلنے والا تھا۔ ایک یہودی روائت سے مترشح ہوتا ہے کہ جس جگہ کو آج کل ارفہ یا اودیسہ کہتے ہیں وُہی کسدیوں کا اُر یعنی ابراہیم کا مولد تھا۔ اہل عرب اب تک اس جگہ کی زیارت کے لئے آتے ہیں کیونکہ وہ اُسے اپنے بزرگ ابو اسمٰعیل کی ولادتگاہ

سمجھتے ہیں اور اُسے اُر کسدیم پکارتے ہیں۔ لیکن چونکہ اُر فو مسوپتامیہ نوازیں واقع ہے۔ اور کسدیہ اُن اضلاع کا نام تھا جو نشیبی حصہ میں واقع تھے۔ لہذا زمانۂ حال کے اہل الرائے کے نزدیک کسدیوں کا اُر اُس سے کچھ فاصلہ پر دریائے فرات کے دہانہ کی طرف واقع تھا۔ مُور یا اُر کا نام اُن مدوّر ستونوں پر لکھا ہوا پایا گیا ہے۔ جو اُن کھنڈرات میں سے کھود کر نکالے گئے ہیں جو مُگیر کے نام سے مشہور ہیں۔ اور جو دریائے فرات کے ساحل راست پر اُس قطعہ زمین میں واقع ہیں جو قدیم زمانوں میں فی الواقع کسدیہ کے نام سے مشہور تھا۔ جیسا اُوپر ذکر کیا گیا ہے۔ یہ شہر کسدیہ کے پُرانے شہروں میں سے تھا۔ اور ایک دفعہ سلطنت اکادیہ کا پایہ تخت بھی رہ چکا تھا۔ اُس کے مسمار مکانوں کے درمیان ایک نہائت پُرانے کسدی مندر کے کھنڈر موجود ہیں جو نفت میں لگی ہوئی اینٹوں سے تعمیر کیا گیا تھا۔ بہت عرصہ تک اُر قبرستان کا کام دیتا رہا۔ اور اب اُسے گورستان یا قبروں کا شہر ہی کہنا چاہئے۔ ہماری دانست میں یہی جگہ ابراہیم کی زاد و بوم معلوم ہوتی ہے۔ اور یہ جگہ ہاران سے سیکڑوں میل کے فاصلے پر واقع ہے۔ مسٹر جی سمتھ صاحب فرماتے ہیں۔ کہ شہر اُر کے باشندے چاند دیوتا کی جو قدیم زمانہ میں اُر کہلاتا تھا پرستش کیا کرتے تھے۔ اور معلوم ہوتا ہے کہ رفتہ رفتہ یہ جگہ اسی دیوتا کے نام سے نامزد ہو گئی۔ اور اُر کا شہر کہلانے لگی اور جب اُس نے ترقی کے زینہ پر قدم رکھا تو چاند کی پرستش نے شہرت پائی۔ اور تمام ملک میں پھیل گئی۔ اہل بابل ہمیشہ اس دیوتا کو شمس یعنی سورج دیوتا پر ترجیح دیتے تھے وہ چاند کو تو ہمیشہ مذکر سمجھتے تھے اور سورج کو کبھی چاند کا فرزند اور کبھی ایک مادہ دیوی بتلاتے تھے۔

ابراہیم کی اوائل عمری۔ بزرگ تارح جو نوح کی آٹھویں پُشت میں تھا اسی شہر کے قریب ایک میدان میں اپنی بھیڑ بکریاں چرایا کرتا تھا۔ یہیں اُس کے تینوں بیٹے ابراہیم۔ نحور اور حاران پیدا ہوئے۔ اور اسی جگہ اس پر ایک بڑی مصیبت آئی یعنی اُس کا بیٹا حاران عالم شباب میں راہی ملک بقا ہوا لوگ خیال کرتے ہیں کہ ابراہیم خداوند مسیح سے دو ہزار برس پہلے پیدا ہوا لیکن آدم سے ابراہیم کے زمانہ تک بائبل کی تاریخ کی کرونالوجی (یعنی وقت کا حساب) ٹھیک ٹھیک معلوم نہیں اگرچہ ابراہیم کا نام اپنے بھائیوں میں سب سے پہلے آتا ہے تاہم معلوم ہوتا ہے کہ وہ تارح کے

بیٹوں میں سب سے چھوٹا تھا۔ اپنے باپ دادوں کی طرح وہ بھی گلہ بانی کے کام میں مصروف ہوا اور اقبالمندی کے اعلےٰ درجے تک پہنچا۔ اُس کی بھیڑ۔ بکریاں اور مواشی بہت جلد شمار سے بڑھ گئے۔ اور وہ اتنی وسعت رکھتا تھا کہ اُن کی حفاظت اور خبرداری کے لئے بہت سے نوکروں کو مقرر کرے۔ معلوم ہوتا ہے کہ اُس کا گھرانا اپنے ملک میں بڑی عزت رکھتا تھا۔ اور اُس کے خاندان کے ممبر خاندانی محبت کے رشتہ سے جکڑے ہوئے تھے۔ کیونکہ ابراہیم لوط ابن حاران کو بھائی کی طرح پیار کرتا تھا۔ اور اُس کی پیاری بیوی سرہ اُس سے ایسا قریبی رشتہ رکھتی تھی کہ ایک معنی میں اُس کی بہن تھی۔ ایک یہودی روائت سے ظاہر ہوتا ہے کہ شہر اُور میں ابراہیم کے خاندان کو اُس کے کسدی ہمسایہ ستایا کرتے تھے کیونکہ ابراہیم کے خاندان نے اُس بُت پرستی میں شامل ہونے سے انکار کیا تھا۔ جو اہالیان اُر نے شروع کر دی تھی۔ اور ان ایذاؤں کے سبب سے تارح کا خاندان اُر چھوڑ کر حاران کو چلا گیا۔ لیکن یشوع کی کتاب کے ایک بیان سے (دیکھئے ۲۴ باب اور ۲ و ۱۴ آیات) معلوم ہوتا ہے کہ تارح جو ابراہیم کے ساتھ حاران کو گیا موجودہ بُت پرستی کے داغ سے بری نہ تھا۔

ابراہیم کی بُلاہٹ۔ لیکن ابراہیم کی نسبت معلوم ہوتا ہے۔ کہ اُس کی تمام حرکات وسکنات خاص الٰہی حکم کے تابع تھیں۔ ایک عجیب اور حیرت افزا خبر اُسے خُدا سے پہنچی تھی۔ جس میں ایک حکم اور ایک وعدہ شامل تھا۔ حکم یہ تھا کہ وہ اپنے وطن اور عزیزوں کو چھوڑ کر اُس ملک کی طرف روانہ ہو جو اُسے پیچھے دکھایا جائیگا۔ اور وہ وعدہ جو اس حکم کے ساتھ وابستہ تھا اُس کو یقین دلاتا تھا کہ وہ ایک بڑی قوم بنیگا۔ اور نیز ان لفظوں کے ذریعے سے کہ "تمام دُنیا کے گھرانے تجھ سے برکت پائینگے" مسیح کی طرف اشارہ کرتا تھا۔ اس حکم اور وعدہ سے ظاہر ہوتا تھا کہ گویا خدا کی بادشاہی کی نئی بنیاد رکھی گئی ہے۔ کیونکہ اوّل تو اس سے یہ بات صادر ہوتی تھی کہ آئندہ کے لئے خدا کی پُرفضل توجہ فقط ایک ہی خاندان پر مبذول ہوگی تاکہ اُس میں اپنی حقیقی عبادت کو قائم رکھے اور اُسے اُس بُت پرستی سے جس میں دنیا غرق ہوتی جاتی تھی بچائے۔ دوئم کہ خدا کے تعلقات اس خاندان کے ساتھ عجیب طور پر قریبی اور دوستانہ ہونگے۔ کیونکہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ اُنہیں اپنے تئیں ایک خاص طور پر ظاہر کرنے کو اور اُن کے ساتھ ایک عہد باندھنے کو تھا۔ اور اُن پر اپنی مرضی ایسی مکمل اور مفصّل صورت میں ظاہر کرنا چاہتا تھا کہ ویسی آگے کبھی نہیں کی گئی تھی۔ سوئم وہ اس خاندان میں سے اُسے برپا کرنا چاہتا تھا۔ جس کے وسیلے سے

زمین کے تمام قبائل برکت پائینگی - یعنی عورت کی نسل کو جس کا وعدہ کیا گیا تھا - یعنی وہ جو کہ سانپ کے سر کو کچلنے والا تھا - ابراہیم کا بلایا جانا خدا کی بادشاہت کی تاریخ میں ایک ایسا نادر واقعہ تھا - کہ آدم کے گرنے سے لے کر اُس وقت تک اور کوئی واقعہ ایسا سرزد نہیں ہوا تھا ✢

اُور چھوڑ کر حاران کو جانا - کسدیوں کے اُور کو ابراہیم نے الٰہی مرضی کا مطیع و منقاد ہو کر اور الٰہی وعدہ پر بھروسہ رکھ کر چھوڑا اور حاران کی راہ لی (غالباً یہ وہی جگہ ہے جو اب بھی اسی نام سے مشہور ہے) جسے اہل روم کرھئے کہا کرتے تھے اور جو اُرفہ سے قریب بیس میل جنوب کی طرف واقع تھی - لیکن اس شہر میں اُس نے صرف چند سال تک قیام کیا - گو اُس کے بھائی کے خاندان نے ہمیشہ کے لئے یہاں سکونت اختیار کی - کیونکہ جب ربقہ نے اپنے بیٹے یعقوب کو یہ ہدایت کی کہ تو میرے رشتہ داروں کے پاس جا - تو اس وقت اُسنے یعقوب کو مسوپتامیہ کے حاران کی طرف بھیجا - قریباً دو ہزار برس بعد اس جگہ نے رومی تاریخ میں شہرت حاصل کی چنانچہ اس جگہ رومی جنرل کراسس نے پارتھیوں کے ساتھ جنگ کرتے ہوئے شکست کھائی اور آخر کار میدان جنگ میں کام آیا - اُس کے وسیع میدان اب تک اپنی زرخیزی کے سبب سے مشہور ہیں - لیکن اس قدر کم آباد ہیں کہ بعض اوقات اُن میں تین سال کے عرصے میں صرف ایک ہی مرتبہ زراعت کی جاتی ہے ✢

کنعان کی طرف روانہ ہونا - ابراہیم اپنے باپ تارح کی وفات تک حاران میں رہا لیکن چونکہ اُس حکم کے مطابق جو اُسے خدا کی طرف سے ملا تھا ابھی اُسے اپنے وطن سے اور بھی دور جانا تھا - اس لئے اُس نے اس حکم کو پورے پورے طور پر بجا لانے کی تیاری کی - اتنے بڑے کنبے اور خانگی ساز و سامان کو جس میں ہزاروں بھیڑ بکریاں اور بیل و گدھے سینکڑوں اونٹ اور بیسیوں نوکر شامل ہوں اور جس کے ساتھ ماسوائے اس کے کئی خیمہ و بہت سا اسباب اور طرح طرح کے آلات موجود ہوں - حرکت میں لانا ہر حالت میں ایک بڑا مشکل اور دشوار کام ہوتا ہے - لیکن اتنے بڑے لشکر کو صحرائے اعظم میں سے سینکڑوں کوسوں تک لے جانا اس درجہ تک خطرات اور صعوبات سے پُر تھا کہ اگر کوئی عام قسم کا آدمی ہوتا تو کلیجہ تھام کر بیٹھ جاتا - اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ کس کثرت سے خدا پر بھروسہ رکھتا تھا کہ جب اُسے حکم ہوا کہ اپنے وطن کو چھوڑ دے تو فوراً اُس سے نکل آیا - باوجودیکہ علاوہ

کر کدھر جانا ہے"۔ نیز اس سے یہ بھی روشن ہے کہ وہ اپنے بڑے گھرانے پر کیسا رعب اور اختیار رکھتا تھا۔ کہ وہ اس قابل تھا کہ اُنہیں بادیہ پیمائی کے خطروں میں شریک ہونے کے لئے آمادہ کرے۔ حالانکہ اُس وقت اُن کو اتنا بھی نہیں بتا سکتا تھا کہ اُن کو کس جگہ لے جانا چاہتا ہے۔ ایسی مشکل حالتوں میں اُسکا ایسا بھروسہ کرنا ایسا کام تھا جو اپنی عظمت اور مقدارت میں اگر کم تھا تو صرف موسٰے کے پُر توکل کام سے کم تھا۔ جو اُس وقت ظاہر ہوا جبکہ اُس نے خدا کے حکم کی اطاعت میں اپنی تمام قوم کو مواشی سمیت دشت سینا کے بیچوں بیچ ڈال دیا +

ملک موعود کا قدرتی نظّارہ۔ لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ آخر کار دشت نوردی کی صعوبتیں طے ہو جاتی ہیں اور ابراہیم ملک فلسطین کی شمالی سرحد پر پہنچ جاتا ہے۔ دمشق کے سبز باغات میں سے گذر کر۔ اور فرفر یا ابانہ کے پانی سے اپنی بھیڑ بکریوں کی پیاس بجھا کر وہ کوہ حرمون کے شانہ پر سے عبور کرتا ہے۔ اور شاید اُس کی چوٹی پر سے اُس نے اُس خوشنما سرزمین پر نگاہ کی ہوگی۔ جو خدا نے اس کی اولاد کو میراث کے طور پر عطا کرنی تھی۔ اور یہ نظارہ اُس کے نزدیک دلچسپی سے خالی نہ ہوگا۔ دہنی طرف لبنان کے اُونچے اُونچے پہاڑوں کی قدرتی دیوار موجود تھی جسے کسی غنیم کی توپیں بھی اُڑا نہیں سکتی تھیں۔ بائیں طرف جلعاد کے گھنے مرغزار اور بسن کے ہرے ہرے جنگلی اشجار موجود تھے۔ جنہیں دیکھ کر یہ خیال گذرتا تھا کہ گویا صانع بےچون وچرا نے اُنہیں خاص کر گلوں اور ریوڑوں کے لئے خلق کیا ہے اور اُس کے سامنے بحیرہ جلیل کا پانی چمکتا تھا جس میں سے دریائے یردن نکل کر اٹھکھیلیاں کرتا ہؤا اُن میدانوں سے گذرتا تھا۔ جو اس وقت باغ جنان کی طرح یا یوں کہیں کہ "خداوند کے باغ کی مانند" دکھائی دیتے تھے۔ ملک میں پہاڑیوں اور وادیوں اور زرخیز میدانوں اور چھوٹی چھوٹی ندیوں کا ایسا سلسلہ بندھا ہؤا تھا۔ جو ایک طرف دریائے یردن تک جاتا تھا اور دوسری جانب بحیرہ اعظم تک جو پہلی مرتبہ اُسکی آنکھوں سے گذرا تھا پہنچتا تھا۔ لیکن یہ نظارہ اس نقشہ سے مختلف تھا۔ جو وہ فرات کے زرخیز اور ہموار ساحلوں کے آس پاس دیکھا کرتا تھا۔ کیونکہ دیکھنے میں تو یہ سماں البتہ زیادہ دلکش تھا۔ لیکن نہ اُس میں ویسی پیداوار ہو سکتی تھی اور نہ ویسی آسانی سے کاشت کی جا سکتی تھی +

سکم۔ لیکن اُسے اب تک یہ معلوم نہ تھا کہ یہی ملک میرا اور میری اولاد کا مسکن ہوگا۔ تاہم سچے زائروں کی طبیعت کے ساتھ اور خدا کے کلام پر تکیہ کرتے ہوئے اُس نے اُس کی سرحد پر سے عبور کیا اور اسی روح کے ساتھ یعنی خدا کے حکم کی تابعداری کرتے ہوئے وہ جنوب کی طرف بڑھتا گیا۔ حتےٰ کہ ملک کے بیچوں بیچ جا پہنچا۔ سکم کے قریب پہنچ کر موریا کے میدان میں خداوند کے لئے اُس نے اپنا پہلا مذبح نصب کیا۔ اور اسی جگہ اُس کو پہلی مرتبہ اعلان ہُوا کہ جس سرزمین پر تو کھڑا ہے وہی تیری اولاد کو میراث کے لئے عطا ہوگی۔ اس رویہ سے فارغ ہو کر اُس نے غالباً ایک لمبی اور سرسبز وادی پر نظر ڈالی ہوگی جو نہایت زرخیز اور زرریز تھی۔ اور اُس نے اُن ندیوں کے شور کو سُنا ہوگا جو درختوں سے گھرے ہوئے کناروں کے درمیان بہ رہی تھیں۔ اور اُس نے عیبال اور گرزیم کے پہاڑوں کو دیکھا ہوگا جو کہ قوی ہیکل سنتریوں کی طرح وادی کے ایک سرے پر کھڑے اُس کی حفاظت کر رہے تھے۔ ایسی دلکش جگہ پر جو فلسطین کی تمام مسرت افزا جگہوں میں سے ایک جگہ تھی۔ زیادہ دیر تک ٹھیرنا اُس کے دل کو تازگی اور فرحت بخشنے کا باعث ہوتا۔ لیکن اس وقت ملک میں کنعانی موجود تھے۔ اور وہ ایسی عمدہ وادی کو ابراہیم کے سپرد کرنے کو تیار نہ تھے۔ سکم کا ذکر بائبل کی تاریخ میں شروع سے لیکر اُس وقت تک کہ مسیح سامریہ کی عورت سے ملا بار بار آتا ہے۔ لیکن ابھی ابراہیم اُسے صرف ایمان کی راہ سے اپنا سمجھ سکتا تھا۔ کیونکہ ابھی کئی اور جگہیں باقی تھیں جنہیں دیکھنا اُس کے لئے ضروری تھا ٭

بیت ایل۔ ممرے کے بلوط کے سایہ میں سے اُٹھ کر یا جیسا بعض یہ ترجمہ کرنا پسند کرتے ہیں کہ تارپین کے درخت کے سایہ سے اُٹھ کر ابراہیم نے اپنا خیمہ ایک پہاڑ پر جو بیت ایل کے مشرق کیطرف واقع تھا کھڑا کیا۔ بیت ایل سکم سے قریباً بیس میل جنوب کی جانب واقع ہے اور جو سڑک وہاں جاتی ہے وہ ایک ایسے سلسلہ کوہ کے پاس پاس سے گذرتی ہے جو تمام ملک میں ریڑھ کی ہڈی کی طرح پھیلا ہُوا ہے۔ بیت ایل اور عئی کے درمیان جہاں ابراہیم نے اپنا خیمہ نصب کیا سیاحوں کو ایک پہاڑی ملتی ہے جو اپنے سلسلہ کے سب ٹیلوں سے اُونچی ہے اُس کی سب سے اُونچی چوٹی کے اِدھر اُدھر چٹانی ڈھلوان پائے جاتے ہیں۔ اور وہ اُن سے یہ امتیاز رکھتی ہے کہ اُس کی وسیع سطح کے اُوپر زیتون کے درختوں کا جھرمٹ چھایا ہُوا ہے یہ پہاڑی ابراہیم کے مذبح کے لئے عمدہ جگہ اور اُس کے خیمہ کے لئے اچھا سایہ رکھتی

تھی۔ اور اِس کے قرب و جوار کی سرزمین اب تک تمام ملک میں اپنی ہریالی چراگاہوں کے سبب لاثانی ہے۔ پھر بیت ایل چھوڑ کر وہ جنوب کی طرف بڑھتا چلا گیا تاوقتیکہ قحط کے سبب سے مصر جانے کے لئے مجبور نہ ہُوا +

مصر ۔ "بہت بڑا کال پڑا" یہ کال غالباً معمولی برسات کی قلت کے سبب سے واقع ہُوا کیونکہ اُن ممالک میں زیادہ تر اسی سبب سے کال پڑتا ہے۔ اِس کال سے انسان اور حیوان کے لئے جو نقصان اور تکلیف پیدا ہوئی وہ واقعی حیطۂ برداشت سے باہر ہوگی۔ اور ابرہیم کا اس جگہ کو چھوڑ کر مصر جیسے دور اور اجنبی ملک کو چلا جانا صاف ظاہر کرتا ہے کہ اُس کے سامنے بچاؤ کی صرف یہی ایک صورت رہ گئی تھی۔ وہ خدا اب کہاں تھا جس نے اُس کے ساتھ بڑے بڑے وسیع اور جلالی وعدے کئے تھے۔ کیا یہی بنجر بیابان وہ ملک تھا جس کی تعریف اُس نے اس قدر کی تھی! یہ آزمائش ایسی بڑی اور برداشت سے باہر تھی کہ معلوم ہوتا ہے کہ کچھ عرصہ کے لئے ابراہیم کا ایمان بھی کسی قدر ہل گیا۔ پھر اس بات سے ڈر کر کہ اگر لوگوں کو معلوم ہُوا کہ سرہ اُس کی بیوی ہے تو اُس کی زندگی معرض خطر میں پڑ جائیگی اُس نے اُسے سمجھایا کہ تو یہ کہنا کہ تو میری بہن ہے۔ اس سے بھی ظاہر ہوتا ہے کہ اُس وقت خدا پر اُس کا پُورا پُورا بھروسہ نہ تھا۔ اور کہ وہ بھی فریب کے اُس خمیر سے بری نہ تھا جو یہودیوں میں سے اچھے سے اچھے آدمی کی کیرکٹر پر ایک افسوسناک دھبہ کی طرح لگا ہُوا ہے۔ مصر میں جا کر اُس نے ایک ایسا دربارشاہی پایا جہاں بادشاہ اور شہزادے اور کثیر مال و متعال موجود تھا۔ جب سرہ شاہی حرم سرا میں داخل کی گئی تو خدا کی طرف سے فرعون پر بڑی بڑی آفتیں نازل ہوئیں۔ اور جب اُس کو سرہ اور ابراہیم کا اصلی رشتہ معلوم ہُوا تو جو کچھ واقع ہُوا تھا اُس سے ڈر کر اُس نے سرہ کو ابراہیم کے حوالے کیا اور اُسے بہت انعام و اکرام کے ساتھ روانہ کیا۔ ابراہیم کی سوانح عمری کے اس قصہ میں ہم اُس کی اولاد کی تاریخ کے ایک باب کا گویا خلاصہ سا پاتے ہیں۔ وہ بھی اُس کی مانند مجبور ہو کر مصر کو گئے۔ اور اُس کی مانند اُنہوں نے بھی اُس وقت اُسے چھوڑا جب آسمانی آفتوں کے سبب سے اہل مصر ڈر گئے اور اُس کی مانند بہت مال لیکر روانہ ہوئے۔ یہ ایک عجیب بات ہے کہ پُرانے نوشتوں میں سے جو اب تک موجود ہیں ایک نوشتہ مصری رق پر پایا جاتا ہے جس میں دو بھائیوں کی کہانی قلمبند ہے اور وہ برٹش عجائبخانہ میں محفوظ ہے۔ اُس میں

اُس زمانہ کے فرعون کی نسبت یہ قصہ مرقوم ہے کہ وہ فوجی جمعیت کی وساطت سے ایک خوبصورت عورت کو اپنی حرم سرا میں لایا۔ اور اُس کے شوہر کو تہ تیغ کیا۔ غالب ہے کہ یہ بیان محض ایک بناوٹی کہانی ہو۔ اور وہمی اور قیاسی قصوں کے دفتر سے علاقہ رکھتی ہو۔ تاہم اس سے ابراہیم کی واردات جو اس وقت زیر نظر ہے واضح ہوتی ہے۔ کیونکہ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ مصری دستورات سے ابراہیم کا خوف کھانا واجب تھا۔ مصر کے بادشاہ کا نام جو اس وقت حکمران تھا۔ ابھی تک معلوم نہیں ہُوا +

لُوط سے جُدا ہونا۔ وہی کال جس نے ابراہیم کے ایمان کو جنبش میں ڈالا تھا۔ آخرکار اُس کے فائدہ کا باعث ہُوا۔ مصر سے واپس آکر اُس نے پھر بیت ایل کے پاس قیام کیا۔ لیکن تھوڑے عرصے بعد اُسے معلوم ہُوا کہ لوط اور اُس کے بےشمار گلوں کے لئے چراگاہیں کافی نہیں۔ آخرکار یہ قرار پایا کہ صلح اور آشتی سے ایک دوسرے سے جُدا ہوں۔ ابراہیم نے اپنی معمولی فیاضی سے لوط کو اجازت دی کہ جونسی جگہ اپنے لئے چُننا چاہتے ہو۔ چن لو۔ عئی اور بیت ایل کے درمیان جو اُونچی جگہ واقع تھی وہاں سے اردگرد کی سرزمین کا نقشہ بآسانی آنکھوں کے سامنے سے گذر جاتا تھا۔ سو جب لوط نے اُس جگہ سے اس وسیع اور بوقلموں قطعہ کو دیکھا تو جو جگہ اُسے مرغوب معلوم ہوئی وہ یردن کا سیراب میدان تھا جو سدوم اور عمورہ کے نزدیک واقع تھا۔ نہ کہ بحیرہ مُردار کے قریب جیسا لوگ پہلے خیال کیا کرتے (کیونکہ وہ خطہ بیت ایل سے دکھائی نہیں دیتا) بلکہ بہت درجہ تک شمال کی طرف واقع تھا۔ اخلاق کے لحاظ سے یہ جگہ دنیا کی تمام جگہوں سے بدتر تھی لیکن اُس کی عفونت سے لوط کو کچھ بھی نفرت نہ آئی۔ کیونکہ اُس کے مزاج میں جیسا اکثر ہوتا ہے۔ دولت کی کثرت نے دنیاداری کی کثرت پیدا کر دی تھی۔ جب وہ الگ الگ ہو گئے تو خداوند پھر ابراہیم پر ظاہر ہُوا۔ اور اُسے حکم کیا کہ تُو اُس قطعہ پر پھر نظر ڈال جسے تُو نے اور لوط نے عئی کی بلندی پر سے دیکھا تھا۔ اور اپنے وعدہ کو تازہ کیا کہ میں یہ سرزمین تجھے اور تیری اولاد کو دونگا۔ اور اُسے فرمایا کہ اُٹھ کر اُسی کے طول اور عرض میں پھر تاکہ تجھے معلوم ہو کہ خدا نے کتنی بڑی اور کیسی عمدہ میراث تجھے عطا فرمائی ہے۔ اور کہ تُو جانے کہ تیری اولاد جو اُس پر قابض آئیگی کس قدر تعداد میں بےشمار ہوگی +

جبرون۔ اس رویہ کے بعد ابراہیم جبرون کو گیا۔ اور اُس کی باقیماندہ زندگی کا اکثر حصہ یا تو

وہاں اور یا اُس کے نزدیک بیر سبع میں گئا۔ جو کہ اس ملک کے جنوبی سرحد پر واقعہ تھا۔ حبرون دنیا کے سب سے پُرانے شہروں میں سے تھا۔ اور صُنعن سے جو مصر میں ہے سات برس آگے بسا تھا۔" (گنتی ۱۳: ۲۲) غالباً وہ پہلے حام کے بیٹے مصرائیم کے قبضہ میں آیا۔ جبکہ وہ جنوب کی طرف روانہ ہُوا۔ اور اُسی کے قبضہ میں رہا۔ جب تک اُس نے زیادہ زرخیز میدانوں کا حال سُن کر جو دریائے نیل کے کنارے پر واقع تھے۔ مصر کا راستہ نہ لیا۔ اُس نے صُنعن کی بنیاد ڈالی جو مصر کا قدیم پایۂ تخت تھا۔ یہ شہر ایک وادی کے کنارے اور اس سطح مرتفع پر واقع تھا جو بعد میں یہودیہ کے کوہستان کے نام سے مشہور ہوئی۔ یہ شہر دو چیزوں کے سبب سے یعنی اپنے چراگاہوں کی خوبی اور اپنے تاکستانوں کی کثرت کے سبب سے اس وقت مشہور تھا جیسا کہ اب بھی مشہور ہے۔ حبرون کے نزدیک اب تک بلوط کا ایک عالیشان درخت کھڑا ہے جس کی نسبت راہبوں کی وہمی اور بے بنیاد روائتوں کے درمیان ایک یہ روائت پائی جاتی ہے کہ یہ وہی ممرے کا بلوط ہے جس کے نیچے ابراہیم کا خیمہ کھڑا تھا۔ جہاں اُس نے فرشتوں کی مہمان نوازی کی تھی ٭

بیر سبع۔ بیر سبع حبرون سے کئی میل کے فاصلے پر جنوب کی طرف اور فلسطین کی جنوبی سرحد پر واقع تھا۔ اُس کے ملائم ڈھلوانوں نے جو سبز سبز علف زاروں سے ڈھپے ہوئے تھے۔ اور اُس کے مشہور کنوؤں نے اُس میں ایسی دلکش خوبیاں پیدا کر دی تھیں جن کی قدر بھیڑ بکری اور گائے بیل رکھنے والے لوگ بہت کیا کرتے ہیں۔ اسی گرد نواح میں ابراہیم کی زندگی کے بڑے بڑے واقعات سرزد ہوئے۔ اور یہیں اُس نے اُن روئتوں میں سے بہت سی روئتیں دیکھیں جو خدا نے اُسے عطا کیں۔ حبرون کے باہر مکفیلہ کی مشہور غار تھی جو اُس نے حِتیوں سے خریدی تھی۔ بدیں غرض کہ اپنے خاندان کے لئے قبرستان بنائے۔ ترکوں کی مسجد کے نیچے جو اس غار پر ایستادہ ہے۔ ابراہیم اور اضحاق اور یعقوب کی خاک مدفون ہے۔ صدیوں تک کسی عیسائی کو اس غار میں داخل ہونے کی اجازت نہ تھی۔ مگر تھوڑا عرصہ ہُوا کہ شہزادہ ویلز نے جا کر اس [illegible] ور کیا ٭

[illegible] رہا کرتا تھا۔ اور لوط تو اُس کے [illegible] سے جھگڑا تھا۔ ابراہیم [illegible] کے بلوط کے نیچے رہا کرتا تھا۔ وہاں اُس نے یہ [illegible] اُس کے بھتیجے [illegible] آفت نازل [illegible]

کدرلاعمر اور سوتپامیہ کے بادشاہوں نے ملک سدوم اور اُس کے آس پاس کے شہروں پر حملہ کیا اور اُن کو شکست دی اور لوط کو اُس کے اسباب سمیت اسیر کر کے لے گئے۔ لڑائی سدوم کی وادی میں واقع ہوئی۔ ڈین سٹنلی صاحب اس لڑائی کو فلسطین کی پہلی لڑائی بتاتے ہیں۔ مگر مصری کتبوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس سے پہلے بھی کئی لڑائیاں ہو چکی تھیں۔ ابراہیم کی فیاضی اور دلیری اور چستی اُس طریق سے بھی ظاہر ہوتی ہے جو اُس نے اپنے بھتیجے کی مصیبت کا حال سُن کر اختیار کیا۔ وہ اپنے نوکروں کو جو تعداد میں تین سو اٹھارہ تھے مسلّح کر کے اور اپنے ہمسایوں کی مدد اور حمایت ہم پہنچا کر پہاڑی راستہ طے کرتا ہُوا یردن تک جا پہنچا۔ اور وہاں سے اُس نے یردن کی وادی کے سرے تک مشرقی بادشاہوں کا پیچھا کیا۔ اور اُن پر اچانک جا گرا اور اُنہیں اُس جگہ شکست دی جو بعد میں دان کے نام سے موسوم ہوئی اور اس ملک کے عین شمال میں واقع تھی۔ اور پھر دمشق تک اُن کا تعاقب کیا اور لوٹ کا تمام مال اُن سے چھین لیا۔ اور لوط اور اُس کے ساتھیوں کو صاف چھڑا لایا۔ اگر ہم کدرلاعمر اور اُس کے ساتھیوں کے رُعب داب اور جنگی ساز و سامان پر غور کریں تو ہم کو ماننا پڑتا ہے کہ یہ حملہ جو ابراہیم نے کیا فنِ محاربہ کی رو سے ایسا عجیب حملہ تھا کہ اُس کی مانند شاذ ہی کبھی ہُوا ہو۔ وہ جدعون کے دھاوے سے جو اس معرکے کے آٹھ سو برس بعد واقع ہُوا کسی طرح کم نہ تھا۔ اور اس واقعہ نے ابراہیم کو تمام ملک میں امیر اللہ کے لقب سے مشہور کر دیا۔

ملک صدق۔ جب وہ اس حملہ سے لوٹا چلا آرہا تھا راستہ میں اُس کو ملک صدق ملا جو سلامتی کا شہزادہ اور خدائے تعالےٰ کا کاہن تھا۔ اور ہم دیکھتے ہیں کہ یہ پُر راز اور عجیب شخص سمائے تاریخ پر شہاب کی طرح چمکتا۔ اور اپنی صورت دکھاتے ہی غائب ہو جاتا ہے۔ بعض لوگوں کا گمان ہے کہ یہ شخص سام تھا۔ لیکن یہ گمان بالکل غلط ہے۔ کیونکہ قطع نظر اور مشکلات کے پہلے اس بات کا جواب دینا مشکل ہے کہ اگر بالفرض یہ شخص سام تھا تو کیوں اس جگہ اپنے مشہور اور ممتاز نام سام سے موسوم نہیں کیا گیا۔ اور وہ کس طرح کنعان کی اولاد میں آکر بادشاہ ہُوا۔ پس غالب یہ ہے کہ ملک صدق ایک ایسا شخص تھا جس نے اس [illegible] بے دینی کے وقت عبادت الٰہی کو پاک اور صاف صورت میں [illegible] راست پسندی اور صلح جوئی اُن القاب (ملک صدق [illegible]) صلح یا سلامتی کا بادشاہ) سے مترشح ہے جن سے وہ ملقب تھا۔ اور [illegible]

وفاداری کے خدا نے کہانت کے عہدے سے سرفراز کیا۔ بلکہ یہاں تک ممتاز فرمایا کہ کسی اور کی نسبت وہی زیادہ تر مسیح کی کہانت کا نمونہ سمجھا گیا +

مسوپتامیہ کے بادشاہ۔ مسوپتامیہ کے بادشاہوں کا حملہ جو کہ اسی ملک سے آئے تھے جہاں سے خدا نے ابراہیم کو بلایا تھا ظاہر کرتا ہے۔ کہ اس ملک کی حالت کیسی تہ و بالا ہو رہی تھی۔ اور کہ وہ حکم جس کے ذریعے سے ابراہیم کنعان کی طرف چلا آیا دنیاوی بہبودی کے لحاظ سے بھی کیسا اس کے حق میں مفید واقع ہوا۔ یہ مشرقی شہزادے سام کی نسل کے اس حصے کے سردار معلوم ہوتے ہیں۔ جس نے کسدیہ کے باشندوں کو مغلوب کرکے وہاں کوشی حکومت کی جگہ بنی سام کی سلطنت قائم کی۔ بعض اورینٹل علما خیال کرتے ہیں۔ کہ کدرلاعمر کدر نخنتا شاہ عیلام سے مراد ہے جس کا ذکر ایک کتبہ میں جو اسوری بادشاہ اسر بنی پل (سردناپلس) نے کندہ کروایا تھا اس طرح پایا جاتا ہے کہ اس کے کتبہ کی تاریخ (تقریباً ۶۵۰ برس قبل از مسیح) سے سولہ سو پینتیس برس پیشتر کسدیہ پر حملہ کیا۔ لیکن اس کتبہ کے معنوں پر ابھی بہت سی تاریکی کا پردہ پڑا ہوا ہے۔ لہذا یہ نتیجہ نکالنا درست نہیں۔ لیکن یہ ستون ان حملوں کی طرف بار بار اشارہ کرتے ہیں۔ جو عیلامیوں نے کسدیہ پر کئے۔ معلوم ہوتا ہے کہ کدرلاعمر ان جنگجو لوگوں میں سے تھا جو ہمیشہ اس ادھیڑبن میں لگے رہتے ہیں کہ کس طرح اپنے ہمسایوں کو اپنا حلقہ بگوش بنائیں +

وعدے کا تازہ کیا جانا۔ ان باتوں سے تھوڑے عرصہ بعد رویہ کے وسیلے سے خدا اور ابرام میں ایک اور ملاقات ہوئی۔ جس نے اس بزرگ کی روحانی زندگی میں ایک عجیب زمانہ جاری کیا۔ چنانچہ اس موقع پر اس کو صاف صاف طور پر بتایا گیا کہ اس کے یہاں ایک لڑکا پیدا ہوگا جو اس کی صلب سے نکلیگا۔ یہ کہکر خداوند اس کو خیمہ سے باہر لے گیا اور اسے حکم کیا کہ ستاروں کو دیکھ۔ اور پوچھا۔ کیا تو انہیں گن سکتا ہے یہ کہکر اس کو یقین دلایا کہ تیری اولاد بھی اسی طرح بے شمار ہوگی جس طرح آسمان کے ستارے بے شمار ہیں۔ ابرام خدا پر ایمان لایا اور یہ بات اس کے لئے صداقت محسوب ہوئی اس نے پختہ ایمان سے جو کچھ خدا نے کہا تھا قبول کیا۔ یعنی ان دونو باتوں کو قبول کیا کہ اس کی اولاد بے شمار ہوگی۔ اور کہ برکت اس کی نسل کے وسیلے سے ملیگی۔ جو کچھ خداوند نے ظاہر فرمایا تھا اسے بے تامل مان لینے کے سبب سے وہ قبولیت کی دولت سے مالامال ہوا اور اسی واسطے

راستباز گنا گیا" (رومیوں ۴: ۲۲) ایک بھاری قربانی اِس موقع پر چڑھائی گئی جس میں ایک بھیڑ اور ایک بکری اور ایک مینڈھا اور ایک قمری اور ایک کبوتر شامل تھے۔ اور ایک عجیب علامتی رویہ اُس کی آنکھوں کے سامنے لائی گئی جس سے یہ باتیں ظاہر ہوئیں اوّل کہ اُس کی اولاد کو چار سو برس تک غیروں سے دُکھ اُٹھانا پڑیگا۔ یعنی اُس وقت تک کہ اموریوں کی خطا کا پیمانہ لبریز نہ ہو۔ دوم کہ اُس کے بعد اُس کی اولاد ابراہیم ہی کی مانند مصر سے بہت مال لے کر نکلیگی۔ اب یہ نہیں سمجھنا چاہئے کہ ابراہیم کی طرف سے یہ بات نجات بخش ایمان کا پہلا کام تھا۔ بلکہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس موقعہ پر اُس کا ایمان بڑی خوبصورتی سے چمکا۔ معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت اُس نے بڑی صفائی اور وضاحت سے ظاہر کیا کہ میں رضامند ہوں کہ خدا کی برکت کو خدا کے طریق کے مطابق اور خدا کی بخشش سمجھ کر قبول کروں۔ یہ رضامندی سب سچے دینداروں کا نشان ہے۔ حقیقت میں یہ وہی ایمان تھا جو ابراہیم سے پہلے ہابیل اور نوح اور دیگر خداپرست لوگوں نے ظاہر کیا۔ لیکن ابراہیم کی حالت میں ایسا صاف اور صریح تھا کہ اُس کے صلہ میں اُس کو ایمانداروں کا باپ کہلانے کا خطاب مرحمت ہُوا +

اسمٰعیل کا پیدا ہونا۔ بیٹے کی نسبت جو وعدہ کیا گیا تھا جب اُس کے پورا ہونے میں تاخیر ہوئی تو عجلت میں آکر ابراہیم نے سرہ کی صلاح کے مطابق ہاجرہ کو جو ایک مصری لونڈی تھی اپنے گھر میں ڈال لیا۔ تھوڑے عرصہ کے بعد اسمٰعیل اُس سے پیدا ہُوا۔ لیکن اسمٰعیل کا پیدا ہونا خانگی اتحاد کی بربادی کا باعث ہُوا۔ اور وعدہ کے فرزند کے دنیا میں آنے کی خبر کے دئے جانے سے پہلے ہنوز چودہ برس کا عرصہ گذرنا باقی تھا۔ اس دراز عرصہ کے گذرنے کے بعد خداوند پھر ابراہیم کو نظر آیا۔ اور یہ وعدہ کیا کہ آنے والے سال میں سرہ بیٹا جنیگی۔ اور اپنے عہد کو جسمانی اور رُوحانی وعدوں کے بارہ میں ازسرِنو تازہ کیا۔ اور ختنہ کی رسم کو اپنے عہد کی شرائط کے پُورا ہونے کے ثبوت میں بطور مہر کے قائم کیا۔ اس موقعہ پر اُس کا نام ابراہام رکھا گیا۔ یعنی ایک بڑی گروہ کا باپ۔ اور اُس کی بیوی کا نام سارہ رکھا گیا جس کے معنی شہزادی کے ہیں +

سدوم کی بربادی۔ تھوڑی مُدّت کے بعد خداوند پھر ابراہام کو دکھائی دیا۔ اور سدوم اور عمورہ کو بہ سبب اُن کی حیرت انگیز اور قبیح شرارت کے برباد کرنے کا ارادہ اُس پر ظاہر کیا

سدوم کے لئے اس بزرگ نے ایسی دلسوز اور مؤثر صورت میں سفارش کی کہ اگر اس میں دس راستباز بھی پائے جاتے۔ تو وہ اُن کے سبب سے بچ جاتا۔ اس شہر کی دہشت ناک شرارت کا جو کچھ حال بیان کیا گیا ہے وہ اُس کے فتوے کی درستی اور راستی ظاہر کرنے کے لئے کافی ہے۔ لوط اپنے دو بیٹیوں سمیت بچ نکلا۔ لیکن اُس کے خاندان کے باقی ممبر ہلاکت میں گرفتار ہوئے۔ آگ اور گندک کی بارش آسمان سے نازل ہوئی اور ان بدکار شہروں کو جلا کر بھسم کر گئی۔ اس میں شک نہیں کہ لوط ایک راستباز آدمی تھا۔ تاہم اس قدر کمزور تھا کہ اُس نے دنیاوی ہوس کو اپنے دل میں بڑھنے دیا۔ اور اُس کے سبب سے اُس کو سخت تنبیہ کی گئی۔ اور آخرکار ہم اُس کو ایک تاریک غار میں چھپتے ہوئے اور اپنی بیٹیوں کے اغوا کے سبب سے اسی قسم کے افعال کا مرتکب ہوتے ہوئے دیکھتے ہیں جن کے سبب سے یہ پُر جُرم شہر برباد ہوئے تھے۔ ابراہیم کو جو اپنے خاندان کی پاکیزگی کی نسبت ہر وقت ہوشیار رہتا تھا۔ شخصی طور پر اُس سبق کی ضرورت نہ تھی جو یہ ہیبت ناک سزا سکھانے آئی تھی۔ مگر ملک کے عام باشندوں کو اس کی بڑی ضرورت تھی۔ سو یہ نتیجہ ہُوا کہ کچھ عرصہ تک اُس نے لوگوں کی شرارت کو روکا۔ مگر اسرائیلیوں کے مصر سے واپس آنے تک یعنی اس ماجرا سے چار سو برس بعد تک کنعانیوں کی اخلاقی حالت پھر ایسی ہی خراب ہو گئی جیسی اس وقت سدوم اور عمورہ کی تھی +

بحیرہ مُردار۔ پہلے یہ گمان کیا جاتا تھا کہ بحیرہ مردار عین اُسی جگہ واقع ہے جہاں یہ تباہ شدہ شہر بسا کرتے تھے۔ غالباً اس کے عربی نام بحیرہ لوط سے یہ خیال پیدا ہُوا ہوگا۔ اور یہ بھی مانا جاتا تھا کہ شاید کسی آتش فشاں پہاڑ کے سبب میدان کی سطح نیچے دب گئی اور دریائے یردن کے پانی سے جو پہلے وادی الاربعہ میں سے گذر کر بحیرہ قلزم میں جا گرتا تھا۔ اس جگہ ایک جھیل بن گئی۔ اور دریائے یردن کے آگے بڑھنا موقوف ہو گیا۔ بحیرہ مُردار کی سطح بحیرہ روم کی سطح سے کم از کم ۱۳۰۰ فٹ نیچے ہے۔ اس سرزمین میں نفت اور گندھک اور شورہ اور دیگر آتش گیر اشیاء کثرت سے پائی جاتی ہیں۔ اور ایک جگہ پر نمک کا ایک بڑا چٹان کھڑا ہے جسے اہل عرب اصدوم کہتے ہیں۔ یہ نام سدوم کے حروف کے ردّ و بدل کا نتیجہ ہے۔ اس کے نزدیک ایک عجیب پیلپایہ کھڑا ہے۔ جسے روائت لوط کی جورو بتاتی ہے۔ اس بحیرہ کے پانی میں اس قدر نمک ملا ہُوا ہے

کہ اس میں نہ کوئی مچھلی اور نہ کوئی اور حیوان زندہ رہ سکتا ہے۔ لیکن وہ خیال جو پچھلے زمانہ
میں کیا جاتا تھا۔ کہ کوئی جانور اس کے اوپر سے اُڑ کر [illegible]
غلط ہے۔ لفٹنٹ لنچ صاحب نے جو اضلاع متحدہ امریکہ کے باشندے تھے اور جو امریکن
گورنمنٹ کی طرف سے مقرر ہو کر آئے تھے۔ کہ اس بحیرہ کے حالات دریافت کریں۔ نتیجہ نکالا
کہ اس سرزمین کو قطرتی قوتوں نے کسی وقت سخت جنبش میں ڈالا تھا۔ [illegible]
کی رائے میں دریائے یردن کا پاٹ دب گیا۔ اور وہ میدان جو اس کے کنارے [illegible] کے
اردگرد واقع تھا جس میں یہ شہر بستے تھے پانی کے نیچے آگیا۔ اور بحیرہ لوط کی [illegible]
تحقیقات سے ثابت ہوا ہے کہ اس کی تہ میں دو میدان [illegible]
ایک صرف ۱۳ فٹ اور دوسرا ۱۳۰۰ فٹ سطح سے نیچا ہے۔ بائبل کے بیان کے
ثبوت جو اس سیاح نے ہم پہنچائے اس قدر مضبوط تھے کہ [illegible]
میں سے ایک مسیحی مذہب کی نسبت اپنے دل میں چند شبہات اور شکوک رکھتا تھا
اور دوسرا بالکل بے دین تھا اس بات کے قائل ہو گئے کہ بائبل کا بیان بالکل صحیح
اور راست ہے۔ ایک فرانسیسی سیاح ڈی سالسی اس بات کا قائل ہے [illegible]
ان شہروں کے کھنڈرات کو پالیا ہے۔ لیکن اس کی تحقیقات کے نتائج [illegible]
لائق نہیں۔ اس نے کئی جگہ بڑے بڑے آتشخیز پہاڑوں کے [illegible]
مثلاً کئی جگہ بجھے ہوئے آتش فشاں پہاڑوں کے دہانے [illegible]
چٹان اس کو ملے اور ان سے معلوم ہوتا تھا کہ گویا آگ کی حرارت سے پھٹے [illegible]
کئی چھپے ہوئے شگاف اور دلدل بھی ملے جن میں کبھی کبھی اس کے گھوڑے [illegible]
جاتے تھے ۔

لیکن ان باتوں کو آخری فیصلہ نہیں کہہ سکتے۔ کیونکہ اس خطہ کی جدید اور گہری تحقیقات
سے ظاہر ہوتا ہے کہ بحیرہ مُردار ایک نئی جھیل نہیں بلکہ بہت پرانی ہے۔ اور قدیم ایام
میں یردن کی وادی میں تھوڑا سا پانی نہ تھا بلکہ موجودہ زمانہ کی نسبت زیادہ تھا۔ کیونکہ معلوم ہوتا
ہے کہ وہ تمام سرزمین جسے سکر یا یردن کا میدان کہتے ہیں پانی سے ڈھپی ہوئی تھی۔
پس جو کچھ ریلنڈ صاحب نے فرمایا وہ غور طلب ہے کہ کوئی وجہ نہیں کہ ہم یہ خیال کریں
کہ یہ شہر پانی کے نیچے دب کر تباہ ہوئے۔ بلکہ برعکس اس کے ہم دیکھتے ہیں کہ یہ بات صاف

صاف طور پر بتلائی گئی ہے کہ وہ پانی سے نہیں۔ بلکہ آگ سے برباد ہوئے ہیں۔ البتہ یہ کہا گیا ہے کہ بادشاہوں کی لڑائی تحسیم کی وادی میں جو دریائے شور ہے واقع ہوئی۔ (پیدائش ۱۴: ۳) مگر دریائے شور اس وادی کے صرف ایک حصہ کو ڈھانپے ہوئے ہے۔ اور لڑائی وادی کے فراز میں یعنی جہاں پانی نہ تھا واقع ہوئی ۔

اکادی نظم۔ ایک پرانی اکادی نظم آسمان سے آگ کے گرنے کا حال بیان کرتی ہے۔ اور وہ آگ اپنی خاصیت اور نتیجے کے اعتبار سے اُس آگ کی مانند ہے جس نے میدان زیر بحث کے شہروں کو برباد کیا۔ پروفیسر سائس صاحب نے اُس کا ترجمہ زبان انگریزی میں کیا ہے اور وہ فرماتے ہیں کہ جب ہم کدرلاعمر کے اُس حملہ پر غور کرتے ہیں جو اُس نے سدوم پر کیا تو اکادیوں کے اس جگہ کی بربادی سے واقف ہونے اور اُس کے حال کو منظوم کرنے سے تعجب نہیں آتا ۔

ایک بربادی سمندر کے بطن سے برآمد ہوئی
مقدر کی سزا آسمان کے وسط سے نازل ہوئی
ایک طوفان نے ساحل کی تند زمین (کو گھیر لیا)
اور تباہ کرنیوالا طوفان چاروں طرف چل اٹھا

شہروں کے باشندوں کو اُس نے ستایا۔ اُن کے بدنوں کو اُس نے جلا دیا۔
شہر اور دیہات میں اُس نے موت کو پھیلا دیا اور اُسکے شعلے بلند اٹھتے تھے ہر شے کو بھسم کر دیتے تھے۔
آقا اور غلام سب یکساں تھے۔ اونچی جگہوں کو اُس نے بھر دیا۔
آسمان اور زمین میں مانند ایک آندھی کے چل نکلا اور شکار کرنے لگا۔
دیوتا ایک پناہ گاہ کی طرف بھاگے۔ اور ایک جتھے میں جمع ہو کر۔
اِس کے زور آور (حملہ) سے وہ بھاگ نکلے۔ اور اُس نے چادر کی مانند (بنی آدم) کو چھپا لیا۔

وہ (ڈرے) اور موت نے اُن کو (آلیا)
(ان کے) پاؤں اور ہاتھوں کو اُسنے پکڑ لیا)
اُن کے بدن کو اُس نے جلا دیا
...شہر اُس کی بنیادوں کو اُس نے ناپاک کیا۔
...سانس میں اُس نے اپنا مُنہ بھر لیا۔

انسان کا یہ حال ہُوا۔ کہ وہ اُونچی آواز سے چلّایا۔ بجلی کا ایک زور آور شعلہ نازل ہُوا۔
دن کے وقت وہ چمکا۔ ہولناک صورت میں وہ نازل ہُوا۔

اضحاق کا پیدا ہونا۔ سدوم کی بربادی کے بعد فلسطیوں کے شہر جرار میں جو کہ بیرسبع کے قریب واقع تھا۔ ابراہیم پھر جھوٹ بولنے کے اُسی جرم میں مبتلا ہُوا جو اُس سے مصر میں سرزد ہُوا تھا۔ تھوڑی دیر بعد اضحاق وعدہ کا فرزند پیدا ہُوا۔ اور جب اسمٰعیل نے اضحاق سے بدسلوکی شروع کی تو اُس کی ماں سارہ نے اُس کو گھر سے نکال دیا۔ بیرسبع کے بیابان میں وہ ایک مرتبہ مشکل سے موت کے چنگل سے چھوٹا۔ اور پھر جب جوان ہُوا۔ تو اُس کا [illegible] میں جا بسا۔ پھر [illegible] عربی قوم کا بانی ہُوا۔

اضحاق کی قربانی چڑھانا۔ اس کے بعد جو واقعہ ابراہیم کی زندگی میں حادثہ ہُوا وہ یاد رکھنے کے قابل ہے۔ یہ تو ظاہر ہے کہ [illegible] اس کا ایمان ایسا پختہ [illegible] اُس کی [illegible] غالب آسکتا تھا۔ لیکن [illegible] اُس کا ایمان [illegible] کی محبت [illegible] طالب [illegible] پیدا ہُوا تھا۔ جس کی پیدائش کا وعدہ ایسی عجیب طرح کے ساتھ کیا گیا تھا۔ اور جس کی زندگی پر بڑی بڑی بیش قیمت اُمیدوں کا برآنا منحصر تھا۔ جوسیفس کے قول کے مطابق ابھی پچیسویں سال میں تھا۔ کہ خدا نے ابراہیم کو یہ حکم دیا کہ موریا پہاڑ پر جا کر اُسے سوختنی قربانی چڑھا۔ عموماً یہ گمان کیا جاتا ہے کہ یہ پہاڑ وہی پہاڑ ہے جو یروشلم میں اسی نام سے موسوم ہے جس پر بعد میں سلیمان نے اپنی ہیکل بنائی۔ اس بزرگ کا ایمان اس آزمائش کے معیار سے سچا ثابت ہُوا۔ آگسٹن صاحب کے قول کے مطابق اُس کو اس خیال نے تقویت بخشی کہ جس طرح اضحاق کی زندگی فوق العادت طور پر عطا ہوئی تھی۔ اُسی طرح فوق العادت طور پر وہ پھر زندہ کیا جائیگا۔ لیکن خداوند کے فرشتے نے سوختنی قربانی کے لئے ایک مینڈھا مہیا کیا۔ اور ابراہیم کو اس صدمہ سے بچا لیا۔ [illegible] زیادہ [illegible] کیا [illegible] ابراہیم [illegible] کی نسبت [illegible] بھی زیادہ خلیل اللہ ثابت ہُوا۔ [illegible] ابراہیم [illegible]

قربانیوں کے ساتھ جو مولک اور دیگر دیوتاؤں کے سامنے گذرانی جاتی تھیں مقابلہ کیا ہے
لیکن ایسا کرنا بالکل انصاف سے خالی ہے کیونکہ اس کے تمام بیان میں بالکل مختلف
قسم کی روح پائی جاتی ہے۔ باپ اور بیٹے دونو میں اطاعت کی روح بڑی خوبصورتی
کے ساتھ جلوہ گری کر رہی ہے ٭

سارہ کی وفات۔ سارہ کے مرنے پر ابراہیم نے حِتّیوں سے ایک قطعہ زمین
قبرستان کے لئے خریدا۔ اور وہ مکفیلہ کی غار تھی جو حبرون کے نزدیک واقع تھی۔
تمام ملک میں یہی ایک جگہ تھی جسے وہ اپنی کہہ سکتا تھا۔ اس سے بھی ابراہیم کا ایمان
ظاہر ہوتا ہے جیسا کہ اس کی زندگی کے قریباً ہر فعل سے مترشح ہے۔ قبل اسکے
کہ اس کی نسل اس سرزمین کو اپنے قبضہ میں لائے۔ ابھی چار سو برس کا عرصہ گذرنا
تھا۔ وہ جانتا تھا کہ پیشینگوئی کی رو سے یہ نہایت ضروری تھی کہ اس کی اور اس کے
گھرانے کی قبر اس اثنا میں امن کے ساتھ اس ملک میں مدفون رہے۔ لہذا
اس نے اسے جائز طور پر اپنے قبضہ میں لانے کے لئے کوئی دقیقہ فروگذاشت
نہ کیا۔ دیگر یہودیوں کے نزدیک یہ جگہ ایک خاص طور پر متبرک تھی۔ ایک شخص اس
جگہ کی نسبت اُن کے خیالات کو ادا کرتا ہے ٭

دنیا میں اُن کا عدن مکفیلہ کے اردگرد واقع تھا
وہاں شام کی ٹھنڈی ٹھنڈی ہوائیں۔ خدا
اُن کے پاس آتا اور انکے ساتھ ساتھ چلتا پھرتا تھا
اسی سبب سے وہ تمام زمین متبرک تھی۔ اور اسی لئے خوبصورت سمجھی جاتی تھی
اور ان کی آزاد روحیں اس وقت کی مشتاق تھیں
کہ جب وہ اُڑ کر اُس آب و ہوا میں پہنچنے کو تھیں جو کبھی مرجھاتی نہیں
اُن کے نزدیک وہ جگہ موت کی جگہ نہ تھی۔
وہ تو اُن کے نزدیک ایک ڈیوڑھی سی تھی۔ جس کی سنجیدہ تاریکی میں
وہ صرف ہیکل کے دروازے کے کھلنے تک کھڑے تھے۔
آسمان کی ٹھنڈی اور میٹھی ہوا اُن کے دلوں کو فرحت بخشتی تھی
اور اُس خوشنما زمین کے خوبصورت پھول اُنکی آنکھوں کو تر و تازہ کرتے تھے۔

اور نیز دوسرے آسمانوں کے نظّارے اُن کو کبھی کبھی نصیب ہوتے تھے +

حتّی - اِس موقعہ پر ابراہیم بنی حتؔ کے ساتھ دوچار ہوتا - جنہوں نے اُسے امیر اللہ کا خطاب دیا تھا - ایک ایسا امر ہے کہ ہم مناسب سمجھتے ہیں کہ ہم اُن باتوں کا ذکر کریں جو حال میں اس عجیب قوم کی نسبت معلوم ہوئی ہیں - مصری کتبوں سے معلوم ہوتا ہے کہ بنی حتؔ (جو ہمارے حتؔ کا مرادف ہے) قدیم زمانہ میں مغربی ایشیا کی ایک بڑی بھاری قوم تھے یشوع کے زمانہ میں اُن کی سلطنت کے حدود اس طرح بیان کئے گئے ہیں - شمال مغرب میں اُن کا ملک بیابان سے لیکر لبنان تک جاتا تھا - اور شمال مشرق میں دریائے فرات تک پہنچتا تھا - (یشوع ۴:۱) خاص فلسطین میں اِس قوم کے جو لوگ پائے جاتے تھے وہ ساری قوم کا فقط ایک تھوڑا سا ٹکڑا تھے - کتبوں سے عیاں ہے کہ تھوڑے عرصے کے بعد وہ ایسے زور آور ہو گئے کہ مصر کی تمام فوج کو لڑائی کے لئے اُن کے مقابلہ میں اترنا پڑا - اور گو وہ مغلوب تو ہو گئے تاہم مصر کے بادشاہ رعمسیس دوم نے حتّی بادشاہ کی بیٹی سے شادی کی - معلوم ہوتا ہے کہ اُن میں کئی گھرانے اور سلطنتیں شامل تھیں - اور اُن سب پر ایک بادشاہ مسلط تھا +

اضحاق کی شادی - چونکہ ابراہیم اس بات کا نہایت مشتاق تھا - کہ اُس کی نسل میں جدّی خون ہر طرح کی آمیزش سے محفوظ اور دینی ایمان اور عبادت صفائی کے ساتھ جاری رہے - سو وہ اس خیال کی برداشت نہیں کر سکتا تھا کہ اُس کے بیٹے کی شادی کسی کنعانی لڑکی کے ساتھ کی جائے - لہذا اُس نے اپنے ایک معتبر نوکر کو اپنے وطن کی طرف بھیجا کہ وہاں اضحاق کے لئے ایک لائق جورو تلاش کرے - الیعزر دُور تک اس راستہ کو طے کر کے جس سے اُس کا آقا شروع میں آیا تھا - مسوپتامیہ میں پہنچا جو اُس وقت فدان آرام کہلاتا تھا اور وہاں بتوایل کی بیٹی اور ابراہیم کے بھائی نحور کی پوتی ربقہ کو ملا جسے اُس کے آقا کے بیٹے کی جورو بننا تھا +

ابراہیم کی موت - ابراہیم نے بھی پھر ایک شادی کی - اور اُس کی نئی بیوی کتورہ سے چھ بیٹے ہوئے - ابراہیم کے خاندان کی ان شاخوں کا بیان ہم آگے چلکر کرینگے - آخرکار ایک سو پچھتر برس کے سن کو پہنچکر اور اضحاق اور ربقہ کے بچوں کو اُن کی جوانی کے عالم میں دیکھ کر ابراہیم اپنے باپ دادوں کے ساتھ جا سویا - اور

زیادہ یاد کے قابل وہ وعدہ تھا جو اُس سے بیج کی نسبت کیا گیا۔ یعنی "تجھ سے اور تیری نسل سے زمین کی ساری قومیں برکت پائینگی"۔

اور یہ وعدہ کنعان کی سرزمین کے وعدہ کے ساتھ لگا ہوا تھا۔ اور اُس کے خیال میں یہ دونو باتیں آپس میں ایسی وابستہ تھیں کہ بالکل ایک دوسری سے جدا نہیں ہو سکتی تھیں۔ جس دھن سے وہ اس زمین کے پیچھے لگا رہا وہ اور کسی طرح سمجھ میں نہیں آتی بجز اس کے کہ ہم یہ مانیں کہ وہ اس دوہرے وعدے پر ایمان لایا۔ گو وہ ملک کنعان میں اجنبی اور پردیسی سا تھا تاہم وہ اُسے ہمیشہ اپنا وطن اور اپنا گھر سمجھتا تھا۔ بیشک وہ مصر یا جرار کو قحط کے سبب سے چلا گیا تھا۔ مگر تھوڑے عرصے کے لئے گیا تھا۔ جب اُس نے الیعزر کو اپنے باپ کے رشتہ داروں کے پاس بھیجا کہ اُس کے بیٹے اضحاق کے لئے وہاں سے جورو لائے۔ تو اُس نے اُس کو قسم دے کر تاکید کی کہ وہ اُس عورت کو اضحاق کے پاس لائے پر اضحاق کو اُس کے پاس نہ لے جائے۔ جب سارہ کے دفن کرنے کا وقت آیا تو اُس نے اُسے اُس کے باپ کے قبرستان میں دفن نہیں کیا۔ بلکہ ملک کنعان میں ایک قبر کے سپرد کیا۔ ہمارے خداوند نے اس سارے معاملے کی چند لفظوں میں تشریح کر دی جب اُس نے یہ فرمایا۔ کہ "تمہارا باپ ابراہام بہت مشتاق تھا کہ میرا دن دیکھے چنانچہ اُس نے دیکھا اور بہت خوش ہوا"۔ ایسی مبارک امید کے سامنے کوئی چیز ایسی نہ تھی۔ جو ابراہیم کو کنعان چھوڑنے کے لئے مجبور کرتی۔ اپنی ذات میں یہ زمین خواہ کچھ ہی ہو مگر اُس کے لئے وہ وعدہ کی سرزمین تھی جسے آگے کو اُس کی نسل تھی اور کبھی اُس کے خیال میں کوئی ایسی کمی یا تبدیلی نہ آئی جس سے نسل اور زمین کے رابطہ میں فرق آتا۔ پس اس طرح آنے والی چیزوں کی نسبت انتظاری کرنے کی طبیعت راسخ ہو گئی۔ دیندار لوگوں کی اُس زمانہ میں خاص طور پر بہت بڑھائی جاتی تھی کہ وہ آنے والی چیزوں کی راہ دیکھا کریں۔ اگر نئے مکاشفے اُن کو عطا ہوتے تھے۔ اور اگر نئی رسمیں اُن میں قائم کی جاتی تھیں تو اُن کا کام بہرحال یہ تھا کہ وہ آئندہ کی طرف دیکھیں۔ کیونکہ ایک عمدہ چیز ابھی آنے والی تھی۔ یعنی اسرائیل کی اُمید ابھی نمودار نہیں ہوئی تھی ۔

دوسری فصل

اضحاق اور ابراہیم کے دیگر فرزندوں کی سرگذشت

اضحاق اور اُس کی خصلت - اُس کے بیٹے - اسمٰعیل - مدیان ادوم - عمون اور موآب +

اضحاق اور اُس کی خصلت - اضحاق کی سرگذشت میں خاص قسم کی دلچسپ باتیں تھوڑی پائی جاتی ہیں - اُس کی طبیعت کی عجیب نرمی اور ملائمت اس بات سے ظاہر ہوتی ہے کہ اُس نے بڑی اطاعت کے ساتھ اُس آزمائش کو قبول کیا - جس میں سے اُسے بھی اپنے باپ کی طرح موریا کے پہاڑ پر گذرنا پڑا - اپنے باپ کی مانند وہ بھی خدائے تعالےٰ کی بڑی تعظیم و تکریم کرنے والا تھا - لیکن باپ کی سی چُستی اور خصلت کی مضبوطی نہیں رکھتا تھا - وہ زیادہ تر گیان دھیان میں مگن رہنے والا اور عزلت نشینی کو پسند کرنے والا آدمی تھا - اور یہ ایسی صفتیں ہیں جو اگرچہ مخالفت اور مشکلات پر حاوی آکر اُن میں سے اپنا رستہ نہیں نکال سکتیں تاہم تنہائی اور خاموشی کی زندگی کو زیب دینے کیلئے زیور کا حکم رکھتی ہیں - جرار کے بادشاہ ابیملک کے سامنے اپنی بیوی ربقہ کو بہن کہکر اُس نے ثابت کیا کہ وہ بھی اپنے باپ کی کمزوری میں مبتلا تھا لیکن دوسری جانب بعض کنوؤں سے بے تامل اور بلا تخفیف دست بردار ہوکر جن کی نسبت اُس کے اور اُس ملک کے نوکروں میں تنازعہ تھا یہ ظاہر کیا کہ وہ ایسا صلح جو آدمی تھا کہ اپنا نقصان اُٹھاکر بھی صلح کو قائم رکھنا چاہتا تھا - ان سب سے بڑھکر بڑی خوبی اس میں یہ تھی کہ اُس میں اُس کے باپ کا سا ایمان پایا جاتا تھا - اور اس کے صلہ میں اُس کے ساتھ وہ وعدے جو اُس کے باپ نے خدا سے پائے تھے تازہ کئے گئے معلوم ہوتا ہے کہ اُس نے اپنی زندگی کا بہت سا حصہ بیرسبع اور حبرون کی خاموش نواح میں صرف کیا +

اُس کے بیٹے - اس کے فقط دو بیٹے تھے یعنی عیسو اور یعقوب جو ربقہ کے بطن سے توام پیدا ہوئے تھے - شروع میں تو اضحاق کا دل ان دونوں میں کسی سے خوش نہ ہوگا کیونکہ عیسو نے تو اوائل عمر ہی میں ثابت کردیا تھا کہ نہ اُسے نجات کی اُن برکتوں کی پروا تھی جو آنے والی نسل کے وسیلے ظاہر ہونے کو تھیں - اور نہ خاندان کے خالص سلسلہ کا

خیال اُس کے دل میں جاگزیں تھا۔ جس کی صفائی کے لئے ابراھیم اتنا فکرمند تھا چنانچہ اُس نے بڑی بے پروائی سے پلوٹھا ہونے کا حق اُن تمام رُوحانی برکتوں سمیت جو اس میں شامل تھیں یعقوب کے ہاتھ بیچ ڈالا اور بنی حت میں سے دو لڑکیوں کے ساتھ شادی کی اور اُس رشتے کے وسیلے بُت پرستی سے رشتہ پیدا کیا۔ اور کثیر الازدواجی اور دیگر قبیح رسوم کو جو کنعانیوں کے درمیان پائی جاتی تھیں رواج دیا۔ لیکن باوجود اس کے وہی باپ کا دُلارا بیٹا تھا۔ اور جب وقت آیا کہ ایک سنجیدہ طور پر برکت دیکر وعدہ کے وارث کو ظاہر کرے تو وہ یہی چاہتا تھا کہ وہ برکت عیسو کو ملے۔ لیکن یعقوب نے ماں کا اشارہ پاکر بڑی چالاکی کے ساتھ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اُس زمانہ میں فریب دینے کی علت لوگوں میں کس قدر پائی جاتی تھی۔ وہ برکت حاصل کی اس بات سے دونو بھائیوں میں سخت جھگڑا برپا ہُوا۔ اور یعقوب کو اپنی جان بچانے کے لئے مسوپتامیہ کی طرف بھاگنا اور فدان ارام سے اپنے رشتہ داروں کے پاس جاکر پناہ گزین ہونا پڑا +

اسمٰعیل۔ مدیان۔ اب معلوم ہوتا ہے کہ اس جگہ ابراھیم کی اولاد کی دوسری شاخوں کی بستیوں کا ذکر کیا جائے جو یعقوب کی نسل سے علاقہ نہیں رکھتی ہیں۔ یہ تو بتادیا گیا ہے کہ اسمٰعیل عرب کے ریگستان میں جا بسا۔ اور اُس کی اولاد نے آوارہ گردی اور خانہ بدوشی کی زندگی اختیار کی۔ جو گلہ بانوں اور صیادوں کو عموماً ایسے ملکوں میں اختیار کرنی پڑتی ہے جن میں انسان اور حیوان کی خوراک کے اسباب بہت کم پیدا ہوتے ہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ قتورہ کے فرزند بھی اُس کے ساتھ آملے۔ کیونکہ اُن میں سے ایک کا نام مدیان تھا۔ جو مدیانیوں کا دادا تھا۔ گو اُن میں سے بہتوں نے ایک وحشی اور آوارہ گرد زندگی اختیار کی جو اب تک صحرا کے عربیوں میں دکھائی دیتی ہے تاہم اُن میں سے بعضوں نے تجارتی پیشے بھی اختیار کئے۔ اور اس بات کا ثبوت کہ اسمٰعیل اور مدیانی آپس میں خلط ملط ہوکر ایک ہی قوم بن گئے یہ ہے کہ جن تاجروں کے ہاتھ کچھ عرصہ بعد یوسف بیچا گیا تھا۔ وہ مختلف آیات میں کبھی اسمٰعیلی اور کبھی مدیانی کہلاتے ہیں +

ادوم۔ عیسو کی اولاد اسمٰعیلوں کی طرح عرب کی وسیع سرزمین میں ہر جگہ آباد نہ ہوئی بلکہ برعکس اس کے وہ لوگ اُس کے صرف اُس حصّہ میں آباد ہوئے جو سعیر کا ملک کہلاتا ہے اور جو اُس پہاڑی قطعہ میں پھیلا ہُوا ہے جو بحیرہ مُردار اور جھیل اکابہ کے مابین واقع ہے۔ اسرائیل کی تاریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ بعد میں اِن کو ان لوگوں سے طرح طرح کا

وسط پڑا اور کہ اُن سے بڑھ کر اور کوئی اُن کا جانی دشمن نہ تھا کچھ عرصے بعد ان لوگوں نے بڑی قوم بن کر نہایت شہرت حاصل کی اور ان کا پایۂ تخت پیٹرا۔ اُس وقت بھی ایسا ہی مشہور تھا جیسا اِس وقت اُن مندروں کے سبب سے مشہور ہے۔ جو چٹانوں کے اندر کاٹ کاٹ کر اور تراش تراش کر بنائے گئے تھے۔ اور اسی طرح دیگر عمارتوں کے سبب سے بھی اُس نے بہت شہرت حاصل کی۔ کئی پُشتوں تک شمال اور جنوب کے درمیان یعنی ایک طرف آرام اور بابل کے اور دوسری طرف ہند اور مصر کے درمیان سلسلہ تجارت جاری رکھنے کے لئے ادوم شاہراہ کا کام دیتا رہا۔ اور جب ہم ان باتوں پر غور کرتے ہیں تو اس کی موجودہ تباہی جس کا ذکر کئی نبوتوں میں پایا جاتا ہے۔ اور بھی زیادہ عجیب معلوم ہوتی ہے۔ اموں اور موآب۔ اموںی اور موآبی بھی جو کہ لوط کی نسل سے تھے۔ دیر تک بجائے خود ایک علیحدہ قوم ہونے کا دم بھرتے رہے۔ اُن کا ملک ادوم کے شمال میں واقع تھا۔ اور وہ بھی اُس دائمی مخالفت کے سبب بہت مشہور تھے جو وہ بنی اسرائیل کے ساتھ ہمیشہ رکھتے تھے۔

تیسری فصل

یعقوب کی سرگذشت

یعقوب کا ابتدائی حال۔ بیت ایل کی رویا۔ فدان ارام میں قیام۔ کنعان کو واپس آنا۔ عیسو سے ملاقات کنعان میں جا بجا گھومنا۔

یعقوب کا ابتدائی حال۔ ابراہیم کی اولاد کی دوسری شاخوں کو چھوڑ کر اب ہم صرف یعقوب کی طرف متوجہ ہونگے۔ جو کہ خدا کا چُنا ہُوا اور وعدہ کا فرزند تھا۔ بہت سی باتوں میں یعقوب اپنے باپ کی نسبت زیادہ تر اپنے دادا کی مانند تھا۔ چنانچہ وہ باپ کی طرح اس قدر ملائم اور عزلت پسند نہ تھا۔ جس قدر اپنے دادا کی مانند ارادے کا پختہ اور کام میں چست و چالاک تھا لیکن جب وہ پہلے پہل نوشتوں میں ہمارے سامنے آتا ہے تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا

ابھی ابراہیم کی طرح اُس کو خدائے تعالےٰ کی کیرکٹر کا وہ عرفان نصیب نہیں ہُوا جو انسان کی رُوح کو مسخر کر لیتا ہے اور نہ اُس نے ابھی اپنی مرضی کو اُس کی مرضی کے سامنے خم کرنا سیکھا ہے۔ علاوہ اِس کے ابراہیم کی سی اعلےٰ دیانت داری اور تُلا ہُوا دل بھی نہیں رکھتا تھا۔ کیونکہ اگر ایک طرف بعضوں سے جیسے راخل اور بنیمین کے ساتھ حد درجہ کی محبت رکھتا تھا تو دوسری طرف اَوروں کا حق ادا کرنے میں انصاف کو کام میں نہیں لاتا تھا۔ جیسا کہ لیاہ اور اُس کے دیگر فرزندوں کے معاملہ میں ہُوا۔ وہ ایک طرح سے چالاک اور خود غرض آدمی تھا۔ اور اپنے منافع کے لئے چالاکی کر بیٹھتا تھا۔ واقعی اس کی طبیعت ایسی طبیعت تھی جس کے تبدیل کرنے کے لئے سخت قسم کی اور نئے نئے ڈھنگ کی تربیت و تادیب کی ضرورت تھی۔ اور اُس کے وقائع عمری پر نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ گویا اِسی مقصد کو انجام دینے کے لئے خدا نے اُس کی زندگی کے واقعات کو ایک خاص ترتیب سے مرتب کیا تھا۔ اپنی جوانی کے اس بڑے گناہ کے سبب جس سے اُس نے اپنے باپ کو دھوکا دیا تھا اُس نے بڑی تنبیہ پائی اور بار بار اپنے سسر اور اپنے بیٹوں سے دھوکا کھا کر اُس نے اُس قانونِ الہٰی کا تجربہ کیا۔ جس کے مطابق انسان خود اُسی گناہ کے سبب اَوروں سے وُہی تکلیف اُٹھاتا ہے جو اُس نے وہی گناہ کر کے اَوروں کو پہنچائی تھی +

بیت ایل کی رویہ۔ لیکن یعقوب کی تنبیہ اور سرزنش کا زمانہ اس کے لئے خدا کی رحمت کے اظہار کا بھی زمانہ تھا۔ جس وقت وہ اپنے بھائی کے غضب سے خوف کھا کر جسے اُس نے اپنے فریب سے مشتعل کیا تھا بھاگ گیا تھا۔ اُس وقت اُس نے بیت ایل کے قریب آسمان سے لگی ہوئی ایک سیڑھی کی عجیب رویہ دیکھی۔ اُس موقعہ پر اُس کے ساتھ ایک وعدہ کیا گیا جو اُس وعدہ کی مانند تھا جو اسی جگہ خدا نے ابراہیم کے ساتھ کیا تھا۔ پھر ایک مدت کے بعد جبکہ وہ اپنے گھر کی طرف لوٹ رہا تھا خدا کے فرشتہ کے ساتھ اُس کا مقابلہ ہُوا اور اُس کے ساتھ تمام رات کُشتی لڑتا رہا۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہی وہ واقعہ تھا جس کے سبب سے اُس نے اپنے تئیں پُورے پُورے طور پر بے کم و کاست خدا کے حوالہ کر دیا۔ اب اپنے باپ کے گھر سے جُدا ہو کر شمال کی طرف اُسی سمت روانہ ہُوا۔ جس طرف الیعزر ربقہ کو لانے کے واسطے گیا تھا۔ آخر کار حاران واقع

فدان ارام میں جا پہنچا اور وہاں اپنی والدہ کے ہمشیر لابن سے دوچار ہُوا +

فدان ارام میں قیام ۔ ضرور نہیں کہ آئندہ بیس سال کے واقعات کا حال مثلاً لابن کے یہاں نوکری کرنے ۔ اور اُس کی چھوٹی بیٹی راخل پر فریفتہ ہونے ۔ اور لیاہ اور راخل دونو کے ساتھ شادی کرنے ۔ اور اُس کے بارہ بیٹوں اور ایک بیٹی کے پیدا ہونے اور فدان ارام کو چھوڑ کر کنعان کی طرف رجعت کرنے کا حال اس جگہ طوالت کے ساتھ درج کیا جائے۔ اس کے یہ بیس سال اُن نظاروں کے درمیان کٹے ۔ جن سے اُسکا دادا ابراہیم خوب واقف تھا اور اُن نظاروں کے درمیان ابراہیم کے ایمان اور اطاعت کو یاد کرنا ہر طرح اس قابل تھا کہ اُس پر ایک عمدہ اثر پیدا کرے +

کنعان کو واپس آنا ۔ آخر کار اُس نے ایک رویہ دیکھی اور خدا کی طرف سے ایک حکم پایا جس کے سبب سے اپنی زاد بوم کی طرف لوٹنا پڑا ۔ یہ حکم اور رویہ ویسے ہی تھے جیسے اُس کے باپ اور دادے کو اور خود اُسے بیت ایل پر اس سے پہلے نصیب ہو چکے تھے ۔ حاران کو چھوڑنے میں اُسے کسی طرح کا قلق نہ تھا ۔ کیونکہ اپنے سسر کے ساتھ اُسے کچھ بھی اُلفت نہ تھی ۔ لیکن کنعان کو لوٹنا جہاں عیسو کے ساتھ مڈبھیڑ ہونے کا احتمال تھا ۔ بڑا مشکل کام تھا ۔ پر چونکہ وہ حاران سے دل برداشتہ ہو رہا تھا لہذا اُس نے فوراً خدا کے حکم کی تعمیل کی ۔ لیکن چوری روانہ ہُوا ۔ اور اس فعل سے اُس نے ظاہر کر دیا کہ فریب کا خمیر ابھی اُس کے مزاج میں باقی تھا ۔ جو بھیڑ بکریاں اور مواشی اپنے ساتھ لے کر نکلا اُنہیں بہت درجہ تک اپنی چالاکی سے جمع کیا تھا ۔ لابن نے اُس کا تعاقب کیا اور کوہ جلعاد پر جو فلسطین کے مشرقی حصّہ میں واقع ہے اُسے جا پکڑا ۔ خداوند کی ہدائت سے تمام معاملات دوستانہ طور پر طے کئے گئے اور وہ دونو صلح اور صفائی کے ساتھ ایک دوسرے سے جدا ہوئے ۔ اب صرف عیسو کا پرانا جھگڑا یعقوب کو بے چین کر رہا تھا +

عیسو سے ملاقات ۔ وہ لابن کی نسبت عیسو کے ساتھ زیادہ مردمی اور فتوّت سے پیش آیا ۔ عیسو اس وقت بالکل جنوب کی طرف کوہ شعیر پر جو کہ ادوم کے ملک میں واقع ہے بود و باش کرتا تھا (پیدائش ۳۲ : ۳) اور یعقوب اس وقت دریائے یبوق کے کنارے یردن کے قریب مگر عیسو کے مقام سے کوئی سو میل کے فاصلہ پر مقیم تھا ۔ اگر وہ چاہتا تو یردن سے عبور کر کے سکم یا کہیں بیت ایل کے آس پاس

عیسو سے دوچار ہوئے بغیر آباد ہو سکتا تھا۔ لیکن اُس نے اپنی مرضی سے قاصدوں کو کوہ شعیر کی طرف بھیجا۔ تاکہ عیسو کو اُس کے آنے کی خبر دیں۔ بھائی کو بُلانے کے لئے ترغیب دینے والی اَور کوئی بات نہ تھی سوائے ضمیر کی کاوش کے۔ جس نے اُس پر اس بات کو آشکارا کر دیا تھا۔ کہ اُس نے اپنے بھائی کو دھوکا دیا ہے اور مناسب ہے کہ جس طرح ہو سکے اس طرح نقصان کی تلافی کرے۔ قاصدوں نے واپس آکر اطلاع دی کہ عیسو چار سو جوانوں کی جمعیت کے ساتھ آپ کی ملاقات کے لئے آرہا ہے۔ یہ سُن کر یعقوب کو جان کے لالے پڑ گئے۔ کیونکہ اُسے ڈر تھا کہ کہیں یہ ملاقات لڑائی کی صورت اختیار نہ کرے۔ پہلے اُس نے عیسو کی طرف بیش بہا تحائف روانہ کئے اور اپنے لوگوں کو عمدہ طور پر ترتیب دی پھر اِن کاموں سے فارغ ہو کر دُعا میں مصروف ہُوا۔ اور تمام رات عہد کے فرشتے سے جو اُسے دکھائی دیا کشتی لڑتا رہا۔ اور اس ارادے کیساتھ لڑتا رہا کہ اُس کو ہرگز نہ چھوڑیگا جب تک کہ وہ اُسے برکت دینے کے لئے راضی نہ ہو۔ لیکن اسی جدوجہد میں اُس کی ران جوڑ سے اُتر گئی۔ اور جب اُس نے دیکھا کہ جسمانی طاقت سے کام نہیں چلتا۔ تو دُعا اور مناجات کے رُوحانی ہتھیاروں کو ہاتھ لگایا اور ان کے وسیلے سے غالب آیا۔ اور اپنی مُراد کو پہنچا۔ شاید خدا یہ چاہتا تھا کہ اس واقعہ کے وسیلے سے اس بات کو اس کے دل پر نقش کر دے کہ فریب اور دھوکا بازی کے اوزار جنہیں وہ اپنی گذشتہ زندگی میں بار بار استعمال کرتا رہا کچھ اثر نہیں رکھتے لیکن دستِ دُعا دراز کرنے اور خدا پر بھروسہ رکھنے کے رُوحانی اسلاح کارگر ہوتے ہیں جس برکت کا وہ متلاشی تھا وہ اُسے بخشی گئی۔ اور اُس کا نام اسرائیل یعنی خدا کا شہزادہ رکھا گیا۔ رُوحانی سرگرمی اور مُقدّس جوش کے اعتبار سے یہ نظارہ جو فنی ایل پر ظہور میں آیا تمام بائبل کی تاریخ میں اپنا ثانی نہیں رکھتا۔ جب عیسو آیا تو دونو بھائیوں کی ملاقات بڑے تپاک سے ہوئی۔ اور پھر کچھ عرصہ بعد دونو سلام و دعا کے رسُوم بجا لاکر اور دوستانہ طور پر دُعائے خیر دیکر ایک دوسرے سے جُدا ہوئے۔ عیسو کوہ شعیر کو روانہ ہُوا۔ اور یعقوب سکات میں کچھ عرصہ ٹھیر کر دریائے یردن کے پار اُترا اور سکم کی وادی میں سالم کے نزدیک خیمہ زن ہُوا۔

کنعان میں جگہ جگہ گھومنا۔ لیکن اُس کا اس جگہ کا قیام بہت جلد خاتمہ کو پہنچا۔

اور اس کا سبب یہ تھا کہ اُس کے دو بیٹوں شمعون اور لاوی نے اہلِ سکم کو تہ تیغ کر ڈالا تا کہ اُس جرم و شرارت کا جس سے اس شہر کے شہزادے سکم نے اُن کی بہن دینہ کو بے حرمت کیا تھا۔ انتقام لیں۔ پس اس فعل سے اس کے خاندان کے نام پر ایسا دھبہ لگا کہ اُس کی وجہ سے اُسے اُس جگہ کو چھوڑنا پڑا اور وُہی راستہ اختیار کرنا پڑا جو ابرہام نے قریباً ایک صدی پہلے اختیار کیا تھا۔ پہلے وہ الٰہی ہدایت کے مطابق بیت ایل میں وارد ہُوا۔ اور اس جگہ خدا نے ظاہر ہو کر پھر اپنے وعدوں کو تازہ کیا۔ یہاں سے جنوب کی طرف روانہ ہُوا اور یروشلم کے پہاڑوں سے گذرتا ہُوا بیت لحم کی چوٹی تک پہنچا۔ یہاں اُس کی چہیتی بیوی راخل اپنے چھوٹے بیٹے بنیمین کی پیدائش کے وقت جاں بحق تسلیم ہوئی۔ اس جگہ کو چھوڑ کر وہ حبرون کی طرف روانہ ہُوا۔ راخل کی مفارقت کے غم کے علاوہ اور طرح طرح کے افکار کا غبار اُس کے دل پر چھایا ہُوا تھا۔ کیونکہ اُس کا سب سے بڑا بیٹا روبن ایک نہائت قبیح فعل کا مرتکب ہُوا اور دوسرے نوجوانوں کے مزاج میں بھی عموماً ایک قسم کی وحشت اور کوتہ اندیشی پیدا ہو گئی تھی۔ آخر کار وہ اپنے معمر باپ کے مکان پر پہنچا۔ جو بہت ضعیف ہو گیا تھا اور اب تک حبرون میں رہتا تھا۔ اُس وقت اُس کے دل میں ضرور عجیب قسم کے خیالات پیدا ہوئے ہونگے جبکہ اُس نے اپنے بچپن کے نظاروں کو پھر دیکھا اور اُس بزرگ چہرہ پر نظر ڈالی جسے جدا ہوتے وقت دگرگوں حالتوں میں چھوڑا تھا۔ تیس سال کی تربیت نے عجیب قسم کی تبدیلی یعقوب میں پیدا کر دی تھی۔ اور اضحاق نے اپنی زندگی کے آخری دنوں میں اپنے چھوٹے بیٹے کی دل خواہ رفتار و گفتار کو دیکھ کر اس بات کو خوب محسوس کیا ہوگا کہ گو وہ طریقہ جس سے برکت حاصل کی گئی ایک نامناسب طریقہ تھا۔ تاہم برکت بلی اسی شخص کو جسے ملنی چاہیئے تھی۔ یعقوب کو لوٹے ہوئے بہت سال نہ گذرے تھے کہ اضحاق ایک سو اسّی سال کا بڈھا ہو کر اپنے باپ دادوں سے جا ملا۔ اور اُس کے دونو بیٹوں عیسو اور یعقوب نے اُسے دفن کیا ؁

چوتھی فصل

یوسف کی سرگذشت - اور یعقوب کا مصر کو جانا

یوسف کی اوائل عمر - مصر میں اُس کی بود و باش - یعقوب اور اُس کے بیٹوں کا مصر کو جانا - یعقوب کی موت - یوسف کی موت - علامتی تاریخ - بزرگوں کا ایمان اور مصر میں رہنے کی چند نصیحتیں +

یوسف کی اوائل عمر - اس سے آگے تاریخ کا مرکز یوسف کو سمجھنا چاہیئے - جو یعقوب کے سب سے چھوٹے بیٹے سے بڑا تھا - اُس کی سیرت میں عجیب طور پر طرح طرح کی خوبیوں اور حمیدہ صفات کے عنصر نے ترکیب پائی تھی - چنانچہ اگر ایک طرف وہ ابراہیم کی متانت اور بیدار مغزی اور کشادہ دلی اور ایمان سے بہرہ ور تھا تو دوسری طرف اضحاق کی طرح متبرک عجز و انکسار سے بھی بھرپور تھا - وہ یعقوب کی مانند رقیق القلب تھا - لیکن اُس کی طرح اُس کے مزاج میں تندی اور جلد بازی نہ تھی - اگر اُس میں کوئی قصور تھا تو وہی تھا جو اُس تمام زمانہ کا ایک عالمگیر قصور تھا - اپنی تدبیروں کو چالاکی سے انجام دینے کا میلان اس میں بھی پایا جاتا تھا - یا کیوں کہیں کہ اُس کامل دیانت داری کی کمی اس میں بھی نظر آتی ہے جو ہر طرح کی ریاکاری کے رنگ کو بُرا سمجھتی ہے - اور بڑی خوشی کی بات ہے کہ اس زمانہ میں یہ دیانتداری بڑے بڑے آدمیوں کی سیرت کا ایک ضروری عنصر سمجھی جاتی ہے - چونکہ وہ شروع ہی سے خدا کا خوف رکھتا تھا - اور اُن نفسانی خواہشات میں مبتلا نہیں ہوتا تھا - جن سے اُس کے بھائی برملا نفسانی حظ اُٹھاتے تھے - لہذا اس کا یہ نتیجہ ہُوا کہ وہ بہت جلد اُس کے دشمن بن گئے اور جب اُس نے اُن کی کرتوتیں باپ پر ظاہر کیں تو وہ اور بھی اس سے نفرت کرنے لگ گئے اور جب یعقوب دوسری بیٹیوں کی نسبت اُسے زیادہ چاہنے لگا تو اس نفرت پر حسد مستزاد ہُوا - اور پھر اُس کی سادہ لوحی نے - بلکہ یُوں کہیں کہ اُس کی کوتہ اندیشی نے جو اُن خوابوں کے بیان کرنے میں ظاہر ہوئی - جن سے صادر ہوتا تھا کہ وہ ایک دن اُن سب پر سبقت لے جائیگا - حسد اور سوختت کی آگ کو دوبالا کر دیا - یوسف اُس وقت کوئی ۱۷ برس کا ہوگا جب اُس کے باپ نے اُسے ایک مرتبہ اپنے بھائیوں کی

خبر لانے کو بھیجا۔ اُن کی بھیڑ بکریوں کا شمار اس قدر بڑھ گیا تھا کہ اُن کو چرانے کے لئے نہیں بہت دُور دُور جانا پڑتا تھا۔ اور اس موقعہ پر وہ اپنی پُرانی جگہ یعنی سکم کی وادی میں پہنچے ہوئے تھے۔ جو حبرون سے قریب پچاس میل شمال کی طرف واقع تھی۔ جب یوسف نے دیکھا کہ وہ وہاں نہیں ہیں۔ تو اُن کی تلاش میں دوتین کی طرف روانہ ہُوا جو ایک سرسبز میدان تھا اور وہاں سے بیس میل شمال کی رُخ واقع تھا۔ جب وہ اُن کے پاس پہنچا تو اُنہوں نے اُس کے برخلاف ایک منصوبہ باندھا اور اُسے مدیانیوں یا اسمٰعیلیوں کے ہاتھ جو مسوپتامیہ کا مال مصر کو لئے جاتے تھے بیچ ڈالا وہ اُسے لیگئے اور وہاں غلامی میں فروخت کر ڈالا بھائیوں نے باپ کو دھوکا دیا کہ یوسف کو ایک جنگلی درندہ پھاڑ گیا ہے۔ اس خبر وحشت اثر نے یعقوب پر جو اب دوسری مرتبہ ایک ایسے شخص کی مفارقت میں مبتلا ہُوا جسے وہ جان سے زیادہ عزیز رکھتا تھا ایسا غم پیدا کیا جو ایک عجیب جذبے اور رقت سے پُر تھا +

مصر میں اس کا بود وباش کرنا۔ ضرور نہیں کہ اس جگہ اُن واقعات کا جو مصر میں یوسف کی زندگی کے متعلق واقع ہوئے مفصّل اور سلسلہ وار بیان کیا جائے۔ جس سادگی اور خوبصورتی کے ساتھ پاک نوشتے یوسف کی سرگذشت بیان کرتے ہیں وہ لاثانی ہے مثلاً فوطیفار کے گھر میں اس کا وفاداری سے خدمت کرنا۔ اور نیک چال چلنا اور فوطیفار کی بدکار عورت کے اتہامی الزام کے سبب سے بہت عرصہ تک قیدخانہ میں اسیر رہنا۔ پھر قید سے رہائی پانا اور بادشاہ کے خواب کی تعبیر کرنے کے صلہ میں اعلےٰ مراتب تک پہنچنا اور بڑھتی کے سات سالوں میں جن کی خبر اُس نے پیشتر سے دی تھی۔ مصر کا نظم ونسق کرنا۔ اور اسی طرح قحط کے سات سال میں جو بعد میں آئے انتظام ملکی کو سرانجام دینا۔ پھر اپنے بھائیوں سے اُس وقت ملاقات کرنا۔ جس وقت وہ مصر میں اناج خریدنے آئے اور اُن سے بظاہر سختی سے پیش آنا۔ پھر آخرکار اپنے تئیں اُن پر ظاہر کرنا اور نہیں بڑی عالی حوصلگی سے معاف کرنا۔ اور بڑے تپاک سے اُن کے ساتھ پیش آنا۔ تمام واقعات بڑی سادگی سے بیان کئے گئے ہیں۔ اور اُس ربط سے بڑی نصیحت پیدا ہوتی ہے جو کہ ان تمام باتوں میں اور اُس ادب آمیز عاجزی میں پایا جاتا ہے۔ جس کے سبب سے وہ ہمیشہ خدا کے سامنے اپنا سر تسلیم خم رکھتا تھا۔ اُسی کی قربت اور رفاقت سے اُس نے یہ ساری حکمت اور نیکی پائی تھی۔ اگر وہ خداترس آدمی نہ ہوتا تو ایسی سخت آزمائشوں میں ثابت قدم نہ رہتا

اور نہ اپنے زمانے کے باقی لوگوں پر حکمت اور نیکی میں ایسی سبقت لے جاتا جیسی اُس کو نصیب ہوئی۔ بادی النظر میں تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اپنے بھائیوں کو پہچاننے کے بعد جو سلوک اُس نے اُن کے ساتھ کیا۔ اُس کی غرض یہ تھی۔ کہ انتقام کے تازیانہ سے اُن کی چیخیں نکلوائے لیکن درحقیقت اُس کا یہ مطلب نہ تھا بلکہ مطلب یہ تھا کہ دریافت کرے کہ آیا اب وہ اپنے باپ کے لئے پہلے کی طرح بے پروا اور ایک دوسرے کے ساتھ سچی محبت کرنے میں قاصر ہیں یا نہیں۔ لیکن اُسے معلوم ہُوا کہ ان معاملات میں نمایاں ترقی کی گئی ہے۔ اور پھر اُن نصیحتوں سے جو یوسف کی زندگی سے ٹپکتی تھیں اس ترقی میں اَور بھی ترقی ہوئی۔ چنانچہ یہ بات روز روشن کی طرح اُن پر ظاہر ہو گئی کہ خدا ہی اپنے انتظام پروردگاری سے بنی آدم پر حکومت کرتا ہے۔ اور کہ ہر ایک واقعہ جو اس دنیا میں حادث ہوتا ہے اُس کو وہی مُقرر کرتا ہے۔ اور وہی تمام اشیاء کو ترکیب دے کر ہر کام کرواتا ہے تاکہ اُس کے ارادے پُورے ہوں اور اسی طرح یہ بات بھی واضح ہو گئی کہ خدا کا انتظام پروردگاری اعلےٰ درجے کی پاکیزگی سے مملو ہے۔ اور شرارت ضرور کبھی نہ کبھی اپنے کئے کی سزا پاتی ہے۔ اس میں شک نہیں۔ کہ جب یعقوب کے بیٹے یُوسف کی دعوت کے مطابق اپنے باپ کے ساتھ مصر میں بود و باش کرنے کو آئے اُس وقت اُن کے دل خدا کی پدرانہ شفقت اور برداشت کو دیکھ کر حمد و ثنا سے بھرے ہوئے ہونگے۔ اور نیز اُس بُری رُوح کے سبب سے جو اُنہوں نے دکھائی تھی اُن کے دِل ندامت اور غم سے پُر ہونگے۔ اب یہ لوگ مزاج اور طبیعت میں ویسے کوتہ اندیش نوجوان نہ رہے تھے جیسے اُس وقت تھے۔ جب اُنہوں نے یُوسف کو مدیانیوں کے ہاتھ فروخت کیا تھا خصوصاً یہوداہ کی طرف دیکھئے جس کی شروع زندگی ایک بڑے گناہ کے دھبے سے داغدار ہو گئی تھی۔ کہ اُس نے اس وقت اس بات کے لئے تیار ہو کر کہ جو سزا اُس کے بھائی بنیمین پر آنے والی تھی اُسے خود اُٹھائے۔ اور اپنے بوڑھے باپ کو دل شکنی سے بچائے ایک ایسی خود انکار فیاضی کی رُوح ظاہر کی۔ جو مسیح کے مزاج کا ایک عمدہ نمونہ تھی۔ اور جو اس بات کی تصدیق کرتی تھی کہ اُس کے باپ نے بعد میں جو تعریف کے کلمات اُس کے حق میں کہے وہ بیجانہ تھے۔ "اے یہوداہ تیرے بھائی تیری مدح کرینگے"۔

یعقوب اور اُس کے بیٹوں کا مصر کو جانا۔ یعقوب کے بیٹے جو اُس کے

ساتھ مصر میں آئے یہ تھے۔ روبن شمعون۔ لاوی یہوداہ اسکار اور زبلون جو لیاہ کے بطن سے پیدا ہوئے جاد اور آشر جو زلفہ سے۔ اور دان نفتالی جو بلہاہ سے پیدا ہوئے۔ بنیمین جو یوسف کا حقیقی بھائی تھا راخل کے شکم سے تھا۔ یہ لوگ اور اُن کی اولاد کے جتنے مرد تھے وہ سب ملکر دنیا سمیت جو اُن کی بہن تھی شمار میں ستر تھے۔ اور جو لوگ اُن کے ساتھ آئے اُن کا شمار اس سے کئی گنا زیادہ ہوگا۔ دنیوی ملک اور دولت میں۔ پلوٹھا ہونے کا حق یعقوب نے یوسف کو بخشا۔ چنانچہ اُس کے خاندان کو اُس کے بیٹوں افرائیم اور منسّی کے وسیلے میراث کا دُہرا حصّہ ملا جو پلوٹھے کا حق ہوتا تھا لیکن پلوٹھا ہونیکے روحانی حقوق جو پلوٹھا ہونے پر موقوف نہ تھے بلکہ خدا کی شاہانہ مرضی کے مطابق بخشے جاتے تھے۔ یہوداہ کو عطا ہوئے اور بسبب اس امتیاز کے جو افرائیم اور یہوداہ میں کیا گیا بعد میں بہت سا حسد پیدا ہوا۔ اور آخر کار اُس کا یہ نتیجہ ہوا کہ سلطنت دو حصّوں میں تقسیم کی گئی +

یعقوب کی موت۔ مصر میں وارد ہونے سے سترہ برس بعد ہم دیکھتے ہیں کہ بزرگ یعقوب کی خوابگاہ میں ایک عجیب نظارہ وقوع میں آرہا ہے یعنی جب وہ دیکھتا ہے کہ میرے کُوچ کا وقت نزدیک آپہنچا ہے۔ تو وہ اپنے بیٹوں کو اپنے پاس بُلاتا ہے۔ اور رُوح کے وسیلے سے آنے والوں زمانوں کے دور میں قدم رکھ کر ہر ایک کے انجام کی نسبت ثبوت کرتا ہے۔ یہوداہ (جس کے نام کے معنی "حمد" کے ہیں) کی سرگذشت کی تصویر ایسے رنگوں میں کھینچتا ہے جن کی دلکش بھڑک کو اس زمین کے رنگ نہیں پہنچ سکتے۔ چنانچہ وہ اپنے اس بیٹے کے فرقہ کی تاریخ کے ایک دور دراز عرصہ میں جلیل القدر مسیحا کو شیر ببر کی سی قدرت اور شوکت کے ساتھ دیکھتا ہے جو اپنے دشمنوں کے حق میں نہائت ہیبتناک ہے۔ مگر اپنے دوستوں کے درمیان اچھی سے اچھی نعمتیں تقسیم کر رہا ہے۔ جب یہ بزرگ بہ سبب ضعف کے تھک جاتا ہے تو اپنے پاؤں کو اپنے بستر پر سمیٹ لیتا ہے اور طرفۃ العین میں اُس کی رُوح پرواز کر جاتی ہے۔ اُس کے بیٹے اُس کے جسم کو خوشبوئیات سے معطر کر کے کنعان کو لے جاتے ہیں اور وہاں مکفیلہ کے غار میں دفن کر دیتے ہیں +

یوسف کی موت۔ پچاس سال بعد یوسف بھی اپنی فیاضی اور رفاہِ عام کے کاموں سے فارغ ہو کر راہئی ملک بقا ہوا۔ اور اپنے باپ دادوں کی طرح وہ بھی وعدوں کو پورے

طور پر مانتا ہُوا اور اپنے لوگوں کو تاکید یہ وصیت کرتا ہُوا جان بحق ہُوا کہ اُس کی ہڈیاں ملک موعود میں پہنچائی جائیں۔ اور وہاں اُس ملک کی متبرک خاک میں دفن کی جائیں۔ اس وصیت سے اُس نے ثابت کیا کہ وہ برکت کے وعدے کو کیسے مضبوط ایمان سے تھامے تھا۔

ایک علامتی تاریخ۔ یُوسف کی سرگذشت یوں تو کئی باتوں کے سبب سے ایک عجیب سرگذشت تھی۔ لیکن خاص کر اسلئے اور بھی عجیب تھی کہ وہ ہمارے بچانے والے کی تاریخ کا ایک نمونہ تھی۔ اُس کے بھائیوں کا اُسے نفرت سے رکھنا اور اُسے رد کرنا۔ اُس نفرت اور تردید کا نمونہ تھا جس سے مسیح کے ہموطنوں نے اُسے رد کیا۔ اور اُس کے بھائیوں کا اپنی محتاجی کے وقت مدد کے لئے اُس سے ملتجی ہونا اور اُس سے زندگی اور معافی کو حاصل کرنا اس قبولیت پر اشارہ کرتا تھا۔ جو عام طور پر سب گنہگار مسیح سے حاصل کرتے ہیں اور خاص طور پر اُس قبولیت پر دلالت کرتا تھا جو اُس کے مجرم بھائیوں کو اُس وقت نصیب ہوگی جب وہ قبولیت کے لئے اُس سے مستدعی ہونگے یعنی اس وقت جبکہ یہودی لوگ اپنے بڑے بھاری قومی گناہ کو دیکھ کر مصلوب گلیلی سے معافی اور ہمیشہ کی زندگی کے لئے خواستگار ہونگے۔ اسی طرح مسیح کا پہلے پست ہونا اور دُکھ اُٹھانا۔ اور پھر سرفراز ہونا اور جلال کو پہنچنا یوسف کی زندگی کے اُن واقعات سے جو اسی قسم کے تھے مطابقت رکھتا تھا۔

بزرگوں کا ایمان۔ یہ کہنا کہ آیا ان بزرگوں کو مذکورۂ بالا باتوں کا کچھ علم تھا یا نہیں ہمارے لئے بہت مشکل ہے۔ لیکن اتنا صاف ظاہر ہے کہ یہ تمام بزرگ ایک عجیب قسم کا ایمان رکھتے تھے اور اُن کا ایمان عقل کی نسبت دل سے زیادہ علاقہ رکھتا تھا اور وہ اس طرح ظاہر ہُوا کرتا تھا کہ وہ لوگ بڑے ادب سے خدا کے کلام اور مرضی کی فرمانبرداری کیا کرتے تھے۔ اگر وہ اُن کو آنے والے نجات دہندہ کی راہ تاکنے کا حکم کرتا تھا۔ تو وہ اُسے بجا لاتے تھے اور اگر یہ حکم دیتا تھا کہ اپنی موجودہ حفاظت اور برکت کے لئے اُس کے انتظام پروردگاری پر بھروسہ کریں تو وہ اُس کی تعمیل کیا کرتے تھے۔ ان چار بڑے بڑے بزرگوں کی زندگی میں ایمان مختلف صورتوں اور طریقوں سے ظاہر ہُوا۔ مثلاً ابراہیم میں وہ اُس کے محکم اور مضبوط بھروسے اور اس بے عذر فرمانبرداری

کے وسیلے جو اپنی تمام طاقت اور بھرپوری کے ساتھ اُس کی زندگی میں ظاہر ہوئی نمایاں ہُوا۔ اور اضحاق میں اس طرح ظاہر ہُوا کہ وہ ہر قسم کے دُکھ کو برداشت سے سہتا۔ اور ہر طرح کی تکلیف کو بُردباری سے گوارا کرتا تھا۔ اور خاموشی سے زندگی بسر کرتا۔ اور چپ چاپ وعدہ کا منتظر رہتا تھا۔ یعقوب کی سرگذشت سے معلوم ہوتا ہے کہ گویا اُس کے ایمان کو گوشت اور خون سے سخت کشتی لڑنا پڑا۔ یعنی باطن میں دل کی بُرائی سے اور ظاہر میں دنیا کی خرابیوں سے اور یوسف کے واقعات سے عیاں ہے کہ اس کا ایمان دو صورتوں میں یعنی دُکھوں کو برداشت سے سہنے اور محنت و مشقت سے کام کرنے کے وسیلے ظاہر ہُوا اور کہ آخرکار اُس کا ایمان فتح کے تاج سے تاجدار ہُوا۔ "یہ سب ایمان کی حالت میں مرے اور وعدہ کی ہوئی چیزیں نہ پائیں۔ مگر دور ہی سے اُنہیں دیکھ کر خوش ہوئے اور اقرار کیا کہ ہم زمین پر پردیسی مسافر ہیں" ۔

مصر میں رہنے کے فوائد۔ یعقوب کے مصر کو جانے سے ایک بڑا فائدہ برآمد ہُوا جو بنی اسرائیل کی تاریخ سے جو ازل سے مقرر ہو چکی تھی علاقہ رکھتا تھا۔ اگر وہ لوگ اپنے باپ دادوں کی طرح کنعان میں رہتے۔ تو یہ نتیجہ ہوتا کہ اپنے مویشی کے لئے چراگاہیں ڈھونڈتے ڈھونڈتے تمام ملک میں پھیل جاتے۔ اور غالباً کنعانی باشندوں کے ساتھ خلط ملط ہو جاتے۔ لیکن مصر میں بھیجکر خدا نے ایسا بندوبست کر دیا کہ جس سے وہ بالکل علیحدہ بھی رہے اور اس کے ساتھ ہی گلہ بانی کا کام بھی کرتے رہے جس کی تربیت اُنہوں نے پائی تھی۔ اس انتظام میں یہ بات بھی داخل تھی۔ کہ وہ سخت سخت آزمائشوں اور مصیبتوں سے فائدہ اُٹھائیں۔ اور اپنی تکلیف کے وقت خدا کا دست نگر ہونا سیکھیں۔ پس عبرانی قوم کو بھی اور قوموں کی مانند دُکھ کا بپتسمہ پانا تھا۔ اور اپنے دکھوں کے تجربے سے یہ امر سیکھنا تھا کہ جیسا ہر فرد بشر کیلئے بہتر ہوتا ہے۔ ایسا ہی ہر قوم کے لئے بھی بہتر ہے کہ اپنی جوانی کے وقت مشقت کا جوآ اُٹھائے۔ اُن کا مصر کو جانا بجائے خود اس بات پر دلالت کرتا تھا کہ ابھی وہ وقت نہیں آیا جبکہ اُن کی تاریخ کا زمانہ ہر طرح کی جنبش سے آزاد ہوگا اور اُن کے خاندان کے جلال کا ستارہ چمکیگا۔ کہ ابھی ابرہیم کے وعدے کے پورا ہونے سے پہلے بہت سا وقت گذرنے والا ہے۔ اس طرح پھر اُن کو اُن کی قوم کا بڑا بھاری سبق یعنی اسرائیل کی اُمید کی راہ دیکھنے کا سبق سکھایا گیا ۔

پانچویں فصل

اِس زمانہ کی مذہبی اور سوشل حالت

سوسائٹی کی حالت۔ مذہب کی حالت۔ بُت پرستی۔ تین جاتری آیا۔ ایوب کا زمانہ اُس کی سوشل حالت۔ تہذیب کے نشانات ٭

اب ہم یہ دکھا کر کہ جس زمانہ کا ہم ذکر کر رہے ہیں اُس میں سوسائٹی اور مذہب کی کیا حالت تھی اس باب کو ختم کرینگے ٭

سوسائٹی کی حالت۔ واضح ہو کہ سوسائٹی کی حالت جہالت کی حالت نہ تھی۔ کوئی سُراغ ایسا نہیں ملتا جس سے یہ ظاہر ہو کہ اُس زمانہ کے لوگ وحشت اور تاریکی میں مبتلا تھے۔ بلکہ ہم دیکھتے ہیں کہ فرعون اور ابی ملک کے یہاں نکاح کے رشتہ کی ایک درجہ تک عزت کی جاتی تھی اور اُن کے درباروں میں بہت درجہ تک تہذیب اور تکلف کے سامان موجود تھے۔ بلکہ عام قسم کے لوگوں کے درمیان بھی مہمان نوازی اور خوش اخلاقی کے آثار نظر آتے تھے عام بول چال شائستگی اور حسن اخلاق کے زیور سے مزیّن تھی۔ مثلاً بنی حتّ کے ساتھ ابراہیم کا گفتگو کرنا۔ اور اُن اجنبی مسافروں سے دوچار ہونا جو اُس کے خیمہ کے دروازے پر اُس سے ملاقات کرنے کو آئے مہذّبانہ الفاظ اور مؤدبانہ اخلاق سے پُر ہے۔ پاسبانی کا پیشہ اُن کے درمیان عام طور پر جاری تھا۔ بھیڑ بکریوں کے ریوڑ اور مویشیوں کے گلّے ان کی دولت سمجھی جاتی تھی لیکن اُس کے ساتھ ہی اُن کے درمیان تاجر بھی تھے جو ایک جگہ کی پیداوار دوسری جگہ لے جاتے تھے۔ اور بیش قیمت دھاتیں سکّے کے طور پر استعمال کی جاتی تھیں۔ ربقہ کا بازوبند اور بالیاں۔ سونے اور چاندی میں جڑے ہوئے جواہرات۔ عمدہ اور خوبصورت کپڑے۔ یہودہ کی انگوٹھی اور یوسف کا بوقلمون کوٹ وغیرہ اشیاء اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ جسم کو زیب دینے کی طرف ان لوگوں کی توجّہ بہت مائل تھی۔ جب کسی طرح کی ملکیت ایک مالک کے قبضے سے نکل کر دوسرے کے قبضے میں جاتی تھی تو کئی مُقرّرہ قاعدوں پر عمل کرنا پڑتا تھا۔ جیسا کہ اُس وقت کیا گیا جبکہ ابراہیم نے مکفیلہ کی غار خریدی۔ اور وہ ملکیت جو اس طرح

منتقل ہوتی تھی وہ اصلی مالک کی غیر حاضری میں بھی خواہ وہ غیر حاضری کیسی لمبی کیوں نہ ہو
متبرک سمجھی جاتی تھی۔ ابراہیم اور اضحاق اور یعقوب کے خیمہ اُن کے مسکن تھے۔ اور یہ خیمے
زیادہ تر اسلئے استعمال کئے جاتے تھے کہ اُن سے ظاہر ہو کہ وہ لوگ اس ملک میں پردیسی
اور مسافر تھے۔ بہت لوگ اس زمانہ میں بھی شہروں میں رہتے تھے۔ لیکن بعض بعض جگہیں
جنہیں شہر کہا ہے فصیل دار گاؤں سے بڑی نہ ہونگی۔ غلامی کی رسم جاری ہو گئی تھی اور
شاید یہ رسم جنگ و جدل کا نتیجہ تھا۔ لیکن ابراہیم جیسے دیندار لوگوں کے گھرانوں میں غلاموں
سے نیک سلوک کیا جاتا تھا۔ اور وہ غلام بھی اپنے مالکوں سے نہائت وفاداری اور محبت
سے پیش آتے تھے۔ مالدار اور عزت دار لوگوں کے لڑکے بھی گلوں کی محافظت کے لئے اور
اپنے رشتہ داروں کو کھانا پہنچانے کے واسطے روانہ کئے جاتے تھے۔ غرضیکہ ہر ایک کے
مصروف رکھنے کے لئے کوئی نہ کوئی کام مہیا کیا جاتا تھا۔ دوسری قوموں کے احوال میں ہم
بادشاہوں۔ شہزادوں۔ اور سرداروں اور جاگیرداروں کا حال پڑھتے ہیں۔ کیونکہ ان قوموں
میں بہت جلد امارت کی روح پھیل گئی تھی۔ مصر اور کسدیہ میں علم و ہنر کو بڑی محنت اور
سرگرمی سے فروغ دے رہے تھے۔ لیکن ابراہیم کی اولاد میں سے کسی نے ان فنون
میں ابھی تک ترقی نہ کی تھی۔

مذہب کی حالت۔ ان بزرگوں کے مذہب کی ظاہری رسومات بہت سادہ سی تھیں مثلاً
سوختنی قربانی کو ایک سادے سے مذبح پر گذراننا۔ سب سے بڑی بلکہ یوں کہنا چاہئے کہ
یہی اکیلی رسم اُن کے درمیان مروّج تھی۔ معلوم ہوتا ہے۔ کہ وہ سبت کو عبادت اور آرام
کا دن مانتے تھے۔ اور اس کا اشارہ خاص کر سات دن کے مقرری اوقات کے ذکر کرنے
سے پایا جاتا ہے۔ ان بزرگوں میں سے جب کبھی کوئی بزرگ نئی جگہ وارد ہوتا تھا تو اس
کا مقدم کام یہ ہوتا تھا کہ خداوند کے لئے ایک مذبح بنائے اور وہاں اُس کا نام لے کر علانیہ
اپنی عبودیت کا اقرار کرے اور بعض اوقات یادگاری کے لئے کھنبے تعمیر کئے جاتے
تھے اور اُن پر تیل یا وائن ڈالی جاتی تھی یا کسی اور قسم کی شکر گذاری کی قربانی چڑھائی جاتی
تھی تاکہ خدا کی رحمت کے خاص خاص کاموں کا شکریہ ادا کیا جائے۔ لڑکوں اور
اُن لوگوں کا جو غیر اقوام میں سے ایمان لاتے تھے ختنہ کیا جاتا تھا۔ خدا کو اپنے مال
کی دہ یکی دینے کی رسم بھی جاری ہو گئی تھی۔ کیونکہ ابراہیم نے لوٹ کے مال کی دہ یکی

ملک صدق کو دی اور یعقوب نے بیت ایل پر یہ عہد کیا کہ جو کچھ خدا اُسے عطا فرمائیگا اُس کا دسواں حصہ اُس کی نذر کریگا۔ خدا کی مرضی کا انکشاف ان بزرگوں پہ بذریعہ رویا یا خواب کے کیا جاتا تھا۔ نجات دہندہ کا وعدہ اس زمانہ میں پچھلے زمانہ کی نسبت زیادہ صفائی اور صراحت سے کیا گیا۔ اور سلسلہ وار اسباط کی خبر دی گئی کہ مسیحا ابراہیم اور اضحاق اور یعقوب اور یہوداہ کی نسل سے ہوگا۔ اور جو برکتیں اُس سے صادر ہونگی وہ زمین کی تمام قوموں تک پہنچینگی۔ ابراہیم کا مشہور خطاب "ایمانداروں کا باپ" ظاہر کرتا ہے کہ گذشتہ زمانہ کی نسبت اس وقت ایمان کی رُوح نے زیادہ وسیع اور زیادہ خاص صورت اختیار کی تھی۔ باوجود اس کے لوگوں کو یہ تعلیم بھی دی جاتی تھی کہ وہ برکت جو سب سے اعلےٰ ہے زمانہ آئندہ میں ظاہر ہونے والی ہے۔ اس زمانہ میں ایمانداروں کو یہ تعلیم بھی زیادہ خصوصیت کے ساتھ دی گئی کہ وہ اپنی ذاتی راستبازی کے خیال کو ترک کریں اور اُس نجات کو جو خدا اُن کے لئے مہیا فرماتا ہے قبول کریں اور اُسی پر اپنا پُورا پُورا بھروسہ رکھیں۔ خدا تعالےٰ کی ذات وصفات کی تعظیم کرنا اور اپنی شخصی نالائقی کو فروتنی کے ساتھ محسوس کرنا اور اُس کی مرضی کو اپنی زندگی کا دستورالعمل سمجھ کر ہمیشہ اُس کی عزت کرنا۔ اور مجرموں کی بخشش کے لئے اُس کی رحمت آمیز تدبیر پر تکیہ کرنا سچی دینداری کے عنصر سمجھے جاتے تھے۔ ضرورت کے تمام موقعوں پر خدا سے دُعا کی جاتی تھی جو ایک سادہ اور سچی اور رُوحانی دعا ہوتی تھی۔ اور اس دینداری کے عملی پھلوں میں سب سے بڑا پھل راستی تھا یعنی دوسروں کے حقوق کی رعایت اور دلشکنی کا خیال بلحوظ خاطر رہتا تھا اور کوئی شے ایسی متبرک نہیں سمجھی جاتی تھی جیسی خاندانی رشتوں کی پاکیزگی سمجھی جاتی تھی اور ابراہیم کی سب خوبیوں میں سے بڑی خوبی یہ تھی کہ اُس نے کمال وفاداری سے ساتھ جو تعریف کے لائق ہے اپنے خاندان کی تربیت کی تاکہ وہ خدا کی شریعت پر چلا کرے۔ یعقوب اور اُس کے خاندان کی سرگذشت اور (انتظام پروردگار) سے جو نصیحتیں برآمد ہوتی ہیں اُن میں سے بھاری نصیحت یہ ہے کہ خدا نافرمانبردار بیٹے اور نامہربان بھائی سے ناراض ہوتا ہے لیکن فرزندانہ محبت اور برادرانہ الفت کو برکت دیتا ہے +

بُت پرستی۔ بعض باتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ بُت پرستی کی علت سے ان بزرگوں کے خاندان بھی ناآشنا نہ تھے تاہم وہ لوگ ایک واحد اور زندہ خدا کے پاک عرفان اور عبادت

کی بڑی وفاداری سے حفاظت کیا کرتے تھے۔ کسدیہ اور مصر جیسے دیگر ممالک میں بت پرستی ایک ہیبت ناک درجہ تک پھیل گئی تھی۔ مگر باوجود اس کے خدائے واحد کا خیال اُن کے درمیان ابھی تک قائم تھا۔ لیکن اہل کنعان جیسی قوموں کے درمیان تمدنی سلسلہ اور خاندانی صفائی برباد ہوگئی تھی اور اُس کے عوض میں ایک ہولناک حرامکاری پھیل گئی تھی ✣

تین جاتری بزرگ۔ بایں ہمہ یہ بزرگ اُن مذہبی اور اخلاقی صفات کا ایک عمدہ نمونہ تھے جن صفات کا اظہار خدا اُنکی اولاد میں چاہتا تھا۔ یہودیوں کے تین جاتری بزرگ یعنی ابراہیم اور اضحاق اور یعقوب جو اپنے اپنے زمانہ میں تنہا ہونے کے سبب سے اپنی اولاد کی نظر میں اور بھی زیادہ روشن اور پُر جلال معلوم ہوتے ہیں آنے والے زمانوں کے لئے ایک ایسا نمونہ اور تاثیر چھوڑ گئے ہیں۔ جو نہائت بیش قیمت ہے اور اس بات سے یہودی قوم کی ابتر حالت بخوبی ثابت ہوتی ہے کہ اُنھوں نے اس نمونہ کی جسکے ساتھ اُن کے اکسانے کے لئے اور بھی طرح طرح کی باتیں لپٹی ہوئی تھیں۔ تاکہ اُن کا ایمان اور عمل صاف رہے کچھ بھی پروا نہ کی۔ اور کہ یہ نمونہ بھی اکثر اُن کو ظاہری بدکاری سے روکنے میں قاصر نکلا ✣

ایوب کا زمانہ۔ عموماً مانا جاتا ہے کہ جن واقعات کا ذکر ایوب کی کتاب میں پایا جاتا ہے وہ اگر اس زمانہ سے پہلے سرزد نہیں ہوئے تو ضرور بالضرور اُن کا تعلق اس زمانہ سے ہوگا یہ سچ ہے کہ اس کتاب میں نہ عبری بزرگوں نہ مصر کی اسیری۔ نہ شریعت کے دیئے جانے اور یوسف کی کسی اور کی مانند کسی مشہور واقعہ کا ذکر پایا جاتا ہے جس سے وہ مشکلات حل ہوں جو ایوب کے بارے میں برپا ہو رہی ہیں۔ گو ایوب قدیم زمانہ میں گذرا ہو۔ لیکن ایوب کی کتاب کی نسبت عموماً یہ مانا جاتا ہے کہ وہ سلیمان کے زمانہ سے پہلے لکھی گئی۔ اگر یہ بات صحیح ہے تو ظاہر ہے کہ مصنف نے بڑی خبرداری سے اس کتاب میں اُن باتوں کی سچی تصویر کھینچی ہے جو صرف اِن بزرگوں کے زمانہ سے علاقہ رکھتی تھیں اور علاوہ ابراہیم کے چُنے ہوئے خاندان کے اُس نسل کے اور بعض حصوں میں بھی پائی جاتی تھیں۔ اغلب ہے کہ ایوب سام کی نسل سے تھا۔ اُس کے رہنے کی جگہ "مشرق کے اطراف" میں مانی گئی ہے۔ (ایوب ۱: ۳) اور لفظ مشرق یا پورب کا اطلاق اکثر

اُس سرزمین پر ہوتا ہے جہاں پہلے پہل بنی آدم آباد ہوئے تھے ۔ (پیدائش ۷/۱۰ و ۳/۲۵ و ۲۱/۲۲) واضح ہو کہ اہل سبا اور اہل کسدیہ اُس کے ہمسائے تھے ۔ اور معلوم ہوتا ہے کہ جس زمانہ میں وہ موجود تھا اُس وقت سچے خدا کا علم نقص اور خرابی سے پاک تھا ۔ اگرچہ اجرام فلکی کی پرستش شروع ہو گئی تھی ۔ (ایوب ۳۱/۲۶ و ۲۷) تاہم لوگ بالعموم ایک واحد اور قادر مطلق خدا کو مانتے تھے ✚

ایوب کے زمانہ کی سوشل حالت ۔ ایوب کی کتاب میں سوشل حالت کی جو تصویر پائی جاتی ہے وہ بعض بعض باتوں میں نہایت ہی خوبصورت ہے البتہ ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ وہ اُن باتوں کے لئے جو اس وقت تمام دنیا میں خاص و عام کے درمیان پائی جاتی تھیں مشتے نمونہ از خروارے کا کام دیتی ہے ۔ ہمارا صرف یہ خیال ہے کہ جس اعلےٰ درجے تک سوشل زندگی پہنچ گئی تھی ۔ وہ درجہ اس تصویر سے ظاہر ہوتا ہے ۔ ظلم اور لوٹ اور خونریزی کے کام اُس وقت بھی ہوتے تھے ۔ لیکن ان کاموں کی نسبت پاک طینتی اور سادگی زیادہ تر پائی جاتی تھی ۔ امیر اور غریب آپس میں ملتے جلتے تھے ۔ اور غم زدوں اور بیکسوں کی طرف امیروں کا دل مائل اور ہاتھ کشادہ تھا ۔ ”جب میں شہر میں ہو کے پھاٹک کی عدالت گاہ کو جاتا تھا اور چوک میں اپنی کُرسی کو تیار کر کے رکھتا تھا ۔ تب جوان مجھے دیکھ کے چھپ جاتے تھے ۔ اور بڈھے اُٹھ کھڑے ہوتے تھے . . . . جس وقت کان میری سُنتا تھا مجھے دعا دیتا تھا ۔ اور آنکھ جب مجھے دیکھتی تھی میرے لئے گواہی دیتی تھی کیونکہ میں نے مسکینوں کو جو نالہ کرتے تھے رہائی دی یتیموں کو اور اُن کو جن کا کوئی مددگار نہ تھا ۔ اُس کی دعا جو ہلاک ہونے پر تھا مجھ پر آئی ۔ اور میں نے بیوہ کے دل کو ایسا خوش کیا ۔ کہ وہ گانے لگی“ ۔ خاندانی محبت کے رشتہ کا زور ایوب کے گھرانے میں برابر برقرار رہا چنانچہ اُس کے لڑکے اور لڑکیاں ایک دوسرے کے ہاں جا کر ضیافت میں شریک ہُوا کرتے تھے ۔ اور اُن کا مہربان اور دیندار باپ صبح سویرے اُٹھ کر ان سب کے لئے قربانی چڑھایا کرتا تھا ۔ کیونکہ وہ ڈرتا تھا کہ کہیں اُن میں سے کسی نے گناہ نہ کیا ہو ۔ سوختنی قربانی کو وہ لوگ خدا کی مقرر کی ہوئی قربانی مانتے تھے اور یہی وہ قربانی تھی جو ایوب اپنے بچوں کے لئے چڑھایا کرتا تھا ✚

تہذیب کے نشانات۔ ایوب کی کتاب میں بادشاہوں۔ شہزادوں اور میروں اور انصاف کرنے والوں اور تاجروں۔ اور سپاہیوں اور سیاحوں اور غلاموں کا ذکر پایا جاتا ہے۔ اور معلوم ہوتا ہے کہ لوگ لوہے کی قلم سے پتھروں پر حروف کندہ کرنے لگ گئے تھے۔ سونے اور چاندی کی تلاش میں کانوں کے منہ کھودے جاتے تھے۔ اور کہ وہ محل جو بادشاہوں اور امیروں کے لئے تعمیر کئے گئے تھے مسمار ہونے لگ گئے تھے۔ لوگ علم نجوم کے وسیلے اجرام فلکی سے واقفیت پیدا کرنے لگ گئے تھے۔ اور بہت سے ستاروں اور انجم کو وہ نام جن سے وہ مشہور ہیں دئے گئے تھے۔ الغرض تہذیب کی حالت اعلےٰ درجے تک پہنچی ہوئی تھی اور جس قدر توجہ سے ہم ان قدیم زمانوں پر غور کرتے ہیں اُسی قدر یہ خیال غلط معلوم ہوتا ہے۔ کہ انسان نے اپنی زندگی وحشت کی حالت میں شروع کی اور رفتہ رفتہ ادب اور تہذیب کے درجہ تک پہنچا۔

پانچواں باب

مصر

یوسف کی موت سے لے کر مصر سے نکلنے تک

خروج ۱-۱۵ باب

پہلی فصل

مصر اور اہل مصر

مصر کی قدرتی حالت - مصر فراز و مصر نشیب - تھیبز - میفس - مشرقی فرقوں کے ساتھ مصر کے قدیم تعلقات ٹا نیٹک شاخ پر بنی سام کا آباد ہونا - ہکساس کا حملہ - ہکساس کا زمانہ - شاہی خطاب فرعون - سلطنت کا انتظام - بعض اشخاص جو یوسف سے مشابہت رکھتے ہیں - اہل مصر کی رسمیں جن کا ذکر بائیبل میں پایا جاتا ہے - خانگی حالات - مذہب آپس یا متبرک سانڈ - نیز اور پچھلا آئندہ سزا اور جزا کی تعلیم +

مصر کی قدرتی حالت - مصر کی سرزمین عجائبات کی سرزمین کہلاتی ہے - اور اس کا یہ خطاب نہایت موزوں ہے - اس ملک کی قدرتی حالت اور اس کے باشندوں کی تاریخ دونو باتیں عجیب ہیں - ملک مصر کا زیادہ حصہ ایک تنگ سے قطعہ کی شکل کا ہے جو چند میلوں کی وسعت کے ساتھ دریائے نیل کے دونو طرف پھیلا ہوا ہے - لیکن دہانہ کے نزدیک جاکر ایک وسیع میدان بن جاتا ہے جسے یونانی حرف Δ کے ہم شکل ہونے کے سبب سے ڈلٹا کہتے ہیں - اس ملک کی لمبائی قریباً پانسو میل تھی - پس فلسطین اور یونان اور روم اور برطانیہ کی طرح یہ ملک بھی ان چھوٹے چھوٹے ملکوں میں شامل ہے جنہوں نے اپنے وقت میں دنیا کے باقی حصوں پر ایک عجیب قسم کا اثر پیدا

کیا۔ لیکن اہلِ مصر کی سلطنت کبھی کبھی دور دور تک پھیل جاتی تھی۔ گو اس کے دونوں طرف صحرا واقع ہے اور کبھی اس میں بارش نہیں ہوتی۔ تاہم زرخیز ملکوں میں سے سمجھا جاتا ہے۔ اس کی زرخیزی دریائے نیل کی طغیانی پر منحصر ہے جو اُس بارش کے سبب وجود میں آتی ہے جو اُن معتدل اضلاع میں ہوتی ہے جہاں اس دریا کا منبع واقع ہے۔ نہروں اور خندقوں کے وسیلے اور بڑی محنت اور عرق ریزی سے ملک کے ہر گونہ اور گوشہ میں پانی پہنچایا جاتا ہے طغیانی جون میں شروع ہوتی اور ستمبر میں غایت درجہ تک پہنچ کر نومبر کے اختتام تک پھر اپنی معمولی سطح پر آجاتی ہے۔ قدیم باشندگانِ مصر اس دریا کو نہ صرف متبرک ہی سمجھتے تھے۔ (جس طرح اہلِ ہند گنگا کو سمجھتے ہیں) بلکہ اسے ایک دیوتا جانتے تھے۔ بعض اوقات دیوتاؤں کی مانند اس کی پرستش بھی کی جاتی تھی اور چڑھاوے بھی چڑھائے جاتے تھے اور غالب ہے کہ یہودیوں کے بچے جو اُس فرعون کے حکم سے جو یوسف کو نہیں جانتا تھا اس میں گرائے گئے شاید قربانی کے طور پر اس دیوتا دریا کو چڑھائے گئے ہونگے۔ دریائے نیل کا پانی پینے کے حق میں تمام دنیا میں افضل سمجھا جاتا تھا۔ چنانچہ ایک رومی جنرل کی نسبت جو مصر میں وارد ہوا یہ حکایت مشہور ہے کہ جب اُس کی سپاہ نے اُس سے مے طلب کی تو اُس نے اُن کو یہ جواب دیا کہ کیا تم اب بھی مے کے حاجتمند ہو۔ حالانکہ تمہارے پاس نیل جیسے دریائے کا پانی موجود ہے؟ تھوڑے عرصہ سے دریائے نیل کے پانی کی اس خصوصیت کا باعث دریافت ہوا ہے یعنی پروفیسر اہرن برگ مقیمی برلن نے بذریعہ خوردبین اس بات کو معلوم کیا ہے کہ اُس گاد میں جو دریائے نیل کی تہ میں پائی جاتی ہے ہزاروں زندہ کیڑے موجود ہیں ÷

مصر فراز و مصر نشیب۔ مصر دو حصّوں میں منقسم ہے۔ ایک مصر فراز اور دوسرا نشیب کہلاتا ہے۔ بائبل میں جو بیانات اس ملک کے متعلق پائے جاتے ہیں وہ اس حصّہ سے علاقہ رکھتے ہیں جو نشیب میں واقع ہے۔ مصر فراز کو بائبل میں فتروس کی سرزمین کہا ہے۔ اُس کا دارالخلافہ مشہور تھیبز تھا۔ جو قریباً پانسو میل دریائے نیل کے منبع کی طرف واقع تھا۔ پاک نوشتوں میں وہ نو یا نو آمون کہلاتا ہے۔ (دیکھو یرمیاہ ۴۶/۲۵ و نحوم ۳/۸) تھیبز ایک نہایت عالیشان شہر تھا۔ ہومر شاعر اُس کے سو دروازوں کا ذکر کرتا ہے۔ اور کئی صدیوں تک دنیا کی تمام اشیاء اس شہر میں آتی رہیں۔ اب بھی کارنک مندر کے کھنڈرات اور بادشاہوں

کے بڑے بڑے تراشے ہوئے بت۔ اور قبروں کی وادی اور اَور کئی چیزیں ہیں جو اس شہر کی یادگار ہیں دنیا میں اپنا ثانی نہیں رکھتی ہیں +

میفس۔ مصر نشیب کا دارالسلطنت میفس تھا۔ جو بائبل میں نوف کہلاتا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ اسرائیلیوں کے زمانہ میں مصر کے فرعون اکثر یہیں رہا کرتے تھے۔ یہ شہر بھی دریائے نیل کے کنارے موجودہ شہر قاہرہ سے چند میل کے فاصلے پر واقع تھا لیکن اس کی جائے وقوع کو ظاہر کرنے کے لئے سوائے چند کوڑے کرکٹ کے ٹیلوں اور ایک بھاری بت اور چند گرے نائٹ پتھر کے ٹکڑوں کے اَور کچھ باقی نہیں رہا۔ لیکن تھوڑا عرصہ ہوا کہ میفس کے پاس قبروں کی ایک عجیب جگہ نکلی ہے جو کہ ہزار فٹ لمبی چٹان کو کاٹ کر بنائی گئی ہے۔ اور یہاں سنگ مرمر کے خوبصورت صندوقوں میں اُن متبرک سانڈوں کی لاشیں رکھی ہوئی ہیں جو اس شہر میں پائے جاتے تھے اور جن کی پرستش یہاں ہوتی تھی میفس کے نزدیک وہ مشہور مینار کھڑے ہیں جن میں مصر کے بادشاہوں کے مقبرے پائے جاتے ہیں۔ یہ مینار دنیا میں سب سے پُرانی عمارتیں ہیں جو انسان نے تعمیر کی ہیں۔ اُن میں سے بعض کی نسبت یہ گمان کیا جاتا ہے کہ وہ ابراہیم کے وقت سے بھی پہلے کی بنی ہوئی ہیں +

مشرقی فرقوں کے ساتھ مصر کے قدیم تعلقات۔ ٹانٹیک شاخ پر بنی سام کا آباد ہونا۔ زمانہ حال میں جو باتیں یادگاری کے ستونوں سے معلوم ہوئی ہیں۔ اُن سے ملک مصر کی تاریخ کے اُس حصّہ کو روشنی پہنچتی ہے جب یوسف اور اُس کے رشتہ دار اس سرزمین میں داخل ہوئے۔ البتّہ تاریخوں اور اُن بادشاہوں کے ناموں پر جو اُس وقت راج کرتے تھے ہنوز تاریکی کا پردہ چھایا ہوا ہے۔ اور جو حالات دریافت ہوئے ہیں منجملہ اُن کے ایک یہ ہے کہ وہ تعلق یا رشتہ جو اہل مصر آس پاس کی قوموں کے ساتھ رکھتے تھے وہ بخوبی واضح ہو گیا ہے معلوم ہوتا ہے کہ قدیم زمانہ میں وہ اصل مصری جو کہ دریائے نیل کے ڈلٹا میں آباد تھے صرف اتنی جگہ میں محدود تھے جو دریائے نیل کی کینا پک اور پلوزی اک شاخوں سے گھری ہوئی تھی۔ اس کے مشرق کی جانب خصوصاً ٹانیٹک شاخ کے مشرق کی جانب جو لوگ پائے جاتے تھے اُن میں دوسرے ملکوں اور قوموں کے لوگ بھی مل جل گئے تھے اور وہ آرام اور عرب اور دیگر آس پاس کے ممالک

سے آکر یہاں آباد ہوئے تھے۔ اور عموماً بنی سام میں سے تھے۔ اس جگہ کا سب سے بڑا شہر ٹانس یا ضغن جو ایک قدیم شہر تھا اور حبرون سے سات برس پیچھے بنا تھا (گنتی ۱۳: ۲۲) اصلی مصر سے باہر واقع تھا جیسا کہ کتبوں سے ظاہر ہوتا ہے بنی سام کے جو فرقے مصر کے اس حصہ میں آباد ہوئے اُن میں سے ایک فرقہ کا نام شاسُو تھا جو ادوم سے آیا تھا۔ سن عیسوی سے قریباً پندرہ یا سولہ صدی پہلے فرقہ شاسُو کی ایک گروہ نے اپنی بھیڑ بکریوں اور مواشی سمیت غالباً قحط سے عاری آکر اپنے وطن کو چھوڑا تا کہ دریائے نیل کے ڈلٹا میں چارہ تلاش کریں جو اُن کے صحراؤں میں پیدا نہیں ہو سکتا تھا۔

ہکساس کا حملہ ۔ جو سیفس اپنی تاریخ میں گلہ بانوں کی ایک گروہ کا ذکر کرتا ہے جو شرق سے حملہ آور ہوئی ۔ یہ چرواہے ہکساس کہلاتے ہیں۔ اُنہوں نے بڑی آسانی سے پُرانے بادشاہوں کے خاندان کو خارج کر کے عنان حکومت اپنے ہاتھ میں لی۔ یہ لوگ پیشتر اِس ملک کے شمال مشرقی حصہ میں رہا کرتے تھے۔ ان نئے بادشاہوں کا سلسلہ ایک ایسی قوم میں سے تھا جو مصریوں کی نسبت زیادہ سخت تھی۔ ان لوگوں نے مصر کے مذہب ۔ مصر کی بولی مصر کے طریقوں اور مصری رسموں کو قبول کیا۔ مندر تعمیر کرائے اور ہر طرح سے اپنے تئیں مصر کی موجودہ حالت کے مطابق بنا لیا۔ اُن کی سلطنت بہت عرصہ تک جاری رہی۔ لیکن آخر کار اٹھارھویں خاندان کے بعد پُرانے بادشاہوں کی اولاد نے اُن کو حکومت سے برطرف کر دیا۔

ہکساس کا زمانہ ۔ زمانہ گذشتہ کی تحریروں سے ثابت ہوتا ہے کہ جس زمانہ میں بنی اسرائیل ملک مصر میں رہتے تھے اُس کے کسی نہ کسی حصہ میں ہکساس بادشاہوں کی حکومت جاری تھی۔ لیکن یہ بات ابھی حل نہیں ہوئی کہ آیا ان بادشاہوں کا تسلط یوسف کے مصر میں جانے سے پہلے جم چکا تھا یا اُن کی سلطنت اُس کے وارد ہونے کے بعد قائم ہوئی۔ ایک مؤرخ کا گمان ہے کہ یوسف اور بنی اسرائیل کے داخل ہونے کے بعد یہ گلہ بان بادشاہ ملک مصر پر قابض آئے کیونکہ پیدائش کی کتاب کے بیان سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ سلطنت معمولی امن اور اقبالمندی کی حالت میں تھی۔ اور وہ ابھی سالم تھی۔ اور اس میں پھوٹ نہیں پڑی تھی (لیکن ہکساس بادشاہوں کی حکومت کے شروع میں ایسا ہونا ناممکن تھا) اور کہ اُس کا نظم و نسق مصر کے پُرانے قوانین اور قدیم طریقوں کے مطابق

ہوتا تھا۔ لیکن ایک اور مؤرخ کا خیال ہے کہ جس وقت یوسف اختیار کے اعلےٰ منصب پر متمکن
تھا اس وقت جو فرعون راج کرتا تھا وہ ہکساس بادشاہوں میں سے تھا۔ اس دوسری
رائے کی تائید میں جو دلائل پیش کی جاتی ہیں وہ ہماری دانست میں زیادہ زور آور ہیں
کیونکہ اگر وہ بادشاہ ہکساس خاندان میں سے ہو تو اس کا یعقوب کے خاندان کے ساتھ
دوستانہ شفقت اور مروّت سے پیش آنا موزون معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ دونو بنی سام میں سے تھے
اور دونو ارام کی سرحدی اطراف سے آئے تھے۔ اور اسی طرح یہ بھی موزون معلوم ہوتا
ہے کہ ہکساس بادشاہ اُن کو جشن کی سرزمین رہنے کو عطا فرمائے جو ڈلٹا کے شمال مشرقی حصہ
میں واقع تھی کیونکہ اُس کی آبادی آگے ہی بہت درجہ تک بنی سام سے مشتمل تھی۔ اور
اس جگہ بنی اسرائیل اصل مصریوں سے دور بھی تھے جن کی نظر میں ہر ایک چرواہا
نفرت کا باعث تھا اگر بادشاہ بھی مصریوں کی طرح چرواہوں کا مخالف ہوتا تو یعقوب
اور اُس کے خاندان کی ایسی آؤ بھگت نہ کرتا جیسی کہ اُس نے کی۔ اور اگر ہکساس کا
حملہ اس وقت سے پہلے وجود میں نہ آیا ہوتا تو اہل مصر چرواہوں سے ایسی سخت عداوت
نہ رکھتے۔ لیکن اس کے ساتھ یہ بھی روشن ہے کہ بنی اسرائیل ہنوز مصر ہی میں تھے
کہ ہکساس ملک سے خارج کئے گئے۔ اور وہ بادشاہ جو کہ یوسف کو نہیں جانتا تھا۔ غالباً
پُرانے خاندان میں سے تھا جس نے اس وقت پھر زور پکڑا تھا لہٰذا وہ بنی سام کی نسل
میں سے کسی گروہ سے دوستانہ برتاؤ نہیں رکھتا تھا کیونکہ اُس کے نزدیک اس قوم میں
سے ایک گروہ نے غاصب بنکر اتنی دیر تک ملک کو اپنے قبضہ میں رکھ چھوڑا تھا اور اگر
یہ کہا جائے کہ معلوم ہوتا ہے کہ بنی اسرائیل کے خروج کے وقت یعقوب کی اولاد مصریوں
کے درمیان رہتی تھی تو اس کا جواب یہ ہے کہ ہکساس اور اُن کے متعلقین کو نکال
دینے کے بعد اصل مصریوں کے خاندان انکی جاگیروں اور شہروں میں جا بسے جو ڈلٹا
کے شمال مشرق میں واقع تھے جہاں بنی اسرائیل ہمیشہ رہا کرتے تھے۔ بالفعل ہم
ان باتوں کو چھوڑ دینگے (لیکن ہم اُمّید کرتے ہیں کہ کچھ عرصہ کے بعد یہ باتیں بخوبی
معلوم ہو جائینگی) اور اُن باتوں کی طرف متوجہ ہونگے جو ان کی نسبت زیادہ صاف اور
روشن ہیں۔ پس ہم اس وقت بائبل کے بیان کی توضیح اور تصدیق کے لئے چند باتیں
پیش کرینگے جو ستونوں کے کتبوں سے معلوم ہوئی ہیں۔ جو اہل مصر کے خانگی دستوروں

اور اُن کی سلطنت کے اُس حصہ کے انتظام سے وابستہ ہیں جو اصل مصر سے باہر واقع تھا +

شاہی خطاب۔ فرعون۔ اور سلطنت کا انتظام۔ مصر کی زبان میں خطاب فرعون کے معنی "اعلےٰ خاندان کا ہیں"۔ فرعون کی رعیت اُسے دیوتا یا خداوند سمجھتی تھی حکم تھا کہ بادشاہ کو دیکھتے ہی سب کے سب مُنہ کے بل گر جائیں اور اپنی ناک خاک سے لگائیں جب آپس میں اُس کی نسبت بات چیت کیا کرتے تھے تو اُس کا نام نہیں لیا کرتے تھے بلکہ اُسے مقدّس یا آن قدّوس کہا کرتے تھے۔ کتبوں کو پڑھ کر جو نقشہ آنکھوں کے سامنے آتا ہے وہ کچھ کچھ اس طرح کا ہے کہ گویا فرعون اپنے نوکروں کو حکم دے رہا ہے اور مختلف زیورات مثل ہار اور انگشتری کے تقسیم کر رہا ہے۔ جاگیریں اور غلام اور لونڈیاں انعام کے طور پر عطا کر رہا ہے۔ اُس کی بیٹیاں شاہی حرم سرا سے نکلتی ہیں اور ملک کے کسی خاندانی شریف زادے سے شادی کرتی ہیں۔ اُس کے دربار میں ملک کے اُمرا اور ادنےٰ درجے کے خدام حاضر ہیں کچہری اور درباری معاملات کا انتظام سرداروں اور سکتروں اور منشیوں اور متصدیوں کے سپرد ہے۔ افسروں میں سے بعض مختار یا دیوان کہلاتے ہیں۔ ایک دیوان بادشاہ کے گھر لنے کا مہتمم ہے۔ دوسرا خلعت و پوشاک کا اہتمام رکھتا ہے۔ تیسرا بادشاہ کے بال بنانے کی خدمت پر مامور ہے اور آں قدّوس کے ناخنوں کی خبرداری کرنا اور غسل کے لئے حمام وغیرہ تیار کرواتا ہے۔ دوسرے افسر گندم اور خرما اور دیگر اجناس میوجات کے میگزینوں کا بندوبست کرتے ہیں تہ خانوں اور روغن رکھنے کے مکانوں اور مطبخوں اور جانوروں کے ذبح کرنے کے مکانون اور اصطبلونکی نگرانی کرتے ہیں۔ بادشاہ کی نج کی جاگیریں اور زمین اور محل۔ بلکہ اُس کی جھیلیں اور نہریں بھی محافظوں کے سپرد ہیں۔ امرا اور رؤسا میں سے وہ جو علم و ہنر سے بہرہ ور ہیں تعمیر اور سنگ تراشی کے کاموں کی نگرانی کے لئے مقرر کئے جاتے ہیں۔ معمار دربار کے عمایدین سب سے افضل سمجھا جاتا ہے مزدوروں سے زیادہ کام لینے کے لئے محافظ کوڑے کو اور چیزوں کی نسبت زیادہ استعمال کرتے ہیں۔ قاضی عدل و انصاف کے کام کو انجام دیتے ہیں جنگی سپاہ کا ساز و سامان ہر وقت لیس رہتا ہے اور اس کا انتظام حسن تدبیر کے ساتھ کیا جاتا ہے۔ پوشیدہ علوم کے سکھانے والے جنہیں ہر شستہ کہتے تھے۔ نجوم کی مانند

قسم قسم کے مخفی علوم کو اپنے قبضہ میں رکھتے ہیں۔ منشی کئی قسموں میں منقسم ہیں۔ اور وہ صاف کئے ہوئے
پرمے کے طوماروں پر ملکی واقعات کو کلک سے رقم کرتے ہیں۔ یا عمدہ عمدہ رجسٹروں میں اپنی
اپنی مد کے اخراجات کو محفوظ رکھتے ہیں۔ یا اُن باتوں کو ثبت کرتے ہیں۔ جنہیں محفوظ رکھنے
کا حکم ان کے افسروں کی طرف سے انہیں ملا ہے۔ تحریروں سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ
اس تمام کارخانہ کی کل ہر وقت ایک عمدہ حالت میں رہتی تھی۔ اور عالیجاہ فرعون کے حکم کے
اشارہ سے اس کے تمام پیچ در پیچ پرزے حرکت کیا کرتے تھے۔ اسی مطلق العنانی کے
کے سبب سے وہ اس قابل تھا کہ یوسف کو ایک نہایت اعلےٰ منصب پر مامور کرے۔ "تب فرعون
نے یوسف کو کہا۔ میں فرعون ہوں اور بغیر تیرے مصر کی ساری زمین میں کوئی انسان اپنا
ہاتھ یا پاؤں نہ اُٹھائیگا"۔

بعض اشخاص جو یوسف سے مشابہت رکھتے ہیں۔ ان پُرانی تحریروں کے
درمیان بعض ایسے ایسے اشخاص کا ذکر پایا جاتا ہے۔ جو یوسف کی تاریخ سے ملتے جلتے
ہیں۔ چنانچہ بادشاہ منکریز کے عہد سلطنت میں یعنی جب چوتھا خاندان راج کرتا تھا ہم ایک
جوان خادم کا حال پڑھتے ہیں جو اس بادشاہ کے فرزندوں کے درمیان پلا تھا۔ اُسنے بادشاہ کے
جانشین شپسکاف کے عہد میں بادشاہ کی بیٹی کے ساتھ شادی کی اور اُس کی نسبت اس طرح
لکھا ہے "لیکن تمام نوکروں کی نسبت بادشاہ اس کی زیادہ قدر کرتا تھا۔ وہ ہر ایک کام میں
جو بادشاہ کرنا چاہتا تھا اُس کا پرائیویٹ سکتر تھا۔ اُس نے اپنے آقا کے دل کو ایسا فریفتہ
کر لیا تھا کہ وہ مودی خانہ کا مختار اور سونے چاندی کی کانوں کے کارخانوں کا مہتمم اور پیتا
سوکر کا کاہن اور اُس کے مندر کا سردار تھا" کئی اور دلچسپ سوانح یادگار کے طور پر باقی
ہیں جو یوسف کے زمانہ کے معلوم ہوتے ہیں۔ اُس کی زندگی کے واقعہ سے ملتی جلتی ایک
کہانی پپیرا پر لکھی ہوئی ملی ہے اور "دو بھائیوں کی کہانی" کہلاتی ہے۔ انیپو جو بیاہا ہوا تھا۔
کھیت سے اپنے چھوٹے بھائی کو گھر کی طرف روانہ کرتا ہے وہ گھر جاکر اُس کام میں جس
کی انجام دہی کے لئے بھیجا گیا تھا مصروف ہوتا ہے۔ انیپو کی بیوی فوطیفار کی جورو کی طرح
اُسے ورغلانے کی کوشش کرتی ہے۔ لیکن وہ اس کو یہ جواب دیتا ہے۔ اے عورت
میں نے تجھے ہمیشہ اپنی ماں کی طرح سمجھا اور تیرے شوہر کو اپنے باپ کی مانند۔ اس لئے کہ
وہ مجھ سے بڑا ہے۔ ہاں وہ اتنا بڑا ہے کہ واقعی میرے باپ کی طرح ہے بس "

گناہ جس کا ذکر تو نے مجھ سے کیا۔ کیونکر تیرے دل میں سمایا آگے کو پھر کبھی مجھ سے اس بات کا ذکر نہ کرنا۔ دیکھ اب کی دفعہ میں کسی کو یہ بات نہیں بتاؤنگا۔ ایک لفظ بھی کسی آدمی کے سامنے اس کے بارہ میں میرے منہ سے نہیں نکلیگا۔ شام کے وقت جب انیپو لوٹ کر گھر آتا ہے تو اپنی عورت کو بڑی تکلیف میں پاتا ہے اور جب اُس سے سبب دریافت کرتا ہے تو وہ اُسے یہ جواب دیتی ہے کہ تیرے چھوٹے بھائی نے ناگفتنی باتیں کہہ کر میرے دامن عصمت پر داغ لگانا چاہا ۔۔

اسی طرح ایک اور واقعہ تحریر ہے اور وہ بڑھتی اور کال کے سالوں کا بیان کرتا ہے الکب میں جو مصر فراز میں واقع ہے ایک بابا کی تربت پر ایک کتبہ پایا گیا ہے جس کی نسبت برسخ صاحب کی یہ رائے ہے کہ وہ سترھویں صدی قبل از مسیح سے علاقہ رکھتا ہے۔ اس کتبہ میں بابا پہلے اپنی نرم مزاجی۔ اور سخاوت اور اقبالمندی کا ایک عمدہ بیان پیش کرتا ہے اور پھر یہ کہتا ہے کہ میں نے فصل کو جو کہ فصل کے دیوتا کی دوست ہے جمع کیا۔ بیج بونے کے وقت میں نے بڑی خبرداری کی۔ اور جب قحط پڑا جو کئی سالوں تک رہا۔ تو میں نے سب شہروں کی طرف اناج بھیجا جو کئی سالوں تک کام آیا۔ اب گمان یہ ہے کہ جس وقت یوسف ہکساس بادشاہ کے ماتحت ڈلٹا میں مختار اور منتظم کا کام کر رہا تھا۔ اسی طرح بابا مصر فراز میں پرانے بادشاہوں میں کسی بادشاہ کے ماتحت اسی قسم کے کام پر مامور تھا ۔۔

اہل مصر کی رسمیں جن کا ذکر بائبل میں پایا جاتا ہے ۔ جن باتوں میں بائبل کے واقعات اُن اخبار سے مطابقت رکھتے ہیں جو دیگر وسائل سے قدیم مصر کے متعلق معلوم ہوئی ہیں بیشمار ہیں۔ جرمنی کا ایک مشہور و معروف مصنف من جملہ اُن کے ذیل کی باتوں کو پیش کرتا ہے ۔ مثلاً مصر کا دستور جس کے مطابق لوگ ٹوکریاں سر پر اُٹھا کر لے جایا کرتے تھے جیسا کہ فرعون کے خواب میں سردارنان پز کی نسبت معلوم ہوتا ہے ۔ (پیدائش ۴۰/۱۶) پھر سر منڈوانا (۴۱: ۱۴) اور پیالہ سے فال نکالنا (۴۴: ۵) مُردوں میں خوشبو بھرنا اور اُنہیں صندوق میں رکھنا (۵۰: ۲ و ۳ و ۲۶) سرکنڈوں کی ٹوکریاں بنانا اور ان پر اسفال لگانا (خروج ۲/۳) مصر کا علم اور دلپسند کھانا جس کا اشارہ گنتی ۱۱/۵ میں پایا جاتا ہے مصریوں کا طریق آبپاشی (استثنا ۱۱/۱۰) مصریوں کا کوڑے مارنے کا طریقہ جس کا اشارہ استثنا ۲۵: ۲ و ۳ میں پایا جاتا ہے اور مصر کے پھوڑے اور دیگر امراض

جن کا ذکر صاف صاف طور پر (استثنا ۷: ۱۵ و ۲۸: ۲۷ و ۶۰) میں آیا ہے اور اسی طرح کئی اور باتیں جن کا بیان خصوصاً مصر کی آفتوں کے ضمن میں آتا ہے۔ ایسے واقعات ہیں جو اس ملک کی قومی تاریخ سے پوری مطابقت رکھتے ہیں۔ (خروج ۷ سے ۱۰: ۲۳ تک)۔

خانگی حالات۔ اہل مصر کی زندگی کے مفصل حالات جو تصویروں اور کتبوں کے وسیلے سے معلوم ہوئے ہیں ایسے مکمل ہیں کہ اگر ہمارے ہاتھ میں ولکنسن صاحب کی کتاب موسومہ "قدیم اہل مصر" کی سی کوئی کتاب دی جائے تو ہم بآسانی اس بات کو جان لینگے کہ فوطیفار کے اور اس کے بعد خود یوسف کے گھر کا کیا نقشہ تھا۔ ایسی کتابوں کو دیکھنے سے یہ تصویر آنکھوں کے سامنے سے گذر جاتی ہے کہ گویا ایک نہایت عالیشان مکان۔ مربع شکل بنا ہؤا ہے جس کے اردگرد ایک احاطہ گھرا ہؤا ہے جس کے اندر یا تو ایک صحن ہے اور یا ایک باغ لگا ہؤا ہے جس میں کھجور اور دیگر اقسام کے درخت لگے ہوئے ہیں۔ سامنے ایک برآمدہ ہے جو بیل پایوں پر کھڑا ہے۔ ایک طرف سے کھلا ہؤا ہے اور ہوا بخوبی آتی جاتی ہے۔ اس کے تختنت کمروں میں جانے کی راہ ہے۔ محل اینٹوں کا بنا ہؤا ہے۔ جن کے اوپر چونے کا پلستر پھرا ہؤا ہے اور اس کے اوپر سرخ اور سبز اور نیلے اور زرد رنگوں کو ملا کر رنگ کیا ہؤا ہے محل میں داخل ہونے کی ڈیوڑھی جھنڈوں اور جھنڈیوں سے آراستہ ہے جن کے بیچ میں طرح طرح کے بت نصب ہیں محل کی چھت پر سے غریب لوگوں کے کچے گھر دکھائی دیتے ہیں۔ جو اسباب رکھنے کی کوٹھریاں ہوں گی یا پہرہ دینے والوں کے رہنے کے مکان معلوم ہوتے ہیں۔ یہ بھی عموماً دیکھنے میں آتا ہے کہ لوگ ان کے صحنوں میں اپنا کھانا پکاتے اور کھاتے ہیں بلکہ سوتے بھی باہر ہی ہیں۔ محل کا اندرونی حصہ بڑی لطافت اور نفاست سے آراستہ کیا گیا ہے۔ بیٹھنے والے کمروں کی دیواریں تصویروں سے سجی ہوئی ہیں جن کے اردگرد زینت افزا حلقے لگے ہوئے ہیں اور پھولوں کے کنارے اکثر سے ہوتے ہیں۔ سوائے اس کے اور طرح طرح کی دستکاریاں بھی نظر آتی ہیں۔ جن کے اوپر قسم قسم کے گہرے رنگ پھرے ہوئے ہیں۔ البتہ رنگوں کی آمیزش میں کسی طرح کی کمی بیشی کا لحاظ نہیں رکھا گیا۔ یا یوں کہیں کہ تصویر کھینچنے میں رنگوں کی مناسبت کی طرف توجہ نہیں کی گئی۔ ہر جگہ پھول کثرت سے دکھائی دیتے ہیں۔ کسی جگہ ان کے ہار اور سہرے گندھے رکھے ہیں۔ کہیں میزوں کے کناروں پر چنے ہوئے ہیں کہیں ان کے گلدستے میزوں پر دھرے

ہوئے ہیں۔ اور کہیں اُن نوکروں کے سروں پر جو حاضرین مجلس کی خدمت میں مصروف ہیں تاج کی مانند لگے ہوئے دکھائی دیتے ہیں اور وہ باغ جس میں سے یہ پھول لئے گئے ہیں طول اور عرض میں بڑا وسیع ہے۔ اس کے بیچ میں ایک تالاب واقع ہے۔ جو اُس کو سیراب کرتا ہے۔ اس باغ کے بیل بوٹے کی بڑی خبرداری کی جاتی ہے۔ بیٹھنے کے کمروں میں فرش بچھے ہوئے ہیں۔ عمدہ قسم اور شکل کی چوکیاں اور سٹول اور کاوچ سجے ہوئے ہیں۔ صاحب خانہ مشرقی اُمرا کے عام دستور کے برعکس صرف ایک ہی جورو رکھتا ہے۔ اور شہر کا ہر خاندان کے درمیان بہت درجہ تک ایسی موافقت اور محبت اور موانست پائی جاتی ہے جیسی کہ اہل مغرب کے گھرانوں میں ہُوا کرتی ہے۔

ضیافت کا یہ دستور ہے کہ بڑے بڑے باورچی خانوں میں ہوشیار باورچی کھانا تیار کرتے ہیں اور دوپہر کے وقت دستر خوانوں پر اُسے چنتے ہیں۔ کھانے کے تیار ہونے تک مہمانوں کو گانے بجانے سے محظوظ کرتے ہیں ضیافت خانہ میں داخل ہونے سے پہلے پانی لاکر اُن کے پاؤں دھلاتے ہیں ہر ایک مہمان کے ہاتھ میں کنول کا ایک پھول دیدیتے ہیں جسے وہ ضیافت میں تمام وقت اپنے ہاتھ میں لئے رہتا ہے کبھی کبھی پھولوں کا ہار اُسکے گلے میں ڈالا جاتا ہے اور پھولونکے ہار اور سہرا اسکے اِدھر اُدھر بکھرائے جاتے ہیں ہر ایک مہمان کے آگے ایک گول میز لگائی جاتی ہے۔ اور یہ میزیں مہمانوں کے مدارج کے مطابق مرتب کی جاتی ہیں۔ اہل مصر میزوں پر رومیوں اور یہودیوں کی طرح جھک کر نہیں بلکہ بیٹھ کر کھاتے ہیں۔ کھانے کی چیزیں مچھلی اور اُبلا یا کباب کیا ہُوا گوشت ہے۔ علاوہ اس کے طرح طرح کے چرند اور پرند کا گوشت موجود ہے۔ اور اُس کے ساتھ کثرت سے ترکاریاں اور پھل خصوصاً انجیر اور انگور چُنے ہوئے ہیں۔ اور طرح طرح کی مے بھی سجی ہوئی ہے کھانے کے بعد کھیل اور گانا اور ناچ اور قسم قسم کے فرحت بخش مشغلے شروع ہوتے ہیں۔

علاوہ ان باتوں کے یہ حالات بھی معلوم ہوئے ہیں کہ مصر کے جاگیرداروں کے باغات و اراضی میں ایک مختار کے زیر اہتمام اور بڑی خبرداری کے ساتھ کاشت کی جاتی تھی مصری سوسائٹی کے نزدیک کاہن اور سپاہی عزت دار لوگ سمجھے جاتے تھے۔ اور کاشتکار اور اہل حرفہ کم درجہ لوگ خیال کئے جاتے تھے۔ دیسی کارندوں کے علاوہ غلاموں کو بھی مزدوروں کے کام میں لگاتے تھے خاصکر مندروں اور مناروں اور دیگر سرکاری عمارتوں کے تعمیر کرنے میں اُن سے کام لیا جاتا تھا۔ کاہن لوگ علم ادب اور دیگر علوم میں مہارت

رکھتے تھے۔ اور قریباً چودہ سو سال قبل از مسیح کئی کتب خانہ موجود تھے۔ لیکن یہ ممکن نہیں کہ یوسف
کے وقت میں تہذیب اس درجہ تک پہنچ گئی ہو۔ تاہم اس میں شک نہیں کہ تہذیب اُس کے
ایام میں بہت ترقی کر گئی تھی +

مذہب۔ مصر کا مذہب خاص کر توجہ کے لائق ہے۔ یونانی مؤرخ ہراڈوٹس اہل مصر کی نسبت
کہتا ہے کہ "اور قوموں کی نسبت اہل مصر زیادہ مذہب کو ماننے والے تھے"۔ یوں تو مصر کے کاہن
ایک خدائے تعالےٰ کو ماننے کا دعوےٰ کرتے تھے۔ مگر عملاً اس عقیدہ کی پرواہ نہیں کرتے
تھے۔ اہل مصر خدا کی صفات اور اوصاف کو خدا سمجھ کر اُن کی پوجا کیا کرتے تھے۔ مثلاً اُس کی خلاقیت
کی قدرت اور حکمت کو خدا کی جگہ پوجا کرتے تھے۔ درختوں اور حیوانوں کو۔ اگر اُن میں ان صفتوں
میں سے کوئی صفت ظاہر ہوتی تھی تو اُن کو خدا سمجھ کر اُن کی تعظیم و تکریم کیا کرتے تھے حقیقت
یہ ہے کہ مصریوں کے بہت سے دیوتا تھے اور یہ دیوتا تین اقسام یا مدارج میں منقسم تھے۔ پہلے
درجے کے دیوتاؤں میں سے امون تھا جو اہل تھیبز کا سب سے بڑا دیوتا تھا۔ اور وہ یونانیوں
کے جوپیٹر کی طرح تھا ایک پتھا دیوتا تھا جو دیوتاؤں کا باپ سمجھا جاتا تھا۔ اور وہ ولکن کی مانند تھا
اور کھیم جو فطرت کا دیوتا تھا۔ وہ پان دیوتا کے برابر تھا۔ اور دوسرے درجے میں سے را یا فراہ یعنی
سورج تھا اور اسی سلسلہ میں تھاتھ یعنی عقل کا دیوتا تھا (عطارد) اور تیسرے درجے پر اسیرس
اور اُسس اور سیتھ یا ٹائیفون وغیرہ تھے۔ عام اعتقاد کے مطابق اسیرس اصل میں مصر کا
بادشاہ تھا۔ اُس نے ملک کو طرح طرح کے فائدے پہنچائے تھے۔ لیکن اُس کے بھائی
ٹائیفون نے اُسے قتل کیا اور اُس کے جسم کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے دریائے نیل میں ڈالدیا
تھا۔ اُسس اسیرس کی جورو تھی۔ جس نے بڑی تلاش اور تجسس کے بعد اپنے شوہر کے
بدن کو پایا اور اپنے بیٹے کی مدد سے ٹائیفون کو شکست دی اور شاہی اختیار پھر حاصل کیا۔
ہراڈوٹس صاحب کے قول کے مطابق صرف اُسیرس اور اُسس ہی دو معبود تھے جن کی
پرستش تمام اہل مصر کیا کرتے تھے۔ ہر ایک شہر میں ایک دیوتا کی خاص عبادت کی جاتی
تھی۔ اور وہ اُس شہر کا محافظ سمجھا جاتا تھا۔ اور ہر ایک مندر کی ڈیوڑھی میں ایک اعلےٰ
جگہ پر متمکن ہوتا تھا۔ علاوہ اس کے ہر شہر اپنے تین خاص دیوتے رکھتا تھا۔ جن میں سے
تیسرا پہلے دو میں سے نکلا ہوا سمجھا جاتا تھا +

آپِس یا متبرک سانڈ۔ مصر کے اُس دستور نے جس کے مطابق خدا کی مانند خدا کی

ہر صفت کے اظہار کی تعظیم کی جاتی تھی دیوتاؤں کے شمار کو حد سے زیادہ بڑھا دیا۔ اور اسی اصول کے سبب سے بلی اور نگر مچھ اور سارس جیسے جانوروں کی پوجا کی جاتی تھی۔ متبرک جانوروں میں سب سے عجیب آپس یعنی میفس کا مقدس سانڈ ہوتا تھا۔ یہ جانور جس کی شبیہ کے وسیلے ایسرس کی پرستش کی جاتی تھی کئی نشانوں سے پہچانا جاتا تھا۔ ہراڈوٹس کے قول کے مطابق اُسکے بال سیاہ اور اُس کے ماتھے پر ایک مثلث نما سفید داغ ہوتا تھا۔ اُس کی پشت پر ایک عقاب اور اُس کی زبان کے نیچے ایک گبریلا ہوتا تھا اور اُس کی دُم کے بال دہرے ہوئے تھے۔ آپس کو میفس کے ایک عالیشان مندر میں رکھتے تھے۔ کاہن اس کی خدمت بجا لاتے تھے اور لوگ اس کی پرستش کیا کرتے تھے۔ اور جب وہ مرجاتا تھا تو اُس کے بدن میں مصالح اور خوشبوئیاں لگا کر اور اُسے چیتوں کی کھال میں لپیٹ کر کاہنوں کی جماعت اُسے اس مقبرہ کی طرف لے جاتی تھی جو چٹان کاٹ کر بنایا جاتا تھا اور وہاں اُسے سنگ مرمر کے عالیشان صندوق میں رکھ دیتے تھے +

مندر۔ اور پوجا۔ آئندہ سزا اور جزا کی تعلیم۔ وہ مندر جو اہل مصر اپنے دیوتاؤں کے لئے بناتے تھے بڑے عالیشان ہوتے تھے اُن میں سے بعض کے کھنڈرات اب تک دنیا کے عجائبات سے سمجھے جاتے ہیں۔ کاہنوں کی قوم شمار میں کثیر۔ دولت میں بے نظیر اور اعلےٰ درجے کے حقوق سے بہرہ ور تھی۔ بادشاہ اُن کا سر تھا۔ اور اُن کی متبرک رسمیں بیشمار اور متفرق قسم کی ہوتی تھیں اور ایسے زرق برق کے ساتھ ادا کی جاتی تھیں کہ لوگوں کو حیرت کا پتلا بنا دیتی تھیں اور اُن کے اعتقادات بھی اچھے اصولوں سے سراسر خالی نہ تھے چنانچہ وہ آئندہ سزا اور جزا کی تعلیم کے معتقد تھے۔ اور اُن کا یہ عقیدہ اکثر تصویروں کے وسیلے ظاہر کیا جاتا تھا۔ مثلاً ایک تصویر سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک مجرم رُوح سوأرنی کی شکل میں اپنی جگہ سے نکالی گئی ہے اور اُس کا جُرم ظاہر کرنے کے لئے اُس کے اوپر طامع لکھا ہوا ہے۔ اسی طرح بدکاروں کی سزا کی تصویریں اور اُن کے مقابلہ میں نیک لوگوں کی جزا کی تصویریں کھنچی ہوئی پائی جاتی ہیں جو آسمانی نیل۔ یعنی آب حیات کے دریا میں مچھلیوں کی طرح تیرتے اور اُچھلتے پھرتے ہیں اہل مصر کے درمیان یہ بھی دستور تھا کہ ضیافت کے بعد اُسیرس کی ایک مورت جو انسانی شکل کی ہوتی تھی لاتے تھے۔ اور ہر ایک مہمان کو دکھاتے تھے تا کہ اُس کو اپنی بے ثباتی اور دُنیا کی خوشیوں کی ناپائداری کی حالت معلوم ہو۔ اور پھر مہمانوں کو نصیحت

کی جاتی تھی کہ ایک دوسرے کو پیار کریں - اور اپنی خواہشوں کو لگام دیں - اور یاد رکھیں کہ موت جس کے مقابلہ کے لئے ہر فرد بشر کو تیار رہنا چاہئے ایک دن اس دنیاوی زندگی اور دور کو ختم کریگی +

دوسری فصل

اسرائیلیوں کی ترقی

پہلے طریق رہائش اور جدید طرز معاشرت کا مقابلہ - جشن کی سرزمین - اسرائیلیوں کی اقبالمندی - ٹھاٹ میرمُم - اور اُس کی فتوحات - اردگرد کی بادشاہتیں - اہل ختا یعنی بنی حت - بت پرستی کی طرف مائل ہونا - نیا فرعون - بنی اسرائیل کا ستایا جانا +

پہلے طریق رہائش اور جدید طرز معاشرت کا مقابلہ - جن لوگوں کے درمیان فلسطین کے سیدھے سادے گلہ بان یعقوب کے ساتھ بود و باش کرنے کے لئے روانہ ہوئے اُن کی سوشل اور مذہبی حالت ایسی تھی جیسی اوپر بیان ہوئی اور جب ہم مصریوں کی طرز معاشرت اور بنی اسرائیل کے سیدھے سادے دستوروں کا مقابلہ کرتے ہیں تو ہم کو بڑا فرق معلوم ہوتا ہے - مصر میں قدم رکھنے سے پہلے یعقوب اور اُس کے بیٹے گلہ بانی کرتے اور خیموں میں بستے تھے - اپنی بھیڑ بکریوں اور مویشی کے پیچھے پیچھے پھرا کرتے تھے - اور کھلے میدانوں میں پتھر کے مذبح بنا کر اور اُن پر ایک سیدھی سادی قربانی چڑھا کر خدائے واحد کی پرستش کیا کرتے تھے - سو ہم دیکھ سکتے ہیں کہ اس سیدھی سادی زندگی میں اور اُس مصری عبادت میں جس پر تصنع اور تصرف کا رنگ چڑھا ہُوا تھا - جہاں فرعون اور اس کے اُمرا اور رعایا عیش و عشرت کے ساتھ زندگی بسر کرتے تھے کتنا بڑا فرق تھا - پس جب ہم یہ دیکھتے ہیں کہ مصر کو جاتے ہوئے یعقوب ہچکچاتا تھا - تو ہم تعجب نہ کریں کیونکہ وہ اپنے باپ دادوں کی مانند اس سرزمین کی تعظیم و تکریم کرتا تھا - جسے خدا نے اسلئے چن لیا تھا کہ اُس کے اندر اپنے وعدے پورے کرے - اور نیز وہ دیکھتا تھا کہ اہل

مصر کے خراب مگر پُر تجمل اور دلفریب مذہب سے مس کھا کر تمام خاندان کے بگڑ جانے کا احتمال درپیش ہے۔ لیکن بیر سبع میں خدا کی طرف سے اُس کو حکم ملا کہ مصر کا سفر اختیار کرے۔ اس میں شک نہیں کہ اُس نے ہر طرح سے اس بات کا انتظام کیا کہ اُس کی اولاد اہل مصر سے ملنے جلنے نہ پائے۔ اور اغلب ہے کہ اسی انتظام کا یہ نتیجہ تھا کہ انہیں جشن کی سرزمین رہنے کو ملی ؀

جشن کی سرزمین۔ یہ مانا جاتا ہے کہ جشن کی سرزمین دریائے نیل کی ٹانٹیک شاخ کے قریب واقع تھی۔ اور کہ جشن ملک مصر کے اس حصہ کا نام تھا جو فلسطین کے زیادہ نزدیک واقع اور زرخیزی کے سبب سے مشہور تھا۔ اب بھی وہ مصر کا سب سے زیادہ زرخیز حصہ سمجھا جاتا ہے۔ اس میں بھیڑ اور بکریوں کے ریوڑ۔ اور مویشیوں کے رمے ۔ اور مچھوؤں کے جھنڈ موجود رہتے ہیں۔ اور بقول سٹرلین صاحب جو مصر کی تاریخ نویسی کے لئے مشہور ہیں۔ اب تک اس میں وہ چیزیں پیدا ہوتی ہیں جن کے لئے بنی اسرائیل بیابان میں کڑکڑا اُٹھے تھے (دیکھو گنتی ۱۱: ۵ و ۲۰: ۵) مفصلہ ذیل اُن میں شامل ہیں۔ باجرہ۔ جوار۔ دودھ پنیر۔ انڈے اور نمکین مچھلی۔ ککڑی اور خربوزے اور قسم قسم کے کدو۔ پیاز اور گندانہ اور لوبیا۔ وغیرہ لیکن حال میں مسٹر لین سے بھی ایک بہت پرانے شخص کی گواہی اس بارے میں دستیاب ہوئی ہے۔ یعنی ایک مصری پیپرس کا غذ پہ پی رعمسو یعنی رعمسیس کے شہر کی نسبت (اور یہ ضغن کا جدید نام تھا) یوں تحریر کرتا ہے۔ اُس کے کھیت عمدہ عمدہ چیزوں سے پُر ہیں اور زندگی ہر طرح کی کثرت اور افراط کے درمیان بسر ہوتی ہے چنانچہ اس کی نہریں مچھلیوں سے بھرپور ہیں۔ اس کی جھیلوں کی سطح پر بے شمار جانور نظر آتے ہیں۔ اس کی مرغزاریں ترکاریوں سے سرسبز ہو رہی ہیں مٹروں کی اس میں کچھ انتہا نہیں۔ خربوزے جو لذت میں شہد کی مانند ہیں اُن کھیتوں میں اُگتے ہیں جو بذریعہ آبپاشی سیراب کئے جاتے ہیں۔ کھلیانوں میں گیہوں اس قدر جمع ہے کہ اُس کے انبار آسمان سے باتیں کرتے ہیں۔ پیاز صحن میں اُگتے ہیں اور سیب کے درخت (؟) بھی لہلہاتے ہیں۔ انگور اور بادام اور انجیر اس کے باغات میں پیدا ہوتے ہیں۔ اور وہ مے جو ان سے نکالی جاتی ہے اہل کیمی کے نزدیک بہت شیریں ہوتی ہے۔ وہ اُسے شہد کے ساتھ ملا کر پیا کرتے ہیں۔ کنول شہر میں سُرخ اور تالابوں

میں بوربن مچھلی پائی جاتی ہے اور بوری مچھلی کی کئی قسمیں ماسوائے اقسام کارپ اور پائمک کے پوہر و تھا میں پائی جاتی ہیں۔ مچھلی اور چنتی ہنو مچھلی سیلابی چشموں میں ہوتی ہے اور نہار مچھلی نیل کے دہانے میں فاتح بادشاہ کے شہر (ٹانس) کے متصل ملتی ہے "۔ ضغن یا تانس (جو بعد میں پی رعمسو کہلانے لگا۔ جیسا اوپر معلوم ہوا۔) اس علاقہ کا مشہور شہر اُن جگہوں میں سے تھا جہاں بادشاہ رہا کرتے تھے۔ اور معلوم ہوتا ہے کہ ہکساس خاندان کے بادشاہ زیادہ تر اسی جگہ بود و باش کیا کرتے تھے۔ اور ممکن ہے کہ اُن کے زوال کے بعد اُن کے جانشین اس جگہ مصلحتاً زیادہ آتے جاتے ہوں۔ کیونکہ یہ جگہ وہ تھی جو کہ شاہان ہکساس کے جاہ و جلال کا مظہر اور مرکز تھی اور جہاں غیر ممالک کے بہت سے لوگ آباد تھے۔ بہر کیف یہ صاف ظاہر ہے کہ خروج سے پہلے فرعون اسرائیلیوں سے بہت فاصلہ پر نہیں رہتا تھا۔ کیونکہ موسےٰ اور ہارون بہت آسانی سے اور جلد جلد اُس کے اور اسرائیل کے بزرگوں کے پاس آتے جاتے تھے ✦

اسرائیلیوں کی اقبالمندی۔ یوسف کی وفات کے بعد کم از کم پچاس سال تک اسرائیل کو امن اور ہر طرح سے ترقی کی حالت نصیب ہوئی۔ چنانچہ اُن کے خاندان اور گلے بڑھتے جاتے تھے۔ ان کے کھیتوں میں فصل لہلہاتی تھی۔ اور اُن کے باغ خوبصورت پھولوں سے بھرے ہوئے تھے۔ معلوم ہوتا ہے کہ شروع ہی سے وہ پنچ کی حکومت رکھتے تھے یعنی اپنے بزرگوں کے وسیلے ملکی انتظاموں کو انجام دیتے تھے۔ اور یہ بزرگ جیسا کہ اُن کے نام سے مترشح ہے پہلے پہل عمر کے لحاظ سے چنے جاتے تھے۔ مگر بعد میں حکومت کرنے کی لیاقت کے اعتبار سے انتخاب کئے جاتے تھے۔ اسی طرح دیگر قومیں بھی اپنے اپنے بزرگ رکھتی تھیں مثلاً اہل مصر (پیدائش ۵۰ : ۷) مدیانی (گنتی ۲۲ : ۷) اور اہل جبعون بھی اسی طرح کے حکومت کرنے والے بزرگ رکھتے تھے اور جتنے عرصہ تک بنی اسرائیل ملک مصر میں رہے یہ عہدہ برقرار اور جاری رہا۔ اور جب موسےٰ اور ہارون فرعون کے پاس بنی اسرائیل کی رہائی کے لئے آتے جاتے تھے اُس وقت یہ عہدہ جاری تھا۔ (خروج ۳ : ۱۶ و ۱۸) البتہ کبھی کبھی لوگوں کے درمیان سخت سخت واردات بھی سرزد ہوتی تھیں۔ مثلاً اُس واقعہ کی مانند جو افرائیم کی اولاد پر حادث ہُوا (۱ تواریخ ۷ : ۲۱) جو کہ فلسطیوں کے ساتھ لڑتے ہوئے مارے گئے کیونکہ فریقین میں سے ایک فریق نے دوسرے کے مویشی لے لئے تھے۔ (مقابلہ کرو خروج ۱۳ : ۱۷) اس زمانہ میں اہل مصر کو علم و ہنر کی مہارت کے سبب سے بہت شہرت

حاصل تھی۔ اور اغلب ہے کہ بنی اسرائیل میں سے بھی بہت سے لوگ اُن فنون میں مصروف ہوگئے تھے۔ چنانچہ ہم بعض گھرانوں کی نسبت پڑھتے ہیں کہ وہ مہین کتان بنانے کی مہارت رکھتے تھے پھر اَور بھی تھے جو عمدہ عمدہ برتن بنا سکتے تھے۔ بعضے "باغوں اور باڑوں کے باشندے تھے اور وہاں بادشاہ کے ساتھ اُس کے کام کے لئے رہتے تھے"۔ (اتواریخ ۴: ۲۱ و ۲۳) اور ان عبرانیوں میں سے ایک شخص نے فرعون کی بیٹی بِتھیا سے شادی کی جس سے ایک بڑا خاندان پیدا ہوا۔ (اتواریخ ۴: ۱۸) مگر اس رشتہ سے وہ اپنی قوم کے لوگوں کے درمیان پہلے کی نسبت زیادہ ممتاز نہیں سمجھا گیا +

تھاٹ میز سوئم۔ اور اُس کی فتوحات۔ یہ ٹھیک معلوم نہیں کہ بنی اسرائیل کتنے عرصہ تک مصر میں رہے۔ تاہم اتنا ظاہر ہے کہ وہ عرصہ کم از کم دو سو برس سے زیادہ تھا۔ کتبوں کے وسیلے سے ہم کو کئی بڑے بڑے واقعات جو اس عرصہ میں مصر اور مصر کے گرد نواح کے ممالک میں سرزد ہوئے معلوم ہوئے ہیں۔ یہ تو ہم ذکر کر چکے ہیں کہ ہکساس یعنی گلہ بان بادشاہ آخر کار سلطنت سے خارج کئے گئے۔ اور عنان سلطنت پھر پُرانے خاندان کے ہاتھ میں آئی۔ معلوم ہوتا ہے کہ ان بادشاہوں نے اپنے اپنے ملک میں اپنا تسلط جمانے اور غیر ممالک پر اپنا سکہ بٹھانے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا۔ اُن میں سے ایک بادشاہ کی نسبت جس کا نام تھاٹ میز یا تھبوٹ میز سوئم تھا یہ گمان کیا جاتا ہے کہ وہ قبل از مسیح سولھویں صدی میں حکمرانی کرتا تھا۔ وہ مصر کا سکندر اعظم کہلاتا ہے۔ اُس نے بہت سے ملکوں کو فتح کیا۔ اور جو واقعات اُس کے عہد سلطنت میں سرزد ہوئے اُن کے مفصل اور کارآمد بیانات کارنک کے مشہور مندر پر تحریر ہیں اور اُن سے معلوم ہوتا ہے کہ عرصہ بیس سال کے اندر اُس نے اُن قوموں کے ساتھ جو مصر کے اِدھر اُدھر رہتی تھیں کم از کم ۱۳ بڑی بڑی لڑائیاں کیں۔ اُن میں جو بہت بڑی تھیں وہ تھیں جو اُس نے شمال مشرقی ممالک کے ساتھ کیں۔ ان ملکوں میں سے ایک ملک وہ تھا جو کتبوں میں روتھن کہلاتا ہے۔ اور اُن میں نہرائیم یعنی مسوپتامیہ بھی شامل ہے۔ روتھن یا روتنیا اُس خطہ کا عام نام تھا جس میں فلسطین اور فینکی اور مغربی سریا شامل تھے کارنک کے ایک کتبہ پر روتھن فراز کے بڑے بڑے شہروں کی جنہوں نے اُس کی مخالفت میں سر اُٹھایا تھا پوری فہرست پائی جاتی ہے۔ یا شاید یوں کہنا زیادہ بہتر ہو کہ اُن اسیروں کی

کی فہرست پائی جاتی ہے جو ان شہروں سے علاقہ رکھتے تھے۔ اور جو شہر مجدو کے قریب اسیر کئے گئے تھے۔ جس طرح مابعد زمانوں میں مجدو کا میدان معرکہ آرائی کے کام آیا اُسی طرح اس وقت بھی جنگ وجدل کے کام آتا تھا۔ اور جو قدیم لڑائیاں مشرق میں واقع ہوئیں اُن میں سے ایک اسی نام کے شہر کے قریب وقوع میں آئی۔ (غالباً اسی نام سے وہ علامتی نام اخذ کیا گیا تھا جس سے مکاشفات کی آخری لڑائی ارم جدّون کہلائی (مکاشفات ۱۶:۱۶) ڈاکٹر بروسخ صاحب فرماتے ہیں کہ جس سبب سے یہ فہرست بڑی قدر کے لائق ہے وہ یہ ہے کہ یہودیوں کے ملک کنعان میں داخل ہونے سے قریباً تین سو برس پہلے ملک فلسطینہ میں وہ لوگ رہا کرتے تھے جو ایک ہی نسل سے تھے۔ اور جو جیسا کتبوں سے معلوم ہوتا ہے روتھن کہلاتے تھے۔ اور چھوٹے چھوٹے بادشاہوں کے زیر حکومت اوقات بسری کیا کرتے تھے۔ اور انہیں شہروں اور قلعوں میں رہا کرتے تھے جن کے نام کتبوں پر پائے جاتے ہیں۔ اور آخرکار مغلوب ہو کر یہودی نووارد حملہ آوروں کے ہاتھوں میں پڑ گئے تھے۔ لوٹ کا مال جو تھاٹ میز سوئم کی فتوحات کے بعد ملک مصر میں لایا گیا۔ اُس کی فہرست ہی بڑی مطول اور دلفریب معلوم ہوتی ہے چنانچہ سونا اور روپا اور جواہرات بے مقدار۔ مویشیوں کے گلے بیشمار۔ گیہوں انبار کے انبار۔ شراب کے پیپے ہزار در ہزار۔ پوشاکیں طلائی اور زرنگار۔ طرح طرح کے اعاجیب روزگار۔ اور ہزاروں مرد اور عورت غلامی کی زنجیروں میں گرفتار سال بسال ملک مصر میں چلے آتے تھے۔ یہ بادشاہ اُن ممالک کے حق میں جنہیں اُس نے لوٹا اور پامال کیا ایک آفت ناگہانی کا حکم رکھتا تھا۔ اور اپنے طور پر دین کا بھی پابند تھا۔ چنانچہ مصر کے دیوتاؤں کے لئے اُس نے بڑے بڑے مندر تعمیر کروائے۔ جن میں سے ایک وہ تھا جو "میناروں کا دالان" کہلاتا تھا۔ اُس نے لوٹ کے مال میں سے بہت سا حصہ ان مندروں کے لئے مخصوص کیا۔ کئی دینی تہوار مقرر کئے لاٹیں اور مینار بنوائے اور اپنے باپ دادوں کی یادگار کے لئے بت نصب کئے۔ اور اس طرح "آل قدوس" کہلانے کا حق قائم رکھا گو حقیقت میں وہ قزاقوں اور خونیوں سے کچھ بہت بہتر نہ تھا۔

مصر کی وسیع طاقت اور حکومت کی جو نظیریں بیان کی گئی ہیں اُن سے ہم بنی اسرائیل کی

حالت کو اچھی طرح سمجھ سکتے ہیں۔ تھاٹ میز سوئم کی فتوحات کے بعد مصر کے بادشاہوں کی طاقت اور جمعیت اس قدر بڑھ گئی تھی کہ بنی اسرائیل جیسے لوگ اگر اُن کی مخالفت کا بیڑا اُٹھاتے تو منہ کی کھاتے واقعی یہ لوگ اس بات کے محتاج تھے کہ ملک مصر سے نکلنے کے لئے کوئی فوق العادت قدرت اُن کی مدد کرے۔ یہ سچ ہے کہ اگر ملک مصر اس زمانہ میں ایسی قدرت اور عظمت رکھتا تھا جیسی ان کتبوں سے ظاہر ہوتی ہے تو وہ آسمانی مدد جس کی طفیل سے وہ مصر کی اسیری سے رہا ہوئے بالکل پایہ ثبوت تک پہنچ جاتی ہے ؎

گرد و نواح کی بادشاہتیں۔ ان ستونوں سے جیسا ہم اوپر دیکھ آئے ہیں اُن قوموں کی حالت اور جمعیت کا حال بھی کھل جاتا ہے جو اس زمانہ میں ملک کنعان اور اُس کے آس پاس کے ممالک پر مسلط تھیں۔ بروسخ صاحب فرماتے ہیں کہ وہ تمام سرزمین جو فلسطین اور کوئلے سریا اور سریا کہلاتی ہے ان کتبوں رو تھن ہر یعنی رو تھن فراز (یا لو تھن) کے نام سے موسوم کی جاتی تھی۔ وہ چھوٹی چھوٹی ریاستوں میں منقسم تھی۔ جن کے نام عموماً ایک مضبوط اور محکم دار الخلافہ سے وابستہ ہوتے تھے۔ اور ان میں وہ قومیں رہا کرتی تھیں جن کے خاص خاص ناموں کی نسبت زمانہ حال کے علما بڑی غور و فکر سے تحقیق کر رہے ہیں۔ اہل حت کی وہ بڑی قوم جسے بائبل میں حتی کہا گیا ہے۔ ان قوموں میں سے اعلےٰ اور بزرگ قوم سمجھی جاتی تھی۔ قبر کاموش اور کادس اور مجدو کی ریاستیں حفاظت اور حملہ کے لئے اور متحد بادشاہوں کے فراہم ہونے کے لئے نہایت عمدہ سمجھی جاتی تھیں ؎

اہل ختایا بنی حت۔ سلطنت اسور کے عروج پانے سے۔ ختایا حتی قوم کے لوگ مغربی ایشیا میں سب سے زیادہ زور آور اور قوی سمجھے جاتے تھے۔ تھاٹ میز سوئم کے زمانہ سے پہلے بھی اہل ختا اور اہل مصر کی لڑائیاں آپس میں ہوتی رہتی تھیں اور نہرائیم یعنی مسوپتامیہ کی سرزمین میں بھی دونو فوجوں کا ایک بار آمنا سامنا ہوا تھا رعمسیس دوئم نے (گمان کیا جاتا ہے کہ یہ بادشاہ اسرائیلیوں کا ستانے والا فرعون تھا) اہل ختا کی ایک شہزادی سے شادی کر لی تھی۔ ممکن ہے کہ اس قوم کے جُدا جدا فرقے کسی قدر کمزور ہوں۔ لیکن اُن کے ملکر لڑنے کے ڈھنگ نے اُن کا سکہ سب کے

دل میں جما دیا تھا۔ اب اس بڑی قوم کے مقبوضات کا کچھ حصّہ چھین لینے کا بیڑہ اُٹھانا ایسا ہی ناممکن کام تھا جیسا کہ زور آور فرعون کے برخلاف جھنڈا بلند کرنا ایک دشوار کام تھا۔ پس خواہ ہم اُن لوگوں کی مقدرت اور ثروت پر غور کریں جن کے درمیان بنی اسرائیل ملک مصر میں رہا کرتے تھے۔ خواہ اُن لوگوں کی مقدرت اور ثروت پر غور کریں جن کے ملک کو سریا کے مغرب میں جا کر اپنے قبضہ میں لانا چاہتے تھے۔ ہر دو حالت میں یہ ماننا پڑتا ہے کہ بغیر تائید آسمانی کے ایسی مہموں کا عزم باندھنا نہ صرف اُن کے حیطۂ قدرت سے باہر تھا بلکہ سراسر دیوانہ پن تھا +

بُت پرستی کی طرف مائل ہونا۔ ناممکن نہیں کہ اتنی مدت تک مصر میں رہنے کے سبب سے بنی اسرائیل اُس ملک کی بُت پرستی کی طرف مائل ہو گئے ہوں اور چونکہ اُن کی مابعد کی تاریخ میں اُن کا یہ میلان بار بار ظاہر ہوتا ہے لہٰذا یہ ماننا پڑتا ہے کہ اُن کی یہ رغبت مصر ہی میں ظاہر ہونے لگ گئی تھی۔ اور خصوصاً اگر ہم یہ مان لیں کہ گلہ بان بادشاہوں نے اُس وقت مصر پر یورش کی جب بنی اسرائیل وہاں مقیم تھے۔ اور کہ مصر میں داخل ہو کر اُن حملہ آوروں نے جو کہ سام کی اولاد سے تھے مصر کے مذہب کی تقلید کی اور دوسروں کے لئے نمونہ قائم کیا۔ تو اور بھی یقین پیدا ہوتا ہے کہ بنی اسرائیل مصر کی بت پرستی کی طرف مائل ہو گئے تھے۔ لیکن خدا نے اُن کے اس میلان کو اپنی عجیب حکمت سے روکا۔ یعنی اہل مصر کو اُن کے ساتھ ایسا سلوک کرنے دیا جس سے اُن کے دلوں کو ہر ایک شے سے جو مصر سے نسبت رکھتی تھی نفرت ہو گئی +

نیا فرعون۔ پھر ایک ایسا بادشاہ تخت پر بیٹھا جو یوسف کو نہیں جانتا تھا۔ یہ بادشاہ غالباً اُس پُرانے خاندان کے بادشاہوں میں سے تھا۔ جس نے ہکساس بادشاہوں کے زوال پانے اور ملک سے خارج ہونے کے بعد زور پکڑا تھا۔ عموماً یہ مانا جاتا ہے کہ یہ بادشاہ رعمسیس دوئم تھا۔ بروسخ صاحب تحریر کرتے ہیں کہ یہ نیا فرعون جو یوسف کو نہیں جانتا تھا۔ اور جس نے شہر رعمسیس کو معبدوں سے آراستہ کیا رعمسو دوئم کے سوا اور کوئی نہ تھا۔ جس کی عمارتوں پر جو اُس نے ضمن میں تعمیر کروائیں یادگاری کے ستون اور پے پیرس کے ورق بالاتفاق گواہی دیتے ہیں۔ رعمسو ہی اسرائیلیوں کے ستانے والا فرعون۔ اور اُس گمنام شہزادی کا باپ تھا۔ جس نے دریا کے کنارے جھاڑیوں

کے درمیان موسٰے کو پایا تھا۔ البتہ ان ستونوں سے ابھی اُن واقعات کی نسبت جو خروج سے علاقہ رکھتے ہیں کوئی خاص قسم کی خبر نہیں ملی۔ گو بروسنخ صاحب کے قول کے موافق ابھی یہ اُمید بالکل منقطع نہیں ہوئی کہ اب بھی کوئی نہ کوئی چھپا ہُوا پے پیرس مل سکتا ہے۔ جو ہم کو اس معاملہ پر روشنی بخشیگا اور وہ روشنی جس طرح یک بیک طلوع ہو گی اُسی طرح بڑے شوق سے قبول کی جائیگی ٭

بنی اسرائیل کا ستایا جانا۔ اظہر ہے کہ بادشاہ نے اِس خوف سے کہ مبادا یہ عبرانی کسی مشرقی حملہ آور لشکر کے ساتھ ملکر سلطنت کو نقصان پہنچائیں۔ یہ ارادہ ٹھانا کہ اُن کے کندھوں پر سخت محنت اور ناقابل برداشت مشقت کا جوا رکھے اور یوں اُن کو چکنا چور کر ڈالے۔ پس اُس کی تخت نشینی کے وقت سے ایذا رسانی کا ایک تاریک زمانہ شروع ہُوا جو قریباً ایک صدی تک جاری رہا۔ اینٹیں بنانے اور مکانات تعمیر کرنے کا کام جو ظلم پیشہ محافظوں کی زیر نگرانی انجام پاتا تھا۔ اُن کے سپرد ہُوا ستونوں پر جو تصویریں کھینچی ہوئی ہیں اُن سے بخوبی معلوم ہوتا ہے کہ مغلوب قوموں کے ساتھ اس قسم کا سلوک کرنا مصریوں میں عام تھا۔ گو اب تک ان ماخذوں سے کوئی ایسی بات معلوم نہیں ہوئی جس سے ظاہر ہو۔ کہ اینٹ بنانے والے لوگ عبرانی ہی تھے تاہم اس محنت اور مشقت کے بارے میں جو کچھ معلوم ہُوا ہے اس سے بائبل کے کلمات کی جو اس کام کی سختی کی نسبت تحریر ہوئے ہیں تصدیق ہوتی ہے۔ مصر کی اکثر عمارتیں ایسی اینٹوں کی بنی ہوئی ہیں جو دھوپ میں سکھائی گئی تھیں۔ اور ان اینٹوں میں اکثر بھوسے کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے ملے ہوئے پائے جاتے ہیں۔ یہ بھی عموماً گمان کیا جاتا ہے کہ مصر کے مشہور منار بھی انہی لوگوں نے بنائے تھے۔ لیکن اس کی نسبت یہ کہا جا سکتا ہے۔ کہ ان مناروں کی جائے وقوع سے تو البتہ یہ ظاہر ہوتا ہے کہ یہ جشن کی زمین سے بہت دور نہ تھے۔ لیکن ان کی تعمیر کا وقت اس خیال کی تائید نہیں کرتا۔ کیونکہ یہ بڑے بڑے منار۔ مثلاً چیاپس کے منار جو چوتھے خاندان سے علاقہ رکھتا تھا۔ یعقوب سے پہلے۔ بلکہ ابراہیم کے بھی مصر میں آنے سے پہلے تعمیر ہو چکے تھے۔ جب بادشاہ نے دیکھا کہ اس قوم کے لوگ دن بدن بڑھتے ہی جاتے ہیں تو اُس نے پہلے خفیہ طور پر اور پھر برملا اُن کے بیٹوں کو مارنے کا انتظام کیا۔ چنانچہ اُس نے یہ حکم جاری کیا کہ وہ دریا سے نیل

میں بہائے جائیں یہ حکم عبرانیوں کے لئے بڑے بھاری صدمہ کا باعث تھا۔ کیونکہ اُن کی وہ آرزو جو وہ اولاد اور بیٹوں کے لئے رکھتے تھے ضرب المثل تھی۔ لیکن معلوم ہوتا ہے کہ یہ حکم بہت مدت تک جاری نہیں رہا اور جتنے دن تک جاری رہا اتنے عرصہ میں بھی اُس کی پوری پوری تعمیل نہیں کی گئی تھی۔ کیونکہ جس قدر لوگ ستائے جاتے تھے اُسی قدر تعداد میں بڑھتے جاتے تھے ؛

تیسری فصل

موسے کی اوائل عمری

اُس کی پیدائش۔ جوانی اور تربیت۔ اس کا انجام۔ اُس کا خدا پر بھروسہ رکھنا۔ اُس کا آزمایا جانا۔ اُس کا بھاگنا۔ سینا۔ اُس کی قدرتی اور طبعی حالت۔ جلتی ہوئی جھاڑی۔ اور اُس کا مصر کی طرف مراجعت کرنا

اُس کی پیدائش ۔ اسی عرصہ میں جبکہ عبرانیوں کے فرزندوں کے قتل کرنے کا بازار گرم تھا۔ ایک شخص پیدا ہؤا۔ جو نہ صرف فرعون کو نیچا دکھانے اور بنی اسرائیل کو خلاصی دینے کے لئے مقرر کیا گیا تھا۔ بلکہ اس لئے بھی برپا کیا گیا تھا کہ مذہبی طریقوں اور دستوروں کا ایک نیا سلسلہ جاری کرے اور خدا کی بادشاہت کی تاریخ میں ایک نیا دم پھونکے۔ یوکبد کے بطن سے جو کہ عمرام کی بیوی اور لاوی کے خاندان سے تھی اور خدا پر کامل بھروسہ رکھتی تھی ایک فرزند نرینہ پیدا ہوتا ہے۔ جو حُسن و جمال میں بے مثال ہے لیکن اب کیا کیا جائے ! کیا وہ اپنے کلیجہ کے ٹکڑے کو چھپائے اور یوں اپنے خاندان کی جانوں کو معرض خطر میں ڈالے یا اُسے دریائے نیل کی لہروں کے حوالے کرکے بالکل بھول جائے۔ لیکن نہ تو اُس کا ایمان اور نہ ماں کی مامتا ایک لمحہ کی اجازت دیتی ہے کہ وہ اِس پچھلی تجویز کو قبول کرے۔ پس جہاں تک اُس سے ہو سکتا ہے وہ اپنے بچے کو چھپائے رکھتی ہے۔ لیکن تین ماہ کے بعد وہ دیکھتی ہے کہ آئندہ اس لعل درخشاں کو دُرج آغوش میں چھپانا محال ہے پس بہت سی دعا

مناجات کے ساتھ وہ اپنے بچہ کو جھاؤ کے ایک ٹوکرے میں رکھ کر دریا کے کنارے کے پاس لے جاتی اور پانی کے سپرد کر دیتی ہے۔ اور اُس لڑکے کی بہن مریم کو وہاں کھڑا کر دیتی ہے تا دیکھے کہ پردۂ غیب سے مَنصّۂ شہود پر کیا نظارہ جلوہ گر ہوتا ہے اور خود گھر کو واپس چلی جاتی ہے۔ شاید اسلئے کہ کُنجِ تنہائی میں خدا کی اُس محبت اور رحمت پر غور کرے جس نے اسمٰعیل کو موت کے چنگل سے چھڑا کر ہاجرہ کے اور اضحاق کو ابراہیم کے اور یوسف کو یعقوب کے سپرد کیا تھا۔ تھوڑے عرصے کے بعد فرعون کی بیٹی دریا پر نہانے کے لئے آتی ہے اور اس بچّہ کو دیکھتی ہے۔ مریم عین وقت پر آگے بڑھتی اور فرعون کی لڑکی سے اجازت پاتی ہے کہ کسی عبرانی عورت کو دودھ پلانے کے لئے لائے۔ اور وہ عورت جو لائی گئی اُسی بچہ کی ماں تھی۔ ہم کہہ سکتے ہیں کہ شاید کبھی کوئی چھوٹی لڑکی ایسی بشاشت اور خوشدلی کے ساتھ گھر کی طرف نہیں لوٹی ہوگی اور نہ ایسے دل پسند کام کو انجام دینے کے لئے گھر کی جانب دوڑی گئی ہوگی۔ جس طرح یہ چھوٹی لڑکی دوڑی گئی۔ اور آپ خیال کر سکتے ہیں کہ اُس دن عمران کے گھرانے سے بڑھ کر اور کسی گھرانے میں زیادہ خوشی اور شادمانی نہیں پائی جاتی ہوگی۔ اور نہ کسی نے اُس سے بڑھ کر شکر گذاری اور دعا کی سچّی اور حقیقی قربانیاں اُس دن گذرانی ہونگی +

جوانی اور تربیت۔ موسٰے اپنی زندگی کے اُس ابتدائی حصّہ کا حال جو اُس نے فرعون کے دربار میں کاٹا کچھ تحریر نہیں کرتا۔ جو کتابیں اُس نے الہام سے تصنیف کیں اور جو اُس کے نام سے منسوب کی جاتی ہیں اُن کی یہ غرض نہ تھی کہ وہ اپنی سوانح عمری تحریر کر کے دنیا کے حوالہ کرے۔ بلکہ اُن کتابوں کی تحریر سے اُس کا یہ مقصد تھا کہ خدا کی بادشاہت کی ترقی کی کیفیت بیان کرے۔ استیفان کی تقریر (اعمال ۷: ۲۲) سے معلوم ہوتا ہے کہ "وہ مصریوں کے تمام علوم کی تعلیم پاکر کلام اور کام میں قوت والا بن گیا تھا"۔ اُن کاغذات سے جو محافظان برٹش میوزیم نے ۱۸۴۴ء کو شائع کرائے۔ اور جو معلوم ہوتا ہے کہ رعمسیس دوئم کے عہد سلطنت سے علاقہ رکھتے ہیں اُس تعلیم اور تربیت کا حال کھلتا ہے جو شاہی خاندان کے اُن ہونہار لڑکوں کو دی جاتی تھی جو وسطی سلطنت کے دور یعنی منتھیو کے تیس شاہی خاندانوں کے زمانۂ وسط میں جنگی یا مالی خدمات کے لئے تیار کئے جاتے تھے۔ معلوم ہوتا ہے کہ ان دو نو صیغوں میں سے ہر صیغے

کی چھوٹی سے چھوٹی نوکری کے لئے بھی علمی لیاقت کا ہونا ضروری امر تھا۔ پس جوں ہی بچہ عالم رضاعت سے گذرتا تھا۔ وہیں سکول کو بھیجا جاتا تھا۔ اس کی ماہر روز اُس کا کھانا وہاں لے جاتی تھی۔ پہلے چند سال تک تو پڑھنے اور ہجا کرنے اور قواعد زبان کی تعلیم دی جاتی تھی۔ پھر اُس کے بعد انشا پردازی اور نثر اور نظم کے قواعد سکھائے جاتے تھے۔ نثر کی عبارت سادہ اور سلیس ہوتی تھی۔ لیکن نظم میں تشبیہ اور مقابلہ کی صنعتیں پائی جاتی تھیں۔ اس قسم کی صنعتیں عبرانی نظم میں بھی بکثرت مستعمل ہیں۔ لیکن عبرانی نظم کی نسبت مصری نظم میں دیکھا جاتا ہے کہ یہ صنعتیں زیادہ صیقل کی ہوئی ہیں۔ لکھنے کا فن بہت مشکل تھا۔ کیونکہ مصریوں کی تحریر کے متبرک طریقہ یعنی تصویری حروف کی اُلجھنوں کو سمجھنا آسان کام نہ تھا۔ علم حساب۔ اقلیدس اور بک کیپنگ (حساب کتاب رکھنے کے فن) کے سیکھنے میں بڑی عرق ریزی کی جاتی تھی۔ اور معلوم ہوتا ہے کہ اہل مصر کی متبرک کتابیں اُن کاغذوں کی نسبت جن کی اشاعت کا ذکر اوپر کیا گیا۔ کہیں پہلے تصنیف ہو چکی تھیں۔ بلکہ اتنی پرانی ہوگئی تھیں کہ تشریح اور تفسیر کی محتاج تھیں۔ جیسا اُس کتاب سے روشن ہے جو کہ "تکفین و تدفین یا مُردوں کی کتاب" کہلاتی ہے۔ جس کا ترجمہ برچ صاحب نے کیا ہے +

اس کا اصل کام اور انجام۔ جب فرعون اور اُس کے اُمرا اس عبرانی لڑکے کے خوبصورت چہرے کو دیکھتے تھے۔ اور اُسے مصری علوم میں ترقی کرتے ہوئے مشاہدہ کرتے تھے تو اُنہیں کیا معلوم تھا۔ کہ ایک دن تمام مصر کو اس کے سامنے جھکنا اور پست ہونا پڑیگا۔ اور نہ کاہنوں کے خواب و خیال میں یہ بات اُس وقت گذری ہوگی۔ جبکہ وہ تحصیل علم میں اُس کی ذہانت کو دیکھتے اور اُس کی جودت طبع کو معائنہ کرتے تھے جس سے وہ اُن کی متبرک کتابوں کے خزانوں کو اپنے دل میں جمع کر رہا تھا کہ ایک دن اسی لڑکے کی انگلیاں ملکی حکومت کے لئے وہ مجموعہ قوانین تحریر کرینگی۔ جو ان کی کتابوں کے برباد ہونے کے ہزارہا برس بعد حیرت کی آنکھ اور عزت کی نظر سے دیکھا جائیگا۔ جب وہ لوگ اُن عجیب حروف کا پڑھنا جو مزاروں اور مندروں اور لاٹوں پر اسلئے کندہ تھے کہ مصر کے عجیب کارناموں کو ہمیشہ زندہ رکھیں اُسے سکھاتے تھے اُن کو یہ معلوم نہ تھا کہ جب مصر کے وہ کارنامے بالکل نسیاً منسیاً ہو جائینگے تو اُس کے بعد اس عبری لڑکے کا کام اور کلام ہزاروں برس تک مہذب دنیا کی تمام قوموں

کی آنکھوں کے سامنے ایسا صاف اور تازہ ہوگا کہ گویا ابھی کل واقع ہُوا ہے +

خدا پر اس کا بھروسہ۔ اگر اُس کام کے لئے جس کی انجام دہی کے لئے موسیٰ برپا کیا گیا تھا۔ کسی بھاری اخلاقی صفت کی ضرورت تھی تو وہ بھروسہ تھا۔ یہی وہ صفت تھی جس کے سبب سے وہ قدیم بزرگ مشہور تھے۔ جن کے نام کی عزت اور توقیر کرنا موسیٰ کو سکھنا تھا۔ یہی صفت اُس کی ماں کی خاص صفت تھی۔ اور وہ بھی بالطبع اعتبار کرنے اور بھروسہ رکھنے والا آدمی تھا۔ اور جب خدا نے اِس صفت کو حُسن تقدس سے آراستہ کر کے اپنی طرف راجع کیا تو یہ وصف اُس کی زندگی کا اعلےٰ اصول بن گیا۔ جو کچھ خداوند فرمائے اُسے بجالانا۔ جس مہم پر وہ بھیجے اُس پر جانے کی جرأت کرنا۔ جس طرح کی خود انکاری کے لئے وہ حکم صادر کرے اُس کے لئے تیار ہو جانا۔ اور پھر اس کامل اعتقاد کے ساتھ کہ سب باتوں کا انجام بخیر ہوگا۔ کہ نقصان کی نسبت نفع ہزاروں درجہ بڑھ کر ہوگا اُس کی زندگی کا ایک پاک اور غالب قانون تھا۔ وہ اپنے زمانہ کے اس رُوحانی سبق میں خوب مشاق تھا۔ یعنی بڑے بھروسہ کے ساتھ خدا کے وعدوں کے پُورا ہونے کی راہ تاکتا تھا۔ اور ایک آنے والے زمانہ کا منتظر تھا جس میں وہ بڑی برکت لوگوں پر نازل ہونے والی تھی جس کا وعدہ ابراہیم کی نسل سے کیا گیا تھا +

اُس کی آزمایش۔ بہت مدت نہ گذرنے پائی تھی کہ اس کا ایمان ایک بے نظیر آزمایش کے معیار کے وسیلے پرکھا گیا۔ کسی نہ کسی صورت سے جس کا حال ہم کو معلوم نہیں۔ خدا نے یہ بات اُس کے دل پر نقش کر دی۔ کہ یہ اُس کا فرض ہے کہ وہ اپنے ہموطنوں کے رنج و راحت میں شریک ہو اور انہیں اسیری سے رہا کرنے کا بیڑا اٹھائے وہ طرح طرح کے خیالات جو اُس کے دل میں پیدا ہوئے ہونگے عام قسم کے نہ ہونگے۔ اپنے دنیاوی فوائد کو ترک کرنا۔ اور فرعون کے دربار شاہی کو چھوڑ کر ایک معمولی سے درجہ کا عبرانی بن جانا بڑے ایمان اور فرمانبرداری کا کام تھا۔ آخر کار وہ وقت آگیا جب اُسے اس معاملہ میں قطعی فیصلہ کرنا پڑا۔ پس جو اُسے کرنا تھا اُس کا ارادہ اُسنے ٹھان لیا۔ یعنی دنیا اور دنیا کی دلکش اشیاء کو ہمیشہ کے لئے ترک کر دیا اور آئندہ کے لئے یہ قصد کیا کہ اپنے ہموطنوں کو چھڑائے اور اپنے خدا کی خدمت بجالائے +

اُس کا بھاگ جانا۔ لیکن اس وقت ایک اور نئی آزمائش اس کے سامنے

موجود تھی۔ یعنی جب وہ اپنے ہم قوم لوگوں کے پاس آیا تو اُسے معلوم ہُوا کہ وہ اُسے اپنی رہائی کے لئے خدا کا فرستادہ سمجھ کر قبول کرنے کو بالکل خوش نہیں ایک مرتبہ جوش میں آکر اور شاید اُن عادتوں کے سبب سے جو فرعون کے دربار میں سیکھی تھیں۔ اُس نے ایک مصری کو جو ایک عبرانی سے بدسلوکی کر رہا تھا جان سے مار ڈالا۔ اور اس سبب سے اُسے اپنی جان بچانے کے لئے بھاگنا اور دشت نوردی کرنا پڑا معلوم ہوتا ہے کہ وہ بہت برسوں تک اس بات کو سوچ سوچ کر اپنے دل میں تکلیف پاتا رہا۔ کہ میں نے اپنا تمام رُعب داب کھو دیا ہے اور اس بات کو ثابت کر دیا ہے کہ میں اپنے ہموطنوں کو چھڑانے کے لائق نہیں +

سینا۔ اور جس ملک کی طرف وہ بھاگ نکلا وہ جزیرہ نما سینا تھا۔ جو ایک عجیب قسم کا ویران اور سنسان خطہ تھا۔ وہ ایسے پہاڑوں سے بھرا ہوا تھا جن پر سبزے اور درختوں کا نام ونشان نہ تھا۔ اور اُن دو خلیجوں کے درمیان واقع تھا جن میں بحیرہ قلزم اپنے شمالی سرے کی طرف منقسم ہو جاتا ہے۔ یہ وہی سرزمین تھی جہاں بعد میں اُسنے چالیس سال بنی اسرائیل کا شارع اور رہنما بن کر کاٹے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اپنے سفر میں اس جزیرہ نما سے بھی گذر گیا اور خلیج اکابہ کے پرلے کنارے تک جا پہنچا جہاں وہ مدیانوں کے ایک گلہ بان فرقے سے دوچار ہُوا اور جہاں اُس نے جتھرو کے ماتحت گلہ بانی کے ادنٰے سے کام کو اختیار کیا۔ جتھرو اُس فرقہ کا کاہن اور سردار تھا۔ کچھ عرصہ بعد موسےٰ نے اُس کی بیٹی سے شادی کی۔ اس میں شک نہیں کہ اس جگہ ایسے سوچنے والے دماغ کے لئے جیسا کہ موسےٰ کا تھا۔ چالیس برس تک مصروف رہنے کے لئے کافی سرمایہ موجود تھا۔ اور ممکن ہے کہ وہ اپنے وقت کا کچھ حصّہ عبادت اور بندگی کے خیالات میں صرف کرتا ہوگا۔ یعنی خدا کے گیان دھیان میں لگا رہتا ہوگا جس کی صنعت کے عجیب کاموں کو وہ اس وقت ملاحظہ کرتا تھا۔ اور کچھ عرصہ تک مصر کی تعلیم اور علم کے ضبط کرنے میں لگا رہتا ہوگا جو اُس نے وہاں تحصیل کیا تھا۔ اور نیز اس بات کی فکر میں لگا رہتا ہوگا کہ کس طرح اُس علم کو کام میں لائے پس اس طرح وہ ایک نامعلوم طور پر اپنے لوگوں کی عدل اور حکومت کے عظیم کام کے لئے تیار ہو رہا تھا۔ جو اُس وقت کرنا پڑا جبکہ وہ اُن کے پاس واپس گیا اور اُنہیں مصر سے نکال

لایا *

قدرتی حالت - جزیرہ نمائے سنیا جس کو موسٰے عبور کر گیا تھا - عرض میں زیادہ سے زیادہ ایک سو پچاس اور طول میں دو سو میل ہے - اُس کے شمالی حصہ میں بڑے بڑے پہاڑوں کی جگہ چھوٹی چھوٹی پہاڑیاں پائی جاتی ہیں - لیکن جنوب کی جانب ایک دوسرے سے ملے ہوئے پہاڑ بکثرت دکھائی دیتے ہیں - اور بعض بعض ان میں سے قریباً نو نو ہزار فٹ اُونچے ہیں - اس سرزمین کی دو بڑی خصوصیتیں ہیں یعنی اُس کی عظمت اور اُس کی ویرانگی - زمانہ حال کا ایک سیاح اُس کی صورت کو رال اور گندھک کے سمندر سے تشبیہ دیتا ہے یعنی کہتا ہے کہ اُسے دیکھ کر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا وہ رال اور گندھک کا سمندر تھا جو عین اُس وقت جبکہ اُس کی موجیں پہاڑوں کی مانند اونچی اُٹھ رہی تھیں - یکبارگی خاموش اور ساکن ہو گیا - ایک اور شخص اُس کے پہاڑوں کو عرب کے ایلپس کہتا ہے - لیکن وہ ایسے ایلپس ہیں جو سبزی سے خالی ہیں - ایسے ایلپس ہیں جو ایک سنسان صحرا میں واقع ہیں - لہذا اُس تمام لباس سے عریاں ہیں جس کے سبب سے سُیس اور انگریزی پہاڑوں کا نقشہ ہمارے دلوں میں جما ہوا ہے - یعنی بلوط اور برچ - اور صنوبر اور فر اور گھاس اور کائی کے بوقلموں لباس سے محروم ہیں - بلکہ برعکس اس کے جنگلی اور عریاں اور سخت اور سنسان سے معلوم ہوتے ہیں واقعی وہ ایک ہیبت ناک بیابان ہے - اس پہاڑی بیابان میں جا بجا وادیاں پائی جاتی ہیں جو سمندر کی طرف چلی جاتی ہیں اور اُن میں سے ہر ایک ایام سرما میں ندی نالوں کی مانند ہوتی ہے - مگر سال کے باقی ماندہ حصہ میں ایسی خشک ہو جاتی ہے جیسے سڑک کی خاک - اِس خطہ کی یہ سنسان اور برہنہ سی حالت پانی کی قلت کے سبب سے ہو رہی ہے - تاہم بہت سی وادیوں میں کچھ کچھ روئیدگی بھی پائی جاتی ہے جو زیادہ تر خوشبودار اور دیگر اقسام کے پودوں سے مشتمل ہے جنہیں صحرا کے خوشبودار مصالحوں کا ذخیرہ کہنا چاہئے - دیگر بعض بعض جگہ جہاں دائمی چشمہ موجود ہیں - وہاں گھاس وغیرہ زیادہ عمدہ اور کثرت کے ساتھ پیدا ہوتی ہے - اور کہیں کہیں بڑی خوبصورتی کے ساتھ لہلہاتی ہے - گلہ بانوں کا یہ کام ہے کہ ایسی ایسی جگہوں کو ڈھونڈیں اور اپنے گلوں کو تازگی اور چارہ کے لیئے وہاں لے جائیں - آجکل اس جزیرے کی آبادی چھ ہزار سے زیادہ

نہیں۔ لیکن کئی وجوہات کی بنا پر ہم یہ تسلیم کر سکتے ہیں کہ اگلے زمانہ میں آبادی کا شمار زیادہ تھا اور اس بات کی گواہی بھی موجود ہے کہ مصر کے تیسرے شاہی خاندان کے دور میں بادشاہ سنافِرو کی طرف سے اس جزیرہ نما کی وادیئے مغارہ میں تانبے اور ٹرکوائز کی کانوں میں کام کیا جاتا تھا جو بارھویں خاندان تک جاری رہا اور پھر سرابت الخادم کے ہاتھ میں آیا اور بیسویں خاندان تک یا یوں کہیں کہ خروج کے بعد تک جاری رہا۔ علاوہ ان کے اور گواہیاں بھی موجود ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ اس زمانہ کی نسبت ان دنوں میں یہ جزیرہ نما زیادہ رونق پر تھا اور اُس کی زیادہ قدر کی جاتی تھی ✦

چالیس برس تک موسےٰ کو اس صحرا میں بادیہ پیمائی کرنی پڑی۔ ایک وادی سے دوسری وادی تک اُسے اپنے گلہ کے چارہ کی تلاش میں گھومنا پڑا۔ وہ ایک بڑی بے آرام زندگی بسر کرتا تھا۔ کبھی جھونپڑیوں میں اور کبھی چھپروں میں رہتا تھا۔ رات کو سردی اور دن کو گرمی سہتا تھا۔ اور ہر وقت اسی خطر میں رہتا تھا کہ کہیں مخالف فرقے حملہ آور ہو کر تمام مال نہ لوٹ لیں۔ پس جس طریق سے وہ زندگی بسر کرتا تھا اُس کے لئے برداشت کی ضرورت تھی اور چونکہ وہ اپنی اس حالت پر قانع تھا۔ لہٰذا اس بات میں قاصر نہ نکلا کہ صبر اور خاموشی کے ساتھ الٰہی وقت کا منتظر رہے ✦

جلتی ہوئی جھاڑی اور مصر کو لوٹنا۔ اس چالیس سال کے عرصہ میں اُس کے ہم قوم لوگوں کی حالت میں بظاہر کوئی ترقی کی صورت نظر نہیں آئی۔ بلکہ نیا بادشاہ تخت نشین ہُوا جس نے پہلے بادشاہ کی نسبت اُن سے اور بھی بُرا سلوک کیا۔ یہاں تک کہ انسان کی وساطت سے خلاصی پانے کی تمام اُمیدیں منقطع ہو گئیں۔ گمان کیا جاتا ہے کہ یہ نیا بادشاہ منیپٹو ودئم تھا جو کہ اُنیسویں خاندان سے علاقہ رکھتا تھا پس بنی اسرائیل اپنی مصیبت کے عالم میں بڑی سرگرمی کے ساتھ خداوند کے حضور چلانے لگے۔ اور اُن کی رہائی کا وقت بھی نزدیک آپہنچا تھا۔ پس ایک جھاڑی میں سے جو جلتی ہوئی معلوم ہوتی تھی۔ مگر جل کر خاکستر نہیں ہوتی تھی خداوند موسےٰ پر ظاہر ہُوا اور اُسے یہ حکم دیا کہ فرعون کے پاس جا اور اپنے لوگوں کو اُس کے ہاتھ سے رہائی دے۔ موسےٰ اس عہدے کے اختیار کرنے میں بہت پس و پیش کرنے لگا۔ کیونکہ بڑے بڑے کاموں کو انجام دینے کا حوصلہ اس وقت اُس میں کسی قدر پست ہو گیا تھا۔ اور اُس کی زندگی کا بڑا اصول یعنی خدا پر بھروسہ کرنے کا وصف بھی مشق کی کمی کے سبب سے کسی قدر کمزور ہو گیا تھا۔ لیکن خداوند کے وعدوں سے مسلح

ہوکر۔ اور اپنے بھائی کی مدد کا وعدہ پاکر۔ اُس نے آخرکار اس خدمت کو قبول کیا۔ اور اپنے لوگوں کو چھڑانے کے لئے مصر کو عود کیا +

چوتھی فصل

اسیری سے رہائی

موسےٰ کا مصر کو جانا۔ فرعون سے مقابلہ۔ دس آفتیں۔ اُن کا روحانی مطلب فرعون کا غرور۔ عید فسح کا تقرر۔ اور بحیرہ قلزم سے عبور کرنا +

موسےٰ کا مصر کو جانا۔ فرعون سے مقابلہ۔ جب موسےٰ مصر میں پہنچا تو اُس نے اپنے لوگوں کو عجیب حالت میں پایا۔ کبھی کبھی تو وہ اس کی بات کا یقین کرتے اور اُس پر بھروسہ رکھتے تھے۔ لیکن جب کبھی کوئی بات اُن کے مزاج کے برخلاف واقع ہوتی تو فوراً مایوس ہوجاتے۔ اور موسےٰ کو دشمن اور دغاباز سمجھنے لگ جاتے تھے۔ پر اُس کا مقابلہ جو فرعون کے ساتھ ہُوا عجیب قسم کی مشکلات سے وابستہ تھا۔ اُس کی جڑ میں یہ بات تھی کہ موسےٰ نے اُس سے یہ درخواست کی تھی کہ میری قوم کو اجازت دیجئے کہ تین دن کی راہ بیابان میں جاکر اپنے خدا کے حضور قربانی گذرانیں اور یہ درخواست اس صورت میں اسلئے پیش کی گئی کہ وہ مقابلہ جو آئندہ وقوع میں آنے والا تھا مذہبی مقابلہ معلوم ہو تاکہ ظاہر ہو کہ لڑائی صرف فرعون اور موسےٰ ہی کے درمیان نہیں۔ بلکہ اسرائیل کے خدا اور مصر کے دیوتاؤں کے درمیان تھی جن کا گماشتہ فرعون تھا۔ فرعون اور موسےٰ دونو اس بات کو خوب سمجھتے تھے کہ اگر ایک دفعہ یہ درخواست منظور کی گئی تو فرعون کا اختیار ان لوگوں پر مطلق نہ رہیگا۔ معلوم ہوتا ہے اس مقابلہ کے ایام میں فرعون ضُغن شہر میں رہتا تھا۔ جو کہ جشن کی سرزمین کے نزدیک واقع تھا۔ جیسا ہم اوپر بتا چکے ہیں۔ پہلے فوق العادت اظہارات تو بے ثمر نکلے۔ کیونکہ مصری جادوگروں نے بھی ویسے اچنبھے کر دکھائے +

دس آفتیں اور اُن کا روحانی مطلب - فرعون کی سرکشی اور سختی اس درجے تک پہنچی ہوئی تھی کہ اُس کے مغلوب کرنے کے لئے دس آفتوں کو نازل کرنا پڑا۔ وہ آفتیں یہ ہیں۔ (۱) دریائے نیل کے پانی کا خون بن جانا۔ (۲) مینڈک (۳) جوئیں یا مچھر۔ (۴) مکھیاں (۵) مویشیوں کی مری۔ (۶) پھوڑے (۷) اولے (۸) ٹڈیاں (۹) اندھیرا (۱۰) پلوٹھوں کا مارا جانا۔ ان آفتوں میں بہت سی ایسی تھیں جن سے اہل مصر کی بت پرستی اور زود اعتقادی کی قلعی کھل گئی۔ اور یہ بات بخوبی ظاہر ہو گئی کہ ان دیوتاؤں پر بھروسہ رکھنا سراسر باطل ہے۔ ہم بتا چکے ہیں کہ دریائے نیل ایک متبرک دریا سمجھا جاتا تھا۔ ایسا متبرک کہ ایک قدیم مصنف کی رائے میں وہ آسمان کا بھی ہمسر تھا۔ کیونکہ اُس کے زعم میں وہ بغیر بادلوں اور بارش کے زمین کو سیراب کرتا تھا سو پہلی آفت ایک قاطع دلیل کی طرح اس بطالت کی تردید کے لئے نازل کی گئی۔ اور باقی باطل اعتقادات کے رد کرنے کے لئے دوسری آفتیں بھیجی گئیں۔ اہل مصر کے مذہب کی سب سے بڑی خصوصیت شاید یہ تھی کہ وہ حیوانات کو بھی بتوں کی مانند پوجتے تھے۔ جن حیوانات کو وہ متبرک سمجھتے تھے اُن کی تعداد کی کثرت آدمی کو حیرت کا پتلا بنا دیتی ہے مینڈک اور گبریلا (مکھیوں کی بجائے گبریلا زیادہ درست ترجمہ ہے) وغیرہ جانور اس موقعہ پر اُن کے لئے سخت دکھ اور مصیبت کا باعث ٹھہرے۔ باقی حیوانات پر مری اور پھوڑوں کی آفت شدت کے ساتھ نازل ہوئی۔ ممکن ہے کہ ایپس یعنی میفس کے متبرک سانڈ پر بھی اس آفت نے اُس عظیم الشان مندر میں جہاں اُسے رکھا کرتے تھے حملہ کیا ہو۔ اور لوگ اس کی سڑی ہوئی لاش کو جس نے مصالح اور خوشبویات لگانے والوں کے فن کو بالکل ناقص اور بیکار کر دیا ہو گا۔ الٰہی عزت اور تکریم کے ساتھ اُس مقبرہ کی طرف لے گئے ہوں۔ جہاں اُسے ہمیشہ مدفون رہنا تھا۔ جب کہ مصریوں کے مویشیوں میں جو کہ مصر کے دیوتاؤں کے زیر حفاظت سمجھے جاتے تھے یہ عالمگیر مری پڑ رہی تھی اُس وقت بنی اسرائیل کے مویشی کا محفوظ رہنا بڑے تعجب اور حیرت کا باعث ہو گا۔ لیکن مصر کے بادشاہ کی سرکشی بہت ہی حیرت افزا تھی۔ پہلی نو آفتوں کے وقت اُس نے تھوڑی تھوڑی سی دیر کے لئے اپنی بغاوت سے منہ موڑا اور بنی اسرائیل کو اجازت دینے کا وعدہ کیا۔ لیکن اس وقت تک

کہ تمام پلوٹھے کیا انسان کے اور کیا حیوان کے خود اُس کے اور ہر ایک مصری کے گھر میں نہ مرے تب تک اُس نے موسےٰ کی درخواست کو منظور نہ کیا۔ اب یہ خبر پہلے ہی سے دیگئی تھی کہ یہ بلا مصر کے تمام دیوتاؤں کے لئے سزا کے طور پر ہوگی۔ ایک ایسا زمانہ تھا کہ اس بات کا مطلب ایسا مشکل معلوم ہوتا تھا کہ اس کے متعلق یہودی ربیوں کے درمیان یہ روایت پیدا ہوگئی تھی کہ اُس رات مصر کے تمام مندروں کو بجلی نے تباہ کر دیا تھا۔ لیکن ہم لوگ اب جانتے ہیں کہ اس کا کیا مطلب تھا۔ چونکہ سانڈ اور بکری اور مینڈھا اور بلی۔ بلکہ مینڈک اور گبریلا تک خدا کے اظہار اور اہل مصر کے نزدیک پوجا کے لائق سمجھے جاتے تھے۔ پس حیوانوں کے پلوٹھوں کا مارا جانا اور کوئی مطلب نہیں رکھتا تھا سوائے اس کے کہ یہ وبا اُن کے دیوتاؤں پر سزا کے طور پر نازل ہوئی +

فرعون کا غرور و تکبر۔ فرعون کی عجیب سرکشی اور سخت دلی کس طرح حل ہوسکتی ہے؟ ہمیں اس بات کو کبھی نظر انداز نہیں کرنا چاہئے کہ مصر کے بادشاہ نہایت مغرور ہوا کرتے تھے۔ چنانچہ یہ بات کہ مصر کے بڑے بڑے مناران بادشاہوں نے اپنے مقبروں کے لئے تعمیر کروائے اس بات کو صاف ظاہر کرتی ہے کہ وہ اپنے تئیں بہت ہی بزرگ سمجھتے تھے۔ ایک اور بات جس سے اُن کا غرور ظاہر ہوتا تھا یہ تھی کہ وہ خود اپنے بڑے بڑے بُت بنوایا کرتے تھے اور اُنہیں عموماً کسی عالیشان مندر کے نزدیک نصب کروا دیا کرتے تھے۔ اور پھر ایک ہی بت پر اکتفا نہیں کرتے تھے بلکہ کئی کئی بت بنوایا کرتے تھے۔ چنانچہ اب تک ایسے ایسے کئی بُت قطار در قطار ملتے ہیں جو ایک ہی بادشاہ کے بُت ہیں۔ ان بڑے بڑے بتوں میں سے ایک بت کی نسبت جو کہ تھیبز کے کھنڈرات میں پایا جاتا ہے۔ اور جسے بعض لوگ اُس فرعون کا بت خیال کرتے ہیں جس کے عہد سلطنت میں موسےٰ پیدا ہُوا تھا۔ زمانہ حال کا ایک سیاح یہ کہتا ہے کہ "شاید کسی عجیب حادثہ نے اس بُت کو گرا دیا ہے۔ لیکن اب بھی اسے دیکھ کر ہم یہ اندازہ کرسکتے ہیں کہ وہ کیا تھا۔ وہ تمام دنیا کے بتوں سے بڑا بُت تھا۔ جب وہ سیدھا کھڑا ہوگا تو بہت دور دور تک دکھائی دیتا ہوگا اُس کی آنکھیں اور منہ اور کان بڑے فاصلے سے نظر آتے ہونگے۔ دُور سے اُس کے بڑے بڑے ہاتھ اُس کے موٹے موٹے گھٹنوں پر رکھے ہوئے دکھائی دیتے ہونگے۔ آج کل کوئی ایسی چیز دنیا میں

نظر نہیں آتی جس سے اُس حالت کا ٹھیک ٹھیک موازنہ ہو سکے جو دیکھنے والے پر اُس وقت طاری ہوتی ہوگی۔ جب کہ وہ اپنے زمانہ کی دنیا کو فتح کرنے کے بعد شاہانہ رعب و داب کے ساتھ خاموش اور سیدھا کھڑا ہوگا۔ تصویروں میں ہر جگہ یہ نظر آتا ہے کہ کہیں بادشاہ اپنی تلوار آبدار سے اپنے دشمنوں کو نیچا دکھا رہا ہے۔ کہیں سریر جہانبانی پر متمکن ہو کر فرمانروائی کر رہا ہے۔ کہیں عابد ہے اور کہیں معبود بن رہا ہے۔ اُس کا محل اُس کی ہیکل ہے اور اپنی ہیکل کا وہ آپ کاہن ہے۔ وہ اور اُس کے صبا رفتار گھوڑے باقی سپاہ کی نسبت قد میں دس دس گُنا بڑے ہیں۔ کیا لڑائی کے وقت اور کیا عبادت کے وقت ہر دو حالت میں اُس کا قد و قامت دیوتاؤں کی مانند ہے"۔ پس اس مغرور قوم کے جھوٹے دعاوی کو جو آسمان تک پہنچتے تھے۔ پست کرنے کے لئے اور اُن کی بے بضاعتی کے مقابلہ میں اپنی الٰہی عظمت کو ظاہر کرنے کے لئے جس کے سایہ تک قدم تعقل نہیں پہنچتا۔ خدا نے مصر پر دس آفتیں نازل کیں۔ اب اگر مصر کے قدیم شاہی خاندان نے دو صدیوں کی جلاوطنی اور ذلّت کے بعد تخت و تاج کو پھر حاصل کیا تھا۔ تو ہم بآسانی خیال کر سکتے ہیں کہ وہ ہرگز کوئی ایسا کام نہیں کرنا چاہتے تھے جو اُن کی خفت اور سُبکی کا باعث ہو۔ اور پھر جب یہ خفت ایسے لوگوں کی طرف سے آتی دکھائی دیتی ہوگی۔ جیسے بنی اسرائیل تھے جو کہ ہکساس کی مانند گلہ بان تھے۔ تو اُنہوں نے آخر تک اُن کا مقابلہ کرنے کے لئے مصمم ارادہ ٹھانا ہوگا ٭

عید فسح کا تقرر۔ مصریوں کے پلوٹھوں کے قتل سے تھوڑی دیر پہلے بنی اسرائیل نے پہلی مرتبہ عید فسح کو مانا۔ ہر خاندان پیچھے ایک برہ ذبح کیا گیا۔ اور ہر خاندان کے تمام شرکاء نے اُسے مسافروں کا لباس پہنکر کھایا۔ اور اُس کا خون اپنے مکانوں کی چوکھٹوں اور بازوؤں وغیرہ پر چھڑکا۔ یہ ایک نشان تھا جس سے خداوند کے فرشتے پر ظاہر ہؤا کہ جن گھروں پر وہ لگا ہؤا ہے وہ گھر بنی اسرائیل کے ہیں۔ یعنی وہ اس بات کا ایما تھا کہ وہ اُن گھروں سے جن پر خون لگا ہؤا دیکھے اُس وقت درگذر کرے جس وقت مصریوں کے پلوٹھوں کو قتل کرنے کو نکلے۔ اور یہی وجہ تسمیہ اس عید کی ہے جو اس وقت سے یہودیوں کے درمیان ایک مذہبی سالانہ عید مقرر ہوئی۔ رات کے وقت ایک نہایت ہیبت ناک حادثہ مصریوں پر نازل ہؤا۔ یعنی ہر ایک گھر میں سب سے بڑا لڑکا مرا ہؤا پایا گیا۔ اس افراتفری

کے وقت بنی اسرائیل بڑے جواہرات اور بیش بہا چیزوں کے ساتھ جو اُنہوں نے عاریتاً لیں یا یوں کہیں کہ مصریوں سے مانگیں۔ اور جو اُن کے ستانے والوں نے اُن کو خوشی سے دیدیں۔ اسیری کی سرزمین سے نکلے۔ ظاہر ہے کہ اِس وقت مصریوں نے جان لیا کہ ہم نے بنی اسرائیل کے ساتھ بڑا ظلم کیا ہے۔ اور اب خدا اپنا غضب ہم پر انڈیل رہا ہے۔ پس جس قدر جلد جلد اُن سے ہو سکا اُنہوں نے بہت سامال اور خزانہ اُن کے پاس جمع کر دیا بدیں امید کہ شاید اس سے خداوند کا غصہ فرو ہو جائے اور وہ مصر پر پھر کوئی بلا نازل نہ کرے۔

بحیرۂ قلزم سے عبور کرنا۔ خداوند نے بادل اور آگ کے ایک معجزانہ ستون کے وسیلے اُن کی رہنمائی کی اور اُنہیں رعمسیس سے سکات اور سکات سے ایتام تک جو بیابان کے کنارے پر واقع تھا اور پھر وہاں سے دریائے قلزم کے قریب فی الحیرات تک پہنچایا۔ لیکن جب اُنہوں نے تیسرے دن فرعون کی فوج کو اپنے پیچھے آتے دیکھا تو وہ بہت ڈر گئے۔ اس فوج میں رتھیں اور رتھوں پر لڑنے والے جنگی سپاہی موجود تھے یہ مصریوں کے خاص اسلاح سمجھے جاتے تھے۔ گو یہ بات اب ٹھیک ٹھیک تحقیق نہیں ہو سکتی کہ وہ کونسی جگہ تھی جہاں وہ مقیم ہوئے۔ تاہم اغلب ہے کہ سویز سے چند میل جنوب کی طرف کسی جگہ ٹھیرے ہونگے۔ جہاں ان کے یمین و یسار پر پہاڑوں کے سلسلے کھڑے تھے اُن کے سامنے کوئی چھ یا آٹھ میل کے فاصلے پر خلیج سویز واقع تھی۔ اور اُن کے پیچھے فرعون کا لشکر خیمہ زن تھا۔ اس وقت بنی اسرائیل غایت درجہ تک خائف اور پریشان خاطر ہو رہے تھے لیکن بادل اور آگ کا ستون جو پہلے اُن کے آگے آگے چلتا تھا۔ اب بڑی آہستگی اور تحمل کے ساتھ اُن کے پیچھے چلا گیا۔ اور ایک پردہ کی طرح اُن کے اور اُن کے تعاقب کرنے والوں کے درمیان حائل ہو گیا۔ شب کو ایک معجزانہ طاقت نے مشرقی ہوا کے وسیلے اس خلیج میں اتنا وسیع راستہ کھول دیا کہ تمام گروہ کے عبور کرنے کے لئے کافی تھا۔ اور آگ کے ستون نے اپنی روشنی اُن کے آگے پھینک کر اُن کو دوسرے کنارے تک سلامت پہنچا دیا۔ رات کی تاریکی میں فرعون اور اُس کے لشکر نے اُن کا تعاقب کر نیکی دھن میں اُن کا پیچھا کیا۔ لیکن پانی کی لوٹتی ہوئی لہروں کی اُلجھنوں میں گرفتار ہو کر سب کے سب آغوش اجل میں جا سوئے اور اُس مغرور بادشاہ کی لاش جس کے لئے ضرور کوئی رفیع الشان

مینار تیار کیا گیا ہوگا یا تو لہروں کے وسیلے کنارے پر پھینکی گئی ہوگی یا قعر دریا سے جا لپٹی ہوگی خدا کے لوگوں نے اُس امن اور سلامتی سے جس کا بیان کرنا طاقت قلم سے باہر ہے بہرہ ور ہو کر اور سینا کے ساحل پر محفوظ پہنچکر اپنے دلی خیالات کو فتح کا گیت گا کر ظاہر کیا۔ اور اُس جلیل نجات کو جو اُن کے اندازہ اُمید سے بڑھ کر جلالی تھی اپنے باپ دادوں کے خدا کے قادر بازو سے منسوب کیا ⁜

پانچویں فصل

بنی اسرائیل پر مصر کا اثر

بزرگوں کا مذہب۔ اُس کا مصر کے لوث سے داغدار ہونا۔ پُرانی عبادت کا تازہ ہونا۔ سلامتی کے فنون کو سیکھنا دنیا کے دیگر حصّوں کی تاریکی ⁜

اس طرح پورے دو سو برس کی رہائش کے بعد آخر کار بنی اسرائیل ملک مصر سے روانہ ہوئے۔ اس عرصہ میں اُن کی تعداد نے حیرت انگیز ترقی کی۔ جب وہ ملک مصر میں پہلے پہل داخل ہوئے اُس وقت اُن کے مردوں کا شمار قریب ستّر کے تھا۔ لیکن اس وقت چھ لاکھ آدمی اسلاح جنگ کو پہننے والے تیار تھے۔

بزرگوں کا مذہب۔ لیکن سوال برپا ہوتا ہے کہ مصر کی قیام ورزی نے اُن کی مذہبی عبادت اور چال چلن پر کیسا اثر ڈالا؟ جب وہ پہلے پہل مصر میں آئے اور غالباً کچھ عرصہ بعد تک بھی ان کی عبادت کا ڈھنگ بالکل سادا اور بے عیب تھا۔ ہر فرقہ کے سردار کے گھر میں بلکہ ہر ایک بزرگ ریا یوں کہیں کہ ہر چند گھرانوں کے محافظ) کے گھر میں متبرک صحن سے گھرا ہوا اور خداوند کے نام پر مخصوص کیا ہوا ایک مذبحہ ہوتا تھا۔ ہر ساتویں روز سب گھرانے اپنے اپنے مذبحہ کے اردگرد جمع ہوتے ہونگے۔ اور اپنی سوختنی قربانی کو لاتے ہونگے۔ اور اُن کے بزرگ اُسے ذبح کر کے اُس کا خون خداوند کے حضور چھڑکتے ہونگے۔ اور پھر اُس کے جلانے والے حصّوں کو مذبح پر دھر دیتے ہونگے۔

اور جماعت کے جوان اور بڈھے بڑی تعظیم کے ساتھ اُس کی طرف دیکھتے رہتے ہونگے۔ جب تک کہ دھوئیں کا آخری حصہ آسمان پر نہیں چڑھ جاتا ہوگا۔ دیندار ماباپ بڑی جانفشانی سے اپنے بچوں کو تعلیم دیتے ہونگے۔ اور گذشتہ زمانہ کے بڑے واقعات کو مثلاً آدم کے گرنے۔ طوفان کے آنے اور بابل کے برج کے بنانے کو خوب یاد کراتے ہونگے۔ اور خدا کے عجائب کاموں کا جو اُس نے اس قوم کے متعلق ابراہیم اضحاق اور یعقوب کے متعلق ظاہر فرمائے اکثر ذکر کیا کرتے ہونگے۔ اور اُس الٰہی امداد کو جو اُس نے یوسف کو عطا فرمائی بار بار یاد کرتے ہونگے۔ اور خدا کا وعدہ جو اُس نے ابراہیم کے ساتھ کیا تھا اُن کے لوحۂ دل پر نقش کالحجر ہوگا۔ اور اُن کی آنکھوں کے سامنے صبح کے ستارے کی روشنی کی مانند چمکتا رہتا ہوگا" میں تیرا اور تیرے بعد تیری نسل کا خدا ہونگا" اور "زمین کے تمام گھرانے تجھ سے اور تیری نسل سے برکت پائینگے" غرضیکہ اُن کی شکر گذاری کو حرکت میں لانے کے لئے بہت سے واقعات زمانہ ماضی سے وابستہ اُن کے سامنے موجود تھے اور اُن واقعات سے بھی زیادہ وجوہات آنیوالے زمانہ کے متعلق اُن کی امیدوں کو بڑھانے کے لئے اُن کے پاس موجود تھیں +

اس کا مصر کے لوث سے داغدار ہونا۔ یہ سب رسوم حد درجہ کی سادہ اور ہر قسم کے لوث سے بری تھیں۔ گھرانوں کے سرپرستوں یا بزرگوں کے سوا اور کوئی کاہن اُن کے درمیان نہ تھا۔ وہ بڑے بڑے مندر نہیں رکھتے تھے۔ اُن کے یہاں سیدھے سادے مذبح ہوتے تھے۔ اور وہ عبادت کے وقت عجیب طرح کے بڑے بڑے کپڑے نہیں پہنا کرتے تھے۔ نہ کوئی مورت رکھتے تھے۔ اور نہ عالیشان پروسیشن اُن کے درمیان نکلا کرتے تھے۔ لیکن مصر کی مذہبی عبادت کا رنگ ڈھنگ اور ہی طرح کا تھا۔ اُن کے مندر نہایت عالیشان۔ اُن کے کاہن عالی خاندان اور عالی دودمان اور اُن کے مذہبی دستورات دلفریب اور دلکش ہوتے تھے لہٰذا بنی اسرائیل اُن سے جلد متاثر ہوکر بگڑ گئے۔ معلوم ہوتا ہے کہ پہلے پہل ایسے نوجوان جو سچے دیندار نہ تھے مصر کے مندروں میں صرف اُن کی عبادت کو دیکھنے کے شوق سے جانے لگے ہونگے۔ بعد ازاں اُن کی عبادت کی شان و شوکت کے مقابلہ میں اپنی عبادت کی سادگی سے شرمندہ ہونے لگ گئے ہونگے۔ اور یوں رفتہ رفتہ اس ملک کی باطل پرستی

کے جادو سے بالکل مسخر ہو گئے ہونگے۔ اور جب اُن کی مصیبتیں شروع ہوئیں۔ اس وقت غالباً اُن کو بت کے ماننے کی اجازت نہ تھی۔ پس (با ستثنا معدودے چند کے) ساری قوم روز بروز زیادہ زیادہ ملک کی موجودہ بت پرستی میں ڈوبتی جاتی ہو گی۔ اور یہ دعوے کہ مصریوں کے بت پرست خیالات عبرانیوں کے رگ و ریشہ میں سرایت کر گئے تھے ثبوت کا محتاج نہیں کیونکہ ہم دیکھتے ہیں کہ سنہلے بچھڑے کی پرستش کی تجویز میں وہ سب کے سب عجیب سرعت کے ساتھ متفق ہو گئے ✦

پُرانی عبادت کا تازہ ہونا۔ لیکن معلوم ہوتا ہے کہ مصر کی اسیری کے اختتام میں سچی عبادت کا طریق پھر اُن کے درمیان کچھ عرصہ کے لئے تازہ ہو گیا تھا۔ یعنی اُس وقت جبکہ اُنہوں نے مایوس ہو کر خداوند کے حضور چلانا شروع کیا۔ اور عید فسح کا جو مصر سے نکلنے سے تھوڑی دیر پیشتر مقرر ہوئی تھی ایک بڑا مطلب یہ تھا کہ اس کے وسیلے سے وہ اپنے باپ دادوں کی سیدھی سادی عبادت کو پھر اختیار کریں۔ اور کہ اُس کے وسیلے سے پھر وہ خاموش اور خانگی خاصیت عبادت کی ظاہر ہو جو اہل مصر کی عالیشان مندر پوجا سے زمین و آسمان کا فرق رکھتی تھی۔ مگر عید فسح کی اصل غرض یہ تھی کہ اُس کے وسیلے سے وہ اُس مخلصی کو یاد کیا کریں جو اُن کو مصر کی اسیری سے نصیب ہوئی تھی اور جو اُس بڑی مخلصی کی ایک مؤثر علامت تھی جو آنے والے زمانہ میں گناہ کی قید سے بوسیلے اُس کے خون کے عطا ہونے والی تھی جس کا نشان وہ فسح کا برہ تھا۔ پس وہی عید جو ایک قسم کی مخلصی کو لوٹ لوٹ کر دیکھا کرتی تھی۔ وہی ایمانداروں کو یہ ہمت بھی دلاتی تھی کہ وہ دوسری مخلصی کی ایمان سے راہ دیکھیں ✦

علوم و فنون کا سیکھنا۔ لیکن بنی اسرائیل نے اہل مصر سے کئی مفید باتیں بھی سیکھ لی ہونگی۔ مثلاً بہت سے کار آمد فنون جن میں حکمرانی کا فن کاشتکاری اور باغبانی کا کام۔ اور زیور بنانے کا ہنر شامل تھے۔ اور دیگر طرح طرح کے علوم بھی بڑی کامیابی کے ساتھ تحصیل کر لئے تھے۔ موسےٰ کے کئی قانون اُن قواعد پر مبنی ہیں جن سے بنی اسرائیل ملک مصر میں واقف ہو گئے تھے اگر یہ لوگ بے ایمانی میں گرفتار نہ ہوتے جس کے سبب سے اُن پر یہ فتوے لگایا گیا کہ جب تک وہ پشت جو مصر سے آئی تھی ختم نہ ہو وہ بیابان میں آوارہ پھریں تو وہ عبادت کے اُس پاک طریق کے ساتھ جو خدا نے اُن کو دینا پر عطا فرمایا مصر

کی تہذیب کی وہ تمام باتیں جو عمدہ تھیں اپنے ساتھ ملک فلسطین میں لاتے ٭

دنیا کے دیگر حصّوں میں تاریکی۔ لیکن دنیا کے دیگر حصّوں میں مذہب کی حالت

اور بھی تاریک ہوتی جاتی تھی ہم نے اسی باب میں مصر کے مذہب کی کیفیت بیان کردی ہے اور اسوری کتبوں سے معلوم ہوتا ہے کہ اسور اور کسدیہ میں بھی بت پرستی ایک افسوسناک حد تک پہنچ گئی تھی۔ سب سے بڑا اسوری دیوتا اسور تھا۔ غالباً یہ وہ بزرگ ہے جس کا ذکر پیدائش ۱۰-۱۱ میں آتا ہے اُنہوں نے اسی کو دیوتا مان لیا تھا۔ علاوہ اس کے اُن کے یہاں ۱۳ بڑے بڑے اور کئی چھوٹے چھوٹے دیوتا تھے۔ اہل بابل کا سب سے بڑا دیوتا آتی یا آآ (یا اکثر بیل) کہلاتا تھا۔ علاوہ اس بڑے دیوتا کے دس دیوتا تھے جن کی پوجا عمدہ عمدہ مندروں میں کی جاتی تھی۔ چھوٹے چھوٹے دیوی دیوتا کی تعداد بے شمار تھی۔ ببلونیا اور اسوریہ کے کئی شہروں اور گاؤں کی نسبت معلوم ہوتا ہے کہ وہ اپنے خاص دیوی دیوتا رکھتے تھے۔ شاہ سرونا پلس کے عہد سلطنت کے ایک کتبہ میں چار ہزار دیوتاؤں کا ذکر پایا جاتا ہے۔ اہل فنیکی جو اس وقت تجارت اور تہذیب میں ترقی کر رہے تھے۔ خاص کر بت پرستی کے چنگل میں گرفتار تھے۔ اُن کے ہاں بعل اور عستارات کی پوجا بڑی تعظیم و تکریم کے ساتھ ہوتی تھی۔ اور جہاں جہاں اُنہوں نے اپنی بستیاں قائم کیں۔ وہاں ان کی بت پرستی بھی پھیل گئی۔ جب ہم اس بات پر غور کرتے ہیں کہ بت پرستی کا ہیبت ناک طوفان بڑی شدت کے ساتھ اس وقت دنیا میں پھیلتا جاتا تھا تو ہم اس بات کو محسوس کرتے ہیں کہ خدا نے پہلے ابراہیم کو بلا کر اور پھر موسٰے کے وسیلے مذہبی رسوم عطا فرما کر کیسی بڑی برکت اس دنیا پر نازل کی۔ اور نیز ہم کو یہ معلوم ہو جاتا ہے کہ وہ کام جو ابراہیم اور اُس کی نسل کے سپرد ہوُا کہ بت پرستوں کی طرح بڑی بڑی قوموں کے مقابلہ میں ایک سچّے خدا پر گواہی دیں کیسا مشکل لیکن کیسا شریف کام تھا ٭

چھٹا باب

سینا کا بیابان اور یردن کا مشرق

مصر سے نکلنے سے موسیٰ کی موت تک

خروج ۱۵- استثنا ۳۴

پہلی فصل

سینا تک سفر

بحیرہ قلزم پر کا نظارہ۔ سینا کے بیابان کا خاکہ۔ سین کا بیابان۔ افادیم۔ یترو سے ملاقات۔ کوہ سینا۔ شریعت دینے کے وقت کا نظارہ +

بحیرۂ قلزم پر کا نظارہ۔ سمندر سے معجزانہ طور پر عبور کرنے کے بعد یعنی صبح کے وقت بنی اسرائیل کی جو کیفیت تھی اُس کی تصویر کھینچنا بہت مشکل کام نہیں۔ چنانچہ چشم قیاس کو معلوم ہوتا ہے کہ پانی کے کنارے جابجا مردوں اور عورتوں کے غول جمع ہیں۔ اور اُن لہراتی ہوئی موجوں کو دیکھ رہے ہیں جو مصر کے جنگی سپاہیوں کی زرد زرد لاشوں کو کنارے پر پھینک رہی ہیں۔ ذرا اور آگے نگاہ اٹھا کر دیکھیں تو اُس جگہ جہاں پہاڑ کے نوکیلے کنارے سمندر میں گھسے جاتے ہیں ایسے بچوں کے ہجوم دکھائی دینگے جنہوں نے آگے کبھی سمندر نہیں دیکھا۔ وہ لال لال کلکلیں اور چمکتے ہوئے مچھلی کے چھلکے اور مونگے جمع کر رہے ہیں۔ یا اُن عجیب بحری جانوروں کو کلول کرتے دیکھ رہے جو چشموں میں اِدھر اُدھر حرکت کرتے پھرتے ہیں۔ اور پرلی طرف پہاڑوں کی چوٹیوں پر یا دراروں میں اونٹ اور بیل اور بکریوں اور بھیڑوں کے ریوڑ اس بیابان کی چھوٹی چھوٹی گھاس چگ رہے ہیں یا پانی کی تلاش میں اِدھر اُدھر بھاگتے پھرتے ہیں۔ خیمہ گاہ کے اوپر

ایک عجیب ستون نظر آتا ہے۔ جو دن کو بادل اور رات کو آگ کا ستون بن جاتا ہے اور وہ اب سے بیکر ہمیشہ اس بیابان میں ساری گروہ کے لئے خداداد بدرقہ کا کام دیگا۔ ہر شخص کے چہرے پر ایک عجیب قسم کی حیرت چھائی ہوئی ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ شاید ابھی ابھی کوئی عجیب واقعہ سرزد ہوا ہے۔ رات کے عجیب حادثہ کی نسبت ہر جگہ بات چیت ہو رہی ہے۔ جا بجا ہم نوالہ اور ہم پیالہ دوست آپس میں بتا رہے ہیں کہ اُنہوں نے کیا کیا دیکھا اور اُس کا کیا کیا اثر اُن پر ہُوا۔ چنانچہ وہ اپنے خیال کی بلند پروازی سے امواج بحر کی زریں جھلک کے نظارہ کی فوٹو نگہائے الفاظ سے کھینچ رہے ہیں اور بتا رہے ہیں کہ وہ ایسی تھیں" جیسے آگ سے ملا ہُوا آئینہ کا سمندر"۔ یا پانی کی بلور نما دیواروں کے شور و غل کا خاکہ کھینچ رہے ہیں جو اُس وقت پیدا ہُوا۔ جب اُن دیواروں نے مصریوں کو بیرحمی سے اس طرح آدبایا جس طرح شیر ببر غرا کر اپنے شکار کو آدباتا ہے۔ بشرے سے آزادی کے آثار نمایاں ہیں۔ لیکن اُن کے درمیان ایک اور شخص ہے جس کے چہرے سے شاید دو قسم کے خیالات کا رنگ ٹپکتا ہے۔ یعنی کبھی تو سکون اور سلامتی کے آثار اُس پر ہویدا ہوتے ہیں اور کبھی اضطراب اور بیقراری کے سبب سے ہوائیاں اُڑنے لگ جاتی ہیں اور لوگ تو شاید یہ خیال کرتے ہیں کہ اب ہماری مصیبتیں جاتی رہیں۔ لیکن وہ نکتہ سنج۔ شاہانہ صورت آدمی جس کی آنکھیں عقاب کی آنکھ کی مانند ہیں جس کے چہرہ پر ملائمت کا غازہ پھرا ہُوا ہے۔ جس کی ابروان خمدار گھنی گھنی سی دکھائی دیتی ہیں جانتا ہے کہ تکلیفوں کا سلسلہ ابھی شروع ہُوا ہے۔ وہ اس صحرا سے بخوبی واقف ہے اور جانتا ہے کہ اُس تمام صحرا میں اتنی بیشمار جانوں کے لئے کافی خوراک اور چارہ نہیں ہے۔ پس بار بار یہ خیال اُس کے دل میں آتا ہے کہ یہ لوگ کس طرح آسودہ اور سیر کئے جائینگے۔ اور جب مجھ سے پانی مانگینگے تو میں ان کو کیا جواب دونگا۔ لیکن وہ اس سوال کے جواب میں کچھ نہیں کہہ سکتا۔ فقط اتنا جانتا ہے کہ خدا ان لوگوں کو یہاں لایا ہے اور اگر وہ ان کو اس صحرا کے عین بیچوں بیچ لے جائے۔ تو بھی اور کوئی طریقہ اختیار کرنیکے لائق نہیں سوائے اس کے کہ اُس کے حکم کی تعمیل کی جائے اور اُس پر پورا پورا بھروسہ رکھا جائے۔

معلوم ہوتا ہے جس جگہ بنی اسرائیل دریائے قلزم کو عبور کرنے کے بعد مقیم ہوئے۔ اُس کے

نزدیک ہی موسٰے کے چشمے واقع ہیں۔ یہ چشمے گنتی میں سات ہیں۔ اس جگہ ابتک کھجور اور سدابہار کے درخت اور تمرہندی کی بیلیں سیاحوں اور مسافروں کو ملتی ہیں۔ مقام مارہ (یعنی کڑوا) کی نسبت جہاں بنی اسرائیل کو کڑوا پانی ملا تھا۔ (خروج ۱۵: ۲۳) یہ خیال کیا جاتا ہے کہ یہ وہی جگہ ہے جو اب حوارا کہلاتی ہے۔ اور قریباً بیس پانتیس میل آگے بڑھکر واقع ہے۔ اس جگہ اب تک ایک چھوٹی سی دھارا موجود ہے۔ جو چوڑائی میں قریب ۵ فیٹ اور گہرائی میں ۱۸-۱۰ انچ ہے۔ اسمیں اب تک کڑوا پانی بہتا ہے۔ ایلیم (خروج ۱۵: ۲۷) جہاں اُن کو ۱۲ چشمے اور ستر درخت کھجور کے ملے۔ غالباً وہی جگہ ہے۔ جسے اب وادی غرندل کہتے ہیں۔ اور جو حوارا سے قریباً ۵ میل کے فاصلے پر ہے۔ "ایک ریگستانی خطہ ہے۔ جسے پانی کے سیلاب بڑی خوبصورتی سے سیراب کرتے ہیں۔ اور جابجا اس کی سطح پر تمیرسک اور چھوٹے چھوٹے کھجوروں کے درخت بکھرے ہوئے پڑے ہیں۔ جن کے قرب وجوار میں کئی چشمے بہتے ہیں ✣

سیناکے بیابان کا بیان۔ واضح ہو کہ جس بیابان کے صحرائی سفر کو بنی اسرائیل نے اُس وقت اختیار کیا تھا۔ وہ ریگستانی زمین کا ایسا چوڑا چپٹا ٹکڑا نہیں۔ جیسا کہ لوگ اکثر خیال کیا کرتے ہیں۔ بلکہ یہ زمین ایسے چٹانوں اور ٹیلوں سے پُر ہے جو اکثر سبزے سے خالی مگر دیکھنے میں عالیشان دکھائی دیتے ہیں اور کہیں کہیں سایہ دار کناروں اور دروں کے آس پاس نہایت خوشنما معلوم ہوتے ہیں۔ ایک لیڈی جس نے اس مُلک کا سفر کیا تھا۔ اپنے سفر کی کیفیت اس طرح بیان کرتی ہے۔ "میں چلتے چلتے کئی میل آگے بڑھ گئی اور ایک کالے چٹان کے پاس سے گذری۔ جو خاکی رنگ کے پہاڑوں اور اُس نیلگوں سمندر کے مقابلہ میں عجب کیفیت دکھا رہا تھا۔ جو کہ اُن کے نزدیک پھیلا ہُوا تھا۔ اور جس کے ساحل پر دور دور تک مصری پہاڑیاں آسمانی رنگوں سے ملبّس کھڑی تھیں۔ پھر ہم سمندر پر آ گئے اور وہاں اُس سے اور پہاڑوں کے درمیان اِدھر اُدھر پھرتے رہے۔ چٹان ایسے بوقلموں رنگ کے تھے کہ ویسے میں نے آگے کبھی نہیں دیکھے تھے۔ اُن میں سے بعض کالے اور بعض سبز اور بعض ارغوانی اور بعض عنابی اور زرد اور سنہلے اور سفید رنگ کے تھے۔ اور دیکھنے میں سب کے سب گڈمڈ سے معلوم ہوتے ہیں۔" لیکن بنی اسرائیل کی دشتی صعوبتیں بھی جلد نمودار ہوئیں پیادہ پا ایک

بڑی لمبی اور اونچی اور نہایت تنگ اور چٹانی چڑھائی کو طے کرنا جو ایک لمبی سیڑھی کی طرح بل کھائے پڑی تھی۔ اور اس قدر تنگ تھی کہ ایک باربردار اونٹ بھی بمشکل تمام اس میں سے گذر سکتا تھا۔ آسان کام نہ تھا۔ اور اس حالت کو دیکھ کر ایک سیاح اپنے اس حیرت انگیز خیال کو جو ذیل کے الفاظ سے مترشح ہے۔ روک نہ سکا۔ "یہ دشوار گذار جگہ عبرانی ماؤں کے لئے جن کی گود سے دودھ پیتے بچے لپٹے ہوئے ہونگے کیسی عجیب جگہ تھی۔ بیشک وہ لوگ جو دریائے نیل کے ساحل پر رہا کرتے تھے جس کا پانی کبھی نہیں سوکھتا۔ اور جس کے میٹھے پانی سے وہ اپنی پیاس بجھایا کرتے تھے۔ اس جگہ کو دیکھکر جس میں آنکھ کو جہانتک وہ کام کر سکتی تھی۔ سوائے چمکتے ہوئے اور خاموش چٹانوں کے یا بادلوں سے خالی آسمان کے اور کچھ نظر نہیں آتا۔ تھا۔ ضرور حیران و پریشان ہوئے ہونگے۔ ایک ایک قدم پر ہماری آنکھوں کے سامنے بائبل کے بیان کی تصویر آتی جاتی تھی یعنی اونچے اونچے چٹانوں اور بازوں کی مانند پھیلے ہوئے پہاڑوں اور ندیوں۔ اور بارش کے پانی سے بھرے ہوئے چشموں کی تصویر آنکھوں کے سامنے پھر رہی تھی۔ ہم لوگ جن کے پاس آرام کے سب سامان مہیا تھے۔ جن کے پاس پانی سے بھری ہوئی مشکیں موجود تھیں۔ ہم پر بھی ایسی اُداسی طاری ہو رہی تھی۔ اور دماغ ایسا ماندہ ہو رہا تھا۔ کہ اُس کدورت کے بوجھ کو مذکورہ بالا نظارہ کے سوا اور کوئی چیز ہلکا کرنیوالی نہ تھی۔ بیشک موسےٰ کا ایمان بہت ہی مضبوط ہو گا۔ جس کے سبب سے وہ اس دشوار گذار راستے میں ثابت قدم رہا۔ مگر اُس کی گروہ کے شور و غل اور نا اُمیدی کی تو کچھ انتہا نہ ہو گی۔ کیونکہ اُن کی اُمید اور دلاوری کو اُن کی اسیری نے تباہ کر دیا تھا۔ گو اُن کی خانگی اُلفت کے رشتہ کو اُس نے اُس کے اصلی زور و طاقت میں چھوڑا تھا"۔

سین کا بیابان۔ رفیدیم۔ ایلیم کو چھوڑ کر بنی اسرائیل سین کے بیابان کی طرف جو ایک بڑا وسیع ریگستانی قطعہ ہے۔ اور بحیرہ قلزم کے ساحل کے اُس پاس واقع ہے۔ روانہ ہوئے۔ وہاں لوگوں نے کھانے کے لئے بڑی بے اعتقادی کے ساتھ کڑکڑانا شروع کیا۔ اور بُری طبیعت ظاہر کی۔ اُن کی کُڑکُڑاہٹ کے سبب سے اُن کو تنبیہ کی گئی۔ لیکن اُن کی بھوک کو دور کرنے کے لئے روزمرہ خوراک کے واسطے آسمانی من بخشا گیا گمان ہے کہ یہاں سے روانہ ہو کر اور وادیٔ فاران میں سے گذر کر یہ لوگ اس جزیرے کے اندرونی اور زیادہ پہاڑی حصہ میں داخل ہوئے۔ وادیٔ فاران کا وہ حصہ جو پہلے آتا

ہے۔اب تک سبزے اور گیاہ سے ایسا ملبس ہے کہ اُسے اس صحرا کا عدن کہتے ہیں معلوم ہوتا ہے۔کہ کسی وقت یہ جگہ خوب آباد ہوگی اس کے بعد اُنہوں نے رفیدیم پر پڑاؤ کیا (خروج ۱:۱۷) جہاں موسٰے خدا کے حکم کے مطابق بزرگوں کو ساتھ لے کر حورب کے ایک چٹان پر گیا۔تاکہ وہاں عصا سے پانی کا چشمہ جاری کرے۔اب تک اس جگہ ایک چٹان گرانٹ پتھر کا موجود ہے۔جس میں کئی ہموار سوراخ نلکوں کی مانند پائے جاتے ہیں۔اور دیکھنے میں ایسے معلوم ہوتے ہیں کہ گویا پانی کے بہاؤ سے پیدا ہوئے ہیں۔اس چٹان کی نسبت مروی ہے کہ یہی وہ چٹان ہے جسے موسٰے نے مارا تھا۔لیکن اغلب یہ ہے کہ موسٰے نے کسی ایسے چٹان کو مارا ہوگا۔جو پہاڑ پر کسی اونچی جگہ واقع ہوگا۔اور کہ جب بنی اسرائیل سینا کے بیابان میں تتر بتر پڑے تھے۔اور معجزانہ طور پر پانی کے پیدا ہونے کے محتاج تھے اُس وقت اُس چٹان کا پانی کبھی کسی وادی میں سے بہ نکلا ہوگا۔اور کبھی کسی وادی سے بہ نکلا ہوگا۔اسی جگہ اُن کا مقابلہ عمالیقوں کے ساتھ ہوا۔اور وہ اُن پر غالب آئے عمالیقی ادومیوں کا ایک فرقہ تھا۔اور چونکہ یعقوب کی نسل کو عیساؤ کی اولاد پر ترجیح دی گئی تھی اس لئے اُن کے دلوں میں حسد کی آگ اب تک جل رہی تھی۔پس ان لوگوں نے بنی اسرائیل کے اُس دستہ پر جو پیچھے آ رہا تھا۔حملہ کیا۔اور کمزوروں اور درماندوں کو سخت تکلیف دی۔یہ فرقہ یا تو وادی فاران میں رہتا تھا۔یا کہیں اُس کے قرب وجوار میں سکونت پذیر تھا۔جب تک لڑائی جاری رہی ہارون اور حور موسٰے کے ہاتھوں کو اور موسٰے اپنے عصا کو تھامے رہا یہ فعل خدا کی مدد پر کامل بھروسہ رکھنے کا ایک نشان تھا۔چنانچہ جب تک موسٰے کے ہاتھ پھیلے رہتے تھے۔بنی اسرائیل غالب رہتے تھے۔اور جب وہ گرجاتے تھے عمالیق غلبہ پاتے تھے +

یترو سے ملاقات۔اس جگہ موسٰے کا سسر یترو اُس کے ساتھ ملاقات کرنے کو آیا اور موسٰے کی جورو صفورہ اور اُس کے دونو بیٹوں کو بھی اپنے ساتھ لایا۔یترو نے جب دیکھا کہ موسٰے کام کے نیچے دبا ہوا ہے۔تو اُس نے اُس کو صلاح دی۔کہ تم لوگوں میں سے قاضی مقرر کرو۔تاکہ عام قسم کے مقدموں کا فیصلہ وہ کیا کریں۔اور صرف مشکل مقدمات فیصلے کے لئے تمہارے پاس لائے جایا کریں۔اس صلاح کے موجب لوگوں کا عمدہ انتظام کیا گیا۔اور اُن کے درمیان حاکموں کے مدارج مقرر ہوئے۔یعنی ہزار ہزار اور سو سو اور پچاس پچاس اور دس دس کے حاکم مقرر ہوئے (خروج ۱۸: ۲۵) معلوم ہوتا ہے ۔۔

کہ موسے کی دعوت کے مطابق یترو کے خاندان کے بعض اشخاص نے بنی اسرائیل کے ساتھ جانا منظور کیا۔ اور اُن کے ساتھ بیابان میں کنعان کی طرف روانہ ہوئے (گنتی ۱۰: ۲۹-۳۲) تاریخ میں اُن کو قینی کہا ہے۔ اور کبھی کبھی اُن کا ذکر بھی اُس میں آتا ہے (قاضی ۱: ۱۶ و ۴: ۱۱ و ۱۷) ✣

کوہ سینا۔ اس کے بعد جس جگہ اُنہوں نے اپنا ڈیرہ جمایا۔ وہ جگہ کوہ سینا کے قریب واقع تھی۔ اس جگہ پہاڑ ایسے بھیانک اور بیوقع اور عریان نظر آتے ہیں۔ اور اُن کی اس ہیبت ناک شکل سے وہ عظمت اور پریشانی اور سنسانی ٹپکتی ہے۔ جو اُن کی خاص صفت ہے۔ جن خاص اجزا سے یہ چٹان مشتمل ہیں۔ وہ گرانٹ اور پارفری اور سینڈ سٹون ہیں ان چٹانوں میں سُرخ رنگ کی دھاریاں بکثرت پائی جاتی ہیں۔ اور اس سبب سے تمام خطہ سُرخ رنگ کا دکھائی دیتا ہے۔ لیکن سوال یہ برپا ہوتا ہے کہ اس جزیرے نما کے پہاڑوں میں سے وہ کونسا پہاڑ ہے جسے خاص کوہ سینا کہنا چاہئے۔ جہاں خداوند نے اپنا جلال ظاہر کیا۔ اور اپنی پاک شریعت عطا فرمائی۔ یہ ایک ایسا سوال ہے جس کی نسبت مدت سے اختلاف رائے چلا آیا ہے۔ اس وقت اہل عرب کے درمیان کوئی شخص بھی سینا کے نام سے یا حورب کے نام سے واقف نہیں۔ اس جزیرہ نما کے پہاڑ تین ٹکڑوں میں منقسم ہیں۔ اور اُن میں سے ہر ایک میں ایک ایسی چوٹی پائی جاتی ہے۔ جو قرب وجوار کی دوسری پہاڑیوں سے اونچی ہے۔ مثلاً ایک کا نام کوہ سربل ہے جو کہ وادی فاران کے نزدیک شمال مغربی حصہ میں واقع ہے۔ دوسری اُم شومر کہلاتی ہے۔ جو کہ جنوب مشرقی حصہ میں پائی جاتی ہے۔ اور تمام سلسلہ میں سب چوٹیوں سے اونچی ہے۔ ان میں سے ہر ایک کی نسبت یہ دعوے کیا گیا ہے کہ وہی بائبل کا کوہ سینا ہے۔ لیکن کسی میں بھی وہ شرطیں نہیں پائی جاتی ہیں۔ جو تاریخ سے ظاہر ہوتی ہیں۔ جس پہاڑ کی طرف مدت سے روایت اشارہ کر رہی ہے۔ وہ جبل موسے کا پہاڑ کہلاتا ہے۔ لیکن جبل موسے کوئی علیحدہ پہاڑ نہیں۔ بلکہ ایک لمبے سے ٹیلے کی ایک چوٹی کا نام ہے۔ جسے اب مسیحی سیاح عموماً حورب کے نام سے موسوم کرتے ہیں جبل موسے کے نزدیک شمال کی جانب ایک وسیع میدان واقع ہے۔ جسے وادی الراحا کہتے ہیں۔ یہ میدان ایسا وسیع ہے کہ تمام بنی اسرائیل جو شریعت کے دیئے جانے کے وقت کوہ سینا کے نزدیک ڈیرہ ڈالے

ہوئے تھے۔ اس میں سما سکتے تھے۔ اس پہاڑ کے جنوب کی طرف بھی ایک بڑا میدان واقع ہے۔ جوں جوں ارباب سیر وسیاحت شمال کی طرف بڑھتے جاتے ہیں۔ یہ وادی زیادہ زیادہ کشادہ ہوتی جاتی ہے۔ اور جھاڑیوں اور گھاس کی تہوں سے آراستہ اور ملبس نظر آتی ہے اور اُس کے دونو طرف سیاہ رنگ گرانائٹ کے اونچے اونچے پہاڑ کھڑے ہیں یعنی دہشت انگیز اور برگ و گیاہ سے خالی اور پھٹی ہوئی چوٹیاں اور بے نظیر شوکت کے ٹیلے جن کا بیان نہیں ہو سکتا۔ اس کی دونو طرف پائے جاتے ہیں۔ اس وادی کے آخر میں پہنچکر کوہ حورب کا اُبھرا ہؤا ہیبتناک ماتھا سامنے آتا ہے۔ جو ایک پُر رعب عظمت کے ساتھ ۱۲سو فیٹ سے لیکر ۱۵سو فیٹ تک عمود کی طرح اونچا چلا گیا ہے۔ حورب کے مغرب کی طرف ایک وادی ہیں ایک کنونٹ واقع ہے جسے سینٹ کیتھرین کا کنونٹ کہتے ہیں اس کے میوہ دار درختوں اور اُس کے سر و شمشاد کی گھنی گھنی سبزی سیاحوں کو جوں جوں وہ نزدیک آتے جاتے ہیں۔ ایسی معلوم ہوتی ہے کہ گویا اس ہیبتناک سنسان جگہ کے درمیان ایک خوبصورت نخلستان کا کام کر رہی ہے۔ اس جگہ کو عرب وادی شعیب اور وادی یترو کہتے ہیں اور بتاتے ہیں کہ اسی جگہ یترو موسےٰ کو ملا تھا (خروج ۱۸) حورب کا یہ حصّہ دیوار کی مانند سیدھا کھڑا ہے۔ واقعی یہ ایسا پہاڑ ہے "جسے چھو سکتے تھے" (عبرانی ۱۲: ۱۸)

شریعت دینے کی جگہ۔ اُن پہاڑوں پر جنکو حورب کی مختلف چوٹیاں کہنا چاہئے چڑھنا بڑا مشکل کام ہے۔ اور اس کی وجہ یہ ہے کہ اُن کی سطح بہت سخت ہے۔ ڈاکٹر رابنسن صاحب جبل موسےٰ کی چوٹی پر جانے کے بعد اس بات کے قائل ہو گئے۔ کہ یہ وہ چوٹی نہیں جسپر شریعت دی گئی تھی۔ کیونکہ اس کا کوئی حصہ الراہ کے میدان سے دکھائی نہیں دیتا۔ لیکن حورب کی ایک اور جانب ہے جو اُس میدان کے سامنے واقع ہے۔ اس طرف کی سب سے بلند چوٹی کو راس الصفصافہ کہتے ہیں۔ اور یہ چٹان قریبًا ۱۵سو فیٹ کی اونچائی تک پہنچتا ہے۔ اور گہرے گہرے سوراخ اور مغارے جو موسموں کے انقلاب کے سبب سے گرانائٹ پتھر میں پیدا ہو رہے ہیں۔ عمارتی خوبصورتی اور زیبائش کا کام دے رہے ہیں اس چوٹی سے الراہا کا تمام میدان نظر آتا ہے۔ اور نیز اُس کے قرب و جوار کی وادیاں اور پہاڑ بھی دکھائی دیتے ہیں "یہاں یا اُس کے آس پاس کسی چٹان پر وہ جگہ واقع ہوگی۔ جہاں خدا آگ میں اُترا تھا اور جہاں اُسنے شریعت عطا فرمائی تھی یہیں وہ میدان تھا۔ جہاں تمام بنی اسرائیل کی قوم فراہم ہو سکتی تھی یہیں وہ پہاڑ تھا جس کے پاس

اگر ممانعت نہ ہوتی تو وہ لوگ آسکتے تھے اور اُسے چھو سکتے تھے۔ اور اسی جگہ پہاڑ کا وہ رُخ واقع تھا۔ جہاں سے اُس وقت جبکہ خداوند کوہ سینا پر تمام لوگوں کی آنکھوں کے سامنے اُتر آیا۔ بجلی کا چمکنا اور گہرے بادلوں کا ہجوم نظر آسکتا تھا۔ اور رعد کی کڑک اور نرسنگھے کی آواز سنائی دے سکتی تھی +

اس بات کا ذکر کرنا انسب معلوم ہوتا ہے کہ کئی سیاح جن کے درمیان کارل رِٹر صاحب بھی جن کی تحریر بائبل کے جغرافیہ کی نسبت سند سمجھی جاتی ہے۔ شامل ہیں۔ اب تک یہ مانتے ہیں۔ کہ جبل موسےٰ ہی سینا کا پہاڑ ہے۔ اور کہ وہ میدان جو اس چوٹی کے جنوب کی طرف واقع ہے وہی جگہ ہے۔ جہاں بنی اسرائیل نے اپنے خیمہ کھڑے کئے۔ اس میدان سے وہ بآسانی پہاڑ کی چوٹی کو دیکھ سکتے تھے۔ برعکس اس کے کوہ سینا کے آرڈننس سروے کے کارپرداز رابنسن صاحب کی رائے سے اتفاق رکھتے ہیں کپتان ایچ۔ ایس۔ پامر صاحب کی یہ رائے ہے۔ کہ راس الصفصافہ وہ چوٹی ہے جس پر خداوند نازل ہوا تھا۔ اور ممکن ہے کہ جبل موسےٰ پر دیگر واقعات ظہور پذیر ہوئے ہوں۔ جن کے سبب سے اُس کا نام اور وہ روایت جس سے یہ نام پیدا ہوا برپا ہوئے +

ایک مشہور سیاح یعنی ڈاکٹر بیک صاحب اپنی کتاب (Origines Biblicae) میں یہ خیال ظاہر کرتے ہیں کہ سینا اور حورب اس جزیرہ نما میں تھے ہی نہیں۔ بلکہ وہ خلیج اکابہ کے مشرق کی طرف واقع تھے۔ اُن کے خیال میں یہی خلیج وہ سمندر ہے جسے بنی اسرائیل نے عبور کیا تھا۔ لیکن اس خیال کو کسی نے بہت وقعت کے لائق نہیں سمجھا۔ لیکن کپتان پامر صاحب خیال کرتے ہیں کہ ممکن ہے کہ عرب کا صحرائے عظیم جو اکابہ کے مشرق کی طرف واقع ہے۔ وہی جگہ ہو جہاں بنی اسرائیل چالیس برس تک آوارہ گرد رہے +

دوسری فصل

شریعت کا دیا جانا

لوگوں کے ساتھ ہم کلام ہونے کے طریقے۔ اخلاقی شریعت۔ رسمی شریعت۔ قوانین متعلق بعدالت شریعت کی غرض۔ شریعت کا دو چند مطلب۔ سونے کا بچھڑا۔ نداب اور ابیہو۔ خیمہ۔ سینا کی مابعد کی تاریخ ÷

لوگوں کے ساتھ ہم کلام ہونے کے طریقے۔ حورب پر جو مکاشفے خدا کی طرف سے بنی اسرائیل پر ظاہر ہوئے۔ اُن میں سے کچھ تو براہ راست ظاہر ہوئے۔ لیکن زیادہ تر موسٰے کے وسیلے عطا ہوئے۔ تمام قوم نے الہی آواز کو دس احکام کی شریعت بیان کرتے سُنا۔ لیکن وہ دہشت جو اُس سے پیدا ہوئی۔ اس درجہ تک تھی۔ کہ انہوں نے یہ منّت کی یہ آواز پھر کبھی ہمارے سننے میں نہ آئے۔ بہت سی سنجیدہ تیاری کے بعد موسٰے پہاڑ کی چوٹی پر بلایا گیا۔ اور وہاں خدا نے اُس کو شریعت کے متعلق جسے ہم موسٰے کی شریعت کہتے ہیں بہت سی باتیں بتائیں۔ دس احکام کو خدا نے پتھر کی دو تختیوں پر تحریر فرمایا۔ اور یہ دو تختیاں اپنے خادم کے سپرد کیں۔ اس کے ساتھ ہی اُس نے اس کو خیمہ بنانے کا حکم دیا جس کا یہ مقصد تھا۔ کہ خدا کے لئے ایک ظاہری مسکن تیار کیا جائے۔ اور نیز یہ حکم دیا کہ ایک متبرک صندوق بنائے۔ جو اُس خیمہ کے اندر رکھا جائے۔ اور شہادت کا صندوق کہلائے۔ کیونکہ وہ اس غرض سے بنایا گیا تھا۔ کہ اُس میں وہ شریعت رکھی جائے۔ جو خدا نے موسٰے کو عطا فرمائی تھی۔ اور جس کی متابعت کا لوگوں نے عہد کیا تھا۔ پس اُس کے نام سے ظاہر ہوتا تھا۔ کہ اگر وہ لوگ نافرمانی کرینگے تو یہ صندوق اُن کے برخلاف گواہی دیگا۔ اس کے ساتھ ہی خیمہ کے اسباب کی نسبت اور اُس لباس کے بارے میں جسے در بدر کرنا قوم کے مقرری کاہنوں کے لئے ضروری تھا۔ ہدایتیں دی گئیں ÷

اخلاقی شریعت۔ موسٰے کی شریعت کو عموماً تین حصوں میں تقسیم کرتے ہیں۔ (۱) اخلاقی شریعت (۲) رسمی شریعت (۳) قوانین متعلق بعدالت۔ تمام انتظام کے شروع میں بڑی وضاحت اور صراحت کے ساتھ یہ سچائی تحریر کی گئی کہ خدا واحد ہے۔ اور

اس کا کوئی شریک نہیں۔ اور کہ اُس کی عبادت میں کسی چیز کی صورت یا مورت استعمال نہیں کرنی چاہیئے۔ اخلاقی شریعت مختصر طور پر دس احکام کے وسیلے بیان کی گئی۔ اس شریعت کو اُن فرائض کی نسبت جو نیک و بد کے بیچ تبدیل امتیاز سے پیدا ہوتے ہیں۔ خدا کی مرضی کا اظہار سمجھنا چاہیئے۔ پس شروع سے لے کر آخر تک اس اخلاقی شریعت کی نسبت بار بار یہی اشارہ پایا جاتا۔ اور یہ صدا آتی ہے۔ کہ گویا وہ انسانی زندگی کی ہدایت اور اصلاح اور تادیب کا اصل اصول ہے ؎

رسمی شریعت۔ رسمی شریعت اُس حصہ کا نام تھا جس میں اُن علامتوں اور ایماؤں کی ہدایت کی گئی جن کے وسیلے اُس زمانہ میں انجیل کی حقیقتوں پر اشارہ کیا جاتا تھا۔ ان میں سے سب سے بڑی رسم قربانی کی رسم تھی۔ جو قربانیاں پہلے مروج تھیں۔ اُن پر کئی اور ایزادیاں کی گئیں چنانچہ سوختنی قربانی کے علاوہ اس موقعہ پر خطا کی قربانی اور نذر کی قربانی ہدایت کی گئی۔ اسی موقعہ پر کاہنوں کا فرقہ اور اُس فرقہ کی نسبت قوانین مقرر ہوئے۔ پہلے یہ دستور تھا کہ ہر ایک خاندان کا سرپرست کہانت کا کام کیا کرتا تھا۔ لیکن اُس کے عوض میں اس وقت ہارون اور اس کی اولاد کہانت کے فرائض کی انجام دہی کے لئے مخصوص کی گئی۔ اور ان کاہنوں کو ایسا لباس پہننے کا حکم ہوا جس سے اُن کے کام کی خاصیت خود بخود ٹپکتی تھی۔ لاوی کے گھرانے کے شرکا کاہنوں کے مددگار اور معاون مقرر ہوئے اور یہ ترکیب خدا کے حضور جانے کے لئے درمیانی کی ضرورت کو علامت کے طور پر ظاہر کرتی تھی۔ عموماً سب کاہن اور خصوصاً سردار کاہن مسیح کی علامت تھے۔ یعنی اس بات میں کہ فقط اسی کے وسیلے گنہگار انسان خدائے عادل اور قدوس کے حضور آسکتے ہیں (عبرانی ۴:۱۴-۱۶ و ۱۰: ۱۶-۲۳) پھر ہر ایک قربانی کے چڑھانے اور ہر اک مذہبی خدمت ادا کرنے کے متعلق مفصل ہدایتیں کی گئیں۔ اور یہ فرمان خصوصیت کے ساتھ صادر ہوا۔ کہ جب وہ لوگ وعدہ کی سرزمین پر قابض آئیں۔ تو سب ہر سال میں تین مرتبہ قومی عبادت کے مرکز میں فراہم ہوا کریں تاکہ وہاں عید فسح اور عید پنتکوست اور عید خیام مانی جائیں۔ رسمی شریعت کا بڑا خاصہ یہ تھا۔ کہ وہ ظاہری اور دنیوی اشیاء کے علامتی استعمال سے باطنی اور آسمانی حقائق کو ظاہر کرتی تھی۔ مثلاً گنہگاروں کے مغفوجرم کے لئے جو ضرورت کفارہ کی محسوس کی جاتی ہے۔ وہ حیوانوں کے خون بہانے سے روشن کی جاتی تھی۔ اور اسی سنجیدہ

رسم سے یہ بھی مترشح ہوتا تھا کہ گنہگار انسان کی زندگی جو وہ کھو بیٹھا ہے ایک اَور زندگی کے وسیلے جو اُس کے عوض میں دی جائے عطا ہو سکتی ہے۔ باطنی تزکیہ اور تصفیہ کی ضرورت بار بار بدن اور کپڑوں کے دھونے سے علامتاً ظاہر کی جاتی تھی۔ بہشت کی علامت پاکترین جگہ تھی۔ جہاں چمکتی ہوئی روشنی خدا کی حضوری پر دلالت کرتی تھی۔ اور جس کے اندر سردار کاہن قربانی کے خون کے بغیر داخل نہیں ہو سکتا تھا۔ ایک اَور خصوصیت رسمی شریعت کی یہ تھی۔ کہ اس میں مذہبی فرائض کے جزئیات کی بھی ہدایت بڑی تاکید کے ساتھ کی گئی تھی۔ نئے عہدنامہ میں رسمی شریعت کی جگہ اعلےٰ حقیقتوں نے لے لی اور خدا کی عبادت میں ایک قسم کی آزادی نے جس سے یہودی بالکل ناواقف تھے دخل پایا۔ نئے عہدنامہ کے بعض بعض خطوط میں اِس تبدیلی کی نسبت بہت کچھ کہا گیا ہے اور پُرانا عہدنامہ اس سبب سے کہ اُس میں عبادت کے ہر ایک جزو کی نسبت یہ تاکید کی گئی تھی کہ وہ بعینہٖ اس طریق پر ادا کیا جائے جس کی ہدایت کی گئی ہے۔ لہٰذا وہ عہد اسیری کی حالت سے مشابہ تھا۔ اور اُس کے مقابلہ میں انجیل کا عہد جو ایسی زنجیروں سے بری ہے۔ آزادی کا عہد یا طریق کہلاتا ہے۔ ایک اُن میں سے ابراہیم کی لونڈی ہاجرہ کی مانند تھا اور دوسرا سارہ کی مانند تھا جو آزاد تھی۔ (گلاتی ۴: ۲۲) +

قوانین متعلق بعدالت۔ موسوی شریعت کا جو حصّہ عدالت کے ساتھ علاقہ رکھتا تھا۔ اُس کی یہ غرض تھی کہ لوگوں کا عدل و انصاف کیا جائے۔ اُن کے مال و اسباب کے حقوق کی حفاظت ہو۔ مجرموں کی سرزنش غریبوں کی خبرداری۔ نوجوانوں کی تعلیم کی جائے۔ مردم شماری اور اسم نویسی کا کام بہم پہنچایا جائے۔ اور نیز اُن معاملات کا نظم و نسق انجام پائے۔ جن کا انتظام ہمارے ممالک میں بذریعہ مالی قوانین کے ہوتا ہے۔ ملک کنعان کی تقسیم لوگوں کے درمیان ایسے طور پر ہونے والی تھی کہ جس سے ہر ایک متنفس کے پاس اپنا اپنا گھر اور اپنی اپنی جائداد ہو۔ اور اس ترکیب سے صرف ایک فرقہ مستثنےٰ تھا اور وہ لاویوں کا تھا۔ چونکہ وہ خداوند کے لئے مخصوص کیا گیا تھا۔ لہٰذا اُسکی پرورش کے لئے خاص انتظام کیا گیا تھا۔ اُن کے ورثہ میں ملکی میراث تو نہیں آئی تھی۔ مگر چند امصار اُن کی رہائش کے لئے اُن کو عطا کئے گئے تھے۔ اراضی۔ کے عوض اُن کو کل پیداوار کا دسواں حصّہ ملتا تھا۔ چوری کی عام سزا یہ تھی کہ مال مسروقہ کی قیمت سے

چار یا پانچ گنا زیادہ مال واپس کیا جائے۔ جیسا نقصان لوگ اوروں کو پہنچاتے تھے اسی طرح کا بطور سزا اُن کو پہنچایا جاتا تھا۔ خونی لوگ جان سے مارے جاتے تھے۔ غریبوں کے سلوک کے لئے جو قوانین تجویز کئے گئے تھے۔ اُن کی خوبصورتی اور رحم آمیز خوبی کو کوئی چیز نہیں پہنچتی تھی۔ غلامی کی رسم گو منہدم کی گئی تھی۔ تاہم غلاموں کی حفاظت کے لئے بہت سے ایسے قوانین بنائے گئے تھے۔ جو اُن کے لئے مفید تھے۔ قطع نظر دیگر انتظامات کے ایک قانونی انتظام یہ تھا کہ ہر پچاسواں سال یوبال کا سال سمجھا جائے۔ اور یوبال کے سال میں اُن لوگوں کے پُرانے مقبوضات اُن کو واپس دئے جائیں۔ جنہوں نے اُن کو فروخت کر دیا تھا۔ والدین کو سخت تاکید تھی کہ اپنی اولاد کو خدا کی شریعت سکھائیں۔ اور فسح اور دیگر رسوم کے معانی سمجھائیں اور اُنہیں وہ تمام باتیں بتائیں جو خدا نے اُن کی قوم کے ساتھ کی تھیں۔ لوگوں کو یہ تعلیم دی گئی تھی کہ وہ اپنے حرکات و سکنات میں رحمدلی اور تہذیب سے کام لیں۔ خصوصاً اجنبیوں اور بڈھوں اور غمزدوں سے مہربانی اور تہذیب سے پیش آئیں۔ سال بھر کے لئے تہوار اور خوشی کے اوقات مقرر کئے گئے۔ خصوصاً تین سالانہ عیدوں کے وقت جبکہ سب لوگ جمع ہوا کرتے تھے۔ اور نیز اناج کی فصل اور انگور کی فصل اور بھیڑوں کے بال کترنے کے وقت خوشیاں منائی جاتی تھیں۔ غرضیکہ خدا نے جو طریقہ زندگی اور اوقات بسر کرنے کا بنی اسرائیل کے لئے تجویز کیا تھا۔ اُس سے بڑھ کر امن اور خوشی کا اور کوئی طریقہ نہیں ہو سکتا تھا۔ اگر وہ لوگ اپنے عہد کے پورا کرنے میں وفادار نکلتے تو تمام قومیں اُن کو رشک کی نظر سے دیکھتیں +

شریعت کی غرض۔ اس بات کو اچھی طرح جان لینا چاہئے کہ موسوی شریعت کا یہ مقصد نہ تھا کہ وہ ہمیشہ کی زندگی کا عہد سمجھی جائے۔ ان لوگوں کو یہ تعلیم نہیں دی گئی تھی کہ وہ یہ مانیں کہ شریعت کی اطاعت سے ایک ایک شخص خدا کی ابدی مہربانی کو حاصل کریگا۔ کیونکہ اگر قوم کی مجموعی حالت پر لحاظ کیا جائے تو کہہ سکتے ہیں کہ وہ لوگ شریعت کے آنے سے پہلے خدا کی مہربانی اور تلطف سے بہرہ ور تھے۔ پر اگر افراد پر غور کیا جائے تو یہ کہنا چاہئے کہ خود وہ قربانیاں جو شریعت طلب کرتی تھی خدا کے اُس برّے پر دلالت کرتی تھیں جو اُن کے عوض میں قربان ہونے کو تھا۔ تاکہ اُن کے

لئے گناہ کی معافی اور اُس کی سزا سے رہائی پانے کا وسیلہ ٹھیرے شریعت کی سزا اور جزا اس زندگی کے احاطے میں محدود تھی۔ پس یہ شریعت اُس نجات کی تجویز میں جو نجات دہندہ کی طفیل سے نصیب ہوتی ہے اور جس کی خبر خدا نے پہلے آدم اور حوا کو دی اور پھر اُس کو ابراہیم سے عہد باندھ کر مستحکم کیا۔ کسی طرح خلل انداز اور رخنہ پرداز نہ ہوئی۔ بلکہ برعکس اس کے وہ اُسی نجات دہندہ کی طرف اشارہ کرتی تھی۔ کیونکہ قربانیوں کے زیادہ شمار۔ اور اُن کی مختلف اقسام سے پہلے کی نسبت زیادہ توضیح وتصریح کے ساتھ لوگوں کو یہ بات سکھائی گئی تھی کہ وہ خدا کے حضور اپنے تئیں نہیں بچا سکتے۔ اور نہ خون بہانے کے بغیر گناہوں کی معافی پا سکتے ہیں۔ تاہم اور کوئی بات اس سے بڑھ کر عام نہیں ہے کہ مغرور دل انسان اُس اصل غرض کو بگاڑ ڈالتا ہے جس کے لئے شریعت دی گئی تھی۔ اور یہ خیال کر بیٹھتا ہے کہ اگر میں بیرونی طور پر اس شریعت کو بجا لاؤں تو شخصی طور پر عنایت ایزدی سے بہرہ ور ہو جاؤں گا۔ نئے عہدنامہ کے بعض خطوط میں اس غلطی پر بڑے زور شور سے حملہ کیا گیا ہے۔ اور یہ دکھایا گیا ہے۔ کہ موسےٰ کی شریعت اُستاد کی مانند تھی۔ تاکہ گنہگار انسان کو مسیح کے پاس لائے۔ اور بتایا گیا ہے کہ انسان کے افعال جو اپنی بہترین صورت میں نقص اور خطا سے بری نہیں ہوتے بذاتہ عنایت ایزدی کے لائق نہیں پس اُسے اپنی نجات کے لئے خدا کی آزاد رحمت اور محبت پر جو کہ مسیح میں ظاہر ہوئی ہے پورا پورا انحصار کرنا چاہئے۔

اُس کا دوچند مطلب۔ پس عام طور پر یہ کہا جا سکتا ہے کہ موسےٰ کی شریعت کا دوہرا مطلب تھا۔ اوّل یہ کہ بنی اسرائیل کو ایک خاص علیحدہ قوم بنائے رکھے۔ یعنی اپنے قوانین اور دستورات اور مذہب اور حکومت کے وسیلے اُن کو اور قوموں سے جدا رکھے۔ اور اس کے ساتھ ہی راہ نجات پر بھی روشنی ڈالے اور کلیسیا کی روحانی زندگی کو تقویت اور ترقی بخشے۔ اس عبرانی قوم کو جو مجموعہ قوانین عطا کیا گیا تھا۔ وہ ایسا تھا کہ اسکے سبب سے وہ کبھی سچے خدا کی عبادت کو چھوڑ نہیں سکتے تھے۔ اور نہ اَور قوموں کی طرح بن سکتے تھے۔ تاوقتیکہ اُن بنیادوں کو جن پر اُن کی اقبالمندی قائم تھی گرا کر گرداب بلا میں مبتلا نہ ہو جاتے۔ لیکن یہ یاد رکھنا چاہئے کہ گو بذریعہ نئی قربانیوں اور علامتی دستوروں کے راہ نجات پر مزید روشنی ڈالی گئی تھی۔ تاہم اس کا بہت سا حصہ ابھی راز سربستہ کی طرح نامعلوم تھا۔ خدا کی بھی مرضی تھی کہ نجات کی عظیم تعلیم کا بھید کلیسیا پر بتدریج کھولا جائے۔ پس روحانی اور اخلاقی زندگی اس زمانہ میں ایک ناتکمل سی نشوونما پا سکتی

تھی۔ سو ہمیں اس سے تعجب نہیں آنا چاہئے۔ کہ اُس زمانہ کے اچھے سے اچھے لوگوں کی زندگی میں بھی بڑے بڑے نقص اور دھبے پائے جاتے تھے +

کبھی کبھی یہ ثابت کرنے کی کوشش کی جاتی ہے کہ موسےٰ کا مذہبی انتظام نیا نہ تھا۔ بلکہ بہت درجہ تک مصر کے دستوروں کی نقل تھا۔ لیکن واضح ہو کہ یہ خیال ہرگز تسلیم کرنے کے قابل نہیں۔ کیونکہ سچی اور صحیح نیچرل تھیالوجی (علم الٰہیات) کی جو جو باتیں مصر کے مذہب میں پائی جاتی ہیں۔ اُن کا موسےٰ کے دستوروں اور ضابطوں میں نمودار ہونا ناموزون نہ تھا۔ بلکہ ایک ضروری امر تھا۔ تاہم اپنی بڑی بڑی خصوصیتوں کے لحاظ سے موسےٰ کا مذہب مصر کے مذہب سے مشابہ ہونے کی بجائے اُس سے بڑا فرق رکھتا تھا۔ بلکہ بہت سی ضروری باتیں اسی غرض سے دی گئی تھیں کہ اُن کے وسیلے سے مصر کی بت پرستی کا اور دوسری جگہوں کے بت پرستوں کا نام و نشان تک بھی مٹ جائے +

سونے کا بچھڑا۔ پہاڑ پر سے خدا کی آواز سننے سے جو دہشت بنی اسرائیل پر چھا گئی تھی وہ تھوڑے ہی عرصہ تک قائم رہی۔ اور اس سے کوئی دیرپا نیک نتیجہ برآمد نہ ہؤا۔ چنانچہ موسےٰ کو پہاڑ کی چوٹی پر گئے ہوئے فقط چالیس ہی دن گذرے تھے کہ لوگوں کی حالت میں ایک عجیب بلکہ ناقابل یقین تبدیلی پیدا ہوئی۔ وہ دل سے چاہتے تھے کہ مصر کو لوٹ جائیں اور اس کام کے لئے تیار ہونے کے واسطے اُنہوں نے مصر کی بت پرست عبادت کی مانند پرستش کی ایک صورت نکالی۔ (اعمال ۷/۳۹) اور اس تجویز میں شامل ہونے کے لئے ہارون کو مجبور کیا۔ اور اُس کو ترغیب دی کہ لوگوں سے سونے کی بالیاں اور زیورات جو کہ وہ ملک مصر سے آتے وقت کثرت سے اپنے ساتھ لائے تھے۔ مانگے۔ اور اُن چیزوں سے سونے کا بچھڑا بنائے۔ اور جب موسےٰ پہاڑ پر سے اُترا تو اُس نے دیکھا کہ لوگ اس بُت کو وہی خدا سمجھ بیٹھے ہیں جو انہیں ملک مصر سے نکال لایا تھا اور غیر قوموں کے تیوہاروں کی طرح بڑے زور شور سے پوج رہے ہیں۔ اب اگر وہ لوگ مصری بت پرستی سے واقف نہ ہوتے۔ اور یہ صاف ظاہر ہے کہ بچھڑے کی پرستش کا خیال اُنہوں نے مصر ہی سے لیا تھا۔ تو اس خاص قسم کی پوجا کو ہرگز اختیار نہ کرتے۔ واضح ہو کہ سانڈ کی پرستش مصر میں عموماً ہر جگہ کی جاتی تھی۔ اور خصوصاً میفس میں جہاں جیسا ہم بتا چکے ہیں۔ آپس یعنی کالے سانڈ کی پرستش بڑی

شان و شوکت سے کی جاتی تھی۔ اور ہیلی آپولس میں بھی جہاں مینولس کی تعظیم و تکریم ویسے ہی کروفر کے ساتھ کی جاتی تھی۔ سانڈ اوسیرس کا ایک اظہار تھا۔ اور اُس کی نسبت یہ گمان کیا جاتا تھا۔ کہ کئی الٰہی صفتیں اُس میں پائی جاتی ہیں۔ مثلاً قدرت اور برداشت اور ان صفتوں کی عزت کرنی ایک فرض سمجھا جاتا تھا۔ پس اسی خیال کے مطابق غالباً سنہرا بچھڑا بھی بعض الٰہی صفات کو ظاہر کرنے کے لئے بنایا گیا ہوگا یعنی اُن صفات کے اظہار کے لئے جو اسرائیل کی رہائی میں زیادہ تر ظاہر ہوئی تھیں۔ اُس بُت یعنی اُس جوان بیل کی صورت تو قدرت پر دلالت کرتی تھی۔ اور سونے سے جسکا وہ بنا ہوا تھا۔ دولت کی رونق اور جلال کی شوکت مترشح تھی۔ اب اُس طریق عبادت میں اور اُس طریق پرستش میں جس کا حکم موسےٰ نے دیا تھا ایسا نمایاں فرق پایا جاتا تھا کہ جیسا ہم بیان کر چکے ہیں۔ اس سے صاف روشن ہے کہ موسےٰ کا مذہب بجائے مصر کے مذہب پر مبنی ہونے کے بالکل دوسرے اصولوں پر قائم تھا۔ تاہم اِس بُت کے بنانے اور اُس کی پرستش کرنے سے اتنی بات بخوبی آشکارا ہوتی ہے کہ مصر کی بُت پرستی نے بہت درجہ تک ان لوگوں کے دلوں پر گرفت پیدا کر رکھی تھی۔ اور اُن کا جرم بہت ہی بڑھ گیا تھا۔ کیونکہ خداوند نے ابھی ابھی اُن کو چاندی یا سونے کے دیوتا بنانے سے صاف لفظوں میں منع کیا تھا۔ سو وہ ان لوگوں سے اس قدر خفا ہوا۔ کہ اگر موسےٰ سرگرمی کے ساتھ اُن کی شفاعت نہ کرتا۔ تو خدا اُن کو بالکل رد کر دیتا۔ اور عہد و پیمان کی برکتوں سے بالکل خارج کر دیتا۔ موسےٰ کی خود انکاری اور حب الوطنی اور کسی موقعہ پر ایسی خوبصورتی سے نمودار نہیں ہوئی جیسی اس موقعہ پر جبکہ خدا نے اس قوم کو تباہ کرنے۔ اور موسےٰ کی نسل میں سے اپنے لئے ایک زیادہ بہتر اور لائق قوم کو برپا کرنے کا ارادہ ظاہر کیا +

ندب اور ابیہو۔ سینا میں ایک اَور فعل خدا کا حکم توڑنے والا سرزد ہوا یعنی ندب اور ابیہو نے جو کہ ہارون کے فرزندوں میں سے تھے۔ اور کاہنی فرقہ سے علاقہ رکھتے تھے۔ الٰہی حکم سے بے پرواہ ہو کر اپنے عود سوزوں میں اُس وقت جبکہ اپنی متبرک خدمت کو ادا کرنے کو جانے تھے اجنبی آگ ڈالی تب آگ خداوند کے حضور سے نکلی اور اُن دونو کو کھا گئی۔ اس کے متعلق ایک بات کا ذکر کرنا مناسب

معلوم ہوتا ہے اور وہ یہ کہ جس سچائی اور سادگی سے بائبل اس قسم کی نالائق اور ناسزا حرکات کو بھی بے تامل قلمبند کر ڈالتی ہے اُس میں اور اُس قومی خود نمائی میں جس کی وجہ سے کسدی اور مصری ستونوں پر کتبے رقم کروائے جاتے تھے جو مقابلہ پایا جاتا ہے اسے دیکھ کر ممکن نہیں کہ انسان کا دل متاثر نہ ہو۔ اور اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ مصری ستونوں پر فرعون اور اُس کے لشکر کے تباہ ہونے کا کچھ ذکر نہیں پایا جاتا۔ اور اسلئے یہ سارا قصہ بناوٹی ہے۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ وہ لوگ اپنی مصیبتوں اور شکستوں کا ذکر ان تحریرں میں درج نہیں کرواتے تھے۔ ان کتبوں کی خاص غرض یہ تھی کہ اُن کے سبب سے ملک کے جلیل کارناموں کو ایک قسم کی بقا حاصل ہو۔ اور بائبل کا بیان بھی شاید یہ صداقت آمیز صورت اختیار نہ کرتا۔ اگر اس کا یہ مقصد نہ ہوتا کہ قوم کی تاریخ نہیں بلکہ خدا کی بادشاہت کی ترقی کا احوال قلمبند کرے۔ اور اُس مقصد کو پُورا کرنے کے لئے اُس کے لکھنے والے خدا کی رُوح کی ہدایت کی تابع تھے۔ لہٰذا اُنہوں نے نہ وہ جو اُنہیں خوش آتا تھا۔ بلکہ وہی جو کہ خدا کی مرضی کے مطابق تھا تحریر کیا۔ جوسیفس کو دیکھو کہ وہ سُنہرے بچھڑے کا ذرا بھی ذکر نہیں کرتا *

خیمہ۔ متبرک خیمہ کے بنانے کا حکم سُنہلے بچھڑے کے افسوسناک ماجرے کے وجود میں آنے سے پہلے دیا گیا تھا۔ لیکن اُس کی تعمیل اُس واقعہ کے بعد کی گئی۔ اس خیمہ کی بڑی غرض یہ تھی کہ اُس سے ظاہر ہو کہ خدا اپنے لوگوں کے درمیان رہتا ہے۔ لہٰذا اُس کی جگہ تمام ڈیروں کے مرکز میں تھی۔ یہ خیمہ تمام قوم کے لئے عام عبادت کی جگہ کا کام دیتا تھا اور اس کے بنانے کا نمونہ اور طریقہ الہام کے وسیلے بظلیل پر ظاہر کیا گیا تھا۔ جو اُس کے بنانے کے کام میں سب سے بڑا مہتمم تھا اور اُس کے بنانے کے لئے جو روپیہ ضرور تھا وہ لوگوں کے چندہ سے جو اُنہوں نے اپنی خوشی سے دیا جمع کیا گیا تھا۔ مقدس کے اندرونی حصّے یعنی قدس الاقداس میں عہد کا صندوق رکھا تھا جس میں شریعت کی تختیاں دھری تھیں۔ صندوق کے اوپر کفّارہ گاہ تھا۔ اور اُس پر سردار کاہن سال میں ایک مرتبہ خون چھڑکا کرتا تھا۔ پھر اس کفارہ گاہ کے اوپر سونے کے دو کروبیم آمنے سامنے اپنے پر پھیلائے جھکے کھڑے تھے۔ اور اس بات کو ظاہر کرتے تھے کہ مقرری کفارہ کے سبب سے خدائے قدوس اپنے لوگوں کے ساتھ میل رکھتا ہے۔ دوسرے حصّہ میں

یعنی پاک جگہ میں جو کہ بذریعہ ایک پردہ کے پاکترین جگہ سے علیحدہ کیا گیا پاک اسباب کی کئی چیزیں رکھی ہوئی تھیں۔ مثلاً بخور کا مذبح۔ نذر کی روٹیوں کی میز۔ اور سونے کا شمعدان یہیں تھا۔ اور اسی جگہ کاہن روز بروز دن بھر کی قربانیوں کے ساتھ بخور جلایا کرتے تھے۔ خیمہ کے باہر صحن میں سوختنی قربانی کا مذبحہ نصب تھا جس پر روزانہ قربانیاں لوگوں کے سامنے جو فراہم ہوتے تھے چڑھائی جاتی تھیں۔ نیز اسی جگہ پیتل کا حوض تھا جس میں طہارت کے لئے پانی بھرا رہتا تھا۔ خیمہ کے اوپر بیش قیمت اور خوبصورت پردے پڑے ہوئے تھے۔ اب اُس فرق سے جو اس سیدھے سادے مسکن اور مصر کے سنگین اور عالیشان مندروں میں پایا جاتا ہے صاف ظاہر ہے کہ خداوند یہ جتانا چاہتا تھا کہ اس کی عبادت کی مقبول صفتیں سادگی اور رُوحانیت ہیں۔ اور اُس کے قیمتی اور خوبصورت پردے بطور علامت اُس مبارک اور پاک خاصیت کو ظاہر کرتے تھے۔ جس میں خدا اُس وقت ظاہر ہوا جبکہ کلام مجسم ہو کر خیمہ کی طرح لوگوں کے درمیان آ کر رہا۔ (یوحنا ۱/۱۴) +

سیناؔ کی مابعد کی تاریخ۔ جب لوگوں کو سینا میں ڈیرہ ڈالے قریباً ایک سال ہو چکا اور جب شریعت اور اُس کے متعلق تمام ہدائتیں دی گئیں اور جب خیمہ اور اُس کا سب سامان تیار ہو چکا تو بادل کا ستون اپنی جگہ سے آگے بڑھا۔ اور وہ لوگ اس کے پیچھے پیچھے ملک موعود کی طرف روانہ ہوئے۔ اس کے بعد سینا اور حورب کی مقدس سر زمین کا ایسا مطول اور مفصل بیان پھر نوشتوں میں نہیں آتا۔ ایک مرتبہ اور صرف ایک مرتبہ پھر حورب کا بیان بائبل میں آتا ہے۔ اور وہ اس وقت جبکہ ایلیاہ اخیاب کے سامنے سے بھاگتا ہے اور بیر سبع کے بیابان میں ایک روز کی راہ چلا جاتا ہے۔ اور صحرائی جھاڑیوں کے نیچے رویا دیکھتا ہے اور پھر وہاں سے چالیس دن کا سفر کر کے حورب یعنی خدا کے پہاڑ کو جاتا ہے۔ اور وہاں یہوواہ کے ساتھ اُس کو وہ ملاقات نصیب ہوتی جو ہمیشہ یاد رکھنے کے قابل ہے (۱ سلاطین ۱۹) معلوم ہوتا ہے کہ یہ خیال کہ جب پولوس رسول عرب کو گیا (گلاتی ۱/۱۷) تو وہ کوہ سینا میں بھی پہنچا۔ اور کہ اُسی جگہ وہ دو پہاڑوں کی تشبیہ اُس کے دل میں پیدا ہوئی جن کا ذکر گلاتیوں کے خط میں آتا ہے (گلاتی ۴) محض ایک قیاسی بات ہے۔ زیادہ اغلب یہ ہے کہ یہودی کوہ سینا کے دیکھنے کے بہت شائق نہ تھے۔ مسیحی

زمانہ کی ابتدا میں یہ مقام آس پاس کے ملکوں کے عیسائیوں کے لئے جن کو ایذارسانی نے تنگ کر رکھا تھا پناہ گاہ کا کام دیتا تھا۔ انہیں مسیحیوں میں سے سکندریہ کی کیتھرائن تھی جس کی نسبت یہ روایت ہے کہ جب وہ مصر میں واپس آکر شہید ہوئی۔ تو اُس کی لاش کو فرشتے اُس پہاڑ کی چوٹی پر لے گئے جو اب اُس کے نام سے نامزد ہے۔ کئی صدیوں تک مسیحی فقیر اور درویش بڑے شوق سے سینا میں آتے جاتے رہے۔ لیکن ترکوں کے ہاتھ سے اُن کو بہت تکلیفیں اُٹھانی پڑتی تھیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ کسی زمانہ میں فیران یا پاران میں ایک شہر آباد تھا اور قدیم تاریخ کلیسیا میں پاران کے بشپ اور سینا کے بشپ کا ذکر اکثر آتا ہے۔ کہتے ہیں کہ کسی زمانہ میں قریباً سات ہزار مسیحی فقیر اور گوشہ نشین درویش ان پہاڑوں میں جا بجا پھیلے ہوئے تھے۔ لیکن اب سینٹ کیتھرائن کنونٹ ہی رہ گیا اور اُس میں صرف بیس یا تیس درویشوں کے قریب رہتے ہیں یونانی کلیسیا کا بشپ اب اس جگہ رہ نہیں سکتا۔ کیونکہ اگر وہ وہاں رہے تو کنونٹ کا بڑا دروازہ کھلا رکھنا پڑے اور اُس کا نتیجہ یہ ہو کہ چھ ماہ تک عرب اپنی مرضی کے مطابق اُس میں داخل ہو کر کھانے پینے کی تمام چیزیں ختم کر دیں۔ پس چونکہ کنونٹ میں بدؤں کی مہمان نوازی کی توفیق نہیں۔ لہٰذا پھاٹک بند کر دیا گیا ہے۔ اور داخل ہونے کے لئے صرف ایک چھوٹا سا دروازہ کھولا گیا ہے جو زمین کی سطح سے تیس فٹ اونچا ہے اور جو لوگ اُس کنونٹ کو دیکھنے آتے ہیں۔ اُن کو ایک رسی اور کل (ونڈ لاس) کے وسیلے سے اوپر دروازہ تک کھینچ لیتے ہیں یہی وہ کنونٹ ہے جہاں پروفیسر ٹشنڈارف صاحب نے ۱۸۵۹ء میں نئے عہدنامہ کا وہ مشہور و معروف نسخہ پایا جسے اب کوڈکس سینائٹیکس کہتے ہیں جو سب سے پُرانا اور درجہ اوّل کا مستند نسخہ سمجھا جاتا ہے۔

بدؤں یعنی خانہ بدوش عربیوں کا شمار جو اب سینا میں پایا جاتا ہے چار سے چھ ہزار تک سمجھا جاتا ہے۔ اور وہ اپنے تئیں محمدی بتاتے ہیں لیکن اُنہیں مذہب سے کچھ بھی مس نہیں۔ اور جہاں کہیں وہ جاتے ہیں وہیں لوٹ مچاتے ہیں۔

تیسری فصل

چالیس سال کی آوارہ گردی

قادس برنیع - گوشت کے لئے للچانا - بارہ جاسوس - سزا - چالیس سال کی تنہائی - قرح کی سرکشی - ہارون کے عصا کا کھلنا +

قادس برنیع - گوشت کے لئے للچانا - جب بنی اسرائیل سینا سے روانہ ہوئے اُسوقت اور نیز اُنکے باقی سفروں میں جہاں جہاں خدا اُن کو لے جانا چاہتا تھا - اُن کی راہنمائی بادل اور آگ کے ستون سے کیا کرتا تھا جو اُن کے آگے آگے جاتا تھا - اور ایسا ہوتا تھا کہ صندوق کے کوچ کے وقت موسےٰ یہ کہتا تھا - اُٹھ اے خداوند تیرے دشمن پریشان ہوں اور وہ جو تجھ سے کینہ رکھتے ہیں تیرے آگے سے بھاگیں اور اُس کے مقام کرنے کے وقت یہ کہتا تھا - کہ اے خداوند ہزاروں ہزار اسرائیلیوں میں پھر آ" - جس راستے سے یہ مسافر روانہ ہوئے - اب اس کا سراغ لگانا بہت مشکل ہے - کیونکہ اب اُن تمام جگہوں کے نام جہاں جہاں وہ ٹھیرے صفحہ یاد پر سے قریباً مٹ گئے ہیں - سینا سے روانہ ہوکر رفتہ رفتہ وہ قادس برنیع تک پہنچے جو ادوم کی سرزمین کی سرحد پر واقع تھا - پر ابھی سینا چھوڑے بہت دیر نہ ہوئی تھی کہ تمام گروہ پنجۂ حرص و ہوا میں گرفتار ہوئی - اور گوشت کے لئے چلانے لگی - خداوند بہت سے پرندے جنہیں بٹیر کہتے ہیں اُڑا لایا اور اسطرح اُسنے اُن کی خواہش کو پورا کیا - لیکن بنی اسرائیل حیوانوں کی طرح ان جانوروں پر ٹوٹ پڑے - اور نتیجہ یہ ہُوا کہ ایک ایسی وبا اُنکی تنبیہ اور سرزنش کے لئے اُن پر نازل کی گئی کہ اس کے سبب سے بہت سے لوگ راہی ملک عدم ہوئے - اس سے تھوڑے عرصے بعد موسےٰ کی بہن مریم عارضۂ برص میں مبتلا ہوئی کیونکہ اُس نے ہارون کے روبرو اپنے بھائی موسےٰ کی توہین کی تھی - لیکن موسےٰ نے بڑی فیاضی سے اُس کے لئے دعا مانگی اور اُس کا کوڑھ جاتا رہا +

بارہ جاسوس - قادس پر خدا نے لوگوں کو یہ حکم دیا - (مقابلہ کرو گنتی ۱۳ : ۱

اور استثنا ۱: ۲۲) کہ ہر فرقہ میں سے ایک آدمی منتخب کر کے بارہ آدمیوں کو روانہ کریں
تاکہ ملک موعود کا ملاحظہ کریں اور لوٹ کر اُس کی قدرتی صورت اور پیداوار اور باشندوں
کا حال لوگوں کو سنائیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہ جاسوس جو سب سے پہلے ملک فلسطین
میں آنے اور اُس کا حال دریافت کرنے والے تھے۔ شمال کی جانب رحوب تک
جو لبنان کے دامن میں واقع تھا گئے۔ اور وہاں سے لوٹ آئے۔ اور جب آرہے تھے۔ تو
اُنہوں نے راستہ میں حبرون کو دیکھا۔ اور وہاں کی پیداوار میں سے بمصداق مشتے نمونہ
از خروارے اسکال سے انگوروں کا ایک گچھا جسے دو آدمیوں کو ایک چوب پر اٹھانا
پڑا۔ اور کچھ انار اور انجیر بھی اپنے ساتھ لائے۔ لیکن واپس آکر دو کو چھوڑ کر باقی سب
جاسوسوں نے ایسی کیفیت بیان کی جو دل کو پست کرنے والی تھی۔ چنانچہ کہا کہ اُس
ملک کے باشندے زور آور ہیں اور انہیں مغلوب کرنا بالکل ناممکن ہے۔ یہ سن کر لوگوں
کو جان کے لالے پڑ گئے اور انہوں نے مصر کی طرف جانیکا برملا ارادہ ظاہر کیا ✦

سزا۔ اس سخت بے ایمانی اور برملا سرکشی کی یہ سزا ملی کہ اُن پر یہ فتوے نازل ہؤا
کہ وہ چالیس برس تک بیابان میں مارے مارے پھریں۔ اور یشوع اور کالب کو
چھوڑ کر کہ صرف وہی اُن جاسوسوں میں سے ایماندار تھے۔ باقی سب لوگ جو مصر سے
آئے تھے۔ اور جن کی عمر بیس برس سے اوپر تھی۔ اس فتوے میں کہ اُس سرزمین میں
داخل ہونے سے پہلے اس دنیا سے کوچ کر جائیں گرفتار ہوئے البتہ اُنہوں
نے ایک مرتبہ گستاخانہ کوشش کی کہ کنعانیوں اور عمالیقیوں کی مخالف فوج پر
غلبہ پائیں اور ملک کے اندر گھس جائیں۔ لیکن یہ کوشش کچھ سودمند نہ ہوئی
کیونکہ ان فرقوں نے بنی اسرائیل کو ملک کی جنوبی سرحد کے پاس شکست دے کر
حرمہ تک بھگا دیا ✦

چالیس سال کی تنہائی۔ اس میں شک نہیں کہ اس بیابان میں جو بالکل بنجر
اور ہر طرح کی دلچسپ اشیاء سے خالی تھا۔ جس میں نہ کسی طرح کا پھول نہ کوئی درخت
نہ حیوان اور نہ کوئی مرغوب الطبع شے پائی جاتی تھی چالیس برس کاٹنا بڑا کٹھن کام
تھا۔ لیکن اس تاخیر نے بنی اسرائیل کو برداشت کرنے کا سبق سکھا دیا اور اُس
صفت کو مضبوط کر دیا۔ جس سے وہ آنے والے زمانہ میں خدا کی برکت کے ظاہر

ہونے کی راہ دیکھتے تھے اُنکی اس وحشت و تنہائی میں فقط ایک مرتبہ ذرا سی تبدیلی آئی اور وہ اسوقت جبکہ اُنہوں نے سمندر کے کنارے آرام کیا۔ (گنتی ۳۳: ۱۰) اور سمندر کا وہ حصہ جس پر وہ لوگ اس موقع پر مقیم ہوئے خلیج ایلانہ کا ایک حصہ تھا جسے بحیرہ قلزم کا مشرقی بازو سمجھنا چاہیئے اور ہم پڑھتے ہیں کہ جہاں جہاں اُنہوں نے قیام کیا اُن مقاموں میں سے ایک جگہ عصیون جبیر تھی جو اس خلیج کے سرے پر تھی۔ اور جو بعد میں یعنی سلیمان کے عہد میں ایک بارونق بندرگاہ بن گئی تھی۔ جہاں سلیمان بادشاہ نے جہازوں کا بیڑا مقرر کیا کہ اوفیر اور ترسیس کے ساتھ تجارتی رابطہ جاری رکھے۔ (۱ سلاطین ۹: ۲۶) اُس وقت سمندر کے نظارہ نے جو ہمیشہ دلکش اور جانفزا ہوتا ہے ان لوگوں کو جو دشت کی سنسانی اور ویرانی سے عاری آگئے تھے۔ ضرور تر و تازہ کیا ہوگا۔ خلیج ایلانہ میں صدف اور مونگے بکثرت ہوتے ہیں۔ اور ان لوگوں کے لئے جو اتنی مدت تک ایک ویران اور سنسان بیابان میں آوارہ پھرتے رہے۔ ان چیزوں کا مشاہدہ دلچسپی سے خالی نہ ہوگا معلوم ہوتا ہے کہ اس بیابانی سفر میں یہ لوگ بار بار ایک جگہ سے دوسری جگہ جاتے تھے اور یہ جا بجا گھومنا اُن کے مواشی کے چارہ کے واسطے نہایت ضروری تھا۔ تاہم وہ ایک طرح کی قید کی دیواروں سے گھرے ہوئے تھے۔ اور رہائی کی اُمّید کی صورت سوائے خدا کے وعدہ پر بھروسہ رکھنے کے اور کوئی نہ تھی +

قورح کی سرکشی۔ افسوس ہے کہ چالیس برس کی ایک ہی طرز کی زندگی میں اگر فرق آیا تو ایسے واقعہ سے آیا جو ایک دردانگیز واقعہ تھا۔ اور وہ قورح اور داتن اور ابیرام کی سرکشی تھی۔ اس بغاوت کا یہ مدعا تھا کہ موسٰے اور ہارون سے تمام اختیار چھین لیا جائے اور یہ بغاوت بڑی بھاری بغاوت ہوگی کیونکہ اس سازش میں جماعت کے قریباً اڑھائی سو سردار شامل تھے۔ لیکن ایک معجزانہ طور پر یہ بغاوت فرو کی گئی۔ یعنی زمین نے اپنا منہ کھول کر داتن اور ابیرام کو معہ اُنکے گھرانوں کے نگل لیا۔ اور ایک آگ نے اُن اڑھائی سو سرداروں کو جن میں غالباً قورح بھی شامل تھا۔ جلا کر بھسم کر دیا۔ اور نیز ایک مری اُن پر نازل ہوئی جس سے قریباً پندرہ ہزار جانیں تلف ہوئیں +

ہارون کے عصا میں پھول نکلنا۔ پھر اس امر کے ثبوت میں کہ ہارون کے خاندان کو خدا نے مقرر کیا ہے۔ عصاؤں یا لاٹھیوں کا معجزہ دکھایا گیا۔ جماعت کے خیمہ میں بارہ لاٹھیاں رکھی گئیں۔ ہر فرقہ سے ایک ایک لاٹھی لی گئی تھی۔ اور ہر لاٹھی پر نام لکھا ہوا

تھا۔ صبح کے وقت کیا دیکھتے ہیں کہ ہارون کی لاٹھی پھوٹ نکلی ہے اور اس میں کلیاں اور پھول اور بادام لگے ہوئے ہیں۔ اس طرح بڑی وضاحت اور صفائی سے یہ بات ثابت کی گئی کہ کہانت کے فرائض کو ادا کرنے کے لئے خدا نے ہارون کے خاندان کو مقرر کیا ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ اس کے بعد پھر کبھی اس معاملہ میں تکرار نہیں ہوئی +

چوتھی فصل

کنعان کی طرف بڑھنا

قادس پر مقام کرنا۔ مریم کی موت۔ چٹان کو مارنا۔ ادوم یا ادومیہ۔ کوہ شعیر پٹرہ۔ اُس کے عجائبات اور اُس کی ویرانی۔ ہارون کی موت۔ کوہ حور۔ الاربعہ میں سے پیچھے کی طرف لوٹنا۔ آتشین سانپ۔ بیر یر کے کوئیں +

قادس پر مقام کرنا۔ مریم کی موت۔ اور چٹان کو مارنا۔ قریباً ۳۰ سال گذرے ہونگے کہ بنی اسرائیل پھر قادس پر آئے جو کہ ادوم کے ایک کنارہ پر واقع تھا۔ یہ وہی جگہ ہے جہاں وہ اُس وقت مقیم تھے۔ جبکہ جاسوس ان کے حوصلہ کو پست کرنے والی خبر لائے تھے تین بڑے بڑے واقعات وہاں سرزد ہوئے یعنی مریم وہیں جان بحق تسلیم ہوئی اور دفن کیگئی پھر لوگوں کی کرکراٹ سُن کر موسٰے نے اس جگہ ہی چٹان سے پانی نکالا۔ لیکن چٹان سے کلام کرنے کی بجائے اُس نے اُسے مارا۔ اور اس سبب سے خدا کا غصہ اُس پر بھڑکا اور اس کو یہ خبر دی گئی کہ وہ وعدہ کی سرزمین میں داخل نہ ہوگا۔ پھر اُن کو یہ حکم ملا کہ ادوم کے بادشاہ سے درخواست کریں کہ وہ انہیں اپنی سرحدوں سے سلامتی کے ساتھ گذر جانے کی اجازت دے تاکہ وہ اپنی سرزمین کی طرف روانہ ہوں۔ لیکن بادشاہ نہایت خشمگین ہوا۔ اور اُن کو گذرنے کی اجازت نہ دی پس بنی اسرائیل کو بہت سا چکر کھانا پڑا (جس کا بیان ہم تھوڑی دیر کے بعد کرینگے) تاکہ ادوم کے ملک میں داخل ہوئے بغیر اپنے ملک میں جا پہنچیں +

ادوم یا ادومیہ۔ اور کوہ شعیر۔ ادوم یا ادومیہ کی سرزمین کسی طرح دلچسپی سے خالی نہیں وہ ایک کوہستانی قطعہ کے پاس جسے شعیر کہتے ہیں پھیلی ہوئی ہے اور یہ کوہستانی ٹکڑا خلیج اکابہ

سے لیکر قریباً مرواز تک چلا گیا ہے اسی سلسلہ کے بیچ میں کوہ حور بھی پٹرا یا سیلا کے قریب جو اس سلطنت کا ایک مشہور دار الخلافہ ہے ایک تاریک اور ناہموار بلندی کے ساتھ کھڑا ہے عیساؤ اپنے بھائی یعقوب کے فدان ارام کو بھاگ جانے کے بعد اسی سرزمین میں آیا اور مقیم ہوا پھر اُس کے بعد اُس کی اولاد نے کئی پشتوں تک اس جگہ کو اپنے قبضہ میں رکھا۔ عیساؤ کی اولاد ہمیشہ اُس نفرت اور حسد کے سبب سے مشہور ہے۔ جس سے وہ یعقوب کی اولاد کے ساتھ پیش آتی تھی۔ اور اگرچہ داؤد اور اُس کے بعد دوسرے بادشاہوں نے اُن کو مغلوب کیا۔ تاہم ادومی بار بار تقویت پاکر مخالفت کا علم اُٹھاتے رہے اور جب بنوکدنضر نے یروشلم پر قبضہ کیا ادومی ایک بڑی زبردست قوم سمجھے جاتے تھے۔ رومی لوگ عموماً ادومیہ کو یہودیہ کا ایک حصّہ سمجھتے تھے۔ اور معلوم ہوتا ہے کہ بعد میں ملک ادومیہ عرب پیٹرا میں شامل کیا گیا تھا۔ کئی صدیوں تک یہ سرزمین ایک پردہ تلے چھپی رہی کیونکہ نہ تو کسی موٴرخ نے اُس کا اپنی تصنیف میں ذکر کیا اور نہ کسی سیاح نے اس کو آکر دیکھا لیکن اب تھوڑے عرصہ سے لوگوں نے اُس کو دیکھنا شروع کیا ہے پس تھوڑی مدت سے اس کے حالات کھلنے لگے ہیں۔ اس کے دلچسپ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ وہ قدیم نبوت جو اُس کی نسبت کی گئی تھی عجیب طور پر پوری ہوئی ہے۔ اس کے برباد ہو جانے کی نسبت جو نبوتیں کی گئی تھیں وہ دیگر عام نبوتوں کی نسبت زیادہ پُرزور تھیں۔ اور اُن کا ایک ایک لفظ پورا ہو گیا ہے۔ ایک ایسا وقت تھا کہ ادومیہ ایک آباد اور زرخیز سلطنت تھی۔ لیکن اب بالو اور چٹانی پہاڑوں کے سوا اس میں کچھ نظر نہیں آتا۔ ایک ایسا زمانہ تھا کہ وہ اسور اور ہند کے درمیان ایک بارونق اور آباد تجارتی راستے کا کام دیتی تھی لیکن اب کوئی سوداگر اس میں سے نہیں گذرتا۔ ایک وہ وقت تھا کہ عیساؤ فی الحقیقت اپنا مسکن زمین کی چکنائی میں رکھتا تھا۔ لیکن اب وہ بالکل ”ننگا“ ہے (پیدائش ۲۷: ۳۹۔ یرمیاہ ۴۹: ۱۰) ✢

پیٹرا۔ اُس کے عجائبات اور اُس کی ویرانی۔ اس سلطنت کی قدیم عظمت اور جدید تباہی اور ویرانی کا پتہ پیٹرا کے کھنڈرات سے ملتا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ قدیم دار الخلافہ تو بصرہ تھا لیکن پیٹرا شان و شوکت میں اُس پر سبقت لے گیا تھا۔ اور اگر کوئی ایسا شہر تھا جو زمانہ کے حملوں کو سہکر قائم رہ سکتا تھا۔ تو واقعی وہ شہر پیٹرا تھا اس

کا راستہ نہایت تنگ ہے اور لمبائی میں تقریباً دو میل ہے۔ اور اُس کی دونو طرف بلند چٹان کھڑے ہیں جو چار سو فٹ سے سات سو فٹ تک اونچے ہیں۔ اور اس راستے کے انجام پر ایک میدان آتا ہے جو مستطیل شکل کا ہے۔ جہاں پہاڑ ایک دوسرے سے بہت فاصلہ تک جدا ہو جاتے ہیں۔ یہ چٹان چوٹی سے تہ تک کھُدے ہوئے ہیں قبریں اور مندر اور دیگر اقسام کی عمارتیں کھود کھود کر ان میں بنائی گئی تھیں۔ لیکن اب یہ تمام چیزیں کھنڈرات کا ایک ڈھیر بنی ہوئی ہیں۔ قبروں اور مندروں اور محلوں اور ستونوں کا تو جو ادھر اُدھر پھیلے ہوئے ہیں سُراغ ملتا ہے لیکن باشندہ اُن میں ایک بھی نہیں پایا جاتا ۔

ہارون کی موت۔ اور کوہ حور۔ بنی اسرائیل ابھی ادوم کی اطراف سے روانہ نہیں ہوئے تھے کہ خدا نے ہارون کو اپنے پاس بلا لیا۔ جب بنی اسرائیل کی گروہ کوہ حور کے نزدیک پہنچی تو خدا کی طرف سے یہ حکم صادر ہوُا کہ ہارون موسٰے اور اپنے بیٹے الیعذر کے ساتھ کوہ حور کی چوٹی پر جائے۔ وہاں اُس کی کہانت کا لباس اس کے بیٹے الیعذر کو پہنایا گیا۔ اور وہ اپنے باپ دادوں کے ساتھ جا ملا۔ اس واقعہ کے سبب سے وہ عظیم اور خشک پہاڑ۔ جو سینا کی طرح سنسان پڑا ہے۔ جس میں نہ گھاس اور نہ کوئی جھاڑی پائی جاتی ہے۔ جو کسی جگہ ثابت اور کسی جگہ ہولناک شگافوں کے سبب سے پھٹا پڑا ہے بنی اسرائیل کے پہلے سردار کاہن کے نام سے ایسا وابستہ ہے کہ ایک کو دوسرے سے جُدا نہیں کر سکتے۔ اور وہ نظارہ جو اُس کی چوٹی پر سے دکھائی دیتا ہے اگر اُس کی کوئی خصوصیّت ہے تو یہ ہے کہ وہ بالکل ویران پڑا ہے۔ پس ہارون یہاں سے کوئی ایسی عمدہ اور دلکش چیز نہیں دیکھ سکتا تھا۔ جو ملک موعود کی نسبت اچھا خیال اُس کے دل پر نقش کرتی بیشک اس بات کے ماننے کے لئے بڑے ایمان کی ضرورت تھی کہ چٹانی ٹیلے جو شمال اور مغرب کی طرف نظر آتے تھے وہ اُسی سرزمین کا حصّہ تھے جس میں دُودھ اور شہد بہتا تھا۔ لیکن تاہم اُس کے دل میں سے تمام شکوک کا غبار اس بات پر غور کرنے سے دور ہو گیا ہو گا کہ انہیں پہاڑیوں اور وادیوں میں میرے آبا و اجداد سکونت پذیر تھے اور اُن وعدوں پر جو اُن کی شادمانی کا باعث تھے دھیان لگانے سے اُس کا ایمان مضبوط ہوُا ہو گا اور مرنے کے لئے اُس نے تیاری پائی ہو گی۔ جہاں وہ جاں بحق ہوُا وہاں ایک محمدی مسجد کھڑی ہے۔ اور کہتے ہیں کہ اُس کے تہ خانہ میں ہارون کی لاش

مدفون ہے۔ شاہان مصر نے اپنی خاک کے لئے بڑے بڑے اُونچے منار بنوائے۔ تاکہ دوسرے لوگوں پر اپنے مقبروں کی عظمت اور شوکت کے سبب سبقت لے جائیں۔ تاہم کسی فرعون کو ایسا منار یا ستون کبھی نصیب نہ ہوا۔ جیسا خدا نے ہارون کے لئے تیار فرمایا ✦

الاربعہ میں سے پیچھے لوٹنا۔ اور آگ کے سانپ۔ اس سانحہ جانکاہ کے سبب سے موسٰے ٹوٹا ہؤا دل لیکر پہاڑ پر سے اُترا ہوگا۔ اور اُس جگہ کو بڑے تاسف اور غم کے ساتھ چھوڑا ہوگا جہاں اُس کی بہن اور بھائی کی لاشیں دفن کی گئی تھیں اب اُنہوں نے یہ قصد کیا کہ کوہ شعیر کے کنارے کنارے مشرق کی راہ لیں تاکہ ادوم کے ملک میں داخل ہوئے بغیر فلسطین کی شرقی نواح میں جا پہنچیں۔ اُن کا یہ ارادہ پورا نہیں ہونے پایا تھا کہ لڑائی کے نرسنگے کی آواز موسٰے کے کان میں آئی اور اُسے جنگ کے لئے تیار ہونا پڑا۔ عراد نے جو کہ کنعان کے جنوب میں بادشاہت کر رہا تھا۔ پیچھے سے آکر حملہ کیا۔ لیکن شکست فاش کھائی۔ اور اُس کی مملکت حرمہ تک جہاں چالیس برس پہلے بنی اسرائیل نے ہزیمت کھائی تھی حرم کی گئی۔ اب اس جماعت کو جنوب کی طرف اُس وادی میں سے جسے الاربعہ کہتے ہیں گذرنا پڑا۔ یہ وادی شمال کی طرف بحیرہ مردار کا اور جنوب کی جانب خلیج اکابہ کے نشیب کا ایک حصّہ ہے۔ تمام سیّاح وادی الاربعہ کی ایک ہی سی کیفیت بیان کرتے ہیں اور بیچارے اسرائیلیوں پر ترس کھاتے ہیں جنہیں ایک سنسان دشت میں سے اور بالو کے بڑے بڑے تودوں پر سے بار بار عبور کرنا پڑا۔ بیشک یہاں ایک قسم کی گھاس اور جھاڑیاں اُگی ہوئی تھیں۔ اور اس سبب سے البتہ یہ جگہ مواشی کے حق میں اچھی چراگاہ تھی۔ لیکن پھر بھی ایک غیر آباد ویرانے۔ اور ہولناک بیابان کی صورت رکھتی تھی اور اُدھر ادومی اپنے سیاہ رنگ پہاڑوں پر سے اُن کو نظر حقارت سے دیکھ رہے تھے جبکہ وہ آہستہ آہستہ اور افسوس کے ساتھ چشموں کی طرف لوٹے جا رہے تھے۔ بیشک اس جگہ موسٰے کی ہمت اسباب کو دیکھ کر پست ہو گئی ہوگی کہ وہ پشت بھی جو بیابان میں پیدا ہوئی لوٹنے کی تازہ مصائب کے خیال سے اُسی شکوہ رانی میں مبتلا ہوئی جس کے سبب سے اُن کے باپ دادوں کی طرف سے اُس کو بہت سا دُکھ اُٹھانا پڑا۔ اور جس کے سبب سے خود

اُن کو دشت نوردی کی اس قدر صعوبتیں جھیلنی پڑیں۔ البتہ یہ کڑکڑاہٹ اس نئی پشت کی ایک معمولی عادت نہ تھی بلکہ اُسے ایک استثنائی واقعہ سمجھنا چاہئے کیونکہ اس پشت نے موسےٰ کی زیرتربیت بہت ترقی کی تھی۔ تاہم اُن کی کُڑکڑاہٹ کے سبب سے جلتے ہوئے سانپوں کے وسیلے اُن کو سخت تنبیہ کی گئی جس کی وساطت سے اُنہوں نے بہت جلد اپنے گناہ کو تسلیم کر لیا۔ سانپوں کے کاٹے ہوؤں کے علاج کے لئے معجزانہ طور پر پیتل کا سانپ مقرر ہُوا جو بعد میں مسیح کی نجات کا ایک خوبصورت نمونہ ٹھہرا۔ (یُوحنّا ۳ : ۱۴) ٭

بیر کا کنواں۔ اس واقعہ کو سرزد ہوئے بہت دیر نہ گذری تھی کہ لوگ پھر پانی کے محتاج ہوئے۔ ظاہر ہے کہ وہ پانی جو چٹان سے قوت اعجاز سے نکالا گیا تھا ہر وقت اُن کے ساتھ نہیں رہنا تھا لہٰذا اس وقت خدا نے ایک نیا طریقہ اختیار کیا تاکہ دریافت کرے کہ لوگ پانی کے لئے اس پر بھروسہ رکھتے ہیں یا نہیں۔ اس موقعہ پر لوگوں نے قابل تعریف طبیعت ظاہر کی اور بڑی خوبصورتی سے ثابت کیا کہ ان کا توکل خدا پر ہے۔ چنانچہ اس وعدہ پر بھروسہ کرتے ہوئے کہ خداوند انہیں پانی عطا فرمائیگا وہ لوگ بیر پر جمع ہوئے۔ (گنتی ۲۱ : ۱۶ - ۱۸) اور خدا کے وعدہ پر کامل یقین سے تکیہ کر کے اپنی آواز بلند کی اور یہ گیت گانا شروع کیا "اے کُوئے تو اُبل آ" وغیرہ۔ اور اس کے ساتھ مناسب وسائل بھی استعمال کئے۔ یعنی "شہزادوں نے کُوآ کھودا"۔ لیکن ایک اعلےٰ قدرت سے بھی امداد کے جویاں ہوئے۔ یا یوں کہیں کہ کوئیں سے مخاطب ہو کر یہ بھی کہا کہ اے کُوئے تو الہٰی قدرت کی طفیل تیار ہو جا۔ اس چھوٹے سے واقعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ بیابان کی لمبی چوڑی تربیت عبث نہ تھی ٭

پانچویں فصل

یردن کی مشرقی اطراف کو فتح کرنا

سیحون کی مملکت - بنی اسرائیل کا یہیں پر فتح مند ہونا - عوج کی مملکت - بسن اور اس کے مضبوط شہر عوج کا مطیع ہونا - ارجوب اور اُس کے بڑے بڑے شہر - قدامت کے ثبوت - بیت جمول - حوران کی زرخیزی - جلیاد - فتوحات کی تواریخی خوبی ۔

سیحون کی مملکت - بحیرۂ قلزم کی راہ سے گھوم کر (گنتی ۲۱ : ۱۴) اسرائیلی گروہ مشرق کی جانب کوہ شعیر کے ساتھ ساتھ آگے بڑھی - معلوم ہوتا ہے کہ اس طریق سے اُن کو ادوم اور موآب کی مشرقی سرحدوں پر سے سلامتی کے ساتھ گذر جانے کی اجازت ملی - غالباً اس کا یہ سبب تھا کہ یہ اطراف مغربی اطراف کی طرح مضبوط و محکم نہ تھیں - اور معلوم ہوتا ہے - کہ جب تک وہ دریائے ارنون کے پاس نہ پہنچے تب تک کوئی واقعہ اُن کے سفر میں مخل نہ ہوا - لیکن جب وہ ارنون پر پہنچے تو اموریوں نے اپنے بادشاہ کے ماتحت مسلح ہو کر اُن کا مقابلہ کیا - ادوم کی مانند بنی اسرائیل نے ان سے بھی درخواست کی ہمیں اپنی سرحدوں میں سے سلامتی سے گذر جانے دو - لیکن اُن کی درخواست قبول نہ ہوئی - (گنتی $\frac{21}{22}$) اب اسرائیلیوں نے ادومیوں کو تو چھوڑ دیا تھا کیونکہ وہ رشتہ دار تھے - لیکن اموریوں سے درگذر کرنے کی کوئی ایسی وجہ درپیش نہ تھی - واضح ہو کہ یہ اموری کنعانیوں کا ایک زبردست فرقہ تھے - جنہوں نے کسی پہلے زمانہ میں یردن سے عبور کر کے اس زرخیز قطع کو اپنے قبضہ میں کر لیا تھا جو یبوق اور ارنون کے مابین واقع تھا - اور عمون اور موآب کے ممالک سے لگا ہوا تھا - بنی اسرائیل اب اس جگہ پہنچ گئے تھے - اور وہ آنکھیں جو چالیس برس سے صرف صحرا اور ویرانہ کو دیکھنے کی خوگر ہو گئی تھیں اب اُنہوں نے اُن سرسبز میدانوں کو اور درختوں سے بھری ہوئی پہاڑیوں کو جو ارنون کے کناروں کے گرد واقع تھیں - دیکھ کر ایک غیر معمولی قسم کی خوشی اور طراوت حاصل کی ہوگی ۔

بنی اسرائیل کا یہیں پر فتحیاب ہونا - سیحون کی مملکت کے صحیح صحیح حدود اربعہ بتانا آسان کام نہیں - معلوم ہوتا ہے کہ اس سے یعزیر کی سرزمین (گنتی $\frac{21}{24}$) مراد ہے

اور شاید یہ وہی جگہ ہے جسے اہل بلکا کہتے ہیں بر غارت صاحب فرماتے ہیں کہ بسبب اُس فضیلت کے جو بلکا کی چراگاہیں جنوبی سوریا کی چراگاہوں پر رکھتی ہیں اُس ملک کے فرقوں کے درمیان اکثر سخت لڑائیاں ہوتی رہتی ہیں۔ اور بدوؤں کے درمیان یہ مثل مشہور ہے "تو بلکا کی مانند کوئی ملک نہیں پائیگا"۔ یہاں کے مٹن اور بیف کو اور مقاموں کے مٹن اور بیف پر ترجیح دی جاتی ہے۔ اب یہ جگہ جو بنی اسرائیل کی مواشی کے لئے ایک نہایت دلپسند جگہ تھی اموریوں کے ہاتھ میں تھی جو بڑی زبردست اور جنگجو سمجھی جاتی تھی۔ اور اُن کی بہادری کا سکہ اُس وقت سے جما ہُوا تھا جس وقت اُنہوں نے اگلے زمانہ میں جباروں کا جو اِس خط کے اصلی باشندہ تھے سامنا کیا اور اُن پر فتح پائی۔ واقعی اس ملک کا وہ تمام ٹکڑا جو یردن کے مشرق کی طرف واقع تھا۔ کسی زمانہ میں اُن قوموں کے قبضہ میں تھا۔ جو قوت اور قامت کے لحاظ سے مشہور تھیں۔ لیکن اُس کے موجودہ باشندوں کو اُن جباروں پر بھی فتح پانے کا فخر حاصل تھا۔ (۲۳/۲) علاوہ اس کے ان اموریوں نے موآبیوں اور عمونیوں کو بھی بعض بعض جگہوں سے جو پہلے اُن کے قبضہ میں تھیں نکال دیا تھا پس اموریوں کے ساتھ لڑنا آسان کام نہ تھا لیکن خداوند نے اپنے لوگوں کا دل بڑھایا۔ اور اُن کے ایمان اور اُن کی دلیری نے حسب موقعہ ترقی پائی۔ یہیں پر جنگ ہوئی۔ ایمان کی رُوح نے اسرائیلیوں کی شجاعت کو دوبالا کر دیا تھا۔ اور گو وہ فن حاربہ سے بالکل ناآشنا تھے۔ تاہم اُنہوں نے بڑی مردانگی سے اُس زبردست غنیم پر حملہ کیا اور اُسے شکست فاش دی۔ سیحون مارا گیا۔ اور یہ فتح ایسی کامل فتح تھی کہ وہ تمام سرزمین جو کہ ارنون اور یبوق کے درمیان سیحون سے علاقہ رکھتی تھی۔ بمعہ اُس کے دار الخلافہ حشبون اور عراعر او دیگر بڑے بڑے شہروں کے قبضہ میں آگئی۔ (قاضی ۱۱: ۱۲ - ۲۶) ؎

عوج کی مملکت۔ بسن اور اُس کے حصین شہر۔ لیکن اس کا یہ نتیجہ ہُوا کہ بنی اسرائیل کو فوراً ایک اور مخالف کا مقابلہ کرنا پڑا جو سیحون اور اموریوں سے بھی کہیں زور آور تھا۔ بسن کا بادشاہ عوج ایسے ملک پر حکمرانی کرتا تھا جو دور دور تک اموریوں کے شمال اور مشرق میں پھیلا ہُوا تھا۔ اور مضبوط شہروں سے پُر اور جنگجو لوگوں سے بھرا پڑا تھا۔ بادشاہ خود ایک جسیم اور قوی ہیکل آدمی تھا۔ اُس کا آہنی پلنگ طول میں نو ہاتھ اور عرض میں چار ہاتھ تھا۔ اور اُن شہروں بیشمار جو اُس کے ملک میں پائے جاتے تھے بادی النظر

میں ناقابل یقین معلوم ہوتا ہے۔ پادری ڈاکٹر پورٹر صاحب فرماتے ہیں۔ کہ میں اکثر اُن
الفاظ پر غور کیا کرتا تھا جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ اُس کی مملکت کے ایک حصہ (یعنی
ارجوب کے علاقے) میں ساٹھ ایسے شہر تھے جو ۹۔ اونچی دیواروں اور دروازوں و قفلوں
سے مضبوط تھے۔ اور بہت سے شہر اور بھی جو بے پناہ تھے (استثنا ۳ باب ۵) میں کبھی
کبھی اپنی اٹلس کو دیکھا کرتا تھا جس میں اس کی ساری سرزمین کا نقشہ کھچا ہوا تھا۔ اور
اُس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ سرزمین ایک عام انگلش کونٹی (ضلع) سے وسیع نہ تھی اِس
میں تعجب کرتا تھا۔ اور یہ بات کہ ایسے قدیم زمانہ میں ماسوا بہت سے بے پناہ شہروں
کے اُس میں ساٹھ فصیل دار شہر تھے اور وہ سمندر سے دور اور ایسی جگہ واقع تھے جہاں
نہ کوئی دریا تھا اور نہ کسی طرح کی تجارت کا سلسلہ جاری تھا بالکل سمجھ سے باہر معلوم ہوتی
تھی۔ لیکن گو یہ بات سمجھ سے باہر اور مشکل معلوم ہوتی ہے۔ تاہم سراسر سچ ہے کیونکہ
میں نے اُس جگہ جاکر۔ اور اپنی آنکھوں سے دیکھ کر اُس کی سچائی کو قبول کیا۔ سو سے
زیادہ برباد شدہ شہروں اور گاؤں کا ملاحظہ میں نے صرف انہیں پہاڑوں میں کیا اور اُن
کو درست پایا۔ پس یہاں (یعنی بائبل میں) ایک تعظیم کے لائق بیان پایا جاتا ہے۔ جو
تین ہزار برس سے زیادہ عرصہ ہوا قلمبند کیا گیا۔ جس میں اتفاقیہ طور پر ایسے واقعات
کا ذکر اور شمار پایا جاتا ہے جسے بہت تھوڑے لوگ راست ماننے کے لئے تیار ہیں۔
اور شاید بہت لوگ حماقت کا طومار سمجھ کر رد کرنے کو تیار ہیں تاہم وہ ایک ایسا بیان ہے
جسے گہری تحقیق نے ایک ایک نقطہ اور شوشے تک صحیح ثابت کر دیا ہے ✤

عوج کا مطیع ہونا۔ عوج کے ہمسایہ پر جو واردات حادث ہوئی اُس سے اُس
کی ہمت مردانہ میں کچھ فرق نہ آیا بلکہ وہ موسٰے اور اسرائیلیوں کے مقابلہ کے لئے میدان
جنگ میں اُتر آیا۔ لڑائی ادرعی کے میدان میں ہوئی۔ اصل جنگ گاہ کی نسبت بحث
ہے۔ کیونکہ اس نام کے دو مقام ایک دوسرے سے دس میل کے فاصلہ پر واقع تھے۔
لیکن اُس سیاح کے نزدیک جس کی تحریر سے ابھی ہم بھی اقتباس کر چکے ہیں۔ شہر ادرعی
جو ایک چٹان کی نوک پر تھا عین میدان کے بیچوں بیچ کھڑا تھا۔ یہ شہر ایسا مضبوط تھا کہ
اُس کے پاس تک پہنچنا ایک مشکل کام تھا۔ اور وہ میدان جو اُسے چاروں طرف سے
گھیرے تھا زرخیزی کے لحاظ سے لاثانی تھا۔ ہماری رائے میں ان باتوں کا جاننا بہت

شہر عوج کا ہے۔ کیونکہ اُن کے وسیلے سے ہم ٹھیک ٹھیک طور پر محسوس کر سکتے ہیں۔ کہ
سیحون جیسے شخص یا عوج کا مقابلہ کرنے کے لئے کیسی دلیری اور شجاعت کی ضرورت تھی۔
بیابان میں برسوں کی تربیت نے اسرائیلیوں کی طبیعت اور مزاج میں بڑی ترقی
پیدا کر دی تھی۔ لہٰذا ہم دیکھتے ہیں کہ وہ فوج جس نے عوج پر حملہ کیا ایک عجیب مستقل
مزاجی کا اشتہار تھی۔ عوج اور اُس کے لشکر نے شکست فاش کھائی۔ بادشاہ لڑائی
میں کام آیا۔ اور اُس کی مملکت اسرائیل کے ہاتھ آئی ٭

ارجوب اور پتھر کے شہر۔ بسن کا پہلا حصہ جس پر بنی اسرائیل
قابض ہوئے۔ ارجوب کا علاقہ تھا۔ کہتے ہیں کہ یہ وہی قطعہ ہے جو اب لیجاہ کہلاتا ہے
شکل میں بیضوی طول میں ۲۲ اور عرض میں ۱۴ میل ہے۔ جب بنی اسرائیل
اس میں داخل ہوئے تو اُس وقت اُن چیزوں کو دیکھا ہوگا کہ جو اُن کی آنکھوں کے
سامنے آئیں اور وہ اُن کو دیکھ کر بہت حیران ہوئے ہونگے۔ اگرچہ علم جیالوجی سے
وہ بالکل ناآشنا تھے۔ تاہم اس علاقہ کے سیاہ خام پتھر نے اُن کی توجہ کو ضرور ہی
اپنی طرف کھینچا ہوگا۔ اُسے دیکھ کر ایسا معلوم ہوتا ہوگا کہ گویا پگھل کر زمین کے مختلف
مساموں سے نکلا ہے اور اس قدر چاروں طرف پھیل گیا ہے۔ کہ تمام میدان کو بھر دیا ہے
بے شمار گہرے شگافوں اور کھلی ہوئی غاروں اور ناہموار ٹوٹے پھوٹے پہاڑی کناروں
اور اُبھرے ہوئے چٹانی حصوں کو دیکھ کر ان لوگوں کو بھی جو سب سے بے علم
ہونگے۔ یہ خیال گذرا ہوگا۔ کہ کسی وقت ایک ہولناک آگ زمین کی تہ میں شعلہ زن
تھی۔ اور ان چیزوں کے ملاحظہ نے ذیل کے الفاظ کو جن کے وسیلے سے موسیٰ
نے خدا کے قہر کا نقشہ اپنی آخری نبوت میں کھینچا ہے۔ نہایت وحشت انگیز بنا دیا ہوگا
”میرے غصہ سے ایک آگ بھڑکی ہے۔ جو اسفل جہنم تک جلیگی (انگریزی حاشیہ جلی ہے)
اور زمین کو اُس کی پیداوار سمیت کھا جائیگی (کھا گئی ہے) اور پہاڑوں کی بنیادوں کو جلا دیگی“۔
لیکن جس وقت انہوں نے ارجوب کے شہروں میں قدم رکھا ہوگا۔ اُس وقت اُن کی
حیرت اور بھی بڑھ گئی ہوگی کیونکہ پہلے کبھی اُنہوں نے ایسے گھر نہ دیکھے تھے۔ دیواریں کالے
پتھر کے بھورے بڑے بڑے ٹکڑوں سے بنی ہوئی تھیں۔ اور اُن میں سے بعض چار چار
فٹ موٹے تھے۔ چھتیں بھی سنگین تھیں۔ اور پتھر کی لمبی لمبی کڑیوں پر قائم تھیں

دروازے بھی پتھر کے تھے اور اُن میں پتھر کے کواڑ لگے ہوئے تھے جن کی چولیں پایوں میں جمی ہوئی تھیں اور یہ دروازے اِدھر اُدھر گھوم سکتے تھے۔ اور لوہے کی بڑی زنجیروں سے بند کئے جاتے تھے۔ اب یہ عمارتیں نہ تو ان مکانوں کی مانند تھیں جو اُن کے باپ دادوں نے مصر میں دیکھے تھے۔ اور نہ اُن خیموں کی مانند تھیں جن میں وہ خود بیابان میں رہا کرتے تھے۔ اور یہ گھر اس مصالح کے سبب سے جو قریباً لوہے کی مانند سخت تھا اور بے تحاشا استعمال کیا گیا تھا ایسے معلوم ہوتے تھے کہ گویا فی الواقع جباروں کے ہاتھ نے انہیں تیار کیا ہے۔ اور انہیں کے رہنے کے لئے بنے ہیں۔ اگر خدائے قادر کا زورآور بازو اُن کا ممد و مددگار نہ ہوتا تو یہ گلہ بان قوم جو فن حرب سے بالکل ناآشنا تھی ایسی جنگجو قوم پر کبھی فتح نہ پا سکتی اور نہ ایسے ایسے مضبوط قلعوں کو اپنے قبضہ میں لا سکتی ٭

قدامت کے ثبوت۔ ڈاکٹر پورٹر صاحب فرماتے ہیں کہ میں اسبات کو دیکھ کر نہایت متحیر ہُوا کہ بہت سے مکانات جو اب تک موجود ہیں بڑی قدامت کے آثار پیش کرتے ہیں۔ وہ تھوڑے سے مربع شکل بروج اور کھنڈرات جن کی نسبت کتبوں سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ سن عیسوی کی ابتدائی صدیوں میں تعمیر کئے گئے تھے۔ ان گھروں کی بڑی بڑی دیواروں اور موٹے موٹے سنگین دروازوں کے مقابلہ میں کچھ چیز نہیں۔ ان گھروں کی تجویز کی سادگی۔ اُن کی نیچی نیچی چھتیں اور اٹکل سے کاٹے ہوئے پتھروں کے بڑے بڑے کُندے جن سے یہ عمارتیں بنائی گئی ہیں۔ اور اُن کی دیواروں کا بڑا بڑا عرض۔ ایک ایسے وقت پر دلالت کرتا ہے جو رومی زمانہ سے کہیں پہلے تھا۔ بلکہ ممکن ہے کہ اُس زمانہ سے بھی پہلے ہو جس میں بنی اسرائیل نے اس ملک کو فتح کیا۔ لارڈ لینڈسے صاحب ان مکانوں کو رومی زمانہ سے منسوب کرتے ہیں۔ لیکن رٹر صاحب کی رائے یہ ہے کہ "یہ مکانات اسبات کی ابدی شہادت ہیں کہ بسن کو یہوواہ کے دست قدرت نے فتح کیا تھا"۔ پورٹر صاحب کی تصنیفات میں بسن کے مشہور شہروں میں سے کئی شہروں کی موجودہ حالت کا مفصل بیان پایا جاتا ہے۔ اور ذیل کے امصار اُن میں شامل ہیں مثلاً بعینی قدیم قنات (گنتی ۳۲ : ۴۲) بصرہ یعنی مواب کا قدیم بصرہ (یرمیاہ ۴۸/۲۴) سلکا دیعنی قدیم سلکہ (استثنا ۳/۱۰) قوریہ یعنی قدیم قریوت (یرمیاہ ۴۸/۲۴) اور ادرعہ یعنی قدیم ادرعی وغیرہ وغیرہ ٭

بیت جمول۔ ایک اور سیاح ہیں جن کا نام مسٹر سرل۔ ایل۔ گراہم صاحب ہے

اُنہوں نے مسٹر پورٹر صاحب کی نسبت بھی دور دور کا سفر کیا ہے۔ وہ ایک اُجڑے ہوئے شہر کی نسبت جو اب ام الجمال کہلاتا ہے۔ اور بائبل کا بیت جمول سمجھا جاتا ہے (یرمیاہ ۴۸/۲۳) اور جو شروع میں بسن کا ایک شہر تھا۔ (شاید اپنے بڑی وسعت کے سبب سے پایہ تخت بھی تھا۔) اور جسے موابیوں نے اُس وقت اپنے قبضہ میں کر لیا تھا۔ جس وقت اسرائیل کے دس فرقوں کو قید کر کے اسور کو لے گئے تھے۔ ذیل کے الفاظ تحریر کرتے ہیں۔ یہ شہر شاید اُن قدیم شہروں میں سے ہے جو مجھے زیادہ مکمل معلوم ہوئے۔ وہ چاروں طرف ایک اونچی فصیل سے جو مستطیل شکل کی ہے گھرا ہوا ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ اس کا احاطہ جدید یروشلم کی نسبت بڑا ہے۔ اُس کی سڑکوں میں سے کئی سڑکیں پختہ ہیں اور میں نے اس جگہ ایک اور چیز دیکھی جو کسی اور جگہ اب تک دیکھنے میں نہیں آئی تھی۔ یعنی شہر کے اندر کشادہ چوک تھے جو اُن جگہوں کی مانند جنہیں ہم سکوئر کہتے ہیں۔ کئی بڑی بڑی سرکاری عمارتیں بھی موجود تھیں۔ . . . . . . بعض بعض گھر خوب عالیشان تھے۔ اور تین تین کمرے نچلے فرش پر اور دو دو کمرے دوسری منزل میں رکھتے تھے۔ سیڑھیاں بڑے بڑے پتھروں کی بنی ہوئی تھیں اور وہ پتھر گھر کی دیواروں میں لگے ہوئے تھے۔ سیڑھیاں باہر کے رُخ اوپر کو جاتی ہیں۔ دروازے حسب معمول پتھر کے تھے اور بعض اُن میں سے جوڑ دار تھے جو کپڑے کی طرح تہ ہو جاتے تھے اور بعض نقش و نگار سے مزین تھے۔ جب میں اس شہر میں جا پہنچا تو جیسا میں ہر جگہ کیا کرتا تھا۔ ویسا ہی یہاں بھی کیا۔ یعنی اپنے عربی ساتھیوں کو سانڈھنیوں کی حفاظت کے لئے چھوڑا۔ اور چند اشخاص کو برجوں کے اوپر سنتریوں کے طور پر مقرر کیا۔ تاکہ دیکھتے رہیں کہ کوئی دشمن نہ آ جائے۔ اور پھر بندوق لیکر اس شہر کی قدیم جگہوں میں تن تنہا گھومنے لگا۔ پرانے گھروں میں سے ایک ایک میں گھسا۔ اوپر کی منزلوں پر گیا۔ کمروں کو دیکھا۔ غرضیکہ تمام جگہ کو خوب اچھی طرح دیکھا۔ ہر ایک کوچہ اور ہر ایک گھر اور ہر ایک کمرہ کو ایسا مکمل پایا کہ میں خیال کرتا تھا گویا میں یہ خواب دیکھ رہا ہوں کہ اکیلا اس شہر خموشاں میں پھر رہا ہوں جہاں سب کچھ مکمل اور آراستہ دیکھتا ہوں۔ مگر کسی کی آواز نہیں سنتا۔ الف لیلہ کی وہ کہانی مجھے یاد آتی تھی جس میں اسبات کا ذکر پایا جاتا ہے کہ ایک شہر تھا جس کی تمام آبادی سو سال کے لئے پتھر بن گئی تھی +

حوران کی زرخیزی جلعاد۔ ارجوب بالیاہ کے مشرق میں ایک سلسلہ کوہ واقع ہے

جو شمال اور جنوب کی طرف پھیلا ہُوا ہے۔ جسے اب جبل حوران کہتے ہیں۔ اس کی اطراف سے اسرائیلیوں نے بلوطوں کے وہ جنگلات دیکھے جن کے لئے بسن مشہور تھا۔ اس سلسلہ میں کا ایک پہاڑ موسومہ شکوۃ الحذر قریباً ۵ ہزار فٹ بلند ہے۔ غالباً وہی وُہ بسن کی مانند چوٹی دار پہاڑ ہے" جس کا ذکر زبور نویس کرتا ہے (زبور ۶۸/۱۵) لباہ کے مغرب میں مشرقی میدانوں میں سے ایک خوبصورت اور نہایت زرخیز میدان واقع ہے۔ یعنی مشہور حوران کا میدان جو دمشق کا غلہ خانہ سمجھا جاتا تھا۔ بسن کی بادشاہت میں نصف حصہ جلعاد کا بھی شامل تھا (جس طرح اس کا دوسرا حصہ سیحون کی بادشاہت میں داخل تھا) اور جلعاد کے پہاڑ جن پر بلوطوں کے درخت پائے جاتے تھے۔ اُس کی جنوب مغربی سرحد تھے۔ شمال کی طرف بسن کوہ ہرمون تک پھیلا ہُوا تھا۔ جس کی شاخوں میں سے ایک شاخ موسومہ جبل ہش اُس کا تیسرا کوہستانی سلسلہ تھا بحیثیت مجموعی یہ خطۂ زمین ایک نہایت دلکش اور خوشنما ٹکڑا تھا۔ فلسطین کی نسبت زیادہ سرسبز اور زیادہ سیراب تھا۔ مگر اپنے وقوع کے سبب سے اس قابل بھی تھا کہ مخالفوں کے حملوں کا تختۂ مشق بنا رہے۔ مسٹر بکنگہم صاحب لکھتے ہیں۔ کہ "ہم اس وقت ایک ایسے نظیر زرخیز زمین میں تھے جو نہایت خوبصورت اور قدرتی نظاروں سے پُر تھی۔ اور گھنے گھنے جنگلوں سے ملبس تھی۔ جس میں کئی قسم کے سرسبز ڈھلوان قطعے پائے جاتے تھے۔ اور کئی سُرخ رنگ کے وسیع میدان دیکھنے میں آتے تھے۔ زمین کا نقشہ ہر موڑ پر بدل جاتا تھا۔ اور نئے نئے خوشنما نظارے ہر مختلف جگہ میں سامنے لاتا تھا۔ اور وہ چمنستانی نظارے جو اِس سرزمین کے عام ویرانہ پن کی نحوست کو دور کرتے ہیں ہم کو اس قسم کی اور جگہیں یاد دلاتے تھے۔ جو اُن ملکوں میں واقع ہیں جو اس ملک کی طرح بے نگرانی نہیں چھوڑے گئے ہیں۔ پس جب ہم یہ دیکھتے ہیں کہ قدرتی نظاروں کا وہ شوق جو اب تک اسرائیلیوں کے پہلو میں سویا پڑا تھا۔ اب اُن کے اثر پذیر سینوں کو زور سے گدگدانے لگا۔ اور وہ طبیعت جو زرخیز کھیتوں کے حُسن پر فدا ہو جانے والی تھی۔ اب انہیں یہ شوق دلانے لگی کہ بسن ہی میں قیام اختیار کریں۔ تو ہمیں تعجب نہیں آتا۔ بلکہ ہم دیکھتے کہ موسٰے جیسے مسن آدمی نے بھی اس نظارہ کے مشاہدہ سے اپنے دل میں جوش کو انگڑائیاں لیتے دیکھا۔ چنانچہ وہ شاعرانہ جوش کی جھلک جو اُس کی آخری نبوت کے گیت میں جلوہ گر ہے اُس دلچسپ نظارہ کے ساتھ پوری پوری مطابقت رکھتی ہے۔ جس کے

درمیان اُس نے اُسے تحریر کیا تھا۔ معلوم ہوتا ہے کہ وہ تمام رنگ اُس نے لبن ہی سے لئے تھے جن سے وہ اسرائیل کی عجیب تصویر کھینچتا ہے جو ذیل کے الفاظ سے ظاہر ہوتی ہے "اُس نے اُسے زمین کی اونچی جگہوں پر سوار کیا۔ یعنی لبن کے اونچے پہاڑ پر"۔ تاکہ وہ حوران کے کھیتوں کا حاصل کھاوے" "اور اُس نے اُسے چٹان میں سے شہد اور سخت پتھر میں سے تیل چسایا"۔ یعنی لیاہ کے کالے رنگ والے بسالٹ پتھر سے۔ "اور گائے کے مکھن اور بھیڑ بکری کے دودھ اور برّوں کی چربی اور بسن کے جنے ہوئے مینڈھوں اور بکروں اور گیہوں کے گردوں کی چربی سمیت" (استثنا ۳۲: ۱۳، ۱۴)۔

فتوحات کی تواریخی خوبی۔ سیحون اور عوج کی سلطنت کو فتح کرنا بہت عرصہ تک ایک عجیب کارنامہ سمجھا گیا۔ اور اس قابل خیال کیا گیا کہ فرعون کی بربادی اور بحیرہ قلزم سے پار اُترنے کے واقعات کے سلسلہ میں شامل کیا جائے۔ سیحون اور عوج اپنے ہمسایوں کی طرح چھوٹے چھوٹے نواب یا سردار نہ تھے۔ بلکہ وہ زور آور بادشاہ اور بزرگ بادشاہ اور مشہور بادشاہ۔ ہاں بادشاہ گنے جاتے تھے۔ جو بہت سی جمعیت اور کمال درجہ کی دلیری رکھنے والے تھے۔ دو زبوروں میں۔ یعنی ۱۳۵ اور ۱۳۶ ویں زبور میں فرعون کی سزاؤں اور سیحون اور عوج کے زوال کا مذکور برابر برابر پایا جاتا ہے۔ گویا کہ وہ خدا کی بزرگی کو اور اُس کی رحمت کو جو اسرائیل پر تھی برابر ظاہر کرتے ہیں۔ زبوروں میں سے ایک زبور تو (یعنی ۱۳۶ واں) ممکن ہے کہ اُسی وقت لکھا گیا تھا۔ لیکن دوسرا شاید بہت عرصہ بعد تصنیف کیا گیا تھا۔ سو جب ہم دیکھتے ہیں کہ سالہا سال بعد جبکہ صیحون اور یروشلم خدا کا گھر بن گئے تھے۔ اُس وقت بھی سیحون اور عوج کی فتح بڑی شکرگذاری کے ساتھ یاد کی جاتی تھی۔ تو ہم جان لیتے ہیں کہ اس فتح نے قوم کے دل پر بڑا اثر پیدا کیا ہوگا۔ اور خدا کے پھیلے ہوئے بازو کا ایک عجیب نظارہ دکھایا ہوگا۔

چھٹی فصل

موآب اور مدیان

موآب - مابعد کی تاریخ - بلق - بلعام - اُس کی نبوت جو اُس کی مرضی کے موافق نہ تھی - بعل فغور کی بت پرستی

مدیان - یردن کے مشرق میں آباد ہونا - بعد کی تاریخ ٭

موآب - موآب کا ملک دُوسرا ملک تھا جہاں وہ اس کے بعد پہنچے - یہ موآب ادومیہ کے شمال کی طرف واقع تھا - اور بحیرہ مردار کے مغربی ساحل کے ساتھ ساتھ جاتا تھا - اور شمال مشرقی اطراف میں اس قدر پھیلا ہوا تھا کہ آخر کار بسن کی سرحد سے جا ملتا تھا لیکن موابیوں کو اموریوں نے اُن کے ملک کے زیادہ ہموار اور زرخیز ٹکڑے سے خارج کر دیا تھا - سو وہ اب صرف اُسی پہاڑی قطعہ کو اپنے قبضہ میں رکھتے تھے جو کہ ارنون کے جنوب اور بحیرہ مردار کے مشرق میں واقع تھا - پہاڑوں کا ایک سیاہ سلسلہ دریائے یردن کی مشرق میں واقع ہے اور ابیرم کے پہاڑ کے نام سے موسوم ہے - سیاح لوگ اسی کو اپنی کتابوں میں "موآب کی سیاہ دیوار" بتاتے ہیں - اور وہ ہموار قطعہ جو کہ یردن کے مشرقی کنارے اور یریحو کے مقابل واقع ہے "موآب کے میدان" کہلاتا تھا - موآب کے اضلاع نہایت زرخیز اور بہت آباد تھے - لیکن اب نبوت کے مطابق بے زراعت اور بے آباد ہیں - کیپٹن ٹرسٹرم صاحب نے اس سرزمین کی جو حبدید کیفیت تحریر کی ہے اُس سے معلوم ہوتا ہے کہ سوا کھنڈرات کے اس میں اور کچھ نہیں رہا - چونکہ آوارہ گرد اور قزاق عربی اس ملک میں بکھرے ہوئے ہیں - لہٰذا اس کے زرخیز میدان ویران پڑے ہیں - کیونکہ کوئی ایسی جگہ بونا نہیں چاہتا جہاں اُس کو کاٹنے کی امید نہ ہو ٭

مابعد کی تاریخ - موآب اپنے شمالی رشتہ دار عمون سمیت بابل کی اسیری کے بعد تک قائم رہا - لیکن اُس وقت کے قریب برباد ہو گیا یا یوں کہیں کہ عربیوں میں ملکر گم ہو گیا - اُن کے اکثر شہروں کے نام اب تک باقی ہیں مگر شہر خود غیر آباد اور اُجاڑ پڑے ہیں - وہ نبوت جو اِن ملکوں کی بربادی کی نسبت جو کسی زمانہ میں دولت اور رونق سے بہرہ ور تھے کی گئی تھی

عجیب طور پر پوری ہوئی۔ وہ بت پرستی جو بابل اور مصر میں رائج تھی پہلے ہی سے لوط کی اولاد میں پھیل گئی تھی۔ ان قوموں کی بے دینی سے صاف ظاہر ہے کہ بنی اسرائیل بھی ضرور باطل پرستی کے گرداب بلا میں گرفتار ہو جاتے اگر خداوند ان کے درمیان اپنے علم اور سچی عبادت کو قائم رکھنے کے لئے خاص خاص وسائل استعمال نہ کرتا ✤

بلق۔ موآبیوں نے بنی اسرائیل کو اپنی مشرقی سرحد سے بغیر کسی طرح کی روک ٹوک کے گذرنے دیا۔ لیکن اب جب انہوں نے دیکھا کہ سیحون اور عوج جیسے بادشاہ مفتوح ہو گئے ہیں تو وہ ڈر گئے کہیں ایسا نہ ہو کہ ہمارا بھی وہی حال ہو جو ان کا ہوا۔ یا تو انہیں اس کی خبر نہ تھی۔ اور اگر خبر تھی تو اس کی کچھ پروا نہ کی کہ خدا نے حکم دے دیا ہے کہ موآبی اور عمونی لوط کی اولاد ہونے کے سبب سے چھوڑ دئے جائیں۔ (استثنا ۲: ۹-۱۹) یا شاید انہوں نے یہ ارادہ کیا کہ اپنے ملک کے ان حصوں کو بنی اسرائیل سے لے لیں۔ جو اموریوں اور اہل بسن نے ان سے چھین لئے تھے۔ پس ان کے بادشاہ بلق نے اپنے رشتہ داروں اور ہمسایوں کو مثلاً مدیانیوں اور اسماعیلیوں کو جنہیں وہ اپنے دائرہ پر لا سکتا تھا اس منصوبہ میں گانٹھ لیا کہ بنی اسرائیل کے برباد کرنے میں اس کی مدد کریں۔ لیکن اس نے اسی پر اکتفا نہ کی بلکہ اور قسم کے مددگاروں سے بھی مدد کا جویاں ہوا۔ اس نے ایک نبی یا یوں کہیں کہ ایک مشرقی سیاح کی بابت بہت کچھ سن رکھا تھا۔ جس کا نام بلعام تھا۔ وہ ایک مشہور کسدی سیانا تھا۔ جس کی لعنتوں اور برکتوں کی نسبت یہ بات مشہور تھی۔ کہ ان میں بڑا اثر ہے۔ اب بلق کے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ اس قسم کا آدمی اس لڑائی میں جو بنی اسرائیل کے ساتھ ہونے والی ہے بڑا کام دیگا۔ کیونکہ اس نے دیکھا کہ بنی اسرائیل خدا کی مہربانی پر بڑا بھروسہ رکھتے ہیں۔ اور اس سے اس نے یہ استدلال کیا کہ وہ شخص جو آسمانی برکتوں اور لعنتوں کے نازل کرنے میں قدرت رکھتا ہے وہ ان پر ایسی مصیبت انڈیل سکتا ہے جو پھر کبھی دور نہیں ہو سکیگی ✤

بلعام۔ معلوم ہوتا ہے کہ خدائے واحد کا عقیدہ باوجود بت پرستی کی خرابیوں کے ہنوز باقی تھا کسی اور کے دل میں ہو یا نہ ہو بلعام کے دل میں ضرور موجود تھا۔ اس عجیب شخص کو نبوت کا انعام تو حاصل تھا۔ مگر نبوت کا فضل نصیب نہ تھا۔ وہ فوق العادت علم سے بہرہ ور تھا۔ لیکن اس خود انکاری اور راضی برضا رہنے کی خوبی سے محروم تھا جو ان

سچے نبیوں کو نصیب تھی جو اپنے علم کو صرف خدا کے جلال کے لیئے استعمال کرتے تھے
باوجود اس پرجوش آرزو کے کہ بلق کو خوش کرے اور اُن بڑے بڑے انعاموں سے جو اُس
نے دینے کا وعدہ کیا تھا متمتع ہو۔ وہ اتنی دلیری نہیں رکھتا تھا کہ اُس کی درخواست کو
یک لخت قبول کرے۔ سب سے پہلے خدا نے اُسے اپنا پیغام پہنچایا۔ اور اُسے بلق کے
قاصدوں کے ساتھ جانے سے منع کیا۔ لیکن اس کے ساتھ ہی بلق کی طرف سے یک
اور پیغام آیا۔ جو اپنے ساتھ پہلے کی نسبت اور بھی زیادہ مزدوری کا وعدہ لایا۔ جب بلعام
نے اپنے جانے کی نسبت خدا سے ہدایت طلب کی۔ تو اس کو جانے کی اجازت دی
گئی۔ لیکن اُس کے ساتھ یہ حکم دیا گیا۔ کہ وہی بات بولے جس کے بولنے کی پروانگی
خدا سے پائے مگر یہ اجازت دراصل سزا کی صورت رکھتی تھی کیونکہ بلعام کے دل کی یہی آرزو
تھی کہ وہ وہی کلام کرے جس سے اپنی فیس کمائے۔ جب وہ چلا جارہا تھا اُس وقت اُس کو
وہ عجیب جھڑکی ملی جس کی نسبت لکھا ہے کہ بے زبان گدھی کا مُنہ کھولا گیا اور وہ آدمی کی
طرح بولنے لگی تاکہ اس نبی کے دیوانہ پن کو ملامت کرے"۔

اُس کی نبوت جو اُس کی مرضی کے موافق نہ تھی۔ لیکن بلق کے پاس پہنچکر
اور رو برو یہ دیکھ کر جن سے ظاہر ہوتا تھا کہ کیسے عجیب طور سے بنی اسرائیل الٰہی فضل
سے بہرہ ور ہیں۔ اور یہ جان کر کہ جو لعنت اُن پر بھیجی جائیگی وہ اُلٹی بھیجنے والے پر نازل
ہوگی۔ یہ زر پرست نبی کانپ اُٹھا اور اُس کے خیالات خاک میں مل گئے۔ بلق کے ساتھ
یکے بعد دیگرے تین مختلف چوٹیوں پر گیا۔ یعنی پہلے بعل یا رے بلت بعل پر گیا
پھر اُس کے بعد پسگاہ پر اور پھر آخرکار فغور کی چوٹی پر پہنچا کہ شاید جگہ کی تبدیلی خدا کے ارادے
کی تبدیلی کو ظاہر کرے۔ لیکن وہ نبوت کی رُوح جو اُس میں تھی رُک نہ سکی اور اسرائیل
پر لعنت بھیجنے کے عوض اُس نے اُن کو اعلےٰ درجے کی برکت دی۔ عجیب طرح کے
فصاحت آمیز لہجے میں اُس نے مسیح کی طرف اشارہ کرکے کہا کہ وہ ستارہ ہے جو یعقوب
سے نکلیگا۔ اور وہ عصا ہے جو اسرائیل سے برآمد ہوگا تاکہ "موآب کی نواحی کو چکنا چور کرے
اور سارے بنی شیت کو تباہ کرے"۔

بعل فغور کی بت پرستی۔ بلعام اور موآب کے غضبناک اور مایوس بادشاہ کے درمیان
فساد برپا ہونے کا خطرہ تھا۔ کیونکہ بلق بیدین لوگوں کی طرح ایسے نبی کی کچھ پروا نہیں

کرتا تھا۔ جو بادشاہوں کی نظر التفات کی نسبت خدا کی مرضی کی زیادہ عزت اور پروا کرنے
والا تھا۔ لیکن بلعام نے بڑی چالاکی سے بلق کو خوش کرنے کی راہ نکالی اور اپنے انعام
پانے کی تدبیر بھی سوچ لی اور خدا کی برملا نافرمانی سے بچنے کی ایک تجویز بھی گھڑ لی۔ جس
طرح بہت لوگ کیا کرتے ہیں اسی طرح بلعام نے بھی ایک اور ہی طریق نکالا۔ وہ ایسی
سخت دلی نہ رکھتا تھا کہ عین خدا کی آنکھ کے سامنے نافرمانی کر کے اپنی دلی آرزو
کے پورا کرنے میں لگ جائے سو اس نے سوچا کہ میں ایک چھپی ہوئی راہ اختیار کر سکتا
ہوں۔ اور اس سے اپنی آرزوؤں کو اچھی طرح پورا کر سکتا ہوں۔ پس اس نے بلق کو
یہ صلاح دی کہ تم بنی اسرائیل سے دوستی کا رابطہ پیدا کرو اور ان کو موآبیوں کے بت پرستی
اور ناپاک تیوہاروں میں مبتلا کرو (گنتی ۲۵: ۱ و مکاشفات ۲: ۱۴) بعل فغور کی جو کہ موآبیوں
کا دیوتا تھا۔ ایسے دستوروں اور ریتوں سے پرستش کی جاتی تھی جو صریحاً ناپاک اور
شہوانی معلوم ہوتے تھے۔ بنی اسرائیل جن میں سے اکثر لوگ عالم شباب میں
تھے جلد اس پھندے میں پھنس گئے۔ اور کئی ان میں سے نفرت انگیز بدمستیوں میں
مبتلا ہو گئے۔ پس انہوں نے خود اپنے اعمال ناکردنی سے وہ آسمانی لعنت اپنے اوپر کھینچ لی
جس کے نازل کرنے کی قدرت بلعام نہ رکھتا تھا۔ ایک خوفناک وبا خداوند کی طرف سے
بھیجی گئی۔ جس نے چوبیس ہزار لوگوں کو ہلاک کر دیا۔ اس وبا کا اور نیز دیگر بلاؤں کا جو
بنی اسرائیل نے خود اپنے اوپر نازل کروائیں یہ نتیجہ ہوا کہ جب تھوڑی دیر بعد مردم شماری
کی گئی تو معلوم ہوا کہ ان کی تعداد اس وقت کی نسبت جبکہ انہوں نے ملک مصر کو چھوڑا
بہت کم ہو گئی ہے ٭

مدیان۔ موسیٰ کی آخری قومی خدمت یہ تھی کہ اس نے مدیانیوں پر حملہ کرنے کے لئے
ایک دستہ روانہ کیا۔ یہ مدیانی اسرائیلیوں کو گناہ میں پھنسانے کے معاملے میں موآبیوں کی
نسبت بھی زیادہ قصوروار تھے۔ موسیٰ نے ہر ایک فرقہ سے ایک ایک ہزار جوان انتخاب
کیا اور ان کو مدیانیوں کے برخلاف روانہ کیا۔ ان جوانوں نے ان کو بالکل تباہ کر دیا۔ بلعام
بھی اپنی مکاری کے انعام کا لطف اٹھانے کے لئے بہت دن تک نہ جیا۔ کیونکہ معلوم
ہوتا ہے کہ وہ بلق کے ساتھ اپنا معاملہ طے کرنے کے بعد اپنے وطن کو چلا آیا تھا۔ (گنتی ۲۴: ۲۵)
اور چونکہ وہ اس وقت جبکہ بنی اسرائیل نے مدیانیوں پر حملہ کیا ان کے ساتھ تھا سو وہ بھی ان کے

ساتھ تلوار سے مارا گیا۔ (گنتی ۳۱ : ۸)

یردن کے مشرق کا آباد کیا جانا۔ موآبی اس وقت بالکل دب گئے تھے سو اب کوئی اسرائیل کو سیحون اور عوج کے ممالک پر قابض آنے سے روکنے والا نہ تھا بشرطیکہ خدا اُن کو ایسے کرنے سے نہ روکتا۔ چونکہ یہ زمین چراگاہوں کے لئے عجیب طور پر مناسب واقع ہوئی ہے۔ اور چونکہ روبن اور جد کے فرقے بے شمار بھیڑ بکریاں رکھتے تھے۔ لہذا اُنہوں نے اس زمین کے لئے درخواست کی۔ اور بعد میں منسّی کے نصف فرقے نے بھی یہ اجازت مانگی۔ کہ ان اضلاع میں آباد ہونے کی رخصت اُن کو دی جائے۔ اور آخرکار یہ بات قرار پائی کہ اُن کے جنگی مرد اپنے خاندانوں اور بھیڑ بکریوں کو یہاں چھوڑیں۔ اور خود دوسرے فرقوں کے ساتھ دریائے یردن کو عبور کر کے ملک کے فتح کرنے میں اُن کی مدد کریں۔ اور جب یہ کام طے ہو جائے تو لوٹ کر جلعاد کی ڈھالو سرزمین۔ اور میدانوں اور بسن کے جنگلوں میں آباد ہوں۔ یہ اضلاع جو اس طرح حاصل کئے گئے اور آباد ہوئے بائبل کی معروف تاریخ میں "یردن کا پار" کہلاتے ہیں۔ اس دریا کی گہری وادی اس قطعہ زمین کو باقی حصہ ملک سے بالکل جدا کر دیتی ہے اس وادی سے زمین کی سطح اُن ڈھالو پہاڑیوں اور چھوٹوں میں سے اوپر اٹھتی ہے جن کے بیچ میں بے شمار وادیاں واقع ہیں جنہیں کئی ندی نالے سیراب کرتے ہیں۔ نقشہ پر نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ تمام ندیاں جو جھیل گلیل اور بحیرہ مُردار کے مابین یردن میں گرتی ہیں اُنہیں اطراف سے نکلتی ہیں۔

بعد کی تاریخ۔ چونکہ یہ خطہ یردن کی گہری وادی کے سبب سے اور نیز ملک کی قدرتی حالت کے سبب سے باقی فلسطین سے جدا تھا۔ لہذا اُس کے باشندوں کو یہودی تاریخ کے عام واقعات سے بہت کچھ تعلق نہ تھا۔ اس کے بڑے بڑے جنگی بہادر مثل افتاح جلعادی کے اور اُس کے بنی مثل ایلیا تشبی کے جو جلعاد کے باشندوں میں شمار کیا گیا۔ اگرچہ یہ معلوم نہیں کہ وہاں کا رہنے والا تھا یا نہ تھا۔ (۱ سلاطین ۱۷ : ۱) ایسے اشخاص تھے جو یعنی واقعات کے میدان میں نمودار ہونے سے پہلے گمنام تھے۔ اور جنہوں نے کسی طرح کی شہرت نہ پائی تاوقتیکہ وہ اعلےٰ درجے کی خدمات کے لائق نہ ہوئے۔ یہ وہ چھپنے کی جگہ تھی جسکی طرف لوگ خطرہ کے وقت پناہ کے لئے بھاگا کرتے تھے۔ یا محنت اور معمولی اشتغال سے تھوڑی دیر کے لئے آرام پانے کو جایا کرتے تھے۔ یہ وہ قطعہ تھا جس کی طرف

داؤد اُس وقت بیک بیک بھاگ نکلا تھا جبکہ ابی سلوم نے یروشلم پر قبضہ کر لیا تھا۔ اسی کے جنگلوں میں سے ایک جنگل میں اُن کی دونو فوجوں کے بیچ لڑائی ہوئی۔ اور اسی کے خاردار بلوطوں میں سے ایک بلوط کی شاخ پر سے وہ نوجوان باغی اُس وقت لٹکا ہوا تھا۔ جب کہ یوآب نے اُس کا کام تمام کیا۔ اسی سرزمین کی طرف داؤد کا بزرگ فرزند (یعنی خداوند مسیح) تنہائی اور دعا کے لئے جایا کرتا تھا۔ اور اسی کے شمالی حصہ میں جسے اہل روم پیریہ کہتے ہیں اُس کی بعض بلند پایہ تعلیمات کے موتی سلک تحریر میں پروئے گئے اور اُس کے بعض بڑے بڑے کلام ظہور پذیر ہوئے۔ آج کل سیاح لوگ بہت کم اُس میں جاتے ہیں۔ کیونکہ لوٹنے والے بدؤں کے ڈر کے مارے جو اُس کے ویران نالوں اور جنگلوں میں بھرے پڑے ہیں۔ مسافر لوگ اُس کی وادیوں میں دور تک نہیں جاتے +

ساتویں فصل

موسےٰ کی وفات

پناہ کے شہر۔ موسےٰ کے آخری کام۔ موآب کے میدان کا نظارہ۔ اُس کا آخری درس۔ پسگاہ سے ملک موعود کے نظارہ کو دیکھنا۔ وفات +

پناہ کے شہر۔ اُس زمانہ میں جبکہ بنی اسرائیل بیابان میں رہتے تھے۔ موسےٰ نے نئی نئی رسوم کو اُن ہدایات پر اضافہ کیا جو کہ وہ پہلے دے چکا تھا۔ وہ آخری احکام جو اُس نے اُن لوگوں کو پہنچائے پناہ کے شہروں سے علاقہ رکھتے تھے۔ ان شہروں میں سے تین دریائے یردن کی اِس طرف اور تین اُس طرف واقع تھے۔ اور اس غرض سے بنائے گئے تھے کہ اگر کوئی آدمی سہواً کسی شخص کو مار ڈالے تو ان میں جا کر پناہ گزین ہو +

موسےٰ کے آخری منصبی کام۔ مدیانوں کو تباہ کرنے کے بعد موسےٰ کا جنگی کام ختم ہوا۔ اس سے کچھ عرصہ پیشتر خدا نے اس کو یہ حکم دیا تھا۔ کہ یشوع کو بڑی سنجیدگی کے ساتھ اپنا جانشین مقرر کرے اگرچہ اس کے دل کی یہ تمنا ہوگی جیسے باپ کے دل کی تمنا

ہوا کرتی ہے کہ یہ افتخار اور اعزاز میرے بیٹے کو نصیب ہو تاہم اُس نے اسی وقت اپنی معمولی
اطاعت آمیز سرعت کے ساتھ خداوند کے حکم کی تعمیل کی۔ لیکن پسگاہ کی چوٹی پر سے اُسے
ملک موعود کا نظارہ دکھایا گیا تھا۔ اس کے بعد بہ ملا طور پر اپنی خدمت کو یشوع کے سپرد کرنا
اور لوگوں کو موآب کے میدان میں ایک طویل اور پُر اثر درس دینا۔ جس سے استثنا کی کتاب
مشتمل ہے وغیرہ وہ کام تھے جن کی انجام دہی کے بعد خدا کے بندے کی زمینی خدمات
ختم ہوئیں ‡

موآب کے میدان کا نظارہ۔ اس وقت اِس میدان کا نظارہ انتہا درجہ کا پُر تاثیر
ہوگا۔ کیونکہ اسرائیل کے لشکر اس کثرت سے اور اتنی دور دور پھیلے ہوئے ہونگے کہ موسےٰ
کی آواز وہاں تک نہیں پہنچتی ہوگی۔ لیکن معلوم ہوتا ہے کہ قوم کے فقط بزرگ اور سردار
ہر روز اُس کی سننے کو آتے ہونگے۔ اور پھر اُن میں سے ہر ایک اپنی اپنی جماعت
کو وہ باتیں جاکر سُناتا ہوگا جو اُسنے اپنے الہام یافتہ رہنما سے سُنی تھیں۔ کیسی حسرت اور
کیسے ادب کے ساتھ وہ اُس کی طرف دیکھتے ہونگے۔ اُن کے سامنے وہ بزرگ سر تھا
جسے یوکبد کے پیارے ہاتھوں نے ستانے والے فرعون سے دنوں میں چھپا کے
ٹوکرے میں رکھا تھا۔ اُن کی آنکھوں کے روبرو وہ شخص تھا جس کے سامنے ایک
طرف مصر کی دلکش چیزیں اور دوسری طرف خدا کے بندوں کے دکھ رکھے گئے
تھے تاکہ اُن میں سے ایک کو اپنے لئے انتخاب کرے۔ لیکن اُس نے بڑی سعادتمندی
سے خدا کے لوگوں کے ساتھ دُکھ اُٹھانا قبول کیا۔ اُن کے سامنے وہ آنکھیں تھیں۔
جنہوں نے حورب کے سایہ میں خدا کے فرشتے کو جلتی ہوئی جھاڑی میں دیکھا تھا اُن
کے سامنے وہ ہاتھ تھا جو مصر کے اوپر پھیلایا گیا تھا۔ جس نے اُسے ناگہانی آفتوں سے
زیر و زبر کر ڈالا تھا اُن کے سامنے وہ چہرہ تھا جو پہاڑ پر الٰہی جلال سے مہتاب کی طرح
منوّر ہو گیا تھا۔ اُن کے سامنے وہ آزمایا ہوا مرد کھڑا تھا۔ جس پر بار بار بے انصافی سے
طرح طرح کی تہمت لگائی گئی۔ لیکن اس نے اپنی آزمائشوں کو بڑی بُردباری اور حلم سے سہا
بڑی ایمانداری اور وفاداری سے لوگوں کی رہنمائی کی اور دانائی سے اُن کو وقت بوقت
صلاح دی اور اپنی عزت اور نفع کو صدقہ کر ڈالا۔ کیونکہ وہ انہیں پیار کرتا تھا ‡

اُس کا آخری درس۔ اب وہ لوگ آخری دفعہ اُس کی آواز سُن رہے تھے کوئی اور

قوم شاید کبھی ایسا قائم رہنے والا اور مؤثر کلام سننے کیلئے کبھی اس طرح فراہم نہ ہوئی ہوگی۔ جس طرح یہ لوگ فراہم ہوئے اور نہ کوئی درس ایسا مناسب حال دیا گیا ہوگا جیسا یہ درس تھا موسےٰ کی اصل غرض یہ تھی۔ کہ وہ خدا کو جو ایک واحد اور زندہ اور غیور خدا ہے اور اس کے ساتھ ہی اسرائیل پر رحم کرنے والا خدا بھی ہے ایک دلکش صورت میں اُن کے سامنے رکھے۔ پس اُس نے اُن کو وہ تمام باتیں یاد دلائیں جو خدا نے شریعت میں بیان فرمائی تھیں اور اُن تمام واقعات کی طرف متوجہ کیا جو اُس نے اپنی عجیب پروردگاری سے اُن کے لئے بہم پہنچائے تھے۔ پھر اُس نے اُس بڑے نبی کی طرف اشارہ کیا جو اُس کی مانند اُن کے درمیان برپا ہونے والا تھا۔ اور اس طرح اُن کے درمیان وہ انتظار کی روح پیدا کی جو زمانہ آئندہ کی طرف دیکھتی تھی اور جس میں موعودہ برکت وجود میں آنے والی تھی۔ اُس نے بڑے ہیبتناک رنگوں میں اس پرخوف فتوے کی تصویر بھی کھینچی جو بسبب نافرمانی کے نازل ہونے والا تھا۔ اور اس کے ساتھ ہی چمکتی ہوئی فصاحت سے اُن برکتوں کا مرقع کھینچا جو بسبب وفاداری کے نازل ہونے کو تھیں۔ اور پھر اِن ساری باتوں کا مطلب ایک نظم میں بھر دیا جو اپنی تاثیر اور خوبصورتی کے سبب سے بے نظیر ہے اور جو غالباً اس غرض سے لکھی گئی کہ سب لوگ اُسے حفظ کریں اور گایا کریں۔ اُس کی آواز کی آخری گونج مشکل سے بند ہوئی تھی کہ وہ اس نظارہ میں سے اوپر بلا لیا گیا۔ اس کے بعد جب موآب کے میدان میں سوگ کے تیس دن گذر گئے تو لوگوں کو یہ حکم ہوا کہ اپنے نئے رہنما کی سرکردگی میں ملک موعود پر حملہ کرنے کے لئے تیار ہوں *

پسگاہ سے ملک موعود کے نظارہ کو دیکھنا۔ اور اُس کی وفات: بحیرۂ مردار کے مشرقی اطراف میں پہاڑوں کا ایک سلسلہ پایا جاتا ہے۔ جو کہ جھیل کے کنارے پر مثل ایک کالی دیوار کے کھڑا ہے۔ ان پہاروں میں سے بعض تین تین ہزار فٹ اونچے ہیں۔ اس سلسلہ میں ایک جگہ پسگہ کہلاتی تھی جس کا سراغ اب نہیں مل سکتا شاید خدا نے قصداً اُسے پردہ خفا کے پیچھے ڈال دیا ہے اس جگہ سے موسےٰ نے اُس ملک موعود کو ایک نظر دیکھا جس کے دیکھنے کے لئے اُس کی جان تڑپتی تھی۔ جب اُس نے مغرب کی طرف اپنی آنکھ اُٹھائی تو یہودیہ کے پہاڑوں اور نیچے

میدانوں کو اپنے سامنے پایا۔ اور اُس نے اُن کے درمیان شاید حبرون اور مکفیلہ کی غار کو جہاں
اتنے مقدس لوگوں کی خاک دفن تھی پہچانا ہوگا۔ اور موریاہ کی سرزمین اور صیہون کے قلعہ کو دیکھا
ہوگا جو آنے والے جلال کے سبب سے نہایت نورانی تھا۔ لیکن ساتھ ہی آنے والے
گناہوں کے سبب سے ویسا ہی تاریک بھی تھا۔ شمال کی طرف اُس نے دریائے یردن
کو دیکھا ہوگا جو سانپ کی طرح بل کھاتا ہوا اپنے معتدل میدانوں کے بیچ سے گذر
رہا تھا۔ جس کی باریک طلائی دھار کچھ فاصلہ کے بعد زیادہ چمکیلے اور وسیع عرض میں
پھیلتی ہوئی دکھائی دی ہوگی۔ جس کے ساحل پر اُسے جو موسے کو جلتی ہوئی جھاڑی
اور پہاڑ پر دکھائی دیا۔ انسانی صورت میں ہوکر پھرتا تھا۔ اُس کے پیچھے اور دور یعنی شمال کی
پرلی سرحد پر حرمون اور لبنان کی برف سے ڈھپی ہوئی چوٹیاں اُس کو دکھائی دی ہونگی
اور اُن کے بیچ میں کئی زرخیز میدان اور سبزہ اور درختوں سے بھری ہوئی وادیاں نظر
آئی ہونگی جہاں کئی خوشحال اور شادمان گھرانے آباد ہوسکتے تھے اور خدا تعالے
کی پاک عبادت کی جاسکتی تھی۔ جب اُس کی آنکھیں اس خوشنما نظارہ سے سیر ہوچکیں
تو وہ عہد جو ابراہیم اور اضحاق اور یعقوب کے ساتھ کیا گیا تھا۔ اُس کے دل میں گونج
اُٹھا اور جب وہ اُن بزرگوں کی مانند اُن وعدوں کو یاد کررہے تھے جو ابھی پورے نہیں ہوئے
تھے اپنے دل میں خوش ہو رہا تھا۔ موت نے اُس کی آنکھیں بند کردیں۔ خدا نے غیبی
ہاتھوں سے اُسے ایک نامعلوم قبر میں دفن کیا ❖

آٹھویں فصل

اس زمانہ کی سوشل اور مذہبی حالت

سوسائٹی کی حالت بیابان میں۔ مذہب کے متعلق بڑی تبدیلی۔ لوگوں کی طبیعت اور مزاج۔ دنیا کی مذہبی تاریخ کی حالت
کی صورت جو کہ عبارات ترنیم میں ملتی ہے ❖

سوسائٹی کی حالت بیابان میں۔ جب ہم بنی اسرائیل کی سوشل حالت پر جیسی کہ

اُس زمانہ میں تھی جو بیابان میں گذرا نظر ڈالتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ اُس پر بہت کچھ کہنے کا
کا سرمایہ ہمارے پاس موجود نہیں ہے۔ وہ زمانہ ایک عجیب قسم کا زمانہ تھا۔ نہ تو اس میں اُن
کی عادات پختہ ہو سکتی تھیں۔ اور نہ وہ اُس میں برابر علوم و فنون میں ترقی کر سکتے تھے پس
بنی اسرائیل کے روزمرہ کاموں کا جو وہ چالیس برس کے عرصہ تک کرتے رہے صحیح اندازہ لگانا
واقعی مشکل کام ہے۔ جزیرہ نما کے بعض بعض بڑے حصوں میں خصوصاً اُس وادی میں
جو کہ ساحل کے پاس واقع ہے اور جو وادی مکتوب یعنی لکھی ہوئی وادی کہلاتی ہے۔ کئی
کتبے چٹانوں پر تحریر کئے ہوئے پائے گئے ہیں۔ جن میں مختلف اقسام کے حیوانوں کی
تصویریں اور مختلف حروف میں لکھی ہوئی عبارتیں شامل ہیں۔ ان میں بعض کا مطلب نامعلوم
ہے۔ ان کتبوں کی نسبت بہت سے خیالات پیدا ہوگئے ہیں۔ اور اُن میں سے ایک وہ ہے
جو انہیں بنی اسرائیل کی طرف منسوب کرتا ہے یعنی کہ یہ کتبے اُنہوں نے اُس وقت لکھے
جبکہ وہ سینا میں تھے۔ لیکن یہ ماننا پڑتا ہے کہ اس رائے پر کئی زبردست اعتراض کئے
جا سکتے ہیں پس یہ معاملہ ابھی تاریکی کے پردہ میں لپٹا ہوا ہے۔ مسکن کی ساخت۔ اور
اُس کے اسباب۔ اور کاہنوں کے لباس اور متبرک چیزوں کے متعلق خدا کی ہدایت کے
مطابق۔ اعلےٰ درجہ کے ہنر اور لیاقت کو ظاہر کرنے کا موقعہ اہلیاب اور بضلیل جیسے شخص
کو ملا جنہوں نے اُن ہنروں کو مصر میں تحصیل کیا تھا۔ لیکن سب باتوں پر نظر کرنے سے
معلوم ہوتا ہے کہ لوگ ان باتوں کو جو انہوں نے وہاں سیکھی تھیں بھول گئے تھے۔ بعض
بعض باتوں کے سبب سے تو اس کے لئے کچھ افسوس نہیں کرنا چاہئے۔ پر اگر اُن
لوگوں پر اس بات کا بھروسہ ہو سکتا کہ وہ اُنہیں فائدہ کے لئے استعمال کرینگے۔ تو وہ باتیں
جو انہوں نے مصریوں سے تعمیر اور بننے۔ اور برتن بنانے اور تصویر کھینچنے کے متعلق
سیکھی تھیں۔ بہت کارآمد ہوتیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ مقدس سرزمین پر قابض آنے کے بعد بہت مدت تک
وہ لوگ ان باتوں کی نسبت ایک قسم کی گنوار زندگی بسر کرتے رہے۔ اور داؤد اور سلیمان کے
زمانہ تک اُن کو اعلےٰ قسم کی طرز معاشرت کا سلیقہ نہ آیا۔ اور یہ بات کسی قدر عجیب معلوم ہوتی ہے
کہ عبرانیوں کے درمیان کوئی فرقہ ایسا نہ تھا جس نے اپنے تئیں اُن علموں میں لگایا ہو جنہیں
مصریوں کے درمیان ارباب علم و فضل تحصیل کیا کرتے تھے۔ اور پھر جب اُن کے درمیان
ایک خواندہ اور عالم گروہ پیدا ہوئی تو انہوں نے اپنی لیاقتوں کو ایسے طریق پر صرف کیا جو بالکل

تحسین کے لائق نہ تھا۔ یعنی اُنہوں نے توریت میں ایسی روایتیں اور تفسیریں ایزاد کیں جنہوں نے عموماً یا تو اُس کے مطلب کو زیادہ تاریک کر دیا۔ یا اسکی روحانی طاقت کو بالکل برباد کر دیا +

مذہب کے متعلق بڑی تبدیلی۔ لیکن اس صحرائی زمانہ میں مذہب کے اندر بڑی تبدیلی پیدا ہوئی پہلے تو خدا کا کلام ماں باپ سے فرزندوں کو زبانی ملا کرتا تھا۔ لیکن اب تحریر میں آگیا اسی طرح پہلے عام عبادت کے دستورات تھوڑے اور سادہ سے تھے۔ لیکن اب شمار میں زیادہ اور خاصیت میں مکمل ہو گئے۔ آگے کاہنوں کی کوئی خاص جماعت نہ تھی۔ اب ہارون کا خاندان کہانت کے کام کے لئے مخصوص کیا گیا۔ اسی طرح دنیاوی انعام و سزائیں اس وقت پہلے کی نسبت زیادہ توضیح کیساتھ مذہب سے وابستہ ہوگئیں طرح طرح سے مسیح اور اس کی نجات کی طرف علامتوں اور نشانوں کے وسیلے اشارہ کیا گیا۔ مگر یہ ہم نہیں جانتے کہ اسبات کو اُن کے چیدہ اشخاص کہاں تک سمجھتے تھے اور نہ ہم یہ جانتے ہیں کہ آیا عوام الناس بھی اسے سمجھتے تھے یا نہ سمجھتے تھے۔ لیکن نیا عہد نامہ یہ سکھاتا ہے کہ مصر سے خلاصی پانے کی تمام تجویز مسیح کی نجات کی ایک علامت تھی۔ اسی طرح من اور وہ پانی جو چٹان سے نکلا آسمانی روٹی اور پانی کے نشان تھے اور اسیطرح سردار کاہن خود اور تمام خونی قربانیاں مسیح کی علامت تھیں پھر ایک شخصی نجات دہندہ پر جو دنیا میں آکر نجات دینے کو تھا۔ اور خصوصاً اسبات پر کہ اُس میں انسانی اور الٰہی دونوں ذاتیں ہونگی اشارہ کیا گیا۔ غالباً نجات دہندہ کی نسبت سب سے زیادہ صحیح اشارے وہ تھے جو بلعام کے کلام میں پائے جاتے ہیں جس میں اُس نے ایک ستارے اور ایک عصا کی نبوت کی۔ اور پھر موسیٰ کے کلام میں بھی تھے۔ جس میں اُس نے اپنی مانند ایک نبی کے برپا ہونیکی خبر دی جس کی پیروی ہر ایک امر میں لازم تھی۔ اور پھر اُس الٰہی فرشتہ کے جو لوگوں کو خبریں پہنچایا کرتا تھا وقت فوقت کے نظارے اور نیز آسمانی نور کی وہ حضوری جو پاکترین جگہ میں خدا کی موجودگی کا نشان تھی اس بات پر اشارہ کرتی تھی کہ کلام مجسم ہو کر آدمیوں کے درمیان رہیگا۔ ان ضابطوں اور مکاشفوں کے سبب سے بنی اسرائیل واقعی ایک ایسی قوم ہو گئی تھی جو خدا سے نزدیک تھی" (زبور ۱۴۸ : ۱۴) لیکن یہ بھی ظاہر ہے کہ بنی اسرائیل کی بڑی اُمید ابھی پوری نہیں ہوئی تھی +

لوگوں کی طبیعت اور مزاج۔ اگر لوگوں کی طبیعت یا مزاج پر غور کریں تو یہ کہہ سکتے ہیں کہ جو لوگ مصر سے آئے تھے ان کے مزاج میں غرور اور جلد بازی اور بے ایمانی

اور بغاوت ایک افسوسناک درجہ تک پائی جاتی تھی۔ لیکن اُس پشت کا مزاج جو ملک موعود
میں داخل ہوئی بہت بہتر تھا۔ معلوم ہوتا ہے۔ کہ بیابان کی رہایش نے اور نیز ان ضابطوں
نے جو بیابان میں دئے گئے تھے۔ اُس میلان کو جو وہ مصر کی باطل پرستی اور بت پرستی
کی طرف رکھتے تھے۔ بالکل دور کر دیا۔ بیابانی رہایش کے شروع میں یہ رغبت حد
درجہ تک پہنچی ہوئی تھی (خروج ۳۲ باب) اور ہم استیفان کی تقریر سے سیکھتے ہیں۔ کہ وہ
مولک کے خیمہ اور رفان دیوتا کے تارے کو لئے پھرتے تھے (اعمال ۷ باب ۴۳) اس قسم
کی رغبتوں کو دور کرنے کے لئے بیابان کی تربیت عبث نہ تھی۔ جن بت پرستیوں کی طرف
لوگ بعد میں راغب اور ان کی تقلید کرنے کے درپے ہوئے۔ وہ آس پاس کی قوموں کی
بت پرستیاں تھیں۔ چالیس برس کی سخت تادیب نے اور اُن وباؤں نے جو بار بار
اُن پر نازل ہوئیں۔ اور اُن کے لشکروں میں تباہی برپا کر گئیں اور نیز اس افسوسناک
واقعہ نے کہ اُن کے باپ دادوں کی ہڈیاں بیابان میں سفید ہونے کے لئے چھوڑی
گئیں۔ اُن پر ایک عجیب اثر پیدا کیا۔ اور اِس کے ساتھ ہی خدا کے فضل کی ملائم تاثیریں
بھی ان کے درمیان کام کرتی رہیں۔ مثلاً خدا کی مدد اور اُس کے ہاتھ کا ہر وقت اُن کے
ساتھ موجود رہنا اور اُس زمین کا عطا کیا جانا جس میں شیر و شہد بہتے تھے اور اپنے بزرگ
آبا کے دیہاتوں کو بار بار یاد دلانا جنہیں بیر سبع اور حبرون اور سکم اور بیت ایل اور بہت سی دیگر
جگہیں بار بار اُن کی آنکھوں کے سامنے لاتی ہونگی۔ اسیطرح اُنکی ضروریات کا مہیا کیا جانا
اور ان کی قربانیوں کا مقبول ہونا۔ ایسی باتیں تھیں جنہوں نے کئی ایک دل
میں گناہ کا غم اور خدا کا بھروسہ پیدا کر دیا ہوگا۔ اور اب جب کہ یہ لوگ
یردن کو عبور کرنے والے تھے یہ خیال بڑا دلچسپ معلوم ہوتا ہے۔ کہ ان میں سے
کئی ایک کے دل خاکساری سے بھرے ہوئے بھروسے اور خوشی کی فرمانبرداری سے
تر و تازہ تھے۔ کہ ان میں سے بہت اپنے باپ ابراہیم کے ایمان میں اُس کی پیروی کرتے
تھے۔ اور اُس کی مانند اُس شہر کی طرف دیکھتے تھے۔ جو بنیادیں رکھتا ہے۔ جس کا
بانی اور بنانے والا خود خدا ہے ٭

دنیا کی مذہبی تاریکی۔ لیکن اسرائیل کے دائرے کے باہر دنیا کی مذہبی حالت
ایک ایسی تصویر سامنے لاتی ہے۔ جو اور بھی زیادہ تاریکی اور اندھیرے میں ڈوبی ہوئی

تھی۔ بلٹن صاحب اُن دیوتاؤں کی فہرست پیش کرتے ہیں۔ جن کی اُس وقت سوریا اور اس کے گردونواح میں اور دنیا کے دیگر حصوں میں پرستش کی جاتی تھی۔ اگرچہ اُن کا بیان شاعری کے معمولی زیورات سے مزین ہے تاہم اس میں شک نہیں کہ وہ بڑی صراحت سے ایک افسوس ناک حقیقت کو پیش کرتا ہے ؞

عستارات کی مورت جو کہ عستارات قرنیم میں ملی ہے۔ بسن کے شہروں کی بُت پرستی اور اُن کے جاہ و جلال کی طاقت کی کئی یادگاریاں اب تک باقی ہیں۔ تاکہ زمانہ حال کے لوگ اُن پر نظر ڈالیں اور دیکھیں۔ ان شہروں میں سے ایک پُرانا شہر عستارات قرنیم تھا یعنی دو سینگوں یا ہلال کی صورت کا عستارات" ابراہیم کے دنوں میں یہ شہر رفائیوں کی ایک مضبوط جگہ تھی (پیدائش ۱۴؍۵) اور بعد میں عوج کی سلطنت کے مشہور شہروں میں سے ایک شہر سمجھا گیا (گنتی ۳۲؍۳۴ یشوع ۱۲؍۴) یہ شہر عستارات یا عستاراتی دیوی کی پوجا کے لئے مشہور تھا۔ جو چاند کی دیوی کہلاتی تھی اور معلوم ہوتا ہے۔ کہ اسی نیر سے اس کا نام دو سینگوں یا ہلال کی عستارات پڑ گیا تھا۔ اس شہر کے کھنڈرات کے درمیان ڈاکٹر لوریٹر صاحب کو ایک بڑا بھاری سر ملا۔ جس کی شکل نہایت عجیب تھی۔ اس کا چہرہ تین فٹ چوڑا تھا۔ اور رخسارے بڑے بڑے مگر علم سنگ تراشی کی مناسبت اُن میں نہیں پائی جاتی تھی۔ آنکھیں ملائم اور عمدہ تھیں۔ ماتھا کم چوڑا تھا! بروئیں بھری اور سکڑی ہوئی تھیں۔ ماتھے پر ہلال کی سی شکل بنی ہوئی تھی۔ اور اُس سے اوپر کی طرف کرنیں اُٹھ رہی تھیں اور تمام چہرہ کے ارد گرد گھنی گھنی زلفیں پڑی ہوئی تھیں۔ اس میں شک نہیں کہ یہ مورت دیوی کی مورت تھی جس کے سامنے زمانہ گذشتہ میں کئی گھٹنے عبادت کے لئے ٹیکے جاتے تھے اور کون کہہ سکتا ہے۔ کہ یہ مورت اُن مورتوں میں سے نہیں جو اجرام فلکی کی مورتیں تھیں۔ جن کی پرستش کی طرف کم اعتقاد اسرائیلی راغب ہوئے اور جو اُن پر آخرکار بابل کی مصیبت لائیں۔؟ (اعمال ۷؍۴۳) ؞

ساتواں باب

یشوع اور کنعان کو فتح کرنا

موسٰے کی وفات سے یشوع کی موت تک

یشوع ۱ — ۴

پہلی فصل

ملک کا بیان

یشوع سپہ سالار۔ ملک کے نام۔ حدود اربعہ اور وسعت۔ کوہستان۔ دریائی وادی۔ یردن۔ زرخیز قطعے۔ ایک خوفناک ویرانہ۔ لائم سٹون کے چٹان۔ تین قدرتی حصے۔ یہودا یا یہودیہ۔ افرائیم یا سامریہ۔ گلیل۔ سمندر کا ساحل۔ اس ملک کا اور ممالک سے علیحدہ ہونا اور اُس کی علت غائی ۔

یشوع کی سپہ سالاری۔ اس وقت اسرائیل کے لشکر کا سپہ سالار یشوع ہے۔ اور وہ اس عہدہ کو اُسی اعلےٰ درجے کے بھروسے کے ساتھ اختیار کرتا ہے۔ جو اس نے چالیس برس کا عرصہ ہُوا۔ اُس وقت ظاہر کیا۔ جبکہ وہ بارہ جاسوسوں میں شامل تھا۔ اور لوگوں کو یہ نصیحت کرتا تھا۔ کہ وہ اس ملک پر حملہ آور ہوں اب جبکہ وہ اور اس کی فوج موآب کے میدان میں خیمہ زن ہیں۔ آؤ ہم ذرا اسی ہوبیرے کے لئے اس ملک کا ملاحظہ کریں۔ جو ابھی تھوڑے عرصہ بعد اُن کے قبضے میں آنے والا ہے ۔

ملک کے نام۔ یہ ملک کئی ناموں سے مشہور ہے اور مصر کے پُرانے کتبوں میں روتھن یا روٹنیا کی سرزمین کہلاتا ہے۔ پاک نوشتوں میں یہ ملک بنی اسرائیل کے قبضے میں آنے سے پہلے کنعان کی سرزمین کہلاتا تھا۔ اور جب بنی اسرائیل کے قبضہ میں آگیا۔ تو اسرائیل

کی سرزمین کہلانے لگا۔ اور اس کا یونانی اور رومی نام فلسطین۔ فلسطیوں سے ماخوذ کیا گیا تھا جو سمندر کے ساحل کے ایک حصّہ میں آباد تھے۔ اور پرانی قوموں کے درمیان قدیم سے مشہور تھے۔ "مقدس سرزمین" یہ نام اگرچہ صرف ایک ہی مرتبہ بائبل میں آیا ہے (زکر ۱۲/۲) تاہم یہ نام آجکل اُن مقدس باتوں کے سبب سے جو اس ملک سے وابستہ ہیں اور ناموں کی نسبت زیادہ مروّج ہے ✣

حدود اربعہ اور وسعت۔ جب خدا نے ملک کنعان کا وعدہ ابراہیم سے کیا۔ اُس وقت اُس کے حدود یہ بتلائے گئے تھے۔ کہ وہ وسعت میں مصر کے دریا سے لیکر دریائے فرات تک ہوگا۔ (پیدائش ۱۵/۱۸) پھر اس کے بعد یشوع کو بتایا گیا کہ اُس کی شمالی حد لبنان کے پرے حمات کے مدخل تک ہوگی (یشوع ۱۳/۱۵) اور پھر حزقیل نے جو رویا اسرائیل کے بحال ہونے کی نسبت دیکھی۔ اس میں یہ حکم صادر ہُوا کہ اُس کی پوربی سرحد حوران اور دمشق اور جلعاد کے درمیان سے اور اسرائیل کی سرزمین کے درمیان جو یردن پر ہے ہوگی۔ ان حدود کی صحیح وسعت کی نسبت بہت بحث ہو رہی ہے۔ ضرورت نہیں کہ ہم اس جگہ اس بحث میں گھسیں۔ تاہم اتنی بات صاف ظاہر ہے کہ وہ ملک جو خدا نے ابراہیم کی اولاد کو عطا فرمایا۔ وہ اُس سے بہت بڑا تھا جو یہودیوں کے قبضہ میں شاید داؤد اور سلیمان کے عہد تک رہا۔ وہ قطعہ زمین جو فلسطین کا ملک سمجھا جاتا تھا۔ وہی تھا جس کے حدود عموماً اس طرح بیان کئے جاتے ہیں (اگرچہ یہ بھی پورے پورے طور پر ٹھیک نہیں) کہ وہ (شمالی میں) دان سے لیکر (جنوب میں) بیر سبع تک پھیلا ہُوا ہے۔ اُس کے مغرب میں بحیرہ اعظم اور مشرق میں صحرائے آرام واقع ہے۔ یہ ملک خط استوا سے شمال کی طرف ۳۱ْ اور ۳۳ْ - ۳۰ درجات العرض کے مابین اور گرینج سے مشرق کی جانب ۳۴ْ اور ۳۵ْ نصف النہار کے درمیان واقع ہے اور انگریزی میلوں کے مطابق اس کی تمام لمبائی ۱۸۰ میل اور اوسط درجہ کی چوڑائی ۵۰ میل کے قریب ہے ✣

کوہستانی سلسلہ۔ زمین کے قدیم زلزلوں کے سبب سے فلسطین کے شمال میں دو کوہستانی سلسلے پیدا ہو گئے تھے۔ جو بعض بعض جگہ ہزار ہزار فیٹ کی بلندی تک پہنچے ہیں۔ اور ایک دوسرے کے مقابل خطوط متوازی کے طور پر واقع ہیں اور لبنان اور انٹی لبنان کہلاتے ہیں۔ یہ دونو سلسلے تمام ملک فلسطین میں پھیلے ہوئے ہیں گو بہت اُونچے

نہیں ہیں۔ یعنی اور پہاڑوں کی طرح نہیں۔ بلکہ سطحات مرتفع کی طرح۔ سینا اور بحیرہ قلزم تک
چلے جاتے ہیں۔ انٹی لبنان کا سلسلہ یردن کے مشرق کی طرف واقع ہے۔ اور اس میں بسن
اور جلعاد کی خوشنما اونچی سرزمین اور موآب کے پہاڑ اور کوہ شعیر واقع ہیں۔ اور یہ سلسلہ جبیل اکابہ
تک چلا گیا ہے۔ اور لبنان کا سلسلہ زیادہ نیچی سطح پر واقع ہے۔ اور تمام مشرقی فلسطین کے
بیچ میں سے گذرتا ہے۔ اور ملک کے ساتھ ساتھ ایک ٹیلے یا سطح مرتفع کی شکل پر ریڑھ کی طرح
چلا گیا ہے۔ کہیں کہیں ہموار میدان بھی آتے ہیں۔ لیکن زیادہ تر اس کے کناروں میں سے
چوٹیاں نکلتی ہیں جو پسلیوں کی طرح ایک طرف بحیرہ اعظم تک اور دوسری طرف دریائے یردن
تک جاتی ہیں۔ فلسطین کے بڑے بڑے شہر۔ مثلاً حبرون۔ یروشلم۔ سکم۔ سامریہ۔ اس
سطح مرتفع کے سب سے اونچے حصے پر واقع تھے۔ اور وہ تمام جگہیں جو سمندر کے ساحل
اور یردن کے میدان میں آباد تھیں وہ بہت نیچی سطح پر واقع تھیں۔ بعض محاورات
بار بار کلام الٰہی میں آتے ہیں جو اس بات کو جاننے سے حل ہو جاتے ہیں۔ مثلاً یروشلم
پر چڑھ جانا وغیرہ۔ یریحو کو اُتر جانا وغیرہ۔ مشرق کی طرف کی اُترائی مغرب کی نسبت بہت
ہی زیادہ تھی۔ اور اس کا سبب یہ تھا کہ یردن اور بحیرہ مردار کی وادی بہت نچان میں واقع
تھی۔ کیونکہ بحیرہ اعظم کی سطح کی نسبت بہت نیچے دبی ہوئی تھی۔ اور یہ نشیب یردن کے
منبع کے قریب بہت کم ہے۔ مگر جوں جوں یردن بحیرہ مردار کے نزدیک پہنچتا جاتا
ہے نشیب زیادہ ہوتا جاتا ہے حتّٰی کہ وہاں ۱۳۰۰ فیٹ سے کم نہیں۔

درمیانی وادی اور یردن۔ اس گہری وادی میں جو کہ دونو سطحات مرتفع کے درمیان
واقع ہے تین جھیلیں واقع تھیں۔ جھیل مروم اور جھیل جلیل تو شمال میں تھیں۔ اور
جھیل مردار جنوب میں تھی۔ اور دریائے یردن اُن کو باہم ملا دیتا تھا۔ دریائے یردن جھیل
مروم سے چند میل شمال کی طرف نکلتا ہے اور اس کے منبعوں میں سے ایک منبع سے
یعنی نبیاس کے چشموں میں سے جو قدیم دان کے قریب واقع ہیں جہاں ابراہیم نے
سوریتامیہ کے بادشاہوں کو شکست دی تھی اُس کا پانی بڑے زور شور سے بہتا ہے۔
پہلے پہل تو یردن کا پانی کئی مختلف ندیوں میں بہتا ہے۔ لیکن آخر مروم کے طاس
میں آکر ایک نالہ میں جمع ہو جاتا ہے اور پھر جھیل مروم سے نکل کر یہ دریا ایک نالہ میں
بہتا ہوا ایک وادی میں سے گذرتا ہے جس کی سطح اسی جگہ سے نیچے دبنے لگ جاتی ہے

اور جھیل گلیل تک زیادہ زیادہ نیچے ہوتی جاتی ہے۔ اس جھیل کا بیان ہم نئے عہد کی تاریخ لکھتے وقت کرینگے کیونکہ وہاں اس کا مذکور بہت دفعہ آتا ہے۔ گلیل اور بحیرہ مردار کے درمیان سیدھا فاصلہ کل ساٹھ میل ہے لیکن موڑوں اور بلوں کے سبب سے اس کا طول دو سو میل سے کم نہیں۔ یردن کے موڑوں کی طرف بائبل میں بار بار اشارہ کیا گیا ہے۔ لیکن انگریزی بائبل اس اشارہ کو بخوبی ظاہر نہیں کرتی ۱۸۴۸ء میں لفٹینٹ لنچ صاحب نے اپنے امریکن ہمراہوں کے ساتھ ایک کھلی ہوئی کشتی میں یردن کے سارے راستہ کا ملاحظہ کیا۔ اور دیکھا کہ دریا کے راستہ میں بار بار خوفناک تلاطم انگیز جگہیں آتی ہیں۔ چنانچہ انہوں نے ایسی جگہیں جہاں پانی نہایت زور شور سے بہتا تھا علاوہ تیز رو چھوٹی چھوٹی سی جگہوں کے ستائیس بڑی بڑی جگہیں پائیں اور بہت سے جزیروں کو بھی دیکھا اور یہ دریا جس کا عرض ۷۵ سے ۱۰۰ گز تک ہے گویا ایک نالہ میں جو خود ایک نالے کے اندر بہتا ہے۔ پانی کی دھار ایک تنگ اور چٹانی پاٹ کے اندر محدود ہے اور یہ پاٹ غور یعنی یردن کی وادی میں واقع ہے۔ یردن کی وادی ایک ایسا میدان ہے۔ جو دونو طرف ننگے پہاڑوں سے گھرا ہوا ہے۔ آجکل کی نسبت پہلے کسی وقت یہ میدان زیادہ سیراب تھا۔ یردن کا پانی طغیانی کے وقت بھی اپنے پاٹ کے کناروں سے باہر نہیں جاتا۔ لہذا دریا کے کنارے پر تو خوبصورت اور گھنی سبزی دکھائی دیتی ہے۔ لیکن میدان عموماً سوکھا اور خشک بیابان سا پڑا ہے ٭

زرخیز قطعے ۔ مذکورہ بالا خصوصیت کے سبب سے سدوم اور عمورہ کی بربادی کے بعد کوئی مشہور شہر یا گاؤں یردن کے کناروں پر نہ رہا۔ سوائے اُن حصوں کے جو یریحو کے قریب تھے۔ جنہیں اور جگہ کا پانی سیراب کرتا تھا۔ کہیں کہیں خوبصورت جگہیں مسافروں کی آنکھوں کو ترو تازہ کرتی ہیں۔ یعنی ایسی ایسی جگہیں جہاں پیازی رنگ اولینڈر اور قرمزی رنگ اینی مون۔ اونٹ کٹاروں کے ارغوانی پھولوں اور گیندے کے زرد پتوں سے ملکر عجیب طرح کی رنگ آمیزی پیدا کرتے ہیں یا ایسی جگہیں جہاں جھکے ہوئے بید کے بے شمار درخت اور پیڑوں پر چڑھی ہوئی بیلیں دکھائی دیتی ہیں۔ یا ایسی جگہیں جہاں بیت کے اونچے اونچے جنگل نظر آتے ہیں جن میں شیروں اور جنگلی سوروں کی مانندیں پائی جاتی ہیں۔ اور جہاں سارس گرمیوں کے موسم میں بسیرا

آتے ہیں۔ یا ایسی جگہیں جہاں درختوں اور جھاڑیوں کے اُلجھے ہوئے جنگل سامنے کرتے ہیں۔ جن میں بلبل چھپا تا ہے۔ یا ابابیل اپنے گھونسلے سے دھوپ کے وقت نکلتا ہے۔ لیکن ایسی ایسی جگہوں میں دریا کبھی اِدھر اُدھر بل کھاتا پھرتا ہے۔ کبھی شمال کی طرف اور کبھی مشرق کی جانب اور کبھی مغرب کی جانب جاتا ہے۔ غرضیکہ ایک آدھ گھنٹہ کے عرصہ میں قطب نما کی تمام سمات پر سے گھوم جاتا ہے۔ گویا یہ چاہتا ہے۔ کہ اسی خاموش وادی میں اِدھر اُدھر گھومتا پھرے۔ اور اپنے متبرک اور شیریں پانی کو بحیرہ مردار کے تلخ اور لعنتی پانی میں نہ ملائے ✢

لیکن جس طرف اس دریا کا گذر ہوتا ہے۔ وہاں ساری زمین ایک خوفناک ویرانہ ویران اور سنسان پڑی ہے۔ اس سنسان ویرانہ میں کسی طرح کی آواز تک نہیں آتی تھی۔ کیونکہ ہر ایک جاندار مخلوق جو ایسے ہولناک [illegible] گرمی اور اندھا کرنے والی روشنی کے سبب سے غائب ہو گئی تھی۔ ہوا بھی [illegible] میدان چلتی تھی تو ایسی معلوم ہوتی تھی کہ گویا کسی تنور کی ہوا ہے۔ دوپہر کے وقت ایسی معلوم ہوتی ہے کہ گویا اس آواز کی مانند ہے جو زلزلہ کی [illegible] اس کے درمیان پیدا ہوتی ہے۔ جہاں مینڈک چلاتے ہیں اور درختوں کے سوکھے ہوئے پتے مبروص بدن کی طرح داغ دار ہو جاتے ہیں۔ لیکن ایک مرتبہ پھر سرسبز اور خوبصورت میدان دریا کے کناروں پر یبوق اور جبال کے چشموں کے پاس آتے ہیں اور ان سے ذرا ہی دور آگے جا کر یردن اپنی قبر کے پاس جا پہنچتا ہے یعنی بحیرہ مردار کی خوفناک وسعت میں گم ہو جاتا ہے ✢

لائم سٹون چٹان۔ ملک فلسطین کے پہاڑوں میں جو پتھر پایا جاتا ہے وہ لائم سٹون ہے۔ اور اس کے سوا اور کوئی اس قسم کا پتھر نہیں ہوتا جس میں اتنی غاریں ہوں جتنی اس میں ہوتی ہیں۔ پس اسی واسطے پاک نوشتوں میں بار بار غاروں کی طرف اشارہ کیا گیا۔ اور ان ممالک کے جن کی خبرداری نہیں کی جاتی۔ اور جن میں زراعت نہیں کی جاتی لائم سٹون کے پہاڑ بالکل ننگے اور خاکی اور دلچسپی سے خالی معلوم ہوتے ہیں۔ یہی سبب ہے کہ آجکل مقدس سرزمین کے کئی اضلاع کی اجڑی سی حالت ایک دردانگیز صورت پیش کرتی ہے۔ تاہم یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے۔ کہ اور کسی زمین سے اتنی پیداوار برآمد نہیں کی جاتی جتنی لائم سٹون پہاڑوں کی زمین سے ہوتی ہے۔ بشرطیکہ اس

میں زراعت خبرداری کے ساتھ کی جائے۔ ایسی سرزمین تاکستانوں اور دیگر میوہ دار درختوں کے حق میں بہت مفید ہوتی ہے۔ وہی پہاڑی قطعہ جو بے پروائی کی حالت میں بالکل ننگا اور ہیبت انگیز معلوم ہوتا ہے خبرداری سے سرسبزی کے لباس سے ملبس اور زرخیزی سے مالامال ہو جاتا ہے یعنی اُسوقت جبکہ اُسمیں سیڑھی کیطرح دَرپیچ نیچے کھیتوں کے تختے بنائے جاتے ہیں۔ اور اُن میں انگور اور زیتون اور انار اور اور درخت لگائے جاتے ہیں۔ بنی اسرائیل اسی قسم کی زراعت کیا کرتے تھے۔ اور وہ پیداوار جو انکے گلستانوں سے پیدا ہوتی تھی ان کی دولت کا ایک خاص جزو تھا۔ میدان میں عام اناج مثل گیہوں اور جو کے بوئے جاتے تھے۔ علاوہ ان کے بہت سے وسیع ٹکڑے ایسے پڑے تھے جن میں نہ کبھی ہل چلا سکتے تھے اور نہ ہل جوت سکتے تھے۔ وہ عموماً "بیابان" کہلاتے تھے۔ اور وہاں گلے اور ریوڑ چرتے تھے۔ اگر اس ملک کا مقابلہ مصر اور عراق کے ساتھ کیا جائے۔ تو یہ کہنا بیجا نہ ہوگا۔ کہ ملک فلسطین واقعی ندیوں اور دریاؤں کا ملک تھا۔ لیکن خشک موسم میں یہ ندی نالے سوکھ جاتے تھے۔ اور پانی مصنوعی وسائل سے جمع رکھنا پڑتا تھا۔ یہی سبب ہے کہ چشموں اور حوضوں کا ذکر اکثر بائبل میں آیا ہے۔ اور اُن میں سے کئی ایک کے عجیب کھنڈرات اب تک موجود ہیں۔ لیکن ان میں سے فقط یردن ہی ایک ایسی ندی تھی جسے دریا کہہ سکتے ہیں۔

تین قدرتی حصے۔ یہوداہ یا یہودیہ ملک فلسطین فے الواقع پہاڑوں اور وادیوں کی سرزمین ہے اور وہ اس قدر بیشمار ہیں۔ کہ ان کے نام بتانا مشکل کام ہے تاہم اس ملک کی سطح کے بعض قدرتی حصے ایسے ہیں جنکو طالب اچھی طرح سے سمجھ لینا چاہیئے کیونکہ وہ اُس کی تاریخ پر بہت سی روشنی ڈالتے ہیں۔ قدرت نے مغربی فلسطین کو تین بڑے حصوں میں تقسیم کیا ہے۔ یعنی جنوبی اور وسطی اور شمالی حصوں میں اور اس علاقے کے تمام حصوں میں بخوبی راہ و رابطہ پایا جاتا ہے جو جنوبی حد سے عرض بلد کے تیسویں خط کے نزدیک تک پہنچتا ہے یا یوں کہیں کہ وہ چار ضلعوں کی متوازی شکل بناتا ہے جس کے مرکز کے پاس حبرون واقع ہے۔ اور جو پچیس میل اس شہر کے شمال اور پچیس میل اس کے جنوب کی طرف جاتا ہے۔ یہی وہ حصہ ہے جو پہلے یہوداہ کی سلطنت کہلاتا تھا۔ اور پھر نئے عہد کے زمانہ میں یہودیہ کہلانے لگا۔

افرائیم یا سامریہ - یروشلم سے چند میل شمال کی جانب اِس ملک میں کئی گہری وادیاں اور پہاڑی گھاٹیاں آتی ہیں۔ جن کے سبب سے اس ملک کے زیادہ شمالی حصّہ میں آنا جانا نہایت مشکل ہے۔ بنیادہ ٹکڑا جوان گھاٹیوں کے شمال میں واقع ہے۔ بہت درجے تک ایک علیحدہ سا ٹکڑا ہے اور ایک چوگوشہ شکل کا ٹکڑا اُس کے مرکز کے نزدیک سکم واقع ہے۔ بیس میل شمال کی طرف اور بیس میل جنوب کی طرف جاتا ہے۔ اور اُس سرزمین کو گھیرتا ہے جہاں افرائیم کا فرقہ جو یہوداہ کے فرقے کا بڑا ہمسر اور حریف فرقہ تھا بود و باش کیا کرتا تھا اور بڑی طاقت کے اوج تک پہنچا ہوا تھا۔ یہ خطہ دس فرقوں کی بادشاہت کا بڑا حصّہ تھا اور نئے عہد کے زمانہ میں سامریہ کی سرزمین کا ✢

گلیل - پھر اس کے بھی شمال میں ایک اور ضلع واقعہ تھا۔ جو کسی قدر میدانوں اور کچھ کچھ پہاڑوں سے مشتمل تھا۔ اور پرانے عہدنامہ کے زمانہ میں اس ضلع میں اسکار اور دان کے فرقے جو اور فرقوں کی نسبت کمزور اور کم مشہور تھے۔ رہا کرتے تھے نئے عہد کے زمانہ میں یہ سرزمین گلیل کا ضلع کہلاتی تھی ✢

سمندر کا ساحل - اس ملک کا بحری ساحل اسلئے عجیب اور مشہور ہے۔ کہ ایک سرے سے دوسرے سرے تک برابر ایک ہی طرز پر چلا جاتا ہے اس میں وہ قدرتی خلیجیں اور کھاڑیاں نہیں پائی جاتی ہیں۔ جو بندرگاہوں کے لئے نہایت ضروری ہوتی ہے۔ مثلاً یافہ جوکہ قدیم فلسطین کا سب سے عمدہ بندرگاہ تھا۔ درحقیقت بندرگاہ کے کام کے لئے ایک ناقص سی جگہ تھی۔ اس بحری ساحل میں اور فینکی ساحل میں جو کہ چند میل شمال کی طرف واقع ہے۔ جو فرق پایا جاتا ہے۔ وہ نہایت حیرت انگیز ہے۔ وہاں لبنان کے اونچے اونچے کناروں کے سبب سے جو سمندر کے اندر چلے گئے ہیں۔ بندرگاہوں کے لئے کئی راستے ہیں۔ عبرانی لوگ فینکیوں کی طرح جہازرانی کا شوق نہیں رکھتے تھے۔ وہ سمندر کیطرف ذرا بھی مائل نہ تھے کیونکہ بائبل میں سمندر عموماً خطرہ اور بے آرامی کی علامت کے طور پر استعمال ہوا ہے۔

اس ملک کا اور ممالک سے علیحدہ ہونا اور اس کی علّت غائی - صاف ظاہر ہے کہ اس ملک کی قدرتی حالت اس غرض کے پورا کرنے کے لئے جس کے واسطے یہ چُنا گیا ہوا تھا۔ نہایت موزون اور مناسب واقع ہوئی تھی۔ اور وہ غرض یہ تھی کہ ان کے درمیان سچے خدا کا عرفان اور عبادت محفوظ رہے اور اس میں دنیا کی بطالت اور غلطیاں راہ نہ پائیں

اور اس غرض کے پورا کرنے کے لئے یہ ضروری امر تھا کہ وہ چاروں طرف سے بند ہو۔ یعنی اور قوموں سے علیحدہ ہو۔ پس وہ صحرا جو کہ اس کے جنوب اور مشرق میں واقع تھا۔ اور سمندر جو کہ اس کے مغرب میں موجزن تھا۔ اور لبنان اور انٹی لبنان کی دیوار جو کہ اس کے شمال میں کھڑی تھی۔ اور جیسے گہری وادیاں کاٹتی تھیں۔ اس غرض کو بخوبی پورا کر رہی تھی۔ خدا کی یہی مرضی تھی۔ کہ اس سرزمین میں جو ہر طرح سے محفوظ تھی۔ یہودی قوم آباد ہو۔ اور وہاں خاموشی کے ساتھ کھیتی باڑی اور باغبانی کے پُرامن کاموں میں مشغول ہو جب تک وہ وقت نہ آئے کہ ان کی تاریخ ایک نیا پہلو اختیار کرے اور ان پر ایک نئی روشنی طالع ہو۔ جو دنیا کے تمام حصوں میں پھیل جائے۔

دوسری فصل

یشوع کا جنگ

یریحو کا مطیع ہونا۔ اس کی جائے وقوع۔ اس کی تاریخ۔ روحی بریحو جنگ کی تجویز۔ عی کو فتح کرنا۔ اضلاع متوسط کو فتح کرنا۔ سکم پر کا نظارہ۔ کوہ عیبال اور کوہ گرزیم۔ جبعونیوں کی چالاکی جبعون۔ پانچ بادشاہوں کو شکست دینا۔ جنوبی اضلاع کی فتح۔ مروم کی لڑائی۔ شمالی اضلاع کو فتح کرنا۔

یریحو کا مطیع ہونا۔ موسیٰ کی وفات کے وقت ہم یشوع کو یردن کے مشرقی کنارے پر ڈیرہ ڈالے ہوئے دیکھتے ہیں۔ جو یریحو کے مقابل واقع تھا۔ وہ یردن کی وادی کے نچلے سرے کے قریب اور بعض بڑے بڑے ضروری دروں کے پاس جو کہ مغرب کی طرف نکلتے تھے۔ واقع تھا۔ یشوع چاہتا تھا۔ کہ قبل اس کے کہ اپنی فوج کو ملک کے وسطی حصہ میں لے جائے۔ ان دروں کو اپنے قبضہ میں لائے۔ کیونکہ جب تک یریحو نہ لیا جاتا۔ اور برباد نہ کیا جاتا۔ بنی اسرائیل ایک قدم آگے نہیں بڑھ سکتے تھے۔ وہ ایک ایسا ضروری قلعہ تھا۔ کہ وہ اسے فتح کئے بغیر آگے نہیں بڑھ سکتے تھے۔ لہذا دو جاسوس بھیجے گئے تاکہ جا کر اسے اچھی طرح دیکھیں۔ لیکن بادشاہ کو ان کے جانے کی خبر ہو گئی۔ مگر راحب

جو کہ ایک عجیب قسم کی عورت تھی۔ اور جس کا چال و چلن پہلے اچھا نہ تھا۔ اُن کو چھپا لیا اس کو یہ یقین ہو گیا تھا کہ ملک اسرائیلیوں کو دیا جائیگا۔ اور اُس کے ایمان سے یشوع کو آگے بڑھنے کی ہمت ملی۔ ایک معجزہ کے وسیلے سے یردن کا پاٹ سوکھ گیا۔ تاکہ بنی اسرائیل کو گذر جانے کا موقع ملے۔ اور اس کا پانی جو اوپر سے آتا تھا مقام ادوم پر ضرارتن کے قریب کئی میل شمال کی طرف جمع ہو گیا۔ اور اُس کے نیچے کا پانی دریائے شور کی طرف بہ گیا۔ عہد کے صندوق کو کاہنوں کی جماعت نے صف باندھ کر اٹھا اور دریا کے منجدھار میں جا رکھا اور وہیں رہنے دیا جب تک کہ سب لوگ پار نہ اُتر گئے۔ یہ سب باتیں اسلئے ہوئیں کہ وہ خدا کی حضوری اور قدرت کو یاد کریں۔ اور جلجال پہ جس کے معنی ہٹانا یا ڈھکانا ہیں سب مردوں کا ختنہ کیا گیا تاکہ مصر کی ملامت اُن پر سے دور ہو جائے۔ کیونکہ صحرا میں بسبب عہد شکنی کے یہ رسم مدت مدید تک ادا نہیں کی گئی تھی۔ نیز اس جگہ عید فسح بھی بڑی سنجیدگی کے ساتھ منائی گئی۔ یریحو کے نزدیک یشوع کو عہد کا فرشتہ جنگی لباس اور جنگی خطاب کے ساتھ دکھائی دیا خداوند کے لشکروں کا سردار۔ تاکہ اُسے اس بات کا یقین دلائے کہ جو لڑائیاں اب جاری ہونے والی تھیں وہ اُن میں اُس کے ساتھ رہیگا۔ اور جب یریحو کا محاصرہ ہو رہا تھا تو اس عرصہ میں وہ لوگ چھ دن تک عہد کے صندوق کو ہر روز ایک مرتبہ یریحو کی دیواروں کے گرد لے جاتے رہے اور ساتویں دن سات مرتبہ لے گئے اور اُس دن ایسا ہوا کہ شہر کی دیواریں یک بیک گر گئیں۔ راحب اور اُس کے خاندان کو چھوڑ کر شہر کے باقی سب باشندہ تہ تیغ کئے گئے۔ شہر مسمار کیا گیا اور پھر اُس شخص پر جو پھر اُسے تعمیر کرنے کی جرات کرے۔ ایک سنجیدہ لعنت بھیجی گئی ✦

اس کی جائے وقوع۔ یریحو کھجور کے درختوں کا شہر" ائم سٹون کے پہاڑ کے دامن میں نہایت خوبصورتی کے ساتھ واقع تھا۔ اور اُس کے نزدیک بہت سے بڑے بڑے نالے بہتے تھے جو اب بھی اُس تمام جگہ کو جہاں تک آنکھ جاتی ہے خوبصورتی اور زرخیزی سے مزین کرتے ہیں۔ یہ نالے جو کہ گھنی اور اُلجھی ہوئی جھاڑیوں کے درمیان سے بہتے ہیں۔ اب بھی بہت سے ہرے ہرے مرغزاروں کو شاداب کرتے ہیں اور اگر کسی بات کی ضرورت ہے جو اس جگہ کو دنیا کی خوبصورت اور زرخیز جگہوں میں سے ایک جگہ بنائے تو اس بات کی ضرورت ہے کہ وہاں زراعت کی جائے۔ شروع ہی سے

یریحو بلسان کے درختوں کے سبب سے مشہور رہا ہے جن سے ایک ایسی عجیب اور شفا بخش خاصیتوں کا مرہم پیدا ہوتا ہے کہ ویسا اور کسی جگہ پیدا نہیں ہوتا۔ یشوع کے ایام میں ایک خوبصورت کھجوروں کا جنگل بھی وہاں موجود تھا۔ جو اب بلسان کے درختوں کی طرح بالکل مفقود ہو گیا ہے اور وہ وادی کے کنارے چلا گیا تھا اور قریباً آٹھ میل لمبا اور تین میل چوڑا تھا۔ یریحو اُس کے مغرب کی طرف۔ اور (گمان ہے) کہ جلجال اُس کے مشرق کی طرف واقع تھا۔ جب بنی اسرائیل جلجال کی طرف بڑھ رہے تھے اُس وقت اُنہیں جن کو مصر کا نقشہ یاد ہوگا میفس کے کھجوروں کا وہ جنگل یاد آتا ہوگا۔ جو بیناروں کے نزدیک واقع تھا۔ یہاں سے اُنہوں نے یریحو کی فصیل کو جو آسمان سے باتیں کر رہی تھی اور اس جنگل میں سے دکھائی دیتی تھی مشاہدہ کیا ہوگا۔ اور پیچھے کی طرف اُونچے پہاڑ نظر آتے ہونگے۔ جہاں وہ دو آدمی جو شہر کی جاسوسی کے لئے بھیجے گئے تھے چھپے رہے۔ یہ وہ نظارہ تھا جو ہر ایک شخص کے دل تو جس میں ایمان کا غلبہ نہ تھا ہلا دینے والا تھا۔ اور اس عجیب دلیری کا جو اس وقت بنی اسرائیل کو بھرپور کر رہی تھی۔ یہ ثبوت ہے کہ وہ چُپ چاپ اور بھروسہ کے ساتھ ایک ایسی مہم کو سر کرنے کے لئے آگے بڑھے جو بظاہر مشکل بلکہ محال نظر آتی تھی ؛

اس کی تاریخ۔ یریحو ایسی جگہ تھی کہ بنی اسرائیل نہ اُسے دشمن کے قبضہ میں چھوڑ سکتے تھے کیونکہ اگر ایسا کرتے تو یہ جگہ سخت خطرات کا باعث ٹھیرتی۔ اور نہ اُسے اپنی محافظت کے لئے پناہ گاہ بنا سکتے تھے۔ اگر دشمن اُسے لے لیتے تو وہ بہت خطرناک جگہ ہوتی۔ اور قلعہ کے لئے عبرانیوں کو اُس کی ضرورت نہ تھی۔ کیونکہ خدا اُن کا قلعہ تھا۔ اور معلوم ہوتا ہے کہ شاید یہی سبب تھا کہ اس پر یہ فتوے نازل ہوا کہ وہ بالکل حرم کیا جائے۔ لیکن باوجود اس لعنت کے یریحو پھر تعمیر کیا گیا (۱ سلاطین ۱۶ : ۳۴) ایلیا اور الیشع کے ایام میں نبیوں کا ایک سکول اس میں پایا جاتا تھا۔ اور یہ دونو نبی بھی اکثر اس جگہ آیا جایا کرتے تھے۔ ایلیا کی زندگی کے آخر میں ایلیا اور الیشع دونو یریحو سے یردن کے کناروں کی طرف جو چند میل کے فاصلے پر واقع تھے روانہ ہوئے اور نبیوں کے فرزند دور اُن چوٹیوں پر جو شہر سے اونچی تھیں کھڑے تھے تاکہ ایلیا بستی کو آسمان پر جاتے دیکھیں۔ ایلیا نے اپنے وطن کے نزدیک جا کر

دریا کو غالباً اُس جگہ سے نزدیک ہی ... عبور کیا جہاں سے بنی اسرائیل اُس وقت
اُس سے پار اُترے ۔ اور پھر اُسی جگہ کے نزدیک پہنچ کر جہاں سے موسیٰ جدا ہوا تھا ایلیا
ایک آگ کے رتھ پر سوار ہو کر آسمان پر غائب ہو گیا ۔

یریحو ... جو ... ملک فلسطین ... تھے اُس وقت کھجوروں کے درخت
اور بلسان کے باغات کے باعث ... مشہور ... معشوقہ کلیوپاترہ
کے حوالے کر دیا تھا پھر اُس کے بعد ہیرودیس اعظم نے اپنے لئے یریحو میں ایک عالیشان
محل تعمیر کروایا یہی وہ یریحو تھا جس میں سے مسیح اپنے آخری سفر کے وقت
گذرا جبکہ یروشلم کو جا رہا تھا اور اُسی راہ پر سے گذرا جس پر گولر کا درخت لگا ہوا تھا ۔
اور زکائی ... اُس درخت پر چڑھ گیا اور وہاں ... سے اُس راستہ
کو ... جو ... میں سے گذرتا تھا ۔ یہی وہ راستہ تھا جس سے اُس
کی تمثیل جو نیک سامری کی تمثیل کہلاتی ہے وابستہ ہے اور یوں آخر کار اپنے دوستوں
کے گھر بیت عنیاہ ... میں پہنچا جو پہاڑ کے پہلو پر ... واقع تھا ۔

جنگ کی تجویز ۔ یریحو کے جیتنے کے بعد یشوع نے قصد کیا کہ تمام ملک کے
... میں ... اپنے قبضہ میں لائے ۔ اگر کسی کو اس ملک سے ذرا بھی واقفیت ہو تو
اس بات کا سمجھنا مشکل نہ ہوگا کہ جو پہلو اُس نے اختیار کیا وہ حملہ کرنے کے لئے
اُس ... سب سے ... اختیار کر سکتا تھا نہایت موزون تھا اور وہ یہ تھی کہ ادوم کی
سرزمین ... سے گذر کر حملہ کرے ۔ اگر وہ تجویز ... اختیار کی جاتی تو کنعان کی تمام متحدہ
طاقتیں دان سے بیرسبع تک اُس کا مقابلہ کرتیں ۔ اور اُسے شمال کی طرف جاتے وقت
یکے بعد دیگرے ایک ایک چوٹی پر لڑائیاں کرنی پڑتیں ۔ اور پھر اغلب ہے کہ ان میں
سے ہر ایک اپنے تئیں اُس کے حملوں سے بچاتی ۔ اور اُدھر ادومی جو کہ اس کے پیچھے
آباد تھے جس وقت چاہتے اُسی وقت اُس پر آگرتے اور یوں وہ چاروں طرف سے مخالف
طاقتوں سے گھِر جاتا ۔ بس اُن کا کوہ شعیر کی گردا گرد سفر کرنا ۔ اور آگ کے سانپوں کے
بیابان میں سے گذرنا ۔ جو کہ ایک سخت مصیبت سمجھا جاتا تھا ۔ آخر کار ایک بڑی
برکت کا باعث ثابت ہوا ۔ کیونکہ اب وہ ملک جو کہ دریائے یردن کے مشرق میں واقع
تھا ۔ یعنی عوج اور سیحون کی سلطنتیں مطیع ہو چکی تھیں ۔ سو اب کوئی دشمن یشوع کے

کے پیچھے موجود تھا۔ اس تجویز میں ایک یہ خوبی تھی کہ وہ یردن کے غربی حصہ کے وسط پر حملہ آور ہو کر اسے دو ٹکڑوں میں تقسیم کر سکتا تھا۔ اور یوں شمالی قوموں کو جنوبی قوموں کے ساتھ ملنے سے روک سکتا تھا۔ اور ملک کے بیچوں بیچ اپنی جمعیت قائم کر کے وہاں کے لوگوں کو میدان میں آکر لڑنے کے لئے مجبور کر سکتا تھا۔ اور اس کا نتیجہ اگر حسب خواہش واقع ہوتا تو یہ ہوتا کہ بہت سا ملک ہی اُس کے قبضہ میں آ جاتا۔ پس جیسا عموماً خدا کی پروردگاری کے کاموں میں ہوا کرتا ہے ویسا اُس وقت بھی ہوا۔ کہ اُن کی مشکلات آئندہ بھلائی کا باعث ہوئیں +

عئی کو فتح کرنا۔ یریحو کے پاس سے ایک راستہ ملک کے اندرونی حصہ کی طرف جاتا ہے اور عئی اور بیت ایل کے پاس سے گذرتا ہے۔ یشوع نے ارادہ کیا کہ اُسے اپنے قبضے میں لائے اور اس مقصود کو پورا کرنے کے لئے چیدہ جوانوں کا ایک دستہ عئی پر حملہ کرنے کے لئے روانہ کیا۔ پہلے حملے کے وقت اسرائیلیوں نے زک اٹھائی۔ اغلب ہے کہ اس شکست نے یشوع کو بہت تکلیف پہنچائی۔ نہ صرف اس لئے کہ اُس کی تدبیر خاک میں مل گئی بلکہ اسلئے بھی کہ اس شکست سے ظاہر ہوا کہ اُس الٰہی مدد پر جس کا وعدہ اس سے کیا گیا تھا۔ آئندہ کچھ بھروسہ نہیں کیا جا سکتا۔ اکور کی وادی جس کے نزدیک شکست وقوع میں آئی تھی۔ ملک فلسطین کے حق میں گویا مفتاح الباب کا حکم رکھتی تھی اور اس وقت ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گویا "امید کا دروازہ" (ہوسیع ۲: ۱۵) اسرائیلیوں پر بند کر دیا گیا ہے لیکن بہت مدت نہ گذرنے پائی تھی کہ معلوم ہوا کہ شکست کی اصل وجہ خدا کی نافرمانی تھی۔ جو عکن نامی ایک شخص سے سرزد ہوئی تھی۔ جس نے یریحو کی حرم کی ہوئی چیزوں میں سے ایک چیز کو چرا کر چھپا رکھا تھا۔ اس مجرم کو قتل کر کے خدا کے الٰہی حکم اور اختیار کو بحال کیا۔ اور ایسا ہوا کہ عئی تھوڑے عرصہ کے بعد فتح کیا گیا۔ اس کا بادشاہ اور باشندے قتل کئے گئے اور وہ راستہ جو یریحو کے پاس سے گذرتا تھا یشوع کے قبضہ میں آیا +

اضلاع متوسط کا فتح ہونا۔ اس فتح کے سبب سے یشوع نے ملک فلسطین کے اضلاع متوسط پر ایک مضبوط گرفت پیدا کی۔ کیونکہ تھوڑی مدت کے بعد ہم اُسے سکم کے نزدیک عیبال کے پہاڑ پر دیکھتے ہیں جو کہ ان اضلاع کے مرکز میں قریباً تیس میل کے قریب شمال میں واقع تھا۔ ہم اس قدیم جگہ کی نسبت بہت کچھ کہہ چکے ہیں۔ یہ وہی جگہ تھی جہاں

ابراہیم نے پہلے پہل مقام کیا تھا۔ جہاں اُس کے پہلے وعدوں میں سے ایک وعدہ اس کے ساتھ کیا گیا تھا اور جہاں اُس نے خدا کے لئے پہلا مذبح بنایا تھا۔ اس زرخیز میدان میں یعقوب بھی کچھ عرصہ رہا تھا۔ یہیں وہ کنواں تھا جو اُس کے نام سے موسوم تھا۔ اور یہیں وہ جگہ تھی جو اُس نے یوسف کو میراث میں دی تھی۔ جہاں اب اس کی ہڈیاں دفن ہونے کو تھیں۔ اس وقت سکم کو جانے کی غرض یہ تھی کہ یشوع اُس حکم کی تعمیل کرے جو موسےٰ نے دیا تھا کہ جونہی وہ اس سرزمین میں داخل ہوں وہیں شریعت کی برکتیں کوہ عیبال پر سے اور اس کی لعنتیں کوہ گرزیم پر سے تمام جماعت کے سامنے سنائی جائیں +

سکم پر کا نظارہ۔ کوہ عیبال اور کوہ گرزیم۔ سکم کے دونو پہاڑ جن میں سے گرزیم جنوب میں اور عیبال شمال میں واقع ہے۔ ایک دوسرے سے بوسیلہ ایک تنگ وادی کے جدا ہوتے ہیں۔ چھ فرقہ ایک پہاڑ کے پہلو پر۔ اور چھ دوسرے پہاڑ کے پہلو پر کھڑے ہوئے اور کاہن اور لاوی نیچے وادی میں رہے۔ اور شریعت کی باتیں پڑھنے لگے۔ وہ فرقے جو گرزیم پر ایستادہ تھے برکتوں کے جواب میں آمین کہتے تھے۔ اور جو عیبال پر تھے وہ لعنتوں کے جواب میں آمین بولتے تھے۔ اس وقت یہ نظارہ نہایت مؤثر معلوم ہوتا ہوگا۔ عہد کا صندوق مرکز میں پڑا تھا۔ اور اُس کے اردگرد بزرگ اور حکام اور قاضی اپنے بزرگ سردار یشوع کے ساتھ کھڑے تھے۔ فرقوں کے جُدا جُدا جھنڈے اُن کی مختلف جگہیں بتا رہے تھے۔ جو خدا نے مقرر کی تھیں۔ اور لاکھوں اسرائیلی جہاں تک آنکھ جاتی تھی پرا باندھے کھڑے تھے۔ اور جب مرد اور عورت اور بچے ہم آواز ہو کر آمین کا نعرہ مارتے تھے۔ تو اُن کا نعرہ سچی عظمت کے ساتھ چٹانوں کے درمیان گونج اُٹھتا ہوگا۔ اور بڑی شوکت کے ساتھ پھیلتا ہوا آسمان کی طرف چڑھ جاتا ہوگا +

جبعونیوں کی چالاکی۔ خدا سے مشورہ نہ کرنے کے سبب سے یشوع کو جبعونیوں کے مکر کے سبب سے اُن کے ساتھ صلح کرنی پڑی۔ جبعونی حویوں کا جو عئی کے نزدیک بستے تھے ایک زور آور فرقہ تھا۔ اُنہوں نے آکر یہ کہا کہ ہم بڑے فاصلہ سے آئے ہیں۔ اور یوں اپنی پارسایانہ فروتنی سے یشوع کو اپنے دام تزویر میں گرفتار کیا +

جبعون۔ جیغون۔ (جواب الجب کہلاتا ہے) ایک چھوٹی سی پہاڑی کی چوٹی پر واقع ہے۔ جس کے اردگرد وسطی فلسطین کے نہایت زرخیز میدانوں میں سے ایک میدان پھیلا

ہُوا ہے۔ جو نرمی اور سرسبزی کے لحاظ سے مرغزار کی طرح معلوم ہوتا ہے۔ اور جس کی ... پر تاکستان۔ اور زیتون کے باغات جا بجا موجود ہیں۔ اور شاخیں چٹانی چوٹیوں ہیں سے جو اُس سے گھیرے ہیں۔ اس طرح نکل رہی ہیں جس طرح ستار مچھلی سے کرنیں نکلا کرتی ہیں۔ جبعون ہی کے چشمہ کے پاس داؤد کے عہد میں ابنیر نے شکست کھائی اور عماسا مارا گیا۔ (۲-سموئیل ۲ اور ۲۰) اور اسی جگہ سلیمان نے حکمت کے لئے خداوند سے درخواست اور اسے حاصل کیا۔ (۱-سلاطین ۳)

پانچ بادشاہوں کو نیچا دکھانا۔ جنوبی اضلاع کی فتح۔ جبعونیوں کو قبول کرنے کے تھوڑے عرصہ بعد۔ ملک کے جنوبی اضلاع کے تمام بادشاہوں نے ایکا کیا۔ کہ جبعونیوں کو سزا دیں۔ اور یشوع کی مخالفت میں علم بغاوت بلند کریں۔ بنی اسرائیل کا لشکرگاہ اس وقت جلجال تھا۔ پانچ بادشاہ جن کے دارالخلافے یروشلم۔ حبرون۔ یرموت۔ لکیس اور عجلون تھے۔ اپنی جمعیت فراہم کر کے جبعون پر چڑھ آئے۔ اس میں شک نہیں کہ ان کی خوفناک جمعیت کو دیکھ کر ڈر آتا ہوگا۔ لیکن یشوع کی دلیری اور تیزی اس موقع کے عین لائق تھی۔ چنانچہ وہ اپنی سپہ کو رات کے وقت اپنے ساتھ لے کر آناً فاناً بجلی کی طرح اپنے دشمنوں پر جا پڑا۔ جو اس وقت جبعون کے سبزہ میدان میں خیمہ زن تھے۔ اور انہیں شکست فاش دی اور بہتوں کو قتل کیا اور پھر انہیں پہاڑ کی چوٹی پر سے رگیدتا ہوا بیت حوران کے مغربی ریگذروں سے وادی تک لے گیا یہی موقع تھا جب سورج اور چاند عجلون کی وادی میں ٹھیرائے گئے تھے تاکہ یشوع کو فتح تمام کرنے کے لئے روشنی ملے۔ اس فتح کے بعد وہ ان بادشاہوں کے دارالخلافوں میں گیا۔ اور انہیں ایک ایک کر کے اسو قت اپنے قبضے میں لایا۔ اور اُن کے ایک ایک باشندے کو تہ تیغ کیا۔ اس جنگ سے فلسطین کا تمام جنوبی علاقہ بنی اسرائیل کے قبضے میں آ گیا۔

میروم کی لڑائی۔ شمالی اضلاع کو فتح کرنا۔ اب صرف شمالی یا گلیلی علاقہ رہ گیا تھا۔ جسے مطیع کرنا باقی تھا۔ یہاں پر اصلی فرقوں نے باہم ایکا کیا۔ اُن کا سرغنہ حصور کا بادشاہ یبین تھا۔ وہ تمام شہزادے جن کے مقبوضات اُن دنوں بحیرہ یا جھیل گلیل اور کوہ لبنان کے آس پاس واقع تھے۔ جنگ کے لئے فراہم ہوگئے۔ لیکن اُن کا بھی

وہی حال ہُوا جو اُن کے ہمسایوں کا ہُوا تھا۔ چنانچہ ایک لڑائی میروم کے پانیوں کے پاس واقع ہوئی۔ جس میں اُنہوں نے شکست فاش کھائی۔ اور اُس کے بعد اُن کے شہر اور ملک ایک ایک کر کے فتح کئے گئے ۔

تیسری فصل

بنی اسرائیل کے فرقوں کے حصّے

یشوع اور الیعذر کا زمین تقسیم کرنا۔ جنوبی فرقے۔ یہوداہ۔ اُس کے علاقے کی خاصیت شمعون اور دان بنیمین اضلاع متوسط کے فرقے۔ افرائیم اور منسّی۔ اسدرلان کا میدان۔ اسکا فلسطین کی جنگ گاہ۔ شمالی فرقہ زبلون۔ آشر۔ نفتالی۔ دان شہر۔ فینیکی۔ صور اور صیدا۔ سیلو سریا۔ اس کا نظارہ۔ دمشق۔ مشرقی فرقے۔ روبن۔ جاد۔ عموتی۔ غسی۔ لاویوں کا فرقہ۔ دینی دار الخلافہ۔ سیلا۔ لوگوں کے مجمع۔ مشرقی مذبح ۔

یشوع اور الیعذر کا زمین تقسیم کرنا۔ جب ملک کا اصل حصہ فتح ہو چکا تو یشوع کے لئے صرف یہ کام رہ گیا کہ الیعذر سردار کاہن اور فرقوں کے سرداروں کی مدد سے اس سر زمین کو اُن ساڑھے نو فرقوں کے درمیان تقسیم کرے۔ جنہوں نے ابھی تک اپنی بستیاں قائم نہیں کی تھیں ۔

جنوبی فرقے۔ یہودا۔ پہلا فرقہ جس کو ملک کا حصہ دیا گیا یہودا کا فرقہ تھا۔ اور جو قطعہ اس گھرانے کو ملا وہ ایک وسیع اور عجیب قطعہ تھا۔ اور بحیرہ شور سے مغرب کی طرف اور صحرائے جنوب سے شمال کی طرف پھیلا ہُوا تھا۔ اور اُس زمین کا جسے ہم نے جنوبی حصہ کہا ہے بہت سا حصہ اسی سے مشتمل تھا۔ پیچھے اس میں سے ایک ٹکڑا شمعون کو دیا گیا۔ مگر شمعون کا فرقہ کبھی مشہور نہ ہُوا۔ بلکہ یعقوب کی نبوت کے مطابق اپنے بھائیوں کے درمیان تتر بتر رہا۔ لیکن یہودا کی پہاڑی سر زمین "جسے یہودیہ بھی کہتے تھے" پرانے اور نئے دونو عہدناموں کے ایام میں مشہور تھی۔ یہاں گول گول پہاڑوں اور وسیع وادیوں کے درمیان یہودا کے گھرانے کا شیر ببر محفوظ تھا ۔ واقعی اس ویران سر زمین میں جو نصف سے زیادہ

بیابان کی مانند تھی۔ اور ان وحشی درندوں کے رہنے کی جگہ جن کا سراغ جیوں جیوں آگے بڑھتے ہیں بالکل مٹتا جاتا ہے۔ اُس کا یہ نام بڑا موزون تھا وہ اُس جگہ اس طرح جم جاتا ہے کہ پھر دان سے کبھی نہیں ہلتا۔ تاوقتیکہ تمام قوم برباد نہیں ہوتی۔ "فی الحقیقت وہ یعقوب کے الفاظ کے مطابق "شیر ببر بلکہ پرانے شیر ببر کی مانند جھکتا اور بیٹھتا ہے کون اسے چھیڑے گا" اور ہم دیکھتے ہیں کہ قاضیوں کے بے امن زمانہ میں یعنی عتنی‌ایل سے شمسون کے ایام تک یہوداہ کا گھرانا اپنے پہاڑی قلعوں کے درمیان سلامتی اور امن سے محفوظ رہا۔ انہیں خاکی رنگ پہاڑوں اور اُن کی وسیع غاروں میں وہ تیز چھوا نتیتر کی طرح اپنے دشمن کے سامنے سے پناہ گزین ہوا اور مخالف کی فوج کے برخلاف اپنے کو سنبھالتا رہا ۔

یہوداہ کے علاقہ کی خاصیت ۔ اس اونچے اور چٹانی علاقہ کی خاصیت نے اُسے بالخصوص انگوروں کی پیداوار کے لائق بنا رکھا تھا۔ لہٰذا یہوداہ اپنے تاکستانوں کے سبب سے بہت مشہور تھا۔ اسی کی وادیوں میں سے ایک وادی سے بارہ جاسوس موسیٰ کے پاس انگوروں کا خوشہ لے گئے تھے۔ جو انہیں اپنے کندھوں پر اُٹھانا پڑا۔ اور آجکل بھی اس علاقہ کے انگور تمام فلسطین میں سب سے عمدہ سمجھے جاتے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ یعقوب کی نبوت اس کے تاکستان کی کثرت اور عمدگی کی طرف لفظی طور پر بھی اشارہ کرتی تھی اور اسی طرح شاید ان انجیلی برکتوں کی بھرپوری کی طرف بھی اشارہ کرتی تھی جو اس گھرانے کے وسیلے تمام دنیا میں پھیلنے والی تھیں۔ اور وہ نبوت یہ ہے "وہ اپنا گدھا انگور کے درخت سے۔ ہاں ہاں اپنی گدھی کا بچہ خاص کر انگور کے درخت سے باندھیگا۔ وہ اپنا لباس مے میں اور اپنی پوشاک آب انگور میں دھوئیگا۔ اس کی آنکھیں مے سے لال ہونگی اور اُس کے دانت دودھ سے سفید ہونگے" یہوداہ کے سب سے مشہور شہر حبرون اور بیت لحم تھے۔ لیکن جب زمین تمام فرقوں میں تقسیم ہوئی تو حبرون کالب کو دیا گیا۔ جو پیدائش سے اس فرقہ کا شریک نہ تھا۔ اور نسل موعود سے خونی رشتہ رکھتا تھا۔ لہٰذا اُس کو شروع میں کوئی حصہ نہیں دیا گیا تھا۔ لکیس اور لبنہ اور دیگر فصیل دار شہر بہت دیر بعد مشہور ہوئے۔ اس علاقہ میں کوئی دریا نہیں بہتا تھا اور اگرچہ اس میں زیادہ تر پہاڑ پائے جاتے تھے۔ تاہم اُن میں سے کوئی ایسا پہاڑ نہ تھا۔ جو تواریخی دلچسپی رکھتا ہو یا کسی اور طرح مشہور ہو ۔

شمعون اور دان - یہوداہ کے اردگرد کئی اور گھرانے آباد تھے مثلاً شمعون کا فرقہ جنوب مغرب کی جانب اور دان کا گھرانا شمال مغرب میں اور بنیمین کا خاندان شمال کی طرف آباد تھا لیکن جو علاقے شمعون اور دان کے سپرد ہوئے اُن میں فلسطیون کی سرزمین بھی شامل تھی اور ان زور آور دشمنوں سے نزدیک ہونے کے سبب ان دونو گھرانوں کی زندگی سخت تلخی اور بے آرامی میں مبتلا تھی - یشوع نے فلسطیوں کو بالکل نہیں چھیڑا تھا - پس وہ داؤد کے زمانہ تک پورے پورے طور پر مغلوب نہ ہوئے - اُن کے پانچ بڑے بڑے شہروں کے نام جن پر اُن کے سردار حکمرانی کرتے تھے - یہ ہیں - عقرون - جاث - اشدود - غزہ اسقلون اور ایک مرتبہ دان کے گھرانے - یا شمعون کے خاندان کے لوگ سمسون کو جو صرعہ کا باشندہ اور دان کے گھرانے سے تھا اور نہایت مشہور آدمی تھا لائے تاکہ اُن کے زور آور ہمسایوں کا مقابلہ کرے - دان اور شمعون دونو اپنی اپنی بستیوں میں گمنام سے ہو گئے ابتدا میں دان کے فرزندوں کی ایک گروہ عین شمال کی طرف روانہ ہوئی اور وہاں دان کے شہر کی بنیاد ڈالی - جو کہ بائبل میں اس ملک کی شمالی حد سمجھا جاتا ہے ؁

بنیمین - جو ملک فرقہ بنیمین کو دیا گیا - وہ یہوداہ کے عین شمال میں واقع تھا اور عام قدرتی شکل و صورت میں یہوداہ سے مشابہت رکھتا تھا - لیکن وسعت میں بہت کم تھا - لیکن باوجود وسعت میں کم ہونے کے بہت سے بڑے بڑے واقعات کا منظر تھا - چنانچہ اسی چھوٹے بنیمین میں سے قوم اسرائیل کا پہلا بادشاہ نکلا تھا - اور اسی کی حدود میں ساؤل کا پایۂ تخت جبعہ واقع تھا اور اسی طرح یروسلم کا ایک حصہ خصوصاً مقدس شہر اسی کے حدود میں واقع تھا - اور اسی علاقہ میں شروع شروع میں (کیونکہ بعد میں دس فرقوں کی بادشاہت میں شامل ہو گیا) بیت ایل بھی داخل تھا جس کی چوٹیوں پر سے ابراہیم نے پہلے پہل ملک موعود کا مشاہدہ کیا - اور یعقوب نے اپنی عجیب رویہ دیکھی - یریحو اور جلجال بھی اسی فرقے کے قبضہ میں تھے - اور اسی طرح رامہ بھی جہاں رونے کی آواز سنی گئی اور نبی بھی - جہاں ہمارے خداوند نے بارہا سلامتی کے ساتھ اپنا وقت کاٹا اسی فرقہ کی حدود میں واقع تھا - اور اسی کے گہرے دروں میں سے ایک درہ پر جو مشرق کی طرف علاقہ بنیمین سے گذرتا ہے یشوع کی پہلی لڑائی یعنی عی کی لڑائی سرزد ہوئی اور پھر بیت حورن پر جو وادیٔ عجلون میں اور سطح مرتفع کے مغرب

ہیں واقع تھا یشوع نے اس وقت جب کہ آفتاب اور مہتاب ٹھیرے ہوئے تھے اُن بادشاہوں کو کامل شکست دی جنہوں نے آپس میں ایکا کیا تھا۔ اور پھر بہت سی مدت کے بعد ہم سنحریب کو نکماس پر دیکھتے ہیں جو اسی فرقہ کا ایک مشہور شہر اور ورہ تھا اور پھر بابل سے لوٹنے کے بعد یہوداہ مکّبی نے جو کہ آس پاس کی پہاڑیوں کا باشندہ تھا۔ بیت حوران کے پاس اپنی پہلی فتح حاصل کی۔ پھر یشوع کے زمانے سے پندرہ سو برس بعد جس طرح اس وقت ایکا کرنے والے بادشاہوں نے شکست کھائی اسی طرح رومی فوج نے شکست کھائی اور بیت حوران کے درے سے نیچے تک اُس کا تعاقب کیا گیا۔ پھر اس سے بھی ہزار برس بعد کروسیڈرس (مذہبی سپاہ) نے اسی راستے سے یروسلم تک پہنچنے کی کوشش کی۔ اور وہ کنواں بھی جو شاہ رچرڈ کا آخری قیامگاہ تھا وادی عجلون میں واقع تھا۔ زیتون کا پہاڑ بھی بنیمین کے فرقے میں تھا اور اسی طرح قریباً وہ تمام جگہیں بھی جو یروسلم کے اندر یا اُس کے قرب و جوار میں واقع تھیں جنہیں ہمارے خداوند کی تاریخ نے ایک غیر فانی شہرت کے تاج سے تاجدار کر رکھا ہے اسی فرقے کے قبضہ میں تھیں۔ پس اگرچہ بنیمین اسرائیل کے فرقوں میں سے ایک طرح سے چھوٹا سا فرقہ تھا۔ تاہم عظمت اور دلچسپ واقعات کے لحاظ سے اُن کی برابری کرتا تھا اور یہ بات بھی اُس کی جلالی خوبیوں میں کسی طرح کم نہ تھی۔ کہ پولوس جو غیر قوموں کا رسول تھا۔ اسی فرقہ میں سے نکلا تھا۔ جو اپنی نسبت ایک قسم کے فخر سے کہہ سکتا ہے کہ میں عبرانیوں کا عبرانی اور بنیمین کے فرقہ کا ہوں ؎

اضلاع متوسط کے فرقے۔ افرائیم اور منسی۔ افرائیم اور منسّی کے مقبوضات جو کہ بنیمین کے شمال میں واقع تھے۔ جنوبی فرقوں کے علاقوں سے قدرتی خاصیتوں کے سبب سے بہت مختلف تھے۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ وہ لمبا سلسلہ جو ملک فلسطین سے گذرتا ہے اس علاقہ میں جا بجا رنگ بدلتا ہے۔ مثلاً اُس میں بہت سے وسیع میدان اپنی زرخیز سطح میں پھیلائے ہوئے ہیں۔ اور جنوبی علاقوں کی نسبت اُس میں جُدا جُدا پہاڑ زیادہ پائے جاتے ہیں۔ زیادہ ندیاں بہتی ہیں۔ اور کئی لمبے لمبے قطعے سبزی اور گھاس سے سے بھرے ہوئے دکھائی دیتے ہیں۔ اسرائیل کی تاریخ میں بہت مدت تک افرائیم کا گھرانا ٹبازور آور گھرانا تھا۔ جدعون کے عہد میں۔ اور پھر افتاح کے ایام میں ہم دیکھتے ہیں

کہ افرائیم کے لوگ حسد سے بھر جاتے ہیں کیونکہ وہ اُس وقت یہ خیال کرتے ہیں کہ یا تو ہماری طرف توجہ نہیں کی گئی اور یا ہم کو ایک ادنےٰ درجے کے لوگ سمجھا ہے۔ اور اسی طرح اُس وقت جبکہ داؤد کے بادشاہ ہونے سے فرقہ یہودا کو ترجیح دی گئی۔ اس فرقہ کو بہت رنج پہنچا اور رحبعام کے عہد میں افرائیم کا دیگر فرقوں سے ملکر باغی ہو جانا یہ ظاہر کرتا تھا۔ کہ اُس کے حسد کا زخم ابھی تک اچھا نہیں ہُوا تھا۔ سکم جو ابراہیم اور یعقوب کے ایام میں مشہور ہو گیا تھا۔ اور جسے شاید یشوع نے ملک کا مالی دارالخلافہ مقرر کیا تھا افرائیم ہی کے قبضہ میں تھا اور اسی طرح سیلا بھی جو پہلا دینی پایہ تخت تھا۔ اور جہاں یشوع کی لڑائیوں کے بعد عہد کا صندوق بڑی سنجیدگی کے ساتھ رکھا گیا۔ اسی فرقہ کے علاقہ میں تھا اور سامریہ بھی جو کہ عمری کے دنوں میں دس فرقوں کی بادشاہت کا دارالخلافہ مقرر ہُوا یہیں واقع تھا۔ یشوع جو افرائیم ہی کے فرقہ میں سے تھا۔ اور یقین ہے کہ اس بات نے بھی اس فرقہ کو بہت درجہ تک بلند کیا ہو گا۔ اور پھر جدعون جو کہ قاضیوں میں سے نہایت شریف اور نیک قاضی تھا۔ اور اُس کے ستر شہزادے بھائی منسی کے علاقہ کے تھے جو افرائیم سے لگا ہُوا تھا۔ افرائیم کا پہاڑی علاقہ ہمیشہ قوم کی صف آرائی کی جگہ کا کام دیتا تھا جہاں قوم کے بچانے والے جو خدا کی طرف سے مقرر ہوئے تھے۔ اپنے ستانے والوں کے برخلاف بار بار مقابلہ کا علم بلند کیا کرتے تھے۔ دبورہ شمالی فرقوں میں سے تھی جو افرائیم کے پہاڑ میں رہا کرتی تھی۔ اور پھر تولا بھی جو اِسکار کے خاندان سے تھا اسی پہاڑ میں اسرائیل پر حکومت کیا کرتا تھا۔ اور افرائیم اور منسی ہی کی حدود میں شارون کا عمدہ میدان واقع تھا۔ جو اپنی عمدہ چراگاہوں اور خوشبودار درختوں کے سبب سے مشہور تھا۔ سمندر کے ساحل پر یافہ واقع تھا۔ جو ایک مدت تک فلسطین کا بندرگاہ رہا اور اس کے کچھ عرصہ بعد قیصریہ آباد ہُوا جو رومیوں کے زمانہ میں اس ملک کا دارالخلافہ تھا۔

اسدرلان کا میدان۔ اور اِسکار۔ وہ پہاڑ جو منسی کی شمالی سرحد پر واقع ہیں وہ ایک میدان کی طرف جھکتے جاتے ہیں۔ جو ملک فلسطین میں نہایت ہی مشہور اور معروف ہے۔ یہ میدان پاک نوشتوں میں یزرعیل اور کبھی مجدو کا میدان کہلاتا ہے اور زمانہ حال کے اہل جغرافیہ اسے اسدرلان کا میدان کہتے ہیں۔ یہ میدان فرقہ اِسکار کے حصہ میں آیا۔ اس علاقہ کی تاریخ تو نہایت ہی مشہور ہے لیکن اس فرقہ کی تاریخ اس قدر اس علاقہ سے وابستہ نہیں۔ نئے عہد نامہ کا علاقہ گلیل یہیں سے شروع ہوتا ہے۔ یہ میدان ایک نہایت

کشادہ قطعہ ہے جس کا عرض قریباً ۱۲ میل ہے۔ اس کے جنوب میں وسطی فلسطین کی پہاڑیاں واقع تھیں اور اس کے شمال میں لبنان کے اونچے اونچے پہاڑ کھڑے تھے جو اس سرزمین میں شمال مشرق کی سمت یردن کی وادی سے لیکر بحرِ اعظم تک شمال مغرب میں پھیلے ہوئے ہیں کئی میلوں تک کوہ کرمل کے چٹانی ٹیلے اسکی سرحد پر واقع ہیں جو کہ ایک ابھری ہوئی راس کی صورت میں سمندر کے اندر گھسنے ہوتے ہیں اور جو کہ زمین کی طرف نشیب دار ہوتے جاتے ہیں حتےّٰ کہ اُن کی سطح میدان سے آملتی ہے جب یہ میدان یردن کی وادی کے نزدیک آجاتا ہے تو اس میں تین پہاڑیاں آتی ہیں جو اُس میں سے شمال مغرب کے رُخ ہاتھ کی تین اُنگلیوں کی طرح گذرتی ہیں۔ اور وہ جلبوعہ اور ہرمون خورد اور تبور ہیں اُس کی شمالی حد گلیل کے پہاڑ ہیں۔ یعنی وہ پہاڑیاں جو ناصرت کے اردگرد واقع ہیں کیونکہ اُس کے کنارے کے پاس واقع ہیں۔ یہ میدان اُس پُرانے دریا یعنی دریائے قشن سے سیراب کیا جاتا ہے۔ جو کوہ کرمل کے شمال میں ایک تنگ راستہ سے گزر کر سمندر میں گرتا ہے ایک اور راستہ جو کہ اور بھی شمال کی طرف واقع ہے بیلس کو جاتا ہے۔ اور اُس سے ایکر یا ٹال مائس کی گول خلیج بنتی ہے۔ میدان کی شکل کاشت کے ایک بڑے کھیت کی مانند ہے اور اُس میں جا بجا زیتون کے درخت لگے ہوئے ہیں اور گاؤں آباد ہیں یزرعیل جہاں اخیاب کی محل پائے جاتے تھے۔ شونیم جہاں الیشع نے ایک لڑکے کو زندہ کیا تھا۔ اندور جہاں ساؤل نے ایک جادوگرنی سے صلاح لی تھی۔ بیت شان جس کی دیواروں پر فلسطیوں نے ساؤل اور اُس کے بیٹوں کی لاشوں کو رکھا تھا اور مجدو جہاں یوسیا مارا گیا تھا یہ سب شہر اسی علاقہ میں واقعہ تھے۔ کوہ کرمل پر ایلیا نے بعل کے کاہنوں کا مقابلہ کیا۔ اور روائیت بتاتی ہے۔ کہ تبور وہی جگہ ہے جہاں ہمارے خداوند کی صورت تبدیل ہوئی۔ اگرچہ زمانۂ حال کے سیّاح یہ خیال کرتے ہیں کہ یہ بات ہرمون پر جو کہ یردن کی وادی کے سرے پر واقع ہے ظہور میں آئی +

فلسطین کا میدان جنگ۔ لیکن یہ میدان زیادہ تر اپنی لڑائیوں کے سبب سے مشہور ہے واقعی یہ جگہ ہمیشہ سے جنگ گاہ کا کام دیتی آئی ہے یہیں تھاٹمیز سیوم نے اہل ختا کو بیشتر اس کے کہ بنی اسرائیل اس ملک پر قابض ہوئے شکست دی یہیں برق نے کنعانیوں کو اور جدعون نے عمالیقیوں اور مدیانیوں کو شکست دی یہیں عیلی کے ایام میں فلسطیون نے اسرائیلیوں پر پھر حملہ کیا اور ساؤل کو اور اس کے بیٹوں کو جلبوعہ کے پہاڑ

پر بار ڈالا - اسی جگہ کچھ عرصہ بعد بادشاہ یوسیاہ مصریوں کے ساتھ لڑتا ہُوا مارا گیا - غرضیکہ اسدرلان ہر لڑائی میں جو اس ملک میں واقع ہوئی نپولین بوناپارٹ کے مصر سے آرام کی طرف روانہ ہونے تک میدان جنگ کا کام دیتا آیا ہے - یہودی غیر قوم سارسین اور کروسیڈرس مصری فارسی ترک - عربی - اور فرانسیسی - غرضیکہ دنیا کی ہر قوم کے جنگی سپاہیوں نے اپنے خیمے اسدرلان کے میدان میں کھڑے کئے ہیں اور اپنے پھریروں کو تبور اور حرمون کی اوس سے بھیگا ہُوا دیکھا ہے پس چونکہ یہ علاقہ قومی جنگ جدل کیلئے مشہور تھا اسلئے غالب ہے کہ یہی سبب ہے کہ یہیں اُس کا حال بہت کم معلوم ہے کیونکہ وہ جسکی نسبت یہ کہا گیا تھا کہ "اُس کا مضبوط گدھا ہے جو دو بھیڑ سالوں کے درمیان اُٹھ بیٹھا ہے" اُس سے توقع نہ تھی - کہ ایسی بڑی مہمات کے سر کرنے میں شہرت پیدا کرے ٭

شمالی فرقے - زبلون - آشر - نفتالی - اسکار کے شمال میں زبلون آشر اور نفتالی کی بستیاں واقع تھیں - چونکہ یہ فرقے ملک کے ایک کونے میں بود و باش کرتے تھے - اسلئے اس ملک کی لڑائیوں میں شامل نہیں ہُوا کرتے تھے - آشر کے حق میں یہ نبوت کی گئی تھی کہ وہ اولاد کی برکت پاویگا - اور "اپنا پاؤں تیل میں ڈبوئیگا" - اور یہ بات اشارہ کرتی تھی زیتون کے درختوں کی کثرت پر جو اُس کے علاقے میں پائے جاتے ہیں اور یہ بھی اس کی نسبت کہا گیا تھا کہ اُس کے "جوتے لوہے اور پیتل سے ہونگے" - جو کہ لبنان کی کانوں سے لئے جائینگے - اور نفتالی کی نسبت جیسا پیدایش ۴۹ باب ۲۱ آیت سے ظاہر ہوتا ہے یہ کہا گیا تھا کہ وہ چھوٹی ہوئی ہرنی کی مانند ہوگا - یا جیسا بعض اشخاص کا گمان ہے اُس کی نسبت جو نبوت کی گئی اُس کا یہ مطلب تھا کہ وہ گھنے درخت کی طرح ہوگا - ایک سیاح نے نفتالی کا جو بیان تحریر کیا ہے اُس سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ گویا خودرو بلوطوں اور ناربین کے درختوں کا ایک باغ ہے تمام قطعہ پہاڑوں سے گھرا ہُوا ہے جو کہ لبنان کے دامن سے ہر طرف پھیلے ہوئے ہیں اور اس میں کئی عجیب خوبصورت نظارے کی جگہیں پائی جاتی ہیں - اگرچہ اس خطہ کا ذکر پرانے عہد نامہ میں بہت نہیں آتا - لیکن نئے عہد نامہ میں اس کا مذکور بار بار آتا ہے - انہیں زبلون کی پہاڑیوں سے جو کہ گرداگرد دیوار کی مانند کھڑی ہیں چھپا ہُوا ناصرت بس رہا ہے - جہاں وہ فرشتہ پہنچا جس نے مریم کو یسوع کی پیدایش کی خبر دی - اور جہاں کلام نے مجسم ہو کر اپنی زندگی کا بہت سا حصہ صرف کیا - اور یہاں سے کچھ فاصلہ یعنی اس فرقہ کی شرقی سرحد پر اور نفتالی

کے جنوبی کنارے پر جس جگہ پہاڑ جھیل کی طرف جھک رہے ہیں وہ پاک جگہ موجود ہے جہاں
اُس کے بہت سے معجزات ظہور میں آئے۔ اور زندگی اور خوبصورتی سے بھرے ہوئے
بیشمار الفاظ گویا قطرات شبنم کی طرح اُس کی زبان حقائق ترجمان سے برآمد ہوئے۔ ناصرت ایک
خاموش اور دہقانی علاقہ تھا۔ اور اُس کی جوانی کے ایام میں گیان دھیان میں رہنے کے لئے
ایک عمدہ جگہ تھی۔ جھیل تبریاس کے ساحل پر اور نیز اُس کے آباد شہروں اور کام میں
مصروف رہنے والے باشندوں کے درمیان اُس کی زندگی کے بہت سے کام سرزد ہوئے
وہ لعنت جو اُس نے خرازین۔ بیت صیدا اور کفرنحوم اور دوسرے شہروں پر بھیجی جہاں اُس کے
با قدرت کام وقوع میں آئے۔ ایسی شدت کے ساتھ نازل ہوئی ہے کہ اب ان کا اتنا
نشان بھی باقی نہیں رہا کہ کسی سیّاح کو اتنا پتہ تو اس سے ملے کہ وہ کہاں واقع تھے +
دان کا شہر۔ اور آگے بڑھ کر شمال کی طرف دریائے یردن کے منبع کے پاس شہر
دان واقع تھا۔ جہاں یربعام نے اپنے بچھڑوں میں سے ایک بچھڑا نصب کیا تھا۔
ایام مابعد میں قیصریہ فلپی وہاں آباد ہوا جہاں چوتھائی کے حاکم فلپ کا محل واقع تھا۔
اس جگہ کے قریب یسوع نے اپنے شاگردوں سے وہ مشہور سوال کیا جو ان لفظوں
میں مندرج ہے کہ لوگ کیا کہتے ہیں کہ میں کون ہوں اور اسی جگہ جو کہ مصلوب ہونے
کی مقرری جگہ سے بہت دور تھی اُس نے پہلے پہل اپنے مرنے اور دُکھ اُٹھانے کی
خبر دی۔ اور اسی علاقے میں کسی جگہ اُس کی صورت بھی تبدیل ہوئی۔ جیسا کہ جدید زمانہ
کے علما خیال کرتے ہیں شاید یہ وقوعہ اُس عالیشان پہاڑ یعنی لبنان کے کسی ایسے حصہ پر سرزد
ہوا ہوگا جس کی چوٹی برف سے چھپی ہوئی تھی جس کی سفیدی اُس کے لباس کی سفیدی
کا مقابلہ کرتی تھی۔ یہاں اُس کے سفروں کی غالباً شمالی حد تھی۔ یہاں اُس نے جلالی
نظارہ کے درمیان تھوڑے عرصہ تک دل اور دماغ کی تازگی اور آرام حاصل کرکے اپنا منہ
پھیرا۔ اور یروشلم جانے کا رُخ کیا +

فینیکی۔ صور اور صیدا۔ فرقہ آشر کے شمال مغرب کی طرف فینیکی یا صور اور صیدا کے ساحل کا
تنگ اور چٹانی قطع واقع ہے۔ اگرچہ اہل صیدا کنعان کی نسل میں سے تھے لیکن اُن کے برخلاف
کوئی خاص برباد ہونے کی لعنت نہیں کی گئی تھی۔ اور معلوم ہوتا ہے کہ بنی اسرائیل نے خیال کیا
کہ اُن کو چھوڑ دینا چاہئے۔ گو اُنکی سرزمین وعدہ کی زمین میں شامل تھی اور صرف وہی ایسے ہمسایہ تھے جنکے

ساتھ بنی اسرائیل ہمیشہ دوستانہ سلوک سے پیش آتے تھے اُن کا ملک ایسا علیحدہ واقع تھا کہ اگر تجارتی رشتہ درمیان حائل نہ ہوتا تو وہ اپنے ہمسایوں سے کسی طرح کا بھی تعلق نہ رکھتے لیکن فنیکی بڑی خوشی سے اپنی تجارتی اشیاء کو اسرائیل کے کھیتوں اور باغات کی پیداوار سے بدلا کرتے تھے۔ اور اُن کے درمیان بہت مدت تک باہمی دوستی کا رشتہ قائم رہا۔ سراپت فنیکی کے شہروں میں سے ایک شہر تھا جہاں ایلیاہ ایام قحط میں بھیجا گیا کہ ایک فنیکی عورت کو خوراک پہنچائے اور اُس کے بیٹے کو زندہ کرے۔ اور پھر اسی علاقہ کی کسی جگہ ایک اور فنیکی عورت ایلیاہ سے بڑے نبی کو ڈھونڈنے آئی۔ اور عجیب طرح کا ایمان ظاہر کر کے خوشی کے ساتھ اپنے گھر کو واپس گئی۔ کیونکہ اُس کی دُکھیا بیٹی چنگی کی گئی *

سلوسریا۔ صور سے چند میل شمال کی طرف سریا کے بڑے بڑے دریاؤں میں سے ایک دریا جس کا نام لیانٹیس ہے بحیرہ اعظم میں گرتا ہے۔ اگر ہم اس دریا کے کنارے سے اُس کے منبع کی طرف جائیں تو ایک گہری گلی یا گھاٹی میں سے ہو کر جو کہ سلسلہ لبنان میں سے گذرتی ہے اُس مشہور اور خوبصورت صوبہ میں آئینگے جو سیلوسریا۔ یعنی کھوکھلا سریا بہ سبب کھوکھلی جگہ میں واقع ہونے کے کہلاتا تھا جو کہ لبنان اور انٹی لبنان کے درمیان واقع تھی اُس کا موجودہ نام البتہ وہ وادی ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ اسی زرخیز میدان میں پناہ لینے کے لئے وہ کنعانی آئے جو یشوع کے فتحمند اسلاح کے سامنے بھاگ نکلے تھے۔ جب یہاں رہتے رہتے شمار میں بڑھ گئے تو دبورہ اور برق کے ایام میں جنوب کی طرف بڑھے۔ اور بنی اسرائیل کو اپنی خوفناک آہنی رتھوں سے ڈرانے لگے۔ اس میدان میں ربلہ واقع تھا جو یہودیوں کی تاریخ میں افسوسناک خیالات سے وابستہ ہے کیونکہ وہیں یہوداکا بادشاہ یہوآخذ کو شاہ مصر نے زنجیریں پہنائیں اور پھر اُسی جگہ اُس کا بھائی صدقیاہ اپنے بیٹے کو شاہ بابل کے ہاتھ سے قتل ہوتے دیکھ کر نابینا کیا گیا۔ ربلہ کے جنوب میں بعل بک واقع تھا۔ جو شاید سلیمان کا بسایا ہوا شہر تھا اور ایسا عالیشان تھا کہ اس سے بڑھ کر شاید انسان نے کبھی کوئی عالیشان شہر نہیں بنایا ہوگا *

اس کا نظارہ۔ پُرانے اور نئے عہدنامہ کے درمیان جو زمانہ حائل ہے اُس کے درمیان سلوسریا کے لئے بہت دیر تک شاہان مصر اور سریا کے درمیان جنگ ہوتی رہی۔ اور بار ہا ایک بادشاہ کے ہاتھ سے نکلکر دوسرے کے ہاتھ میں چلا جاتا تھا۔ اس قطعہ کا نظارہ نہایت دلچسپ اور عالیشان ہے۔ جہاں دریائے لیانٹیس کی وادی لبنان سے ملتی ہے اُس

جگہ وہ وادی بہت تنگ ہوگئی ہے۔ اور چٹان عمودوار کھڑے ہیں اور کسی کسی جگہ اُن کی اونچائی دس یا بارہ فیٹ کے برابر ہے۔ شمال مغرب کی طرف اس وادی کی سرحد پر لبنان کی برفانی چوٹی کھڑی ہے۔ اور اُس کی جنوب مشرقی سرحد پر اور بھی زیادہ برف سے ڈھنپی ہوئی چوٹی کوہ حرمون کی موجود ہے۔ ہری ہری چراگاہوں اور لہلہاتے ہوئے تاکستانوں سے یہ میدان بھرا ہوا ہے لیانیٹس کے منبع کے پرے ایک عجیب درہ آتا ہے جس میں سے پہاڑی سلسلہ کے بیچ سے سمندر کو ایک راہ نکلتی ہے جس کی نسبت بعضوں کا گمان ہے کہ وہ حامات کا مدخل ہے جو کہ ملک موعود کی شمالی سرحد پر واقع تھا۔ اس سے تھوڑے سے فاصلے پر دیودار کے جنگلات کا تھوڑا سا باقی حصہ موجود ہے جو کسی زمانہ میں ہر جگہ لبنان کا جلال اُسکی شوکت سمجھے جاتے تھے۔ یہ دیودار جو اب شمار میں بہت تھوڑے رہ گئے ہیں لبنان کے ایک اُبھرے ہوئے مغاروں میں کھڑے ہیں جو سمندر کی سطح سے قریباً ۶۱۷۲ فیٹ بلند ہے۔ لیکن اُن کے اردگرد بے شمار کم عمر دیودار کھڑے ہیں جو بعد میں اُگے تھے۔ دور سے دیکھنے سے تمام قطعہ ایک چھوٹی سی سبز جگہ معلوم ہوتا ہے گویا صرف آدمی کے ہاتھ کے برابر یعنی چھوٹے چھوٹے درختوں کا ایک ایسا جھرمٹ معلوم ہوتا ہے کہ دیکھنے والا یہ خیال کرتا ہے کہ گویا بلوط کی ایک جھاڑی سی کھڑی ہے۔

دمشق۔ حرمون کے مشرقی پہلو اور بسن کی شمالی سرحد کے درمیان کئی ریاستیں موجود تھیں۔ جن کا کچھ کچھ ذکر بنی اسرائیل کی تاریخ میں آتا ہے۔ اُن میں سے ایک چھوٹی سی سلطنت جسور کی تھی یہ وہی جگہ ہے جہاں ابی سلوم بھاگ گیا جبکہ یروشلم سے جلاوطن کیا گیا تھا۔ اور وہاں کے بادشاہ کی ایک لڑکی اُس کے ساتھ بیاہی گئی۔ علاوہ اس کے معکہ کی بادشاہت اور ضوبہ کی بادشاہت بھی یہیں تھیں۔ لیکن ان میں سے سب سے زیادہ مشہور وہ سلطنت تھی جس کا دارالخلافہ دمشق تھا۔ یشوع کے ایام میں بھی دمشق ایک قدیم شہر سمجھا جاتا تھا۔ کیونکہ ہم اس کا ذکر ابراہیم کے دنوں میں پڑھتے ہیں۔ چنانچہ لکھا ہے۔ کہ اُس کے گھر کا مختار دمشق کا الیعذر تھا۔ اس شہر کی جائے وقوع عجیب ہے انٹی لبنان کے مشرقی دامن کے پاس ایک میدان میں یروشلم سے آٹھ دن کی راہ کے فاصلے پر واقع ہے۔ اس میدان کو دریائے کری سار وہو آس سیراب کرتا ہے جسے متقدمین براوا کہا کرتے تھے۔ اور جس کی نسبت یہ گمان کیا جاتا ہے کہ وہ نعمان کے زمانہ کا فرفر یا اباتہ

ہے (۲ سلاطین ۵: ۱۲) کئی میلوں تک یہ شہر زرخیز کھیتوں اور باغوں سے گھرا ہوا ہے - اور کئی میل تک برادا اور دیگر ندیاں اس کو سیراب کرتی ہیں - اس جگہ کی گھاس وغیرہ ایسی تازہ اور سبز معلوم ہوتی ہے کہ اہل مشرق دمشق کی نسبت کہا کرتے ہیں کہ وہ زمرد کے بیچ میں موتی کی طرح واقع ہے - جب کوئی سیاح انٹی لبنان سے اُس کی طرف جاتا ہے تو ایک عالیشان نظارہ اُس کی آنکھوں کے سامنے آتا ہے - چنانچہ اُس کے سامنے ایک میدان آتا ہے جو محیط میں پچاس میل ہے - اُس کے کناروں پر نیلگوں پہاڑ کھڑے ہیں اور اخروٹ اور انجیر اور انار اور آلوچہ اور اپری کاٹ اور چکوترے اور دیگر میوہ جات کے درخت لہلہاتے ہیں اور اس سبز اور بادامی اور زرد سمندر میں سے دیکھنے والے کو بڑے فاصلے سے دمشق کے سپیسے کے گنبذ اور سنہری کلس اور سنگ مرمر کے مینارے نظر آتے ہیں - اس جائے وقوع کو دیکھ کر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا فطرت نے اسے ایک عالیشان اور مالدار شہر کے لئے بنایا تھا - اس شہر کی لمبی تاریخ کو پڑھ کر معلوم ہوتا ہے کہ وہ بار بار عروج اور زوال کی رہگذروں سے نکل چکا ہے اور کئی مالکوں کے قبضہ میں آیا ہے اب بھی ڈیڑھ لاکھ کی آبادی کے ساتھ مشرق کے بڑے بڑے شہروں میں شمار کیا جاتا ہے ❊

مشرقی فرقے - روبن - ہم عام طور پر اُن اضلاع کا ذکر کر چکے ہیں جو یردن کے مشرق کی طرف واقع ہیں جنہیں روبن اور جاد اور نصف فرقہ منسی نے اپنی بستیاں آباد کرنے کے لئے انتخاب کیا - روبن نے ان اضلاع کا سب سے جنوبی حصہ آباد کیا - اُس کی میراث میں سیحون کی سلطنت کا بہت سا ٹکڑا آیا - اُس کے جنوب میں دریائے ارنون واقع تھا اور شمال میں اُس کا علاقہ کوہ جلعاد کی جنوبی سرحد تک پھیلا ہوا تھا - اُس کے جنوبی اور مشرقی پہلو موآبیوں سے بھرے ہوئے تھے جن کے ہاتھوں سے واقعی اُسے بہت سا دکھ اُٹھانا پڑا لیکن وہ پانیوں کی طرح جوش کھا کے بڑا نہ ٹھہرا - ان اضلاع کے بڑے بڑے شہروں میں سے ذیل کے شہر تھے اشدات پسگہ کوہ پسگہ کے قریب واقع تھا - بیت عبارہ جو یردن کو عبور کرنے کا مشہور گھاٹ تھا بصرہ جو پناہ کے چھ شہروں میں سے تھا - اور حسبون مچھلیوں کے چشموں کے سبب سے مشہور تھا - (غزل الغزلات ۷: ۴) اور یہیں جہاں موسیٰ نے سیحون کو شکست دی - یہیں موسیٰ نے یا تو روبن کے علاقہ کی کسی اندرونی جگہ سے اور یا اُس کے کسی بیرونی مقام سے کنعان کو دیکھا - یہیں ایلیا آگ

کے رتھ پر سوار ہوا۔ نئے عہدنامہ کے ایام میں یہ جگہ یوحنا کے بپتسمے اور منادی کے سبب سے مشہور ہوئی۔ (یوحنا ۱ : ۲۸) اور اغلب ہے کہ مسیح نے بھی روبن کے قدیم ملک میں ہی کسی جگہ بپتسمہ پایا اور وہیں رُوح القدس اُس پر کبوتر کی صورت میں نازل ہوئی۔ پس وہی "پانی" جو پہلے روبن کی نااستواری کا نشان تھا۔ اب بہتر چیزوں کا نشان بن گیا۔ اور یعقوب کے پلوٹھے کی متلوّن مزاجی کی تلافی خدا کے اکلوتے بیٹے کے پرجلال استقلال سے ہوگئی ۔

جد ۔ جد روبن کے شمال میں آباد ہوا۔ اُس کے بخرے میں سیحون کی مملکت کا دوسرا نصف حصّہ اور نیز آدھا جلعاد آیا۔ اس کا علاقہ ایک تنگ سے قطعہ کی صورت میں جھیل گلیل تک جاتا تھا۔ اور یردن کے اور جلعاد کے دوسرے نصف حصہ کے درمیان جو منسّی کو ملا واقع تھا۔ اُس میں مناہیم واقع تھا جو ایک نہایت مضبوط شہر تھا۔ جہاں یعقوب کو فرشتے ملے تھے۔ (پیدائش ۳۲ : ۲) اور جہاں ساؤل کے بیٹے اِیشباشتھ کا شاہی محل واقع تھا۔ اسی جگہ داؤد نے اُس وقت پناہ پائی جبکہ وہ ابی سلوم کے سامنے سے بھاگ نکلا۔ اسی علاقہ میں فنی ایل واقع تھا۔ جہاں یعقوب فرشتہ کے ساتھ کشتی لڑا۔ یہیں رامات مصفہ یا رامات جلعاد بھی آباد تھا۔ جہاں سے اخیاب اور یہوسفط اہل آرام کے ساتھ جنگ کرنے گئے اسی جگہ اخیاب مارا گیا اور پھر اُس کا بیٹا چند برسوں کے بعد اسی جگہ زخمی ہوا پھر اسی جگہ یاہو الیشع کے حکم سے اسرائیل کی بادشاہی کے لئے ممسوح کیا گیا۔ جلعاد جس کا نصف حصّہ اس فرقہ کے قبضے میں تھا۔ ایک عجیب و غریب کوہستانی سلسلہ تھا جو یردن کے مقابل خطوط متوازی کی طرح جھیل گلیل تک چلا گیا تھا ۔

عمونی ۔ جد کے مشرق میں عمونیوں کی سلطنت واقع تھی جس کا پایہ تخت ربہ یا ربات عمون تھا۔ جو بعد میں فلادلفیا کہلانے لگا۔ افتاح کی تاریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ عمونیوں کی نزدیکی جد کے لئے اُسی قدر تکلیف کا باعث ہوئی تھی کہ موآبیوں کی ہمسائیگی زبلون کے لئے دُکھ کا باعث تھی۔ شہر فلادلفیا جو کہ دریا کے دونو طرف بس رہا ہے "پانیوں کا شہر" (۲۔ سموئیل ۱۲ : ۲۷) اپنے عجیب کھنڈرات کیلئے مشہور ہے لیکن اُن کھنڈرات کا زمانہ یونانیوں اور رومیوں کے زمانہ سے پرانا نہیں لیکن اُن سے بھی زیادہ مشہور کھنڈرات وہیں جو جیراس (جیرسہ) میں پائے جاتے ہیں جو کہ اموں کے دارالخلافہ سے چند میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ بعل یا سورج کا مندر جس

کی پرستش اس ملک میں ہر جگہ کی جاتی تھی۔ اب تک دیکھنے والے کی زبان سے تعریف کے کلمے نکلوا تا ہے اور ضرور وہ کسی وقت ایک نہایت عالیشان عمارت ہوگا ٭

منسّی۔ منسّی کے آدھے فرقے نے میراث میں عوج کی قدیم سلطنت پائی۔ اس میں جلعاد کا شمالی حصہ اور ارجوب کا سارا علاقہ اور تمام بسن شامل تھا۔ اس کے بہت سے شہروں میں سے ذیل کے شہر مشہور تھے۔ عستارات قرنیم اور اوراعی جو کہ عوج کے دارالخلافہ تھے۔ اِن کا ذکر اوپر ہو چکا ہے۔ یبیس جلعاد جس کے باشندے قتل کئے گئے تھے۔ کیونکہ اُنہوں نے بنیمین کے ساتھ لڑنے سے انکار کیا تھا (قاضی ۲۱: ۸) اسی جگہ ساؤل نے عمونیوں کو شکست دیکر اسکے باشندوں کو اسیری سے بچایا۔ (۱ سموئیل ۱۱) گدارا۔ بیت صیدا۔ اور دیگر شہر جو کہ بحیرہ گلیل کے قریب واقع تھے۔ سب اسی فرقے کے حدود کے اندر بستے تھے اسی علاقہ میں وہ دشت تھا جہاں ہمارا خداوند اپنے شاگردوں کے ساتھ جھیل گلیل کے پار آرام کرنے کے لئے جاتا تھا۔ اور یہیں اُن پہاڑوں میں سے بعض پہاڑ واقع تھے جن کی چوٹیوں پر جا کر وہ رات بھر دعا مانگا کرتا تھا ٭

لاویوں کا فرقہ۔ صرف ایک ہی فرقہ ایسا تھا جسے جاگیر میراث کے طور پر نہیں ملی تھی۔ اور وہ لاویوں کا فرقہ تھا۔ چونکہ یہ فرقہ کہانت کی خدمات کے لئے مخصوص تھا اور اُس کی پرورش دہیکی اور لوگوں کی قربانیوں سے کی جاتی تھی۔ لہذا اُسے کوئی علاقہ میراث کے طور پر نہیں دیا گیا تھا۔ سو وہ تمام ملک میں جا بجا پھیلا ہوا تھا۔ تاہم چند امصار بمعہ بیرونہ نجات اُن کی رہائش کے لئے سب فرقوں کے حصوں میں سے لیکر اُن کو دئے گئے تھے۔ ان میں سب بڑے پناہ کے چھ شہر تھے۔ جن میں وہ لوگ پناہ گزیں ہوتے تھے جو سہواً اور لوگوں کو جان سے مار ڈالتے تھے۔ اُن کے نام یہ ہیں۔ حبرون جو یہوداہ میں واقع تھا۔ سکم جو افرائیم میں تھا۔ اور قادس جو نفتالی میں یردن کے مغرب کی طرف واقع تھا۔ بصر جو روبن میں تھا۔ رامات جو جلعاد میں تھا۔ اور جولان جو منسّی میں مشرق کی طرف واقع تھا ٭

دینی یا کلیسائی دارالخلافہ۔ سیلا۔ جبکہ زمین تقسیم کی جا رہی تھی۔ اُس وقت مسکن کے صندوق کے لئے بھی ایک جگہ مقرر کی گئی۔ اور وہ مقام جو اس غرض کے لئے چُنا گیا سیلا تھا۔ جو کہ فرقہ افرائیم کا ایک شہر تھا اور اُن پہاڑوں کے درمیان واقع تھا۔ جو

بیت ایل کے شمال میں پائے جاتے تھے۔ کئی پشتوں تک عہد کا صندوق سیلا میں رہا اور عبرانی قوم کے لوگ سال بسال فسح اور پنتکوست اور خیام کی عیدوں کو ماننے کے لئے اس جگہ آیا کرتے تھے۔ لیکن سیلا کی جائے وقوع کے متعلق کوئی خاص عجیب بات نظر نہیں آتی۔ پس جب عہد کا صندوق وہاں سے اُٹھا لیا گیا تو وہ اپنے اوج عروج سے گر گیا۔ اور آج سیلون میں۔ (یہ اُس کا جدید نام ہے) سوائے ایک قدیم برج اور پتھر کے بڑے بڑے ٹکڑوں اور مسمار کھیتوں کے اور کچھ نہیں پایا جاتا۔ ان چیزوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ ایک قدیم جگہ ہے۔ تاہم کئی عجیب باتیں اسی پہاڑوں سے گھری ہوئی جگہ میں واقع ہوئی ہونگی یہیں حنہ نے بیٹے کے لئے دعا مانگی۔ یہیں اُس نے اپنے چھوٹے سموئیل کو خدا کے حضور نذر کیا اسی وادی میں سے بڈھے عیلی نے لرزتے ہوئے دل کے ساتھ عہد کے صندوق کو افیق کے ہلاکت خیز معرکہ میں دشمنوں کے ہاتھ میں جاتے دیکھا۔ اسی جگہ اُس قریب المرگ شکستہ دل ماں نے جو ہر طرح بیوہ ہو گئی تھی۔ اپنے بیٹے کو جو اُس وقت تولد ہوا جب حشمت اسرائیل سے جاتی رہی اِکبود کے نام سے موسوم کیا +

لوگوں کے مجمع۔ یشوع کے وقت میں جو مجمع سیلا میں فراہم ہوتے تھے وہ بہت دلچسپ ہوتے ہونگے بہت درجہ تک لوگوں میں دینداری کی رُوح پائی جاتی تھی۔ اور وہ خدا کو وہ جلال اور بزرگی دینے کو مستعد تھے جو اُس کا حق تھا۔ اُن کے جمع ہونے کے ہر ایک موقعہ پر اُن کو وہ تمام رحمتیں یاد آتی ہونگی جو اُنہوں نے بحیثیت مجموعی تجربہ کی تھیں۔ اور وہ اُن کا اقرار دیندارانہ طور پر خدا کے سامنے کیا کرتے ہونگے۔ اس جگہ پُرانی دوستیاں ازسرِ نو تازہ کیجاتی ہونگی۔ اور نیز خدا کے فضل کی جدید برکتوں کا ذکر اذکار ہوتا ہوگا جو ہر فرقہ اور خاندان کی خاص خاص تاریخ کے متعلق جداگانہ طور پر ظاہر ہوا کرتی ہونگی۔ اور وہ ان باتوں کا تذکرہ اسلئے آپس میں کیا کرتے ہونگے کہ سب قوم کا دل خوش ہو اور ایمان تقویت پائے۔ تمام انتظامات کا نتیجہ ان مشہور الفاظ سے مترشح ہے:۔ "اور اُن ساری اچھی باتوں میں سے جو خداوند نے بنی اسرائیل کے گھرانے کو کہی تھیں ایک بات بھی نہ رہ گئی۔ سب کی سب پوری ہوئیں"۔ (یشوع ۲۱: ۴۵) +

مشرقی مذبحہ۔ یشوع کی حین حیات میں صرف ایک ہی ایسا واقع سرزد ہوا تھا جس سے مقرری طرز عبادت سے کنارہ کشی کرنے کا فقط احتمال سا پیدا ہوا۔ اور وہ یہ تھا کہ ان

فرقوں نے جو یردن کے مشرق کیطرف رہا کرتے تھے یردن کے مشرقی کنارہ پر ایک بڑا مذبحہ تعمیر کیا۔ دوسرے فرقون نے اِس ڈر سے کہ شاید سیلا کے طریق عبادت کے مقابل کوئی اور ہمسر طریقہ جاری ہونے لگا ہے بڑے جوش کے ساتھ اس قسم کی کارروائی کی ملامت کی لیکن جو سفیر روانہ کیئے گئے تھے وہ یہ پیغام واپس لائے کہ اس قسم کی کوئی غرض مدِ نظر نہیں بلکہ اس مذبح کے نصیب کرنے سے یہ مقصد ہے کہ وہ خدائے تعالےٰ کی رحمت کی یادگاری کے لئے ہو اُس رحمت کی یادگاری کے لئے جس سے اُس نے مشرقی فرقوں اور نیز قوم کے باقی حصّہ کو ممتاز فرمایا ہے اس تشریح سے تمام جماعت کی تسلّی ہوگئی۔ اور رشتہ اتحاد بدستور جاری رہا +

چوتھی فصل

یشوع کی موت

یشوع کی آخری وصیت۔ اُس کی خصلت۔ کنعانیوں کی سزا ابن الزلم سے بری ہیں۔ یہودی قوم کی مذہبی طبیعت +

یشوع کی آخری وصیّت۔ ملک کو آخری طور پر یا یوں کہیں کہ دوبارہ تقسیم کرنیکے بارہ یا چودہ برس بعد جب یشوع نے دیکھا کہ میری عمر کا پیمانہ لبریز ہونے لگا ہے۔ تو اُس نے تمام فرقوں کے سرداروں کو سکم میں جمع کیا اور انہیں وصیت کی جو سرگرمی اور محبت سے پر تھی خدا کی تمام گذشتہ رحمتوں اور آئندہ اُمیدوں کا واسطہ دیکر اُنہیں بڑی منّت و سماجت سے سمجھایا کہ ہمیشہ خداوند کو چمٹے رہیں۔ عبرانی قوم بڑی متلون مزاج اور جلد باز قوم تھی۔ پس اس رقت انگیز وصیّت نے اُس وقت اُن پر بڑا اثر پیدا کیا۔ اور اُنھوں نے بار بار یہ عہد کیا کہ ہم خداوند کو کبھی نہیں چھوڑینگے۔ لیکن یشوع اُن کی متلون مزاجی کو خوب جانتا تھا۔ سو اُن وسائل کے بہم پہنچانے میں جو اُن کے اس عہد کو ہمیشہ اُن کے سامنے تازہ رکھیں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا۔ چنانچہ سیلا کے مقدس کے نزدیک ایک بڑا بھاری پتھر بلوط کے ایک درخت کے نیچے نصب کیا۔ تاکہ اُسے اس عہد کا جو ایسی سنجیدگی

کے ساتھ باندھا گیا تھا دائمی گواہ بنا دے۔ آخرکار جب تمام کام پورا ہو گیا۔ تو ملک فلسطین کے فاتح نے ایک سو دس سال کے سن کو پہنچ کر اپنی آنکھیں بند کیں۔ اور وہ اپنے باپ دادوں کے ساتھ جا سویا اور کوہ افرائیم میں گاڑا گیا۔

اُس کی خصلت۔ یشوع کی خصلت پند و نصیحت سے پُر ہے۔ نئے عہدنامہ کا نام یشوع پُرانے عہدنامہ کے نام یشوع کے برابر ہے۔ (عبرانی ۴: ۸) وہ ہر کام کو اچھی طرح انجام دینے والا آدمی تھا۔ وہ ایسا شخص تھا جو پورے پورے طور پر خداوند کی پیروی کرتا تھا اُس کی زندگی کا اصول ان لفظوں میں بیان کیا جا سکتا ہے "اے میرے خدا میں تیری مرضی بجا لانے پر خوش ہوں"۔ شجاعت اور نرمی کی باہمی ترکیب یا یوں کہیں کہ شیر اور برّے کا وہ میل جو پُرانے عہدنامے کے اُن بزرگوں کی خصلت میں پایا جاتا تھا جو مسیح کا نمونہ تھے یشوع کے مزاج سے بڑی خوبی اور صراحت کے ساتھ عکن کے معاملے میں ظاہر ہوا۔ چنانچہ جس طریقہ سے اُس نے عکن سے اقرار کروایا اُس سے بڑھ کر اور کوئی چیز ملائم اور نرم نہ ہوگی وہ اُسے کہتا ہے "اے میرے فرزند اب خداوند اسرائیل کے خدا کی بزرگی کیجئے۔ اور اُس کے آگے اقرار کرے۔ اب تو مجھ سے کہہ کہ تو نے کیا کیا ہے اور مجھ سے مت چھپا" اور پھر ہم دیکھتے ہیں کہ جس مضبوط طبیعت سے اُس نے اس مجرم کو قتل کروایا اُس سے بڑھ کر اور کوئی چیز مضبوط اور نڈر نہ تھی۔ اسی کامل اطاعت کی رُوح سے اُس نے کنعانیوں کی بیخ کنی کی۔ یشوع کو یہ افتخار بھی حاصل ہُوا کہ مسیح کا نمونہ بنکر لوگوں کو کنعان کے "آرام" میں داخل کرے۔ گو وہ "آرام" انجیل کا آرام نہ تھا یعنی وہ آرام جو خدا کے بندوں کے لئے ہنوز باقی ہے۔

کنعانیوں کی سزائیں الزام سے بری ہیں۔ یشوع اور اُس کی فوج نے جو سزائیں کنعانیوں کو دیں وہ بہت ہی سخت تھیں۔ لیکن اس کے ساتھ ہی یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ کنعانی ان سخت سزاؤں کے لائق تھے۔ کیونکہ ان قوموں کی بت پرستی حد درجہ تک پہنچ گئی تھی اور اس بُت پرستی کے ساتھ اُن کی شرارت بھی واقعی خوفناک صورت رکھتی تھی۔ اکثر اوقات اُن کی شرارت نہایت نفرت انگیز اور ذلیل قسم کی ہوتی تھی۔ اور اگر عام وسائل کی طرف دیکھا جائے تو کہہ سکتے ہیں کہ اُن کی شرارت کی اصلاح ان وسائل کے احاطۂ قدرت سے بعید تھی۔ خدا نے سینکڑوں سال تک اُن کی بدی کی برداشت کی۔ لیکن

اموریوں کی بدی کا پیمانہ آخر کار اس وقت لبریز ہوگیا (پیدائش ۱۵ : ۱۶) اُنہوں نے ہر قسم کی آگاہی اور فہمائش کو پامال کر ڈالا۔ پس ان قوموں کو برباد کر دینا اُسی طرح الزام سے بری تھا جس طرح پُرانی دنیا کا طوفان سے برباد کیا جانا یا صدوم اور عمورہ کا آگ اور گندھک سے جلایا جانا بری تھا ٭

یہودی قوم کی مذہبی طبیعت۔ ہم اوپر ذکر کر چکے ہیں کہ یشوع کے ایام میں لوگوں کی مذہبی حالت نہایت دلپسند تھی۔ چنانچہ ایک نبی اس حالت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے نُہے پُر اثر الفاظ میں اسرائیل کے بیاہ کی محبت کا زمانہ بتاتا ہے۔ چنانچہ وہ کہتا ہے۔ "خُداوند یوں فرماتا ہے کہ میں تیری جوانی کی مہربانی اور تیرے بیاہ کی محبت کو یاد کرتا ہوں جبکہ تو بیابان میں ہاں اُس سرزمین میں جہاں کھیتی نہ تھی میرے پیچھے پیچھے چلی"۔ (یرمیاہ ۲ : ۲) اُن کی صحرائی تربیت یعنی اُنکا تنگی سے تربیت پانا اور دنیا کی طرف سے مصلوب ہونا بہت سی برکتوں کا باعث ٹھیرا۔ اور اب اس قوم کے لوگوں کو دنیوی اقبالمندی اور آرام سے محظوظ ہونا تھا۔ اور جس طرح اکثر قوموں کی حالت سے ثابت ہوتا ہے ویسا ہی ان کی حالت سے بھی ثابت ہونے والا تھا۔ کہ اقبالمندی کا زمانہ دکھوں کے زمانہ سے بدتر ہوتا ہے۔ موسیٰ کی نبوت جلد پوری ہونے والی تھی "یسورن موٹا ہوگیا۔ اور لاتیں چلانے لگا۔ تو تو موٹا ہوگیا۔ تو بھاری پڑ گیا اور چربی میں چھپ گیا۔ تب اُس نے خدا اپنے خالق کو چھوڑ دیا۔ اور اپنی نجات کے چٹان کو حقیر جانا"۔ (استثنا ۳۲ : ۱۵) گو یشوع نے بہت کچھ کیا تاہم اُس نے انہیں سبت کے آرام میں داخل نکیا۔ پس جو اُنکے رہنے کی جگہ تھی وہ حقیقی قیام کی جگہ نہ تھی۔ ابھی ایک چیز کی کمی تھی پس قوم کا یہ فرض تھا کہ آئندہ کی طرف دیکھے کیونکہ اسرائیل کی اُمید زمانہ آئندہ میں ظاہر ہونے والی تھی ٭

قاضی

یشوع کی وفات سے ساؤل کی تخت نشینی تک

قاضیوں۔ روت۔ اسموئیل ۱ - ۱۰

پہلی فصل

چھ بڑے بڑے حملے

اسرائیل کی حالت۔ بڑے بڑے قاضی۔ چھ حملے۔ مشرقی فرقوں کی غیر محفوظ حالت۔ شمال مشرق سے حملہ۔ اہل مسوپتامیہ۔ غتنیل۔ جنوب مشرق سے حملہ۔ موآبی۔ اہود۔ شمال سے حملہ۔ کنعانی۔ دبورہ اور برق۔ سسرو کی موت۔ مشرق سے حملہ۔ مدیانی۔ جدعونی۔ مدیانیوں کی شکست۔ فتح کا جشن۔ افرائیم کا حسد۔ ابیملک۔ مشرق سے حملہ۔ عمونی۔ افتاح۔ افرائیم سے جنگ۔ جنوب مغرب سے حملہ۔ فلسطی۔ سمسون۔ عیلی اور اُس کے بیٹے۔ عہد کے صندوق کا فلسطیوں کے قبضہ میں آنا۔ سموئیل اور اُس کا کام۔ دینداری کا پھر تازہ ہونا +

اسرائیل کی حالت۔ یشوع کی وفات کے بعد کئی صدیوں تک بارہ فرقوں کی حالت ویسی ہی رہی جیسی کہ یشوع چھوڑ گیا تھا۔ البتہ کبھی کبھی بعض لوگ اور کبھی کبھی سب کے سب قرب جوار کے لوگوں کی بُت پرست عادات میں گرفتار ہو جاتے تھے۔ اور اس کی سزا خدا کی طرف سے اُن کو یہ ملتی تھی کہ وہ کسی زور آور دشمن کے ہاتھ سے

ستائے جاتے تھے۔ ان مختلف فرقوں نے باقی ماندہ کنعانیوں کو نکالنے کے لئے جیسی کوشش کر سکتے تھے نہ کی۔ یشوع کے انتقال سے تھوڑے عرصے بعد خدائے تعالےٰ کی طرف سے ایک فرشتہ جلجال سے بوکیم میں آیا۔ کہ انہیں اسباط کے لئے ملامت کرے کہ انہوں نے اہل کنعان کے مذبحوں کو پورے پورے طور پر برباد نہ کیا۔ اُن تنبیہوں کی جو خدا اُن لوگوں پر نازل کرتا تھا۔ یہ تاثیر ہوتی تھی کہ وہ خاکساری کی طرف راجع ہو کر اُس کے حضور مدد کے لئے چلاتے تھے۔ اس قسم کے موقعوں پر اُن کے چلانے کی آواز ہمیشہ سُنی جاتی تھی اور وہ حاکم جو قاضی کہلاتے تھے وقت بوقت برپا کئے جاتے تھے تاکہ اُنہیں اُن دشمنوں کے ہاتھ سے رہائی دیں جو اُن کی زندگی کو تلخ کرتے تھے ۔

بڑے بڑے قاضی۔ قاضیوں کی کتاب کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ اس میں بعض بڑے بڑے قاضیوں کے کارنامے مندرج ہیں۔ یہ کتاب کم و بیش بارہ قاضیوں کے احوال سے ہم کو آگاہ کرتی ہے۔ (۱) غتنی ایل۔ جو یہوداہ کے فرقہ سے تھا۔ (۲) اہود جو کہ بن یمینی تھا (۳) دبورہ جو کہ ایک نبیہ تھی اُس کا مددگار برق تھا۔ (۴) جدعون جو کہ منسی کے فرقے سے تھا۔ (۵) اس کا بیٹا ابی ملک (۶) تولہ جو کہ اسکار کے فرقہ سے تھا۔ (۷) یایر جلعادی۔ (۸) افتاح یہ بھی جلعاد کا تھا۔ (۹) ابسان بیت لحمی۔ (۱۰) ایلون زبلونی۔ (۱۱) عبدون فرعاتونی۔ (۱۲) سمسون جو دان کا تھا ۔

چھ حملے۔ ان قاضیوں میں سے بعض کی نسبت تو ہم کو اس سے زیادہ معلوم نہیں کہ وہ بنی اسرائیل پر کچھ عرصہ تک حکومت کرتے رہے۔ لیکن جنگی قاضی جو نہایت مشہور گذرے ہیں یہ ہیں۔ غتنی ایل۔ اہود۔ دبورہ (برق کے ساتھ) جدعون۔ افتاح۔ سمسون۔ ان میں سے ہر ایک نے اپنے ملک کو خاص خاص غنیم کے ہاتھ سے بڑی رہائی دی غتنی ایل نے اہل مسوپتامیہ کے ہاتھ سے۔ اہود نے موآبیوں سے۔ دبورہ اور برق نے کنعانیوں سے۔ جدعون نے مدیانیوں اور عمالیقیوں سے۔ افتاح نے عمونیوں سے اور سمسون نے فلسطیوں سے۔ اب یہ خیال نہیں کرنا چاہئے کہ ان مختلف دشمنوں میں سے ہر ایک تمام ملک کو قبضہ میں کر لیتا تھا۔ البتہ بعض اوقات ایسا ہو جاتا تھا۔ لیکن باقی موقعوں پر ملک فلسطین کا صرف وہی حصہ اُن کے حملات کا آماجگاہ ہوتا تھا جو اُن کے ممالک کے نزدیک واقع ہوتا تھا۔ مثلاً اہل مسوپتامیہ اور موابی اور مدیانی اور عمونی مشرقی سرحد پر یورش کرتے ہونگے اور

زیادہ تر اُن فرقوں کی تکلیف کا موجب ہوتے ہونگے جو دریائے یردن کے مشرق کی طرف آباد تھے۔ اسی طرح کنعانی شمال سے اور فلسطی جنوب مغرب سے انہیں زیادہ تکلیف پہنچاتے ہونگے÷

مشرقی فرقوں کی غیر محفوظ حالت۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اضلاع جن پر روبن اور جاد اور نصف فرقہ منسی نے اپنا دل لگایا تھا۔ گو نہایت زرخیز اور دلکش تھے۔ مگر محفوظ نہ تھے۔ اور اس میں شک نہیں کہ اب کئی بار ان فرقوں کے دل میں یہ خیال آتا ہوگا کہ ہمارے لئے زیادہ بہتر ہوتا اگر ہم اپنے بھائیوں کے ساتھ چلے جاتے کیونکہ پھر ہمارے اور ہمارے مخالفوں کے درمیان یردن اور یردن کی گہری وادی حائل ہوتی۔ اور یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اور فرقوں کی نسبت زیادہ تر یہی لوگ اپنے سچے ایمان سے گر جاتے تھے۔ کیونکہ اُن کے قرب و جوار میں بہت بت پرست لوگ بستے تھے۔ اور یہی سبب تھا کہ اُن پر بڑی بڑی سزائیں نازل ہوئیں اور یہی لوگ وہ تھے جو پہلے اسیری میں گرفتار ہو کر جلاوطن ہوئے÷

۱۔ شمال مشرق سے حملہ

اہل مسوپتامیہ۔ عثنی ایل۔ یشوع کو جان بحق ہوئے بہت سال نہ گذرے تھے۔ کہ اسرائیل کی پہلی سزا وقوع میں آئی۔ اس وقت ایک نئی پشت برپا ہو گئی تھی۔ لوگ غیر قوموں میں شادی بیاہ کرنے لگ گئے تھے۔ اور خداوند کو بھول کر کنعانی دیوتاؤں کی پوجا میں گرفتار ہو گئے تھے۔ اور اُن بدترین قسم کی بداخلاقیوں میں جو ہمیشہ اس بُت پرستی سے وابستہ ہوتی ہیں مبتلا ہو گئے تھے۔ پس مسوپتامیہ کا ایک بادشاہ جس کا نام کوشن رسعتیم تھا ان کی تنبیہ اور سرزنش کے لئے بھیجا گیا۔ جوسیفس صاحب اُسے اسور کا بادشاہ بتاتے ہیں۔ لیکن اغلب ہے کہ وہ اس لفظ کو عام معنی میں استعمال کرتے ہیں۔ غالباً اُس نے اس تمام ملک کو جو کہ فرات اور فلسطین کے درمیان واقع تھا فتح کر لیا تھا۔ اور اسرائیلی بھی اور لوگوں کی طرح اُس کے جوئے تلے پیچ و تاب کھاتے تھے۔ اب یہ بات توجہ طلب ہے کہ بعل اور عستارات کی پرستش کے سبب سے جو کوڑا اُن کی گوشمالی کے لئے تجویز کیا گیا وہ اسی ملک کا بادشاہ تھا جہاں پہلے پہل ان دیوتاؤں کی پوجا شروع ہوئی۔ اور جواب اُس کا

ہیڈ کواٹر تھا۔ آٹھ سال تک کوشن نے اسرائیل کو اپنے تابع رکھا یعنی اُس وقت تک کہ غتنی ایل جو کالب کا بھتیجا تھا اُن کی رہائی کے لئے برپا نہ ہُوا۔ جوسیفس صاحب کے بیان کے موافق غتنی ایل نے اسور کے محکم مکانوں کو گھبراہٹ میں ڈال کر برباد کیا۔ اور ایک سپاہ کو ہر طرف سے جمع کر کے اور میدان جنگ میں اُتر کر وہ لڑائی کی جسمیں اُسے کامل فتح نصیب ہوئی اور اُسوقت دشمن کو دریائے فرات کے پار تک رگیدڈالا ÷

۲۔ جنوب مشرق سے حملہ

موآبی۔ اہود۔ معلوم ہوتا ہے کہ متذکرہ بالا سزا اور رہائی کا اثر ایک پشت تک قائم رہا۔ لیکن چالیس برس کے بعد وہی بُری عادتیں پھر زور پکڑنے لگ گئیں۔ اس دفعہ اُن کی گوشمالی موآبیوں کے وسیلے کی گئی۔ جن کے بادشاہ عجلون نے اردگرد کے عمونیوں اور عمالیقیوں کے بعض فرقوں کے ساتھ سازش کر کے اسرائیل پر مشرق کی طرفسے یورش کی اور یردن کو عبور کر کے یریحو پر قبضہ کر لیا۔ عجلون قریباً ۱۸ سال تک بادشاہی کرتا رہا۔ اور یقین ہے کہ اس عرصہ میں اُس نے مشرقی فرقوں کو بھی طرح طرح سے ستایا ہوگا۔ اور اسی طرح فرقہ بنیمین اور اُن لوگوں کو جو یریحو اور وادئی یردن کے نزدیک رہتے تھے دُکھ پہنچایا ہوگا۔ عجلون کے پھندے سے رہائی دینے کے لئے جو شخص برپا کیا گیا وہ اہود تھا جو فرقہ بنیمین سے علاقہ رکھتا تھا۔ ضرور ہے کہ وہ یریحو کے آس پاس کا رہنے والا ہو پس وہ ملک سے اچھی طرح واقف ہوگا۔ اب اہود نے عجلون کے پاس جا کر ایک ہدیہ کے ساتھ خفیہ ملاقات کرنے کا بندوبست کیا۔ جب ملاقات کا وقت آیا تو اُس نے تلوار عجلون کی توند میں ماری اور دروازے میں قفل لگا کر آپ صاف نکل گیا۔ اور اونچے اونچے چٹانوں میں سے عبور کر کے کوہ افرائیم پر جا پہنچا۔ جہاں اُس نے ایک فوج جمع کر کے یردن کے اُن گھاٹوں پر قبضہ کر لیا جنہیں موآبیوں کو اپنے ملک میں جانے کے لئے عبور کرنا پڑتا تھا۔ اور یوں اُن کی مراجعت کی جگہ کو اپنے قبضہ میں لا کر اُن کے دس ہزار جوانوں کو تہ تیغ کیا اور اُن میں سے ایک بھی جانبر نہ ہُوا۔ اُس کی وفات کے بعد ملک کے اُس حصے میں کم از کم اسّی برس تک امن رہا ÷

۳- شمال سے حملہ

کنعانی - دبورہ اور برق - اسی عرصہ میں فلسطی بھی جنوب کی طرف سے دکھ دینے لگ گئے تھے - لیکن دوسری بڑی قومی سزا شمال کی طرف سے نازل ہوئی - اور اُس کا سرغنہ شاہ کنعان یابین تھا - اُس کے پیرو اور سپاہ اُن اصلی باشندوں کی اولاد سے تھے جو اب تک شمالی فرقوں کے مقبوضات میں رہتے تھے - یا یوں کہیں کہ اُس خطہ میں آباد تھے جو دوسری طرف اُس وادی میں واقع تھا جو لبنان کے دونو سلسلوں کے درمیان واقع تھی - یابین نے نو سو جنگی رتھوں کے ساتھ اسرائیل کے میدان کو بھر دیا - اور اپنی وحشت اور ظلم سے ملک کو ہلا دیا - اس بادشاہ کے برخلاف دبورہ نے جھنڈا کھڑا کیا - جو ایک نبیہ تھی اور عجیب قسم کے ایمان اور شجاعت سے ملبس تھی - وہ بیت ایل اور رامہ کے درمیان کوہ افرائیم میں ایک کھجور کے درخت کے نیچے سکونت کیا کرتی تھی - اور وہاں اسرائیل میں قاضی کی خدمات ادا کیا کرتی تھی - اس جگہ اُس کے دیندارانہ نمونہ اور نیک ہدایت کے سبب سے بنی اسرائیل توبہ کی طرف مائل ہوئے اور اُسی کے سبب سے اُن کی رہائی کی راہ رفتہ رفتہ تیار کی گئی - اُس کی تحریک سے برق جو فرقہ نفتالی سے علاقہ رکھتا تھا - اُبھارا گیا کہ دس ہزار اشخاص کی فوج زبلون اور نفتالی کے فرقوں سے جمع کرے اور یابین کے سپہ سالار سسرا کے برخلاف میدان جنگ میں اُتر آئے - شہر مجدو کے نزدیک اور دریائے قیسون کے کنارے اور اسدرلان کے میدان میں فریقین کے درمیان جنگ ہوئی - یہ ہموار میدان کنعانیوں کی جنگی رتھوں کے استعمال کے لئے نہایت موزون تھا - ان رتھوں کے خیال سے بنی اسرائیل کے دلوں پر ہیبت چھا گئی تھی کیونکہ وہ ان مخالفوں پر حملہ آور ہونے کے لئے ضروری ساز و سامان نہ رکھتے تھے - برق کی چھوٹی سی سپاہ اس میدان کے مشرق میں کوہ تبور پر صف آرا تھی - اور جب وقت برق اپنی رضامندی سے اپنی سپاہ لیکر کوہ تبور سے اُتر آیا اور مجدو کے میدان کی طرف بڑھا تاکہ اپنے بڑے مخالف پر حملہ کرے - تو اُس نے ایک غیر معمولی اعتقاد اور شجاعت کی رُوح ظاہر کی - یوسیفس صاحب کے بیان کے مطابق جب کنعانیوں کی فوج برق کے مقابلہ کو آگے بڑھی تو عین اسی وقت مشرقی جانب سے اولوں کی

سخت بوچھاڑ نے اُن کے چہروں کی دھجیاں بکھیر دیں۔ اُن کے گھوڑے دہشت کے مارے تر بتر ہو گئے اور غنیم بہ آسانی اسرائیل کے ہاتھ میں پھنس گیا۔ نالہ کا پانی جو اس وقت طوفان کے سبب سے بڑے سیلاب کی صورت اختیار کئے ہوئے تھا۔ اُن کنعانی سپاہیوں کو بہا لے گیا جو اُسے عبور کر کے شمال کی طرف فرار ہونا چاہتے تھے اُن کے گھوڑے جو ڈر کے مارے کبھی پچھلے پاؤں اُٹھاتے تھے اور کبھی الف ہو جاتے تھے۔ اپنے سموں کو دریا کے پتھروں پر مارتے تھے۔ اُن میں سے کئی مر گئے۔ اور کئی بیکار ہو گئے۔ "ستارے اپنی منزلوں میں سسرا سے لڑے۔ رود قیسون انہیں بہا لے گیا۔ اُن کے بہادروں کے گھوڑوں کے سُم اُن کے ڈپٹاتے ڈپٹاتے ٹوٹ گئے۔" (قاضی ۵: ۲۰-۲۲)

سسرا کی موت۔ سسرا پیادہ پا میدان نبرد سے بھاگ نکلا اور حبر قینی کی جورو یاعیل کے خیمہ کو معاونوں کا خیمہ سمجھ کر پناہ کا جویاں ہؤا۔ حبر قینی نیرو کی اولاد سے تھا۔ اور اب تک خانہ بدوشی کی عادات کا پابند تھا اور اس وقت قادس نفتالی کے نزدیک خیمہ زن تھا۔ سسرا کو یاعیل نے فریب سے مار ڈالا اور برق کو جو اُس کے تعاقب میں تھا خیمہ میں لا کر اس کی لاش دکھائی۔ اس شکست فاش نے اسرائیلیوں کو کنعانیوں کے چنگل سے رہا کیا اور اس واقعہ کے جشن میں دبورہ نے ایک فتح کا گیت منظوم کر کے گایا۔ اس گیت سے تندی بھی ٹپکتی تھی۔ مگر ساتھ ہی دل میں ولولہ بھی پیدا ہو جاتا تھا۔ بیشک دبورہ ایک عجیب خصلت کی عورت تھی۔ وہ سخت اور نڈر تھی اور تمام قوم کو اُبھار سکتی تھی۔ اُس کا گیت کم اعتقادی اور بزدلی کو مضحکہ میں اُڑانے والا تھا۔ چنانچہ اُس نے ان دنوں ان خرابیوں کو ٹھٹھے میں اُڑایا پر اسکے ساتھ ہی وہ ایمان اور دلیری کی تعریف کے لئے بھی گایا جا سکتا تھا اگر یہ خوبیاں ظاہر ہوتیں اس گیت کا اثر مدت تک سرسبز رہیگا۔ اور آنے والے زمانوں کے بہت سے دیندار اور جان نثار یہودیوں نے دبورہ کے اس گیت سے خدا کی امداد پر بھروسہ کر کے بڑی بڑی مہمات انجام دینیکا حوصلہ اور بڑے بڑے کام بہم پہنچانے کی جرات پائی ہوگی۔

مشرق سے حملہ

مدیانی۔ جب چالیس برس کا عرصہ اور گذر چکا تو پرانی خرابیاں پھر پھوٹ نکلیں اور ایک اور حملہ تنبیہ کے لئے ان پر کیا گیا۔ مشرقی صحراؤں کے آوارہ گرد گلہ بان فرقے مثلاً مدیانی اور

عمالیقی اور دیگر عربی فرقے اسرائیل کی سرزمین پر ٹڈیوں کی طرح اُمڈ آتے اور اُنہوں نے یہ طریقہ اختیار کیا کہ جب فصل کے جمع کرنے کا وقت آتا تو وہ اپنے گلوں اور ریوڑوں کو لیکر ملک میں گھس آتے پیداوار کو چھین چھان کر ہضم کر جاتے تھے۔ اور موسم سرما کے شروع میں پھر نکل جاتے تھے اسی طرح ہر فصل پر کیا کرتے تھے۔ بنی اسرائیل نے ان سے اس قدر وحشت کھائی کہ اس ڈر کے مارے میدانوں اور وادیوں کو چھوڑ کر فصیلدار شہروں اور گھیرے ہوئے مکانوں میں انہیں پناہ گزین ہونا پڑا۔ بلکہ ان مخالفوں اور لٹیروں کے ہاتھ سے جن کا کبھی پیٹ نہیں بھرتا تھا جان بچانے کے لئے غاروں میں چھپنا پڑا۔ سات موسموں کے دور میں یہ اندوہناک حالت متواتر جاری رہی دشمن نے اس عرصہ میں یعنی پیشتر اس کے کہ تمام قوم خاکساری اختیار کرے۔ اور اپنے گناہ کو پہچانے تمام ملک پر تسلط جمایا۔ آخرکار ایک نبی لوگوں کے پاس بھیجا گیا۔ تاکہ صراحت کے ساتھ اُن کا گناہ اُن پر آشکارا کرے۔ اور اُس کے پیغام نے اپنا مطلوبہ نتیجہ پیدا کیا ٭

جدعون۔ وہ نبی جدعون تھا جو کہ منسی کے خاندان سے تھا۔ اُسے عفرہ میں خدا کا فرشتہ دکھائی دیا اور وہ بنی اسرائیل کو مدیانیوں کے چنگل سے چھڑانے کے لئے مامور ہوا اور لوگوں کی طرف بھیجا گیا۔ اگرچہ پہلے پہل اُس کے ایمان کو مناسب اور ضروری درجہ تک پہنچانا آسان کام نہ تھا۔ لیکن جب ایک مرتبہ اُس کی چوٹی تک پہنچ گیا تو پھر ہمیشہ وہیں بڑی خوبی سے قائم رہا۔ جدعون نے مدیانیوں کے برخلاف جھنڈا کھڑا کیا۔ اس کے جواب میں لوگ وادی یزرعیل یعنی اسدرلان کے میدان کے مشرقی حصہ میں فراہم ہوئے اور ایسی بیشمار جمعیت کے ساتھ کہ تمام میدان کو ٹڈیوں کی طرح بھر دیا۔ اُس کا شریف نمونہ اور وہ ایمان اور بہادری کی روح جو اُس وقت شمالی فرقوں کے درمیان پیدا ہو رہی تھی۔ اور دبورہ اور برق کے کارناموں کی یاد جو اُس جگہ جہاں اُن کے بہادرانہ واقعات سرزد ہوئے تھے۔ ہنوز تر و تازہ تھی۔ ہاں یہ سب باتیں بتیس ہزار جوانوں کی فوج کو جو کہ منسی اور آشر اور زبولون اور نفتالی کے فرقوں سے مشتمل تھی۔ کھینچ لائی۔ اُس کی فوج جلبوعہ کے پہاڑ کے ڈھالو پہاڑوں پر خیمہ زن ہوئی۔ لیکن خدا کی نظر میں یہ لشکر زیادہ تھا۔ سو مختلف طریقوں سے فوج کا شمار بتیس ہزار سے ۳۰۰ تک گھٹایا گیا۔ یہ گنتی کی جانیں رات کے وقت اپنے چراغ اور نرسنگے اور تلواریں اپنے ساتھ لیکر عربی لشکر گاہ کے اوپر ایک اونچے قطعہ پر پھیل گئیں۔ نیچے میدان میں عربی سپاہ کے لوگ بیخود پڑے سو رہے تھے۔ اور ان کے اردگرد اُن کے بیشمار اونٹ ہر طرح مامون و مصئون کھڑے

تھے۔ جدعون اور اُس کا ایک مصاحب چُپ چاپ اُن کے لشکر میں اتر آئے۔ اور دیکھا کہ ایک مدیانی اپنے دوست کو اپنا خواب سُنا رہا ہے کہ جَو کی روٹی گھومتی ہوئی اُن کے لشکر میں آئی اور اُس نے مدیان کے ایک خیمہ کو اُلٹ دیا۔ اُس کے دوست نے یہ سُن کر فوراً یہ تعبیر کی کہ یہ واقعہ اسبات کا نشان ہے کہ ہم جدعون کے ہاتھ سے شکست کھائینگے۔ جدعون اور اُس کا ساتھی یہ سُن کر اپنے لوگوں کی طرف لوٹے اور لڑائی کے لئے تیار ہوئے ۔

مدیانیوں کی شکست ۔ اور جب اُنہوں نے اشارہ کیا تو تین سو مردوں نے اپنے گھڑے توڑ ڈالے۔ اور اپنی اپنی مشعلوں کو ہلانا شروع کیا۔ اور ایسے زور سے چلائے کہ اُن کے نعروں سے مخالفوں کے دل دہل گئے۔ اور جب وہ اس شور سے چونک اُٹھے تو وہشت اور بھی بڑھ گئی۔ اور نتیجہ یہ ہوا کہ اس گھبراہٹ میں اُنہوں نے ایک دوسرے کو قتل کرنا شروع کیا۔ صبح کے وقت اُن کی فوج کا باقی حصہ یردن کی طرف بھاگ نکلا تاکہ اپنے ملک کو جو دریا کی دوسری جانب واقع تھا چلا جائے۔ جدعون نے اُسی وقت افرائیمیوں کے نام پروانہ جاری کیا کہ دریائے یردن کے گھاٹوں پر قبضہ کر کے اُن کو واپس نہ جانے دیں دوسری لڑائی بیت عبارہ کے گھاٹ پر واقع ہوئی۔ جس میں عوریب۔ اور زیب بھی جو کہ مدیانیوں کے دو چھوٹے سردار تھے تہ تیغ ہوئے۔ لیکن دو بڑے سردار زبح اور ضلمنع پندرہ سو لوگوں کے ساتھ یردن کے پار اُتر گئے تھے اب جدعون اور اُس کی تھکی ہوئی چھوٹی سی فوج جو اُن کا تعاقب کر رہی تھی بسرعت تمام اُن کے گرفتار کرنے کو آگے بڑھی۔ اور بڑے ایمان اور دلیری کے ساتھ جدعون کے تین سو جوان مدیانی مملکت میں جا گھسے۔ اور اُنہوں نے مخالف کی فوج پر حملہ کر کے اُسے شکست فاش دی اُن کے خواب میں بھی یہ بات نہ آئی تھی کہ ایسا حملہ کیا جائیگا جو سردار بھاگ نکلے تھے وہ گرفتار کئے گئے اور جان سے مارے گئے۔ نہ کبھی اس سے پہلے اور نہ کبھی اس کے بعد۔ بلکہ ہم کہہ سکتے ہیں کہ لیونڈاس اور اُس کی سپارٹن فوج کے تین سو جوانوں نے بھی کبھی ایسی جان جوکھوں کا کام نہ کیا تھا جو ان جوانوں نے کر دکھایا۔ جب وہ اپنے دشمنوں کے تعاقب میں لگے ہوئے تھے۔ اور جلعاد کے شہروں سکات اور پنوئیل کے بیچ سے گذر رہے تھے۔ اُس وقت اُن کے اہل وطن نے چین بجبیں ہو کر مدد سے انکار کیا ۔ کیونکہ اُن کو یہ یقین نہ تھا کہ اتنی چھوٹی سی جمعیت ایسے بھاری شخص کو مغلوب کریگی۔ بلکہ اُن کا یہ خیال تھا کہ جب مدیانی موجودہ دہشت کے پنجہ سے نکل جائینگے۔ تو وہ پھر

واپس آئینگے اور اُن سب کو قرار واقعی سزا دینگے جو جدعون کے ساتھ مل گئے تھے۔ لیکن اُن کے یقین کے برعکس جدعون فاتح لوٹا اور اُس دھمکی کو پورا کرنے کے لئے جو وہ بڑے ایمان کے ساتھ دے گیا تھا۔ اُس نے نپوئیل کے برج کو مسمار کیا اور سکات کے سرداروں کو ان کی وادی کے ببول اور سدا گلاب کی کانٹے دار ٹہنیوں سے سزا دی ۔

اس فتح کی شہرت۔ مدیان کا دن بہت مدت تک اسرائیل کی تاریخ میں مشہور رہا۔ چنانچہ ہم دو یا تین سو برس بعد زبوروں میں (مثلاً زبور ۸۳: ۹-۱۱) دیکھتے ہیں کہ عوریب اور زئیب۔ زبح اور ضلمنع کی شکست اُن تعجب انگیز سزاؤں میں سے سمجھی جاتی ہے جو خدا نے اپنے دشمنوں کو دی۔ بلکہ ہم دیکھتے ہیں کہ پانسو برس بعد یسعیاہ نبی نے مدیان کے دن (یسعیاہ ۹: ۴) اور عوریب کے چٹان (یسعیاہ ۱۰: ۲۶) کو اُس بربادی کی نظیر ٹھیرایا جو اسور کی وہشت ناک فوجوں پر وارد ہونے والی تھی۔ جدعون عبرانیوں کے خط میں اُن ایماندار بہادروں کے شمار میں داخل ہے جن کا خداوند کے بازو پر بھروسہ کرنا اُن کی کامیابی کا راز تھا۔ لوگ جدعون کی حمیدہ صفات کے اس قدر قائل تھے کہ اُنہوں نے اُس سے درخواست کی کہ تو ہمارا بادشاہ بن۔ لیکن جدعون کی خدا پرستی مانع ہوئی کہ وہ اس قسم کی دعوت قبول کرے۔ کیونکہ وہ جانتا تھا کہ اسرائیل کا بادشاہ خدا ہے۔ وہ ایسا شخص نہ تھا کہ غاصب بنکر خدا کے اختیارات کو چھین لے۔ قریباً چالیس سال تک وہ اپنی قوم کا قاضی رہا۔ مگر باوجود اس کے وہ بھی اور دینداروں کی طرح کامل نہ تھا۔ چنانچہ کسی نہ کسی طرح ان فتوحات کے بعد اُس کے دل میں یہ آرزو پیدا ہوئی کہ میں اُس سونے سے جو میں نے اپنے دشمنوں سے جمع کیا ہے ایک افود یا کاہن کا لباس تیار کروں۔ سو اُس نے ایک افود تیار کیا اور اُسے اپنے گھر میں رکھا شاید اُس کا یہ ارادہ تھا کہ وہاں کسی طرح کی کاہنی عبادت کا طریق جاری کرے۔ مگر یہ فعل اُس کے اور اُس کے گھرانے کے لئے بمنزلہ دام کے ہُوا۔ غالباً اسی سے وہ ناجائز اور غیر واجب عبادت میں گرفتار ہوئے۔ اور شاید اسی سے آخرکار اُن پر سزا نازل ہوئی ۔

افرائیم کا حسد۔ برق اور جدعون کی فتوحات شمالی فرقوں کے وسیلے وقوع میں آئیں افرائیم کا فرقہ جو وسط میں رہا کرتا تھا اس سے رنجیدہ ہُوا کیونکہ اس عزت میں اُسے بہت کم حصہ ملا تھا۔ اور اُس کا حسد جدعون کی فتوحات کے وقت پھوٹ نکلا۔ مگر جدعون نے بڑی ہوشیاری کے ساتھ چرب زبانی اور تملق کے وسیلے اُس کے نائرہ حسد کو فرو کیا ۔

ابی ملک ۔ جدعون کی وفات کے بعد جب اُس کے بیٹے ابی ملک نے جو افرائیم کے فرقے کی ایک عورت کے شکم سے تھا دیکھا کہ ایک طرف میرا تعلق جدعون سے ہے اور دوسری طرف افرائیم کے زور آور فرقے سے ۔ تو اس دُہرے رشتہ کو غنیمت جان کر یہ ارادہ ٹھانا کہ میں اسرائیل کا بادشاہ بننے کا دعوےٰ کروں ۔ پس اُس نے ایک بھائی کے سوائے باقی اپنے سب بھائیوں کو جو تعداد میں انہتر تھے اور منسی کے فرقہ سے علاقہ رکھتے تھے قتل کر ڈالا ۔ اور سکم کے لوگوں کے درمیان اپنی تاج پوشی کی منادی کروادی ۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہ بات اُسی منارے کے قریب واقع ہوئی جہاں یشوع نے لوگوں سے خداوند کی خدمت کی قسم لی تھی ۔ لیکن ابی ملک کے اس بے دینی کے کام پر خدا کی طرف سے کوئی برکت نازل نہ ہوئی تین سال کے بعد ابی ملک اور اہل سکم کے درمیان جھگڑا پیدا ہُوا ۔ اور بہت سی خانہ جنگی اور کشت و خون کے بعد ابی ملک ایک عورت کے ہاتھ سے مارا گیا ۔ اُس نے ایک چکی کا پاٹ جبکہ وہ تھیبز کے برج کو آگ لگا رہا تھا ۔ اُس کے سر پر لڑھکا دیا ۔ معلوم ہوتا ہے کہ ابی ملک نہایت بے دین اور کندہ ناتراش آدمی تھا ۔ اور بت پرستی کو فروغ دینے والوں کے ساتھ ملا ہُوا تھا ۔ واقعی اُس نے اپنے فرقہ اور تمام قوم کو سخت نقصان پہنچایا اُس کی موت اُس کے ہیبت ناک جرم کی الٰہی سزا سمجھی گئی ۔

۵ ۔ مشرق سے حملہ

عمونی ۔ دوسری صدی کے نصف حصہ میں اسرائیل کو اُن کے پرانے گناہ کے سبب سے چھوٹی چھوٹی تنبیہیں کی گئیں ۔ لیکن اس عرصہ کے اختتام کے قریب پھر مشرق سے ایک سخت آفت اُن کی سرزمین پر نازل ہونے لگی ۔ اور اِس دفعہ بڑا حملہ کرنے والے بنی عمون تھے ۔ اور جیسا کہ ایک صدی پہلے مدیانیوں نے کیا تھا ویسا ہی اُنہوں نے بھی یردن کے مشرقی ممالک کو تاخت و تاراج کر ڈالا ۔ اور پھر اسی پر اکتفا نہ کیا ۔ بلکہ یہودا اور بنیمین اور افرائیم کے علاقوں میں بھی پھیل گئے ۔ اس مصیبت کے وقت بنی اسرائیل خدا کے حضور چلائے مگر چونکہ شروع شروع میں اُن کی خاکساری اور توبہ کافی نہ تھی ۔ اسلئے خدا نے اُن کو اُن کی بت پرستی کے سبب سے طعنہ زنی کی اور کہا کہ جن معبودوں کی تم نے پیروی کی ہے اُنہیں کے سامنے چلاؤ وہ معبود یہ تھے ۔ بعلیم اور عستارات

اور آرام کے معبود۔ اور صیدا کے معبود اور موآب کے معبود اور بنی عمون کے معبود اور فلسطیوں کے معبود۔ بڑے تعجب کی بات یہ ہے کہ جن قوموں کے معبودوں کی عبادت کرنے پر وہ اکثر مائل ہو جاتے تھے انہیں سے اُن کو تکلیف پہنچتی تھی۔ مذکورہ بالا طعن کے بعد گناہ کا زیادہ کامل اقرار اور اصلاح ظہور میں آئی۔ اور خدا کی روح اسرائیل کی تکلیف کے سبب سے مغموم ہوئی ٭

افتاح۔ افتاح جلعادی جو خدا کی طرف سے اُن کی رہائی کے لئے مقرر کیا گیا۔ غیر ملک کی عورت کے پیٹ سے پیدا ہوا تھا۔ اس کے بھائیوں نے اُسے باپ کے گھر سے نکال دیا تھا۔ اس وقت وہ خانہ بدوش پیروؤں کے ساتھ مشرقی صحرا کی سرحدوں پر بے قاعدہ لڑائیاں لڑ رہا تھا۔ افتاح خدا ہی کو اکیلا سچا خدا اور عبرانیوں کا خدا جانتا تھا۔ اور اُس کی بڑی تعظیم کرتا تھا لیکن ساتھ ہی معلوم ہوتا ہے کہ وہ اُس طریق سے بالکل ناواقف تھا جس میں اُس کی بندگی کرنی چاہئے۔ مگر وہ سپہ گری کے فن میں ایسا مشہور تھا کہ لوگوں نے اُس کی بڑی منت کی کہ عمونیوں کے جنگ میں اسرائیل کی فوج کی سپہ سالاری اختیار کرے۔ اُس نے اس عہدے کو اختیار کیا اور مقام اروعار کے نزدیک جو اُس جگہ سے دور نہ تھا جہاں موسیٰ نے مسیحوں کو زک دی تھی افتاح نے اپنے دشمنوں کو شکست فاش دی اور بے شمار لوگوں کو تہ تیغ کیا۔ لیکن فتح کی خوشی بہت جلد تلخی میں تبدیل ہو گئی کیونکہ اُسنے عہد کیا تھا کہ گھر لوٹتے وقت جو کوئی اُسے پہلے ملیگا۔ اُسے خدا کے حضور قربان کریگا اور جو شخص پہلے ملا وہ اُسی کی بیٹی تھی افتاح نے اپنے عہد کو مدنظر رکھ کر اپنی بیٹی کے ساتھ اُس کے مطابق سلوک کیا۔ یہودیوں کی قدیم شرح یہ تھی کہ وہ لڑکی سوختنی قربانی کے طور پر چڑھائی گئی۔ لیکن بعد میں یہ خیال برپا ہوا کہ اُس پر صرف یہ فتوے لگایا گیا کہ وہ ہمیشہ کے لئے کنواری رہے ٭

افرائیم کے ساتھ جنگ۔ افتاح کی خصلت میں بہادرانہ جرأت تو تھی۔ مگر علمی روشنی نے اُسے منور نہ کیا تھا۔ تاہم اُس ایمان کی خاطر جس سے اُس نے اپنی جان کو اپنے ہاتھ پر رکھا۔ اور خدا کے نام میں عمونیوں کے برخلاف میدان جنگ میں اُتر آیا۔ اور اس بھروسے کے سبب جو کہ وہ خدا پر رکھتا تھا اور مانتا تھا کہ وہ اسرائیل کے عہد کا خدا ہے اُس نے پُرانے عہد کے بہادروں کی فہرست میں جگہ پائی۔ (عبرانی ۱۱: ۳۲) مگر

جدعون کی طرح اُسے بھی افرائیم کے مغرور اور متکبر فرقے کے حسد کا مقابلہ کرنا پڑا۔ اس فرقہ کے لوگ اس سبب سے کہ وہ لڑائی میں نہیں بلائے گئے تھے ناراض ہو گئے۔ اور اب بڑی فوج کے ساتھ یردن کے پار جلعاد میں گھس آئے۔ اور بڑی تندی سے افتاح کو یہ دھمکی دی کہ ہم تیرے گھر کو تیرے سر پر جلا ڈالینگے۔ افتاح نے جدعون کی طرح اُن کے دلوں کو نملک سے خوش کرنا نہ چاہا بلکہ طعنہ دیکر کہا کہ تم نے خود جنگ میں شامل ہونے سے دُم دبائی اس پر جلعادیوں میں اور افرائیمیوں میں سخت خانہ جنگی شروع ہوئی۔ جلعاد میں ایک بڑی لڑائی ہوئی لیکن جلعادی فتحیاب ہوئے۔ اور اُنہوں نے اُن عمدہ مگر سخت جگہوں کو یعنی یردن سے پار اُترنے کے گھاٹوں کو اپنے قبضے میں کر لیا۔ اور ان افرائیمیوں کو جو بھاگ نکلے تھے خاص تلفظ کی پہچان سے کہ وہ شبلات کے عوض سبلات بولتے تھے۔ پکڑ کر دریا کے کنارے مار ڈالا۔ اور جو مارے گئے وہ تعداد میں ۴۲ ہزار سے کم نہ ہونگے۔ اس سخت خونریزی نے افرائیم کے فرقے کو بہت کمزور کر دیا حتّٰی کہ اس کے بعد بہت عرصہ تک اُن کے نام تاریخ کے صفحوں پر نہ چمکے +

جنوب مغرب سے حملہ

فلسطی۔ پھر شمال مغرب سے بیدیوں نے کوڑا برسانا شروع کیا۔ یہ لوگ فلسطی تھے گذرے زمانوں میں بھی فلسطی کچھ کچھ دُکھ دیتے رہے تھے۔ جب کبھی وہ ذرا غلبہ پاتے تھے ۔ تو بڑے عجیب طریقوں سے اُسے جاری رکھ سکتے تھے مثلاً لوگوں سے لڑائی کے ہر قسم کے اوزار چھین لیتے تھے۔ یہاں تک کہ کھیتی باڑی کے اوزاروں کو تیز کرنے کے لئے لوہاروں کو بھٹی تک بنانے کی اجازت نہ دیتے تھے۔ مگر باوجود اس سختی کے شمجر نے کچھ عرصہ پہلے اُن پر ایک بڑی فتح پائی اور اُن کے چھ سو مردوں کو کسی ہتھیار سے نہیں بلکہ پینے سے مارا۔ اور اس شکست کے سبب سے بہت مدت تک وہ رُکے رہے مگر اب پہلے کی نسبت زیادہ خطرناک ہو گئے تھے۔ اور اُن کا تسلط چالیس برس تک جاری رہا +

سمسون ۔ لیکن آخر کار رہائی کی صورت نمودار ہوئی۔ یعنی ایک دیندار ماباپ کے یہاں جو دان کے فرقہ سے علاقہ رکھتے تھے اور شہر ضرعہ میں رہا کرتے تھے ایک فرزند پیدا ہوا جس کا وعدہ خدا کے فرشتہ نے کیا تھا۔ یہ وہی فرشتہ تھا جو خدا کے بندوں کو بار بار دکھائی دیا کرتا

تھا تاکہ انہیں سکھائے کہ وہ اپنی تکلیفوں کو اپنے گناہوں سے اور اپنی برکتوں کو خدا کی رحمت سے
منسوب کریں جن کا انسان کوئی حق نہیں رکھتا۔ اس وعدہ کے فرزند کا نام سمسون تھا۔ وہ پیدائش
ہی سے نذیر مقرر ہوا۔ اور خدا کی خدمت کے لئے علیحدہ کیا گیا۔ اور اُسکو یہ حکم ملا کہ وہ مے پیئے اور
نہ کسی اور طرح کی نشہ کی شئے کو چھوئے اور نہ اُس کے بال کبھی کاٹے جائیں۔ جب تک وہ ان
شرائط کا پابند رہا اُس وقت تک ایک فوق العادت جسمانی قوت اُس کے وسیلے جلوہ گر
ہوتی رہی۔ مگر وہ اپنی خواہش یا مرضی پر قابو نہ رکھتا تھا چنانچہ جب وہ کسی عورت پر عاشق
ہو جاتا تھا تو اُس کی دلفریب اداؤں کا مقابلہ نہیں کر سکتا تھا۔ اور اس کمزوری کے سبب سے
بار بار کم وبیش فلسطیوں کے قابو میں آجاتا تھا۔ شہر زورا جو اُس کا مولد تھا فلسطین کے پہاڑوں
میں واقع تھا۔ سمسون اکثر اس جگہ سے فلسطیوں کے ملک میں جایا کرتا تھا۔ کبھی اسلئے
کہ اُن کی صحبتوں سے دل بہلائے۔ اور کبھی اسلئے کہ اُن سے جنگ کرے۔ اُس نے
اپنی جوانی کے ایام میں فلسطیوں کی ایک لڑکی سے شادی کی اور جب وہ مرگئی تو ایک اور
فلسطی عورت پر فریفتہ ہوا جس کا نام دلیلہ تھا۔ مگر ان دونو نے اُس کے ساتھ بے وفائی کی
تاہم یہی دونو مختلف صورتوں میں اس بات کا باعث ہوئیں کہ وہ فلسطیوں کے برخلاف اپنی
قوت اور شجاعت کے بے نظیر کام ظاہر کرے اُس کا ایک نوجوان شیر کو ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالنا
اور اسقلون کے تیس مردوں کو قتل کرنا۔ اور تین سو لومڑیوں کو پکڑنا اور فلسطیوں کی
فصل کو آگ لگانا۔ اور ہزار آدمیوں کو گدھے کے جبڑے سے مار ڈالنا۔ اور غزہ کے
پھاٹکوں کو جبرون کے نزدیک ایک پہاڑی پر لے جانا۔ اور آخر کار جب وہ فریب سے
پکڑا گیا اور اُسکی آنکھیں نکالی گئیں پھلیاپوں کو گرا کر جن کے اوپر مندر قائم تھا اپنے تئیں
اور فلسطیوں کے مندر اور سرداروں کو برباد کرنا جسمانی قوت کے ایسے عجیب کام ہیں۔ جن
سے بڑھ کر اب تک سننے میں نہیں آئے ہم سمسون کی نسبت کہہ سکتے ہیں کہ وہ ایک طرف
عبرانی قوم کی علامت اور دوسری جانب نجات دہندے کی پیش نشانی تھا۔ کیونکہ جب ہم یہ
دیکھتے ہیں کہ پہلے وہ خدا کے لئے مخصوص تھا۔ اور جب تک مخصوصیت کے عہد کو پکڑے رہے
قائم رکھا تب تک بہت سی برکتوں کا حظ اُٹھاتا رہا۔ پر جب بے وفا ہوا۔ تو اپنی قوت کھو بیٹھا
اور اُسے سخت تنبیہ اُٹھانی پڑی۔ تاہم آخر کار ایک مرتبہ وہی پُرانی قوت پھر اُسی انداز سے
اُسے عطا ہوئی۔ ان باتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ اُس کی زندگی گویا تمام اسرائیل کے چال ع

چیلن کی ایک تصویر تھی۔ اور مسیح کا پیش نشان ہونے کی حیثیت سے وہ یگانہ معلوم ہوتا ہے۔ ایسا عجیب اور بے نظیر جو پرانے عہد کے دوسرے بزرگوں سے بالکل مختلف ہے۔ وہ پہلا شخص ہے جس نے واقعی اور قصداً اپنی جان اپنے ملک کے لئے دی۔ اور یوں مسیح کی بزرگ قربانی کا نشان ٹھہرا گو یہ نشان دھندلا اور ناکامل تھا۔ اسی کی موت کے موقعہ اور نتائج نے کئی زمانوں بعد قیافا کے دل میں یہ خیال پیدا کیا کہ قوم کے لئے ایک کا مرنا بہتر ہے۔

عیلی اور اُس کے بیٹے۔ [illegible] ان جنگی بہادروں میں سے جنہوں نے قاضی کا خطاب پایا۔ آخری شخص تھا۔ مروجہ کرونالوجی (وقت کے حساب) کے مطابق اُس کا ہمعصر عیلی تھا جو سردار کاہن ہونے کے سبب سے اپنی قوم پر بہت بڑا اختیار رکھتا تھا۔ عیلی خود تو بڑا پارسا آدمی تھا۔ لیکن قباحت یہ تھی۔ کہ اس کا خاندان بے دین تھا اور اسکی بدکرداریوں کو روکنے کی کافی طاقت نہ رکھتا تھا [illegible] چاہتا تھا ان بڑی بڑی بدیوں کے سبب جو یہودی سلطنت میں پائی جاتی تھیں خدا ہمیشہ کھلا سزا دیا کرتا تھا۔ چونکہ یہودی تاریخ کے متعلق خدا کا ایک بڑا مقصد یہ تھا۔ کہ وہ اپنی اس نفرت کو ظاہر کرے جو وہ گناہ سے رکھتا ہے۔ اور جب اس قسم کی بدیاں اُس کے مخصوص کاہنوں کے درمیان پائی جاتی تھیں تو خصوصیت کے ساتھ نفرت کا باعث سمجھی جاتی تھیں اور بڑے زور اور تشہیر کے ساتھ فاش کی جاتی تھی۔ پس عیلی کو اس بات کی خبر دی گئی کہ ان بدکاریوں کے باعث جن سے اُس نے چشم پوشی کی کہانت کا کام ہمیشہ کے لئے اُس کے خاندان سے چھین لیا جائیگا۔

فلسطیوں کا عہد کے صندوق کو لے جانا۔ اور یہ پیشینگوئی اُس وقت پوری ہونی شروع ہوئی جب اسدرلان کے میدان میں مقام افیق پر فلسطیوں کے ساتھ ایک بڑی لڑائی ہوئی اسرائیلی عہد کے صندوق کو سیلا سے لے آئے اور میدان جنگ میں اپنے ساتھ لے گئے۔ بدیں خیال کہ یہ متبرک صندوق ضرور اُن کی فتح کا باعث ہوگا۔ لیکن اُنہوں نے جلد اس بات کو جان لیا کہ اگر ہم خدا کا قصور کریں تو اُس کی حضوری کی علامت ہماری عملی نافرمانی کی تلافی نہیں کر سکتی۔ پس عہد کا صندوق اُن سے چھینا گیا۔ عیلی کے بیٹے حفنی اور فنحاس مارے گئے اور بڈھا عیلی وہ واردات سُن کر جو عہد کے صندوق پر گذری تھی اپنی چوکی پر سے گر پڑا اور جاں بحق ہوا۔ فنحاس کی بیوی بچہ جنتے وقت راہی ملک بقا ہوئی۔ بچہ کا نام ایکبود رکھا۔ کیونکہ عہد کے صندوق کے ساتھ اسرائیل کا جلال بھی جاتا رہا۔ فلسطی عہد کے صندوق کو اپنے

ملک میں لے گئے۔ اور شہر اشدود میں لے جا کر اسے داجون (مچھلی کے دیوتا) کے ...
میں رکھا۔ جس کا بت صبح کے وقت گرا اور ٹوٹا پھوٹا پایا گیا۔ اشدود جات اور عقرون کے شہروں
پر یعنی جہاں جہاں یہ صندوق گیا وہاں وبائیں نازل ہوئیں۔ یہاں تک کہ لوگ اس سے
علیحدہ ہونے کے لئے خواہشمند ہوئے۔ اور آخر کار ایک گاڑی پر رکھ کر جس کے
کھینچنے والی گایوں کا کوئی ہانکنے والا نہ تھا۔ اُسے روانہ کر دیا۔ گایاں اُسے بیت شمس کو
لے گئیں۔ وہاں کے لوگوں پر بھی وہی بلا نازل ہوئی۔ اس کے بعد قریت یعریم کے لوگ
اُسے اپنے شہر کو لے گئے۔ جو یہودا کے قریب میں واقع تھا۔ اس جگہ وہ اس وقت
تک رہا جب تک کہ داؤد اُسے نہ لے گیا۔ ہماری کرونالوجی (ترتیب وقت) کے حساب کے
مطابق سمسون کی موت قریباً اسی وقت واقع ہوئی جبکہ لڑائی میں عہد کا صندوق چھینا گیا۔
سموئیل اور اس کا کام۔ لیکن اس عرصہ میں سموئیل (نبی) انتظام کے وہ فرائض
جو قاضی کی خدمات سے وابستہ تھے۔ سموئیل کے ہاتھ میں آئے۔ سموئیل کی ابتدائی
تاریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ گو زمانہ کی بد حالت خستگی درجہ نجاست تک پہنچی ہوئی تھی تاہم
کہیں کہیں غریب درجہ کے لوگوں میں ایسے ایسے دیندار پائے جاتے تھے جن کی زندگی
نمونہ کے لائق تھی۔ سموئیل کا باپ جو کہ لاوی کے خاندان سے تھا۔ کوہ افرائیم میں رہا
کرتا تھا سموئیل کی ماں نے جس کے اب تک کوئی بچہ نہ ہوا تھا اپنی بے اولادی کے غم
اور اپنی سوتن فننہ کی طعنہ زنی سے تنگ آکر درگاہ الٰہی میں بیٹے کی التجا کی تھی اور سموئیل
کو جواب میں خاص برکت کے طور پر پایا۔ اور سیلا میں جس خدمت پر سموئیل مامور ہوا وہ
اس کے لئے پیدا ہونے سے پہلے ہی مخصوص کیا گیا تھا۔ وہ ہنوز بچہ ہی تھا پر اس
کی سادہ اور سچی دینداری نے ثابت کر دیا تھا کہ وہ اس منصب عہدہ کے لائق ہے
عیلی کی وفات سے کچھ عرصہ بعد اُس نے لوگوں کو بعل اور عستارات کے بتوں کو ترک
کرنے اور سچے خدا کی عبادت از سر نو اختیار کرنے کی ترغیب دی۔ مقام مصفاہ پر جو یہودا
کے فرقہ میں واقع تھا اس نے لوگوں کو اکٹھا کیا اور معلوم ہوتا ہے کہ اس موقع پر لوگوں
کے درمیان بڑی دینی تازگی پیدا ہوئی۔ اس اجتماع کا حال سن کر فلستی مصفاہ کی طرف بڑھ آئے
تاکہ اسرائیلیوں کا مقابلہ کریں۔ مگر سموئیل کی دعا کے جواب میں خداوند نے ان کی فوج پر طوفانی
اولے برسائے جن کے سبب سے وہ فوراً اسرائیل کے قابو میں آ گئے۔ فلستی ایسے

لوگوں کو اپنے نیزے سے رہائی دی۔ اہود نے اپنی تلوار سے شمجر نے ایک پینے سے جدعون نے
سیف سے اور سمسون نے گدھے کے ایک جبڑے سے لوگوں کو بچایا۔ مگر سموئیل کا ہتھیار
اُس کی دعا تھی۔ اس شکست نے فلسطیوں کے دھوئیں بکھیر دئے اور انہیں مدت تک
روک کے رکھا۔ سموئیل اپنی زیست کے آخر تک قاضی کے سول فرائض کو انجام دیتا رہا۔ اُس
کی رہائش گاہ رامہ تھی مگر وہ جابجا دورہ کیا کرتا تھا۔ خصوصاً بیت ایل جلجال اور مصفا
میں جایا کرتا تھا۔ اور وہاں اپنے عہدے کے اختیارات کو کام میں لایا کرتا تھا۔

دینداری کا تر و تازہ ہونا۔ سموئیل نے بنیمین اور یہودا کے فرقوں پہ جو پاک اثر ڈالا
وہ ایک مدت تک قائم رہا۔ اب تک کوئی ایسا آدمی برپا نہ ہوا تھا جس نے اکیلے دم کسی علاقہ
کے لوگوں کے مزرعہ دل میں ایسی دینداری کا بیج بویا ہو جو اتنی مدت تک قائم رہا۔ معلوم ہوتا
کہ یہ اُسی کی تاثیر کا نتیجہ تھا کہ یہودا اور بنیمین کے گھرانوں کے درمیان دینداری نے پناہ پائی۔
حالانکہ ملک کے باقی حصہ سے وہ جلاوطن ہو چکی تھی۔ انسانی طور پہ یہ کہہ سکتے ہیں کہ اگر سموئیل
راستہ تیار نہ کرتا تو داؤد بادشاہ نہ ہوتا یا یوں کہیں کہ اس کا علاقہ داؤد بادشاہ کے ساتھ وہی تھا
جو یوحنا بپتسمہ دینے والے کا مسیح کے ساتھ تھا۔ بے شک وہ اس قابل ہے کہ عبرانیوں
کے سب سے اعلےٰ اور عظیم بزرگوں کے شمار میں داخل کیا جائے اُس کی عمر کا بہت سا حصہ
ساؤل کی بادشاہت کے زمانہ میں گذرا۔ لہٰذا اُس کا تعلق اس قدر قاضیوں کے زمانے
سے نہیں جس قدر بادشاہوں کے زمانہ سے ہے۔

دوسری فصل

خانگی اور دینی زندگی

خانگی زندگی۔ کھیت۔ اُن کی وسعت و پیداوار۔ سالانہ موسم۔ درخت پھول اور سبزہ۔ دینی عیدیں۔
حکومت۔ مذہبی حالت۔ ایک بوقلموں زمانہ۔ اُنہی تعلیم کا طریقہ۔

خانگی زندگی۔ بہت سے واقعات جو قلمبند ہو چکے ہیں اُن عجیب اور عظیم سوانح میں

سے ہیں جو چار پانسو برس کے عرصہ میں سرزد ہوئے۔ اب اس جگہ یہ دریافت کرنا خالی از فائدہ نہ ہوگا کہ لوگ اپنی اوقات بسری عموماً کس طرح کیا کرتے تھے۔ یعنی اُس زمانہ میں اُن کے عام حرفے کیا تھے۔ اُن کے اوضاع و اطوار کیا تھے۔ اور وہ کیسی رائیں اور کیسے خیالات رکھتے تھے وغیرہ۔ ان عبرانیوں کی روزمرہ زندگی کا نقشہ کھینچنے میں جیسا کہ وہ قاضیوں کے زمانہ میں تھا۔ بائبل کے اوراق ہماری مدد کرینگے ؂

کھیت۔ اُن کی وسعت و پیداوار۔ یہودی قوم کاشتکاروں کی قوم تھی۔ اور ہر ایک کاشتکار اپنے کھیت کا خود مالک ہوتا تھا۔ جو زمین ہر خاندان کو عطا ہوئی۔ اُس کی اوسط پہلے پہل بیس سے پچاس ایکڑ تک ہوگی۔ اور چونکہ ایسے لکڑہاروں اور سقوں کو چھوڑ کر جیسے کہ جبعونی تھے۔ اُن کے یہاں نوکر اور مزدور کم ہوتے تھے۔ لہذا ہر ایک خاندان کو اپنی اراضی کی کاشت آپ کرنی پڑتی تھی۔ اُن کے مکانات انگریز کاشتکاروں کے گھروں کی مانند جُدا جُدا نہ ہوتے تھے۔ کیونکہ ایسا کرنا اُن کے لئے بہت غیر محفوظ ہوتا۔ سو سب گھر گاؤں یا قصبوں اور شہروں کی صورت میں ایک جگہ ایک دوسرے سے ملے ہوئے بنتے تھے۔ اور جب ان قصبوں یا شہروں میں سے کوئی دشمن کے حملات کے خطرے میں ہوتا یا بہت ترقی کر جاتا تو اُس کے اردگرد فصیل بنالیتے تھے۔ زمین خاص کر تین قسم کی اشیاء کے پیدا کرنے کے لئے تیار کی جاتی تھی اور وہ یہ ہیں اناج اور پھل اور چارہ۔ اناج کے اقسام سے بڑی بڑی چیزیں گیہوں اور باجرہ اور جو ہوتے تھے سن اور روئی بھی بوئی جاتی تھی اور چھوٹی چھوٹی سبزیاں مثلاً سونف زیرہ پودینہ اور سداب وغیرہ بھی پیدا ہوتی تھیں (متی ۲۳: ۲۳) میوہ دار اشجار کے باغات سے پھل بکثرت فراہم ہوتے تھے۔ زیتون۔ گولر۔ انجیر۔ انار۔ انگور۔ بادام اور سیب وغیرہ میوجات بکثرت پیدا ہوتے تھے۔ سلامتی کے ایام میں عبرانیوں کے وقت کا بہت سا حصہ ان میوہ دار درختوں کی خبرداری میں صرف ہوتا ہوگا۔ بوجھ اُٹھانے والے جانوروں میں سے بیل اونٹ اور گدھے وغیرہ اُن کے یہاں موجود تھے۔ بھیڑیں اور بکریاں اجناس تجارت میں داخل تھیں ؂

سالانہ موسم۔ اناج کی فصل تقریباً اپریل کے آغاز سے شروع ہوتی تھی اور تقریباً دو ماہ تک جاری رہتی تھی۔ اس کے بعد جون اور جولائی میں موسم گرما اپنا رنگ دکھاتی

تھی اور یہی وقت باغات کی پیداوار کو جمع کرنے کا وقت ہوتا تھا۔ اگست اور ستمبر اور بھی
گرم ہوتے تھے۔ اسلئے ممکن ہے کہ اُن کے آنے سے پہلے بھیڑوں کی پشم کاٹی جاتی ہوگی
اس عرصہ کے اندر ملک فلسطین میں بارش نہیں ہوتی اور اگر کبھی ہوتی ہے تو برائے نام
ہوتی ہے سو ملک بالکل خشک ہو جاتا ہے۔ ندی نالے سوکھ جاتے ہیں اور پانی صرف
اُن چشموں اور تالابوں سے ملتے ہیں جو موسم زمستان میں بھر جاتے ہیں۔ اکتوبر اور نومبر
بیج بونے کا زمانہ ہے۔ پہلا مینہ انہیں مہینوں برستا ہے۔ اور بارش اکثر شدت سے ہوتی
ہے۔ اور سوکھے ہوئے نالوں کو بھر دیتی ہے اور ہمارے خداوند کے کلام کی جو ان الفاظ
میں قلمبند ہے۔ تصدیق کرتی ہے "جب مینہ برسا اور پانی کا چڑھاؤ آیا" (متی ۷: ۲۵و۲۷)
دسمبر اور جنوری سردی کے مہینے ہیں۔ اور اُن میں دھند اور برف کثرت سے ہوتی ہے۔ فروری
اور مارچ میں بھی سردی ہوتی ہے۔ اور پچھلا مینہ انہیں ایام میں پڑتا ہے۔ اس موسم کے
نتائج غزل الغزلات کے الفاظ جو ذیل میں درج ہیں پورے ہوتے ہیں۔ "دیکھ
جاڑا گذر گیا۔ اُس موسم کا بھاری مینہ برس چکا اور نکل گیا۔ زمین میں قمریوں کی آواز
سننے میں آتی ہے۔ انجیر کے درختوں میں ہرے انجیر پکنے لگے اور تاکوں کے پھولوں
سے خوشبو آتی ہے۔" (غزل الغزلات ۲: ۱۱-۱۳) ۞

درخت اور پھول اور سبزہ۔ اس میں خشکی درختوں اور سبزہ کی قسم سے ذیل
کی چیزیں پیدا ہوتی ہیں۔ کھجور جو ایک مضبوط اور اونچے قد کا درخت ہوتا ہے یہ درخت
ہمیشہ پائداری اور خوبصورتی کی علامت سمجھا جاتا تھا (زبور ۹۲: ۱۲) ہر دو قسم کا بلوط بھی
ہوتا تھا یعنی خاردار اور بے خار۔ یہ درخت سرزمین بسن میں کثرت سے پیدا ہوتے تھے نیز
تارپین کا درخت جس کا ترجمہ ہماری بائبل میں بلوط (ہوسیع ۴: ۱۳) اور بطم (یسعیاہ ۶: ۱۳)
بھی کیا گیا ہے۔ صنوبر۔ سرو اور پائن (جو صنوبر کی ایک قسم ہے) اور مہندی اور شہتوت
اولینڈر اور ناشپاتی کے خاردار پیڑ نیچی جگہوں میں ہوتے تھے۔ سطم کے درخت
خشک خطوں میں پائے جاتے تھے جہاں کسی زمانہ میں پانی کے نالے بہا کرتے تھے مگر
اب بند ہو گئے تھے۔ گلاب اور سوسن یہاں کے عام پھول تھے۔ سُرخ سوسن کثرت
سے پیدا ہوتی تھی۔ اور نہایت دلپذیر سمجھی جاتی تھی۔ (متی ۶: ۲۸) غرضیکہ سبزے
کی قسم سے کثیر اور مختلف الانواع کی اشیاء پیدا ہوتی تھیں پس ایسے ملک کی اشیاء کے بارے

میں سلیمان کا حافظہ اور معلومات کچھ کم درجہ کے نہ تھے کیونکہ اُسنے ”سرو کے درخت سے لیکے جو لبنان میں تھا اُس زُوفہ تک جو دیواروں پر اُگتا ہے“۔ (۱ سلاطین ۴: ۳۳) سب درختوں کی کیفیت بیان کی ہے ۔

دینی تیوہار ۔ ہم نے دیکھا کہ عبرانی کاشتکاروں کو مشغول رکھنے کے لئے بہت سا اور مختلف قسم کا کام موجود تھا ۔ لیکن وہ مشکل کا کام نہ تھا ۔ اکثر اوقات اس میں دلپسند ناغے ہوجاتے تھے ۔ مثلاً سال میں تین مرتبہ سب مرد سیلا کو جاتے تھے کہ وہاں اپنی تین بڑی عیدوں میں شامل ہوں جو فسح اور پنتیکوست اور خیام کی عیدیں کہلاتی تھیں پھر ہر ساتواں دن خداوند کے لئے پاک سبت مانا جاتا تھا ۔ اور آرام اور عبادت کے لئے مخصوص تھا ۔ ہر نئے چاند پر تعطیل ہوتی تھی ۔ اور ہر ساتواں سال سبت ۔ یا آرام کا سال ہوا کرتا تھا اس سال میں کم از کم کھیت اور باغ کے کام سے آرام ملتا تھا ۔ اور مکانات کی اور کپڑوں کی اور اوزاروں کی مرمت کی جاتی تھی ۔ اور خاص کر لوگوں کو مذہبی تعلیم دی جاتی تھی ۔ بچوں کی تعلیم کا اہتمام زیادہ تر والدین کے سپرد تھا اور اس کام میں اُن کی مدد لاوی کیا کرتے تھے ۔ جو تمام سرزمین میں جابجا منتشر تھے ۔ اور دہ یکی سے پرورش پاتے تھے ۔ غرضیکہ اس زمانہ میں عبرانی لوگ سلامتی کے ایام میں ایک خاموش اور قانع اور سادہ زندگی بسر کیا کرتے تھے ۔ لیکن کہیں کہیں یہ اشارے بھی ملتے ہیں مثلاً دبورہ کے گیت میں کہ موسیقی اور شاعری اور علمی تحصیل میں بھی غفلت نہیں کی جاتی تھی مثلاً زنگار رنگ سوزنی کے خلعت سے جن کے سبب سے سیسرا کی ماں جھرنکے سے جھانکتی اور اُس کی انتظاری کرتی تھی ۔ یہ ظاہر ہوتا ہے کہ عبرانی عورتوں کو سوئی کے استعمال میں کچھ کم دسترس حاصل نہ تھی تاہم یہ درست ہے کہ نہ علم اور نہ صنعت اور نہ حرفہ اور نہ تجارت اور نہ مہین کام نے بہت بڑی ترقی حاصل کی یا یوں کہیں کہ اس زمانہ میں ان باتوں نے بہت فروغ نہ پایا ۔ کیونکہ ہر ایک شخص اپنے تاک یا انجیر تلے بیٹھنے کو غنیمت سمجھتا تھا ۔ اور ہر ایک خاندان کے شریک اپنے باپ دادا کی ملکیت کو آپس میں بانٹنے اور اُن کے پیشے کو اختیار کرنے کو خوشی کا باعث سمجھتے تھے ۔

حکومت ۔ جگہ جگہ کے حکام اپنی ملکی حکومت کا انتظام آپ کیا کرتے تھے ۔ اب یہ

دریافت کرنا کہ ملکی حکومت کون کون سے صیغوں میں منقسم تھی۔ اور اُس کے ہر ایک صیغہ کا کیا خاصہ تھا۔ مشکل کام ہے اور نہ یہ ہی معلوم کرنا آسان ہے کہ جو افسر عنانِ حکومت اپنے ہاتھ میں رکھتے تھے وہ کتنے ہُوا کرتے تھے۔ اور کیا کام کیا کرتے تھے۔ معلوم ہوتا ہے کہ ہر فرقہ اپنی اپنی حکومت کو سرانجام دیا کرتا تھا۔ ہر ایک شہر اپنے اپنے بزرگ اور ہر ایک فرقہ اپنے اپنے حکام اور شہزادے رکھتا تھا۔ عام معاملات میں ہر فرقہ کے افسر عدالت اور مقدمات فیصل کیا کرتے تھے۔ پر اس کے ساتھ یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ بعض بعض سنٹرل عدالتیں بھی ہوتی تھیں۔ خصوصاً تمام اسرائیل کی جماعت فراہم کرتی تھی"۔ جو ہاؤس آف کامنز یا سٹیٹس جنرل کی مانند ہوتی تھی۔ جس میں تمام قوم کے وکیل (ڈیلیگیٹس) شامل ہوتے تھے اور وہ اُن معاملات پر جو ملک کی بہبودی اور بہتری کے حق میں نہایت ضروری سمجھے جاتے تھے غور کیا کرتے تھے۔ مگر معلوم ہوتا ہے کہ عام حالتوں میں سردار کاہن ملکی نظم و نسق کے متعلق بہت اختیار رکھتا تھا۔ اور خطرات کے ایام میں قاضیوں کو غیر معمولی طاقت اور اختیارات عطا کئے جاتے تھے اور بارہ فرقے جو تھے وہ سب آپس میں جکڑے ہوئے تھے۔ سالانہ عیدوں کی تقریب پر ایک جا فراہم ہونے کے سبب سے اُن میں خیال اور افعال کی یگانگت کی رُوح پیدا ہو جاتی تھی۔ پر جب بُت پرستی کسی علاقہ میں پھیل جاتی تو عیدوں پر فراہم ہونے میں غفلت ہوتی تھی۔ اور اس کا یہ نتیجہ ہوتا ہو گا کہ قومی یگانگت کمزور ہو جاتی ہو گی +

مذہب کی حالت۔ اس عرصہ میں لوگوں کے مذہبی علم میں کوئی قابل غور ترقی نہ ہوئی یعنی مسیح کی نسبت کوئی نیا مکاشفہ نہیں ملا۔ بجز اس کے کہ وہ مختلف بہادر جو قوم کو رہائی دینے کو برپا ہوئے وہ اُس اعلےٰ رہائی دینے والے (مسیح) پر اشارہ کرتے ہوں۔ غالباً موسےٰ کی رسمی شریعت اُس زمانہ میں جبکہ مذہب کی پیروی وفاداری سے کی جاتی ہو گی۔ پورے پورے طور پر رائج ہو گی۔ گناہ کی بابت عجیب عجیب واقعات کے ذریعے بار بار بڑا سبق سکھایا جاتا تھا۔ کہ گناہ خدا کی آنکھ کے سامنے نہایت پلید اور مکروہ شے ہے۔ اور اپنی سزا ضرور پائیگا۔ اسی طرح ہر پبلک واقعہ سے یہ بات بھی ظاہر ہوتی تھی۔ کہ راستی ہر قوم کے اعزاز اور بزرگی کا باعث ہے۔ اور گناہ ہر ایک قوم کی بے عزتی کا موجب ہے جو لوگ گناہ کی بدی کو محسوس کرتے ہونگے۔ دیکھتے ہونگے

کہ وہ قربانیاں جو ہمیشہ چڑھائی جاتی ہیں یہ ظاہر کرتی ہیں کہ گنہگار خدا کے حضور قبول نہیں ہو سکتا۔ جب تک کہ اُس کے گناہ کا کفارہ خون بہلنے کے وسیلے نہ دیا جائے۔ تاہم اُس وقت دینداروں کو بھی خدا کے نزدیک مقبول ہونے کے طریق کا صاف صاف علم نہ تھا۔ سو اُس زمانہ میں اپنی نالائقی کو خاکساری اور فروتنی سے قبول کر لینا۔ اور معافی کے لئے خدا کی رحمت پر جس کے استحقاق کا دعوےٰ نہیں ہو سکتا بھروسہ رکھنا اور دعا اور مناجات کے ساتھ اُن باتوں کو جو خدا کی نظر میں درست و راست تھیں بجا لانا سچی دینداری کا عنصر تھا۔ خدا پر ہر طرح سے کامل بھروسہ رکھنے کا اعلےٰ موقعہ اُن کو حاصل تھا۔ اوّل وہ یہ بھروسہ رکھ سکتے تھے کہ اُن کی اولاد ہمیشہ خدا کی مرضی کی تعمیل کریگی۔ اور نیز اُن کو یہ موقعہ حاصل تھا۔ کہ بڑی بڑی مُہمات کو سر کرنے کی جرأت دکھا کر اپنا بھروسہ ظاہر کریں۔ ایسی جرأت جیسی کہ برق اور جدعون نے یہ مضبوط اعتقاد رکھ کر دکھائی کہ خدا اُن کی کوششوں کو کامیابی کے تاج سے آراستہ کریگا۔

ایک زنگار رنگ زمانہ۔ پر اگر مذہبی حالت کا لحاظ کیا جائے تو یہ زمانہ ایک بوقلمون زمانہ تھا یعنی کبھی اُس میں کسی طرح کی حالت پائی جاتی تھی اور کبھی کسی طرح کی۔ اکثر لوگوں کی روش سے سچے خدا کی عبادت کو ترک کرنے اور اپنے ہمسایوں کی بُت پرستی میں گرفتار ہونے کی رغبت ظاہر ہوتی تھی۔ البتہ اُن تکلیفوں کے سبب سے جو اُن کے ہمسایہ اُن کو پہنچاتے تھے۔ اور اُن لڑائیوں کے سبب سے جو اُن کے ساتھ ہُوا کرتی تھیں کچھ سالوں کے لئے اسرائیلیوں کے دل میں اُن کی مذہبی رسوم اور دیگر رسموں کی طرف سے سخت نفرت پیدا ہو جاتی تھی مگر بُت پرستی کا پُرانا شوق پھر لوٹ آتا تھا۔ اور اس سے بخوبی ظاہر ہو گیا۔ کہ پاک اور رُوحانی عبادت نفسانی مذاق کے برخلاف ہے بنی آدم اندیکھے خدا کے ساتھ ایسی ملاقاتیں پسند نہیں کرتے جن میں دِل دِل سے ملاقی ہو۔ بلکہ وہ اُس عبادت کی طرف زیادہ راجع ہوتے ہیں جو بُتوں اور علامتوں کے وسیلے کی جاتی ہے اسی سبب سے اسرائیلی بار بار بُت پرستی میں پڑ جاتے تھے۔ اور بُت پرستی بد اخلاقی پیدا کرتی تھی۔ اور پھر یہ دونوں ملکر خدا کی سزائیں جسکا قصور کیا جاتا تھا۔ لوگوں پر کھینچ لاتی تھیں۔

الٰہی تعلیم کا طریقہ۔ عام طور پر یہ کہا جا سکتا ہے کہ قاضیوں کا زمانہ اس بات

کے لئے نہایت دلچسپ ہے کہ خدا اس زمانہ میں اس قوم کو واقعات کے وسیلے تعلیم دیا کرتا تھا۔ سموئیل کے زمانہ تک تو الہام یافتہ نبیوں کا سلسلہ جاری نہ ہوا تھا کہ خدا کی مرضی اور نصیحتوں کو تقریر یا تحریر کے وسیلہ لوگوں پر ظاہر کرتے پس قومی نصیحتیں واقعات کی زبان کے وسیلے بیان کی جاتی تھیں۔ بُت پرستی کے ساتھ تکلیف کا آنا اور بتوں کو ترک کرنے پر اقبالمندی کے ستارے کا چمک اُٹھنا ایسی باتیں تھیں۔ جو اُن کے تجربہ سے باہر نہ تھیں پس نہایت مؤثرانہ طور پر اُن کو یہ بات سکھائی گئی کہ گنہگاروں کی راہ مشقت سے پُر ہے پر خدا کا خوف برکتوں تک پہنچانے کا ایک عمدہ طریق ہے

تیسری فصل

اس زمانہ کے حالات کو روشن کرنیوالی سرگذشتیں

۱۔میکاہ کی سرگذشت ۲۔اہل دان کا دوسری جگہ آباد ہونا ۳۔ جبعہ کی افسوسناک سرگذشت ۴۔روت کی سرگذشت ؞

قاضیوں کی کتاب کے آخر میں کئی دلچسپ باتوں کا بیان پایا جاتا ہے۔ جن سے مذہبی حالت اور اخلاقی زندگی۔ اور علم اوضاع و اطوار کا پتہ ملتا ہے جیسے کہ وُہ یہودی تاریخ کے اس زمانہ میں پائے جاتے تھے ؞

۱۔ میکاہ کی سرگذشت۔ یہ سرگذشت ظاہر کرتی ہے کہ مذہبی عبادت میں کسی طرح بے ترتیبی پیدا ہوئی میکاہ ایک افرائیمی جوان تھا۔ جو مذہبی رسوم کو تو پیار کرتا تھا مگر باطن میں خدا کی عزت نہ کرتا تھا۔ اور نہ دنیاوی معاملات میں ہی بہت دیانتدار تھا اور جس طریقہ سے اُس نے اپنی ماں سے روپیہ لیا اُس سے یہ بات بخوبی ثابت ہوتی ہے۔ پس اُس کے مذہب کی اصل غرض یہ تھی کہ اُس کو فائدہ پہنچے۔ نہ یہ کہ خدا کے نام کی توقیر ہو۔ اس شخص نے اپنے گھر میں عبادت کا بندوبست کیا اور تمام اسباب مہیّا کیا جس میں ایک تراشا اور ڈھالا ہوا بُت اور ترافیم یعنی چھوٹے چھوٹے بُت اور ایک افود شامل

تھا - پہلے تو اُس نے اپنے بیٹوں میں سے ایک بیٹے کو کاہن بنایا - پھر ایک لاوی کو اِس کام کے لئے نوکر رکھا لیکن اس نئی عبادت کے جاری ہونے کے تھوڑے ہی عرصہ میں اہل دان کی ایک گروہ نے جو ایک اَور شہر کو جا رہی تھی سختی کر کے اس اسباب کو اُٹھا لیا اَور اُسے اپنے شہر کو جو ملک کے شمال میں واقع تھا لے گئی - یہ چیزیں مدت تک اس میں رہیں اَور اُس خیمہ کی جو کہ سیلا میں تھا ہمسر سمجھی جاتی تھیں - یہی وہ جگہ تھی جہاں یربعام بادشاہ نے اپنے بچھڑوں میں سے ایک بچھڑے کو نصب کیا تھا - اِس میں شک نہیں کہ اس کے سبب سے شمالی فرقوں کے درمیان بہت بدی پھیل گئی +

۲ - **اہل دان کا دُوسری جگہ آباد ہونا** - ایک اَور سرگذشت سے معلوم ہوتا ہے کہ جب ایک فرقہ نے اپنے علاقہ کو اپنے لئے تنگ پایا تو اُنہوں نے کیا کیا یعنی فرقہ دان کے ایک حصہ نے جب اپنے تئیں اس تنگی میں پایا کیونکہ وہ فلسطیوں کو اپنے علاقہ سے نہیں نکال سکے تھے تو اُنہوں نے جاسوسوں کو ملک دیکھنے کیلئے بھیجا تاکہ کوئی جگہ انکے رہنے کیلئے تلاش کریں ان جاسوسوں نے سب سے شمالی کونے یعنی کوہ حرمون کے دامن میں ایک قطعہ پایا جس میں آرام چین اور خنکی رہتے تھے دان کے فرقہ نے انکو بڑے ظلم سے تہ تیغ کیا انکی زمین اُن سے چھین لی یہ فعل جیسا بیدینی کا فعل تھا ویسا ہی شرع کے برخلاف تھا - کیونکہ یہی وہ لوگ تھے جو میکاہ کے تفرقہ انداز بُت کو اپنے ساتھ لے گئے تھے - اور جو شہر اُنہوں نے وہاں تعمیر کیا اور جسے اُنہوں نے اپنے فرقہ کے بانی کے نام سے نامزد کیا - ملک کی شمالی حد بتانے کے لئے ضرب المثل ہُوا +

۳ - **جبعہ کا افسوسناک واقعہ** - تیسری سرگذشت اخلاق کی وحشیانہ حالت کی ایک ہولناک تصویر ہمارے سامنے لاتی ہے - یہ بد اخلاقی کبھی کبھی اُن کے درمیان پائی جاتی تھی - اور غالباً بُت پرستی کی تاثیر سے پیدا ہوتی تھی - نیز وہ سرگذشت اُس ہیبت ناک انتقام کا نقشہ پیش کرتی ہے جس کے سبب سے اُن کے غضب اور غصہ کا شعلہ اُن کو بدلہ لینے پر آمادہ کرتا تھا جب کوئی بڑا جرم سرزد ہوتا تھا - ایک لاوی کی جورو اپنے شوہر کے ساتھ بیت لحم سے افرائیم کے کوہستان کو جا رہی تھی - لیکن جبعہ میں جو بنیمین کا شہر تھا - لوگوں نے اُس کے ساتھ وحشیانہ سلوک کیا اور وہ جان سے ماری گئی - اور جب فرقہ بنیمین نے اُن مجرموں کو حوالہ کرنے سے انکار کیا تو تمام فرقوں نے ملکر ایسی سختی سے اُن پر دھاوا کیا کہ چھ سو جوانوں کو چھوڑ کر باقی تمام فرقہ کی

سختی کر ڈالی۔ اور جب اُن کا اثرِ غضب جس کے سبب انتقام لینے کو مجبور ہوئے تھے فرو ہو گیا تو پھر غور کئے اس نتیجہ پر پہنچ کر سخت پچھتائے۔ اور ان چھ سو جوانوں کے ساتھ شادی کرنے کے لئے چار سو کنواریاں یبیس جلعاد سے لائے جس کے باقی باشندے قتل کئے گئے تھے۔ اور پھر جب معلوم ہوا کہ یہ شمار کافی نہیں تو ایک اور چال اختیار کی۔ اور وہ یہ تھی کہ جو بنیمین باقی رہ گئے تھے وہ ایک تیوہار کے موقعہ پر سیلا کی لڑکیوں پر ٹوٹ پڑے اور اُنہیں اپنے وطن کو اٹھا لائے جس طرح رومی سبین عورتوں کو اٹھا لے گئے تھے۔ بعد ازاں بنیمین کے فرقہ کو امن رہا کہ پھر رفتہ رفتہ اپنی پرانی طاقت حاصل کرے۔ ہارون کا پوتا فینحاس اس وقت سردار کاہن تھا جبکہ یہ واقعہ سرزد ہوا۔ (قاضی ۲۰: ۲۸) اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ حادثہ اس ملک میں داخل ہونے کے تھوڑے عرصہ بعد واقع ہوا ہوگا ✦

روت کی سرگذشت۔ لیکن اس خون آلودہ سرگذشت کے عین مقابلہ میں رُوت کی کتاب کی خوشنما تصویر سامنے آتی ہے۔ نعومی ایک عبرانی عورت قحط کی ماری ملک موآب کو جاتی ہے وہاں اُس کے شوہر اور دو بیٹوں کا انتقال ہو جاتا ہے۔ پر وہاں اِس کے عوض میں اُن دو موآبی عورتوں کی محبت سے خوشوقت و خوشحال ہوتی ہے۔ جن کے ساتھ اُس کے بیٹوں نے شادی کی تھی۔ اور اُن میں سے ایک جس کا نام روت تھا اور جو فرزندانہ محبت اور دینداری کا نمونہ تھی اُس کے ساتھ اُس کے ملک میں جاتی ہے۔ اور وہاں ایک شخص جس کا نام بوعز تھا اور جو بیت لحم میں صاحبِ مال و منال تھا اُس کی طرف متوجہ ہوتا ہے۔ یہ شخص اُس کے خاندان کا رشتہ دار ہے اور آخرکار اُسے اپنے عقدِ تزویج میں لاتا ہے۔ رُوت کی کتاب میں جو دیندارانہ زندگی کی تصویر پائی جاتی ہے۔ اُس سے بڑھ کر اور کوئی چیز زیادہ خوبصورت اور خوشنما نہ ہوگی۔ اُس کتاب کے پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اُن دنوں سچا مذہب اُمرا اور غربا کے باہمی میل جول کو اپنی چاشنی سے میٹھا کر رہا ہے۔ اور محنت اور افلاس کے بوجھ کو ہلکا کر رہا ہے اور غمزدہ دلوں کو تسلی دے رہا ہے۔ اس خوبصورت سرگذشت کا منظر گاہ شہر بیت لحم ہے اور ہم اس سرگذشت کو اُس سچے مذہب کی تاثیروں کا نمونہ یا تصویر کہہ سکتے ہیں جن کے وسیلے سے اس شہر میں یعنی بیت لحم میں خدا کے بیٹے نے دنیا کو برکت سے مالا مال کرنا تھا۔ رُوت کی سرگذشت سے اُس زمانہ کی یہودی عادات پر بہت سی روشنی پڑتی ہے۔ ہم اُس میں یہودیوں کی فصل کی ایک زندہ تصویر پاتے ہیں۔ یعنی اُس فرحت بخش موسم کی جس میں

لوگوں کے دل شاد ہوتے تھے۔ اور خیرات بانٹی جاتی تھی۔ اور امیر اور غریب باہم ملکر اپنے خداوند کو جو اُن کا بنانے والا تھا یاد کیا کرتے تھے۔ اور نیز اس سے یہودیوں کے انتظام اراضی کا حال بھی کھلتا ہے۔ یعنی یہ معلوم ہوتا ہے کہ ایک شخص سے دوسرے پر کس طرح زمین منتقل ہوتی تھی۔ اور نیز اُس طریق کی کیفیت دریافت ہوتی ہے جس سے غربت زدہ خاندانوں کے حقوق نگاہ رکھتے جاتے تھے۔ اور اُن کی ملکیت آخرکار اُن کو واپس کی جاتی تھی۔ اور پھر ہم ایک اور بات دیکھتے ہیں جو نہایت دلچسپ ہے۔ اور وہ یہ کہ اگر بہت نہیں تو کبھی کبھی غیر قوموں کے لوگ عبرانیوں کے خدا کا عرفان حاصل کرتے تھے اور اُس سے محبت کرنے لگ جاتے تھے اور کہ اسرائیل بعض حالتوں میں غیر قوموں کو روشن کرنے والے نور کا کام دیتا تھا۔ عبرانیوں کی اُن بے شمار مثالوں کے درمیان جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ انہوں نے بگڑ کر موآب کے معبودوں اور دیگر دیوتاؤں کو پوجنا شروع کر دیا۔ روت جیسی ایک عورت کا ملنا جو موابی اور بیوہ تھی۔ جس کا دل نعومی کی پُر محبت اور سادہ دینداری کا شیدا ہو گیا تھا۔ نہایت خوشنما واقع تھا۔ اس نے بڑی سادہ لوحی پر بڑی خوبصورتی کے ساتھ اُس محبت کو جو وہ اپنی ساس کے ساتھ رکھتی تھی ادا کیا۔ جب اُس نے یہ کہا "تیرے لوگ میرے لوگ اور تیرا خدا میرا خدا ہوگا"۔ اس سادہ دل جوان عورت کو ایمان کا یہ پھل ملا کہ مسیح کی والدہ کہلانے کے افتخار سے ممتاز کی گئی۔ ہمیں اُمید ہے کہ اسرائیل کے ہمسایوں میں سے بہت لوگ روت کی رُوح سے بھرپور ہو کر اور اسرائیل کے خدا کے بے مثال جلال اور فضل کو دیکھ کر خداوند کے پاس آئے ہونگے تاکہ اُس کے نام کے لائق اُس کا جلال ظاہر کریں +

چوتھی فصل

دوسری قوموں کی تاریخ

۱۔ مصر۔ مالی رونق۔ نئی بستیوں کا آباد ہونا۔ ۲۔ اسور۔ بابل۔ عیلام وغیرہ۔ سنمرہ لڑائیاں۔ ۳۔ فینکی تجارتی ترقی۔ ۴۔ یونان۔ قدیم باشندے۔ شجاعت کا زمانہ۔ تروآس کا محاصرہ۔ یونانی پرعبرانی معجزے۔ یونان کا مذہب۔ اس کی طاقت کی کمی ◆

اب ہمیں دنیا کے دیگر حصوں کو تھوڑی دیر کے لئے دیکھنا ہے۔ اور جہاں تک علم وفا کرے وہاں تک اُن بڑے بڑے واقعات کو جمع کرنا ہے جو بنی اسرائیل کے ملک مصر کو چھوڑنے کے بعد واقع ہوئے۔ اب بعض بعض وقت ہمیں اپنی راہ بہت سی تاریکی میں سے ٹٹولنی پڑیگی اگرچہ کتبوں میں سے کبھی کبھی روشنی کی شعاعیں نکلینگی جو ہماری تحقیقات کی راہ کو منور کرینگی ◆

۱۔ مصر

مالی رونق۔ معلوم ہوتا ہے کہ بحیرہ قلزم کی دہشتناک بربادی سے تھوڑے عرصہ بعد مصر پھر اپنی پہلی رونق پر آنے لگا خروج سے لے کر کئی صدیوں تک اس سلطنت کو عجیب قسم کی اقبالمندی درجہ اول تک حاصل ہوئی۔ نبی فرماتا ہے "مصر دریا کی طرح اُٹھتا ہے اور اُس کے پانی باڑھ کی مانند اُچھلتے ہیں اور وہ کہتا ہے میں چڑھونگا اور زمین کو چھپا لونگا۔ میں شہروں کو اور اُن کے باشندوں کو نیست کرونگا" (یرمیا ۴۶ : ۸) اس عرصہ میں ملک کے کاہنوں کو پہلے دستور کے مطابق پھر بڑے بڑے اختیارات حاصل تھے ہر جگہ عالیشان مندر۔ مقبرے۔ محل۔ مربع شکل پیلپائے جو چوٹی کی طرف مخروطی شکل کے ہوتے تھے۔ اور تراشے ہوئے بُت اور وہ مورتیں جن کا دھڑ شیر کا اور سر عورت کا سا ہوتا تھا بنائی جاتی تھیں۔ اور دیگر دستکاریاں بھی رائج ہو گئی تھیں تھبیز کے میدان کو بہت سی عجیب عمارتیں آراستہ کرتی تھیں۔ پس مالی رونق کے اعتبار سے مصر کی بستی

گویا ایک ملکہ تھی۔ جس کی عجیب عظمت کی نقص گیری کرنے والا اب تک کوئی پیدا نہ ہوا تھا۔

نئی بستیوں کا آباد ہونا۔ ملک مصر دیگر اقسام کی رونق میں بھی پیچھے نہ تھا۔ مثلاً کئی گروہ وقتاً فوقتاً اُس کے کنارے سے روانہ ہوتے تھے کہ اُس کی تہذیب کو دوسری سرزمینوں میں پہنچائیں۔ اور غیر ممالک سے نامور لوگ اُس کے دارالسلطنت میں آتے تھے کہ جس علم اور حکمت کے سبب وہ شہرۂ آفاق ہو رہا تھا اُس کی خوشہ چینی کریں۔ روائت تھی کہ قریباً ۱۵۵۰ برس قبل از مسیح ایک گروہ سسراپ کے ماتحت سائیس سے روانہ ہوئی اور ایٹیکا میں آکر آباد ہوئی اور شہر اتھنیز کی بنیاد ڈالی۔ اور کہ پھر قریباً پچاس سال بعد ایک اور مصری مسمیٰ داناؤس اُسی طرف روانہ ہوا۔ اور اس نے آرگاس کی بنا ڈالی۔

۲۔ اسور۔ بابل۔ عیلام

مستمرہ لڑائیاں۔ ان سلطنتوں نے اس زمانہ میں جو ترقی کی اُس کا ہم کو ٹھیک ٹھیک علم نہیں۔ اسور کی سلطنت ایک ترقی پذیر طاقت تھی اور اہل اسور اپنی حکومت کو کئی اطراف میں پھیلا رہے تھے۔ اُن کی لڑائیاں اکثر اہل بابل کے ساتھ ہوا کرتی تھیں جن کو وہ عموماً مغلوب کر لیا کرتے تھے۔ اور اہل عیلام بھی جو سیماب کی طرح ہر وقت حرکت میں رہتے تھے۔ بابل پر وقت بوقت حملہ کیا کرتے تھے اس عرصہ کے ابتدائی حصہ میں کوشن رشتیعم شاہ سوپتامیہ نے ارام اور فلسطین کو تاخت و تاراج کر ڈالا جو سیفس اسے اسوری بتلاتا ہے۔ لیکن ممکن ہے کہ وہ اس لقب کو عام معنی میں استعمال کرتا ہے۔ کیونکہ معلوم ہوتا ہے کہ اُس کی سلطنت اسور سے علیحدہ تھی۔ گو پیچھے اُس میں شامل ہوگئی تھی۔ مصر اور اسور کے بادشاہوں نے جو بعد میں ایک دوسرے کے جانی دشمن ہوگئے تھے۔ اس وقت ایک دوسرے کو مخالفت کی نظر سے دیکھنا شروع کر دیا تھا۔ معلوم ہوتا ہے کہ اسوریوں کی فتوحات کے ساتھ اُن کی بُت پرستی بھی جس کے وہ پیرو تھے دور دور پھیلنے لگ گئی ہوگی۔ اور یوں ایشیا کی اُن قوموں میں جو سام کی نسل سے تھیں سچی عبادت کا جو تقیہ رہ گیا تھا اُس کا بھی بہت سا حصہ کافور ہو گیا ہوگا۔

۳۔ فینیکی

تجارتی ترقی۔ معلوم ہوتا ہے کہ اس عرصہ میں اہل فینیکی اپنے تجارتی کام میں روز افزوں ترقی کر رہے تھے۔ صور جسے صیدانیوں کی ایک گروہ نے آباد کیا تھا۔ اور جو بہت جلد رونق میں صیدا پر سبقت لے گیا انہیں ایام میں بنا کیا گیا۔ لوگ خیال کرتے تھے کہ سنگونا ئتھو یا سنکیونیا تھان جو فینیکی مؤرخ تھا۔ یشوع کا ہمعصر تھا۔ اُس کی تاریخ کے فقط چند ٹکڑے ہمارے زمانہ تک پہنچے ہیں۔ اور اُنہیں بھی ایک یونانی مؤرخ یوسیبیس نے اپنی تاریخ میں محفوظ رکھا ہے۔ اُن سے فینکی دیوتاؤں کے نسب نامے معلوم ہوتے ہیں۔ یعنی سیلس اور سیٹرن اور دوسرے دیوتاؤں کے۔ جن کو یونانیوں نے پیچھے اپنے دیوتا مان لیا۔ اُن میں دنیا کی ابتدا وغیرہ کا حال بھی مذکور ہے۔ اور ان بیانات کی نسبت سنکونیا تھو کہتا ہے کہ میں نے انہیں پُرانے تاریخی کتبوں سے جمع کیا ہے۔ لیکن علما نہیں مانتے کہ یہ تاریخ جو اُس سے منسوب کی جاتی اس کی لکھی ہوئی ہے بلکہ اُن کا یہ گمان ہے کہ اس کا مصنف فیلان ہے جس نے پہلی صدی کے خاتمہ پر اس تاریخ کو ایسی صورت میں شائع کیا کہ لوگ دیکھ کر یہ خیال کریں کہ گویا وہ اصل تاریخ کا یونانی ترجمہ ہے۔

۴۔ یونان

قدیم باشندے۔ اُن تمام ممالک میں سے جو اُس زمانہ میں صفحۂ تاریخ پر نمودار ہونے لگے۔ یونان سب سے زیادہ دلچسپ ہے بلحاظ ان کی جائے وقوع۔ اور اُس کی طبعی خاصیتوں نے شروع ہی سے ظاہر کر دیا تھا کہ وہ ایک عجیب خطہ ہے چنانچہ وہ جابجا ایسے طور پر سمندر میں گھسا ہوا ہے۔ کہ تین بڑے بڑے براعظموں یعنی یوروپ۔ ایشیا اور افریقہ کو وہاں سے بآسانی جا سکتے ہیں۔ یہ ملک اپنے بحری ساحل کی وسعت کے سبب سے جو ہر جانب خلیجوں اور کھاڑیوں وغیرہ میں منقسم ہے بڑا نادر ملک ہے۔ اور اس کی اس خاصیت نے اُن لوگوں کو جو جہان جوکھوں کے کام کرتے پھرتے تھے یہاں آکر آباد ہونے کی ترغیب دی۔ اور اُن بڑی بڑی مہمات کو طے کرنے پر آمادہ کیا جن کے بیانات سے اُس کی قدیم تاریخ پُر ہے لیکن یونان کے سب سے قدیم باشندوں کا پختہ حال معلوم نہیں

اُس کے باشندے لوگ شاید جباروں کی قوم ہونگے اور فلسطین کے تنیم اور حوریہ اور عناقیم سے علاقہ رکھتے ہونگے۔ لیکن اُن کے تاریخی حالات قصوں اور کہانیوں میں چھپے ہوئے ہیں۔ کنعانیوں کے زیادہ مہذب باشندوں کا سراغ اُن لوگوں میں لگایا جاتا ہے جنہوں نے غیر ممالک سے آکر اپنی بستیاں یہاں آباد کیں۔ اور ان میں سے سب سے بڑی سیکراپس اور ڈناؤس کی بستیاں تھیں جو مصر سے آکر آباد ہوئی تھیں۔ اور جن کا ذکر اوپر ہو چکا ہے۔ پھر کیڈمس کی بستی جو فنیکیا سے اور پیلاپس کی بستی جو ایشیا کوچک سے آکر آباد ہوئی تھی۔ مگر ان کے حالات بھی شکوک سے خالی نہیں پس بہت کچھ پختگی کے ساتھ نہیں کہا جاسکتا۔

شجاعت کا زمانہ۔ لیکن اس میں شک نہیں کہ قریباً ۱۴۰۰ سال قبل از مسیح یا یوں کہیں کہ اُس زمانہ میں جب اسرائیل پر قاضی حکومت کرتے تھے۔ ملک یونان میں عجیب قسم کے لوگ نمودار ہوئے جنہیں ہیلینیز کہتے تھے اور جن کے سبب سے ملک بھی ہیلس کہلانے لگا۔ یہ لوگ ایک عجیب قسم کی جودت وصولت کے لوگ تھے اکثر لڑائی اور ملک گیری میں مصروف اور سیر و سیاحت اور نئی جگہوں کے دریافت کرنے میں مشغول رہتے تھے۔ مگر ساتھ ہی تحصیل علم کے لئے بھی عجیب لیاقت رکھتے تھے اور اسی طرح اُن کی طبیعت ہر فن کی طرف راغب اور اُن شغلوں کی طرف مائل تھی جس کی گرم بازاری صلح اور سلامتی کے ایام میں شباب پر ہوتی ہے۔ لیکن باوجود اس کے مذہب اور سوسائٹی کی قواعد کی پابندی سے بھی انحراف نہیں کرتے تھے۔ تھوڑی ہی مدت میں اُن کی جوشدار طبیعت کا اثر ملک کی دیگر قوموں میں پھیل گیا۔ قریباً دو سو برس تک ملک یونان اُن کی بہادریوں اور شجاعت کے دلیرانہ واقعات سے پُر رہا۔ اُنہیں سے وہ کہانیاں بھرپور ہوئیں جہاں سے یونانی شاعروں نے عجیب خیالات کے جواہرات لے کر اپنی سلک نظم میں منسلک کیا۔ اس زمانہ کے قصوں میں ایسے ایسے لوگوں کا حال مندرج ہے جیسے ذیل میں درج ہیں مثلاً بیلرافان جس نے پردار گھوڑے پر جس کا نام پیگاسس تھا سوار ہو کر کیمیرا دیو کو ہلاک کیا۔ ہرکلیز جس نے کبھی شیروں اور سوروں اور اُن اژدہاؤں کو مارا۔ (جن کی نسبت یہ خیال تھا کہ اُن کے کئی سر ہوتے ہیں اور وہ پانی میں رہتے ہیں اور جب کوئی سر کٹ جاتا ہے تو دوسرا فوراً نکل آتا ہے) کبھی سانڈوں اور بارہ سنگوں کو پکڑا کبھی چٹانوں کو پھاڑا اور اسفل میں مصیبت زدہ بہادروں کو چھڑایا

تھیسیئس جس نے کریت کی گھوم گھمیاں میں مناٹار کو ہلاک کیا اور امیزنوں پر فتح پائی اور جیسن جو آرگوناٹ کے حملہ کے لئے اپنے زمانہ کے تمام بہادروں کی جمعیت اپنے ساتھ لے کر تھسلی سے جہاز پر روانہ ہوا۔ تاکہ کالکس کی طرف جائے جو یگزین کے ساحل پر واقع تھا اور سُنہری پشم پر قابض ہو اور وہ میڈیا کی سحر آمیز طاقت کی طفیل سے اس پر قابض آیا۔ یہ سب باتیں کہانیوں کے معمولی مبالغہ میں اس قدر لپٹی ہوئی ہیں کہ کوئی مؤرخ ان میں سے کوئی معتبر بیان نہیں نکال سکتا۔ اور یہ باتیں اُن حالتوں کی نظیر ہیں جن سے کہانیوں کی متھالوجیز پیدا ہوئیں یا یوں کہیں کہ یہ کہانیاں عموماً تاریخی زمانہ سے پہلے اور قوموں کی طفولیت کے عالم میں پیدا ہوتی ہیں یعنی اُس وقت جبکہ ہنوز نکتہ چینی اور بے اعتقادی کی رُوح پیدا نہیں ہوئی ہوتی بلکہ کہہ سکتے ہیں کہ ہنوز تاریخ نویسی کی رُوح بھی برپا نہیں ہوئی ہوتی یہ کہانیاں وقت اور جگہ کے اعتبار سے ایک قسم کی تاریکی اور دھندلاپن میں لپٹی ہوئی ہوتی ہیں۔ اُن کا ڈھنگ کچھ سحر آمیز اور غیر زمینی سا ہوتا ہے اور ان سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا وہ واقعات جو قلمبند ہیں وہ نہ زمینی ہیں اور نہ آسمانی۔ بلکہ کسی درمیانی کرہ سے متوسط ہیں پس ظاہر ہے کہ یہ افسانے واہمہ کی پیدائش ہوتے ہیں۔ اور بجائے اس کے کہ وہ بائبل کے معجزوں سے کسی طرح کی مشابہت رکھیں۔ وہ اُن کے مخالف نظر آتے ہیں۔ کیونکہ بائبل کے معجزے ایسی حالتوں میں پیدا ہوئے جو ہر طرح ان حالتوں کے برعکس تھیں۔

ترواٰس کا محاصرہ۔ قریباً شجاعت کے زمانہ کے اختتام میں یونانی تاریخ پر صبح صادق کی سفیدی نمودار ہونے لگتی ہے۔ چنانچہ ہم اُس کے بے شمار فرقوں کو ایشیا کوچک کے ترواٰس کی دیواروں کا محاصرہ کرتے دیکھتے ہیں۔ ترواٰس ایک رونق دار ریاست تھی جو بحر الجزائر کی اُس جانب آباد تھی جو کہ ایشیا کے سامنے واقع ہے۔ اور غالباً اس کی بنیاد یونانیوں میں سے کسی فاتح یا سیاح نے ڈالی ہوگی۔ اس زمانہ کے پُر تہدد واقعات میں سے ایک وہ واقعہ ہے جس کے سبب سے ترواٰس کا محاصرہ وقوع میں آیا اور اُس کی وجہ یہ تھی کہ ترواٰس کے بادشاہ پریام کا بیٹا پیرس یونان کی ایک خوبصورت شہزادی کو جس کا نام ہیلن تھا نکال لایا یہ محاصرہ اپنی کسی ذاتی صفت کے سبب سے اتنا قابل غور نہیں جتنا اس بات کے لئے کہ بعد میں ہومر

شاعری کی بے نظیر شاعرانہ طاقتوں کے اظہار کا باعث ٹھہرا جو کہ اُس کے مشہور رزم نامہ ایلیئڈ کی تصنیف میں آشکارا ہوئیں۔ اگر ترو آس کا تنزل لوگوں کے گمان کے مطابق مسیح سے قریب ۱۱۸۴ برس پیشتر وقوع میں آیا۔ تو اُسے عیلی اور سمسون کے زمانے کا واقعہ سمجھنا چاہیئے پس جس وقت پریام کا گھرانا پیرس کی نابکاری کے سبب سے تنزل پذیر ہونے کو تھا۔ اُسی وقت عیلی بسبب اپنے بیٹوں حفنی اور فنحاس کی بدکرداری کے اپنے خاتمہ کو پہنچنے والا تھا۔ اور جب ترو آس کا معمر بادشاہ اپنی دارالسلطنت کی گرتی ہوئی دیواروں کے درمیان جان بحق ہُوا ہوگا۔ اُسی وقت عیلی بھی عہد کے صندوق کے کھوئے جانے کے سبب سے اپنی چوکی پر سے گرا ہوگا اور اُسی وقت ایک بڑا قاضی جسے ایک عورت نے اپنے دام تزویر میں پھنسا کر برباد کیا فلسطیوں کے برخلاف اپنا آخری کام کر رہا تھا۔

یونانی اچنبھے اور عبرانی معجزے۔ بعض اشخاص جو پرانے عہد کے نوشتوں کو منجانب اللہ نہیں مانتے۔ یہ دعوے کرتے ہیں کہ جن اچنبھوں اور معجزوں کا ان میں ذکر آتا ہے۔ (مثلاً سمسون کے عجائب کام وغیرہ) وہ اُن قصوں میں داخل کرنے چاہئیں جن سے یونانی مصنف اپنے شجاعتی زمانہ کی تاریخ کو آراستہ کیا کرتے تھے۔ لیکن ان دونو میں بہت فرق پایا جاتا ہے عبرانی بیانات کی عبارت جو حقیقی واقعات کو من وعن ظاہر کرنے والی اور فضول گفتار سے اجتناب کرنے والی عبارت ہے یونان کے قصوں کی شاعرانہ اور افسانہ پرداز عبارت سے بہت فرق رکھتی ہے یونان کی کہانیاں ملکی تاریخ کے ساتھ کوئی نزدیکی اور گہرا تعلق نہیں رکھتی ہیں لیکن اگر یہودی تاریخ کو معجزوں سے جدا کر دیں تو وہ کبھی سمجھ میں بھی نہ آئے بلکہ یوں کہہ سکتے ہیں کہ ان معجزوں کے بغیر اُس کا وجود ناممکن ہے۔ پھر یونان کے اچنبھے اپنے وجود میں آنے کی کوئی معقول وجہ پیش نہیں کرتے۔ لیکن عبرانی معجزے اُس سچے مذہب کے لاثانی مکاشفے کے ثبوت میں دکھائے گئے جو دنیا میں موجود تھا یونانی اچنبھوں نے اُن لوگوں میں جن سے وہ منسوب کئے جاتے تھے۔ کوئی اعلےٰ قسم کی صفات پیدا نہ کیں۔ لیکن عبرانی معجزوں سے ہمیشہ ان دیکھے خدا پر ایمان لانے کی صفت پیدا ہوئی۔ یونانی اچنبھوں سے ہمیشہ یونان اور اُس کے باشندوں

نے شہرت حاصل کی۔ لیکن عبرانی معجزوں سے خدا کا جلال ظاہر ہوا اور انسان کی
تشریف کے عوض انہوں نے اکثر لوگوں کو انکی بے اعتقادی کے سبب سے شرمندہ
کیا۔ ماسوائے اس کے اس بات کا بھی انکار نہیں ہو سکتا کہ عبرانی لوگ بعض رسومات
مثلاً عید فسح وغیرہ کو اپنے تمام تواریخی دور میں برابر مانتے رہے اور ایسے ایسے تیوہار کبھی مقرر
نہ ہوتے اگر وہ واقعات جن کی یادگاری میں وہ مقرر کئے گئے تھے حقیقت میں سرزد نہ ہوئے ہوتے
علاوہ بریں نیا عہدنامہ بھی پرانے عہدنامہ کے معجزات کی تصدیق کرتا ہے اور بڑی تحسین
کے ساتھ جدعون اور برق اور سمسون اور افتاح اور داؤد اور سموئیل اور دیگر نبیوں کے کارناموں
کا ذکر کرتا ہے کہ انہوں نے ایمان سے بادشاہوں کو مغلوب کیا اور راستی کے کام کئے
اور وعدوں کو حاصل کیا۔ شیر ببر کے منہ بند کئے۔ آگ کی تیزی کو بجھایا۔ تلواروں
کی دھاروں سے بچ نکلے کمزوری میں زور آور ہوئے۔ لڑائی میں بہادر بنے اور غیروں کی
فوجوں کو ہٹا دیا۔

یونان کا مذہب۔ یونانی قوم کی مانند ایک زور آور قوم کا برپا ہونا اس بات پر دلالت
کرتا تھا کہ دنیا میں نئی تبدیلی پیدا ہونے والی ہے۔ کیونکہ زندگی کا ایسا جوش اور عنصر قوموں
میں بغیر اپنے جوہر دکھائے نہیں رہ سکتا تھا۔ پس ہم دیکھتے ہیں کہ طرح طرح کے
مذاق اور عقل اور فلسفے کے عالم ہیں۔ نیز ملکی انتظام اور قانونی بندوبست اور قانون سازی
کے استاد ہیں۔ یونانیوں نے دنیا کو کئی بڑے بڑے سبق سکھائے لیکن مذہب
کے معاملے میں انہوں نے جو کیا سو یہ تھا کہ مصر اور بابل کی بت پرستی کو صیقل کیا اور
اسے زیادہ خطرناک بنا دیا۔ لوگوں کی جودت طبع نے بت پرستی کو شوخی اور دلچسپی
کے رنگ سے اور زیادہ رنگین کر دیا۔ لیکن یونانی بت پرستی اصول اور تفصیل کے اعتبار
سے وہی بت پرستی تھی جو ان ملکوں کی تھی۔ البتہ یونان اور بعد میں روم کے مذہبی انتظام
میں اور مشرق کے مذہبی انتظامات میں یہ بڑا فرق دکھائی دیا کہ یونان اور روم کے انتظام
میں پجاریوں کی کوئی ذات یا جماعت ایسی نہیں پائی جاتی جو قوم کے معاملات پر خاص
اختیار رکھتی ہو۔

اس کی بطالت ظاہر کی۔ اور یونانی تہذیب کا برپا ہونا اور ترقی پانا۔ اور ہم کہہ سکتے
ہیں کہ عروج تک پہنچ جانا۔ یہ ظاہر کرتا ہے کہ گویا خدا کی یہ مرضی تھی کہ اسے ایک

[illegible] حفاظت میں رکھ کر اس کی طاقت کو آزمائے کہ آیا وہ بنی نوع انسان کو سرفراز
کر سکتی اور اُسے برکت بخش سکتی ہے یا نہیں اگر یہ یونانی تہذیب انجیل ثابت ہوتی
یعنی اگر یہ بات پایۂ ثبوت تک پہنچ جاتی کہ وہ پاک کرنے اور سرفرازی بخشنے اور برکت
دینے کے کام کے لئے کافی ہے ۔ یا یوں کہیں کہ ان نتیجوں کو پیدا کرنے کے لئے
طاقت رکھتی ہے ۔ تو مسیح اور انجیل کی ضرورت نہ ہوتی ۔ لیکن یونانی تہذیب
نے ثابت کر دیا کہ یہ انجیل یعنی خوشی کی خبر نہیں ہوں ۔ اُس نے انسانیت کے
زخموں کو [illegible] چھوڑ دیا ۔ اور پاک مذہب کی اعانت میں کچھ نہ کیا ۔ سو جیسے
[illegible] اس بات کی ضرورت رہی کہ یہودیہ کے اعتقاد اور
عبادت کی [illegible] کے ساتھ حفاظت اور تربیت کی جائے ۔ اس زمانہ میں بھی
[illegible] وہ جگہیں تھیں جہاں سچائی کا گلستان سرسبز تھا اور نشوونما پا رہا تھا
[illegible] تو زندگی کا درخت دنیا سے اُٹھ جاتا اور جنگلی نیچر پن
[illegible]

نواں باب

ساؤل کی تخت نشینی سے لیکر سلیمان کی وفات تک

اسموئیل ۱۰-۳۱ باب تک ۲ سموئیل ۱ سلاطین ۱-۱۱ باب تک ۱ تواریخ ۱۰-۱۹ باب تک ۲ تواریخ ۱-۹ باب تک

پہلی فصل

ساؤل کا عہد سلطنت

بادشاہ کے لئے درخواست۔ ساؤل کا چنا جانا۔ اُس کی سوانح عمری۔ سموئیل رامہ میں۔ ساؤل کی بڑی بڑی لڑائیاں عمونیوں کے ساتھ۔ یبوس جلعاد۔ فلسطیوں کے ساتھ کشمکش۔ تیسری لڑائی۔ عمالیقیوں کے ساتھ جنوبی صحرا۔ داؤد کا ممسوح ہونا۔ فلسطیوں کے برخلاف۔ جولیات۔ داؤد کے برخلاف۔ فلسطیوں کے برخلاف۔ اندور کی جادوگرنی جلبوعہ کا پہاڑ۔ ساؤل کی سیرت۔

بادشاہ کے لیئے درخواست اور ساؤل کا چنا جانا۔ آخر کار بنی اسرائیل قاضیوں کی حکومت سے تنگ آ گئے۔ اور اُنہوں نے دیگر اقوام کی طرح ہونا اور اپنا ایک بادشاہ بنانا چاہا۔ شائد اُنہوں نے یہ سوچا ہوگا کہ اگر کوئی ہمارا بادشاہ ہو تو وہ مختلف فرقوں کے روز افزوں حسد کے نائرہ کو فرو کریگا۔ اور اُنہیں ترغیب دیگا کہ باہمی امن و امان کے ساتھ آپس میں اتحاد رکھیں یا شاید اُن کے دل میں خود نمائی کی وہ خواہش مشتعل ہوئی ہوگی جو اہل مشرق کا ایک عام خاصہ ہے۔ اور اُس کے سبب سے اُنہوں نے یہ چاہا ہو گا کہ ہمارے درمیان بھی کچھ درباری جاہ و جلال کا جلوہ نمایاں ہو۔ ماسوائے دمشق اور کارکمش کے شاہی درباروں کے غالباً ایک طرف سے مصر نے اور دوسری طرف سے اسور نے اُن کے دل میں اس قسم کے خیالات پیدا

کئے ہونگے سموئیل کی نظر میں اس درخواست میں نہ صرف اُسکی خدمات کی نسبت ناشکری پائی جاتی تھی بلکہ آسمانی بادشاہ کی نسبت بھی ایک قسم کی بےعزتی اور بےبھروسگی بھی ملحوظ تھی تاہم خدا کے حکم کے مطابق یہ درخواست منظور کی گئی۔ اور لوگوں کو صاف صاف بتا دیا گیا کہ اس تازہ انتظام کے مطابق نوبت سے نقصان اور تکلیفیں جھیلنی پڑینگی اور کہ یہ تجویز کامل آرام اور اطمینان زندگی کی حالت کے برخلاف نتائج پیدا کریگی۔ پس جیسا اور سنجیدہ موقعوں پر ہُوا کرتا تھا ویسا ہی اس وقت بھی قرعہ ڈالا گیا تاکہ وہ اُس آدمی کو دریافت کریں جس کے سر پر خدا کی مرضی کے مطابق اُنہیں شاہانہ تاج رکھنا تھا۔ قرعہ ساؤل ابن قیس کے نام پر نکلا جسے سموئیل اس عہدہ پر مقام رامہ میں خفیہ طور پر ممتاز کر چکا تھا انتخاب کے بعد سموئیل نے اس غرض سے کہ رعایا میں زیادہ نمک حلالی اور وفاداری پیدا ہو طرز حکومت کی کیفیت کو ایک کتاب میں ثبت کیا اور اُسے خدا کے حضور رکھا۔

اس کی سوانح عمری۔ ساؤل اس وقت شباب کی عالم میں تھا۔ اور شاہانہ رعب وداب اس کی صورت اور شکل سے خوب ٹپکتا تھا۔ وہ بڑا دلیر اور چالاک آدمی تھا۔ اور پہلے پہل شرمانے والا اور اپنے اوپر قابو رکھنے والا معلوم ہوتا تھا۔ اور اُن فرائض کے بیان نے جو سموئیل نے اُس کی حکمرانی کے شروع میں اُس کی طرف مخاطب ہو کر اُسے سنائے بدیں غرض کہ وہ خدا کے جلال کے لئے اُس کے قوانین اور مرضی کے مطابق حکومت کرے اُس کے دل پر بڑا اثر کیا۔ مگر ان اصولوں نے جن کا ذکر سموئیل نے کیا کبھی اُس کے دل میں ایسی جڑ نہ پکڑی کہ آئندہ اُنہیں کی باطنی تحریک سے اُس کی عملی زندگی کے کام پیدا ہوتے۔ پس یہ اصول رفتہ رفتہ جیسا اکثر ایسی حالتوں میں ہُوا کرتا ہے۔ اُس کی نظر سے گر گئے اور اُس کی ذاتی خواہشیں اور جذبات اُس کی چال وچلن کے کل کو حرکت میں لانے کی کمانیوں کا کام دینے لگے۔ اگرچہ وہ نام اور درجہ تو بادشاہ کا رکھتا تھا۔ پر درحقیقت ایک جنگی سردار سے بڑھ کر نہ تھا۔ اُس نے اپنے دشمنوں سے کامیابی کے ساتھ لڑائیاں کیں۔ مگر ملک کی باطنی ترقی کے لئے کچھ نہ کیا۔ وہ بنیامین کے فرقہ میں سے تھا۔ جو اُس دہشت انگیز خونریزی کے بعد جو جبعہ کی بدذاتی کے سبب واقع ہوئی تھی۔ گمنام سا ہو گیا تھا۔ اور شاید یہی سبب تھا کہ پہلے پہل بہت لوگ ساؤل کو نظر حقارت سے دیکھتے تھے۔ لیکن اُس کا اس چھوٹے سے فرقہ سے چنا جانا کچھ مطلب بھی رکھتا تھا اور وہ یہ کہ اس وقت یہوداہ کے فرقے نے افرائیم

کی ہمسری کا دعویٰ اُٹھانا شروع کر دیا تھا۔ اور اگرچہ ان دونوں [illegible]
حسد رقابت کے عناد اور مخالفت کا شعلہ ضرور بھڑک اُٹھتا۔ ساؤل نے [illegible]
اپنا دار الخلافہ جبعہ کو بنایا اور یہ وہی جگہ تھی جہاں بنی [illegible] کی [illegible]
سرزد ہوا تھا اور جس کے بعد سخت محاصرہ وقوع میں آیا تھا۔ یہ جگہ ایک [illegible]
پہاڑی پر یروشلم سے چھ میل شمال رو واقع تھی۔ اس جگہ سے [illegible] طرف اور
خصوصاً مشرق کی طرف بخوبی دیکھ سکتے تھے۔ لیکن اب اس جگہ [illegible] کے
ایک مربع شکل برج کے کھنڈرات باقی ہیں ؎

سموئیل رامہ میں۔ ساؤل کے بادشاہ ہونے کے بعد معلوم ہوتا ہے کہ سموئیل رامہ میں عہدۂ قاضی کے متعلق کچھ کچھ اپنے پہلے کام کے فرائض انجام دیتا رہا پر اغلب ہے کہ اس نے اپنا وقت جھگڑوں کے مٹانے۔ دینداری کے بڑھانے۔ اور نوجوانوں کے سکھانے میں صرف کیا۔ نبیوں کے سکول جو اس نے بنائے [illegible] بہت ضروری تھے اور ان پر خدا نے بہت سی برکت نازل کی۔ ان نوجوانوں [illegible] کی تربیت کی [illegible] کہ وہ لوگوں کے سامنے خدا کی شریعت کی [illegible] کو تفویض [illegible] معلوم ہوتا ہے کہ ان مدرسوں میں سچی عبادت [illegible] کہ جو کوئی [illegible] وہ کچھ عرصہ کے لئے اس کے اثر سے [illegible] تمام قوم میں صدق دلی اور باطنی دینداری پیدا نہ کر سکا۔ تاہم [illegible] کو بہت فائدہ پہنچایا۔ اور عوام کو آمادہ کیا کہ کم از کم خدا کی شریعت [illegible] توڑا نہیں ؎

ساؤل کی بڑی بڑی لڑائیاں۔ ساؤل کی بڑی بڑی جنگیں [illegible] تھیں۔ ۱- عمونیوں کے ساتھ جو یبیس جلعاد پر ہوئی۔ ۲- فلسطیوں کے ساتھ جو مکماس پر ہوئی۔ ۳- موآب۔ ادوم۔ ضوبہ اور دیگر لوگوں کے ساتھ لڑائیاں جو اس وقت سرزد ہوئیں۔ جبکہ جلیات جنگی بہادر اُن کی طرف سے میدان میں آتا۔ ۴- داؤد کے ساتھ ۵- فلسطیوں کے ساتھ اس وقت جبکہ وہ جلبوعہ پہاڑ پر اسدرالان کے میدان کے قریب مارا گیا ؎

۱۔ عمونیوں کے ساتھ لڑائی

یبوس جلعاد پر ساؤل نے اپنی پہلی لڑائی میں عجیب قسم کی دلیری اور حوصلہ ظاہر کیا۔ عمونیوں نے یبوس جلعاد کا جو کہ جلبوعہ سے ساتھ یا ستر میل پر واقع تھا محاصرہ کیا۔ اور اُس کے باشندوں کو بڑے ظلم و تعدی سے یہ دھمکی دی کہ اگر ایک ہفتہ کے عرصہ میں اس جگہ کو ہمارے سپرد نہ کروگے تو تمہاری دہنی آنکھیں نکالی جائینگی۔ اس آفت ناگہانی کی خبر ساؤل اور اُس کے لوگوں کو پہنچی۔ لیکن ساؤل کے سوا سب کو جنگ کے فاصلے اور غنیم کی کثیر جمعیت اور وقت کی قلت پر غور کرنے سے یہ مہم دشوار معلوم ہوئی۔ لیکن ساؤل نے جوش اور حوصلے سے پُر ہو کر تمام ملک میں قاصد بھجوا دئے۔ اور بزک پر (یہ جگہ غالباً یردن کی وادی میں واقع تھی) جمع ہونے کا حکم صادر کیا۔ اور ایک زور آور فوج تیار کرکے مقرری ہفتہ کے اندر اندر یکایک عمونیوں پر جا پڑا اور اُن کو ایسی شکست فاش دی اور اُن کی فوج کو ایسا تباہ کیا کہ کسی جگہ دو آدمی اکٹھے نہ چھوڑے۔ اس فتح کی شہرت نے سریر سلطنت کو بڑی تقویت دی اور سموئیل نے اس وقت کو غنیمت جان کر لوگوں کو جلجال میں جمع کیا جہاں انہوں نے سلطنت کے معاملہ میں تازہ غور کی اور سموئیل نے اُن کو نہایت سنجیدہ اور موثرانہ صورت میں آسمانی بادشاہ کے حضور نمک حلال رہنے کی تاکید کی ❖

۲۔ فلسطیوں کے ساتھ لڑائی

مکماش — ساؤل کی دوسری جنگ میں اُس کے بہادر فرزند یونتن نے بڑی شہرت پیدا کی۔ بیشک اس جنگ کے شروع میں ساؤل نے خدا کے حکم سے بڑا انحراف کیا کیونکہ اُس نے کاہن کے کام کو ہاتھ لگایا اور سموئیل کا انتظار کرنے کے عوض خود ہی قربانی چڑھانے لگ گیا۔ اس فعل کے سبب سموئیل کو یہ بات کہنی پڑی کہ بادشاہت تجھ سے چھینی جائیگی اور کسی اور کو دی جائیگی۔ اس موقعہ پر فلسطی ملک فلسطین کا وسطی سلسلہ عبور کرکے مکماش کے درے کے قریب اپنی فوج کے ساتھ خیمہ زن ہو رہے تھے مکماش بڑی بھاری جگہ تھی۔ کیونکہ وہاں اُن دروں میں سے ایک درہ پر واقع تھی۔ جہاں وادیٔ یردن سے ملک کے وسط تک رستہ جاتا تھا۔ ایک تنگ سی گھاٹی جبعہ کی آخری حد

کو جہاں ساؤل اور یونتن رہتے تھے [illegible] سے جدا کرتی تھی۔ لیکن گھاٹی کے دونو کنارے [illegible] ایک دوسرے کی طرف پھیل رہے تھے ایک جگہ جو [illegible] تھے [illegible] واقع تھا۔ اُس کی نگہبانی کئی فلسطی پڑاؤ سے باہر کر رہے تھے۔ ان کو ورطۂ حیرت میں ڈالنے کے لئے یونتن اور اُس کے ایک ساتھی نے ایک تجویز سوچی یعنی سامنے کے چٹان پر چڑھ گئے اور چوٹی پر پہنچکر اُس کی محافظت کرنے والوں پر جا گرے۔ وہ لوگ یہ تو جانتے تھے کہ وہ آئے ہوئے ہیں مگر یہ بات کبھی اُن کے خواب و خیال میں بھی نہ آئی تھی کہ دو عبرانی اُن پر حملہ کرینگے۔ قریبًا بیس اُن میں سے مارے گئے۔ اور مرتے وقت اِن لوگوں نے ایسا واویلا مچایا کہ کچھ تو اُن کے شور کے سبب سے اور شاید کچھ دوسروں کو بے تحاشہ بھاگتے دیکھ کر اور نیز ایک بھونچال کی وجہ سے فوج کے بڑے دستہ میں جو بہت دور خیمہ زن نہ تھا۔ ایسا تہلکہ پڑا کہ ایک دوسرے پر تلوار چلانے لگا۔ اُدھر جب جبعہ کی چوٹی پر سے جس کی نسبت ہم بیان کر چکے ہیں کہ اس پر سے بہت دور دور تک دیکھ سکتے تھے۔ عبرانی نگہبانوں نے اس حادثہ کو معائنہ کیا۔ تو اُنہوں نے فورًا دہشت زدہ فلسطیوں کا تعاقب کیا اور مکمش سے بیت آوان تک۔ اور پھر وادیئے عجلون تک اُنہیں رگید ڈالا۔ یعنی عین اُسی جگہ تک جہاں یشوع نے کنعانیوں کو اُس دن رگیدا تھا جس دن سورج ٹھیر گیا تھا۔ شام کے وقت ساؤل کی کوتہ اندیشی اور جلد باز طبیعت نہایت ناگوار صورت میں ظاہر ہوئی کیونکہ اُس نے ایک نافرمانی کے سبب اپنے بیٹے یونتن کو جو اُس دن کی فتح کا ہیرو تھا قتل کرنے کا حکم دیا۔ مگر لوگوں نے اُس کے اس دلیرانہ کام سے خوش ہو کر دست اندازی کی اور اُسے باپ کی بے [illegible] سختی کے پنجہ سے چھڑایا ؛

۳۔ تیسری جنگ

موآب اور عمون اور ادوم اور ضوبہ کے ساتھ جو اُس کی لڑائیاں ہوئیں اُن کی کیفیت قلمبند نہیں ہے۔ ۱-سموئیل ۱۴: ۴۷

۴۔ عمالیقیوں کے ساتھ لڑائی

جنوبی صحرا۔ لیکن اُس کی دوسری لڑائی۔ یعنی وہ جو عمالیقیوں کے ساتھ ہوئی بہت

منحوس لڑائی تھی۔ جب وہ اُن فرقوں کو جنوبی صحرا میں دور تک یعنی مصر کی سرحدوں تک رگیدتا چلا جا رہا تھا۔ اُس وقت اُس کے ہاتھ میں اُن کو اور اُن کی جائداد کو تباہ کرنے کا ایسا موقعہ تھا کہ وہ اُس فتوے کو جو اُن کے برخلاف موسیٰ کے وقت میں دیا گیا تھا۔ پورا کر سکتا تھا۔ لیکن اُس نے خدا کے حکم کو بجا نہ لا کر عمالیقیوں کی تمام قیمتی جائداد کو حرم نہ کیا۔ بلکہ اُسے اپنے اور اپنے لوگوں کے لئے چھوڑ دیا۔ جب سموئیل جلجال پر اُس سے ملاقی ہؤا۔ تو اُس نے اپنی بے گناہی ثابت کرنے کے لئے جھوٹے عذر و بہانے پیش کرنے شروع کئے۔ اس وقت پھر نبی نے سرزنش نہایت سنجیدہ صورت میں اُس کے بہانوں کے جواب میں اُس کو بتایا گیا کہ خداوند فرماتا ہے۔ کہ تیری بادشاہی تجھ سے ضبط کی جائیگی ✦

داؤد کا ممسوح کیا جانا۔ اسی موقعہ پر سموئیل کو یہ ہدایت ہوئی کہ وہ ایک اور شخص کو ساؤل کی جگہ بادشاہ ممسوح کرے۔ چنانچہ اُسے حکم ہؤا کہ وہ ایک تیل کا سینگ اور قربانی کے لئے ایک بچھڑا لے کر بیت لحم کو جائے اور وہاں بیت لحمی یسی کے ایک بیٹے کو ممسوح کرے سو اُس نے خدا کے حکم کے مطابق یسی کے سات بیٹوں کو چھوڑ کر آٹھویں کو جو دیکھنے میں لڑکا سا تھا اور بھیڑیں چرانے کا کام کیا کرتا تھا۔ ممسوح کیا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس واقعہ کے تھوڑے عرصہ بعد داؤد بربط نوازی میں ماہر ہونے کے سبب ساؤل کے دربار میں سرود سرائی کے کام پر مُقرر ہؤا اور اُس کی تلخ مزاجی کو اپنی بربط نوازی کی چاشنی سے میٹھا کرنے لگا ✦

۵۔ فلسطیوں کے ساتھ لڑائی

جلیات۔ ساؤل عمر بھر فلسطیوں سے لڑتا رہا (۱ سموئیل ۱۴: ۵۲) فلسطیوں نے جو حملے کئے اُن میں سے ایک حملہ کے موقعہ پر جلیات جو دیکھنے میں ایک دیوہیکل آدمی تھا۔ اُن کی طرف سے میدان میں اُترا جلیات اسرائیلیوں کی صف کے سامنے ادھر اُدھر گھومتا پھرتا تھا۔ اور اُن کی فوجوں کو دھمکی دیتا تھا اور کہتا تھا کہ تم میں سے جو کوئی میرا مقابلہ کرنا چاہے آئے اور میرے ساتھ لڑے۔ یہی موقعہ تھا کہ داؤد نے شہرت پکڑنی شروع کی اُس کے باپ نے اُسے بھیجا تھا کہ اپنے تین بھائیوں کی جو فوج میں بھرتی

تھے خبر لائے کہ جنگ گاہ میں اُن پر کیا کچھ گذر رہا ہے جب وہ وہاں پہنچا تو اُس نے جلیات کے دعوے کو سُنا اور اُس کا چیلنج قبول کیا۔ ساؤل کے اسلاح زیب تن کرنے سے انکار کیا۔ اور صرف خدا پر بھروسہ رکھ کر لڑنے کا ارادہ ظاہر کیا۔ اُسی خدا پر جس نے اُن جنگلی درندوں کے مغلوب کرنے میں جو اُس کی بھیڑوں پر حملہ آور ہوا کرتے تھے اُس کی مدد کی تھی اور وہی اب بھی اُسے ایک نامختون فلسطی کے برخلاف لڑنے کی طاقت عطا کرنے کو تیار تھا۔ پس خدا پر سچا بھروسہ رکھ کر وہ اس فلسطی کے مقابلے کے لئے آگے بڑھا اور اپنے فلاخن سے اُس کے ماتھے پر ایک ڈھیلا ایسا کس کر مارا کہ وہ زمین پر گر پڑا اور گرتے کے ساتھ اُس کا سر اُس کے تن سے جدا کیا اور یوں تمام فلسطی فوج میں ایک تھلکہ مچا دیا۔ اِس کے صلہ میں بادشاہ نے اُسے بہت سرفراز کیا اور شاہی خاندان کا ممبر بنایا۔

۶۔ داؤد کے ساتھ لڑائی

شاید یہ بہتر ہوگا کہ ساؤل کی حکومت کے اس حصہ کی تاریخ داؤد کی سرگذشت کے ضمن میں بیان کی جائے۔ ساؤل کا سب سے بڑا مقصد یہ تھا کہ داؤد کو جان سے مار ڈالے۔ لیکن خدا کی رحمت سے داؤد بار بار اُس کے ہاتھ سے بچ نکلا۔

۷۔ فلسطیوں کے ساتھ آخری لڑائی

عین دور کی جادوگرنی۔ فلسطیوں کے ساتھ ساؤل کی جو آخری لڑائی ہوئی اُس کے سبب سے ایک مرتبہ پھر اسرائیل اور اُن کے مخالف اسدرالان کے خون آلود میدان میں آمنے سامنے ہوئے۔ فلسطی سمندر کے کنارے سے آگے بڑھ آئے اور میدان میں پہنچ کر شونیم میں خیمہ زن ہوئے۔ اُن کے پیچھے شمال کی طرف حرمون خورد کے ڈھلوان میدان واقع تھے۔ اور اُن کے آگے ایک وادی تھی جو قریباً تین یا چار میل چوڑی تھی اور اُس کی پرلی طرف جلبوعہ کی چوٹیاں واقع تھیں جن کے اوپر ساؤل کی سپاہ مقیم تھی۔ ایک رات پہلے اسرائیل کا ہیبت زدہ بادشاہ چوری چوری عین دور کو گیا۔ یہ جگہ حرمون خورد کے پیچھے کوہ حرمون اور کوہ تبور کے بیچوں بیچ واقع

تھی۔ وہاں پہنچکر اُس نے جادوگرنی سے وہ ملاقات کی جو نہایت مشہور ہے۔ ایک وقت تھا کہ اُس نے خود تمام ساحروں اور جادوگرنیوں کی جماعت کے استیصال کی کوشش کی تھی۔ لیکن اس وقت اُسے اور کوئی چارہ نہ سوجھا سوائے اس کے کہ ایک عورت کے پاس جائے جس کا یار ایک دیو تھا اور درخواست کرے کہ سموئیل کی رُوح کو جو کچھ عرصہ پہلے اس دنیا سے کوچ کر گیا تھا بلائے۔ سموئیل کے سامنے اُس نے جو اپنا حال بیان کیا وہ خدا کو چھوڑنے کے نتائج کی ایک نہایت موثر تصویر ہے۔ "میں بہت رنج میں ہوں کہ فلسطی مجھ سے لڑتے ہیں اور خدا نے مجھے چھوڑ دیا ہے اور کچھ جواب نہیں دیتا ہے نہ تو نبیوں کی معرفت سے اور نہ خوابوں سے"۔ مگر سموئیل اس کی آئندہ شکست اور موت کی خبر سے بڑھ کر اور کچھ نہ بتا سکا۔

جلبوعہ کا پہاڑ۔ دوسری صبح کو لڑائی شروع ہوئی۔ اسرائیلیوں نے شکست فاش کھائی۔ اور جب وہ جلبوعہ کی چوٹیوں میں سے گزر کر وادئے یردن میں پناہ گزیں ہونا چاہتے تھے اس وقت اُن میں سے بےشمار لوگ مارے گئے۔ ساؤل اور اس کے تین بیٹے بھی اُن میں شامل تھے۔ جب فلسطیوں کو اُن کی لاشیں ملیں تو اُنہوں نے اُن کو بیت شان کی دیواروں پر لٹکایا۔ یہ ایک شہر تھا جو کہ یردن کی وادی میں واقع تھا اور جس کے نزدیک یہ لوگ میدان میں کام آئے تھے۔ مگر اُس حادثہ کی خبر پاکر یبیس جلعاد کے لوگوں نے جو کہ یردن کے اس پار رہتے تھے بڑا شریفانہ کام کیا۔ فلسطیوں کی دہشت یردن کے پار ان لوگوں تک پھیل گئی تھی اور لوگ فتحمند فلسطیوں کے سامنے اپنے شہروں کو چھوڑ چھوڑ کر بھاگے جاتے تھے مگر یبیس جلعاد کے باشندے اس بات کو یاد کر کے کہ ساؤل نے اپنے عہد سلطنت کے شروع میں ان کو بچایا تھا رات کے وقت چل نکلے اور یردن کو عبور کر کے راتوں رات بیت شان میں جا پہنچے اور وہاں سے بادشاہ اور اُسکے بیٹوں کی لاشوں کو یبیس میں لائے اور معمولی عزت و حرمت کے ساتھ اُنکی تدفین و تکفین کی۔

ساؤل کی سیرت۔ ساؤل کی سلطنت کا جس کی نسبت یہ خیال کیا جاتا ہے کہ ۴۰ برس تک قائم رہی اس طرح خاتمہ ہُوا۔ اُس کی افسوسناک موت اُس کی زندگی کی ایک پُرخوف مگر پُرصداقت تفسیر تھی۔ اُس کی سیرت میں عبرانی زندگی اور سیرت کی بڑی بڑی قباحتیں یعنی جلدبازی اور خودرائی کثرت سے پائی جاتی تھیں۔ جب تک وہ اپنے منصب کو مضبوط کرنے اور اپنی قوم پر اپنا رعب و داب جمانے میں لگا رہا تب تک وہ بڑے اعتدال اور لحاظ سے کام لیتا رہا پر جب اپنے شاہی منصب میں قائم ہو گیا۔ تو اُس نے اپنی جوشیلی اور خودرا طبیعت کو قابو میں رکھنا چھوڑ دیا۔ آخرکار

اُس کی خواہشوں نے اس ورجہ تک خوفناک اور ظالمانہ صورت اختیار کی کہ کوئی چیز اُن کو روک نہ سکی اور وہ اپنی خودرائی کے وحشیانہ جوش میں خدا اور انسان کے حقوق کو یکساں پامال کرنے لگا۔ بلکہ اُس نے اس خرابی کی وجہ سے اپنی عزت کو بھی خاک سیاہ کر دیا۔ چنانچہ وہ مشورت کے لئے ایک ایسی جماعت کی عورت کے پاس گیا جسے بانی شرارت سمجھ کر اُس نے برباد کرنے کی کوشش کی تھی۔ البتہ کبھی کبھی اُس کے دل میں فیاضانہ قسم کی تحریکیں بھی پیدا ہوتی تھیں مگر اُن پر بھروسہ نہیں کیا جا سکتا تھا۔ اور چونکہ وہ برابر خدا کی روح کی مخالفت کرتا رہا۔ اس لئے خدا نے بھی اُسے چھوڑ دیا کہ اپنے کاموں کا پھل کھائے اور ایسی حالت اختیار کرنے سے جو مصیبت برپا ہوتی ہے اُس کا نمونہ اُس کی موت نے ظاہر کیا اُس کے بیٹے یونتن کی جو داؤد کا دوست تھا۔ فیاض اور شریف اور خود انکار سیرت بائبل کی سب سے خوبصورت سیرتوں میں داخل ہے۔ اس کی خصلت ساؤل کے آخری سالوں کی خود غرض جلدباز طبیعت کے ساتھ عجیب قسم کا مقابلہ کھاتی ہے ✦

دوسری فصل

داؤد کی ابتدائی زندگی

اس کا فرقہ۔ اس کا خاندان۔ اس کا مولد۔ اُس کا زمانہ اور تربیت۔ اس کی شکل اور سیرت۔ اُسکی زندگی کے بڑے بڑے حصے۔ اُس کا سموئیل کے ہاتھ سے مسموح کیا جانا۔ ساؤل کا سلح بردار اور مغنی بننا۔ جلیات کے ساتھ مقابلہ۔ اُس کی تربیت۔ ساؤل کا داؤد سے رشک کھانا۔ اُس کی جان لینے کی کوشش۔ یونتن کی دوستی۔ نوب کو جانا۔ جات کو جانا۔ عدلام کی غار۔ مصفا۔ دشت یہودا۔ زیف کا بیابان۔ معون کو جانا۔ عین جدی میں آنا ساؤل کو زندہ چھوڑنا۔ کرمل۔ حکلیلا۔ ساؤل کو پھر سلامت چھوڑنا۔ فلسطیوں کے پاس پھر جانا۔ ساول اور یونتن کی موت۔ اس زمانہ کی نصیحتیں اور زبور۔ یہودا کا بادشاہ بننا۔ اُس کا پہلا کام۔ خانہ جنگی۔ تمام اسرائیل کا بادشاہ بننا۔ یروسلم کو قبضہ میں لانا۔ یروسلم کی جائے وقوع۔ اُس کی پہاڑیاں۔ کوہ صیہون۔ کوہ زیتون پر سے نظارہ ✦

داؤد کا عہد سلطنت لاریب اسرائیل کی تاریخ میں سب زمانوں سے زریں زمانہ تھا۔ اور داؤد خود

پُرانے عہدنامہ کے زمانہ کے بزرگ اور بڑے بڑے آدمیوں میں سے سب سے بڑا مشہور شخص تھا۔ اُس کی زندگی کا احوال نوشتوں میں پورے پورے طور پر درج ہے اور وہ دلچسپ سبق جو اُس سے وابستہ ہیں عجیب عمدگی اور گوناں گوں رنگوں سے آراستہ ہیں ؞

اُس کا فرقہ۔ اسرائیل کا یہ نیا بادشاہ یہوداہ کے گھرانے سے تھا۔ جو کئی طرح سے بارہ فرقوں میں پیشرو تھا۔ اُس کی نسبت جو روائتیں متداول تھیں وہ عجیب قسم کی تھیں۔ اس فرقہ کا بانی یہودا پہلے تو بے ضبط ہو کر شہوت کے سبب سے اُسی طرح گر گیا تھا۔ جس طرح داؤد اُس کے بعد گرا۔ لیکن اُس کے بعد اُس سے خود انکاری کی شریف طبیعت ظاہر ہوئی جبکہ اُس نے مصر کے حاکم کا غلام بننے کو اپنی رضامندی دکھائی بشرطیکہ وہ اس کے بھائی بنیامین کو اُس کے باپ کے پاس بھیجدے۔ (پیدائش ۴۴: ۱۸-۳۴) اور پھر کالب نے بھی جو کہ یہودا کی طرف سے جاسوسوں میں شامل ہُوا تھا۔ اُس سے کم شریفانہ مزاج ظاہر نہ کیا۔ جبکہ اُس نے اپنے بھائیوں کی کمزور صلاح کو رد کیا۔ اور لوگوں کو اشتعال دیا کہ خدا کے وعدوں پر پورا پورا بھروسہ رکھ کر کنعانیوں کے برخلاف آگے بڑھیں (گنتی ۱۳ و ۱۴) پھر کالب کے چھوٹے بھائی قنز کا بیٹا غتنی ایل اپنے زمانہ میں بہادری اور شجاعت میں گوے سبقت لے گیا۔ اس نے اپنی بیوی عکسہ کو قریت سفر کو مغلوب کرنے کے صلہ میں پایا۔ (قاضی ۱: ۱۲ و ۱۳) اس قسم کی روائتیں ایک نوجوان دل کو اعلےٰ مقاصد کے جوش سے بھرنے کے لئے عجیب قسم کی قابلیت رکھتی تھیں ؞

اُس کا خاندان۔ داؤد کے باپ یسی کے خاندان کی نسبت صاف معلوم ہوتا ہے کہ وہ اپنے فرقہ میں بزرگ سمجھا جاتا تھا۔ (۱ تواریخ ۲: ۱۰) اور وہ اُس وقت جبکہ اُس کا بیٹا معراج شہرت پر قدم رکھنے لگا بڈھا آدمی تھا (۱ سموئیل ۱۷: ۱۲) لیکن وہ اُس کی شہرت کے بعد کچھ مُدت تک جیتا رہا۔ کیونکہ ہم دیکھتے ہیں کہ جب داؤد ایک مشکل میں گرفتار ہُوا تو اُس نے اپنے باپ اور اپنی ما کو شاہ مواب کے حوالہ کیا تاکہ وہ اُن کی نگہبانی کرے (۱ سموئیل ۲۲: ۳) یسی بوعز اور روت کا پوتا تھا۔ اور غالباً اُن کی تمام ملکیت کا یا اُس کے کچھ حصہ کا وارث تھا۔ اُس کا نام پاک نوشتوں میں خوشبو کی طرح مہک رہا ہے جس سے ہم کو یہ یقین ہوتا ہے کہ وہ ایک مقدس شخص تھا۔ چنانچہ لکھا ہے کہ "یسی کے تنے سے ایک کونپل نکلیگا اور اُس کی جڑوں سے ایک پھلدار شاخ پیدا ہوگی" بوعز کی مشفقانہ اور پدرانہ طبیعت

ہودت کی مقدس دینداری اور محبت کی گرمی اُن کے پوتے کی سیرت میں بخوبی آشکارا ہوئی ✣

اُس کا زمانہ اور تربیت - گمان کیا جاتا ہے کہ داؤد ۱۰۸۰ سال قبل از مسیح یعنی یوتام بیج شُروجن وار کی بتائی جاتی ہے اُس سے تقریباً سو سال بعد پیدا ہوا۔ سمسون کو جو کہ یہودی درویشان میں سے آخری تھا اُس وقت مرے ہوئے ابھی صرف چالیس برس گذرے ہونگے - اور اور اُس کی بہادری کے کام لوگوں کے حافظہ میں تازہ ہونگے - عیلی کے ایام میں جو اخلاقی بدتہذیبی جاری تھی - اُس کی اصلاح سموئیل کے زمانہ میں کی گئی - سموئیل کی رہائشگاہ رامہ بیت لحم سے فقط چند میل کے فاصلے پر تھی اور معلوم ہوتا ہے کہ قرب و جوار کے مقامات اُس کی مقدس سیرت اور تعلیم کی تاثیر سے مؤثر تھے - ضرور ہے کہ شروع ہی سے داؤد کے دل پر خدا کے خوف اور محبت کا اثر ہو گیا ہو - اور جب وہ پہلے پہل ہمارے سامنے آتا ہے تو ہم اُسے اپنے گھرانے کی طرف سے چوپان یا گڈریہ کا کام کرتے دیکھتے ہیں - یہ خاموش کام اس قابل تھا - کہ اُس میں گیان دھیان کی عادت پیدا کرے اور نیز اُس میں فطرت کے لئے وہ دلچسپی پیدا کرے جس کے سبب سے وہ آخرکار بہت مشہور ہوا - جب اُس کا کوئی اور ساتھی ورمصاحب پاس نہ ہوتا تھا - تو بربط نوازی اس کا ساتھ دیتی تھی - جس میں اُس نے بہت جلد مہارت پیدا کی اور نیز اپنے خدا باپ کی اعلے صحبت کا حظ اُٹھاتا ہوگا - جس کے طفیل سے اُس نے بہت جلد یہ سبق سیکھا کہ طاقت اور خوشی اسی وسیلے سے حاصل ہوتی ہے - اُس کی بہادری کے کارہائے نمایاں میں سے پہلا یہ کام تھا کہ اُس نے ایک شیر اور ریچھ کو جو اُس کی بھیڑوں پر ٹوٹ پڑے تھے موت کے پہلو میں سلایا - اِس مقابلہ میں اُس کی رہنمائی اُس خالص بھروسے کی جو پیچھے اُس کی زندگی میں عجیب طور پر درخشاں ہوا ✣

اس کی شکل اور سیرت - اُس کی دلکش شکل - لعل گوں رنگ اور آنکھوں کی خوبصورتی (۱ سموئیل ۱۶: ۱۲ حاشیہ) کا ذکر تو اُسی وقت ہو جاتا ہے جبکہ اُس کی ملاقات پہلے پہل ہمارے ساتھ ہوتی ہے پر اسولئے اس کے اور بہت سی باتوں سے بھی ظاہر ہوتا ہے کہ اس کی شکل میں ایک موہنے والا وصف پایا جاتا تھا یعنی ایک قسم کی سادگی ایک قسم کا کشادہ پن و مزاج کی گرمی کچھ ایسی پائی جاتی تھی جو سب کے دلوں کو موہ لیتی تھی (۱ سموئیل ۱۸: ۱ و ۷ و ۲۰ و ۲ سموئیل ۱۹: ۴) معلوم ہوتا ہے کہ جب اُس کی سیرت پختہ ہو گئی - تو اُس میں اُن سب بزرگوں کے اعلے صفات جو اُس سے پہلے گذر گئے تھے ملے ہوئے دکھائی دینے لگے - حنوک کی آسمانی روش - ابراہیم کا فتحمندایمان اضحاق

کی لگن رہنے والی طبیعت یعقوب کی کشتی گیر دلیری۔ یوسف کی برداشت کرنے والی صفت اور اُس کی انتظام کرنے والی لیاقت۔ موسےٰ کی بلند پایہ حب الوطنی اور اس کے ساتھ اُس کی طرح خیال کی بلند پروازی۔ یشوع کی جنگی لیاقت اور حوصلہ۔ اور جدعون کی جرأت کرنے والی شجاعت۔ اور سموئیل کی مقدس سرگرمی یہ سب صفات داؤد کی خصلت میں عجیب اندازہ کے ساتھ مشتمل تھیں۔ چونکہ وہ ایک بڑا بادشاہ۔ ایک بڑا جنگی مرد۔ ایک بڑا شاعر اور ایک بڑا مذہبی مصلح تھا۔ لہٰذا اُس کے ہاتھ میں بادشاہی کے وہ چاروں عنصر موجود تھے۔ جن سے لوگوں کے دلوں پر حکومت کی جاتی ہے۔ اور پھر پُرانے عہدنامہ میں جو مسیح کے نمونے پائے جاتے ہیں۔ وہ اُن میں سب سے بڑا تھا۔ اور اس باہمی مشابہت نے عوام کے دل پر یہ اثر کیا۔ کیونکہ اُس کے بعد مسیح ابن داؤد کہلایا۔ اور یہ ایک ایسا محاورہ ہے جس سے نہ صرف نسب کے اعتبار سے دونوں میں علاقہ پایا جاتا ہے۔ بلکہ سیرت کے اعتبار سے بھی مشابہت ظاہر ہوتی ہے متی ۱۵: ۲۲ و ۲۰: ۳۰ ✣

اس کی زندگی کے بڑے بڑے حصے۔ داؤد کی زندگی کو پانچ حصوں میں تقسیم کر سکتے ہیں مطابق اُن جگہوں کے جہاں وہ صرف ہوئے۔ (۱) اُس کی زندگی کا وہ حصہ جو بیت لحم میں صرف ہوا۔ (۲) اُس کی زندگی کا وہ حصہ جو ساؤل کے دربار میں گذرا۔ (۳) اُس کی آوارہ گردی کا زمانہ جو یہوداہ کے بیابان اور فلستیوں کے درمیان صرف ہوا۔ (۴) اُس کی شاہانہ زندگی کا وہ حصہ جو یہوداہ کا بادشاہ بن کر حبرون میں بسر ہوا (۵) اُس کی شاہانہ زندگی کا وہ حصہ جو تمام قوم کا بادشاہ بن کر یروشلم میں صرف ہوا ✣

پہلا حصہ۔ یعنی وہ زمانہ جب وہ چوپان کا کام کیا کرتا تھا۔ جس وفاداری سے داؤد اپنے چوپانی فرائض کو ادا کیا کرتا تھا وہ شیر اور ریچھ کے واقعہ سے صاف عیاں ہے اور غالباً اس واقعہ کو سرزد ہوئے تھوڑی سی مدت گذری ہوگی کہ سموئیل اُسے مسوح کرنے کو بھیجا گیا۔ ہم بے تامل کہہ سکتے ہیں کہ جس وقت یہ نبی اپنے راستے سے گذرتے ہوئے اُن کھیتوں کو دیکھتا ہوگا جو بوعز اور روت سے علاقہ رکھتے تھے تو اُس وقت اُس کے دل میں یہ خیال آتا ہوگا کہ اگر بوعز اور روت کی دیندارانہ اور دلکش طبیعت اُس میں جو اب بادشاہ بننے کو تھا پھر نمودار ہو تو ملک پر بڑی برکت نازل ہو۔ مگر ہم دیکھتے ہیں کہ خود سموئیل اس بات کو بھول گیا کہ جسم کی خوبی نہیں بلکہ سیرت کی پاکیزگی وہ شے ہے جو انسان کو ایک اعلےٰ عہدے

کے لائق بنائی ہے۔ جب وہ یسی کے بڑے بیٹے الیاب کی ڈیل ڈول کو دیکھ کر حیرت کا پتلا
بنا ہوا تھا۔ اُس وقت اُسے یہ بات یاد دلانی پڑی کہ انسان ظاہر پر نظر کرتا ہے مگر خداوند
باطن کو دیکھتا ہے۔ (۱-سموئیل ۱۶: ۶ و ۷) یقیناً جس وقت داؤد کے سر پر پاک تیل ڈالا
گیا اُس وقت اُس کا چوپانی لباس سے ملبس ہونا اور اپنے ہاتھ میں غالباً چوپانی عصا پکڑا ہونا
اتفاقیہ بات نہ تھی۔ اُس کی پہلی چوپانی خدمت اُس کی بعد کی شاہی خدمت سے ایک گہرا رشتہ رکھتی
تھی۔ کیونکہ وہی خدا کے دل کی مانند سچا حاکم ہے جو اچھے چوپان کی مانند حکومت کرتا ہے
یعنی اپنے گلے کی بھلائی ڈھونڈتا اور اُن کے لئے دکھ اور مصیبت کا سامنا کرنے کو تیار
ہوتا ہے۔ اٹھترویں زبور میں ہم اس طرح پڑھتے ہیں "اُس نے اپنے داؤد کو برگزیدہ کیا
اور گلوں کے بھیڑسالوں میں سے اُسے نکال لیا اُس نے اُسے بچہ والی بھیڑوں کے پیچھے
سے لیا تاکہ اپنے لوگ بنی یعقوب کو اور بنی اسرائیل کو جو اُس کی میراث ہیں چرادے
اُس نے اُنہیں اپنے دل کی راستی سے چرایا اور اپنے ہاتھوں کی چالاکی سے اُن کی رہنمائی کی"۔

ساؤل کا مغنی اور سلح بردار بننا۔ داؤد کی بربط نوازی کی شہرت نے پہلے ساؤل
کے دربار میں بربط نوازی کا عہدہ دلوایا اور پھر سلح برداری کے منصب پر سرفراز کروایا۔ ۱-سموئیل
۱۶: ۲۱ و ۲۳ سے معلوم ہوتا ہے کہ سلح برداری کا کام بڑی عزت کا منصب تھا اور اُسے
اس سے زیادہ کہ جب ضرورت ہو تو ساؤل کی خدمت میں حاضر ہو جائے اور کچھ نہیں
کرنا پڑتا تھا۔

جلیات کے ساتھ مقابلہ۔ بعد اس کے جلیات کے ساتھ مقابلہ ہوا۔ معلوم ہوتا ہے
کہ کچھ عرصہ تک داؤد ساؤل کے دربار میں سرودسرائی کا کام کر کے اپنے گھر کو واپس آ گیا
تھا۔ اور گمان ہے کہ جب وہ لڑکپن سے گذر کر جوانی کو پہنچا تو اُس کی شکل و صورت میں کچھ
ایسی تبدیلی آ گئی کہ ساؤل نہ پہچان سکا کہ یہ تو میرا پرانا سلح بردار ہے۔ داؤد کی لڑائیوں میں
سے یہ پہلی لڑائی تھی اور یاد رکھنے کے قابل بھی تھی۔ اس ساری واردات میں ہم ذیل کی باتیں
قابل غور خیال کرتے ہیں۔ (۱) اس کا اپنے باپ کی مرضی فرزندانہ اطاعت سے بجا لانا۔ اگرچہ وہ
کام جس کے لئے باپ نے اُسے فوج کی طرف بھیجا اس سے کم نہ تھا کہ اپنے بڑے
بھائیوں کی فرمانبرداری کرے۔ (۲) الیاب کی طعنہ زنی کے وقت اُس کا اپنے کو قابو میں رکھنا
اور حلم و فروتنی ظاہر کرنا۔ (۳) اس بات کو سمجھنا کہ جلیات کی گستاخی کا مدعا اور مطلب یہ ہے

کہ خدا کی فوج کا مقابلہ کرے کے خدا کا مقابلہ کرے۔ (۴) اُس کی محکم ہمت اور ایمان جس کے سبب اُس نے فلسطی کے ساتھ لڑنے کے لئے اپنی رضامندی سے اپنے آپ کو سپرد کیا گو لوگوں کی آنکھ میں ایسا کرنا موت کے دہن میں جانا تھا۔ (۵) اُس کے ایمان کا اعتدال اور سادگی جس سے اُس نے اس لڑائی پر آمادہ ہونے کے بیان کی تصدیق کی۔ (۶) وہ فیصلہ جس سے اس نے اُن سلاح کو جو بادشاہ نے پہننے کو دئے ایک طرف رکھ دیا کیونکہ اُسے آگے کبھی اُن کو پہننا نہ تھا۔ لہٰذا وہ اُس کی عادت کے موافق نہ تھے۔ (۷) فلسطی کے سامنے اُس کا ایک پرتحمل صورت میں اسرائیل کے خدا کے دعوے اور حقوق کو بیان کرنا (۸) حملہ کرتے وقت ہر قسم کی گھبراہٹ سے بری رہنا اور کامیاب ہونا واقعی وہ فلاخن کے استعمال میں خوب ماہر تھا معلوم ہوتا ہے کہ اس کا اصول تھا کہ جب تک میں اُسے کامل طور پر استعمال نہ کر سکوں تب تک ہرگز یہ نہ سوچوں کہ اسے ٹھیک طور پر چلا سکتا ہوں چھوٹے چھوٹے وسائل سے بڑے بڑے نتائج پیدا کرنا عموماً ایک اعلےٰ ذاتی لیاقت کا ثبوت سمجھا جاتا ہے مگر اس لڑائی میں یہ معاملہ ایک اعلےٰ ذاتی لیاقت اور اعلےٰ ایمان کی ترکیب کا ثبوت تھا۔ اس بڑی مہم کو سر کرنے کے صلہ میں داؤد کو یہ تیجہ حاصل ہوا کہ بادشاہ کی بیٹی اُس کے عقد نکاح میں آ گئی (۱ سموئیل ۱۷: ۲۵) +

اُس کی تربیت کے مکتب۔ اب اگرچہ اُسے بہت جلد جلد ترقی درجات حاصل ہوتی جاتی تھی تاہم اس کے راستہ میں ایک بیر دور تک بھی آنے والی تھی۔ یعنی قبل اس کے کہ وہ بادشاہ مقرر ہو اُسے ایک بڑی آزمائش کے زمانہ میں سے گذرنا تھا۔ خدا نے مناسب سمجھا کہ اُسے تربیت کے مختلف مکتبوں کے ایک سلسلہ سے گذارے تاکہ سربراہی کے لئے جس تربیت اور لیاقت کی ضرورت تھی اُسے بہم پہنچائے۔ پہلا مکتب چرواہی زندگی کا مکتب تھا جس نے اُسے وفاداری کے ساتھ اپنی خدمات کو ادا کرنے اور عابدانہ طور پر خدا کی سوچ میں مگن رہنے کی لیاقت بخشی۔ اس کے بعد درباری زندگی کی تربیت کا مکتب آیا جس کے ذریعہ سے وہ اہل دربار کے قواعد اور شاہی عادات سے واقف ہوا۔ پھر جنگل میں عربیوں کی سی زندگی کا مکتب پیش آیا۔ جس کے وسیلے خاص اُن لوگوں سے مس پیدا ہوا جن کی حکومت میں اُس کی زندگی کا باقیماندہ حصہ صرف ہونا تھا +

ہمارے پاس اس بات کا کوئی پختہ ثبوت نہیں کہ اُس کے کوئی زبور اس زمانہ میں لکھے گئے ہوں۔ بعض لوگوں کا گمان ہے کہ تیئیسواں زبور چرواہی کے زمانہ سے علاقہ رکھتا ہے لیکن جب ہم اس بات پر غور کرتے ہیں کہ وہ اس زبور میں اپنے دشمنوں کا ذکر کرتا اور اپنی موت کا

منظر ہے تو ہم کو یہ ماننا پڑتا کہ وہ کسی بعد کے زمانہ سے متعلق ہے +

ساؤل کا داؤد سے رشک کھانا۔ جلیات کے ساتھ مقابلہ کرنے کے بعد ہی ساؤل کے دل میں حسد کی آگ بھڑک اُٹھی۔ اسرائیل کی بیٹیوں کے گیت نے جس سے اُنہوں نے ساؤل کی نسبت داؤد کو زیادہ عزت دی۔ ساؤل کے دل کو زہر سے بھر دیا۔ سو اب ہم دیکھتے ہیں کہ وہ اپنے وعدہ کے موافق داؤد کے ساتھ اپنی بیٹی کی شادی کرنے میں لیس و پیش کرتا ہے اور داؤد کو خطرناک مہموں پر بھیجتا ہے۔ (جیسا داؤد نے پیچھے اوریاہ کو بھیجا) اور آخرکار جب اپنی بیٹی میکل کی شادی اُس کے ساتھ کرتا ہے تو وہ بھی اس غرض سے کرتا ہے کہ داؤد کو پورے پورے طور پر اپنے قبضہ میں لائے لیکن ان سب حالتوں میں داؤد ایک غیر مرئی سپر کے زیرِ سایہ محفوظ رہا۔ اور اس حفاظت کا سبب وہی تھا جو یوسف کی واردات میں نظر آیا۔ یعنی وہ اپنی ساری راہوں میں دانائی کے ساتھ چلتا تھا اور خداوند اس کے ساتھ تھا۔" ا سموئیل ۱۸ : ۱۴) +

اُس کی جان لینے کی کوششیں۔ کم از کم ساؤل نے پانچ مرتبہ داؤد کی جان لینے کی کوشش کی [illegible] اُس کے دربار سے علاقہ رکھتا تھا۔ (۱) اُس نے اپنے بیٹے یونتن اور اپنے تمام خدام کو حکم دیا کہ وہ داؤد کو جان سے مار ڈالیں (ا سموئیل ۱۹ : ۱)۔ (۲) اپنے گھر میں اُس کے سر کو نیزے سے چھید ڈالنا چاہا۔ (باب ۱۹ : ۱۰) (۳) پھر (اُس وقت جبکہ داؤد بھاگ نکلا) اُس کے گھر پر کہا۔ بھیجے کہ اُسے بستر بیماری پر لیٹے ہوئے اُس کے پاس اُٹھا لائیں (۱۹ : ۱۵) (۴) پھر اُس نے قاصدوں کو رامہ میں بھیجا کہ اُسے گرفتار کریں مگر جب وہ وہاں پہنچے تو روح سے بھر گئے (۱۹ : ۲۰) (۵) پھر وہ خود رامہ کو گیا۔ اور کچھ عرصہ کے لئے وہی عجیب حالت اُس پر بھی طاری ہوئی۔ (۱۹ : ۲۳ و ۲۴) ایک مرتبہ اور وہ اپنے بیٹے یونتن سے داؤد کی دوستی کی وجہ سے غیض و غضب میں آیا اور بہ سبب غصہ کے طیش میں آکر اُس نے اپنا نیزہ اس کی طرف پھینکا۔ (۲۰ : ۳۳) اُن مختلف طریقوں کا مطالعہ کرنا جن کے وسیلے خدا نے اُس کو رہائی دی ایک نہایت دلچسپ مطالعہ ہے اٹھاونویں زبور سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ اُس وقت لکھا گیا تھا +

یونتن کی دوستی۔ ان آزمائشوں کے زمانہ میں جو انسانی تسلی اور دلاسا داؤد کو نصیب ہوا وہ یونتن کی دوستی سے تھا۔ یہ دوستی نہ صرف نہایت گہری اور پختہ ہی تھی۔ بلکہ نہایت

بے ریا اور بے لاگ بھی تھی۔ جو کچھ ایک دوست کر سکتا ہے سو یونتن نے ساؤل کی حسد کی آگ کو ٹھنڈا کرنے کے لئے کیا مگر اس کی تمام کوشش رائگاں گئیں یونتن نے اس کے صلہ میں صرف یہ مانگا کہ جب داؤد تاج شاہی سر پر رکھے تو اس کے بچوں کے ساتھ نیک سلوک کرے۔ قبل ازیں کہ داؤد نے جبعہ کو قطعی طور پر چھوڑا دونو دوست آپس میں ملاقی ہوئے اور جب ایک دوسرے سے جدا ہونے لگا تو دونو آپس میں گلے لگ کر زار زار روئے۔ دیگر پرانی کتابوں اور قدیم تاریخی تحریروں میں نوجوانوں کی دوستی کی مثالیں ستاروں کی طرح چمکتی ہیں۔ مگر یونتن اور داؤد کی دوستی سے زیادہ پاک اور شریف دوستی کی کوئی نظیر نہیں ملتی۔ یہ دوستی نہ فقط داؤد کی مرجھائی ہوئی طبیعت کو تر و تازہ ہی کرتی ہو گی بلکہ اس پر ایک اور تاثیر بھی کرتی ہو گی۔ یعنی داؤد نے یہ بھی محسوس کیا ہو گا کہ اگر معمول کے مطابق کارروائی ہوتی اور یونتن بادشاہ ہوتا تو وہ اپنے باپ کے بعد کیسا کریم النفس بادشاہ ہوتا اور اس خیال نے ضرور اس کو ابھارا ہو گا کہ وہ بھی اس کی سی خوبیاں حاصل کرے (۱ سموئیل ۲۰ باب)۔

تیسرا دور۔ اس کی جلاوطن زندگی۔

جب داؤد مجبور ہوا کہ جبعہ کو خیرباد کہے تو اس نے آوارہ گردی کی زندگی اختیار کی۔ اور اس کی جلاوطنی کے زمانے کے متعلق دس مقام قابل غور ہیں (۱ سموئیل ۲۱: ۳۱)۔

۱۔ نوب کو جانا۔ جس جگہ کا رخ اس نے پہلے کیا وہ نوب تھی۔ نوب کاہنوں کا شہر تھا اور غالباً جبعہ اور یروشلم کے مابین واقعہ تھا اور جب سے شیلا برباد ہوا اس وقت سے اسی میں سردار کاہن اور خداوند کا خیمہ رہا کرتے تھے۔ داؤد نے سردار کاہن کے سامنے یہ بہانا پیش کیا کہ میں بادشاہ کے کام آیا ہوں غالباً یہ کہہ کر اس نے سردار کاہن کو ترغیب دی کہ نذر کی روٹی اور دیگر اشیاء سے اس کی مدد کرے۔ اور اس مہمان نوازی کے سبب سے سردار کاہن اور اس کے بھائی تہ تیغ کئے گئے۔ داؤد کی اس دنیوی چالاکی سے اس کے ایمان کی کمی ظاہر ہوتی ہے اور اس کمی کو دیکھ کر ہم تیار ہوتے ہیں کہ آئندہ اسکے راہ راست سے گمراہ ہونیکے منتظر ہیں۔

۲۔ جات کو جانا۔ نوب سے پھر مغرب کی طرف جات کو گیا جو فلسطیوں کا ایک شہر بلکہ جلیات کی قدیم رہائشگاہ تھی۔ مگر شاہ اکیس کے خادموں نے دیکھتے ہی پہچان لیا کہ وہ کون ہے اور اس کا ذکر بادشاہ سے کیا۔ داؤد اس بات کی خبر پاکر نہایت خائف ہوا۔ یہ خوف داؤد کے لئے ایک نیا تجربہ تھا۔ اگر ایمان کی اعلے منزل اسے نصیب ہوتی تو اس قسم کی دہشت کبھی اس کے تجربہ سے نہ گذرتی۔ مگر اب وہ ڈر کے مارے دیوانہ

بن گیا۔ پھاٹکوں پر لکھتا پھرا اور اُسنے اپنے تھوک کو اپنی ڈاڑھی پر گرنے دیا حتے کہ بادشاہ اُس کو دیوانہ سمجھ کر نکال دیتا ہے۔ چونتیسواں زبور معلوم ہوتا ہے کہ اسی وقت لکھا گیا +

عدولام کی غار۔ مصفا۔ جات کو چھوڑ کر یہوداکے فرقہ میں آیا۔ اور عدولام کے مغارے میں پناہ گذین ہُوا۔ اس جگہ بہت سے لوگ جو اپنی موجودہ حالت سے خوش نہ تھے۔ اُس کے ساتھ آملے یہ لوگ زیادہ تر ایسے تھے جو ساؤل کی سختیوں سے تنگ آئے ہوئے تھے پس اس وقت داؤد ایک فوج کا سپہ سالار بن گیا۔ اور معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت اُس کا ایمان پھر تازہ ہونے لگا کیونکہ بعض بعض زبور جو بھروسے کی روح سے پر معلوم ہوتے ہیں اسی وقت سے علاقہ رکھتے ہیں۔ روایت بتاتی ہے کہ عدولام ایک وسیع غار تھی جو کہ ایک لائم سٹون چٹان میں واقع تھی جس کا مدخل ایک اونچے پہاڑ کے پہلو میں واقع تھا۔ وہ ایک لمبے اور بلدار اور تنگ راستے کے وسیلے اندر جاتی تھی اور اُس کے دونو پہلوؤں میں کوٹھریاں یا کھوکھلی جگہیں پائی جاتی تھیں۔ کس طرح بارہا داؤد کی طرح مصیبت زدہ مقدسوں نے جن کے لائق یہ دنیا نہ تھی۔ ایسے ایسے تاریک اور خراب گڑھوں میں پناہ گذین ہونے کے لئے خدا کی تعریف کی ہے۔ عدولام سے وہ مواب کے مصفا کو گیا۔ لیکن جاد نبی نے اُسے اُسکے وطن کو بلالیا۔ پر اُس کو یہ اجازت دی گئی کہ اپنے والدین کو حفاظت کے لئے شاہ مواب کے پاس بھیجدے۔ قریبًا انہیں ایام میں اُس نے یہ بھی سُنا کہ ساؤل نے نوب کے کاہنوں کو قتل کرڈالا ہے۔ جو فعل اُس کے سخت اور ناپاک غضب کا ایک دہشتناک نمونہ تھا۔ ابیاتر جو بھاگ نکلا تھا اُس کے پاس آیا۔ اور اسی طرح جاد نبی بھی اُس سے آملا۔ معلوم ہوتا ہے کہ مرد خدا ہونے کی حیثیت سے جاد سموئیل سے دوسرے درجہ پر سمجھا جاتا تھا۔ باونویں اور ستاونویں اور ایک سو بیالیسویں زبور کی تصنیف کی تاریخ یہی زمانہ ہے +

۴۔ دشت یہودا۔ اس کے بعد وہ یہودا کے بیابان کو پناہ کے لئے گیا۔ منجملہ اور مقامات کے ہم اُسے قعیلہ میں دیکھتے ہیں جس پر فلسطی حملہ کر رہے تھے لیکن داؤد نے اُن کو بھگا دیا اگرچہ لوگ اُس کو منع کرتے تھے کہ اُن پر حملہ آور نہ ہو تاہم وہ ایمان سے معمور ہو کر اُن پر جا گرا۔ اب جب ساؤل نے سنا کہ وہ اس جگہ ہے تو اُسے گرفتار کرنے کو اسپر لپکا مگر داؤد نے جب خدا سے یہ خبر پائی کہ ناسپاس قعیلی اُسے ساؤل سے حوالہ کر دینگے تو اُسے بھی بھاگنا پڑا +

زیف کا بیابان۔ اس کے بعد اُس کی پناہ گاہ دشتِ زیف بنا۔ اسی بن میں اس کی اور یونتن کی ملاقات ہوئی تھی۔ ساؤل یہاں بھی اُسے گرفتار نہ کر سکا۔

معون کو جانا۔ تھوڑے عرصہ بعد اہلِ زیف نے ساؤل کو مدعو کیا اور داؤد کو اُس کے حوالہ کرنے کا وعدہ لیا۔ مگر ساؤل نے آکر معلوم کیا کہ داؤد اور اُس کے پیرو معون کو چلے گئے ہیں یہ سُن کر ساؤل نے اپنے لوگوں کو ایسے طور پر مرتب کیا کہ وہ اُس پہاڑی کو جس میں داؤد تھا چاروں طرف سے گھیر لیں۔ تاکہ اُس کا فرار ہونا بند ہو جائے۔ اب جب داؤد اس حیرت میں تھا کہ اس بلا سے کیونکر نجات ملے گی عین اسی وقت ساؤل کو خبر ملی کہ فلسطی ملک پر حملہ کر رہے ہیں۔ یہ سُن کر اُس نے داؤد کو چھوڑ دیا اور اُس سے بڑے غنیم کا مقابلہ کرنے کو روانہ ہوا۔ چنانچہ زبور ۵۴ اس وقت تحریر ہوا تھا۔

عین جدی۔ اور ساؤل کو زندہ چھوڑنا۔ پھر وہ عین جدی کے محکم مقامات میں جا چھپا۔ عین جدی اُن بنجر چٹانوں میں جو بحیرہ مردار کے نزدیک واقع ہیں ایک چھوٹے سے نخلستان کی طرح واقع ہے اور ایک پُر فضا چشمہ سے سیراب ہوتا ہے اور اُس کی خوشنما مہندی معشوق کی حلاوت کی ایک عمدہ علامت سمجھی جاتی تھی (غزل الغزلات ۱: ۱۴) جب ساؤل نے یہ سُنا کہ وہ عین جدی میں ہے تو اُسے گرفتار کرنے کا مصمم ارادہ ٹھانا اور تین ہزار کی جمعیت اپنے ساتھ لی۔ لیکن داؤد نے ایک نئے ہتھیار سے اُسے مغلوب کیا۔ یعنی اُسے ایک غار میں سوتا پا کر اُس کی پوشاک کا دامن کاٹ لیا۔ اور اُن کی صلاح کو جو بدلا لینے اور اُسے جان سے مارنے کی ترغیب دیتے تھے رد کر دیا۔ پھر اُس نے دلیری سے ساؤل کے پاس جا کر جو کچھ واقع ہوا تھا بتا دیا۔ اور اُس کے انصاف سے داد کا مستدعی ہوا اور التجا کی کہ مجھ غریب سے آپ کچھ سروکار نہ رکھیں ساؤل نے اس بات سے کسی قدر موثر ہو کر دلخواہ وعدے کئے اور دونو سلامتی کے ساتھ ایک دوسرے سے جُدا ہوئے۔

کرمل۔ اس کے بعد کرمل میں پھر ایک اور مشکل داؤد کے سامنے آئی کرمل یہوداہ کے جنوب میں واقع تھا جہاں ایک امیر زمیندار نابال اپنی بھیڑیں اور مویشی چرایا کرتا تھا داؤد اور اُس کے پیروؤں نے اس کے مواشی وغیرہ کو بدو قزاقوں سے جو ہمیشہ آس پاس رہتے تھے بچایا تھا۔ پر جب ان لوگوں نے اپنی خدمت کا صلہ چاہا تو بجائے صلہ

میں دی گئی ایک گستاخانہ جواب تھا۔ نابال کی گستاخی سے خفا ہو کر داؤد تیاری کرنے لگا۔ کہ اُسے قرار واقعی سزا دے مگر وہ اس ارادہ کو نابل کی بیوی ابیجیل کے سبب سے جو بہت سی چیزیں لے کر اُسے ملنے آئی پورا نہ کر سکا۔ تھوڑی مدت بعد نابل کا انتقال ہو گیا اور داؤد نے ابیجیل کے ساتھ شادی کر لی۔ قریباً یہی دن تھے کہ بزرگ سموئیل اپنے باپ دادوں کے ساتھ جا سویا۔ چونکہ وہ ملک میں ہر طرح کی پاکیزگی اور راستبازی کے حق میں گویا طاقت کا ایک ستون تھا لہٰذا اس وقت اُس کا کوچ کر جانا ایک ایسا حادثہ تھا جسے اُس کے ہم وطن مشکل سے گوارا کر سکتے تھے۔ لیکن اُس کی جدائی ایک کام کر سکتی تھی اور وہ یہ کہ جنہیں اُس نے سکھایا اور ہدایت کی تھی اُن میں یہ جوش پیدا ہو کہ وہ اپنی ذمہ واری کو سمجھیں اور اُس کے نقش قدم پر چلیں۔ دیکھنے سے معلوم ہوگا کہ نوّےواں زبور اسی وقت لکھا گیا تھا ؂

۹۔ حکیلہ اور ساؤل کو دوسری مرتبہ چھوڑنا۔ داؤد کو ساؤل کے ہاتھ میں گرفتار کرانے کی دوسری نالائق کوشش اہل زیف نے کی تھی جو حکیلہ کے قریب تھے۔ جو یشمون کے مقابل واقع ہے جس وقت ساؤل سو رہا تھا داؤد اس وقت چپ چاپ اُس کے پاس گیا اُس کی جان کو سلامت چھوڑا مگر اس کا نیزہ اور پانی پینے کا پیالہ لے لیا اور پھر از سر نو اس کی عدل و فیاضی سے داد طلب کی۔ اس اپیل کے جواب میں پہلے کی طرح چکنی چپڑی باتیں پھر کی گئیں مگر ایسی صورت یا صدق دلی کے کوئی آثار نظر نہیں آتے تھے ؂

۱۰۔ فلسطیون کے پاس پھر جانا۔ اب اس کا ایمان پھر کمزور ہوا اور وہ سوچنے لگا کہ اگر میں اب یہودا میں رہا تو ضرور ساؤل مجھے مروا ڈالیگا۔ لہٰذا وہ فلسطیون کے پاس چلا گیا۔ جہاں ایک سال چار مہینہ رہا اُس نے اُن کے بادشاہ کو یقین دلایا کہ میں تجھ سے نمک حلالی اور وفاداری سے پیش آؤنگا شہر صقلاج جو کہ سرحد پر واقع تھا اُس کے اور اُس کی فوج کے سپرد کیا گیا۔ اس جگہ سے وہ عمالیقیوں اور دیگر وحشی فرقوں پر حملہ کرنے اور انہیں لُوٹنے لگا جب فلسطیون نے یہ ارادہ کیا کہ عبرانیوں سے ایک اور لڑائی کی جائے تو داؤد بلایا گیا کہ بادشاہ کے حضور حاضر ہو۔ اس وقت وہ سخت مشکل میں ہوگا مگر فلسطی امرا کے حسد کے سبب سے وہ واپس بھیجا گیا۔ لیکن جب وہ صقلاج میں واپس آیا تو اُس نے دیکھا کہ اُس کی غیر حاضری میں شہر لُوٹا اور جلایا گیا ہے اور اُس کا تمام مال اور جورو ان جاتی رہی ہیں۔ اس مصیبت نے پھر داؤد کے دل میں بھروسے اور دعا کی رُوح پیدا کی اور اُس نے دشمن کا پیچھا کیا اور اُسے

نیچا دکھایا اور جو کچھ عمالیقی لے گئے تھے اُسے واپس لیا۔ اس سرگذشت کے دیکھنے سے ہم داؤد کے دل میں ذیل کی باتیں دیکھتے ہیں۔ (۱) کم اعتقادی و بے بھروسہ طبیعت کا پیدا ہونا۔ (۲) وہ دھوکا بازی جو اس بے اعتقادی سے برآمد ہوئی۔ (۳) اُس کی مشکلات۔ (۴) بھروسے والی طبیعت کا پھر پیدا ہونا اور بے شمار تکلیفات سے حسب خواہش نجات پانا۔ چھپنواں زبور اس وقت کی طرف اشارہ کرتا ہے ٭

ساؤل اور یونتن کی موت۔ جب ساؤل اور اُس کے تین بیٹے فلسطیوں کے ہاتھ سے مارے گئے تو داؤد کی آوارگی کا خاتمہ ہؤا۔ وہ ساؤل کی نسبت جو خدا کا ممسوح تھا۔ اور یونتن کی نسبت جو اُس کا دوست تھا اپنی تعظیم کو اس طرح ظاہر کرتا ہے کہ پہلے اُس آدمی کو جس نے اُسے یہ خبر دی کہ میں نے ساؤل کو قتل کیا ہے تمام کرتا ہے۔ اور پھر ایک خوبصورت مرثیہ نظم کرتا ہے تاکہ اُس سے عیاں ہو کہ "ساؤل اور یونتن اپنے جیتے جی عزیز اور دل پسند تھے اور وے اپنی موت میں بھی جدا نہ ہوئے" ٭

اس زمانہ کی نصیحتیں اور زبور۔ داؤد پر اُس کی نوجوانی میں ایسی سخت تکلیفیں لانے سے خدا کی یہ غرض تھی کہ اُسے اُن بُرائیوں سے بچائے جو انسان پر اُس وقت حادث ہوتی ہیں جبکہ وہ یک بیک اعلےٰ عہدے پر سرفراز ہوتا ہے۔ پس یہ ضرور تھا کہ وہ اپنی کمزوریوں کو دیکھے اور اپنی نالائقیوں سے واقف ہو کر اپنے تئیں خاکسار بنائے اور بڑی بڑی سخت اور دہشت انگیز حالتوں میں بھی خدا پر بھروسے رکھنے کی تربیت پائے۔ خدا پر انحصار کرنے والی طبیعت کو گویا ورزش میں لانا اور مضبوط کرنا تھا۔ ماسوائے اس کے یہ بھی ضروری تھا کہ وہ ان لوگوں کو جن پر اُسے حکومت کرنا تھا بخوبی جانے۔ اور اُن تکلیفوں سے جو ساؤل کی طرف سے اُن پر آئیں اور نیز اُس طریق سے جو اُن کی مدافعت کر سکتا تھا واقف ہو اور یہ غرض اُس سپاہ کے ساتھ رہنے سہنے سے پوری ہوئی جو دشت میں اُس کے پاس فراہم ہوئی۔ داؤد کی طاقت اور کمزوری دونو باتیں اس زمانہ میں ظاہر کی گئیں یعنی ایک طرف اُس کے ایمان میں کبھی کبھی ضعف کا آجانا۔ اور اُس کی طبیعت کا فریب دہی کی طرف مائل ہو جانا۔ اور جلد بازی کو اختیار کرنا (۱ سموئیل ۲۵ : ۳۴) ظاہر ہؤا۔ اور دوسری جانب ساؤل کو جیتا چھوڑنے میں اُس کی شریف فیاضی۔ اور معمولی دعا اور مناجات کی عادت نمایاں ہوئی۔ وہ زبور جو اس وقت مرتب ہوئے کثرت سے اس دوسری صفت کو ظاہر کرتے

ہیں۔ ہم نے صرف وہی زبور بتائے ہیں جن کے عنوان سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ اس وقت لکھے گئے مگر اور بہت ہیں جو اسی قسم کے ہیں ‫*‬

چوتھا دور۔ اُس کی زندگی کا وہ حصہ جو شاہی منصب سے حبرون میں بسر ہوا ‫*‬ یہوداہ کا بادشاہ۔ جب داؤد تیس برس کا ہوا۔ تو یہوداہ کے لوگوں نے اُسے بادشاہی کے لئے بلایا۔ الٰہی ہدایت کے مطابق حبرون پایۂ سلطنت چنا گیا۔ اس جگہ اُس نے ساڑھے سات سال تک سلطنت کی۔ شہر حبرون ہر طرح سلطنت کے جنوبی حصّہ کا دار الخلافہ بننے کے لائق تھا۔ اُس کا رفیع جگہ پر واقع ہونا اُسے حملوں سے محفوظ رکھ سکتا تھا اور وہ پاک باتوں کی یادداشت سے بھرا ہوا تھا۔ چنانچہ بہت سے پرانے نادر واقعات اور قدیم بزرگوں کے ایمان کی فتوحات کو یاد دلاتا تھا۔ وہ پھیلا ہوا بلوط کا پیڑ جو باہر لگا ہوا تھا۔ شاید وہی تھا جس کے نیچے ابراہیم کا خیمہ اُس وقت کھڑا ہوا تھا۔ جس وقت اُس نے فرشتوں کی مہمان نوازی کی۔ اور اُس کی خاموش وادی شاید وہی وادی تھی جہاں اضحاق سوچ و فکر میں مگن ہوکر اُس وقت ٹہل رہا تھا۔ جب اُس نے شمالی پہاڑیوں کی طرف اپنی آنکھ اُٹھائی اور اونٹوں کو قدرتی آرام سے واپس آتے دیکھا۔ اُس وادی کے پہلو میں مکفیلہ کی غار تھی جہاں قوم کے بزرگ خدا میں سوئے پڑے تھے۔ اور اُس نالہ کے پرے جہاں تاکستان کثرت سے اُگ رہے تھے وہ جگہ تھی جہاں سے جاسوسوں نے نمونہ کی ٹہنی کاٹی تھی اور اسی جگہ کالب کا گھر واقع تھا جو ایسا آدمی تھا جو پورے طور پر خدا کی اطاعت بجا لایا۔ حبرون میں رہنا گو پھر ایمان میں تازہ زندگی کے پیدا ہونے کو محسوس نہ کرنا ایسی طبیعت کی دلیل تھا جو ہر قسم کی حبّ الوطنی اور دینداری کو جوش میں لانیوالی تحریکوں کی نسبت گویا مردہ ہوتی ہے ‫*‬

اُس کا پہلا کام۔ شاہانہ منصب پر پہنچنے کے بعد داؤد نے پہلا کام یہ کیا کہ یبوس جلعاد کے لوگوں کے پاس شکرگذاری کا پیغام بھیجا اور اس کا سبب یہ تھا کہ اُنہوں نے جلبوعہ پہاڑ کی مہلک لڑائی کے بعد ساؤل اور اُس کے بیٹوں کو دفن کیا تھا۔ اس موقعہ پر اُس نے وہ فیاضی ظاہر کی جو مشرقی بادشاہوں کی عام حکمت عملی کے بالکل برخلاف ہوتی ہے عام دستور تو یہ تھا کہ جب کسی نئے خاندان کا بادشاہ تخت کو اپنے قبضہ میں لاتا تو وہ پہلے بادشاہ کے خاندان کی جہاں تک اُس سے ہو سکتا بےعزّتی کیا کرتا تھا۔ اور اُن میں سے جتنوں کو قتل کر سکتا تھا قتل کرتا تھا۔ تا ایسا نہ ہو کہ اُن کے سبب سے

نیا خاندان پھر معرض خطر میں پڑ جاتے۔ مگر داؤد کی تجویز بالکل اس سے جدا تھی۔ اور وہ
اُس کے گہرے مذہبی اصول سے پیدا ہوئی تھی یعنی وہ ساؤل کو خدا کا مسیح سمجھتا تھا ۔

خانہ جنگی۔ اسرائیل کا بادشاہ۔ مگر ساؤل کے گھرانے نے بغیر لڑے تخت کو ہاتھ
سے نہ چھوڑا۔ فوج کے سپہ سالار ابنیر کے زیر سایہ ساؤل کا بیٹا اشبوست بادشاہ مشہور ہوا
اور شمالی اور شرقی فرقوں نے اُسے اپنا بادشاہ تسلیم کیا۔ اور محنیم واقع جلعاد اُس کا دارالسلطنت
مقرر ہوا۔ یہ جگہ البتہ زیادہ دور تھی مگر خوب مضبوط تھی۔ اسی جگہ جب یعقوب فدان آرام
سے واپس آ رہا تھا فرشتوں سے ملاقی ہوا تھا۔ لیکن سپہ سالار ابنیر نے جبعون بن یمین
کے فرقہ میں تھا اور زیادہ تر مرکز میں تھا اور ایک عمدہ مقام تھا جنگی سپاہ کو قائم کیا۔ حقیقت
میں ابنیر ہی حاکم تھا۔ لیکن ایک لڑائی میں جو جبعون کے نزدیک سرزد ہوئی ابنیر نے
شکست کھائی۔ اور جب عساہیل نے جو داؤد کے بھتیجے اور سپہ سالار یوآب کا بھائی تھا
اُس کا تعاقب کیا تو ابنیر اُس کے مقابلے کے لئے پھرا اور اُسے جان سے مار ڈالا۔ لیکن
کچھ عرصہ بعد ابنیر اشبوست سے ناخوش ہو کر داؤد کے ساتھ آ ملا مگر اشبوست سے جدا ہونے
کے تھوڑے عرصہ بعد یوآب نے اُسے فریب سے قتل کر ڈالا اور اس سے داؤد کو
بہت ہی افسوس ہوا۔ اس کے بعد اشبوست کو غدار بیروتیوں نے مار ڈالا۔ اس واقعے
اور دیگر واردات کے سبب خانہ جنگی آخرکار تمام ہوئی۔ اور تمام فرقوں کی طرف سے
جن کے حسد کا نائرہ فرو ہو گیا تھا داؤد کے پاس حبرون میں سفیر آئے اور اُنہوں نے
نہایت عمدگی اور دلی خوشی کے ساتھ سلطنت متحدہ کا تاج اُس کے سر پر رکھا ۔

یروشلم کو قبضہ میں لانا۔ جب یہ معاملہ اچھی طرح طے ہو گیا تو داؤد نے دوسرا کام
یہ کیا کہ یروشلم کا محاصرہ کیا۔ یہ جگہ کبھی پورے طور پر عبرانیوں کے ہاتھ میں نہیں
آئی تھی۔ اس کی جائے وقوع کی خوبیاں اور نیز خدا کی مرضی کا یہ اعلان کہ یہی جگہ میرے
نام سے کہلائیگی (۲ تواریخ ۶: ۶) ایسی باتیں تھیں جن کے سبب سے داؤد نے قصد
کیا کہ اُسے قبضہ میں لانے کے لئے دلیرانہ کوشش کرے۔ حبرون تمام سلطنت کا پایۂ
تخت ہونے کے لئے موزوں نہ تھا کیونکہ بہت دور جنوب میں واقع تھا۔ لیکن یروشلم
اس غرض کو پورا کرنے کے لئے نہایت عمدہ جگہ تھی ۔ اِس جگہ کا زیادہ
حصہ بنیامین کے فرقہ میں واقع تھا جو یہودا اور افرائیم کے درمیان بستا تھا۔ اور دونوں میں

سے کسی کے معاملات میں دخیل نہ ہوتا تھا اور صرف ایک چھوٹا سا حصہ یہوداہ کے علاقہ میں واقع تھا۔ گمان کیا جاتا ہے کہ یہی وہ جگہ تھی جہاں ملک صدق بادشاہی کیا کرتا تھا۔ اور کہ موریا کا پہاڑ جو اس کے قریب واقع ہے وہ جگہ تھی جہاں خدا نے اضحاق کو قربانی چڑھانے کا حکم کیا تھا۔ مگر یروشلم کو قبضہ میں لانا آسان کام نہ تھا۔ لیکن بڑی کامیابی سے یہ مہم طے کی گئی۔ اس کے بعد داؤد نے صیہون کے قلعہ کو مضبوط کیا اور اس پہاڑ پر وہ جگہ تیار کی جہاں بعد میں قربت الہی سے عہد کا صندوق لاکر رکھا گیا۔ پھر اُس نے اس شہر کو بڑھانا شروع کیا۔ اور اُس شہر کی بنیاد رکھی جو تین ہزار سال سے خصوصیت کے ساتھ "پاک شہر" کہلاتا ہے ❊

یروشلم کی جائے وقوع اور اس کے پہاڑ۔ یروشلم کی جائے وقوع نہایت توجہ طلب ہے۔ یہ شہر اُس مرتفع ٹیلے پر قائم ہے جو شمال سے جنوب کی طرف ملک میں سے گذرتا اور قریباً ۲۶۰۰ فٹ بحیرہ اعظم کی سطح سے اور ۳۸۰۰ فٹ بحیرہ مردار سے اونچا ہے۔ اُس کے تین طرف گہری اور چٹانی وادیاں واقع ہیں یعنی مشرق میں وادی یہوسفط اور مغرب اور جنوب میں وادی ہنوم واقع ہے اور اُن وادیوں کی شکل کچھ کچھ گھوڑے کے نعل کی مانند ہے اور اس نعل کا کھلا ہُوا حصہ شمال مغرب کی طرف واقع ہے۔ اور شہر جو اس نعل کے اندر آباد تھا چار پہاڑوں یا پہاڑوں کی چوٹیوں پر واقع تھا۔ جنہیں صیہون۔ موریاہ۔ آکرا۔ اور بذیتھا کہتے تھے۔ ان میں سے بڑا پہاڑ صیہون تھا۔ جو اس نعل کے مغربی خم پر واقع تھا۔ داؤد کے زمانہ میں تمام شہر اس پہاڑ کے مغربی ڈھلوان پر کھڑا تھا۔ مگر بعد میں گئی جگہ بڑھایا گیا۔ ان پہاڑوں کے درمیان وادیاں حائل تھیں۔ جن میں سے اُس بڑی وادی کو جو صیہون اور موریا کے مابین تھی اہل روم ٹائروپیان کہتے تھے۔ مگر اُن سات محاصروں کے سبب جو یروشلم کے اردگرد کئے گئے۔ یہ وادیاں کوڑے کرکٹ سے بھر گئیں۔ اور شہر اندر سے بھی اب بہ نسبت پہلے کے بہت بدلا ہُوا ہے یہ پہاڑ ہر چہار طرف شہر سے اونچے کھڑے ہیں اور زبور کے اِس تمثیلی کلام کی تصدیق کرتے ہیں "جس طرح پہاڑ یروشلم کو گھیرتے ہیں اسی طرح اب سے لیکر ہمیشہ خداوند اپنے لوگوں کے چوگرد ہے" ان پہاڑوں میں سب سے زیادہ مشہور کوہ زیتون ہے۔ وہ شمال کی طرف دُور تک ایک مرتفع ٹیلے کی شکل پر پھیلا

ہُوا ہے جس کی کئی چوٹیاں ہیں۔ اور یہوسفط کی وادی سے ۴۰۰ فٹ اونچا ہے اور ۲۶۰۰ فٹ بحیرہ اعظم کی سطح سے بلند ہے زیتون کے جنوب میں نفرت کا پہاڑ واقع ہے۔ اور اُس کا یہ نام اسلئے پڑ گیا کہ اس پر کیموش اور مالک کے لیئے سلیمان نے معبد بنائے تھے جو صیہون کے مقابلے میں بُری صلاح کا پہاڑ کھڑا ہے اور مروی ہے کہ اس نے یہ نام اسلئے پایا کہ یہاں قیافا کے دیہاتی گھر میں کاہنوں اور بزرگوں نے مسیح کو قتل کرنے کی مشورت کی تھی۔ گیہان کا پہاڑ مغرب کی سمت اور سکوپس شمال کی جانب اس شہر کی حفاظت کرتا ہے۔ قدرون کا نالہ یہوسفط کی وادی کے درمیان بہتا ہے۔ بلکہ یوں کہیں کہ بہا کرتا تھا اور گتسمنی باغ کے پاس اُس سڑک کے نزدیک سے گذرتا تھا جو کوہ زیتون اور بیتنی کو جاتی تھی۔

کوہ صیہون۔ کوہ صیہون اُن تمام پہاڑوں میں سے جن پر یروشلم کھڑا ہے سب سے زیادہ اُبھرا ہُوا ہے۔ وہ وادی ہنوم کی طرف یکایک تین سو فٹ تک اُٹھا ہُوا ہے۔ اور شمال کی اطراف کو جہاں بزرگ بادشاہ کا شہر واقع تھا آہستہ آہستہ ڈھلتا جاتا ہے۔ یہ نہایت بلند جگہ تھی۔ پس خیمہ یعنی خدا کا محل اور داؤد کا محل اور دیگر عمارتیں جو اس پر واقع تھیں نہایت مضبوط تھیں۔ (زبور ۴۸) اس پہاڑ کے ایک حصّہ میں باقاعدہ طور پر کاشت کی جاتی ہے۔ جیسا میکاہ نبی کی نبوت کو "صیہون میں کھیت کی طرح ہل چوتا جائیگا" ثابت کرتا ہے پر جب ہیکل موریاہ پہاڑ پر تعمیر ہوئی تو وہ باتیں جو صیہون سے متعلق تھیں۔ وہ اُس کی طرف منسوب ہونے لگیں۔ اور بارہا اُس کا نام موریاہ کو دیا گیا۔

کوہ زیتون پر سے نظارہ۔ آس پاس کی بعض چوٹیوں پر سے جو نظارہ دکھائی دیتا ہے وہ دیکھنے والے سیاحوں کو قدرے مایوس کر دیتا ہے لیکن کوہ زیتون پر سے اُس کا نظارہ نہایت دلپذیر ہے۔ اگر یروشلم کو اس جگہ سے دیکھیں تو کوہ صیہون زبور نویس کے اِس پُر تعریف نعرہ کی تصدیق کرتا ہُوا معلوم ہوگا "بلندی سے خوبصورت تمام زمین کی خوشی کوہ صیہون ہے"۔ اگرچہ یروشلم کی وسعت بہت بڑی نہ تھی لیکن جس کا دشوار گذار پہاڑوں کے کناروں پر واقع ہونا۔ جن کے اردگرد گہری اور وحشت انگیز وادیاں موجود تھیں جو خود چاروں طرف ایسی پہاڑی چوٹیوں سے گھری ہوئی تھیں جن کے ہر طرف درختوں کے جھرمٹ اور باغات لہلہا رہے تھے۔ اُس کے لیئے گویا ہشیار پہرے داروں کا کام دیتا تھا۔ اور اُس کی ہیکل اُسے ایک عجیب عظمت بخشتی ہوگی جو دنیا کسی اور شہر میں مشکل

سے پائی جاتی ہے . . . . . یہ سچ ہے کہ وہ شہر جسے خدا پیار کرتا تھا۔ اب گم ہوگیا ہے اور اس کے ساتھ وہ تمام مقدس جگہیں بھی جاتی رہی ہیں جو اُس کی دیواروں کے اندر واقع تھیں۔ تاہم نیچر کا چہرہ اب تک ویسا ہی تروتازہ ہے۔ جیسا اُس وقت تھا۔ چٹان اور پہاڑ جھیلیں اور وادیاں اب تک بے تبدیل موجود ہیں۔ اور اگر کوئی فرق ہے تو یہ ہے کہ جس جگہ پہلے ہر طرح کی بہار اور ہر قسم کی فرحت موجود تھی وہاں اب ویرانگی اور وحشت برستی ہے۔ ہرگو اُن کا جلال جاتا رہا تاہم اُن کا اعلےٰ اور اندوہناک حسن اب تک اُن کے بہت سے دائمی نظاروں سے ٹپکتا ہے اہل سیاحت ہمیشہ اُنکی سیر کرنا پسند کرینگے۔ کیونکہ وہاں اُن کے سوچ و فکر مشکل سے غلطی میں گرفتار ہونگے۔ وہ ننگا سا پہاڑ اور وہ راستہ جس پر اب کوئی چلتا نہیں اور وہ کنارا جس میں سے کوئی آواز نہیں آتی۔ اُن کے چوگرد زندگی کے نور سے روشن ہو جائیگا۔ اور ہر قدم پر مسیح کے وہ کام یاد آئینگے۔ جن کے سبب سے گناہ اور غم جاتے رہے اور زندگی اور بقا روشن ہوئے ؞

تیسری فصل

داؤد کی حکمرانی

عہد کے صندوق کو کوہ صیہون میں رکھنا۔ ہیکل کے تعمیر کرنے کی خواہش۔ غیر اقوام کے ساتھ لڑائیاں اسور اور مصر کی کمزوری۔ ساؤل کے گھرانے کے ساتھ مروت سے پیش آنا۔ بیت سبع کے ساتھ گناہ میں گرفتار ہونا۔ تنبیہ اور سزا۔ توبہ کے زبور۔ داؤد کی بدلی ہوئی حالت۔ خانگی مشکلات۔ ابی سلوم کی بغاوت۔ سلطنت کو پھر حاصل کرنا۔ سبع کی سرکشی۔ یوآب کا رعب داب۔ قحط اور ساؤل کے فرزند۔ فلسطیوں سے ایک لڑائی۔ لوگوں کو گننا۔ سزا۔ ہیکل کی تعمیر کے متعلق تجاویز۔ داؤد کے آخری کلمات۔ داؤد کی شخصی سیرت اُس کی خصلت حکمرانی کے اعتبار سے۔ اس کا پولیٹیکل انتظام۔ اس کا کلیسیائی انتظام۔ اُس کی عابدانہ تصنیفات زبوروں کی ترتیب۔ داؤد مسیح کا نمونہ تھا ؞

پانچواں دور۔ اُس کی زندگی کا وہ حصہ جو اُس نے یروشلم میں بادشاہ بن کر کاٹا ؞

عہد کے صندوق کو کوہ صیہون میں رکھنا۔ جب شہر یروسلم داود کے قبضہ میں آگیا تو اس نے وہاں رہایش اختیار کی اور اُسے دینی اور دنیوی معاملات میں اپنی سلطنت کا دارالخلافہ بنایا۔ وادیٔ رفائیم میں اُس کی دو لڑائیاں فلسطیوں سے ہوئیں اور دونوں میں اُس نے فتح پائی۔ شاید انہیں موقعوں میں سے کسی موقعہ پر داؤد نے چلا کر یہ کہا تھا۔ کاشکہ کوئی مجھے بیت لحم کے اُس کوئیں سے ایک گھونٹ پانی پینے کو دے جو آستانہ کے نزدیک واقع ہے اور یہ بات سُن کر اُس کے تین بہادر سپاہی دشمن کی صف کو چیر کر نکل گئے اور اُس کے لئے پانی لائے (۲ سموئیل ۱۲ : ۱۵ : ۱۷) اس جگہ رہائش اختیار کرنے کے بعد داؤد کو پہلے اسبات کا خیال ہُوا کہ عہد کے صندوق کو قریب یعریم سے جو قریباً دس میل شمال مغرب کو واقع تھا لائے اور کوہ صیہون میں رکھے۔ پہلی مرتبہ تو وہ اس کوشش میں ناکام رہا۔ کیونکہ صندوق بجائے اس کے کہ لاویوں سے اٹھوایا جاتا ایک گاڑی پر رکھا گیا اور عزہ نے بے حرمتی سے اُس کو چھو لیا اور الٰہی ناراضگی اس کی موت کے وسیلے ظاہر ہوئی۔ مگر چند ماہ کے بعد داؤد پھر گیا اور صندوق کو مناسب طور پر اٹھوا لایا اور اُسے بڑی سرگرمی اور جوش سے کوہ صیہون پر رکھ دیا اس کی سرگرمی میں اس کی بیوی میکل خوش نہ ہوئی۔ بلکہ اس کا بے اختیار جوش دیکھ کر اس کی تحقیر کرنے لگی ✤

ہیکل کو تعمیر کرنے کی خواہش۔ داؤد کی یہ خواہش تھی کہ ایک ایسا معبد تیار ہو جو ہمیشہ ایک جگہ قائم رہے پہلے پہل تو ناتن نبی نے اس کے جوش کو دوبالا کیا۔ مگر پیچھے خدا کی طرف سے ہدایت پا کر اس کی تجویز کو روکا۔ کیونکہ داؤد جنگ کا مرد تھا۔ لیکن اس کے بیٹے کو سلامتی کا مرد بننا تھا۔ لہٰذا ہیکل کی تعمیر کا فخر اس کو حاصل ہونے والا تھا۔ اس اعلان کے ساتھ داؤد کے ساتھ وعدہ کیا گیا۔ کہ تیری اولاد بہت دیر تک قائم رہیگی۔ اور اُس نے اس وعدہ کو کمال شکرگذاری سے قبول کیا۔ اور اس سے ظاہر ہُوا کہ گویا وہ اس وعدہ کا یہ مطلب سمجھا کہ مسیح کا جد امجد بننے کا افتخار مجھے حاصل ہوگا۔ اس میں شک نہیں کہ جو مایوسی ہیکل کی تعمیر کی ممانعت سے پیدا ہوئی اس کی تلافی کبھی نہ ہوتی اگر اس سے کم برکت کی اُمید اس کو دی جاتی۔ تیسویں زبور سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ اسی وقت تصنیف ہُوا۔ لیکن اغلب ہے۔ کہ چوبیسویں زبور سے لے کر چھبیسویں زبور تک سب زبور اس زمانہ سے علاقہ رکھتے ہیں ✤

غیر اقوام سے لڑائیاں۔ غیروں کے ساتھ جنگ کرنے میں داؤد بادشاہ نہایت کامیاب نکلا۔ ماسوائے فلسطیوں اور موابیوں اور ادومیوں اور عمالیقیوں کو مطیع کرنے کے اُس نے اپنے ہتھیار آرامیوں کے برخلاف اُٹھائے۔ اور ایک سخت لڑائی کے بعد اُس بڑے قطعہ کو اپنے قبضہ میں کر لیا۔ جو فلسطین اور فرات کے مابین واقع تھا۔ اور یہ پہلا موقعہ تھا جب یہودی مقبوضات نے اُس نقشہ کو پورا کیا جو پہلے پہل ابراہیم کے وعدہ میں کھینچا گیا تھا۔ (پیدائش ۱۵: ۱۸) جو دولت ان فتوحات کے سبب سے ہاتھ لگی وہ بہت ہی کثیر تھی۔ ظاہر ہے کہ داؤد بڑا جنگ جو شخص تھا۔ اور لڑائی کے فن کو خوب سمجھتا تھا۔ اور اُس خوشی سے ناآشنا نہ تھا جسے جنگی مرد اُس وقت محسوس کرتے ہیں جب کہ اُن کے دشمن غول کے غول اُن کے ہاتھ سے مارے جاتے ہیں اپنے اہل وطن کے ساتھ وہ نہایت ملائم دلی سے پیش آتا تھا۔ مگر غیروں کے حق میں وہ وہی عام خیال رکھتا تھا جو ایک مشرقی سپاہی رکھا کرتا ہے۔ چھٹے زبور کی تصنیف کا وقت یہی ہے +

اسور اور مصر کی کمزوری۔ بعضوں کو یہ بات ناممکن معلوم ہوئی ہے کہ ایک چھوٹا سا ملک جس کے جنوب میں مصر اور شمال میں اسور واقع تھا۔ ان دو طاقتوں کے بیچ واقع ہو اور پھر ایسی ترقی کرے کہ ایک وسیع اور عالیشان سلطنت بن جائے مگر اُن تحریروں سے جو زمانہ حال میں دستیاب ہوئی ہیں ظاہر ہوتا ہے۔ کہ اسور اور مصر دونو ملک اس وقت کمزوری کی حالت میں تھے۔ اسور مسیح سے پہلے بارھویں صدی میں آرام کے بہت سے شمالی حصہ پر حکمرانی کرتا تھا۔ مگر گیارھویں صدی کے شروع میں اُس کا ستارۂ اقبال بادل کے نیچے آ گیا اور دسویں صدی کے آخر تک اُس کی کمزوری اور بے رونقی جاری رہی۔ اور مصر میں اس سے بھی پہلے ضعف آنے لگ گیا تھا۔ مگر اُس نے پھر بہت جلد طاقت حاصل کی۔ اُس کا زوال قریباً ۱۲۰۰ قبل از مسیح شروع ہوا۔ اور ۹۹۰ قبل از مسیح یعنی شیس ہانک کی تخت نشینی کے وقت پورا ہوا +

ساؤل کے خاندان کے ساتھ مروّت سے پیش آنا۔ اپنی تخت نشینی کے وقت ساؤل بادشاہ کے خاندان کی تعظیم و تکریم میں جو روح داؤد نے دکھائی تھی

عمر بھی ہمیشہ اُس کو جوش ولاتی رہی۔ چنانچہ اُس نے یونتن کی دوستی کو کبھی فراموش نہ کیا اور نہ اُس عہد کو بھولا جو اُس کے ساتھ باندھا تھا کہ میں سدا تیری نسل سے مہربانی کرونگا۔ اور جب اُس نے معلوم کیا کہ مفیبوست یونتن کا ایک لنگڑا بیٹا ہنوز باقی ہے تو اُسے یروسلم میں بلایا اور اپنے دربار میں داخل کیا؀

بنت سبع کے ساتھ گناہ میں گرفتار ہونا۔ باوجود اُس تربیت کے جو اُس نے ساؤل کے ایام میں پائی وہ اُس کمزوری کے سبب جس میں تمام بنی آدم مبتلا ہیں اور اُس طاقت کی وجہ سے جو اُسے شاہانہ مرتبہ کے سبب سے حاصل تھی ایک ہیبت ناک آزمائش میں گرفتار ہوا۔ اس وقت عمونیوں کے ساتھ جو یردن کے پار رہتے تھے۔ اس سبب سے تنازع ہو گیا تھا کہ اُنہوں نے داؤد کے سفیروں کے ساتھ جو بادشاہ حنون کی تخت نشینی کی تقریب پر مبارکبادی کے لئے بھیجے گئے تھے بُرا سلوک کیا تھا۔ داؤد نے انہیں اسلئے بھیجا تھا کہ اُس کے باپ نحش کے ہاتھ سے مہربانی کا سلوک اُٹھایا تھا۔ اس بدسلوکی کے سبب سے جنگ شروع ہوئی۔ اور یوآب ایک فوج کے ساتھ ربہ پایہ تخت عمون کے محاصرہ کے لئے بھیجا گیا۔ اس اثنا میں داؤد اُریاحتی کی بیوی بنت سبع کے ناجائز عشق میں مبتلا ہوا۔ اُریا غیر حاضر تھا کیونکہ اس وقت ربہ میں سپاہی کی حیثیت سے لڑ رہا تھا۔ داؤد نے بدنامی کے ڈر کے مارے طرح طرح کی کمینی چالیں اختیار کیں۔ آخرکار ایک خط یوآب کے پاس اوریا کے ہاتھ روانہ کیا اور اُسے یہ حکم دیا کہ اوریا کو لڑائی میں سب سے خطرناک موقعہ پر کھڑا کرے۔ اس حکم کے مطابق عمل کیا گیا اور اوریا جان بحق ہوا۔ داؤد کی اس آزمائش کا برپا ہونا اور بڑھ جانا اُن طریقوں کی جن میں گناہ کام کرتا ہے ایک عجیب مثال ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ داؤد اس وقت سستی میں گرفتار تھا اور خود اپنے لشکر کے ساتھ لڑائی میں نہیں گیا تھا۔ علاوہ برین اُس نے اپنی آنکھوں کے ساتھ کوئی عہد نہ باندھا۔ بلکہ اُنہیں ایک عورت کو دیکھنے اور اُس کے شہوانی عشق میں گرفتار ہونے کی اجازت دی اور پھر اپنے شاہانہ اختیار کو نامناسب طور پر استعمال کیا۔ کیونکہ جبراً ایک عورت کو اپنی شہوت کے پورا کرنے کے لئے بلوالیا اور اپنے آپ کو بدنامی سے بچانے کے لئے طرح طرح کی ناگفتہ بہ چالاکیاں اختیار کیں مثلاً اوریا کو شراب پلا کر بدمست کرنے کی کوشش کی اور اُس کی وفادار خدمات کے صلہ میں بے انصافی اور لوٹ اور قتل سے کام لیا۔ اور اس نابکار فعل میں شامل ہونے کی ترغیب

یوآب کو بھی دی۔ ذیل کی باتوں سے یعنی اُس کے شاہی مرتبہ نے اور خدا کی عجیب مہربانی نے جو اُس پر مبذول کی گئی تھی۔ اور اُس کے دینی مرتبہ اور اختیار نے اور اُس کی عمر کے پختہ زمانے نے اور اُریاہ کے نمونے نے جس سے یہ ظاہر ہُوا کہ وہ خود پر قابو رکھنے والا آدمی۔ اور ایک دلیر اور وفادار سپاہی تھا اُس کے جرم کو دوبالا کر دیا۔ اور یہ جرم ایسا اُبھرا ہُوا ہے کہ خدا کے کلام میں جو نہایت ہی تاریک افعال درج ہیں ان میں یہ ایک سمجھا جاتا ہے۔ اور اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ دیندار دن کے دلوں میں بھی گناہ کا کیسا خطرناک بقیہ موجود رہتا ہے +

اس کی تنبیہ اور سزا۔ پھر ناتن داؤد کے پاس بھیجا گیا کہ اُس کے وسیلہ وہ اپنے گناہ کو پہچانے ناتن نے اس کام کو بوسیلہ ایک چھپائی تمثال کے انجام دیا۔ اور خود اُسی سے اُس کے مقدمے میں نامعلوم طور پر فیصلہ کروایا۔ اور نہ صرف جو کچھ اُس نے کیا تھا اسی پر فتوے دلوایا۔ بلکہ یہ بھی اُس سے کہلوایا کہ جس آدمی نے ایسا کیا ہے وہ گردن زدنی ہے۔ اور جب یہ مطلب اُس پر صاف کھل گیا۔ تب ناتن نے کہا کہ تُو ہی وہ آدمی ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہ تیر داؤد کے دل کی تہ تک پہنچ گیا اور وہ توبہ اور خاکساری کے اعلیٰ درجہ تک پہنچایا گیا۔ اس کی سرزنش پیچیدہ قسم کی تھی۔ کیونکہ اُس لڑکے پر جو بتسبع کے بطن سے پیدا ہُوا مرنے کا فتوے لگایا گیا۔ اور اس سے کہیں زیادہ ہولناک فتوے یہ تھا کہ تلوار اس کے خاندان سے کبھی جدا نہ ہوگی اور اُس کی تمام عمر بھر اُس کا دل بہ سبب خاندانی تکلیف اور خاندانی خونریزی کے چھلنی چھلنی رہیگا۔ جیسا اُس نے بویا تھا ویسا ہی اُسے کاٹنا تھا +

توبہ کے زبور۔ داؤد کی زندگی کے اس زمانہ سے توبہ کے پُرمطلب زبوروں سے بعض زبور عموماً منسوب کئے جاتے ہیں۔ خصوصاً اکاونواں زبور اس موقعہ سے انتساب کیا جاتا ہے اس کے خاص خاص فقروں کی نسبت خواہ کچھ ہی کہا جائے مگر اندرونی شہادت اس معاملے میں نہایت پختہ ہے۔ اس میں ہم دیکھتے ہیں کہ ایک تائب شخص گڑھے میں سے چلا رہا ہے۔ اس کا ہاتھ اُس کے لبوں پر ہے! اور وہ یہ نالہ بلند کر رہا ہے۔ "ناپاک" "ناپاک"۔ اگرچہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا وہ رحمت الٰہی کو حاصل نہیں کر سکتا تاہم اُس سے نااُمید بھی نہیں یہ تصویر ایک مُسرف بیٹے کی ہے جو ہوش میں آکر اپنی رذالت کی حالت کو پہچانتا۔ اور اپنی فروتنی کے اقرارات اور مناجات کے وسیلے بارگاہ باری میں کہتا ہے۔ "اے باپ میں نے آسمان کا اور تیرا گناہ کیا اور اب مجھے اپنے نوکروں میں سے ایک کی مانند بنا۔ اسی طرح اور زبور مثلاً

ایک سو بتیسواں اور تیسواں اور چالیسواں زبور بھی اسی قسم کی ذاتی خاکساری کو ظاہر کرتے ہیں۔ مگر اُن سے اُس رحمت کا جو اسرائیل کو اُس کے گناہوں سے رہائی دیتی ہے زیادہ صراحت اور خوشی سے قبول کر لینا مترشح ہوتا ہے ✤

داؤد کی بدلی ہوئی حالت۔ اس وقت کے بعد داؤد کی صورت ٹوٹی پھوٹی اور جھائی ہوئی معلوم ہوتی ہے۔ اُس کی دینداری ایک بدلی ہوئی صورت اختیار کرتی ہے۔ اب وہ تیزی اور طراری اور خوشباشی اور جوشیلا پن اور غلبہ ظاہر نہیں ہوتا۔ بلکہ ایک مغموم خاکسار۔ دل شکستہ صابر اور دکھ سے آشنا صورت دکھائی دیتی ہے۔ ہائے افسوس وہ طائر جو اُن بلند گردوں میں پرواز کیا کرتا تھا۔ جہاں کسی فانی باز کی رسائی نہیں ہوتی۔ اور جہاں وہ ہوا کو اپنے پُر لطف گانے کی آواز سے بھر دیا کرتا تھا۔ اب اپنے ٹوٹے ہوئے بازوؤں کے ساتھ زمین پر گرا پڑا ہے اور اپنے غمناک اور پُرفغاں نالے خدا کی طرف بلند کر رہا ہے ✤

خانگی مشکلات۔ خانگی غم کا وہ چشمہ جس میں سے ناتن کے قول کے مطابق داؤد کی سزائیں بہنے والی تھیں تھوڑی ہی دیر کے بعد رنج و غم کی ندیاں بہانے لگا۔ اُس کی جوروؤں کی کثیر التعدادی سے اُس کے خاندان میں حسد پیدا ہوا اور اُس کی اولاد اُس کی مانند نہ نکلی۔ اس کے بیٹوں میں سے امنون نے جب اپنی بہن تمر کے ساتھ بے حیائی کا کام کیا تو اُس کے بھائی ابی سلوم نے اُس کو فریب سے مار ڈالا۔ اور اس کے بعد ملک سے بھاگ گیا۔ اور اپنی ماں کے رشتہ داروں کے یہاں جو ارام کے جسور میں رہتے تھے پناہ گزیں ہوا۔ چونکہ ابی سلوم اپنے باپ کا پیارا بیٹا تھا۔ لہٰذا بادشاہ کا دل اُس کی مفارقت میں اداس ہونے لگا۔ یوآب نے جب اس بات کو دیکھا تو تقوع کی ایک عورت لی اور اُسے داؤد کے پاس بھیجا کہ وہاں ایک بیوہ بن کر اپنا قیاسی مقدمہ پیش کرے اور کہے کہ میرے بیٹوں میں سے ایک نے دوسرے کو مار ڈالا ہے اور اب میں کیا کروں۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ابی سلوم کو واپس آنے کی اجازت دی گئی۔ مگر اس شرط کے ساتھ کہ بادشاہ کو دیکھنے نہیں پائیگا۔ ابی سلوم نے ایک موٹی سی ترکیب سے یعنی یوآب کے کھلیان کو آگ لگا کر یوآب کو ترغیب دی کہ وہ اُسے پھر بادشاہ کی نظر میں اُس کی پہلی جگہ پر ممتاز کرائے۔ اس کی یہ مراد اُس کو مل گئی مگر اس سے کئی ناپاک نتیجہ پیدا ہوئے۔ نرم دلی جیسا کہ اکثر لوگوں کی نسبت دیکھا گیا ہے داؤد کی کمزوری تھی۔ وہ اپنے بیٹوں کی بدخوئی کو دیکھ نہیں سکتا اور نہ اُن کو سزا ہی

دے سکتا تھا۔ خواہ اُن کو تنبیہ کی کیسی ہی ضرورت کیوں نہ ہو۔

ابی سلوم کی بغاوت۔ جوں ہی موقعہ ملا ابی سلوم کی عیار طبیعت اپنا جوہر دکھانے لگی۔ اس نے سلطنت پہ قابض ہونے کے لئے سازش شروع کی اور اپنی چالاکی اور تملک سے لوگوں کی نمک حلالی کی جڑ کو ہلا دیا۔ اور تھوڑے عرصہ بعد اُس نے حبرون میں اپنے تئیں بادشاہ مشہور کیا۔ اور بہت سے لوگ جلد اُس کی مدد کے واسطے روانہ ہوئے۔ اور داؤد مجبور ہُوا کہ یروشلم سے بھاگ جائے۔ اس وقت صرف صدوق اُن کے ساتھ تھا اور ابیاتر اور اُس کا گھرانا جو کاہن تھے داؤد کے نمک حلال بنے رہے۔ اگر ابی سلوم اخیتفل کی صلاح مان لیتا تو داؤد پر یردن عبور کرنے سے پہلے حملہ آور ہوتا۔ اور داؤد بادشاہ کے پھر عروج کو پہنچنے کی تمام اُمید منقطع ہو جاتی۔ مگر حوسی نے جو حقیقت میں تو داؤد کا دوست تھا پر بظاہر ابی سلوم سے ملا ہوا تھا ابی سلوم کو صلاح دی کہ جب تک بڑی فوج جمع نہ ہو جائے تب تک ایسا نہ کرنا چاہیئے۔ اس اثنا میں داؤد جلد پہنچ گیا اور مہنائیم کو جو اشباشت حکمران کا پایۂ تخت رہ چکا تھا اپنی رہائش گاہ بنا کر نئے واقعات کی راہ دیکھنے لگا۔ رفتہ رفتہ ابی سلوم بھی ایک بڑی فوج لے کر یردن کے پار چلا آیا۔ اور دشت افرائیم میں ایک لڑائی واقع ہوئی اغلب ہے کہ یہ لڑائی اُس جگہ سے دور نہ تھی جہاں یفتاح کے ماتحت جلعادیوں اور افرائیمیوں کے درمیان ایک خطرناک لڑائی ہوئی تھی۔ اس علاقہ میں درخت کثرت سے پائے جاتے تھے اور خار دار جھاڑیاں سب سے زیادہ تھے۔ ابی سلوم کی کثیر فوج کو داؤد کی سپاہ نے جن کا سپہ سالار یوآب تھا شکست فاش دی اور ابی سلوم مارا گیا۔ مگر بادشاہ کا دل ایسا ملائم تھا کہ بیٹے کی موت کا غم فوج کی فتحمندی کی خوشی سے زیادہ محسوس کیا گیا۔

بادشاہت کو واپس پانا۔ تھوڑی دیر کے بعد داؤد کی گھبراہٹ دور ہوئی اور وہ پھاٹک میں جا بیٹھا۔ اور اُس نے یروشلم میں داخل ہونے یعنی تخت پر قابض ہونے میں عجلت نہ کی۔ بلکہ وہیں بیٹھا رہا جب تک کہ وہ سب جنہوں نے اُسے نکالا تھا اُسے بلانے نہ آئے۔ دس فرقے تو اُس کا واپس آنا دل سے چاہتے تھے۔ مگر فقط یہوداہ جو اُس کا فرقہ تھا اور اس سرکشی میں سرغنہ تھا اکیلا سرگرم معلوم ہوتا تھا۔ پس اُن کو اُن کے فرض سے آگاہ کرنے کے لئے صدوق اور ابیاتر کاہن بھیجے گئے تا اُس فرقہ کے بزرگوں سے گفتگو کریں۔ عماسا جو سرکش سپاہ کا سردار تھا۔ یوآب کی جگہ سپہ سالار مقرر ہوا۔ جب یہ بھی یہوداہ کو

معلوم ہُوا کہ اب سرکشی کے لئے سزا نہ دی جائیگی تو وہ خوشی سے اُس کے پیرو ہوئے اور بادشاہ کی نیکی اور فیاضی نئے معنی میں اُن کے دل میں جاگیر ہوئی۔ اور اُس نے سارے بنی یہودا کا دل اِس طرح پھیرا جیسے کسی ایک کا دل پھیرا جاتا ہے چنانچہ اُنہوں نے بادشاہ کو پیغام بھیجا کہ تُو اپنے سب خادموں سمیت پھر چلا آ۔" واپس آکر بادشاہ نے اپنی فیاضی سمعی کو معاف کرنے میں دکھائی جو کہ بنیمینی تھا۔ اور جس نے اُسے اُس وقت جبکہ وہ بھاگ نکلا تھا لعنت کی تھی۔ اور اُس نے مفیبوست کو اُس کے آدھے مقبوضات جو سب کے سب قیبا کو دئے گئے تھے اِس قیاس سے کہ مفیبوست بھی باغیوں کے زمرہ میں شامل ہے واپس کر دئے۔ اور اُس نے بڈھے برزلی جلعادی کو جس سے اُس نے اپنی تکلیفوں کی غائت میں بہت سی مدد پائی تھی دعوت دی کہ یروسلم میں آکر اُس کے ساتھ رہے۔ مگر چونکہ برزلی خود تو اس تبادلے کا لطف اُٹھانے کے قابل نہ تھا کیونکہ بہت بڈھا ہو گیا تھا۔ اُس نے اس اعزاز کو اپنے بیٹے کمہام کے لئے قبول کیا۔ اب اس ساری واردات سے خدا کی وفاداری اس طرح ظاہر ہوئی کہ اُس نے داؤد کو ایسی اچھی حالت کے ساتھ اُس کے پایۂ تخت میں پہنچایا۔ اور پھر تخت کا وارث کیا کہ جس وقت وہ بڑی بے حرمتی کے ساتھ ان دونو چیزوں سے خارج کیا تھا اُس وقت اُس کے خواب وخیال میں بھی نہ آیا ہوگا کہ میں ایسی اچھی طرح پھر ان دونو کا وارث ہونگا۔ گو ابی سلوم کے جوان مرجانے سے ایک تازہ خار اُس کے دل میں کھٹکتا ہوگا اور ایک تازہ بوجھ اُس کی رُوح کو دباتا ہوگا۔ اس وقت سے ایک ہی زبور خاص طور پر منسوب کیا جاتا ہے۔ اور وہ تیسرا زبور ہے۔ مگر اور بہت سے اسی قسم کے ہیں جو کم از کم اُس کی اس وقت کی تکلیفوں کی طرف اشارہ کرتے ہیں ٭

سبع کی سرکشی۔ داؤد کی زندگی کے باقی ماندہ ایام کو ایک اور سرکشی نے ورطۂ تفکر میں ڈالا۔ سبع بن بکری نے جو بنیامینی تھا بغاوت کا علم برافراختہ کیا۔ اُس کی شکائت یہ تھی کہ جب بادشاہ کو واپس لائے اُس وقت دس فرقوں کی صلاح جیسی چاہیئے ویسی نہ لی گئی۔ اِس نالائق سی شکائت کی بنا پر دس فرقے اُس کے جھنڈے تلے فراہم ہوئے۔ اُس وقت کے حالات پُرانے حالات کے بالکل برعکس تھے۔ یعنی یہودہ جو پہلے باغی تھا اب داؤد کا جاں نثار رفیق تھا اور دس فرقے جو پہلے بہت درجہ تک وفادار تھے اب سرکشی پر آمادہ ہوئے۔ عماسا کو فوج فراہم کرنے کا حکم ہُوا۔ مگر اُس نے دیر کی۔ بادشاہ نے ابی شے

کو شاہی خادموں کے ساتھ روانہ کیا۔ یوآب جس کے دل میں عماسا کی ترقی ہمیشہ خار کی طرح کھٹکتی رہتی تھی نکلا اور راستے میں عماسے ملا اور بڑی کمینگی سے اُس کو جان سے مار ڈالا۔ اور پھر فوج کو تابع کر کے اپنی معمولی دلیری اور شہ زوری سے سرکشی کو فوراً مٹا دیا۔ سبع کو بیت معکہ کے ابیل میں گھیر لیا۔ اور ایک عورت نے اُس کا سر دیوار پر سے یوآب کی طرف پھینکوا دیا۔ اب گو داؤد مجبور تھا کہ یوآب کے ظلموں سے چشم پوشی کرے تاہم اس کی بدکرداریاں اُس کے صفحۂ دل پر ہمیشہ نقش رہیں۔ اور وہ بدلہ کے لئے پکارتی تھیں۔ پس داؤد نے مرتے آن سلیمان کو وصیت کی کہ یوآب کا سفید سر قبر میں سلامتی سے نہ جانے پائے

یوآب کا غلبہ۔ داؤد اور یوآب کے باہمی علاقہ میں ہم بادشاہوں کی آزمائشوں کا نمونہ دیکھتے ہیں۔ داؤد سے بڑھ کر اور کوئی آدمی اپنی لیاقت اور حمیدہ صفاتی کے سبب بادشاہ بننے کے لائق نہ تھا۔ پر ہم دیکھتے ہیں کہ داؤد بھی ہمیشہ اپنے اُوپر قابو نہ رکھتا تھا یوآب اکثر اوقات اُس پر غالب آتا تھا۔ اور اس میں شک نہیں کہ اُس کی کئی شریف تجاویز کو چکنا چور اور بہت سی فیاض تدبیروں کو درہم برہم کر دیتا تھا۔ البتہ اُس نے اپنی بھدی سی حب الوطنی اور ہر دم تیار دلیری سے اُس کی خدمت بھی کی۔ لیکن داؤد کے نیک نام اور اُس کی حکومت کی اخلاقی شہرت کو اکثر ایسے کاموں سے بٹا بھی لگا یا جن کو داؤد بجائے پسند کرنے کے دلی نفرت کی نظر سے دیکھتا تھا ۔

قحط اور ساؤل کے فرزند۔ پھر رفتہ رفتہ سلطنت کو ایک اور حادثہ سے تکلیف پہنچی۔ یعنی پے در پے تین سال تک ملک میں قحط جاری رہا۔ جب خدا سے اس کا سبب دریافت کیا گیا تو یہ جواب ملا۔ کہ یہ حادثہ ساؤل اور اُس کے خونریز گھرانے کے سبب سے واقع ہوا ہے کیونکہ ساؤل نے جبعونیوں کو قتل کیا تھا۔ اب گو یہ معاملہ تاریکی کے پردہ تلے چھپا ہوا ہے۔ تاہم اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ساؤل کے بُرے کاموں میں سے ایک یہ بھی تھا۔ کہ اُسنے جبعونیوں کے ساتھ اپنے عہد پیمان کو توڑ ڈالا اور انہیں تہ تیغ کر ڈالا۔ اور اُس کا مقصد یہ ہوگا کہ اُن کے نخلستان چھین لے اور اُنہیں دے جو اُس کے منظور نظر تھے اُس کے خونریز گھرانے نے یا اُس کے گھرانے کے کسی حصہ نے قتل کی ترغیب دی ہوگی اور کبھی اپنے گناہ کا اقرار نہ کیا اور نہ کبھی جبعونیوں کو اُسکا معاوضہ دیا۔ اب جب قحط کا سبب اور جو نقصان جبعونیوں کو پہنچایا گیا تھا ظاہر ہوا تو باقی جبعونیوں کی مرضی پر چھوڑ دیا گیا کہ وہ بتائیں کہ اس کی تلافی کیونکر کی جائے۔ جو

جواب اُنہوں نے دیا وہ ایسا تھا کہ اُس کی توقع بھی نہ تھی۔ بجائے اس کے کہ وہ نئی زمینوں کا دعوے کرتے۔ اُنہوں نے سات جانیں مانگیں۔ اور یہ درخواست عجیب اور ہیبت ناک سی تھی۔ تاہم قبول کی گئی۔ اور جن لوگوں کی جانیں اُنہوں نے مانگیں وہ شاید لوٹ اور قتل کے کام میں شامل ہونگے۔ وہ ساتوں جبعہ میں پھانسی دئے گئے مگر اس واقعہ کو رصفہ کی مادری محبت نے کسی قدر رقت انگیز بنا دیا ہوگا۔ کیونکہ اُس کے دو بیٹے بھی مقتولوں کے شمار میں داخل تھے۔ اُس نے اُن کی لاشوں کی نگہبانی کرکے تمام موسم بھر گدھوں اور دیگر گوشت خور پرندوں سے بچا رکھا۔ اس بات نے داؤد کے دل پر بڑا اثر پیدا کیا۔ سو اُس نے ساؤل اور اُس کے بیٹوں کی ہڈیاں ایک درخت کے نیچے مدفون تھیں فراہم کیں۔ اور نیز اُن لوگوں کی ہڈیاں جو پھانسی دئے گئے تھے۔ جمع کیں اور سب کو دفن کیا۔ ساؤل اور یونتن کی ہڈیوں کو بڑی عزت و حرمت کے ساتھ اُن کے خاندان کے قبرستان میں زمین کے سپرد کیا۔ پھر ہم پڑھتے ہیں کہ اس کے بعد خدا نے ملک کی منتیں قبول کیں ✤

فلسطیوں سے ایک اور لڑائی۔ اسرائیل کے ان سیاہ صفت دشمنوں نے یہ بات ٹھان رکھی تھی کہ جب تک ہمارے درمیان کوئی نہ کوئی ایسا بہادر پیدا ہوتا رہیگا۔ جو اسرائیل کا مقابلہ کرے۔ تب تک ہم اُن کو آرام نہ لینے دینگے۔ اور داؤد خود بھی جان کے خطرہ سے آزاد نہ تھا۔ اُس کی آخری جنگی لڑائی اُس کی پہلی کی مانند تھی یعنی اس میں بھی اُسے ایک پہلوان کے بیٹے کے ساتھ خود لڑنا پڑا لیکن اس جنگ میں زیادہ یہ احتمال تھا کہ نتیجہ پہلی لڑائی سے دگرگوں ہوگا۔ لیکن داؤد ابی شے کی برمحل مدد سے جانبر ہُوا۔ اس کے بعد اُس کے خادموں نے اُس سے قسم لی کہ وہ آئندہ میدان جنگ کے خطرات کا سامنا نہ کرے۔ اسی وقت وہ شکر گذاری کا گیت جو اٹھارھویں زبور میں درج ہے تحریر ہُوا جو گویا اُس کی جنگی زندگی کی تاریخ کا ایک موزون خاتمہ ہے ✤

لوگوں کا شمار کرنا۔ پھر داؤد اور اُس کی رعایا پر ایک اور سزا اس سبب سے نازل ہوئی کہ اُس نے لوگوں کو شمار کرنے کا بیڑا اُٹھایا۔ اب یہ معلوم نہیں کہ اس بات میں کیا گناہ تھا۔ پر یہ دیکھ کر کہ آپ ہی بادشاہ کو اس تجویز کے سبب سے ملامت کرتا ہے یہ معلوم ہوتا ہے کہ کسی نہ کسی طرح یہ کام قابل اعتراض تھا۔ پہلی تواریخ میں یہ لکھا ہے کہ

شیطان اسرائیل کے خلاف کھڑا ہوا اور داؤد کو اکسایا کہ اسرائیل کو شمار کرے"۔ معلوم ہوتا ہے کہ جنگی اغراض کے لئے لوگ شمار کئے گئے تھے۔ یعنی اس مقصد سے کہ داؤد کو معلوم ہو کہ کتنے لوگ اسلاح جنگ پہن سکتے ہیں۔ اور یوں وہ اپنی جنگی جمعیت کی شوکت اور جلال کو مصر اور اسور کے بادشاہوں کے نمونہ پر ظاہر کرے۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہی وہ وجہ تھی جس نے اس قصور کو ایسا سنجیدہ بنا دیا۔ ہم جانتے ہیں کہ یہ قومیں کس قدر اپنے بڑے بڑے جنگی سازوسامان پر بھروسہ رکھتی تھیں۔ اور کس قدر یہ سازوسامان اُن کے دلوں کو تکبّر اور تعدّی سے بھرتا تھا۔ اور اگر داؤد اس وقت انہیں کے نقش قدم پر چل پڑا تھا تو اس نے بڑی حماقت سے خدا کے حضور گستاخی کی۔ اور اُس حفاظت اور جلال کے حقیقی چشمہ کو فراموش کر دیا جو ان الفاظ سے ظاہر ہوتا ہے "یہ گاڑیوں کا۔ وے گھوڑوں کا پر ہم خداوند اپنے خدا کے نام کا ذکر کرینگے"۔

سزا۔ یہ تجویز عمل میں لائی گئی۔ یعنی لوگوں کا شمار کیا گیا۔ اسرائیل میں ۸۰۰۰۰۰ اور یہوداہ میں ۵۰۰۰۰۰ بہادر مرد پائے گئے جو کمان کھینچتے تھے۔ مگر جب یہ کام ہو چکا تو بادشاہ کا دل رنجیدہ ہوا اور اُس نے محسوس کیا کہ میں نے بڑا گناہ کیا ہے۔ اب جاد نبی تین سزاؤں کے ساتھ اُس کے پاس بھیجا گیا۔ اور وہ یہ تھیں۔ سات سال کا کال پڑنا یا تین مہینہ تک دشمنوں سے شکست کھانا۔ یا تین دن کی مری میں مبتلا ہونا جو نہایت فنا کرنے والی قسم کی تھی۔ اس خبر نے داؤد کے دل کو ہلا دیا اور اُس کے دل میں ایسے خیالات پیدا کئے جو خود غرضی سے بالکل بری تھے "دیکھ گناہ تو میں نے کیا اور بدی مجھ سے ہوئی۔ ان بھیڑوں کا کیا قصور۔ پس مجھی پر اور میرے باپ کے گھرانے پر اپنا ہاتھ چلائے"۔ یہ اُس کے کلمات ہیں۔ دنیا کے لوگوں کے برعکس جو ہمیشہ اپنا قصور دوسروں پر دھرتے ہیں اور انہیں سزا اُٹھانے دیتے ہیں۔ داؤد اس بات کے لئے تیار تھا کہ جتنی سزا اُس کے حصہ میں آتی تھی۔ اُس سے زیادہ اُس پر آئے۔ جب برباد کرنے والا فرشتہ یروشلم کے نزدیک پہنچا اُس وقت داؤد کو حکم ہوا کہ کوہ موریاہ پر جا کر یبوسی ارونا کے کھلیان پر اُس سے ملاقی ہو۔ اُس جگہ ایک قربانی چڑھائی گئی اور خدا کا غضب فرو ہوا۔ اسی جگہ بعد میں ہیکل تعمیر کی گئی۔ اور اُس چٹان کی نسبت جسے ارونا کھلیان کے طور پر استعمال کرتا تھا۔ گمان ہے کہ آج تک اُس احاطہ میں

اور بنت سبع کا بیٹا سلیمان بادشاہ مقرر ہوا۔ داؤد سلیمان کو یوآب اور سمعی کی نسبت وصیت
کرنے اور دلیر اور بہادر بننے کی نصیحت دینے کے بعد اپنے باپ دادوں میں جا سویا۔
چالیس سال کی حکمرانی کے بعد وہ کوہ زیتون پر دفن کیا گیا۔ یہ وہ جگہ تھی جسے اسکے
سبب سے مقدس سمجھنے لگے۔ اس کی موت کے ساتھ عبرانی تاریخ کا وہ حصہ جو موسیٰ
کے ایام سے لیکر داؤد کے خداوند کے آنے تک نہایت قابل یاد تھا ختم ہوا ۔

داؤد کی خصلت۔ جب ہم اس عہد سلطنت پر غور کرنے لگتے ہیں تو پہلے ہمارا خیال
بادشاہ کی سیرت کی طرف متوجہ ہوتا ہے۔ وہ پہلے پہل بالکل اپنے ایام کے مطابق
نظر آتا ہے یعنی ہمارے سامنے ایک چوپانی لڑکا آتا جس کا رنگ لعل بدخشاں کی
طرح چمکتا ہے۔ دل جوش سے پر۔ اور ہاتھ ہر کام کے لئے تیار ہیں۔ خالص بھروسے
بھرا اور بے خوف شجاعت سے مملو۔ اور خدا اور ملک کی گہری تنظیم سے بھرپور ہے
گو وہ کتابی علم سے ایسا بہرہ ور نہیں جیسا موسیٰ تھا۔ مگر خدا کی شریعت کی محبت
اور علم موسیقی اور نظم کی کمیاب اور خداداد خوبیوں کا نہایت شائق ہے۔ اس کی
جنگی شجاعت بہت جلد اسے شہرہ آفاق کر دیتی ہے۔ اور اس کی پرجوش اور سادہ
اور موہنے والی طبیعت اسے ہر دل عزیز بنا دیتی ہے۔ لوگ خود بخود قائل ہو جاتے ہیں
کہ اس کے دل کی آرزو اور مقصد یہی ہے کہ اس کی رعایا خوش اور اقبالمند ہو۔
اس کا مذہبی ذوق نہایت عمیق۔ گہرا اور وسیع ہے اس پر یہ لطف کہ اس میں ایسی
سنجیدگی نہیں پائی جاتی جو غیر مرغوب ہو۔ بلکہ نور کی طرح چمکنے والی خوشی کی شعاعیں اٹھتی
ہیں جو اس کی زندگی کو فرحت سے بھرتیں اور اسکے دل کو سلامتی اور انبساط سے مالا مال کرتی ہیں اسکی زندگی یا تو
سے گھر جاتی۔ اور آس پاس کی تمام چیزیں پر طوفان ہوتی ہیں پر وہ اپنی دعا کی کوٹھڑی سے ایسا
بشاش اور پرامید نکلتا ہے کہ گویا اس کے تردّدات و تفکرات کو دور کرنے کے لئے کوئی
جادو اس کے ہاتھ آگیا ہے۔ اب یہ نہ سمجھنا چاہیئے کہ اس کی زندگی ہمیشہ دین کے
مطابق اور نمونہ کے لائق ہوتی تھی۔ اس عام کمزوری سے جو انسان کے حصہ میں آئی
ہے۔ داؤد مستثنےٰ نہ تھا۔ جس تیزی سے وہ اپنی جوروؤں کی تعداد بڑھانے میں لگا ہوا
تھا اس سے وہ اس بدی میں گرفتار معلوم ہوتا ہے جو اس وقت سب سے بڑی
تھی۔ اور اسی بدی سے اس کے دل کی وہ غیر مصئون حالت پیدا ہوئی جس کے

سبب سے بنت سبع اور اوریاہ کے متعلق قبیح گناہ سرزد ہوئے۔ خانگی انتظام کے متعلق وہ ایک قسم کی بے پرواہ بُردباری میں گرفتار تھا جس کی وجہ سے کئی عیب گناہ بے تنبیہ چھوڑے گئے تاہم گناہ کے گہرے سے گڑھے میں بھی داؤد ایک ایسا شکستہ دل ظاہر کرتا ہے۔ اور ایسی شدت سے اپنے کو ملامت کرتا ہے۔ اور معافی اور تبدیلی دل کے لئے ایسی و لسوزی سے چلاتا ہے کہ اُس کے مذہب کی صداقت پر کسی طرح کا شک و شبہ نہیں رہتا ⁂

اس کی خصلت حکمرانی کے اعتبار سے۔ بادشاہی منصب کے اعتبار سے وہ ساؤل سے بہت فرق رکھتا تھا۔ اور عام قسم کے مشرقی بادشاہوں سے تو اور بھی زیادہ فرق رکھتا تھا۔ وہ خود غرضی کے مقاصد سے بالکل بری تھا۔ اور دیگر بادشاہوں کے ظالمانہ طریقوں میں گرفتار نہ تھا۔ یعنی اُس نے کبھی اپنی رعایا کو اُن کی ملکیت سے محروم نہ کیا اور نہ اُن کو محاصل کی چکی سے پیسا اور نہ رشوت ستانی سے اُن کے اخلاق کو بگاڑا نہ اُن کی مرضی کے خلاف اُن کو فوج میں بھرتی کیا۔ اور نہ کوئی ایسا سلوک کیا جس سے یہ ظاہر ہو کہ وہ رعیت کو اپنی عشرت کا وسیلہ سمجھتا تھا۔ اس نے اپنی بادشاہی کو رحمت اور صداقت کی بادشاہی بنانا چاہا۔ تاکہ اس کی بادشاہی کے ماتحت لوگ اپنی زندگی اور ملکیت کو محفوظ پائیں اور محسوس کریں کہ جینے میں کچھ لطف ہے غرضیکہ اُس کے عہد سلطنت کا یہ ماٹو تھا "بادشاہ لوگوں کے لئے ہے نہ کہ لوگ بادشاہ کے لئے ہیں" ⁂

پولیٹیکل انتظام۔ داؤد کے ماتحت عبرانی قوم نے بڑی ترقی کی چنانچہ وہ ایک گمنام سی ریاست سے جسے اُس پاس کا کوئی فرقہ نیچا دکھا سکتا تھا۔ اوّل درجہ کی طاقت بن گئی جس کی عزت اور تعظیم تمام اہل مشرق کرنے لگے۔ داؤد اُس با ترتیب انتظام کی لیاقت میں جو ابراہیم اور موسےٰ اور دیگر بزرگان دین میں پائی جاتی تھی سبقت رکھتا تھا۔ اُس نے اُس قدیم حکومت کو جس کے مطابق فرقہ فرقہ کا انتظام کیا جاتا تھا نہ توڑا۔ بلکہ اُسے وسعت اور ترقی دی۔ خصوصاً اس طرح کہ لاویوں کے بہت سے حصہ کو ملک میں پھیلا دیا۔ اور اُن میں سے وہ حاکم اور قاضی مقرر کئے جو چھ ہزار سے کم نہ ہوں گے (۱ تواریخ ۲۳: ۴) ملک کے مال و دولت کو بڑھانے کے لئے اُس نے کھیتوں اور شہروں اور گاؤں اور قلعوں میں انبار خانہ مقرر کئے۔ اس کے پاس انگورستان اور مے اور تیل کے گودام تھے۔ اور مقرری حکام ہر چیز کی نگہبانی کرتے تھے مختلف وادیوں میں گلہ اور

ربوڑ شاہی گلہ ریوں اور چرواہوں کی زیرنگرانی چرتے تھے۔ اور ایک افسر جوکہ فن زراعت
میں ماہر ہوتا تھا۔ کھیتوں کی کاشت کا انتظام رکھتا تھا گولر اور زیتون کے درخت اُن حکام
کی زیرنظر تھے جو جنگلات کے معاملات کو بخوبی سمجھتے تھے۔ اُس کے عہد میں نہ کسی چیز
کا نقصان ہوتا تھا اور نہ کوئی کام سستی سے کیا جاتا تھا۔ بلکہ ساری باتوں سے قاعدہ اور
ترتیب اور تنظیم ٹپکتی تھی (۱-تواریخ ۲۷: ۲۵-۳۱) حیرام شاہ صور کے ساتھ دوستانہ
رشتہ قائم کرنے کے سبب سے اُس کی رعایا کے درمیان مفید اور نیز شائستگی فنون کا ملکہ پیدا
ہوا۔ (۱-تواریخ ۲۲: ۲-۴) جنگی انتظام کے متعلق وہ لوگ جو اسلاح پہن سکتے تھے
۱۲ باریداریوں میں تقسیم کئے گئے تھے اور ہر ایک باریداری میں ۲۴۰۰۰ مرد شامل
تھے۔ اور اُن میں سے ہر ایک باریداری کے لوگ ہر مہینہ کسی وقت یروشلم میں آتے تھے
(۱-تواریخ ۲۷ باب) نیز اُس کے پاس باقاعدہ سپاہ کی بھی ایک جمعیت تھی جو کبھی کریتی
اور فلیطی کہلاتی تھی۔ علاوہ بریں ایک "مجلس آنحت آنر" بھی تھی۔ جسے "داؤد کے بہادر" کہا
ہے (۲-سموئیل ۲۳ باب) اور ان بہادروں میں سے وہ تین تھے جو فلسطیوں کے لشکر کو چیر
کر چلے گئے تھے اور بیت لحم کے کنوئیں سے داؤد کے لئے پانی لائے۔

اُس کا کلیسائی انتظام۔ اس عہد میں جو اُس نے پہلی تبدیلی کی یہ تھی کہ یروشلم کو تمام
ملک کا مذہبی مرکز بنا دیا اور عہد کے صندوق کو کوہ صیہون پر رکھا۔ پھر کاہنوں اور لاویوں
کے انتظام کی طرف توجہ کی تاکہ وہ اپنے فرائض اچھی طرح ادا کریں۔ کاہنوں کو چوبیس
باریداریوں میں منقسم کیا۔ اور ہر باریداری کے لوگ اپنی اپنی باری پر اپنی خدمت بجا
لاتے تھے۔ اور لاویوں کے شمار کا بہت سا حصہ یعنی ۲۴۰۰۰ خدا کے گھر کی خدمت
پر تعینات تھے۔ باقی حصہ میں سے ۴۰۰۰ دربان ۶۰۰۰ محرر اور منصف اور
۴۰۰۰ نغمہ خواں تھے۔ (۱-تواریخ ۲۳: ۴ و ۵) یہ لوگ جو نغمہ خوانی کا کام کیا
کرتے تھے بڑے قاعدہ اور حکمت کے ساتھ تیار کئے گئے تھے۔ اور اگرچہ عموماً وہ
اپنی اپنی باری پر خدمت کیا کرتے تھے تاہم بڑے بڑے موقعوں پر مثلاً عہد کے صندوق
کے لانے کے وقت یا ہیکل کے مخصوص کرنے کے وقت۔ بلکہ یوں کہیں کہ ہر سال
بڑی بڑی عیدوں کی تقریب پر جب تمام لوگ فراہم ہوا کرتے تھے ان سب کا مل کر گانا
اور نغمہ سرائی کرنا عجیب تجمل اور شوکت ظاہر کرتا ہوگا۔ گانے بجانے کے سازوں کا

استعمال اگر داؤد نے شروع نہیں کیا تو اتنا اُس نے ضرور کیا کہ موقعہ بموقعہ اُن کے استعمال کئے جانیکا پُورا پُورا بالتفصیل انتظام کر دیا۔ (۱ تواریخ ۲۵ باب) ❖

اس کی عابدانہ تصنیفات - اگرچہ داؤد پہلا زبور نویس نہ تھا۔ تاہم اس میں شک نہیں کہ عبرانیوں میں متبرک مزامیر لکھنے والے جتنے گذرے ہیں۔ اُن سب سے زیادہ مشہور تھا۔ حتےٰ کہ مزامیر کا تمام مجموعہ اسی کے نام سے منسوب کیا جاتا تھا۔ قریباً نصف حصہ زبوروں کا اُن کی عنوانی تحریروں کے وسیلے اُس سے انتساب کیا جاتا ہے۔ لیکن چونکہ ان میں سے بعض کی اصلیت پر ظن ہے (یعنی یہ شبہ ہے کہ اس کی تحریر نہیں) لہٰذا اغلب ہے کہ حقیقت میں داؤد کے زبوروں کا اتنا شمار نہ ہو۔ بعض نکتہ چینیوں نے کوشش کر کے اُس کے شمار کو سات بلکہ اس سے بھی کم تک گھٹا دیا ہے۔ مگر اُن کے خیالات کو قبول عام کا امتیاز حاصل نہیں ہؤا۔ داؤد کی نسبت لاریب یہ کہا جا سکتا ہے کہ اس مجموعہ پر اُس کی بے نظیر خاصیت کی مہر لگی ہوئی ہے کیونکہ اور مذاہب میں بھی متبرک گیتوں کے مجموعے پائے جاتے ہیں (مثلاً اہل ہنود کا رگ وید) مگر کوئی زبوروں کی مانند نہیں ہے۔ اگر پوچھا جائے کہ عبرانی مجموعہ کی خاص خوبی کس بات میں پائی جاتی ہے تو وہ ذیل کی چند باتوں سے مشرح ہوگی۔ (۱) کہ خدا ان زبوروں میں عابد کا شخصی دوست معلوم ہوتا ہے۔ اور وہ ان میں اسی صفت کے ساتھ پیش کیا جاتا۔ اسی صفت سے قبول کیا جاتا اور اسی صفت سے اُس کی صحبت کا حظ اُٹھایا جاتا ہے۔ ان دونو (یعنی معبود و عابد) میں میل ہے۔ اور دونو کے درمیان خوشنما اور پُر اعتبار اور مبارک رفاقت پائی جاتی ہے (۲) لیکن وہ جو ان زبوروں میں عبادت کرنے والا ہے وہ حقیقی انسان ہے اور ایک گنہگار بلکہ بڑا گنہگار انسان ہے۔ اور وہ دم بدم محسوس کرتا ہے کہ میں ہر طرح نالائق ہوں۔ تاہم خدا اپنی بے انتہا رحمت سے اس غریب اور کمزور مخلوق کے نزدیک آتا ہے۔ اُسے معاف کرتا اور اپنی برکت سے مالا مال فرماتا ہے۔ (۳) پھر اس مقبول شدہ گنہگار کا خدا کی خدمت میں کوشش کرنے کا تجربہ۔ یعنی خدا کی گہری رفاقت کے لئے اُس کے اشتیاق کا۔ اُس کی کامیابیوں اور ناکامیوں کا۔ اُس کی اُمیدوں اور طرح طرح کے خوف کا ایسی وفاداری سے نقشہ کھینچا ہے کہ اُن لوگوں کے دلوں پر بہت اثر پیدا

کرتا ہے جن کا حال زبور نویس کی طرح ہوتا ہے ۴۲، ۴۳) اور عموماً یہ تجربہ خوشی کا تجربہ معلوم ہوتا ہے یعنی اُداسی سے تازگی۔ اور رنج سے راحت۔ اور رات بھر کے گریہ سے اُس خوشی سے ہمکنار ہونے کا تجربہ ہے جو صبح کی پیدایش کے ساتھ نمودار ہوتی ہے اور آخرکار آئندہ کی اُمید ایسی پُرنور معلوم ہوتی ہے کہ حیطۂ بیان سے باہر ہے۔ (۵) پھر جابجا نجات دہندے کی خبر دینے والی شعاعیں بھی اپنا جلوہ دکھاتی ہیں۔ وہ کبھی نجات کا خدا۔ کبھی نجات کا خدا کبھی ایسا بادشاہ جو صداقت سے حکمرانی کریگا۔ اور کبھی ایسا کاہن جو ملک صدق کے طور پر ہوگا۔ اور کبھی اپنی پستی کے اعتبار سے ایک کرم کی مانند اور کبھی اپنی عظمت کے لحاظ سے دُنیا کے بادشاہوں سے بزرگتر دکھائی دیتا ہے۔ اکثر اس مجموعہ کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک نیچر کی آواز بھی سُنائی دیتی ہے جو خدا پر اور خدا کے لئے کچھ کچھ شہادت دیتی ہے لیکن اُس سے یہ نہیں ظاہر ہوتا کہ ہم خدا کو نیچر کے وسیلے دریافت کرتے ہیں۔ بلکہ اس مجموعہ سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ مقدم بات جس کے سبب سے ہم خدا کو جانتے اور پیار کرتے ہیں یہ ہے کہ وہ نجات کا خدا ہے۔ اور پھر اسلئے کہ وہ نیچر کا خدا ہے۔ لہذا ہم دیکھتے ہیں کہ ۱۰۳ زبور جو نجات کا ایک خوبصورت زبور ہے پہلے آتا ہے۔ اور اُس کے بعد ۱۰۴ زبور آتا ہے جو نیچر کا ایک خوبصورت زبور ہے ٭

زبوروں کی ترتیب۔ اکثر یہ کوشش کی جاتی ہے کہ داؤد کے زبوروں میں سے ہر زبور کے لئے اُس کی زندگی میں سے کوئی ایسا واقعہ تلاش کیا جائے جس کی طرف وہ زبور اشارہ کرتا ہو۔ لیکن یہ کوشش بہت کامیاب نہیں ہوتی ہے۔ اور ہم کہہ سکتے ہیں کہ شاید وہ زبور عموماً ایسے مفید نہ ہوتے جیسے اب ہیں۔ اگر ہر زبور کے لئے اُس کا موقعہ پختگی کے ساتھ ظاہر کیا جاتا۔ پس بہتر ہے کہ انہیں اُن کی مضمونی خاصیت کے مطابق ترتیب دی جائے۔ سو اگر ان تمام زبوروں کو جو بوسیلہ عنوان داؤد سے منسوب کئے گئے ہیں ہم لیں تو وہ ذیل کی صورت میں مرتب ہو سکتے ہیں ٭

(۱) نیچر کے زبور۔ ۸ و ۱۹ و ۲۹ و ۶۵ ٭

(۲) تکلیف اور بھروسہ کے زبور۔ ۳، ۴، ۶، ۷، ۱۲، ۱۳، ۱۴، ۵، ۲، ۱، ۳۱، ۳۵، ۴۱، ۵۲، ۵۳، ۵۴، ۵۵، ۵۶، ۵۷، ۵۸، ۵۹، ۶۰، ۶۱، ۶۴، ۶۹

۷۰، ۷۱، ۱۰۹، ۱۲۳، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳ ✤

(۳) - خاکساری کے زبور - ۳۲، ۳۸، ۳۹، ۵۱ ✤

(۴) بھروسہ - اور شکرگذاری اور فتحمندی کے زبور - ۵ ۶ ۷ ۱۱ ۱۴ ۱۷ ۱۸ ۲۰ ۲۱ ۲۳
۲۷، ۲۸، ۳۳، ۳۴، ۳۶، ۳۷، ۴۰، ۴۲، ۴۳، ۶۰، ۱۰۱، ۱۰۳، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۳۸،
۱۳۹، ۱۴۴، ۱۴۵ ✤

(۵) ہیکل کے زبور - ۱۵، ۲۴، ۲۶، ۳۰، ۱۲۲، ۱۳۲ ✤

داؤد کا رتبہ باعتبار مسیح کا نمونہ ہونے کے - پُرانے عہدنامہ میں جو مسیح کے نمونہ پائے جاتے ہیں شاید داؤد اُن سب سے بڑھکر ہے اُس کا اپنے لوگوں سے یگانگت رکھنا اور اپنے شاہی منصب کے فرائض کے ادا کرنے میں کہیں شبانوں کی نرمی کو اور کہیں جنگی سپاہی کی شہ زوری کو ظاہر کرنا یعنی شیر اور برے کی صفتوں کو باہم ترکیب دینا اور بنی اسرائیل کا بادشاہ ہونے کی حیثیت سے خدا کے ساتھ عہد کے رشتہ میں داخل ہونا - اور نیز اُس کی زندگی کے دیگر واقعات - مثلاً اُس کا پہلے مرد غمناک بننا - اور ازاں بعد جلال اور عزت کے تاج سے تاجدار ہونا - اور اسی طرح اُس کے پُرمحبت دل کا گہرا شعلہ - اور آخر کار اُس کی وہ خوبیاں جو اور خوبیوں سے کچھ کم نہ تھیں - یعنی اُس کا خدا کے لئے بے نظیر بھروسہ اور محبت اور تعظیم سے معمور ہونا ایسی باتیں تھیں جو اُسے پُرانے عہد کے اور بزرگوں کی نسبت مسیح کا زیادہ کامل نمونہ بناتی تھیں اور یہ علاقہ تعلق جو اُس کے زبوروں سے ہر جگہ ٹپک رہا ہے اُس میں ایک عجیب قسم کی دلچسپی پیدا کر دیتا ہے - اور اُس کی زندگی اور تجربہ کے مطالعہ کو ایسا مطالعہ بنا دیتا ہے جس میں مشغول ہونے سے مسیحی بہت سا فائدہ اُٹھا سکتا ہے ✤

چوتھی فصل

سلیمان کا عہد سلطنت

ہیکل کی تعمیر۔ اس کی شکل اور انتظام۔ دوسرے ممالک سے ربط ضبط۔ فنیکی۔ مصر۔ سبا۔ سلیمان میں ضعفت ایمان کا پیدا ہونا۔ اس کی عمارتیں۔ تدمور یا پامیرا۔ بعلت یا بعلبک۔ سلیمان کی خصلت۔ سلیمان مسیح کا نمونہ ؛

ہیکل کی تعمیر۔ مشرقی سلاطین میں کوئی بادشاہ حشمت اور ثروت اور حکمت میں سلیمان کا ثانی نہیں گذرا۔ اُس کی جوانی کی ابتدائی طاقتیں ہیکل کی تعمیر میں صرف ہوئیں جسکے بنانے کی تجویز داؤد کر گیا تھا۔ اس بڑی عمارت کی جائے وقوع انتخاب ہو چکی تھی۔ یعنی کوہ موریا مقرر ہو چکا تھا جو صیہون کے پہاڑوں میں سب سے اونچا تھا۔ اور جسے ٹروپیان کی وادی کوہ صیہون سے جدا کرتی تھی۔ اس وادی کے اوپر ایک خوبصورت پُل بنا ہُوا تھا جو دونو پہاڑوں کو مربوط کرتا تھا۔ ہیکل کی شوکت اندازہ وہم سے باہر تھی۔ اور وہ سونا اور روپا اور دیگر بیش قیمت اشیا جو اُسے آراستہ کرنے کے لئے دی گئی تھیں اس کثرت سے تھیں کہ اُن کا ماننا مشکل معلوم ہوتا ہے۔ اگر بہت اعتدال کے ساتھ حساب لگایا جائے۔ تو بھی بیش بہا اشیاء کی قیمت ....۱۲ پونڈ تک پہنچ جاتی ہے ؛

اس کا نقشہ اور انتظام۔ عمارت مستطیل شکل کی تھی۔ اُس کی لمبائی مشرق سے مغرب کی طرف ساٹھ ہاتھ۔ اور چوڑائی ۲۰ ہاتھ تھی۔ پاک ترین جگہ کی لمبائی ۲۰ اور پاک جگہ کی لمبائی ۴۰ ہاتھ تھی۔ پاک ترین میں عہد کا صندوق رکھا تھا۔ اور وہیں کفارہ گاہ بھی تھی۔ جس کے اُوپر کروبی سایہ کئے ہوئے تھے۔ اور نیز وہاں وہ عجیب نور چمکتا تھا جسے سکینہ کہتے تھے جو خدا کی حضوری کی علامت یا نشان تھا۔ سوائے سردار کاہن کے کوئی شخص اس اندرونی مسکن میں داخل نہیں ہو سکتا تھا۔ اور وہ بھی سال میں صرف ایک مرتبہ اندر آتا تھا یعنی کفارے کے روز جبکہ قربانی کا خون اپنے ساتھ لیکر آتا تھا پاکترین جگہ کو پاک جگہ سے کچھ کچھ ایک دیوار اور کچھ کچھ ایک خوبصورت پردہ جدا کرتا تھا پاک اور پاکترین جگہ میں ہر ایک چیز فرش اور دیواروں

تک سونے سے مڑھی ہوئی تھی۔ علاوہ ہیکل کے اور کئی جگہیں تھیں جو ہیکل سے ملحق تھیں مثلاً اسارے اور حجرے اور صحن۔ ہیکل کے باہر کاہنوں کا صحن تھا۔ جہاں روزانہ قربانیاں چڑھائی جاتی تھیں۔ اس کے پرے یہودیوں کا صحن واقع تھا۔ اور اُس سے بھی باہر کے رُخ غیر قوموں کا صحن تھا۔ اس سے پہلے ملک فلسطین میں ایسی عمارت کبھی دیکھنے میں نہ آئی تھی۔ کیونکہ اب تک یہودیوں نے فن عمارت کی طرف کچھ توجہ نہ کی تھی۔ اس عمارت کا نمونہ خدا نے الہام کے وسیلے عطا فرمایا تھا۔ اور اغلب ہے کہ وہ اسور اور مصر کے مندروں سے کسی طرح کی مشابہت نہ رکھتا تھا۔ ہیکل کا مخصوص کیا جانا ایک نہایت مؤثر نظارہ ہوگا۔ اور چونکہ سلیمان نے بعض خدمات کو خود انجام دیا۔ اور بڑی فروتنی اور سرگرمی کے ساتھ۔ پس یہ موقع جیسا عالی شان اور مؤثر تھا ویسا ہی نصیحت آموز اور فائدہ بخش بھی ہوگا ✤

دوسرے ممالک سے ربط ضبط۔ فنیکی۔ مصر۔ ہیکل کے بنانے میں سلیمان کو سور کے بادشاہ حیرام کا ممنون ہونا پڑا۔ جو کہ فنیکی کے زور آور بادشاہوں میں سے تھا اور جس نے نہ صرف اُس کے لئے دیودار کی لکڑی مہیا کی بلکہ باہر کاریگروں کو بھی بھیجا۔ جن کی مدد کے بغیر ہیکل کبھی تعمیر نہ ہوتی۔ علاوہ بریں اُس کے عہد میں دیگر ممالک کے ساتھ بھی دوستانہ رشتہ قائم ہُوا۔ جو فلسطین سے بہت دور تھے۔ اُن ممالک میں سے سب سے بڑا مصر تھا۔ خروج سے لیکر اس وقت تک قریبًا پانسو برس گذر گئے تھے۔ اور اس عرصہ دراز میں کسی طرح کا ارتباط ان دونو ملکوں میں نہ ہُوا تھا۔ ملک مصر میں اُس عرصہ کے اندر کئی بڑے بڑے واقعات گذر چکے تھے۔ چنانچہ کئی موقعے بڑی بڑی فتوحات کے آئے۔ جب مصری بہادروں نے ایشیا کو فتح کیا۔ اور فتحمند فرعون نے اپنے بہادری کے کاموں سے کارنگ اور سکر کے مندروں کو رونق افروز کیا۔ خروج کے بعد کوئی دوسو برس کے عرصہ میں ہر طرح کی صنعت کاری جس اوج عروج کو پہنچ سکتی تھی پہنچ گئی تھی۔ مگر اب اس میں تنزل آنے لگ گیا تھا نہ صرف سلیمان نے فرعون کی لڑکی سے شادی کی۔ بلکہ اُس کے لئے مصر میں خاص قسم کے گھوڑے جمع ہوتے تھے اور بادشاہ کے سوداگر اُن گھوڑوں کو مقررہ دام پر لیتے تھے اور ایک گاڑی چھ سو مثقال روپے پر مصر سے نکلتی تھی۔ اور ایک گھوڑا ڈیڑھ سو پر آتا تھا۔ ...

اور گھوڑا ڈیڑھ سو مثقال پر۔ (۱ سلاطین ۱۰: ۲۸ و ۲۹) اُن میں سے پچھلی رقم میں
پونڈ سے کچھ کم اور پہلی رقم قریباً ۲۰ پونڈ کے برابر ہوتی ہے۔ لیکن گاڑیوں اور گھوڑوں کا لانا
خدا کے حکم کے مطابق نہ تھا (استثنا ۱۷: ۱۶) اور دور دور فاصلے کی جگہیں جن سے سلیمان نے
ربط ضبط پیدا کیا اوفیر اور ترسیس تھیں۔ ان جگہوں سے سونا اور چاندی اور عاج
اور طاؤس اور الگم کی لکڑی آتی تھی۔ لکھا ہے کہ ایک بحری سفر میں تین سال صرف ہوا
کرتے تھے۔ مذکورہ بالا اشیا سے اور اُس عرصہ کی وسعت سے جو سفر میں خرچ ہوتا تھا
یہ نتیجہ نکالا جاتا ہے کہ یہ بحری سفر ہند کی جانب ہوا کرتے ہونگے یا کسی ایسی جگہ کی طرف
جہاں سے ہند میں آنا آسان معلوم ہوتا ہوگا۔ یہ دریافت ہو چکا ہے کہ اُس قدیم زمانہ
میں بھی ایسی ایسی جگہوں سے جو ہندوستان سے بھی دور تھیں ربط ضبط پیدا ہو گیا تھا۔
کیونکہ مصر کے مقبروں میں جو بہت پرانے ہیں ایسی چیزیں ملی ہیں جن سے بے شبہ چینی دستکاری ظاہر ہوتی ہے

سبا۔ سلیمان سبا کی سلطنت کے ساتھ بھی ایک دلچسپ قسم کا رابطہ رکھتا تھا۔ جس کی
ملکہ تمام راہ طے کر کے یروشلم میں آئی کہ اُن عجیب باتوں کی تصدیق کرے جو اُس نے
سلیمان کی حکمت کی نسبت سُنی تھیں۔ "وہ بڑے جلو کے ساتھ اور اونٹوں کے ساتھ
جن پر خوشبوئیاں لدی تھیں اور نہایت بہت سونا اور مہنگ مولے جواہر ساتھ
لیکے یروشلم میں آئی"۔ مانا جاتا ہے کہ یہ خاتون یمن کی سبائی سلطنت کی ملکہ تھی جو عرب
کا بہت جنوبی حصہ تھا۔ جس کے حدود میں اب انگریزی بندرگاہ عدن واقع ہے۔ اور جس
طرح اب برٹش جہاز جو ہند اور مصر کے درمیان آتے جاتے ہیں عموماً اس بندر پر ٹھیرتے ہیں۔
اسی طرح غالباً سلیمان کے جہاز بھی قریباً تین ہزار برس کا عرصہ ہوا کیا کرتے تھے۔ کئی
موقعہ پر جبکہ وہ اوفیر کو جاتے ہونگے۔ اُنہوں نے اپنے بادشاہ کی کیفیت ایسے طور پر بیان
کی ہوگی جس نے اس ملکہ کو ترغیب دی کہ بذات خود یروشلم کے سفر کا بیڑا اُٹھائے

سلیمان کے ایمان کا لغزش کھانا۔ ماسوائے ملک سبا کے سارے جہان نے
سلیمان کی طرف توجہ کی تاکہ اُس کی حکمت کو جو خدا نے اُس کے دل میں ڈالی تھی سُنے۔
اُس کے ایام میں یروشلم کیسی رونق دار جگہ ہوگی۔ دور دور ممالک سے بڑے بڑے سفیر
اُس کے دربار میں گاہ بگاہ آتے تھے تاکہ اُس کے حضور تحسین و تعظیم کے ساتھ
نذرانے گذرانیں۔ اور ایک دیندار بادشاہ کے لئے کیسا موقعہ تھا کہ وہ واحد اور زندہ

خدا کے علم کو پھیلائے اور اُس کے جلال کو ظاہر کرے۔ لیکن افسوس سلیمان نے دوسرے بادشاہوں
کے بُرے نمونہ پر چلکر اپنی جوروؤں کی تعداد کو بڑھایا۔ اور غیر اقوام بادشاہوں میں سے کئی ایک
کی لڑکیوں کو بیاہ لیا یہ بات جدعون کے افود کی طرح سلیمان اور اُس کے گھرانے کے لئے پھندا
کا کام کر گئی۔ کیونکہ اس نے اپنی بیویوں کو خوش کرنے کے لئے دیوتاؤں کے لئے مندر یا ...
جگہیں یروسلم کے جنوب میں تفرقی پہاڑ پر بنائیں۔ اور یہ حرکت خدا کی نظر میں ایسی قبیح تھی
کہ اُس نے اخیاہ نبی کو جو سیلا کا رہنے والا تھا بھیجا کہ اُس کے ہمسر یربعام کو خبر دے کہ سلیمان
کی بادشاہی کا بہت سا حصہ اُس سے چھین لیا جائیگا علاوہ یربعام کے۔ سلیمان کے اور بھی
دشمن تھے۔ اُن میں سے ایک حدد ادومی تھا اور دوسرا ضوبہ کا رہنے والا رزون تھا۔ ان
میں سے پہلا شاہ مصر کا ہمزلف تھا اور بڑی آسانی سے فرعون کی مدد سلیمان کے برخلاف
سکتا تھا۔ جب اخیاہ کے وسیلہ یربعام کو یہ حال معلوم ہو گیا کہ سلیمان کی بادشاہی آئندہ
ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیگی۔ تو سلیمان نے یربعام کو جان سے مارنے کی کوشش کی۔ مگر وہ
مصر کو بھاگ گیا اور سلیمان کی موت تک وہیں رہا ٭

اُس کی عمارتیں۔ تدمور یا پامیرا۔ علاوہ یروسلم کی ہیکل کے سلیمان اور بہت سی
عمارتوں اور کاموں کا موجد تھا۔ جو بڑے بڑے شہر اُس نے بنائے اُن میں سے ایک تدمور
تھا جو کہ بیابان میں واقع تھا اور جو رومیوں کے وقت سے پامیرا کے نام سے مشہور ہوا۔ یہ
شہر اب ایسے وسیع اور عالیشان کھنڈرات کا ڈھیر بنا ہوا ہے جسے دیکھ کر ہر سیاح حیرت
کا پتلا بن جاتا ہے۔ پامیرا ایک خرما سے بھرے ہوئے چمنستان میں آباد تھا جو ...
مشرقی صحرائے عظیم میں واقع تھا۔ جسے پانی کی بہتات زرخیزی کی دولت سے مالا مال
کرتی تھی۔ یہ شہر دمشق سے ۱۴۰ میل شمال مشرق کے رُخ واقع تھا۔ معلوم ہوتا ہے
کہ اُس کی تعمیر کی یہ غرض تھی کہ وہ تجارت کی منڈی کا کام دے۔ جہاں شمال کی طرف
سے ارام اور فرات کے سوداگر جنوب کے عربی تاجروں کے ساتھ اپنی تجارتی اجناس
کو بدلا کریں۔ رومیوں کے زمانہ میں ہند کی پیداوار بھی پامیرا کے راستے سے روم
میں پہنچائی جاتی تھی۔ مسیح کے بعد تیسری صدی میں ایک رومی شہنشاہ نے جس کا نام
گلینس تھا پامیرا کے ایک باشندہ کو شاہی خطاب عطا فرمایا جس نے پارتھیوں کی لڑائی
میں بڑی خدمت کی تھی۔ اُس کی وفات کے بعد اُس کی بیوہ زنوبیہ نے تاج سر پر رکھا

اور اپنے کو مشرق کی ملکہ کا خطاب دیکر مسوپتامیہ اور آرام کی بادشاہی کا دعوےٰ کیا۔ آخرکار اُس نے ایک سخت لڑائی کے بعد شکست کھائی اور اُس کا وزیر اعظم جس کا نام لنگینس تھا اور جو ایک مشہور کتاب کا مصنّف تھا جان سے مارا گیا۔ پامیرا کے کھنڈرات لمبائی میں ڈیڑھ میل کے قریب ہیں۔ مگر جو باشندے اب وہاں پائے جاتے ہیں وہ بدّو عربیوں کا ایک فرقہ ہیں +

بعلت یا بعلبک۔ ایک اور شہر جو سلیمان نے تعمیر کرایا اور جسے رونق بخشی اور جو اب بھی اپنے کھنڈرات کے سبب سے مشہور ہے بعلت یا بعلبک تھا جو لبنان کے قریب واقع تھا۔ اس کی ہیکل جو آفتاب کے لئے بنائی گئی مثل پامیرا کی ہیکل کے جو پیچھے بنی تھی آرام کی عالیشان عمارتوں میں سے ایک تھی۔ علاوہ تدمور اور بعلبک کے اُس نے قدیم فلسطین کے علاقہ میں اور نیز اُس وسیع سلطنت کے دائرہ میں جس پر وہ اب حکمرانی کرتا تھا کئی اور شہر تعمیر کرائے شمال کی طرف لبنان کا تمام علاقہ اور مشرق کی جانب وہ تمام ملک جو فرات تک جاتا تھا اور جنوب کی طرف وہ تمام قطعہ جو مصر کی سرحدوں تک پہنچتا تھا اُسکی عالیشان سلطنت میں شامل تھا لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ اس تمام جاہ وجلال کے ساتھ ایک عجیب بات وابستہ تھی۔ اور وہ یہ کہ یہ تمام چیزیں اس کے دل کو آسودہ کرنے میں بالکل قاصر نکلیں۔ چنانچہ اس نے انہیں بطلانوں کا بطلان کہا اور ذیل کی نصیحت پیچھے چھوڑی تاکہ اُس کے تجربہ سے ایک علمی نتیجہ نکالا جائے "اب آؤ ہم سب حاصل کلام سنیں۔ خدا سے ڈر اور اُس کے حکموں کو مان کہ انسان کا فرض کلی یہی ہے" (واعظ ۱۲: ۱۳) +

سلیمان کی سیرت۔ سلیمان کی سیرت ایک معمّا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ اس کا دل اوائل ہی سے خدا کی تعظیم سے موثر تھا کیونکہ جب خدا نے اُسے فرمایا کہ جو کچھ تو مانگیگا میں تجھے دونگا تو اُس نے اُس کے جواب میں حکمت کے لئے استدعا کر کے ایک سرگرم اور راست کار اور دیندارانہ صفت ظاہر کی۔ اور نیز اُس کی دُعائیں ہیکل کے مخصوص کرنے کے وقت عجیب عجز اور سرگرمی سے پُر تھیں۔ اب یہ بات کہ ایسا شخص غیر قوموں کے ناپاک دیوتاؤں کے لئے خدا کے مُقدّس پہاڑ کے سامنے مندر بنائے تعجّب انگیز اور مایوس کرنے والی بات ہے۔ البتہ ہمیں اس کی شدید آزمائش کے لئے کچھ حاشیہ چھوڑنا چاہئے۔ کیونکہ دنیا نے بڑے زور اور کشش سے اپنی دولت اور خوشی

اور عزت کے وسیلے اور اپنی تدبیروں اور بے شمار خوشامد آمیز باتوں سے اُس کے دل کو خدا سے پھیر لیا۔ اور واقعی یہ کشش ایسی تھی کہ کوئی اور آدمی ایسی کشش کے پنجہ میں گرفتار نہ ہُوا تھا۔ لہذا اُس کی لغزشیں بھی بہت سے نیک لوگوں کی لغزشوں کی نسبت زیادہ ہولناک تھیں +

مسیح کا نمونہ۔ سلیمان داؤد کی مانند مسیح کی طرف اشارہ کرتا تھا۔ لیکن ایک مختلف صورت میں وہ مسیح کی سلامتی اور جلال کی طرف اشارہ کرتا تھا۔ جس طرح داؤد بیشتر بادشاہی کے جنگی پہلو پر اشارہ کرتا تھا۔ سلیمان کے معنی "سلامتی کے" ہیں۔ اور اُس کی عہد سلطنت کے تمام واقعات نے شاید لوگوں پر یہ ظاہر کیا ہوگا کہ موعودہ برکت آ پہنچی ہے۔ اور اگر دنیاوی اقبال مندی اور امن سے وہ وعدہ جو ابراہیم کے ساتھ کیا گیا تھا۔ پورا ہو سکتا تھا تو وہ سلیمان کے زمانہ میں پورا ہو گیا تھا۔ مگر ہم دیکھتے ہیں کہ اس عہد کا بھی وہی ماٹو ہے جو اُس سے پہلے ہُوا کرتا تھا۔ یعنی "بطالتوں کا بطلان"۔ اسرائیل کی اُمید ابھی پوری نہیں ہوئی تھی۔ پس خدا کے بندوں کو ابھی اپنی اُمید کی آنکھ سے سامنے کے دور دراز افق پر نظر ڈالنا تھا +

پانچویں فصل
سوشل اور دینی زندگی

دولت کی افراط۔ بد نتائج۔ امثال میں اشارے۔ نئی بُرائیاں اور نئے وہم۔ جادوگری۔ علم اور سائنس مذہب کی حالت۔ لوگوں کی سیرت +

دولت کی افراط۔ تھوڑی سی غور سے یہ بات روشن ہو جاتی ہے۔ کہ جس عہد سلطنت پر ہم غور کر رہے ہیں اُس میں عبرانیوں کی سوشل حالت میں ایک عجیب تبدل حادث ہُوا یعنی ملک میں بے تحاشا دولت نے راہ پائی۔ اور دوسرے ممالک سے رابطہ پیدا کرنے کے سبب کئی نئی عادات اور نئی قسم کی طرز رہائش نے بھی ملک میں قدم رکھا اور معلوم

ہوتا ہے کہ اس سبب سے لوگوں نے اپنی پرانی روش اور زندگی کی پہلی سادگی کو بہت درجہ تک کھو دیا ہوگا۔ اس وقت ایک عظیم شان دربار کی بنا ڈالی گئی۔ اور ایک عالیشان پایۂ تخت بنایا گیا۔ اور تجارتی تعلّقات کا رشتہ دور دور کے ممالک کے ساتھ قائم کیا گیا۔ نیز عشرت اور تہذیب کی طرف بڑی سرعت سے قدم اُٹھایا گیا۔ ملک میں اس وقت ایک فوج موجود تھی۔ جو ہر وقت تیار رہتی تھی۔ اور مالی حُکّام کا ایک سٹاف موجود تھا اور ادنےٰ درجہ کے خادم بھی بیشمار پائے جاتے تھے۔ ماسوائے گدھوں کے گھوڑے اور خچر وغیرہ بوجھ اُٹھانے والے جانور بھی لائے گئے تھے اور گاڑیاں اور عالیشان اسباب سواری کیلئے رائج ہو گئے تھے۔ اور بہت سے لوگوں نے شہزادوں کے سے اطوار اور طریق اختیار کئے۔ عام خانگی مکانات میں بھی اسی قسم کی تبدیلیاں واقع ہوئی ہونگی۔ اور مصر اور نینوہ کے اسباب راحت سے بھی عبرانی لوگ واقف ہو گئے ہونگے ؂

بد نتائج۔ پر کیا ان تمام باتوں سے نیک نتائج پیدا ہوئے؟ ایسا معلوم ہوتا کہ گویا اس قوم نے یا اس کے پیشواؤں نے اپنے لئے ایک نئی راہ نکالی جس میں آگے آگے چلنے کے عوض خدا اُن کے پیچھے پیچھے چلتا تھا۔ بیشک پہلے اُس نے اُن کو اقبال مندی کی چوٹی تک پہنچایا۔ مگر پہلے کی نسبت اب اُن کو اُن کی راہوں اور ان راہوں کا پھل کھانے کے لئے چھوڑ دیا۔ یہ حالت کم از کم سلیمان کے عہد میں ہوئی۔ اُس بے قیاس دولت نے جو اُس کے زمانہ میں ملک کے اندر ہر جگہ پائی جاتی تھی اپنی ترقی کے مطابق نہ مالی آرام میں اور نہ اخلاقی خوبی میں اور نہ قوم کی رُوحانی دولت میں کچھ اضافہ کیا۔ بلکہ دولت مند بننے کی سرعت وہ تمام بُرائیاں اور گناہ اپنے ساتھ لائی جو ہمیشہ ایسے زمانہ میں اُس سے پیدا ہوتے ہیں جو دنیاوی زرق برق اور شوکت کی طرف ترقی کرتا جاتا ہے ؂

امثال کے اشارے۔ امثال کی کتاب اس زمانہ پر بہت سی روشنی ڈالتی ہے اُس سے معلوم ہوتا ہے کہ قوم کے بہت حصہ نے عمدہ اخلاقی مسائل کے زیر سایہ ترقی کی اور نشو و نما پائی۔ شہوت رانی اور عیاشی اُن مسائل کے برخلاف سمجھی جاتی تھی جو نوجوانوں کے حق میں عمدہ مانے گئے تھے۔ اور یہ محسوس کیا جاتا تھا۔ کہ

راستی ہر قوم کی سرفرازی کا باعث ہے۔ اس کے ساتھ ہی محنت اور دیانتداری اور فرائض کو صدق دلی سے بجالانا بیش بہا اخلاقی خوبیاں سمجھی جاتی تھیں ✤

نئی برائیاں اور نئے حال۔ مگر وہ باوجود اس کے روشن ہے کہ اخلاقی معنی میں قوم نیا پہلو بدل رہی تھی۔ یہ لوگ بزرگوں کے پختہ اخلاقی مسائل کو بھولنے کے خطرے میں پڑے ہوئے تھے۔ اور اس بات کے محتاج تھے کہ ان کی اصلاح کی جائے۔ اور وہ پھر از سر نو قومی ضمیر کے صفحہ پر نقش کئے جائیں۔ اور ماسوا اس کے یہ بھی روشن ہے کہ کئی نئی برائیوں نے راہ پائی تھی۔ اس کا ثبوت یہ ہے کہ امثال کی کتاب کی بہت سی نصیحتیں سادہ اشخاص اور ایلڈروں کے زمانہ کے لوگوں اور کاشتکاروں کے حق میں موزوں نہ تھیں۔ مگر ایسے لوگوں کے لئے جو کہ دولت کے جال میں گرفتار اور تجارت کی آزمائشوں سے گھرے ہوئے اور اپنے بزرگوں کے قدیم طریقوں اور نصیحتوں کے فراموش کرنے کے خطرے میں پڑے ہوئے تھے نہایت موزوں تھیں۔ ہم امثال کی کتاب کو آئندہ زیادہ دلچسپی سے پڑھینگے اگر اس بات کو یاد رکھیں کہ یہ تبدیلی عبرانیوں کے درمیان تازہ واقع ہوئی تھی۔ اور کہ جس طرح سلیمان اس قوم کو دولت دینے کا وسیلہ ہوا شاید اسی طرح خدا کی روح سے اس نے یہ رہنمائی بھی پائی کہ یہ کتاب تحریر کرے تاکہ وہ انہیں خدا کے عطیہ کے مہلک استعمال سے متنبہ کرے۔ اور کچھ کچھ قدیم سادگی اور قدیم اخلاقی باتوں کو محفوظ رکھے ✤

جادوگری۔ جادوگری یا فال نکالنے کا کام اس زمانہ کے شروع میں عام جاری تھا۔ اس قسم کی علت کے رواج سے ظاہر ہوتا ہے کہ لوگ عقلی روشنی کے اعلےٰ درجہ تک نہ پہنچے تھے۔ معلوم ہوتا ہے کہ اس برائی کی جڑ فلسطی تھے (یسعیاہ ۲ : ۶) اور جب ساؤل نے ان کو جو جادوگری کیا کرتے تھے اپنی سرزمین سے نکالا تو اس کی وجہ غالباً زیادہ تر یہ تھی کہ وہ فلسطیوں سے دشمنی رکھتا تھا نہ یہ کہ اسے اس فعل سے نفرت تھی۔ پر پھر بھی جیسا کہ ساؤل کو پیچھے معلوم ہوا۔ یہ بدی ملک کے گوشے گوشے میں چھپی رہی۔ باوجود ان تمام کوششوں کے جو اس بادشاہ نے اس کی بیخ کنی کے لئے کی تھیں۔ (۱ سموئیل ۲۸ : ۷) غالباً وہ کبھی بھی بالکل دور نہیں ہوئی تھی۔ اور معلوم ہوتا ہے کہ نئے عہد کے ایام میں یہ علت روپیہ کمانے کا ایک عمدہ صیغہ تھی۔ (اعمال ۸ : ۹ و ۱۳ : ۶) یوں گو تمام مشرق میں اس کا بہت دور دوران تھا۔ مگر یہودی جادوگر اوروں کی نسبت زیادہ ماہر

سمجھے جاتے تھے - اور یہ حرکت اُس سچی برکت کی ایک جھوٹی نقل تھی - جس سے عبرانی بہرہ ور تھے - اور وہ یہ کہ اُن کو سردار کاہن کے یوریم اور تھومیم کے وسیلے اور نیز نبوتوں کے ذریعے خدا کی مرضی معلوم ہوجایا کرتی تھی - اور وہ جو اس دولت کے اصلی سکہ سے بہرہ ور نہ تھے - وہ نقلی سکہ کے درپے ہوئے ؛

علم اور سائنس - علم اور سائنس کی معلومات میں اس قوم نے عرصہ زیر نظر میں بہت ترقی کی ہوگی اگر فقط علم ادب کے لحاظ سے دیکھا جائے تو معلوم ہوگا کہ داؤد کے زبور اور سلیمان کی تصانیف غیر معمولی خوبیوں سے پُر ہیں - اور ہم اسبات پر شک نہیں لاسکتے کہ ان دونو بادشاہوں کا اثر جو علم ادب سے مس رکھتے تھے - اور جو اسّی سال تک یا یوں کہیں کہ تین پُشت تک راج کرتے رہے - لوگوں پر بہت درجہ تک پڑا ہوگا - اور وہ اُن کے نقشِ قدم پر بہت درجہ تک چلے ہونگے - داؤد کی لیاقت موسیقی نے اور نیز اُس عجیب جانفشانی نے جس کے وسیلے اُس نے ہیکل کے اندر گانے بجانے کی خدمات کو ترقّی دی - اس دِل پذیر ہُنر کی تحصیل کو بہت رونق بخشی ہوگی - اور جو کچھ داؤد نے عِلم موسیقی کے لئے کیا وہ سلیمان نے نیچرل ہسٹری کے لئے کیا - ہم یہ سُن کر متعجب نہ ہوں کہ اُس زمانے کی تمام غیر الہامی تصنیفات برباد ہوگئی ہیں - اگر ہومر ہراڈوٹس صاحب کے قول کے مطابق کیونکہ اور مؤرخ مختلف وقت بتاتے ہیں) مسیح سے ۸۸۴ برس پیشتر گذرا تو یہ سمجھنا چاہیئے کہ جب ایلیڈ لکھی گئی اُس وقت سلیمان کو گور میں پاؤں پھیلائے سو برس گذر گئے تھے اور اگر اس کے ساتھ اسبات پر بھی غور کی جائے کہ کیسی کیسی دقتوں سے ایلیڈ محفوظ رہی ہے اور کہ پھر بھی یہ پختہ معلوم نہیں کہ جیسی ایلیڈ ہومر نے تحریر کی تھی ویسی کی ویسی ہمارے پاس پہنچی ہے تو یہ ماننا تعجب کا باعث نہ ہوگا کہ اُس زمانہ کی تمام عبرانی تصنیفیں سوائے اُن کے جو الہامی مجموعہ میں شامل ہیں خاک میں مل گئی ہیں ؛

مذہب کی حالت - نیز یہودی تاریخ کے اس زمانہ میں بہت سی مذہبی تبدیلیاں بھی واقع ہوئیں - یہ تو ظاہر ہے کہ سموئیل کے ماتحت سچّے مذہب میں ایک بڑی تازگی اور زندگی پیدا ہوئی - اور معلوم ہوتا ہے کہ نبیوں کے سکولوں پر جو اُس نے قائم کئے نمایاں برکت آسمان سے نازل ہوئی - اور داؤد کے ماتحت اس تبدیلی کو اور بھی تقویت

حاصل ہوئی۔ یعنی اول یہ ہوا کہ آنے والا مسیح زیادہ وضاحت سے ظاہر کیا گیا۔ چنانچہ داؤد کو جیسا اوپر بیان ہوا یہ خبر دی گئی کہ نجات دہندہ اُسی کے خاندان سے برآمد ہوگا۔ علاوہ ازیں خود داؤد سے جو کہ مسیح کا ایک نمونہ تھا۔ مسیح کی سیرت اور شخصیت کا اُن لوگوں کی نسبت جو اُس سے پہلے گذر چکے تھے زیادہ صاف اور روشن پتا ملا۔ علاوہ اس کے داؤد کے زبوروں کے وسیلے دینداروں کے درمیان بندگی اور عبادت کی روح زیادہ حرارت اور تقویت اور معموری کی صفات کے ساتھ درخشاں ہوئی ہوگی اور نیز لوگوں کی توجہ لاویوں کی نئی تقسیم اور ہیکل کی عبادت کی جدید ترکیب کے سبب سے ان دنوں میں ہیکل کی معمولی خدمات کی طرف زیادہ مائل ہوئی ہوگی۔ ان دونوں بادشاہوں کی نظمی تصانیف ہر دو کی سیرت کے ساتھ تطبیق رکھتی تھیں۔ چونکہ داؤد کا عہد سلطنت لڑائی اور جنگ کا عہد تھا۔ اور سلیمان کا سلامتی کا زمانہ تھا لہٰذا داؤد طوفانوں اور لڑائیوں کا زبور نویس ہوا۔ اور سلیمان امن اور سلامتی کا۔ داؤد کے زبوروں پر جنگی ڈیروں۔ اور ہتھیاروں کی جھنکار اور مصروف زندگی کے شور و غل کا چھاپا لگا ہوا ہے لیکن سلیمان کی نظم امن اور امان کی تشبیہوں کے وسیلے پند دیتی ہے کہ جاڑا گذر گیا اُس موسم کا بھاری مینہ برس چکا اور نکل گیا۔ زمین پر پھولوں کی بہار ہے چڑیوں کے چہچہانے کا وقت آ پہنچا۔ اور ہماری سرزمین میں قمریوں کی آواز سننے میں آتی ہے۔"

لوگوں کی سیرت ۔ اب یہ دریافت کرنا دلچسپی سے خالی نہ ہوگا کہ عام خاص میں اس وقت دینداری کی روح کس درجہ تک پائی جاتی تھی۔ اس سوال کو بہت تسلی بخش جواب نہیں مل سکتا۔ کیونکہ یہ ظاہر ہے کہ داؤد کے وقت میں بھی تمام لوگ دیندار نہ تھے۔ ابی سلوم کی ناز یبا حرکت کا کامیاب ہونا اس کا ثبوت ہے۔ اگر یہوداہ کے فرقے میں فی الحقیقت دیندار لوگوں کی جماعت بہت بڑی ہوتی تو وہ نہ صرف اس سرکشی میں حصہ لینے ہی سے باز رہتے بلکہ اُن کی تاثیر اُس کی کامیابی کو روکنے میں بھی بہت کارگر ہوتی۔ سو اصل حالت یہ معلوم ہوتی ہے کہ کیا اچھے وقتوں میں اور کیا بُرے وقتوں میں بعض بعض اشخاص اچھے ہوتے تھے اور اُن کا شمار کبھی زیادہ اور کبھی کم ہوتا تھا جو سرگرمی اور دینداری

خیالات سے پُر ہو رہے تھے۔ اور خدا کی عبادت صُلح و آشتی سے کیا کرتے تھے۔
فقط اِس نیت سے کہ ایسا کرنا اُن کا فرض تھا۔ بلکہ اِس خیال سے کہ ایسا کرنا مسرت
کا باعث ہوگا۔ لیکن عوام یا تو بتوں کو پوجا کرتے تھے اور یا خدا کی عبادت ویسے ہی کرتے تھے
یعنی جیسے ان کے ہمسایوں کی بت پرستی یا نمونہ یا حکم ہوا کرتا تھا اُس کے مطابق کیا کرتے
تھے۔ لیکن اُن کی رغبت ہمیشہ بت پرستی کی طرف ہوا کرتی تھی۔ اور پھر اُس
ربط ضبط نے جو سلیمان نے غیر قوموں کے ساتھ پیدا کیا۔ اور نیز اُس کے [illegible] خود
نے اِس رغبت کو دوبالا کر دیا۔ واقعی سلیمان کے عہد میں بت پرستی اِس ملک میں
اِس طرح گھر کر گئی۔ کہ جو صالح بادشاہ بعد میں آئے اُن کی سرگرمی بھی اُس کو نکال
نہ سکی۔ اور فلسطین کی زمین بابل کی ستر سالہ اسیری کے واقع ہونے تک پورے
پورے طور پر اِس زہریلے پودے کی جڑوں سے آزاد نہ ہوئی۔

اسرائیل یا دس فرقوں کی بادشاہی

رحبعام سے سرکشی کرنے سے لیکر اسیری تک

پہلی اور دوسری سلاطین کی کتاب - دوسری تاریخ

سرکشی

فرقۂ افرائیم کی تاثیر اور بادشاہی کے لئے حرص - رحبعام کی بیوقوفانہ کارروائی - یربعام - سیسق شاہ مصر - جدائی کا واقع ہونا - اسرائیل کی بادشاہت - تاریخ کے زمانے - ایک بھی نیک بادشاہ نہ ہوا - اسرائیل کی سلطنت کی تاریخ کا شجرہ

فرقۂ افرائیم کی تاثیر اور بادشاہی کے لئے حرص - بادشاہی کے متعلق اس فرقے کے وہ جھوٹے دعوے جو جدعون اور افتاح کے زمانہ میں بڑے زور و شور سے پیش کئے گئے تھے - اب تک چلے آرہے تھے - اور جب کبھی ان کو یہوداہ کے شاہی عصا پر حجت کرنے یا اُسے ترک کرنے کا موقعہ ملتا تھا تو وہ اُس موقعہ کو ضرور کام میں لاتے تھے - سلیمان کے عہد سلطنت کے آخری حصہ میں بہت لوگ اُس بوجھ کے

سبب سے کڑھ رہے تھے جو اُس نے اپنے دربار کی شان و شوکت کو برقرار رکھنے کے لئے اُن پر ڈال رکھا تھا اور اس ناراضی کا اصل موجد افرائیم کا فرقہ تھا۔ اور معلوم ہوتا ہے کہ اُس کے بیٹے رحبعام کو شہر یروشلم اور فرقۂ یہوداہ کے درمیان یہ دعویٰ کرنے میں کوئی دقت پیش نہ آئی کہ تخت و تاج کا وارث میں ہی ہوں۔ لیکن سکم میں اور فرقۂ افرائیم کے حدود میں اور نیز اُن فرقوں کے درمیان جن پر افرائیم کا اثر پڑا ہوا تھا حالت دگرگوں تھی ۔

رحبعام کی بے وقوفانہ کارروائی۔ وہ زور اور طاقت جو افرائیم کو اب تک حاصل تھی اس بات سے ثابت ہوتی ہے کہ رحبعام کی تاج پوشی کے لئے جو مقام منتخب ہوا سو سکم تھا جو کہ افرائیم کا دارالسلطنت تھا۔ اس موقعہ پر اس جگہ تمام فرقوں اور خاندانوں کے سرگروہوں کا ایک بڑا بھاری مجمع فراہم ہوا۔ اور اُنہوں نے اس موقعہ کو غنیمت جانا تاکہ اس بوجھ کے ہلکا کرانے کی کوشش کریں جو سلیمان نے اُن پر ڈال رکھا تھا۔ لیکن اُن کی مؤدبانہ درخواست سے جو رحبعام کے سامنے پیش کی گئی یہ سلوک ہوا کہ اُس نے اُسے بڑی تمکنت سے رد کر دیا۔ اور یہ دھمکی دی کہ اُن کا بوجھ آگے کی نسبت اور بھی بھاری کر دیا جائیگا۔ بادشاہ نے جب اس طرح لوگوں کے نقصان پر گستاخی کو اضافہ کیا تو اُن کا غصہ بھڑک اُٹھا۔ اور اُنہوں نے داؤد کے خاندان کے دعووں سے انحراف کیا۔ اور رحبعام کا سردار محصول لینے والا ادورام پتھراؤ کیا گیا۔ اور رحبعام اپنی جان لے کر اپنی گاڑی میں جا گھسا اور یروشلم کی طرف بھاگ گیا ۔

یربعام۔ لیکن اس بلوے میں سب کا سرغنہ یربعام ابن نباط تھا جو سلیمان کے افسروں میں سے ایک افسر تھا۔ یربعام نے شروع ہی سے ظاہر کر دیا تھا کہ اُس میں انتظام کرنے کی عمدہ لیاقت پائی جاتی ہے۔ کیونکہ سلیمان نے اس کو ایک طرح سے ویسرائے یا لفٹنٹ کی طرح "بنی یوسف کے گھر کے سارے کاروبار پر مختار کیا" (۱ سلاطین ۱۱ : ۲۸) یعنی اُس کو افرائیم پر اور اُن فرقوں پر جو افرائیم کے ساتھ تعلق رکھتے تھے افسر مقرر کر دیا تھا۔ اور جب وہ اس اعلےٰ درجہ کی انجام دہی کو جا رہا تھا تو راہ میں اخیاہ نبی جو سیلا کا باشندہ تھا اُس کو ملا۔ اور اُس کو خبر دی کہ اس ترقی کے سبب سے جو سلیمان کے وسیلے بُت پرستی نے پائی ہے دس فرقہ اُس کی اطاعت چھوڑ دینگے اور یربعام کی حلقہ بگوشی اختیار کرینگے ۔ سلیمان نے اس خبر کو بڑی دہشت کے ساتھ سُنا اور یربعام کو جان سے مارنے کے درپے ہوا۔ پر وہ مصر کی طرف بھاگ گیا۔ جہاں بادشاہ سیسق نے اُس کی حفاظت کی ۔

سیسق بادشاہ مصر - اس سیسق کے بارے میں اِن دنوں بہت عجیب حالات معلوم ہوئے ہیں - پہلے تو یہ مشہور تھا کہ یہ شخص ایک نئے خاندان کا بانی تھا - اور یہ واقعہ اُس کی اُس مخالفت کا جو وہ سلیمان کے گھرانے سے رکھتا تھا کافی باعث سمجھا جاتا تھا - لیکن بروگسخ صاحب کے قول کے مطابق اُن کتبوں سے جواب پڑھے گئے ہیں یہ معلوم ہوتا ہے کہ سیسق پاتشش ملک شاہ ارام نمرود کا بیٹا تھا جس نے مصر میں جا کر اس ملک کو فتح کیا اور اُسے ارام کی خراجگذار ریاست بنایا - نمرود کی موت کے وقت اُس کا بیٹا ششش پابک بوباسٹس میں حکمرانی کرتا تھا - اور اس کی حکمت عملی یہ تھی کہ سلیمان کی سلطنت کو ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالے - اور یہی سبب تھا کہ اُس نے اسرائیل کی باغی سلطنت کی اس قدر مدد کی ✤

پوری پوری علیحدگی - سلیمان کی وفات کے بعد یربعام اپنے ملک کو لوٹا - اور قوم کے دیگر رؤسا کے ساتھ سکم کو گیا - یہی وہ شخص تھا جو اُس گروہ کا پیشوا تھا جس نے رحبعام کے پاس جاکر وہ شرائط پیش کیں جو رحبعام نے رد کردی تھیں - اور یہی وہ شخص تھا جو بغاوت کا سرغنہ تھا جس نے دس فرقوں کو داؤد کے گھرانے کی اطاعت کا جوا اُتارنے کی ترغیب دی - اُس کے مزاج کی پھرتی - اور انتظامی لیاقت کی شہرت کے سبب جو اُس نے سلیمان کے ماتحت حاصل کی تھی - اور اُس پیغام کے سبب جو خداوند نے اخیاہ کی معرفت اُسے پہنچایا تھا سب نے متفق ہو کر نئی سلطنت کا تاج اُس کے سرپر رکھا - فقط یہوداہ کا فرقہ اور بنیمین کا بہت سا حصہ اور چند لوگ شمعون اور دان اور دیگر فرقوں کے رحبعام کے مطیع رہے - آہستہ آہستہ لاوی بھی اپنے بھائیوں اہل یہوداہ سے آملے - لیکن ان کو چھوڑ کر باقی سب فرقے یربعام کے جھنڈے تلے فراہم ہوئے - جب بغاوت شروع ہوئی تو رحبعام نے فوج جمع کرنے کا انتظام کیا - بدیں نظر کہ باغی فرقوں کو پھر اپنے تابع کرے مگر خداوند کا ایک نبی جس کا نام سمعیاہ تھا اِس کام سے روکنے کو اُس کے پاس بھیجا گیا - اس ناچاقی کا علاج پھر کبھی نہ ہوا - چنانچہ یہوداہ کی سلطنت اور افرائیم یا (جیسا پیچھے کہلانے لگی) اسرائیل کی سلطنت اپنے اپنے مختلف راستوں پر چلنے لگیں - کبھی کبھی ان میں صلح بھی ہوتی تھی مگر زیادہ تر آپس میں لڑائی رہتی تھی ✤

اسرائیل کی سلطنت - ہم پہلے دس فرقوں کی سلطنت کے حالات کا ذکر کرینگے یہ سلطنت دو سو پچاس برس سے کچھ زیادہ قائم رہی اور اس عرصہ کے اختتام پر یہوداہ

کے ہاتھ سے برباد ہوئی۔ عرصہ ڈھائی سو برس تک اُنیس بادشاہ تخت پر بیٹھے جو نو مختلف خاندانوں سے برآمد ہوئے۔ جن کی تاریخ کا ایک خاکہ ذیل کے نقشہ سے معلوم ہوگا۔ (دیکھو صفحہ ۲۹۵) یہ سلطنت زیادہ تر بت پرستی کے سبب سے مشہور تھی۔ اور یہی وجہ تھی کہ وہ اس الٰہی مقصد کو جو ابراہیم کی نسل سے وابستہ تھا پورا کرنے میں قاصر نکلی۔ بہت دیر تک اُس کی آزمائش کی گئی اور بہت سے موقع اصلاح کے لئے دئے گئے مگر بہت کارگر نہ ہوئے لہٰذا آخرکار وہ برباد کی گئی ؁

اسرائیل کی سلطنت

یہوداہ کے بادشاہ	نبی	حکمرانی کا عرصہ	بادشاہ	خاندان	ہر خاندان کی حکمرانی کا عرصہ
رحبعام ۔ ابیاہ ۔ آسا	اخیاہ	۲۲ برس	۱ یربعام اول	۱	یہ تینوں خاندان [illegible] عرصہ تقریباً ۵۰ سال
آسا		۲ ″	۲ نداب		
آسا	یاہو	۲۴ ″	۳ بعشا	۲	
آسا		۲ ″	۴ ایلہ		
آسا		۷ دن	۵ زمری	۳	
آسا		۱۲ برس	۶ عمری	۴	[illegible] عرصہ ۴۰ سال
آسا اور یہوسفط	ایلیاہ ۔ میکایاہ	۲۲ ″	۷ اخی اب		
یہوسفط	الیشع	۲ ″	۸ اخزیاہ		
یہوسفط یہورام اور اخزیا		۱۲ ″	۹ یہورام		
یوآس		۲۸ ″	۱۰ یاہو	۵	[illegible] عرصہ ۱۰۰ سال
یوآس		۱۷ ″	۱۱ یہوآخز		
یوآس اور امصیاہ	یونہ	۱۶ ″	۱۲ یوآس		
امصیاہ	ہوسیع اور عموس	۴۱ ″	۱۳ یربعام دوم		
عزیاہ		۶ ماہ	۱۴ زکریاہ		
عزیاہ		۱ ماہ	۱۵ سلوم	۶	
عزیاہ		۱۰ برس	۱۶ مناحم	۷	یہ تینوں آخری خاندان [illegible] ختم [illegible] مخصوصات [illegible] کے دور [illegible] سال تک رہا
عزیاہ		۲ ″	۱۷ فقحیاہ		
عزیاہ ۔ یوتام اور آخز	عودد	۲۰ ″	۱۸ فقح	۸	
آخز اور حزقیاہ		۹ ″	۱۹ ہوسیع	۹	

اسرائیل کی تاریخ کے مختلف زمانے۔ اس سلطنت کی تاریخ کے چار بڑے بڑے حصّہ یا زمانے ہیں۔ جیسا کہ جدول بتاتا ہے پہلے حصے میں سب سے بڑا بادشاہ یربعام تھا۔ دوسرے میں اخیاب۔ تیسرے میں یاہو اور چوتھے میں فتح۔ پہلے زمانہ میں بُت پرستی نے جڑ پکڑی۔ دوسرے میں شباب کو پہنچی۔ تیسرے میں نبیوں کی تاثیر کے وسیلے کچھ روکی گئی اور چوتھے میں اُس نے سلطنت کی کامل بربادی میں اپنا پھل پیدا کیا +

ایک بھی دیندار بادشاہ نہ تھا۔ یہ بڑے تعجب کی بات ہے کہ اسرائیل کے بادشاہوں میں سے ایک بھی دیندار نہ تھا۔ گو ان دس فرقوں کا یہوواہ کے شاہی عصا سے جدا ہونا الٰہی اجازت کے مطابق تھا بلکہ یوں کہیں کہ خدا کے تقرر کے مطابق تھا۔ تاہم دیکھا جاتا ہے کہ اس سلطنت پر کبھی خدا کی برکت نازل نہ ہوئی۔ دیگر بادشاہی خاندانوں کی بہت تھوڑی تاریخیں ایسی افسوس ناک ہیں۔ جیسی اسرائیل کے گھرانے کی تاریخ ہے۔ ایک بُت پرست اور نفرت انگیز عبادت اُس سلطنت کا گویا مانا ہوا اور مقرری مذہب تھا۔ اور اگر خدا کے غضب کو مشتعل کرنے کے لئے اور کوئی سبب نہ ہوتا تو دان اور بیت ایل کے بچھڑے اُس کو غصّہ دلانے کے واسطے کافی تھے۔ شاید بُت پرستی کا اسرائیل کی بادشاہی میں غائت درجہ تک پایا جانا ہی یہوداہ کی ہمسر بادشاہت میں اُس کو روکنے کا سبب ہوا۔ اگر وہ آپس میں ایک دوسرے سے جدا جدا نہ ہوتیں تو تمام ملک میں یہ نفرت انگیز بلا پھیل جاتی +

دوسری فصل

یربعام بعشا اور زمری کے خاندان۔ بُت پرستی کا جڑ پکڑنا

یربعام کے مضبوط شہر۔ دان اور بیت ایل کے بچھڑے۔ نداب کی حکمرانی۔ خونریزی کی حکمت عملی۔ بعشا کی حکومت۔ ارام سے لڑائی۔ ایلاہ اور زمری کی حکومت +

یربعام کے مضبوط شہر۔ یربعام نے اپنے شاہانہ دور کے شروع ہی میں یہ بات ظاہر کر دی کہ وہ خدا کی کچھ پروا نہ کرتا تھا اور نہ یہ سمجھتا تھا کہ وہ اپنے

لوگوں کے لئے حفاظت اور برکت کا منبع ہے - سو اُس نے سکم کو جو اُس کی سلطنت کے مرکز میں ایک مضبوط جگہ تھی پھر تعمیر کر کے محکم بنایا اور یردن کے پار بھی ایک قلعہ دار مکان بنانے کی آرزو سے فنی ایل کو چن لیا جو یبوق کے کنارہ پر واقع تھا جہاں یعقوب فرشتے کے ساتھ کشتی لڑا تھا - اور جہاں جدعون نے برج کو مسمار کیا تھا - ان جگہوں کی پہلی تاریخ سے اُسے یہ سیکھنا چاہیئے تھا کہ خدا کی حضوری اور رحمت کے سامنے فصیلیں اور برج ناقص ہو جاتے ہیں - لیکن اُس نے اس قسم کی نصیحتوں کی طرف کچھ توجہ نہ کی - اپنے خاندان کی رہائش کے لئے اُس نے ترضہ کو انتخاب کیا (۱ سلاطین ۱۴: ۱۷) ترضہ کی خوبصورتی کی تعریف سلیمان کی غزل الغزلات میں درج ہے (غزل الغزلات ۶: ۴) اگر ترضہ کی جائے وقوع جیسا قیاس کیا جاتا ہے سکم سے ٹھیک چند میل کے فاصلہ پر شمال مشرق کے رخ واقع تھی - تو پھر یہ کہنا درست ہے کہ وہ اُس پہاڑ کی چوٹی پر واقع تھا جو چاروں طرف زیتون کے درختوں سے جو ارد گرد کے سب پہاڑوں پر اُگ رہے تھے گھرا ہوا تھا - اور جہاں سے بہت دور دور تک نگاہ کام کرتی تھی - یہ جگہ عمری کے ایام تک پایۂ تخت رہی - جس نے شاہی دربار کو سمرون کے پہاڑ پر جو اور بھی خوبصورت اور نزدیک تھا - قائم کیا ؀

دان اور بیت ایل کے بچھڑے - لیکن یربعام کا وہ قصور جس نے اُس کے نام کو جو تاریخ میں عزت کے تاج سے آراستہ ہو سکتا تھا - ابدی بے حرمتی سے داغدار کیا یہ تھا کہ اُس نے دو بچھڑے عبادت کے لئے نصب کر دئیے - ایک دان میں اور دوسرا بیت ایل میں - اب یہ جاننا مشکل ہے کہ آیا اس حرکت میں اُس کی بے دینی کو یا اُس کی حکمت عملی کو زیادہ دخل تھا - اُس کی اصل غرض تو یہ تھی کہ لوگوں کو یروشلیم میں جانے اور مذہبی عیدوں میں شامل ہونے سے روکے کیونکہ وہ ڈرتا تھا کہ اگر وہ جاتے رہے تو اُس کی اطاعت سے انحراف کر کے شاہ یہوداہ کے مطیع بن جائینگے اور جن جگہوں میں بت نصب کئے گئے اُن میں سے ایک اُس کی سلطنت کی شمالی اور دوسری جنوبی سرحد پر واقع تھی - لہذا اُس کا تمام ملک بت پرستی کی دو بڑی محکم جگہوں کے مابین واقع تھا - اور سال میں تین دفعہ آنے کی بجائے اُس نے یہ حکم صادر کیا کہ صرف ایک ہی مرتبہ آیا کریں - اور پھر جو وقت لوگوں کے فراہم ہونے کے لئے مقرر کیا وہ فسح سے صرف ایک ماہ پیچھے تھا - لہذا لوگوں کے لئے دونو جگہ یعنی

بیت ایل اور یروشلم کو جانا بہت مشکل ہوتا۔ مورتوں کی پوجا بھی مطابق اُس مذاق کے جو لوگ ان ممنوعہ مگر دل پسند علامتوں کے لئے رکھتے تھے جاری کی گئی اور بچھڑے بنانے کا خیال اُس کے دل میں غالباً اُس طرز عبادت سے پیدا ہُوا ہوگا جو اُس نے مصر میں دیکھی تھی۔ اس ساری کارروائی سے بیدینی کی ایک بڑی سرکش روح ظاہر ہوئی اور ایک نبی نے جو یہوداہ سے بھیجا گیا تھا خدا کے نام سے بڑی سنجیدگی کے ساتھ اس تمام کارروائی پر لعنت کی۔ اور بتایا کہ داؤد کے خاندان سے جو یربعام کا ہمسر ہے یوسیاہ نام ایک شہزادہ اُٹھیگا جو بیت ایل کے کاہنوں سے بدلہ لیگا۔ لیکن اس نبی کو خدا کے حکم سے ذرا سا انحراف کرنے کے سبب سے یہ سزا ملی کہ وہ جان سے مارا گیا۔ اور اس حادثہ نے یربعام اور اُس کی رعایا کو جتا دیا کہ خدا اپنے شاہی اختیار کی نسبت کیسا غیرت مند ہے۔ لیکن نہ اس بات نے اور نہ اُس آگاہی نے اس پر کچھ نیک اثر پیدا کیا جو اخیاہ سیلانی نے اُس کی بیوی کو دی جب کہ وہ اپنے بیمار بیٹے کی نسبت اُس سے مشورت کرنے آئی۔ اُس نے رذیل سے رذیل لوگوں کو کاہن بنایا اور اپنے لئے تواریخی دنیا میں وہ نفرت انگیز خطاب حاصل کیا جو ان الفاظ سے مترشح ہے۔ "یربعام ابن نباط جس نے اسرائیل سے گناہ کروایا"۔

ندب کی حکمرانی۔ بائیس سال راج کرنے کے بعد یربعام نے تاج شاہی اپنے بیٹے ندب کے حوالہ کیا۔ مگر وہ بھی باپ کے بدنمونہ پر چلتا رہا۔ مگر سریر سلطنت پر متمکن ہونے کے دو سال بعد جس وقت وہ فلستیوں کے ایک شہر کا محاصرہ کر رہا تھا۔ اُسے بعشا نے جو اشکار کے فرقہ کا تھا جان سے مار ڈالا۔ اس بادشاہ سے کوئی ایسی عجیب بات سرزد نہ ہوئی جس سے اُس کے عہد سلطنت کو شہرت حاصل ہوتی۔

قتل کرنے کی حکمت عملی۔ اس سلطنت میں وہ حکمت عملی جو مشرقی ممالک میں بہت عام ہوتی ہے یعنی حکمران بادشاہوں کے برخلاف سازش کرنا اور اُس کے رشتہ داروں کو مار ڈالنا اور قتل کرنا بکثرت رائج تھی لیکن یہوداہ کی سلطنت میں جو اسرائیل کی سلطنت کے ہمسایہ میں واقع تھی ایسی سازشیں بہت کم اور مستثنیات سے تھیں اور وہاں ایک ہی خاندان کئی پشتوں تک حکمران رہا اور یہ بات خدا کی حفاظت اور

اُس وفاداری کا پختہ ثبوت ہے جو اُس نے اُس وعدہ کے پورا کرنے میں دکھائی جو داؤد کے ساتھ کیا تھا +

بعشا کی حکومت - بعشا نے جو نداب کا قاتل تھا سلطنت پر قبضہ کیا اور اپنی حفاظت کے لئے یربعام کے تمام گھرانے کو قتل کر ڈالا - اور پھر رامہ کو بنانا یا یوں کہیں کہ مضبوط کرنا شروع کیا تاکہ یہوداہ کی بادشاہت کے ساتھ ہر قسم کا رابطہ قطع کر دیا جائے - رامہ پہلے سموئیل کے رہنے کی جگہ تھی - اور یہ شہر اُن بڑے بڑے درون کے پاس واقع تھا جو ملک کے جنوبی حصّہ کو وسطی حصہ سے مربوط کرتے تھے - پس مضبوط کئے جانے کے بعد وہ مطلب جو بعشا کو مدّنظر تھا بخوبی پورا ہو سکتا تھا - نداب کی طرح بعشا بھی یہوداہ کی سلطنت کے ساتھ ہمیشہ جنگ میں مصروف رہا - اُس کا حریف آسا جو یہوداہ کا بادشاہ تھا - اس قدر اُس سے بجان آیا کہ اُس نے ارام کے بادشاہ بن حدد کے پاس بہت سے رشوتی تحائف بھیجے تاکہ بعشا کے برخلاف اُسے مدد دینے پر آمادہ کرے - آپ کو یاد ہوگا کہ دمشق اور اُس کے اردگرد کا علاقہ داؤد نے فتح کر لیا تھا - لیکن سلیمان کے ماتحت ایک شخص نے جس کا نام رزون تھا اور جو ایک قریب کی ریاست ضوبہ کے بادشاہ ہددزر کا خادم تھا دمشق پر قبضہ کر لیا تھا اور عمر بھر سلیمان کی مخالفت کرتا رہا تھا - شاید اُس کی طرف سے دمشق کے خراج کا بند ہو جانا ہی (اور یہ خراج بہت بڑا ہوگا) وہ وجہ تھی جس کے سبب سے پہلے سلیمان نے اور پھر اُس کے بیٹے رحبعام نے محاصل کا اتنا بڑا بوجھ اپنی رعیت پر ڈالا - بن حدد جس کی نسبت بعض کا یہ گمان ہے کہ وہ اس رزون کا پرپوتا تھا؟ اس وقت تخت نشین تھا اُس نے اس رشوت کو جو آسا کے دینی چاہی قبول کیا - بہت برسوں تک دمشق کے آرامیوں نے اسرائیل اور نیز یہوداہ کی بادشاہت پر نہائت پُرزور اثر ڈالا +

ارام کے ساتھ لڑائی - فلسطین کی شمالی سرحد جو کہ دمشق کے قریب واقع تھی بہت جلد حدد کی طاقت کے ثبوت دینے لگی - چنانچہ وہ بہت جلد جلد یکے بعد دیگرے مختلف جگہوں کو برباد کرنے لگا - مثلاً اس نے ایجان اور دان اور ابیل بیت معکہ کو بمعہ اُس علاقہ کے جو جھیل گلیل کے اور نفتالی کے فرقہ کے اردگرد واقع تھا - تاخت و تاراج کر ڈالا - لہٰذا اسرائیل کے بادشاہ کو اُن تجویزوں سے جو وہ رامہ کی نسبت کر رہا

تھا دست بردار ہو کر اپنی سلطنت کے شمالی حصہ کو بچانے کے لئے بھاگنا پڑا۔ مگر معلوم ہوتا ہے کہ اہل ارام بغیر لڑائی کے واپس چلے گئے۔ پھر خدا نے اسبات کے لئے کہ بعشا کے پاس اُس کی شرارت کے لئے کوئی عذر باقی نہ رہے اور نیز اسلئے کہ وہ اپنی مصیبتوں کی اصل جڑ سے واقف ہو جائے ایک نبی بھیجا کہ اُس کے افعال ناکردنی کے سبب سے اُسے ملامت کرے۔

ایلا اور زمری کا عہد سلطنت۔ بعشا اور اُس کا بیٹا ایلا جس نے محض دو برس حکمرانی کی دونو یربعام کے نقش قدم پر چلتے رہے۔ ایلا کو اپنے کپتانوں میں سے ایک کپتان کے ہاتھ سے جس کا نام زمری تھا وہی سلوک اُٹھانا پڑا جو ندب نے بعشا کے ہاتھ سے اُٹھایا تھا۔ چنانچہ وہ اپنے تمام خاندان سمیت اپنے محل میں مارا گیا۔ اور اُس کی وفات کے ساتھ اسرائیل کے دوسرے خاندان کا خاتمہ ہوا۔ زمری کی نسبت مشکل سے کہہ سکتے ہیں کہ وہ ایک نئے خاندان کا بانی تھا کیونکہ وہ صرف ایک ہفتہ بھر حکمران رہا۔ جب عمری نے جو تخت کا دوسرا دعویدار تھا اُسے ترضہ کے محل میں گھیر لیا۔ تو اُس نے مصیبت سے عاری آکر محل کو آگ لگادی اور جل کر مر گیا۔

تیسری فصل

عمری کا خاندان۔ اور ایلیاہ و الیشع کا زمانہ۔ بُت پرستی کی گرم بازاری

عمری سامریہ تعمیر کرتا ہے۔ اسوری کتبے۔ اخیاب کی فرماں روائی۔ ایزبیل۔ ایذا رسانی۔ ایلیاہ کا ظاہر ہونا۔ کوہ کرمل پر بحث۔ اُس کا نتیجہ۔ ایلیاہ کا حورب کو جانا۔ ارام کے ساتھ لڑائی۔ بن حدد کا شکست پانا۔ اخیاب کی موت۔ نبات کا تاکستان۔ یریحو کی لعنت۔ اخزیاہ کی حکمرانی۔ موابی پتھر۔ یہورام کی حکمرانی ایلیاہ اور الیشع بیت ایل میں۔ پھر یریحو میں۔ یردن پر۔ ایلیاہ کا آسمان کی طرف اُٹھایا جانا۔ تبدیلی کا پہاڑ۔ الیشع کا کام۔ الیشع کے معجزے۔ ارامی نعمان۔ جلجال میں۔ نعمان کا ایمان لانا۔ جیحازی۔ الیشع کے معجزوں کی تاثیر۔ ارام کے ساتھ اور لڑائیاں۔ الیشع دمشق میں۔ اخیاب کے گھرانے

کی بربادی۔ یاہو ✣

عمری سامریہ کو تعمیر کرتا ہے۔ اسرائیل کے تاج شاہی کے لئے چار سال تک دو دعویدار آپس میں لڑتے رہے اور وہ عمری اور تبنی تھے۔ لیکن آخرکار عمری کامیاب نکلا۔ اور جب وہ تخت پر بیٹھا تو اُس نے ترضہ کے مسمار محل کی مرمت کرنے کی بجائے سمرون کی پہاڑی کو جو نزدیک ہی واقع تھی مول لیا۔ اور اُس شہر کو تعمیر کیا جو اسی نام سے مشہور ہوا۔ اور یہ نام اُسے سمر کی یادگار کے لئے دیا گیا تھا۔ جو اس پہاڑ کا پہلا مالک تھا۔ سمرون کی عمدہ پھیلی ہوئی پہاڑی بہت درجہ تک۔ پہاڑ کہلانے کے قابل ہے۔ ایک وسیع اور عمدہ طاس کے درمیان واقع ہے جس کے چاروں طرف بہت اونچے اونچے پہاڑ کھڑے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہ قدیم شہر کچھ درجہ تک پہاڑ کی ہموار چوٹی پر واقع تھا۔ اور اسی سبب سے یسعیاہ اس کی نسبت ایسے الفاظ استعمال کرتا ہے۔ مثلاً گھمنڈ کا تاج۔ شاندار شوکت جو شاداب وادی کے سر پر ہے۔ (یسعیاہ ۲۸: ۱-۴) یہ شہر جو کہ سمر کی پہاڑی پر واقع تھا اسرائیل کی آئندہ تاریخ کے کئی عجیب واقعات کا ایک منظر ہے ✣

اسوری کتبے۔ عمری کا عہد عام قسم کی ظاہری اقبالمندی کا عہد نہ تھا۔ اُس زمانہ کے اسوری کتبوں میں اس بادشاہ کا وہ اسرائیلی نام ہے جس سے اسوری بخوبی واقف معلوم ہوتے ہیں۔ کئی صدیوں تک سمرون اسوریوں کے نزدیک بیت عمری کے نام سے مشہور رہا۔ جس کے معنی ہیں عمری کا گھر۔ اور جس وقت ان سے دوسرے گھرانے کے بادشاہوں سے مس پیدا کرتے ہیں جو عمری کے خاندان کے بعد تخت نشین ہوئے۔ تو اُن بادشاہوں کو بھی اسی بڑے سپہ سالار کی اولاد سے سمجھتے ہیں شاید وہ اُس کو اس سلطنت کا بانی جانتے تھے۔ پس اسوریوں کے کتبے عبرانی تاریخ کے ساتھ اس امر میں مطابقت رکھتے ہیں کہ یہ بادشاہ ایک بڑا بادشاہ تھا اور خصوصاً اس بات کی تائید کرتے ہیں۔ کہ وہی اس پایۂ تخت یعنی سمرون کا بانی تھا جو بعد میں بنا کیا گیا ✣

اخیاب کی فرماں روائی۔ ایزبیل۔ ایذا رسانی۔ عمری کے بعد اُس کا بیٹا اخیاب جس کا نام مشاہیر تاریخ میں سے ہے اُس کا جانشین ہوا۔ اخیاب کے تحت

ملک میں بُت پرستی کے لئے ایک عجیب قسم کا ہولناک جوش پیدا ہوا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ملک بربادی کی طرف مائل ہوا۔ بُت پرستی کو تحریک دینے والی طاقت کی جڑ اخیاب کی جورو ایزبیل تھی جو ریاست فنیکی کے بادشاہ کی بیٹی تھی۔ یہ عورت اہل فنیکی کے دیوتا بعل کی پوجا کو بڑی تیزی کے ساتھ اور مجذوبانہ طور پر ترقی دے رہی تھی۔ چنانچہ اُن پہلی عمارتوں میں جو اس نئے پایۂ تخت سمرون میں تعمیر ہوئیں ایک مذبح اور ایک ہیکل تھی جو اس بُت کے لئے بنائی گئی۔ ایزبیل نے اپنی تمام طاقت اور قواء کو سچے خدا کی عبادت اور اُس کے عابدوں کے برخلاف صرف کیا۔ وہ اپنے زمانہ کی خونی میری تھی اور اگر خدا ایک عجیب نبی کو برپا نہ کرتا کہ اُس بُرے زمانہ میں سچائی کا علم بلند کرے۔ تو اسرائیل کی سلطنت میں سچے مذہب کی حقیقت بالکل نیست ہو جاتی ✣

ایلیاہ کا ظاہر ہونا۔ جلعاد کے پُر جنگل پہاڑوں اور وادیوں میں سے ایک عجیب قسم کا آدمی ایک عجیب قسم کے پیغام کے ساتھ یک بیک برآمد ہو کر شاہ اخیاب کے سامنے حاضر ہوتا ہے۔ واقعی بادشاہ کی حیرت کی اُس وقت کچھ انتہا نہ ہو گی جب اس عجیب قاصد نے نیچے زرخیز وادی پر نظر ڈال کر جو اُس وقت معمولی بارش کی گویا منتظر بیٹھی تھی۔ یہ ہولناک الفاظ اپنے مُنہ سے نکالے "خداوند اسرائیل کا خدا جس کے سامنے میں کھڑا ہوں زندہ ہے ان برسوں میں نہ اوس پڑیگی نہ مینہ برسیگا۔ مگر میرے کلام کے مطابق" جوں ہی یہ الفاظ ختم ہوئے۔ ووں ہی وہ غائب ہو گیا۔ اب ایلیاہ تسبی ایک ایسی جنگ میں مصروف ہوا جو اُس کی تمام عمر جاری رہی اور جو اخیاب کے زمان فرمانروائی کا ایک خاص معرکہ تھا۔ جب ایلیاہ اخیاب کو اس مقابلہ کی خبر دے چکا تو اُس نے دیکھا کہ اُس کی تندی سے بچنے کے لئے کوئی چھپنے کی جگہ تلاش کرنا ضروری امر ہے سو اُس کے چھپنے کی پہلی جگہ کریت کے نالے پر تھی جو غالباً یریحو کے نزدیک واقع تھا۔ جہاں کوّوں نے اُسے خوراک پہنچائی۔ اور پھر کوئی سو میل کے فاصلہ پر ایک جگہ تھی جہاں وہ اس جگہ کو چھوڑ کر گیا یعنی ساریپت جو فنیکی کا ایک حصّہ تھا جہاں ایک بیوہ کے تیل اور آٹے کے وسیلے معجزانہ طور پر اُس کی پرورش ہوتی رہی۔ اس بیوہ کی شکر گذاری اُس نے ایک معجزہ کے وسیلے ادا کی۔ جس سے اُس کے بیٹے کو مُردوں میں سے زندہ کیا۔ یہ جگہ جہاں وہ اب جلاوطن

تھا صیدا کے قرب و جوار میں واقع تھی جو بعل کی پوجا کا گھر تھا۔ اور اغلب ہے کہ وہ اس لئے یہاں رکھا گیا تھا کہ اپنی آنکھوں سے اس نفرت انگیز طریق عبادت کی کارروائی کو دیکھے جسے اخیاب اور ایزبیل نبی اسرائیل کے درمیان بڑی جانفشانی کے ساتھ خدا کی سچی عبادت کے کھنڈرات پر تعمیر کر رہے تھے۔ یہ دیکھ کر اس کا غضب اور غصہ بت پرستی کے خلاف اور بھی زیادہ جوش میں آیا ہوگا اور اس کی کمر ہمت اس کے مشکل کام کے لئے زیادہ مضبوط باندھی گئی ہوگی جو اُسے سپرد ہُوا تھا۔ مثل لوتھر کے جو روم جانے کے بعد پوپیت کی خرابیوں کے خلاف اور بھی جوش میں آ گیا ۔

کرمل کے پہاڑ پر لڑائی۔ جب خشک سالی کو تین سال ہو گئے تو خداوند نے ایلیاہ کو حکم کیا کہ پھر اخیاب کے روبرو حاضر ہو ۔ اِس ملاقات کا نتیجہ یہ ہُوا کہ کوہ کرمل پر بعل کے کاہن اور ایلیاہ کسوٹی سے آزمائے گئے۔ یہ اس بات کی آزمائش تھی کہ آیا یہوواہ خدا ہے یا بعل۔ گمان ہے کہ وہ جگہ جہاں یہ لڑائی واقع ہوئی سلسلہ کرمل کے عین مشرق میں واقع تھی۔ اور وہاں سے پیچھے کی جانب سمندر اور سامنے بڑا میدان دکھائی دیتا تھا۔ پہلے یہاں خداوند کا ایک مذبح نصب تھا جسے ایزبیل نے گروا دیا تھا۔ اس جگہ کے پاس ایک طرف کو بادشاہ اور اُس کے لوگ بعل اور عستارات کے آٹھ سو پچاس نبیوں سمیت صف آرا ہونگے اور دوسری جانب یہ خداوند کا نبی اپنی رعب دار صورت کے ساتھ اکیلا کھڑا ہوگا۔ اور اُن کے سامنے اسدرلان کا تمام میدان پھیلا ہُوا ہوگا اور اُس نے ساتھ ہی تبور اپنے سلسلوں کے ساتھ بہت فاصلہ تک نمایاں ہوگا وادی کے ایک کھلے ہوئے کونے کے پاس سطح مرتفع پر شہر یزرعیل بمعہ اخیاب کے محل اور ایزبیل کی ہیکل کے دکھائی دیتا ہوگا۔ اور سامنے ٹھیک دامن کوہ کے پاس دریائے قیسون بل کھاتا ہُوا نظر آتا ہوگا جو پہاڑوں کے تنگ رہگذروں سے نکلتا ہُوا جھیل عکر میں جا گرتا تھا۔ ایسی خوبصورت جگہ جس سے گذشتہ زمانوں کی ایسی یادیں وابستہ تھیں اور جو اپنے موجودہ نظاروں کے سبب سے ایسی نادر تھی واقعی اُس جنگ کے لئے ایک موزون جگہ تھی اس جنگ کی مانند اُن تمام لڑائیوں میں سے جو اُن کے باپ دادوں نے نچلے میدان میں کی تھیں ایک بھی نہ تھی ۔

اُس کا نتیجہ۔ اس عجیب قسم کی لڑائی کا نتیجہ فیصلہ کن نتیجہ تھا۔ آسمان سے آگ نازل ہوئی جس نے سچے خدا کے دعووں کو صادق ثابت کیا۔ بعل کے شکست خوردہ نبی پہاڑ

کے نیچے دریائے قیسون کے پاس لائے اور تہ تیغ کئے گئے۔ اس کے بعد بادشاہ کوہ کرمل پر گیا اور قربانی کی ضیافت میں شامل ہوا۔ اور ایلیاہ بھی گیا مگر دوسری چوٹی پر تاکہ وہاں جاکر دعا کرے اُس نے اپنے نوکر کو سات مرتبہ بھیجا تاکہ بحیرۂ اعظم کی سطح کو دیکھے کہ آیا اُس میں بارش کے آثار دکھائی دیتے ہیں یا نہیں۔ آخر کار وہ نظارہ جس کی انتظاری کی جاتی تھی نمودار ہوا۔ اور بادشاہ کے پاس پیغام بھیجا گیا کہ وہ اپنی گاڑی تیار کرکے اپنے محل کو بھاگ جائے تاکہ کہیں ایسا نہ ہو کہ مینہ قیسوں کے پانی کو طغیانی پر لائے جیسا اُن دنوں میں لایا تھا جبکہ اس دریا کے وسیلے سیسرا کے لشکر بہائے گئے۔ اور یوں اخیاب کا یزرعیل کو واپس جانا رُک جائے۔ خداوند کا ہاتھ ایلیاہ پر تھا اُس نے اپنے کپڑے کو اپنی کمر کے ارد گرد باندھا اور وہ اُس زور شور کے طوفان کے درمیان جو شام کے وقت آیا اپنی فتحمندی کے نشہ سے لیکر یزرعیل کے مدخل تک جو اس جگہ سے بہت دور تھا مگر اسوقت بھی دکھائی دیتا تھا۔ اخیاب کی گاڑی کے آگے آگے بھاگتا ہوا چلا گیا ۔

ایلیاہ حورب پر۔ ایلیاہ کی فتح کی خبر نے ایزبیل کے حاسدانہ غضب کے شعلے کو اور بھی دوبالا کر دیا اور ایلیاہ بس کو اب یہ اُمید ہو گئی تھی کہ سچے خدا کی عبادت اب پھر اس سرزمین میں خالص طور پر ہوا کرے گی مجبور ہوا کہ اپنی جان لیکر کسی اور جگہ بھاگ جائے اب کی دفعہ سارپت کو جانا محفوظ نہ تھا۔ لہذا وہ جنوب کی طرف بھاگ گیا۔ اس مملکت کی تمام وسعت میں بلکہ یہوداہ کی سلطنت میں بھی کوئی ایسی جگہ اُس کے سامنے نہ تھی جہاں وہ ایزبیل کے غضب سے اپنے کو محفوظ سمجھتا۔ یہوداہ کے بادشاہ یہوسفط کی اخیاب کے ساتھ اس وقت صلح تھی۔ اور اگر وہ وہاں جاتا تو شاید یہوسفط مجبور ہوتا کہ اُسے اخیاب کی رعیت میں سے بھاگا ہوا باغی سمجھ کر اخیاب کے حوالے کر دے۔ پس وہ آگے آگے بڑھتا گیا حتٰے کہ بیرسبع کے دشت میں جا پہنچا اور وہاں اپنے کو ایسا راندہ یا جلاوطن سمجھ کر جس کی کوئی پروا نہیں کرتا اور تکان اور ماندگی سے تنگ آکر رتمہ کے ایک درخت کے نیچے لیٹ گیا اس آرزو کے ساتھ کہ اگر موت آجائے تو اچھا ہو لیکن وہاں اُس کو معجزانہ طور پر خوراک اور طاقت پہنچائی گئی بعد ازاں وہ اس نئی طاقت سے معمور ہو کر دشت کا راستہ طے کرتا ہوا حورب کے تنہا جنگلوں میں جا پہنچا۔ اس جگہ کو دیکھ کر اُس کے خیالات گذشتہ چھ سو سال کے واقعات کی طرف متوجہ ہوئے۔ کیونکہ انہیں وادیوں میں

موسیٰ کی آنکھ نے جلتی ہوئی جھاڑی کو دیکھا تھا۔ اور اسی جگہ سے وہ مصر کو واپس بھیجا گیا تھا۔ تاکہ سچائی کے پھریرے کو ایسے عالم میں جبکہ سب کچھ تاریکی اور ناامیدی سے چھپا ہوا معلوم ہوتا تھا پھیلائے۔ اور اپنے لوگوں کو رہائی دے۔ یہی وہ چٹان تھے جو آتشی شعلوں کے عکس سے ارغوانی ہوگئے تھے۔ اسی پہاڑ کی اونچی چوٹی وہ جگہ تھی جس کے اردگرد بجلی کی چمک اور رعد کی کڑک اسوقت اپنا جلوہ دکھاتی تھی۔ جب خدا اپنے ہیبت انگیز تجلی کے ساتھ نمودار ہوا اور یہی وہ مقام تھا جہاں موسیٰ نے بچھڑے کی پرستش کے بعد بے ایمان گروہ کے لئے سفارش کی تھی۔ اور اپنی دعا کے جواب میں لوگوں کی معافی حاصل کی تھی۔ یہ ہی جگہ کا نظارہ ہر طرح اس نبی کے ایمان اور ہمت کو تر و تازہ کرنیوالا تھا۔ اور ماسوائے اسکے خدا نے اسکو ایک اور خاص پیغام پہنچایا اور وہ بھی اسکا حوصلہ بڑھانیوالا ہوا۔ وہ دمشق کو بھیجا گیا کہ حزائیل کو آرام کی بادشاہی کیلئے ممسوح کرے اور اسکے بعد یاہو کو اسرائیل کی حکمرانی کیلئے مسح کرے۔ اور پھر ابیل محولہ (جو جھیل گلیل کے نزدیک تھا) کے الیشع کو اپنی جگہ نبی ممسوح کرے پس اسنے دمشق کا سفر بڑی خوشی سے اختیار کیا۔ اور اس کی ہمت اور ایمان نے عجیب طرح سے تازگی پائی۔ اور اسکے ساتھ ہی اسکو الیشع کی سنگت بھی نصیب ہوئی۔ جو بہت ورجہ اس کی طبیعت کا آدمی تھا تاکہ اس کی زندگی کے باقی ماندہ سفر میں اسکی خوشی اور فرحت کا باعث ہو ٭

آرام کے ساتھ لڑائی۔ اسی اثنا میں اخیاب کی توجہ مذہبی معاملات سے اٹھکر بادشاہت کی حفاظت اور بچاؤ کی طرف مبذول ہوئی بنی ہدد شاہ آرام پھر اس مملکت میں نمودار ہوا اس کے پچھلے حملہ کی نسبت اس کی طاقت اب اور بھی بڑھ گئی تھی۔ چنانچہ اس وقت کم از کم بتیس بادشاہ جن کو غالباً اسنے مغلوب کرکے اپنے شاہی دربار میں شامل کر لیا تھا اس کے جھنڈے تلے موجود تھے۔ پس شمال کی ان جگہوں سے گذر کر جنہیں اس نے پہلے برباد کیا تھا۔ اور سمرون کے مقابل پہنچکر اپنی طاقت کا جھنڈا بلند کیا۔ اور اخیاب کے پاس ایک ناشائستہ پیغام بھیجا۔ اور اس کے وسیلے اس کی پوری پوری اطاعت طلب کی۔ اخیاب نے بڑے جوش سے اس کے اس مطالبہ کو رد کیا۔ اور پھر تھوڑی دیر بعد خداوند کے ایک نبی سے یہ خبر پائی کہ صوبجات کے سرداروں کے جوانوں سے بن ہدد شکست پائیگا۔ اور جیسا نبی نے کہا تھا ویسا ہی ہوا۔ لیکن دوسرے سال بن ہدد نے پھر حملہ آوری

کا ارادہ کیا۔ اور اُس کی وجہ یہ تھی کہ اُس کے خادموں نے یہ کہکر اُس کو اُکسایا کہ اگر آپ میدان میں لڑیں تو بہت کامیاب ہونگے۔ کیونکہ میدان میں آپ کا رسالہ اور گاڑیاں بھی پہاڑوں کی نسبت اچھی طرح کام کرینگی۔ اور نیز اُس کے کانوں میں یہ بات بھر دی کہ اسرائیلیوں کے الٰہ صرف پہاڑوں کے الٰہ ہیں وادیوں کے نہیں ۔

بن ہدد کی شکست۔ پس بن ہدد پھر اُتنی ہی فوج لیکر جتنی کہ پچھلے سال برباد ہوئی تھی واپس آیا اور سامریہ کے پہاڑی علاقہ سے کنارہ کش ہوکر اسدرالون کے میدان میں افیق کے نزدیک خیمہ زن ہوا۔ خداوند نے پھر ایک نبی بھیجا تاکہ اخیاب کو خبر دے کہ بن ہدد اپنے اُس کفر آمیز کلام کے سبب جو اُس نے اسرائیل کے خدا کے حق میں کہا اپنی شکست فاش کھائیگا۔ پس میدان جنگ میں بیشمار آرامی کام آئے۔ اور اُن سے کہیں زیادہ افیق کی ایک عمارت کے نیچے دب کر راہی ملک عدم ہوئے۔ اور بن ہدد مجبور ہوا کہ اخیاب کے سامنے سرنیاز خم کرے۔ پر اخیاب نے غلطی سے اُس کو جیتا چھوڑ دیا اور اُس کے ساتھ عہد و پیمان کا رشتہ قائم کیا ۔

اخیاب کی موت۔ تین لڑائی پھر بہت جلد شروع ہوگئی۔ اور اس دفعہ جنگگاہ جلعاد کا رامات تھا جو کہ یردن کے مشرقی کنارے پر واقع تھا۔ اخیاب نے اپنے ہمسایہ یہوسفط کو ترغیب دی۔ کہ اُس کے ساتھ اس لڑائی میں شامل ہووے۔ ان بادشاہوں نے اس معاملے کے متعلق شروع میں جو غور و فکر کی تھی اُسے میکاہ کی وفاداری نے بڑا دلچسپ بنا دیا تھا۔ میکاہ خداوند کا ایک دیانتدار نبی تھا مگر اُس کے ساتھ بہت بدسلوک کیا گیا۔ اُس نے اخیاب کو آگاہ کر دیا تھا کہ اس کا نتیجہ اچھا نہ ہوگا اور بعد میں معلوم ہوا کہ اس وفادار نبی کا قول سچائی پر مبنی تھا۔ اخیاب لڑائی میں مارا گیا۔ اور اُس کی فوج تتر بتر ہوگئی اور یردن کی جلعادی اطراف میں بن ہدد نے اپنی مرضی کے مطابق جو چاہا سو کیا ۔

نبات کا تاکستان۔ اس مہلک معرکہ سے تھوڑی مدت پہلے اخیاب ایک سخت گناہ کا مرتکب ہوا جس کے سبب سے ایلیاہ کو اُس کے پاس جاکر خدا کی طرف سے سزا کا حکم سُنانا پڑا۔ اخیاب نے یزرعیل میں کوہ جلبوعہ کے دامن کے پاس میدان اسدرالون میں ایک شاہی محل تعمیر کیا تھا۔ اور وجہ اُس کی یا تو یہ تھی کہ وہ اُس جگہ کو پسند کرتا تھا اور یا شائد یہ کہ اُس کی جورو ایزبیل اپنے وطن فینیکی کے نزدیک رہنا چاہتی تھی۔ نبات کی زمین اُس کے

احاطہ کے ساتھ ہی لگی ہوئی تھی اور اگر وہ مل جاتی تو شاہی محل کے احاطہ میں نہایت عمدہ فراخی آجاتی۔ پس بادشاہ بہت چاہتا تھا کہ اس غرض کو پورا کرنے کے لئے اُسے قبضہ میں لائے مگر نبات نے اپنے باپ دادوں کی میراث کو بادشاہ کے حوالہ کرنے سے انکار کیا۔ ایز بل کے اشارہ سے لوگوں نے اُس پر کفر کی جھوٹی تہمت لگائی۔ جس کے سبب سے وہ جان سے مارا گیا۔ اور جب اخیاب اس تاکستان پر جسے وہ بہت چاہتا تھا۔ قبضہ کرنے کو جارہا تھا اُس وقت ایلیاہ اُسے راہ میں ملا اور یہ نبوت کی کہ جس جگہ کتوں نے نبات کا لہو چاٹا ہے وہیں تیرا بھی چاٹا جائیگا اس نبوت کا ایک ایک لفظ پورا ہوا چنانچہ وہ گاڑی جو مجروح بادشاہ کو رامات جلعاد سے لائی تھی۔ اُس کے خون سے آلودہ ہوگئی تھی۔ وہ سمرون کے حوض میں دھوئی گئی اور کتوں نے جو کہ مشرقی شہروں کے اردگرد آوارہ پھرتے رہتے ہیں۔ آکر اُس کے خون کو چاٹا ؛

یریحو پر لعنت۔ یہ بڑی عجیب بات ہے کہ اخیاب کے زمانہ میں ایک اور ہولناک لعنت پوری ہوئی۔ یعنی حی ایل جو بیت ایل کا باشندہ تھا اور جو شاید اُس جگہ کی بُت پرستی سے بالکل بگڑ گیا تھا اور اس لئے خدا کے کلام کی تحقیر کرنے لگ گیا تھا۔ یریحو کے خوبصورت کھیتوں اور چشموں پر فریفتہ ہو کر اُس دلکش شہر کو گیا اور اُس کی دیواریں بنانے لگا۔ اُس کے بڑے بیٹے کی موت نے جو بنیاد رکھنے کے وقت واقع ہوئی۔ اور اُس کے چھوٹے بیٹے کی موت نے جو پھاٹک لگانے کے وقت واقع ہوئی یشوع کی لعنت کو لفظ بلفظ پورا کیا (یشوع ۶ : ۲۶) ؛

اخزیاہ کی حکمرانی۔ اخیاب کا بیٹا اور جانشین اخزیاہ باپ کی طرح خصلت کا یگانہ تھا۔ مگر مزاج میں اس کی مانند تھا۔ اور اُس کی طبیعت کا میلان جو تھا بُت پرستی اور زود اعتقادی کی طرف رکھتا تھا۔ اسبات سے ظاہر ہوا کہ اس نے عقرون کے دیوتا بعل زبول کے پاس اپنا قاصد بھیجا تاکہ دریافت کرے کہ آیا وہ اُس چوٹ سے جو سمرون میں اُس کو لگی تھی شفا پائیگا یا نہیں۔ ایلیاہ کو حکم ہوا کہ وہ اُس کے پاس جائے اور اُس کی برملا گستاخی کے برخلاف شہادت دے جس سے اُس نے بعل زبول کو خدا پر ترجیح دی یہ خبر سُنکر بادشاہ نے زبردستی سے ایلیاہ کو پکڑنا چاہا۔ مگر دو دفعہ یکے بعد دیگرے آسمان سے آگ نازل ہوئی اور پچاس پچاس آدمیوں کی جماعت کو جو اُسے گرفتار کرنے کیلئے

بھیجے گئے تھے بھسم کر گئی۔ لیکن یہ نبی اپنے خدا کی حفاظت کے زیر سایہ محفوظ رہا۔ آخرکار
خدا سے حکم پاکر ایلیاہ خوف سے آزاد ہوا اور بے تامل بادشاہ کے سامنے حاضر ہوا اور اُسے
خبر دی کہ تجھے خدا کی تحقیر کرنے کے سبب سے اُسکو کبھی تندرستی نصیب نہوگی۔ عقرون
کے اس دیوتا بعل زبول کے معنے "مکھیوں کا دیوتا" ہیں۔ عقرون تو فلسطیوں کے شہروں
میں سے ایک شہر تھا۔ مگر معلوم ہوتا ہے کہ لوگوں نے اپنا مذہب فنیکیوں سے لیا تھا
اب یہ بات اچھی طرح معلوم نہیں کہ آیا عبرانیوں نے حقارت کی راہ سے اُسکا نام بعل زبول
رکھا تھا۔ یا اُس کے پرستاروں نے اِس خیال سے اُسے یہ نام دیا تھا کہ وہ مکھیوں
کی تکلیف سے رہائی دینے میں اُسے منبع سمجھتے تھے۔ فنیکیوں کے بعض سکوں پر
ایک مکھی کی صورت پائی گئی ہے اور گمان کیا جاتا ہے کہ وہ اِس بُت کیطرف
اشارہ کرتی ہے ٭

موآبی پتھر۔ کلام میں یہ واقعہ بڑی تاکید کے ساتھ قلمبند کیا گیا ہے کہ اخیاب
کے مرنے کے بعد موآب اسرائیل سے باغی ہوا۔ اِس واقعہ کو اس ستون نے جو زمانہ
حال میں دستیاب ہوا ہے بہت روشن کر دیا ہے۔ یہ ستون موآب کی سرزمین میں پایا
گیا ہے۔ اور موآبی پتھر کے نام سے مشہور ہے۔ اور اسی تاریخ کی یادگار میں
نصب کیا گیا تھا۔ شاہ موآب میسا نے جو کہ بہت سی بھیڑ بکری کا مالک تھا (۲ سلاطین
۳: ۴ و ۵) اسرائیل کی اطاعت سے انحراف کیا۔ اور ایک ستون پر اُن تمام واقعات
کو جو اس معاملہ سے متعلق تھے کندہ کروایا۔ جس پتھر پر یہ کتبہ تحریر ہے وہ زمانہ حال
میں دستیاب ہوا ہے۔ اور اُس کی تحریر بھی پڑھی گئی ہے۔ اِس تحریر سے معلوم ہوتا
ہے کہ عمری نے موآبیوں کو سخت تکالیف دینا شروع کیا تھا۔ اور اس کے بعد بیٹے اخی اب نے
اس تنگی کو جاری رکھا۔ اور ان دونوں نے ایک مدت تک جس کا عرصہ میسا کے حساب کے بموجب
چالیس سال سے کم نہ تھا اِس قوم کو خوب ستایا۔ لیکن اس کے بیٹے اخزیاہ کی
سرداری کے پہلے سال موآبی باغی ہوگئے۔ میسا نے حملہ کرکے اُن مختلف شہروں کو جن
میں اسرائیلی آباد تھے۔ اور جہاں اسرائیلی فوج کے دستے مقیم تھے۔ اپنے قبضہ میں کر لیا۔ اور
ایک سخت لڑائی کے بعد تمام علاقہ کو اپنا مطیع کر لیا۔ اور پھر اُن موآبی شہروں کو جو
اسرائیلیوں کی سختی کے زمانہ میں برباد ہوگئے تھے آباد کیا۔ اُن کے مقتولوں کو منسوب

کیا اور ہر طرح اُن کو رونق بخشی اور خوبصورت بنایا +

یہورام کی حکمرانی - ایلیاہ اور الیشع بیت ایل میں - اخزیاہ کے بعد اُس کا بھائی یہورام تخت نشین ہؤا اور بارہ برس تک حکمران رہا - اِس کی حکومت کے شروع میں ایک ایسا نادر واقعہ سرزد ہؤا جو یہودی اور دیگر تواریخ کے عظیم اور اعلےٰ واقعات میں داخل ہونے کے قابل ہے - ایلیاہ کا کام اب خاتمہ کو پہنچ گیا تھا - اور وقت آ گیا تھا کہ یہ وفادار نبی اُس عزت سے ممتاز کیا جائے جو اِس سے پہلے دنیا کی تمام تاریخ میں صرف ایک مرتبہ انسان کو نصیب ہوئی تھی یعنی یہ کہ وہ زندہ آسمان پر اُٹھایا جائے - معلوم ہوتا ہے کہ وہ کچھ عرصہ تک الیشع کے ساتھ جلجال میں رہا اور نبیوں کے مدرسوں کا ملاحظہ کرتا اور انہیں تقویت اور استقلال دیتا رہا کیونکہ اِن دنوں اِس ملک میں یہی وہ جگہیں تھیں جو حقیقی دینداری کا منبع تھیں - اِس کے بعد وہ الٰہی ہدایت سے اِس جگہ کو چھوڑتے اور پھر غالباً کسی نزدیک چوٹی پر جاتے ہیں - اور پھر اُس جگہ سے اسی پر اسرار قدرت کی رہنمائی سے بیت ایل کی طرف روانہ ہوتے ہیں - بیت ایل میں نبی زادے موجود ہیں - جنکے دل آنیوالی جدائی کے سبب مغموم ہو رہے ہیں - اور جب وہ الیشع کو دیکھتے ہیں تو اُس کے پاس ایسے چہروں کے ساتھ آتے ہیں جن سے سنجیدگی اور تفکر کے آثار نمایاں ہیں اور دریافت کرتے ہیں کہ آیا وہ جانتا ہے یا نہیں کہ خدا اُس کے رہبر کو اُسی دن اُس کے سر پر سے اُٹھا لیگا - وہ بتاتا ہے کہ میں جانتا ہوں - مگر یہ ایک ایسا معاملہ ہے جس کی نسبت گفتگو نہیں ہو سکتی کیونکہ میرے دل کے خیالات اِس امر میں ایسے گہرے ہیں کہ بیان نہیں کئے جا سکتے +

یریحو اور یردن پر - اِس کے بعد یہ دونو نبی پھر اپنے سفر کو اختیار کرتے اور یریحو کو جاتے ہیں - اور وہاں بھی یہی باتیں وقوع میں آتی ہیں - جہاں جہاں وہ جاتے ہیں وہ تمام مقامات الیشع کی خدمت کی منظر گاہیں بننے والی ہیں - اور اِس سفر کا یہ مقصد معلوم ہوتا ہے کہ اِس علاقہ کی روحانی نگرانی الیشع کے سپرد کیجائے گی - لیکن صرف اُسی درجہ تک کہ جس درجہ تک وہ خود قبول کرنے کو خوش ہو - ایک دو مرتبہ الیشع کو اجازت دی گئی کہ اگر وہ چاہے تو پیچھے رہ جائے لیکن ہر دفعہ اُسنے عجیب سنجیدگی کے ساتھ انکار کیا - دوسری منزل اِن دونو نبیوں کی دریائے یردن کا کنارہ تھا - یریحو

کے نزدیک بلند ٹیلوں پر ایک دور دراز فاصلہ پر انبیازادوں کی ایک جماعت کھڑی تھی۔ تاکہ الٰہی قدرت کے اُس عجیب اظہار کو معائنہ کرے جو منصۂ شہود پر جلوہ گر ہونے والا تھا یعنی کے دامن کے چھونے سے دریائے یردن کا پانی دو ٹکڑے ہو گیا۔ اور ایلیاہ اور الیشع سوکھی زمین پر سے پار اُترے اور مرد خدا نے اپنے چھوٹے بھائی سے کہا کہ مجھ سے جدا ہونے سے پہلے جو مانگنا چاہتا ہے مانگ۔ اور چونکہ وہ ایلیاہ کے روحانی خاندان میں پلوٹھا بیٹا تھا لہٰذا اُس نے اُس کی رُوح کا دوہرا حصہ مانگا اور اُس کی درخواست قبول ہوئی +

ایلیاہ کا آسمان پر اُٹھایا جانا۔ ابھی وہ آگے آگے بڑھتے گئے تاوقتیکہ کوہستان نیبو تک نہ پہنچے۔ شائد وہ پسگہ ہی تھا جہاں موسےٰ غائب ہُوا تھا۔ اور یُوں ایسا ہُوا کہ جونہی وے دو نو بڑھتے اور باتیں کرتے چلے جاتے تھے تو دیکھو ایک آتشی رتھ اور آتشی گھوڑوں نے درمیان آکے اُن دو نو کو جُدا کر دیا اور ایلیاہ بگولے میں ہو کے آسمان پر جاتا رہا اور الیشع نے یہ دیکھا اور چلّایا "اے میرے باپ میرے باپ۔ اسرائیل کی رتھ اور اُس کی سارتھی"۔ پس اسرائیل کا نبی اپنے آقا کے حضور جس کی خدمت اُس نے بڑی وفاداری سے کی تھی بُلایا گیا +

مسیح کی صُورت کے تبدیل ہونے کا پہاڑ۔ ایک مرتبہ پھر ہزار سال کے بعد وہ موسےٰ کے ساتھ اسرائیل کے پہاڑوں پر اُترا۔ اور اپنے دُکھ اُٹھانے والے خداوند کے ساتھ ہمکلام ہُوا۔ اس ملاقات کی جگہ آسمان پر اُٹھائے جانے کی جگہ سے بہت دُور تھی۔ جیساکہ بیان ہو چکا ہے۔ غالبًا یہ ملاقات کوہ ہرمون کی چوٹیوں پر واقع ہوئی اب یہ فیصلہ کرنا کہ آیا اُس کا آسمان پر اُٹھایا جانا یا اُس پہاڑ پر بھیجا جانا جہاں مسیح کی صورت تبدیل ہوئی تھی اُس کے لئے زیادہ اعزاز کا باعث تھا ایک مشکل کام ہے +

ایلیاہ کا کام۔ ایلیاہ نے باوجود اپنی تمام دل شکنیوں کے ایک بڑا کام کیا۔ اُس نے اخیاب اور ایزبل کی مجذوبانہ تدابیر کو بہت درجہ تک معطل کیا اور دس فرقونکی بادشاہت کی بربادی کو بہت مدّت تک روکا۔ گو وہ اُسے بالکل دور نہ کر سکا۔ چونکہ وہ اسلئے برپا کیا گیا تھا کہ بدی کے زور اور سیلاب کا سامنا کرے لہٰذا ضرور تھا کہ وہ ایک سخت اور سنگین طبیعت کا آدمی ہو۔ ایسا آدمی جس کی عزّت اور تعریف کرنا اُس کو پیار کرنے کی نسبت

زیادہ آسان کام تھا۔ اُسے اپنی زندگی میں انجیل کی دلکش اور ملائم محبت کی نسبت شریعت
کی اشد سختی کو ظاہر کرنا تھا۔ معلوم ہوتا ہے کہ اس کی جانفشانیوں نے بیت ایل اور جلجال
اور یریحو کو اور اُن دیگر مقاموں کو جو اخی اب کی رہائش گاہ سے دور تھے بہت فائدہ پہنچایا
چونکہ اسرائیل کے بادشاہ شمال کی طرف بڑھتے گئے۔ مثلاً پہلے ترضہ کو گئے اور پھر
سمرون کو اور پھر کبھی کبھی یزرعیل کو بھی جاتے تھے۔ لہٰذا معلوم ہوتا ہے کہ سلطنت
کی جنوبی سرحدیں یہوواہ سے زیادہ مشابہ تھیں۔ جہاں اب بھی سچی دینداری بہت درجہ تک
پائی جاتی تھی۔ اور اُس ہیکل اور مذبح کے سبب سے جو اخی اب نے بعل کے لئے بنائے
تھے۔ دان اور بیت ایل کی وہ مقدرت گھٹ گئی۔ جو انہیں بُت پرستی کی بڑی
جگہ ہونے کے سبب سے حاصل تھی غالباً یہی سبب ہے کہ بیت ایل جو کسی وقت بت پرستی کی
بڑی جگہ تھی اب انبیازادوں کی تعلیم گاہ بن گئی تھی۔ کوہ کرمل پر جو بعل سے لڑائی ہوئی تھی اس کے
بعد اور خصوصاً اخی اب کی وفات کے بعد خداوند کے بندوں کی ظاہری ایذا رسانی بند ہوئی اور
انبیازادوں کے مدرسوں کا مقدس کام بغیر کسی طرح کی مخالفت کے انجام پاتا رہا۔

الیشع کے معجزے۔ ایلیاہ کے غائب ہو جانے کے بعد الیشع اسرائیل کی تاریخ
میں چمکنے لگا۔ جو سختی ایلیاہ کی طبیعت میں پائی جاتی تھی وہی اس کی سیرت کا بھی خاصہ تھی ہم
دیکھتے ہیں کہ یریحو کے پانیوں کو معجزہ کے وسیلے میٹھا بنانے کے بعد وہ بیت ایل کو گیا۔ اور
وہاں سے کوہ کرمل کو اور کرمل سے سمرون میں پہنچا اور ہنوز سمرون میں تھا کہ لڑائی کا نرسنگا
ایک مرتبہ پھر پھونکا گیا۔ اور جب اسرائیل اور یہوداہ اور ادوم کے بادشاہ مواب سے لڑنے کو جارہے
تھے اُس وقت الیشع لشکر کے ساتھ تھا۔ معلوم ہوتا ہے کہ اُن کا لشکر بحیرہ مردار کے جنوبی
کونے کے گرد گھوم کر ادوم کے علاقہ میں سے ہو کر جو کہ اُس وقت ان بادشاہوں کی طرف
تھا مواب کے ملک میں داخل ہوا۔ جب لوگ پانی کی قلت کے سبب سے تنگ آئے تو
الیشع سے جو لشکر کے پیچھے پیچھے آ رہا تھا۔ اس بارے میں مشورت کی اور اُس کی دعا
کی طفیل سے جو صرف یہوسفط کی خاطر کی گئی تھی پانی معجزانہ طور پر مہیا کیا گیا۔ دشمن
نے شکست فاش کھائی۔ اس واقعہ کے بعد ہم دیکھتے ہیں کہ الیشع تمام ملک میں گھومتا پھرتا
ہے جہاں کام پاتا ہے وہاں جاتا ہے اور دینداری کی روح کو سر نو تازہ کرنے اور قائم رکھنے میں
بڑی جانفشانی کرتا ہے۔ غالباً انہیں دوروں میں سے ایک دورہ میں اُس نے یریحو

یا جلجال کے نزدیک ایک بیوہ کے تیل کو اس درجہ تک بڑہایا کہ اُس نے اُس سے اپنا سب قرض
ادا کیا اور اپنے بیٹوں کو غلامی سے بچایا۔ اس کے بعد ہم اُسکو شونیم میں پاتے ہیں۔ جو کہ یزرعیل
کے میدان میں اور شاہی محل کے قریب واقع تھا اور جہاں ایک اعلےٰ مرتبہ کی عورت نے کھلم کھلا
اُسکی آؤ بھگت کی اور اُس کے لئے ایک کمرہ بنایا تاکہ جب کبھی وہ اپنے مشنری دورہ میں اُدھر
سے گذرے تو وہیں فروکش ہوا کرے اسوقت وہ بادشاہ کی نظر میں اور حفاظت کے کپتان
کے نزدیک بہت سرفراز تھا اس کے بعد ہم اُسے کوہ کرمل پر دیکھتے ہیں جہاں شنامت عورت
اُس کے پاس آئی جبکہ اُس کا بیٹا مہلک مرض میں گرفتار تھا اور ہم دیکھتے ہیں۔ کہ وہ اُسکے ساتھ
شونیم کو جاتا اور اُسکے بیٹے کو زندہ کرتا ہے۔ پھر ہم اُسے جلجال میں پاتے ہیں جہاں وہ معجزانہ
طور پر انبیازادوں کو ایک زہریلی بوٹی کی تاثیر سے بچاتا ہے اور روٹی اور میدہ کو جو بطور نذرِ نیت
(تحفہ) کے دئے گئے تھے معجزہ سے اسقدر بڑہاتا ہے کہ چالیس اشخاص کیلئے کافی نکلتے ہیں +

نعمان ارامی۔ اِس کے بعد جو واقعہ اُس کی زندگی میں سرزد ہوا وہ قابل یاد ہے۔
آرام کے عالیجاہ بادشاہ کا سپہ سالار نعمان عارضہ برص میں جو مشرقی امراض میں بہت نفرت
انگیز مرض سمجھا جاتا ہے مبتلا تھا۔ اُس کے خانگی غلاموں میں ایک چھوٹی لڑکی شامل تھی۔
جو اپنے اسرائیلی وطن سے ارامی حملوں میں سے کسی حملہ کے وقت یہاں لائی اور نعمان کے
پاس بھیجی گئی تھی۔ اِس چھوٹی لڑکی نے اپنے آقا پر ترس کھاکر اپنی بی بی کے سامنے بڑی
رقت کے ساتھ اپنی دلی خواہش کو یوں ظاہر کیا۔ "کاشکہ میرا آقا سمرون کے نبی کے
پاس جاتا۔ کیونکہ وہ اگر اُس کے پاس جاتا تو وہ ضرور اُسے اُسکے کوڑہ سے چنگا کر دیتا"۔ جب
یہ لڑکی اپنے گھر سے علیحدہ کی گئی۔ اُسوقت الیشع غالباً سمرون میں رہتا تھا۔ لیکن جب نعمان
اُسکی تلاش میں سمرون میں آیا اُسوقت اُس کا مسکن یردن کے قریب جلجال یا یریحو میں
تھا۔ جب شاہ یہورام نے سنا کہ وہ کیوں آیا ہے تو وہ گھبرا گیا۔ کیونکہ معلوم ہوتا ہے
کہ دوسرے بادشاہوں کی طرح وہ بھی خدا کے خادم کے مرتبہ کو پورے پورے طور پر نہ
پہچانتا تھا۔ حالانکہ وہی تمام ملک میں ایک سچا اور شریف رئیس تھا۔ پر بادشاہ اُسے اچھی
طرح نہ جانتا تھا۔ پس جب اُس نے نعمان کا پیغام سُنا تو دل میں خیال کیا کہ آرام کا تند خو
بادشاہ فقط لڑائی کا بہانہ ڈھونڈتا ہے +

جلجال میں۔ جب الیشع نے اِس واردات کا حال جلجال میں سُنا تو بادشاہ کو کہلا بھیجا

کہ اس ارامی شخص کو میرے پاس بھیجدو۔ سوارامی لشکر افرائیم کے پہاڑ پر سے ہوکر اور اس گہرے اور خشک درہ میں سے جہاں جلجال کو راستہ نکلتا تھا گذر کر آخر کار الیشع کے دروازہ پر پہنچا۔ لیکن جب الیشع کو اُن کے آنے کی خبر ملی تو اس نے اتنا بھی نہ کیا کہ باہر آئے اور اپنی شکل دکھائے بلکہ اندر ہی سے نعمان کے پاس یہ پیغام بھیجا کہ جاکر یردن میں سات مرتبہ غسل کرے۔ معلوم ہوتا ہے کہ اس نے یہ پسند کیا کہ اپنے دل کی سچی مہربانی کو اس سخت بلکہ غیر مہذبانہ مُروّت کے پیغام کے پردے تلے چھپا رکھے۔ لیکن اس ذی جاہ اور اجنبی شخص یعنی نعمان نے اس غیر مہذبانہ سلوک کے سبب سے بہت پیچ وتاب کھایا اور کڑکڑانا شروع کیا لیکن انجام کار وہ اپنے خادموں کی سنجیدہ دلائل سے قائل ہوکر دریائے یردن پر جو پاس ہی بہہ رہا تھا گیا اور اسمیں غسل کیا۔ یہ جگہ اس مقام کے قریب ہوگی جہاں یشوع کے ماتحت اسرائیلیوں نے چھ سوبرس کا عرصہ گذرا یردن کو عبور کیا تھا۔ بنی کے اس علاج نے نعمان کو اسی دم فائدہ پہنچایا اور اُسے پوری پوری شفا بخشی ۔

نعمان کا ایمان لانا۔ تھوڑی دیر بعد نعمان نے الیشع بنی کے دروازے پر پھر حاضر ہوکر اس کی شکر گذاری ادا کی اور بہت سا مال بطور نذر پیشکش کیا۔ الیشع نے ایک اعلےٰ قسم کی بے پروائی دکھائی۔ اور اس مال کے لینے سے انکار کیا۔ نعمان نے نہ صرف اپنے کوڑھ سے مخلصی پائی۔ بلکہ اس بات کا بھی اقرار کیا کہ اسرائیل کا خدا سچا خدا ہے۔ اور رخصت کے وقت الیشع سے دو باتوں کی درخواست کی۔ ایک یہ درخواست کی۔ کہ اس جگہ کی مٹی کے دو بورے خچروں پر لاد کر لے جانے کی اس کو اجازت دی جائے شاید اس کا یہ خیال ہوگا کہ اس جگہ کی مٹی متبرک ہے اور مجھے اسرائیل کے خدا کی پرستش کرنے میں بہت فائدہ پہنچائیگی۔ یہ خیال شاید کچھ کچھ اسی طرح کا تھا جس طرح آج کل محمدی رکھتے ہیں کہ مکہ کی مٹی کو متبرک سمجھتے اور خیال کرتے ہیں کہ سوتے وقت اس کو سر کے نیچے رکھنا نہائت مفید ہے۔ اس کی دوسری درخواست یہ تھی کہ جب وہ رمان کی ہیکل میں جایا کرے (کیونکہ وہ جانتا تھا کہ اس کا بادشاہ اُسے جانے کے لئے مجبور کریگا) اور اس کے سامنے سجدے کیا کرے تو اس کا یہ فعل اس کو بخشا جائے کیونکہ وہ درحقیقت اس حرکت سے اس بت کے لئے کسی طرح کی سچی تعظیم کا اقرار نہ کریگا۔ ہم کو رمان اور اس کی پرستش کے بارے میں کچھ علم نہیں۔ کیونکہ یہ نام بائبل میں کسی اور جگہ نہیں آتا ہے

اور نہ کسی اَور قدیم مصنّف کی تحریر میں پایا جاتا ہے ✤

حجازی۔ نعمان کا رخصت ہونا حجازی کی تاریخ کے ایک قابل یاد واقع سے وابستہ ہے حجازی الیشع کا چاکر تھا۔ نعمان غالباً شمال کی طرف روانہ ہؤا۔ کہ یردن کی وادی سے گذر کر دمشق کو جائے ۔ وہ ہنوز تھوڑی دور گیا تھا کہ حجازی اُس کے پیچھے دوڑا اور اُسے کہنے لگا کہ کوہ افرائیم سے دو انبیازادے ابھی ابھی آئے ہیں اور میرے آقا نے ایک توڑہ روپہ اور دو پوشاک کپڑے مانگے ہیں۔ اُس کے جھوٹ اور شرارت کے سبب سے الیشع نے خفا ہوکر کیونکہ اُس نے اُن تاثیروں کے کام کو جو اُس کے بے طمع سلوک سے پیدا ہونے والی تھیں زائل کر ڈالا۔ یہ فتوے لگایا کہ نعمان کا کوڑھ اُس کو لگ جائے ✤

الیشع کے معجزوں کی تاثیر۔ اس کے بعد جو معجزہ الیشع نے کیا وہ ایک ہلکے درجہ کے معاملہ میں دکھایا گیا۔ اور وہ یہ تھا کہ ایک کلہاڑی جو انبیازادوں میں سے کسی نے عاریتاً لی تھی۔ دریائے یردن میں ڈوب گئی تھی۔ الیشع نے ایک لکڑی کا ٹکڑا اُسی جگہ پھینک دیا۔ اور لوہا اُسی وقت تیرنے لگا۔ البتہ ان معجزوں کی تاثیر لوگوں پر بہت نیک ہوئی ہوگی۔ اور سچے مذہب کی حالت نے بہ نسبت اخی اب کے عہد کے اس وقت بہت عمدہ صورت اختیار کی ہوگی۔ تاہم ایک شخص ملک میں تھا جس کا مزاج نا ملائم اور دل بے تبدیل تھا اور وہ بادشاہ تھا باوجودیکہ یہ سب معجزے دکھائے گئے اور ان کے بعد اور معجزے بھی الیشع نے دکھائے۔ تاہم بادشاہ کا دل نہ بدلا۔ الیشع ایک مرتبہ پھر اس جگہ کو چھوڑ کر دوسری جگہ گیا۔ شائد سمرون کو یا اُس کے قریب کسی جگہ گیا (شاید دوتان کو) معلوم ہوتا ہے۔ کہ اُس کی موجودگی میں ہوگا اور اُس کی بے خوف اور وفادار طبیعت نے بادشاہ کے دل کو اس کے برخلاف ایسا برانگیختہ کیا کہ وہ تمام بڑی بڑی خدمات جو ملک کے حق میں اُس سے سرزد ہوئی تھیں ایک بھی اُس کے لئے سودمند نہ ٹھیری ✤

آرام کے ساتھ اَور لڑائیاں۔ اب ایک اور لڑائی کے ساتھ شروع ہوئی۔ پہلی جنگ میں الیشع نے اپنے وطن کو ایک چالاکی سے بچایا تھا اس زمانہ میں نیک اشخاص بھی ایسی چالاکیوں سے اجتناب نہ کرتے تھے۔ اُس کی دعا کے جواب میں سب ارامی اندھے ہوگئے۔ اور اس نابینا پن میں سمرون میں لائے گئے۔ اور وہ یہ خیال کرتے تھے کہ ہم الیشع کے گھر کو جو دوتین میں ہے جا رہے ہیں۔ دوسری جنگ میں بن ہدد اپنا

تمام لشکر ساتھ لیکر آیا اور سمرون کا محاصرہ کیا۔ کال اس وقت ایک ہیبتناک صورت میں پھیلا ہُوا تھا۔ عورتیں اپنے بچوں کو مار مار کر کھا جاتی تھیں۔ بادشاہ نے جو اس وقت غصّہ سے بھر رہا تھا اس ساری کارروائی کا الزام الیشع پر ڈالا اور قسم کھائی کہ اس کا سر اُس کی گردن پر سے شام کے ورے ورے اُتار ڈالونگا۔ لیکن اس بے دین دھمکی نے الیشع کی دلی شانتی کو ذرا تہ و بالا نہ کیا۔ بلکہ اُس نے بڑی سنجیدگی سے یہ نبوت کی کہ کل سمرون کے باشندے کثرت سے کھائیں پیئینگے۔ اور اُس کی نبوت لفظ بلفظ پوری ہوئی ارامی فوج پر رات کے وقت عجیب قسم کی دہشت چھا گئی اور وہ یردن کے گھاٹوں کی طرف تتر بتر ہو کر بھاگ گئی۔ سمرون کے لوگوں نے اُن کے خیمہ گاہ میں جا کر اور اسباب عیش بکثرت وہاں موجود پا کر اپنی اشتہا کے مطابق کھایا اور پیا اور آسودگی حاصل کی +

الیشع دمشق میں۔ کچھ عرصہ بعد الیشع دمشق میں آیا۔ مگر اُس کی شہرت اس جگہ اُس کے آنے سے پہلے پہنچ گئی تھی۔ نعمان جو بڑا جنگی شخص تھا اُس کی خبر جلجال سے اپنے وطن کو لے گیا تھا۔ اور اسی طرح بن ہدد کی سپاہ دو تین سے اور خود بن ہدد سمرون سے اس خبر کو اپنے ملک میں لے گیا تھا۔ سو جب الیشع دمشق میں آیا تو اُنہوں نے بڑے اعزاز اور احتشام کے ساتھ اس کا استقبال کیا۔ اور بہت سا مال پیشکش کے طور پر چالیس اونٹوں پر لدا ہُوا بادشاہ کی جانب سے اُس کے پاس بھیجا گیا بن ہدد اس موقعہ پر بیمار تھا اور یہ جاننا چاہتا تھا کہ وہ شفا پائیگا یا نہ پائیگا۔ اس نبی نے اس کو خبر دی کہ بیماری تو مہلک نہیں ہے۔ تاہم بن ہدد بادشاہ اپنی زندگی کے خاتمہ کے قریب پہنچ گیا ہے۔ اور اُس کا جانشین ہزائیل ہوگا - یہ وہی افسر تھا جو اس وقت الیشع سے گفتگو کر رہا تھا۔ اور اُس نے یہ بھی بتایا کہ ہزائیل اسرائیل پر ایسے جور و ستم کریگا کہ اُن کے خیال سے نبی کے بدن کے رونگٹے کھڑے ہو گئے۔ دوسرے دن ہزائیل نے بادشاہ کو گلا گھونٹ کر اُسے مار ڈالا اور آپ ارامی تاج کا مالک بن بیٹھا +

اخیاب کے گھرانے کی بربادی۔ اسی طرح کا ایک اور انقلاب ظہور میں آنے والا تھا عمری اور اخیاب کے گھرانے میں سے چار بادشاہ اب تک اسرائیل کے تخت پر بیٹھ چکے تھے۔ تاہم اس شریر خاندان کا فاتحہ ایک عرصہ سے پڑھا جا چکا تھا ارام اور اسرائیل کے مابین ایک اور لڑائی واقع ہوئی - اور جیسا پہلے ویسا ہی اس دفعہ بھی

رامات جلعاد پر بہم لڑائی ہوئی۔ بادشاہ یہورام اس لڑائی میں زخمی ہوکر یزرعیل میں لایا گیا جہاں اُس کا رشتہ دار اخزیاہ بادشاہ یہود اُسے دیکھنے کو آیا یاہو جو کہ یہورام کا سپہ سالار تھا اس وقت رامات جلعاد میں لڑائی کا اہتمام کر رہا تھا انبیازادوں میں سے ایک بنی رامات کی طرف اُس کے پاس بھیجا گیا تاکہ وہاں جاکر اُسے اسرائیل کی بادشاہی کے لئے ممسوح اور اس بات کے لئے مقرر کرے کہ اخیاب کے شریر گھرانے کی بیخکنی کرے شاید کبھی کسی آدمی نے خونریزی کے کام کو ایسی دلچسپی سے انجام نہیں دیا جیسا یاہو نے دیا۔ جب فوج اُس کے بادشاہ ہونے کی منادی کر چکی تو وہ اپنی گاڑی پر سوار ہؤا۔ اور یردن سے پار اُتر کر یزرعیل کی طرف سرپٹ روانہ ہؤا۔ اور جس وقت وہ بڑی تیزی اور سرعت کے ساتھ جا رہا تھا اُس وقت نگہبانوں نے یزرعیل کے بُرج میں سے اس کو دیکھا اور اُس کے آنے کی خبر بادشاہ کو پہنچائی۔ یہورام اور اخزیاہ دونو اپنی گاڑیوں پر سوار ہوکر اُس کے مقابلہ کو نکلے۔ لیکن وہ دونو اخیاب کے گھرانے سے علاقہ رکھتے تھے۔ لہذا یاہو کی تلوار اُن دونو کے لہو کی پیاسی تھی۔ یاہو نے ایک تیر سے یہورام کا کام تمام کیا۔ وہ تو تیر کھاکر اُس قطعہ زمین پر جو کہ نبات کی ملکیت سے تھا گر گیا مگر اخزیاہ بھاگ نکلا یاہو نے اُس کا تعاقب مجدو تک کیا۔ اور وہ بھی آخرکار مجروح ہوکر راہی ملک عدم ہؤا۔ اور ایزبیل یزرعیل میں ایک کھڑکی میں سے گرائی گئی اور اُس کے گوشت کو کتوں نے ناشتہ کیا۔ اخیاب کے ستر بیٹے سمرون میں مارے گئے۔ اور اخزیاہ کے بھائی بھی اُسی جگہ قتل ہوئے۔ بعل کے کاہن اور پوجاری سمرون میں اُس ہیکل کے اندر جو اخیاب نے بنائی تھی دھوکے سے جمع کئے گئے۔ اور پھر اُس کے دروازے بند کرکے اس نے ان میں سے ایک ایک کو تہ تیغ کیا۔ اور یوں طرفۃ العین میں اخیاب کا زور اور گھرانا خاک سیاہ ہوگیا۔ اور فنیکی بت پرستی کی عمارت جو اُس نے ایسی خبرداری اور اتنے زر سے تعمیر کی تھی ایک دم میں بالکل منہدم ہوگئی ✦

یاہو۔ اب یاہو تخت پر بیٹھا۔ مگر وہ باوجود اُس جوش وخروش کے جس سے اُس نے اخیاب کے گھرانے کو سزا دی تھی خود خدا کی مرضی کی بہت پروا نہ کرتا تھا۔ اور گو بعل کی پرستش اُٹھ گئی تھی تاہم بیت ایل اور دان میں بچھڑوں کی پرستش جیسی یربعام نے شروع کی تھی نہ صرف اُسی طرح جاری ہی رہی۔ بلکہ اُس نے بعل کی ہیکل کے مسمار ہونے کے بعد

نہیں تازگی حاصل کی۔ اس بے وفائی کے سبب سے یاہو کے عہد میں اسرائیل کی سلطنت کی وسعت کم ہونے لگی۔ اور وہ تمام علاقہ جو یردن کے مشرق میں واقع ہے جس میں بسن اور جلعاد شامل تھے کچھ عرصہ کیلئے ارامیوں کے قبضے میں آگیا اور ہم کو ارامی کتبوں سے معلوم ہوتا ہے کہ یاہو جو ان کتبوں میں عمری کا بیٹا کہلاتا ہے اسور کے بادشاہ سلمنذر کو خراج دینے کے لئے مجبور ہوا +

چوتھی فصل

یاہو کا خاندان۔ اور یونہ عاموس اور ہوسیع کا زمانہ۔ اور بت پرستی کا کچھ کچھ روکا جانا

یاہو کی حکمرانی۔ یہوآخذ۔ یوآس۔ الیشع کی موت۔ یربعام ثانی۔ سزا کی خبر لانے والے نبی۔ بحالی کے وعدے یونہ کا نینوہ کو بھیجا جانا۔ نوح کی حالت یونہ کی ناراضمندی۔ اُس کی منادی کی تاثیر۔ انڈ کے درخت سے نصیحت عاموس کی نبوت۔ ہوسیع جو گویا اسرائیل کا یرمیاہ تھا۔ سلطنت کی آنے والی بربادی +

یاہو کی حکمرانی۔ یہوآخذ۔ یوآس۔ الیشع کی موت۔ یاہو اور اُس کے بیٹے یہوآخذ اور اُس کے پوتے یوآس کی حکمرانی کا کل زمانہ ساٹھ سال کے قریب تھا۔ لیکن اس زمانہ میں کوئی بڑے بڑے واقعات سرزد نہیں ہوئے۔ معلوم ہوتا ہے کہ الیشع جو ایک مدت سے تنہائی کی زندگی بسر کرتا تھا۔ یوآس کے عہد سلطنت میں عمر رسیدہ ہو کر جان بحق ہوا۔ اُس کی زندگی کا اثر کئی لوگوں اور کئی جگہوں پر بہت اچھا ہوا ہوگا۔ لیکن قوم کا ایک بڑا حصہ اس قدر بت پرستی میں ڈوبا ہوا تھا کہ اُس کی اصلاح کرنا آسان کام نہ تھا تاہم معلوم ہوتا ہے کہ بت پرستی کچھ درجہ تک رُک گئی تھی۔ اور سلطنت کی بربادی بھی اس سبب سے کچھ مدت تک رُکی رہی +

یربعام ثانی۔ معلوم ہوتا ہے کہ یوآس بھی آرامیوں کے ساتھ لڑنے میں بہت درجہ تک کامیاب ہوا۔ اور اُسی طرح اُس کا بیٹا یربعام بھی۔ واقعی ان دونوں بادشاہوں کے

ماتحت اسرائیل کی سلطنت نے بہت درجہ تک اپنی پُرانی رونق پھر حاصل کی۔ یربعام دوم چالیس برس تک حکمرانی کرتا رہا۔ اور خاص کر اسلئے مشہور ہُوا کہ اُس کے زمانہ میں وہ نبی ظاہر ہوئے جو اپنے پیچھے ہمیشہ تک قائم رہنے والے نوشتے چھوڑ گئے۔ یونہ۔ عاموس اور ہوسیع کے زمانہ میں تھے۔ اور زیادہ تر اسرائیل کی سلطنت سے علاقہ رکھتے تھے ٭

سزا کی خبر لانے والے نبی۔ وہ نبی جو اس وقت برپا ہوئے۔ اُن کی نسبت جو پہلے آئے تھے اپنی لیاقتوں یا فضل کی برکتوں کے اعتبار سے بڑھ چڑھ کر نہ تھے فرق اگر تھا تو یہ تھا۔ کہ اُنہیں ایک اَور قسم کا کام کرنا تھا۔ یہ بات اب روشن ہو گئی تھی۔ کہ کم از کم دس فرقوں کی بادشاہت میں بُت پرستی کی بیماری ایسی دوا سے جو باطن پر اثر کرے اچھی نہیں ہو سکتی اور یہ بھی ظاہر ہو گیا تھا کہ معمولی سزا اور تنبیہ سے بھی مطلوبہ نتیجہ پیدا نہیں ہو سکتا۔ لہذا اب اسبات کی ضرورت تھی کہ ایک بڑا بھاری حادثہ یعنی ایک شدید سزا بھیجی جائے جو قوم کو عنقریب برباد کر ڈالے۔ مگر اس صورت میں کہ موت کے بعد وہ قوم پھر نئی زندگی کے لئے مُردوں میں سے جی اُٹھے ٭

بحالی کے وعدے۔ اب اُن نبیوں کو جو اس وقت برپا ہوئے خدا کے نام میں اس فنا کرنے والی سزا کی شناعت کی نسبت خبر دینا تھا۔ پس یہ ضرور تھا کہ وہ اپنی تصنیفوں کو قلم بند کریں۔ کیونکہ وہ زمانہ جس میں اس نئی سزا کو واقع ہونا تھا کئی پشتوں تک پھیلنے کو تھا اور وہ آگاہیاں اور تسلیاں جو اُس سے وابستہ تھیں ایسے بیشمار لوگوں سے علاقہ رکھتی تھیں جو اُس وقت جبکہ وہ بیان کی گئیں موجود نہ تھے۔ نبیوں کے پیغام نے اس وقت بہت درجہ تک بوجھ کی صورت اختیار کی۔ یعنی اُن کا پیغام بھاری اور درد انگیز اور تکلیف رساں معلوم ہوتا تھا۔ تاہم اُن ہولناک کلمات کے درمیان بہت سا تسلی آمیز کلام بھی ملا ہُوا تھا تاکہ ایمانداروں کو تر و تازہ کرے سو ہر کلام میں بحالی کی حالت کی طرف اشارہ پایا جاتا ہے۔ اور جن نبیوں نے اسرائیل کے لئے اپنی نبوتوں کو رقم کیا البتہ اُن میں سے بعض بعض کے کلام میں یہ اشارے بہت روشن نہیں ہیں۔ لیکن اُن نبیوں کے کلام میں جو تھوڑی دیر بعد یہوداہ کی سلطنت میں برپا ہوئے بہت صراحت کے ساتھ یہ اشارے مندرج ہیں اِن پچھلے نبیوں کے نوشتوں میں خدا کی بادشاہت کے پھر بحال ہونیکے متعلق مسیح کے آنے کو بہت روشن جگہ دی گئی ہے اور بالخصوص یشعیاہ کے کلام

میں اُس کے دکھوں اور کفارہ کرنے والی موت کی نسبت ایسا اشارہ ہُوا ہے کہ گویا اُس کے دکھ اور موت اُس نئی اور بہتر سلطنت کی بنیاد ہیں جو آخری ایام کی رونق اور جلال کا باعث ہوگی ✤

یونہ کا نینوہ کو بھیجا جانا ۔ یونہ جات حفر کا باشندہ تھا جو کہ زبلون کے فرقہ کے حدود میں واقع تھا ۔ یہ نبی پہلے یوآس کے عہد میں نمودار ہُوا ۔ (۲ سلاطین ۱۴ : ۲۵) اغلب ہے کہ وہ الیشع کا شاگرد اور اُس وقت اُس کا جانشین تھا ۔ تاکہ اسرائیل کی بادشاہت میں خدا کے لئے سب سے بڑھ کر برملا طور پر گواہی دے ۔ اس کی پہلی نبوت جو اُس نے بیان کی یہ تھی کہ اسرائیل کی بادشاہت کے حدود جو گھٹ گئے تھے وہ پھر وسیع ہو جائینگے اور غالباً یہ کسی قدر اُن کی توبہ اور بت پرستی کو ترک کرنے کا نتیجہ تھا ۔ یہ نبوت یربعام دوم کے وقت میں پوری ہوئی ۔ جس نے حمات اور دمشق اور دیگر مقامات کو جو کھوئے گئے تھے پھر اپنے قبضہ میں کر لیا ۔ لیکن معمول کے مطابق یہ نیک تاثیر میں تھوڑی ہی دیر تک قائم رہیں ۔ اور بت پرستی پھر پھوٹ نکلی ۔ اس حالت کے سبب سے ایک عجیب اور غیر معمولی قسم کی تنبیہ پہنچانے کے لئے یونہ کو حکم ہُوا کہ ایک عجیب قسم کی خدمت کو انجام دے ۔ یعنی اُس کو حکم ہُوا کہ وہ ایک بڑے شہر کو جو غیر قوموں کا تھا جائے ۔ اور اُس کے برخلاف شہادت دے اور لوگوں کی بدکاری کے سبب اُن کی بربادی کی خبر اُن کو پہنچائے اور اُن کو دھمکائے ۔ معلوم ہوتا ہے کہ خدا کا یہ ارادہ تھا کہ وہ اس سے بنی اسرائیل کے دل میں ایک قسم کا رشک پیدا کرے ۔ یعنی اُن کی بے پروائی کے سبب اُن کو دھمکائے اور انہیں توبہ کے لئے اُکسائے ۔ یہ دکھا کر کہ ایک زبردست غیر قوم بادشاہ سے لیکر فقیر تک توبہ کر رہی ہے اور خاک میں لوٹ رہی ہے ۔ اور کہ یہ نتیجہ صرف ایک ہی نبی کی منادی سُنکر پیدا ہوا ہے ۔ اس قسم کا نظارہ اسرائیل جیسی بادشاہت کے لئے جس میں بہت سے نبی برپا ہوئے اور جسے بہت سرگرم کلاموں کے وسیلے آگاہی دی گئی بڑی دھمکی کا کام دے سکتا تھا ۔ اور اگر اسرائیل کے فرقے اس قسم کی نصیحت سے بھی غافل رہتے تو یہ سمجھنا چاہئیے تھا کہ اُن کی آخری بربادی اُن سے دور نہ تھی ✤

نینوہ کی حالت ۔ یونہ کو جس شہر کی طرف جانے کا حکم ہُوا وہ نینوہ تھا جو ملک اسور کا پایۂ تخت تھا ۔ ہم پوری پوری پختگی کے ساتھ نہیں بتا سکتے کہ اس وقت اسور کا بادشاہ

کون تھا۔ مسٹر سمتھ صاحب کے خیال کے بموجب اس وقت پُول یندری سویم اُس پر حکمران تھا۔ یہ بادشاہ بڑا جنگجو آدمی تھا۔ منجملہ اور ممالک کے اُس نے آرام کے ساتھ کئی لڑائیاں کیں اور ایک دفعہ اپنی فوج کو منسی کے حدود تک پہنچا دیا۔ لیکن نینوہ نے ابھی وہ شان و شوکت نہ پائی تھی جو اسے مابعد کے بادشاہوں کے زیر تحت حاصل ہوئی لیکن اس وقت بھی وہ ایک وسیع اور رونقدار شہر ہوگا۔ یونہ اس کی نسبت بیان کرتا ہے کہ اس کے اردگرد جانے میں تین دن لگتے تھے اور سر لے۔ اینچ لے ارڈ جو اس کے مندروں اور محلوں کو کھودنے والے مشہور صاحب گذرے ہیں فرماتے ہیں کہ اُس تمام جگہ کا محیط جس میں کھنڈرات پائے جاتے ہیں ساٹھ میل ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہ وسیع جگہ آدھی شہر اور آدھی کھیتی باڑی کی جگہ ہوگی۔ شہر کا اندرونی حصہ ایک اونچی دیوار سے گھرا ہؤا تھا۔ اور اس کے کھنڈرات اب تک موجود ہیں اور اُن کا حلقہ آٹھ میل کے قریب ہے۔ جس وقت یونہ وہاں گیا اُس وقت بھی وہاں محل اور شاہی مکانات موجود تھے جن کی عجیب و غریب قسم کی عمارت اور شوکت نے یونہ کے دل پر بڑا اثر پیدا کیا ہوگا۔ اور پتھر کے ٹکڑے جن پر تصویریں کھچی ہوئی تھیں اور وہ کتبے لکھے ہوئے تھے جن میں بادشاہوں کی فتوحات کے احوال درج تھے عام جگہوں میں نصب ہونے شروع ہو گئے تھے۔ ان پتھر کے ٹکڑوں کے وسیلے اُس وحشیانہ اور ظالمانہ طبیعت کا بہت پتا ملتا ہوگا جس سے دشمنوں کے ساتھ سلوک کیا جاتا تھا۔ ان پر ایسی تصویریں نظر آتی ہونگی جن سے معلوم ہوتا ہوگا کہ کہیں اسیروں کی ایک قطار کھڑی ہے جس میں کوئی نوک سنان پر ٹنگا ہؤا ہے۔ اور کہیں ایک گروہ دکھائی دیتی ہے۔ جس میں زندوں کی کھالڑیاں اُتاری جاتی ہیں۔ اور کہیں ایک اور جماعت نظر آتی ہے جہاں لوگوں کے گلے میں رسے پڑے ہوئے ہیں یا زبانوں میں میخیں ٹھکی ہوئی ہیں اور لوگ اُنہیں اِدھر اُدھر گھسیٹے پھرتے ہیں تاکہ فتحمندوں کے دل کو خوش کریں قبل ازیں کہ وہ اس صعوبت سے بھی زیادہ ہیبت ناک موت کے پنجے میں گرفتار ہوں۔ جیسی یہ جگہ دولتمند اور عالیشان تھی ویسی ہی بدکار بھی تھی۔ اور بعض باتوں میں سدوم اور عمورہ سے کچھ کم نہ تھی۔

یونہ کی نارضامندی۔ پہلے پہل تو یونہ نے اس ایشیاء کے بلکہ شاید یہ کہنا بجا

ہوگا کہ دنیا کے بڑے شہر کے سامنے اس بات کی منادی کرنے سے کہ "چالیس روز اور پھر نینوہ برباد ہو جائیگا" پہلو تہی کیا - اور اُس کی کتاب بیان کرتی ہے کہ کس طرح اس سے خداوند کے حضور سے بھاگنے کی کوشش کی - لیکن کس طرح اُس کا یہ ارادہ فسخ ہُوا - کس طرح اُس کو ایک بڑی مچھلی نے نگل لیا اور اپنے پیٹ میں رکھا جب تک کہ اُس نے اپنے گناہ کا اقرار نہ کیا اور پھر کس طرح آخرکار وہ ضروری ایمان اور دلیری سے ملبس ہوکر نینوہ کو گیا اور وفاداری سے اپنا پیغام سنانے لگا - کئی معترضوں نے یونہ کی مچھلی کو ایک ٹھوکر کا باعث سمجھا ہے - لیکن اگر ہم بائبل میں فوق العادت عنصر کا ہونا مان لیں تو پھر ایک خاص صورت کے فوق العادت کا اظہار فقط ایک جزوی یا تفصیلی معاملہ رہ جاتا ہے - یونہ ایک غیر معمولی خدمت کو انجام دینے کو بھیجا گیا تھا لہذا اس قصہ کے تمام حالات ایک عجیب قسم کے معجزے کے جوانکے برخلاف نہیں ہیں بلکہ اُس کی تصدیق کرتے ہیں ❊

اُس کی منادی کی تاثیر - جیسا اُس کا گمان تھا اُس کے بلکل برخلاف واقع ہُوا - یعنی اُس کی منادی نے لوگوں پر بہت تاثیر کی اور نینوہ نے توبہ کی اور خدا نے اُسے معاف کرنا چاہا - یونہ خدا کی اس برداشت کے سبب بہت رنجیدہ ہُوا - معلوم ہوتا ہے کہ اُس کا دل اسرائیل کی حالت سے اس وقت لبالب بھر رہا تھا - اور وہ خیال کرتا ہوگا کہ خدا کی یہ برداشت تو اسرائیل کو گناہ کرنے کی زیادہ جُرأت دلائیگی - پر اگر میں اس ہولناک خبر کے ساتھ سمرون کو واپس جاتا کہ نینوہ باوجود اپنی تمام شوکت کے برباد ہوگیا ہے - تو اس حالت میں زیادہ ممکن تھا کہ میری قوم کے دل میں ڈر پیدا ہوتا اور وہ توبہ کرتی اُس کا قصور اس بات میں تھا کہ اُس میں نینوہ کے ساتھ ہمدردی کرنے کی کمی پائی جاتی تھی ❊

ارنڈ کے درخت سے نصیحت - لیکن اُس کو ایک ایسی تمثیل سے جو لفظوں کی نسبت عمل کے وسیلے بیان کی گئی اور جو ارنڈ کے پیڑ سے وابستہ تھی تنبیہ کی گئی - یہ وہ پیڑ تھا جس سے کسٹر آئیل نکالا جاتا ہے اور جو دجلہ کے قریب بکثرت پایا جاتا تھا اور جو خشک زمین میں بلکہ ایسی جگہوں میں بھی کہ جہاں پتھر اور کنکر جمع ہوتے ہیں بہت جلد اُگتا اور بڑھتا ہے اس قسم کا ایک درخت یونہ کے کام آیا تھا - یعنی اُس نے اُسے دھوپ سے پناہ دی تھی - اور جب وہ سوکھ گیا تو وہ اُسے یاد کرکرکے بہت دلگیر ہُوا - خدا نے اُسے اس سے یہ سبق دیا کہ گو نینوہ اسرائیل کی طرح ایک عمدہ تاک کا درخت نہیں - بلکہ ارنڈ کی طرح ایک جنگلی

قسم کا بیج ہے تاہم بیج ہے۔ اس لئے بہت کچھ پیدا ہو سکتا ہے۔ ممکن ہے کہ اس سے بہتر سے بہتر کوئی
چیز اس کا نام کرتا ہو۔ پس اس کی بربادی کی طرف بڑے سنجیدہ نظر سے دیکھنا چاہئے۔ اور اس کا
نتیجہ ہمارا افسوس کی بجائے بڑی خوشی کا باعث ہونا چاہئے۔ جب یہوداہ سلطنت اس طرح ملامت
کے ساتھ یہ سبق سیکھ چکا تو اس وقت غالباً اپنے وطن کو لوٹا۔ کوئی وجہ نہیں کہ ہم اس ٹوٹے ہوئے
گنبد کو جو یہوداہ میں یوحنا کی قبر کہلاتا ہے۔ حقیقت میں اس کا مدفن مانیں۔ چند سالوں کے
بعد وہ غرض جس کے سبب سے خدا نے یہوداہ کو چھوڑ دیا تھا آشکارا ہوئی۔ یعنی یہوداہ خدا کا وہ مقرر
کردہ کوڑا تھا جس سے دس فرقوں کو ان کی بدکاری اور بے دینی کی سزا دی گئی اور وہ دیواریں
جنہیں سلیمان دیکھ کر بہت خوش ہوتا اس غرض کو پورا کرنے کو چھوڑ دی گئی تھیں کہ اس کے اسیر
ہموطن ان کے اندر رکھے جائیں ✣

عاموس کی نبوّت۔ دوسرا نبی جو یربعام ثانی کے وقت میں موجود تھا عاموس تھا۔
شروع میں وہ تقوع میں جو یہوداہ کی حدود میں واقع تھا چرواہے کا کام کیا کرتا تھا۔ لیکن جب
نبی کی خدمت کے لئے بلایا گیا تو بیت ایل میں سکونت اختیار کی۔ اور وہاں اس نے
بڑی دلیری اور جوش سے اس بربادی کی پیش گوئی کی جو اسرائیل اور دیگر مملکتوں پر
جھوم رہی تھی۔ (عاموس ۷ : ۱۳) اس نے بنی اسرائیل کو ان کے اخلاق کی بدی
اور عشرت پسندی کے سبب ملامت کی۔ اور بڑے بڑے آدمیوں پر انصاف میں طرفداری
دکھانے اور غریبوں پر ظلم کرنے کا الزام لگایا اور علامتی رؤیتوں کے ایک سلسلے سے
ان متواتر سزاؤں کو ظاہر کیا جو لوگوں پر نازل ہونے کو تھیں اور یہ پیش گوئی کی کہ دس
فرقے اسیر ہو کر غیر ملک میں پہنچائے جائینگے۔ لیکن یہ بھی بتایا کہ خداوند اسرائیل کے
گھرانے کو سراسر برباد نہ کریگا۔ بلکہ اسے غیر قوموں کے درمیان پاک و صاف کر کے پہلے
عروج کی نسبت زیادہ عروج عطا فرمائیگا۔ جب کہ داؤد کا گرا ہوا خیمہ از سر نو کھڑا
کیا جائیگا ✣

ہوسیع جو گویا اسرائیل کا یرمیاہ تھا۔ تیسرا نبی جس نے اس وقت دس فرقوں
کو خداوند کا پیغام پہنچایا ہوسیع تھا۔ اس نے یربعام ثانی کے عہد سلطنت کے آخر
میں نبوّت کرنا شروع کیا۔ اور ساٹھ برس تک اپنی آواز بلند کرتا رہا تاوقتیکہ ہوسیع کا
زمانہ نہ آیا جو کہ اسرائیل کے بادشاہوں میں سے آخری بادشاہ تھا۔ ہوسیع نبی اسرائیل

کے لئے ایسا ہی تھا جیسا یرمیاہ یہوواہ کے لئے تھا - یعنی رونے والا نبی - اُس کے صحیفہ کے بعض حصّہ کی غائت درجہ کی رقت اور غمناک طرز کو دیکھ کر نجات دہندہ کے وہ آنسو یاد آجاتے ہیں جو اُس نے یروشلم پر بہائے تھے - ہوسیع نے اپنی نبوتیں بالتخصیص دس فرقوں کے حق میں بیان کیں اور اُن میں اس مملکت کی ابتری کی ایک صاف مگر افسوسناک تصویر سامنے آتی ہے - اُس سے معلوم ہوتا ہے کہ بادشاہ اور شہزادے خونی اور بدکردار تھے (ہوسیع ۷: ۳ - ۷) بُت پرست کاہنوں نے اپنے شرمناک تیوہاروں اور فریب دِہ کلام کو تمام ملک میں پھیلا دیا تھا (ہوسیع ۴: ۱۲ - ۱۴ و باب ۱۰ و ۱۲ و ۱۳: ۲) سلطنت میں جو فریق پائے جاتے تھے وہ کبھی اسور سے مدد کے جویاں ہوتے تھے اور کبھی مصر سے (۲ سلاطین ۱۵: ۱۹ و ۱۷: ۴) اور اسی طرح ساری قوم انسان کی مدد پر تکیہ کرتی تھی (ہوسیع ۵: ۱۳ و ۷: ۸ - ۱۱ و ۸ و ۹ و ۱۰ و ۱۰: ۱۳ وغیرہ) دنیاوی اور گناہ آلود اشیاء کی پیروی میں افرائیم اُسی طرح سرگرم تھا جس طرح کنعان (۱۲: ۷ و ۸) اور ایک بے بنیاد محافظت کے نشے نے تمام لوگوں کی عقلوں کو مخمور بنا رکھا تھا - (۵: ۴ و ۱۲: ۸) خطرہ کے ایّام میں صرف لبوں سے توبہ کرتے تھے (۷: ۱۶) اور ان سب بدیوں کی جڑ یہ تھی کہ خدا اور اُس کے کلام کو فراموش کر دیا تھا (۴: ۱ - ۶ و ۸: ۱۲)

اس بادشاہت کی نزدیک آئی ہوئی تباہی - ایسے بیانات سے جیسے کہ ہوسیع کی کتاب میں پائے جاتے ہیں صاف روشن ہے کہ سلطنت کی بربادی سے پہلے بُت پرستی اُس روک سے بالکل نکل آئی تھی جو ایلیا اور الیشع اور اُن کے ساتھیوں کی محنتوں کے سبب سے اُس کے راستے میں حائل ہوئی تھی - افرائیم کی نیکی صبح کے بادل یا فجر کی اوس کی مانند گذر جانے والی نکلی - بس اس وقت سزا کا بادل سر پر جھوم رہا تھا اور طوفان برسنے کو تیار تھا - تاہم یہ اُمید موجود تھی کہ اچھے دن آئینگے جب خدا اسرائیل کو شبنم کی طرح تر و تازہ کریگا - اور اُس کی تقصیروں سے اُس کو شفا بخشیگا - نبی ان عبرت انگیز نظاروں کا دیر تک ذکر کرنا چاہتا ہے - لیکن اُس بات پر غور کرنے سے بہت دُکھ پاتا ہے جسے چھپانے کی جرأت نہیں کر سکتا - یعنی سلطنت کی آنے والی تباہی اُس عبارت سے بڑھ کر اور کوئی کلام زیادہ افسوسناک اور دلسوز نہیں جس میں خدا کی نسبت

یوں بیان ہوا ہے کہ گویا وہ نہیں جانتا کہ کس طرح اپنی غضب کی تندی کو افرائیم پر نازل کرے (۱۱: ۸) اُن حالات کو جن کے متعلّق یہ سزا کے فتوے بیان کئے گئے ہیں اچھّی طرح سمجھنے کے لیئے یہ ضروری امر ہے کہ اسرائیل کی سلطنت کے آخری بادشاہوں کی حکمرانی کے حال کا مطالعہ کیا جائے *

پانچویں فصل

آخری بادشاہوں کی حکمرانی - بُت پرستی تباہی میں انجام پاتی ہے

بادشاہ جو خونی اور بدکار تھے - صحرا میں چمنستان - چار اسوری حملے سلطنت کی کامل تباہی - دس فرقوں کا اسیر ہو کر اسور میں جانا - اسرائیل کے جلاوطن *

بادشاہ جو خونی اور بدکار تھے - اُن بادشاہوں کی تاریخ جو کہ یربعام ثانی کے بعد تخت نشین ہوئے صرف خونی اور بدکار بادشاہوں کی تاریخ ہے - یربعام کا بیٹا زکریا چھ مہینہ کی حکمرانی کے بعد کھلّم کھلا قتل کیا گیا - اور اُس کا قاتل سلوم صرف ایک ماہ کے لئے تخت نشین ہوا - اور اُس کے بعد ایک شخص کے ہاتھ سے جس کا نام مناحیم تھا اور جو اُس کے پاس ترصہ سے آیا تھا قتل ہوا اور مناحیم نے اُن پر جو اُس کے مخالف تھے ایسے ایسے ظلم کئے جن کا نام سنکر طبیعت میں غصّہ آجاتا ہے - وہ سمرون میں دس ماہ تک بادشاہی کرتا رہا - اور اُس کے بعد فقیاح نے صرف دو برس سلطنت کی اور پھر اُس کے کپتانوں میں سے فقح نے اُس کو جان سے مار ڈالا اور فقح بیس برس تک جو ایک غیر معمولی بات تھی اپنی جگہ پہ قائم رہا - مگر آخر کار وہ بھی ہوسیع کے ہاتھ سے مارا گیا - معلوم ہوتا ہے کہ لڑائی اور ابتری کے دن بیشتر اس کے کہ ہوسیع تخت نشین ہونے میں کامیاب ہوا گذر چکے تھے (دیکھو ۲ سلاطین ۱۶ اور ۱۷: ۱ جب وہ نو برس تک حکمرانی کر چکا تو اسور کے بادشاہ سلمنسر نے سمرون کو اپنے قبضہ میں کر لیا - ہوسیع اور اُس کے لوگ سلمنسر کے علاقہ میں پہنچائے گئے - اور دس

فرقوں کی بادشاہی کا خاتمہ ہوا ۔

صحرا میں چمنستان ۔ ان آخری بادشاہوں میں سے ایک بھی ایسا نہ تھا جو بدچلن اور بدکار نہ ہو بلکہ وہ نفرت انگیز عادات جن کی نسبت نبی ایسے زور و شور سے اُن کو آگاہ کرتے تھے اور ایسے اندوہ و نالے سے اُن پر افسوس کرتے تھے ۔ اُن بادشاہوں کے عہد میں روز افزوں ترقی کرتی گئیں ۔ تاہم اس گناہ کے تاریک بیان میں کہیں کہیں چمنستان بھی دکھائی دیتے ہیں ۔ ازاں جملہ ایک نہایت پُرتاثیر واقعہ فقح کے عہد سلطنت کے متعلق قلمبند ہے ۔ اور وہ یہ کہ ایک سخت لڑائی میں جو یہوداہ کے ساتھ ہوئی ایک لاکھ بیس ہزار اشخاص جو اُس بادشاہت سے علاقہ رکھتے تھے مارے گئے اور ۲ لاکھ عورتیں اور بچے اسیر ہو کر بہت سے لوٹ کے مال کے ساتھ سامریہ میں لائے گئے ۔ مگر شہر کے دروازہ پر عبید جو کہ خداوند کا ایک نبی تھا فتحمند فوج کو ملا ۔ اور اُس نے اُن کو کہا کہ خبردار ان غریب اسیروں پر سخت ظلم کر کے خدا کو غصہ نہ دلانا ۔ کیونکہ اُن کی یہ تکلیفیں اسی سبب سے ہیں کہ انہوں نے خدا کے ساتھ بے وفائی کی ۔ اور اب یہ خطرہ ہے کہ کہیں اُسی طرح کے اسباب کی وجہ سے اُسی قسم کی سزا تم پر بھی نازل نہ ہو ۔ یہ سن کر فتحمندوں نے اسیروں کے ساتھ بے نظیر نیک سلوک کیا ۔ یعنی اُن کو کپڑے اور جوتیاں پہنائیں اور اُن کو تیل سے مسح کیا اور کھلا پلا کر آسودہ کیا ۔ کمزوروں کو گدھوں پر سوار کر کے یریحو میں لائے اور وہاں اُن کو اُن کے بھائیوں کے درمیان بحال کیا ۔ یہ خوبصورت نظارہ اُسی طرح ہمارے حواس پر اثر ڈالتا ہے جس طرح وہ شیریں اور دلکش گانا ڈالا کرتا ہے جو نرسنگوں کی آواز اور جنگ کی دہشت انگیز شور و غل میں کان میں آتا ہے اور اس سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ بدترین زمانوں میں بھی اسرائیل کے درمیان چند راستباز اشخاص موجود رہتے تھے ۔ جو اپنے باپ دادوں کے خدا کی عزت کرتے اور اُس کی سزا سے ڈرتے تھے ۔

چار اسوری حملے ۔ اس عرصہ میں اسرائیل کی سلطنت پر چار اسوری بادشاہوں نے حملہ کیا یا اُسے دھمکایا ۔ پہلا حملہ سلمنزر ثانی نے کیا اُسے یاہو نے خراج دیا ۔ مگر اُس کا ذکر نوشتوں میں نہیں پایا جاتا ۔ لیکن کتبوں میں اُس کی طرف اشارہ پایا جاتا ہے ۔ دوسرا پُل نے حملہ کیا جو مناحیم کے عہد میں واقع ہوا ۔ (۲ ۔ سلاطین ۱۵ : ۱۹) اس بادشاہ کا نام شاہان اسور کی فہرست میں نہیں آتا پر گمان ہے کہ وہ بابل میں حکمرانی

کرتا تھا - تیسرا حملہ تگلت پلاسر دوم نے کیا - اور یہ فقح کے ایّام میں ہُوا - (۲ سلاطین ۱۵ : ۲۹) چوتھا حملہ سلمنذر چہارم نے کیا - اس وقت اسور کی سلطنت کی طاقت حدِ درجہ کو پہنچی ہوئی تھی - اور چونکہ مصر سے پُرانی حاسدانہ چھیڑ چھاڑ جاری تھی لہذا وہاں تک پہنچنے کے لئے ضروری تھا کہ جو سلطنتیں مصر اور اسور کے مابین واقع تھیں وہ سر کی جائیں - جب پُل نے حملہ کیا اُس وقت مناحیم نے اس بات کو قرینِ مصلحت سمجھا کہ اُس کو ایک ہزار توڑہ چاندی دیکر اپنی طرف کر لے تیسرے حملہ کی وجہ تگلت پلاسر نے کیا جو خداوند دجلہ کہلاتا تھا " یہ تھی یہوداہ کے بادشاہ آخز نے اس بادشاہ سے استدعا کی کہ اُسے شاہ اسرائیل فقح اور شاہ ارام رزین سے پناہ دے کیونکہ اُنہوں نے اُس کے برخلاف سازش کی تھی - اس یورش کے وقت وہ تمام سرحدی شہر جو شمال مشرق کی طرف واقع تھے شاہ اسور کے قبضہ میں آئے - اور یہ شہر قریباً وہی تھے جو بعشا کے عہد میں شاہ ارام نے لے لئے تھے - یعنی اُس نے عیون اور ابیل بیت معکہ اور ینوحہ اور قادس اور حصور اور جلعاد اور جلیل اور نفتالی کی ساری مملکت کو لے لیا اور لوگوں کو اسیر کر کے اسور کو لے گیا - اور اسی وقت تگلت پلاسر نے شاہ ارام رزین کو بھی شکست دیکر جان سے مار ڈالا - اور دمشق پر اپنا تسلّط جمایا اور اُس کے باشندوں کو قید کر کے اسور پہنچایا اور یوں دمشق کی ارامی بادشاہت کا خاتمہ کیا ✣

سلطنت کی پُوری پُوری بربادی - ہوسیع کے عہد میں اسرائیل کی رہی سہی مملکت پر سلمنذر چہارم نے جو اسور کا نیا بادشاہ تھا پھر حملہ کیا - اُس کا مقابلہ کرنا بے فائدہ تھا - لہذا ہوسیع نے خراج دینا منظور کیا لیکن کچھ عرصہ کے بعد خراج بند کر دیا اور ہوسیع مصر کے بادشاہ سوا یا سبا کو کے ساتھ عہد و پیمان کرنے لگا مصر کے بادشاہ نے اپنی سلطنت کے پُرانے دشمن کو پسپا کرنے کی خاطر اسرائیل اور یہوداہ کے بادشاہوں کو مدد دینے کا وعدہ کیا لیکن اُس نے اپنے وعدہ کو کبھی پُورا نہ کیا سلمنذر نے حملہ کیا اور اسرائیل کی سرزمین کو پامال کر ڈالا اور ہوسیع کو قید کر کے سمرون کا محاصرہ کیا ✣

دس فرقوں کا اسیر ہو کر اسور کو جانا - تین سال کے بعد سمرون جسے بنی زر خیز وادی کے سرے کے گھمنڈ کا تاج کہتا ہے خاک میں مل گیا - اسرائیلی اسور میں پہنچائے گئے اور اُن کا زیادہ حصہ صوبہ بدیان میں رکھا گیا - اور سمرون میں اسور اور دیگر ممالک سے

غیر لوگوں کو لاکر آباد کیا تاکہ وہ اُس برباد جگہ کو اپنے قبضہ میں لائیں۔ یہ لوگ پہلے پہل تو اپنے ہی بُتوں کی پُوجا کرتے رہے۔ مگر جب اُن کو شیروں اور دیگر درندوں نے اس غیر آباد سرزمین میں بہت تنگ کیا تو اُنہوں نے یہ خیال کیا کہ اس تکلیف کا سبب شاید اس سرزمین کے دیوتاؤں کا غضب ہے۔ لہذا اُنہوں نے ایک اسرائیلی کاہن کو اُس کی جلاوطنی سے واپس بلوایا۔ اور اُس سے اس زمین کے خدا کی عبادت کے بارہ میں کچھ سیکھا اور پھر یہوواہ کی عبادت اور بُتوں کی پرستش کو باہم ملا دیا۔ جن سمرونیوں کی نسبت ہم عزرا اور نحمیا کی کتابوں میں اور نئے عہدنامہ میں پڑھتے ہیں وہ ایسی ملی جلی(؟) مانگرل قوم کی اولاد تھے۔ اُس قوم کا ایک بقیہ آج تک موجود ہے اور نبلس میں جو قدیم سکم کا جدید نام ہے سکونت پذیر ہے ❖

اسرائیل کے جلاوطن۔ لیکن دس فرقوں کی بادشاہت پھر کبھی بحال نہ ہوئی اور نہ کبھی اُن اسیروں یا جلاوطنوں نے اکٹھے ہو کر کبھی واپس آنے کی کوشش کی ممکن ہے کہ اُن میں سے چند ایک یہودی جلاوطنوں کے ساتھ واپس آ گئے ہوں جن کو خورس بادشاہ کی طرف سے اپنے باپ دادوں کو سرزمین کو لوٹنے کی اجازت ملی۔ لیکن اس قوم کا اکثر حصہ اپنے ملک سے خارج رہا اور اس معاملہ کی نسبت کہ ان اسرائیلیوں کی اولاد کہاں پائی جاتی ہے۔ کئی گمان مُروّج ہیں۔ کئی وجوہات کی بنا پر تسلیم کیا جا سکتا ہے کہ اُن میں سے بعض ہند میں اور بعض امریکہ اور ایسی جگہوں میں جو اُن کی پہلی اسیری کی جگہ کے نزدیک تھیں آباد ہوئے۔ نئے عہدنامہ کے زمانہ میں اسرائیل کی تمام قوم اس طرح مخاطب کی جاتی تھی۔ "وہ بارہ فرقے جو تتر بتر ہیں"۔ (یعقوب ۱:۱) ❖

یہوداکی سلطنت

سلطنت کے علیحدہ ہونے سے لیکر اسیری تک

اور۲سلاطین کی کتاب۔۲تواریخ۔یشعیاہ۔یرمیاہ۔

پہلی فصل

اُن کی تاریخ کا خلاصہ

یہوداکے اُنیس بادشاہ۔تاریخ کے زمانے۔بادشاہوں کا شجرہ نسب۔مذہب میں کبھی ضعف اور کبھی تازگی کا آنا۔مابعد کی تاریخ +

یہوداکے اُنیس بادشاہ۔یہوداکی سلطنت دس فرقوں کی حکومت سے علیحدہ ہوکر چارسوبرس تک قائم رہی۔اس عرصہ میں اس پر ۱۹ بادشاہوں نے حکمرانی کی جوایک ہی خاندان یعنی داؤد کی نسل سے تھے۔اگرچہ اُس سلطنت کے بادشاہوں کا شمار بھی اُتنا ہی تھا جتنا اسرائیلی بادشاہوں کا تھا۔تاہم اُس کا دور اسرائیلی سلطنت کی نسبت ڈیڑھ سوبرس زیادہ تھا۔اسرائیلی بادشاہوں کا بار بار قتل کیا جانا ایک ایسا واقعہ تھا جس نے یربعام کے جانشینوں میں سے کسی ایک کے رشتہ عمر کو کاٹ

ڈالا - اور یہی سبب ہے کہ اسرائیل کے ۱۹ بادشاہوں نے صرف دو سو پچاس برس تک اور یہوداہ کے بادشاہوں نے چار سو برس تک حکمرانی کی ؛

تاریخ کے زمانہ - مذہبی اعتبار سے یہوداہ کی سلطنت چار زمانوں میں جیسا کہ ذیل کے نقشہ سے ظاہر ہے منقسم ہو سکتی ہے - اور یہ تقسیم مذہب کے کبھی تنزل پانے اور کبھی تازہ ہونے پر مبنی ہے - یہ بات بڑی غور طلب ہے کہ ان مختلف زمانوں کی مذہبی حالت ان بادشاہوں کی سیرت سے عجیب مشابہت رکھتی ہے جو تخت نشین ہوئے ان بادشاہوں کی شخصی تاثیر بہت بڑی تھی اور جب کوئی بادشاہ اپنی مرضی کی مضبوطی اور خصلت کی حماقت سے اس تاثیر کو قائم رکھنا چاہتا تھا تو عجیب نتائج پیدا ہوتے تھے اکثر اوقات یہ تاثیر بدی کی طرف مائل ہوتی تھی - لیکن کبھی کبھی نیکی کی طرف بھی راجع ہوتی تھی ؛

تاریخ کا خلاصہ

اسرائیل کے بادشاہ	نبی	حکمرانی کا عرصہ	بادشاہوں کے نام	تاریخ کے زمانے
یربعام	سمعیاہ ۔ عیدو	۱۷ سال	(۱) رحبعام	(۱) پہلا مذہبی ضعف اور پہلی مذہبی تازگی ۔ عرصہ ۸۶ سال
یربعام		۳ "	(۲) ابیاہ	
نداب ۔ بعشا ۔ ایلا ۔ زمری ۔ عمری	عزریاہ ۔ حنانی	۴۱ "	(۳) آساہ	
اخیاب ۔ اخذیاہ ۔ یہورام	یاہو ۔ یہازی ایل	۲۵ "	(۴) یہوسفط	
یہورام		۸ "	(۵) یہورام	(۲) دوسرا ضعف اور دوسری تازگی ۔ عرصہ ۷۰ سال
یہورام		۱ "	(۶) اخذیا	
یاہو		۶ "	(عتالیا)	
یاہو اور یہوآخز	ذکریا ابن یہویدع	۴۰ "	(۷) یوآس	
یوآس و یربعام ثانی		۲۹ "	(۸) امصیاہ	
ذکریا ۔ سلوم ۔ مناحیم ۔ فقحیاہ اور فقح	یوئیل و ذکریا دوم	۵۲ "	(۹) عزیا (یا عزریا)	
فقح	یسعیاہ و میکاہ	۱۶ "	(۱۰) یوتام	
فقح اور ہوسیع		۱۶ "	(۱۱) آخذ	
ہوسیع	نحوم	۲۹ "	(۱۲) حزقیاہ	
		۵۵ "	(۱۳) منسّی	(۳) تیسرا ضعف اور تیسری تازگی عرصہ ۸۸ سال
		۲ "	(۱۴) امون	
	صفنیاہ اور یرمیاہ	۳۱ "	(۱۵) یوسیاہ	
		$\frac{1}{4}$ "	(۱۶) یوآخز	(۴) آخری ضعف عرصہ قریباً ۲۳ سال
		۱۱ "	(۱۷) یہویقیم	
	حبقوق	$\frac{1}{4}$ "	(۱۸) یہویکین	
	عبدیاہ	۱۱ "	(۱۹) صدقیاہ	

کبھی مذہب میں ضعف آنا اور کبھی اُس کا تروتازہ ہونا۔ رجعام اور ابیام کے عہد میں مذہب میں تنزّل آیا۔ لیکن آسا کے وقت میں اُس نے پھر تروتازہ ہونا شروع کیا اور یہوسفط کے ایام میں مذہبی تازگی پورے پورے درجہ کو پہنچی۔ دوسرا مذہبی تنزّل یہورام کی حکمرانی سے شروع ہُوا جو کہ اخی اب اور ایزبیل کا نواسا تھا اور کئی بادشاہوں کے زمانہ میں پے درپے جاری رہا حتّٰے کہ آخز کے عہد میں روحانی تھرما میٹر کا پارا سب سے کم درجہ پر جا گرا۔ لیکن اس شب دیجور کے سب سے تاریک گھنٹہ کے بعد صبح صادق کی سپیدی نمودار ہوئی یعنی آخز کے بیٹے اور جانشین حزقیاہ کے ماتحت فضائے عالم پھر نورانی ہوئی۔ لیکن منسّی کے عہد میں پھر ایک نیا تنزّل شروع ہُوا۔ اور وہ ایسا ہیبتناک تھا کہ ویسا آگے کبھی نہ ہُوا تھا لیکن اس کے بعد منسّی کے پوتے یوسیا کے دنوں میں ایک نئی اور نہایت دلچسپ تازگی شروع ہوئی تاہم بدی نے ایسی گہری جڑ پکڑلی تھی کہ بہت کم سچی اصلاح واقع ہوئی یوسیاہ کے فرزند اور جانشین یوسیا کا سا مزاج نہ رکھتے تھے۔ لہٰذا پُرانے گھاؤ پھر پھوٹ نکلے اور جب بابل کی اسیری کی مصیبت واقع ہوئی تو اُس کے ساتھ ہی یہودا کی بادشاہت کی رونق بھی جاتی رہی ✣

مابعد کی تاریخ۔ اور اگر مابعد کی تاریخ بھی اسی نظر سے دیکھی جائے تو یہ کہا جا سکتا ہے کہ اُس آخری تنزّل کے بعد جس کا ذکر اوپر ہُوا پھر ایک مذہبی تازگی واقع ہوئی جب کہ زروبابل اور اُس کے ساتھی یروشلم کو واپس آئے اور اُنہوں نے ہیکل کو پھر تعمیر کیا۔ اس کے بعد فریسیوں کا برپا ہونا اور روائتوں کے لئے طریق کا جس کی حمائت فریسی کرتے تھے پیدا ہونا ایک تازہ تنزّل کا نشان تھا۔ اور اس تنزّل کے سب سے تاریک نشان یہ تھے کہ اُس کے دور میں لوگوں نے مسیح کو رّد کر کے مصلوب کیا۔ پھر یروسلم برباد ہُوا اور یہودی تتر بتر ہو گئے۔ اور گو اس تنزّل کی حالت دو ہزار برس سے زیادہ جاری رہنے کو تھی۔ لیکن نبوّت کے یقینی کلام کے مطابق اس کے بعد سب مذہبی تازگیوں سے بڑی تازگی واقع ہونے والی تھی۔ جبکہ یہودا اور اسرائیل ایک تن ہونے والے تھے اور اُن کا پھر قبول کیا جانا ایسا ہونے کو تھا جیسا مُردوں میں سے جی اُٹھنا (رومی ۱۱ : ۱۵) ✣

دوسری فصل

پہلا مذہبی تنزّل اور پہلی مذہبی تازگی

رحبعام ۔ سیسق کا حملہ ۔ ابیام ۔ اسرائیل کے ساتھ لڑائی ۔ آسا ۔ کوشیوں کا حملہ ۔ یہوسفط ۔ مذہبی تازگی ۔ اخی اب کے ساتھ صلح ۔ یاہو کے وسیلے سزا پانا ۔ موآبیوں کے ساتھ لڑائیاں ✤

رحبعام ۔ جب رحبعام سکم سے جہاں لوگوں نے اُس کی اطاعت سے انحراف کیا۔ لوٹ کر یروشلم میں واپس آیا تو پہلے یہ خیال اُس کے دل میں آیا کہ لشکر جمع کر کے مفسد فرقوں کو پھر اپنا مطیع بنائے سو اُس نے ایک لاکھ اسّی ہزار اشخاص اس کام کی انجام دہی کے لئے جمع کئے ۔ لیکن سمعیاہ نبی کی معرفت خدا نے اُس کو منع کیا ۔ اور اس حکم کے سبب سے لڑائی رُک گئی ۔ پر گو وہ اپنی اس تدبیر کو پورا نہ کر سکا تاہم اُس کی زندگی سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ اپنے بچاؤ کے لئے خدا کی رحمت اور برکت پر بھروسہ کرنے کی بجائے جنگی تدبیر پر زیادہ تکیہ کیا کرتا تھا ۔ لہٰذا اُس نے اپنی سلطنت کی بڑی بڑی جگہوں کو مضبوط کرنا شروع کیا ۔ چنانچہ اپنے دو فرقوں کے علاقہ میں کم از کم پندرہ مقاموں میں قلعے بنوائے اور فوجیں تعینات کیں ✤

سیسق کا حملہ ۔ تھوڑے عرصہ کے بعد وہ کاہن اور لاوی جو تمام فرقوں میں تتر بتر ہو گئے تھے ۔ اُس کے جھنڈے تلے جمع ہوئے ۔ اور اُس کی وجہ غالباً یہ تھی کہ جب یربعام نے دیکھا کہ وہ میری مرضی کے تابع نہیں تو اُنہیں اُن کے عہدوں سے خارج کر دیا اور اُن کی جگہ ادنےٰ درجہ کے لوگوں کو بھرتی کر لیا ۔ رحبعام جب تک کہ اپنے عہدہ پر مستقل طور پر قائم نہ ہؤا ۔ یہوواہ کی مقرّری عبادت کے حقوق ظاہری طور پر ادا کرتا رہا ۔ لیکن جب تخت نشین ہوئے تین سال گذر گئے تو اُس نے اپنی اصل طبیعت کا جوہر دکھانا شروع کیا اور خداوند کی شریعت سے بالکل منحرف ہو گیا ۔ اُس کی بیشمار جوروؤں نے بھی اُس پر وہی مخرب الاخلاق اثر ڈالا جو اُس کے باپ سلیمان کے لئے ایسا مُضر ثابت ہؤا تھا ۔ اب سیسق یا سیسہانک شاہ مصر (دیکھو صفحہ ۲۹۳) ایک لشکر جرار

لیکر اُس پر چڑھ آیا اور اُن شہروں پر جنہیں اُس نے بڑی خبرداری سے مضبوط کیا تھا اپنا تسلط جما لیا۔ اور یروشلم میں داخل ہو کر ہیکل اور شاہی محل کے خزانوں کو لُوٹا۔ لیکن شہر کو تباہ نہ کیا۔ سیسق بڑا فتح نصیب بادشاہ تھا اُس کے عظیم کارنامے مصر کے مندروں کی دیواروں پر تفصیلوار چمک رہے ہیں۔ اور یہ بات نہایت دلچسپ ہے جو چمپولین صاحب نے دریافت کی ہے۔ کہ اُن شہروں کی لمبی فہرست میں (اور یہ فہرست کارنگ کے بڑے مندر میں پائی جاتی ہے) جو سیسق نے فتح کئے "یودا ملکی" کا نام پایا جاتا ہے جس سے یہوداہ کی سلطنت مُراد ہے لیکن اس شکست سے رحبعام کے لئے مبارک نتائج پیدا ہوئے۔ یعنی اُس نے پھر از سرِ نو اپنے تئیں خدا کے حوالہ کر دیا۔ اور اگرچہ رحبعام اور یربعام میں لڑائی جاری رہی تو بھی یہوداہ کی سلطنت نے تقویت پائی اور سب باتیں اچھی طرح سے انجام کو پہنچیں۔

ابیاہ ۔ اسرائیل کے ساتھ لڑائی ۔ رحبعام کے بعد ابیام یا ابیاہ تخت نشین ہوا۔ وہ تین سال تک حکمرانی کرتا رہا۔ اُس کے نام پر یہ دھبا لگا ہوا ہے کہ اُس نے اپنے باپ کی اُن سب گناہوں میں پیروی کی اور اُس کے دل کا شوق خداوند اُس کے خدا کی طرف کامل نہ تھا۔ لیکن اُس نے اپنی حکمرانی کے تھوڑے سے عرصہ میں ایک دفعہ ایک ایسا کام بھی کیا جو دوسرے زمانوں کے بہادروں کی مانند تھا۔ یعنی مذہبی جوش سے تحریک پاکر جیسا کہ اکثر اس قسم کے جوش و خروش سے قوم کی قوم تھوڑے عرصے کے لئے حرکت میں آ جاتی ہے اُس نے صمرائیم پر جو کہ افرائیم کا ایک پہاڑ تھا اپنی سپاہ کی ہمت بڑھائی تاکہ اسرائیل کی بے شمار فوج کے ساتھ دلیری سے لڑے اور اس کا یہ نتیجہ ہُوا کہ یربعام نے شکست فاش کھائی اور اُس کی فوج میں سے بہت لوگ مارے گئے اور اُس کی سرحد سے کئی شہر یہوداہ کے قبضہ میں آ گئے لیکن مذہب کی حالت بدستور گری ہوئی تھی۔ اور ملک میں اونچی جگہیں اور مُورتوں اور اجنبی دیوتاؤں کے مذبح برابر قائم تھے۔

آسا اور کوشیوں کا حملہ ۔ ابیام کے بعد آسا تخت نشین ہُوا اُس کی حکمرانی کا عرصہ چالیس سال تھا۔ وقت کے اعتبار سے اُس کا عہد ساؤل اور داؤد اور سلیمان کے عہد سے مشابہ تھا۔ اسرائیل کی سلطنت صمرائیم کی لڑائی کے سبب سے ایسی چکناچور

ہو گئی تھی کہ آسا کی سلطنت کے شروع میں ہر طرح کا امن پایا جاتا تھا۔ اور اُس نے اس موقع کو غنیمت جان کر بُت پرستی کے ستونوں کو مسمار کیا اور اُن تمام جگہوں کو مرمّت کر کے مضبوط کیا جنہیں شاہ مصر نے اُس کے دادا کے عہد میں برباد کر دیا تھا۔ لیکن چند سال کے بعد ایک نئے خطرے نے جنوب کی طرف سے صورت دکھائی۔ ایک کوشی یا اتھیوپین شہزادہ جس کا نام زارح تھا۔ دس لاکھ سپاہ اور تین سو گاڑیاں لیکر اُس پر چڑھ آیا۔ اور مریسہ کے بیچ صفاتہ کی وادی میں آسا کی فوج نے اس زور آور لشکر کا مقابلہ کیا اور ایمان میں مضبوط ہو کر اُن کو شکست فاش دی اور جرار تک اُن کا تعاقب کیا۔ اگرچہ ان مقامات کی اصل جائے وقوع یقینی طور پر معلوم نہیں۔ تاہم کہہ سکتے ہیں کہ یہ لڑائی اور لڑائی کے بعد تعاقب انہیں مقاموں کے نزدیک واقع ہؤا۔ جہاں ابراہیم اور اضحاق قریبًا ہزار برس پہلے رہا کرتے تھے۔ اور ہم آسانی سے خیال کر سکتے ہیں کہ آسا بادشاہ اس جگہ ان روائتوں اور وعدوں کو یاد کرتا ہو گا جو ان بزرگوں کو نصیب ہوئے۔ اور کہ اُن کے ایمان کو یاد کر کے اُس نے ایمان کی تقویت پائی ہو گی۔ معلوم ہوتا ہے کہ اس لڑائی کا نتیجہ بہت ہی مبارک ہؤا۔ اور واپس آکر عودد نبی کی ترغیب سے آسا نے لوگوں کو جمع کیا جن میں شمعون اور افرائیم اور منسّی کے گھرانوں سے بھی بہت لوگ شامل تھے اُنہوں نے اس موقعہ پر سنجیدگی کے ساتھ یہ عہد و پیمان کیا۔ کہ ہم اپنے سارے دل سے اور اپنی ساری جان سے خداوند اپنے باپ دادوں کے خدا کو ڈھونڈھینگے۔ لیکن آسا کا ایمان اُس کو حکمرانی کے پچھلے حصّہ میں پہلے کی نسبت کسی قدر کمزور ہو گیا تھا۔ چنانچہ جب اسرائیل کا بادشاہ بعشا رامہ کو اس لئے مضبوط کر رہا تھا۔ کہ یہوداہ کی سلطنت کی آمد و رفت شمال کی جانب بند کر دے اُس وقت آسا نے فوج کا فوج کے ساتھ مقابلہ کرنے کے خیال سے آرام کے بادشاہ بن ہدد سے امداد کی استدعا کی اور کچھ روپیہ نذر دیکر اُس سے بعشا کی شمالی سرحد پر حملہ کروایا۔ اس موقعہ پر ایک وفادار نبی جس کا نام حنانی تھا اور جس نے آسا کو اُس کے ایمان کی کمی سے آگاہ کیا تھا قید میں ڈالا گیا۔ اور پھر جب بادشاہ کے پاؤں میں روگ ہؤا تو اُس وقت کی نسبت بھی یہ لکھا ہے کہ خداوند کا نہیں بلکہ طبیبوں کا طالب ہؤا۔ اغلب ہے کہ جب بادشاہ کے ایمان میں ضعف آیا تو اس کے ساتھ ہی لوگ پھر بُت پرستی میں گرفتار ہو گئے ✦

یہوسفط اور مذہبی تازگی۔ آسا کے بعد اُس کا بیٹا یہوسفط حکمرانی کرنے لگا اور پچیس برس تک فرمانروا رہا۔ اُس کے تین سال پہلے اخی اب سمرون کے تخت پر متمکن ہُوا۔ بعض باتوں میں اسرائیل کے بدترین بادشاہ کا مضرت رساں اثر اس بادشاہ کے نیک اثر سے جو یہوداہ کے نیک ترین بادشاہوں میں سے تھا بہت بڑھنے نہ پایا۔ یہوسفط کے عہد میں سلطنت نے ازسرنو وہی اقبالمندی پھر بہت درجہ تک حاصل کی جو اُسے داؤد کے ایّام میں نصیب تھی۔ اور معلوم ہوتا ہے کہ یہوسفط داؤد سے بہت شباہت رکھتا تھا۔ (۲ تواریخ ۱۷: ۳) جن کاموں کا بیڑا اُس نے اپنے عہد میں اُٹھایا اُن میں سے ایک یہ کام تھا۔ کہ اُس نے ہوم مشن کا وسیع کام جاری کیا اور لوگوں کو تعلیم دینے کے کام میں شہزادے اور لاوی کی مدد کرتے تھے۔ پھر کچھ عرصہ کے بعد بادشاہ نے تمام ملک میں بذات خود ایک مشنری دورہ کیا بدیں غرض کہ اس کی رعیت میں دینداری کا شوق پیدا ہو۔ اور جب یہوسفط پر خدا کی برکت کے آثار آشکارا ہوئے تو آس پاس کی ریاستوں پر اُس کی دہشت چھا گئی اور وہ اُس کے پاس ہدیہ لائیں۔ اور اس کے ساتھ ہی اُس نے ایک بڑی فوجی جمعیت بہم پہنچائی اور قاضی اور حکام ملک کے متعلق وہ فرائض ادا کرنے لگے جو داؤد نے تجویز کئے تھے +

اخی اب کے ساتھ صلح۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہوسفط نے اُن خرابیوں کو جو یہوداہ اور اسرائیل کے باہمی نفاق سے پیدا ہوئیں خوب محسوس کیا لیکن اس جدائی کا علاج اس کی طاقت سے بعید تھا تاہم اس غرض سے کہ اُن خرابیوں میں سے بڑی بڑی دفعہ ہو جائیں وہ اسبات کی طرف راغب ہُوا کہ اخی اب کے ساتھ صلح کرے اور اُس کے ساتھ اُس لڑائی میں شامل ہو جو وہ رامات جلعاد پر ارامیوں کے ساتھ کر رہا تھا۔ پر معلوم ہوتا ہے کہ شاہ یہوداہ کے دل میں اس معاملہ کی درستی کی نسبت شکوک تو پیدا ہوئے تھے۔ مگر جب یہ تجویز اُس کے سامنے رکھی گئی تو اُس نے انکار کرنے کی ہمّت نہ پائی +

یاہو کے وسیلے سزا پانا۔ رامات جلعاد جو اب اسالت کہلاتا ہے جلعاد کے ضلع میں ایک نہائت محکم مقام تھا اور ایک پہاڑی پر واقع تھا جو چاروں طرف بلوط دار پہاڑوں سے گھری ہوئی تھی اور وہ عمدہ خطہ جو ارام اور یردن کے مابین حائل ہے اُس کے سامنے موجود تھا۔ لیکن یہ مضبوط جگہ اب تک ارامیوں کے قبضہ میں تھی۔ اور اُس کو اُن کے پنجے سے چھڑانے کے لئے جو کوشش

ان دونو بادشاہوں نے متحد ہو کر کی وہ ناکام نکلی اخی اب تو لڑائی میں کام آیا یہوسفط بڑی
مشکل سے جانبر ہُوا - جب وہ اپنے ملک کو واپس آرہا تھا اُسے یاہو نبی راستے میں ملا
اور اُسے بے دینوں کی حمایت کرنے کے سبب سے بڑی ملامت کی - اور شاید اُس کو
یہ بھی جتایا کہ اخی اب کی مدد کرنے کے عوض زیادہ بہتر یہ ہوتا کہ وہ اُس کی تندی سے
ایلیاہ نبی کو پناہ دیتا ؛

موآبیوں سے لڑائی - لیکن اس کے بعد جب وہ امون اور موآب اور ادوم
کی فوجوں کے ساتھ جنگ کرنے لگا تو اُس نے نہایت عمدہ طبیعت ظاہر کی - ان
قوموں کا ایک بھاری لشکر بحیرۂ مردار کے مغربی کنارے سے عین جدی تک بڑھ
آیا تھا - جہاں داؤد نے ساؤل سے پناہ پائی تھی - اور سلیمان نے تاکستان لگائے
تھے - لیکن یہوسفط اُن کے مقابلے کے لئے ایمان سے مستعد ہو کر آگے بڑھا اُس
کی فوج زبور گاتی جاتی تھی اور آگے بڑھتی جاتی تھی لیکن حملہ کرنے کی نوبت نہ آئی کیونکہ جنہوں نے اُس
پر خلاف سازش کی تھی وہ خود آپس میں لڑ پڑے اور قبل ازیں کہ یہوسفط کی فوج اُن
کے مقابل صف آرا ہو میدان مقتولوں کی لاشوں سے بھر گیا - اور قریباً انہیں ایام
میں کسی وقت وہ اسرائیل اور ادوم کے بادشاہوں کے ساتھ موآبیوں سے لڑنے کو
نکلا - یہ وہی موقع تھا جبکہ الیشع فوج کے ساتھ گیا تھا - (دیکھو صفحہ ۱۳۱) معلوم ہوتا
ہے کہ یہوسفط ایسے مزاج کا آدمی تھا - کہ اوروں کی بات کو جلد ہی مان لیتا تھا اُس
میں اتنی دلیری نہ تھی کہ اخی اب کے گھرانے کی تجویزوں کی مخالفت کرتا پس اُس
نے اُس کی ترغیب سے اس درجہ تک کھلم کھلا اُس کی پاسداری کی کہ ضرور اُس
پاسداری کے سبب سے اس کی ذاتی دینداری کے اثر کو نقصان پہنچا ہوگا - اخی اب کے
گھرانے کے ساتھ میل کرنے کے بُرے نتائج زیادہ وضاحت کے ساتھ اُس وقت
نظر آئے - جبکہ اُس کا بیٹا تخت نشین ہُوا - اُس کے ساتھ پھر ایک تاریک زمانہ شروع
ہُوا اور پیشتر اس کے کہ یہوسفط جیسے اشخاص شاہی عصا کو ہاتھ لگائیں کئی پشتیں
گذر گئیں ؛

تیسری فصل

دُوسرا تنزّل اور دوسری تازگی

یہورام۔ اُس کی سزائیں۔ یہوآخذ۔ عتالیا۔ اُس کے گناہ۔ یوآس۔ ارام کے ساتھ لڑائی۔ امصیا۔ عزّیا۔ یوتام۔ فقح اور رضین کا اُسے دھمکانا۔ آخذ۔ برملا بے ایمانی۔ اسور کے۔ تہ میل۔ سزقیاہ مذہبی تازگی۔ سنحرب کے ساتھ لڑائی۔ سنحرب کا آگے بڑھنا۔ اُس کی بربادی۔ جھونکا۔ اس واقعہ کا نتیجہ۔ ستونوں کے کھتبے۔ حزقیاہ کی عمر کا بڑھ جانا۔ یوایل۔ یشعیاہ۔ اُس کی نبوّت کے دو حصّے۔ آنے والے واقعات کی طرف اُس کے اشارے۔ اُس کا اثر۔ میکاہ۔ نحوم۔ آنے والا طوفان +

یہورام۔ اُس کی سزائیں۔ یہورام کی عمر ۳۲ سال کی تھی جب وہ اپنے باپ کی جگہ تخت پر بیٹھا اور آٹھ سال تک حکمران رہا۔ اُس کی بیوی عتالیا کا زہریلا اثر جو (۲ تواریخ ۲۲ : ۲) میں عمری کی بیٹی اور (۲ تواریخ ۲۱ : ۶) میں اخی اب کی بیٹی کہلاتی تھی بہت جلد محسوس ہونے لگا۔ اُس نے تخت نشین ہونے کے بعد اُس ظلم اور حسد کی رُوح سے جو بُت پرستی سے پیدا ہوتی ہے معمور ہو کر اپنے بھائیوں کو مار ڈالا۔ اور اپنی بادشاہت میں بُت پرستی کو فروغ دیا اور اُس نے نفرت انگیز رسمیں ایذا دے کر ادا کروائیں۔ پر یہ پُر ظلم بغاوت جو اسرائیل کے احکم الحاکمین کے برخلاف کی گئی بہت مدّت تک سزا کے بغیر نہیں رہ سکتی تھی۔ پس ادومیوں کی بغاوت اور لبنہ کی سرکشی کے وسیلہ جو کہ جنوبی علاقہ میں ایک بڑا قلعہ تھا اور اس طرح اُن تکلیف دہ حملوں کے وسیلے جو فلسطیوں اور عربیوں اور اتھیوپیوں نے کئے جو غالبًا لبنہ سے آگے بڑھ کر اُس کی مملکت میں داخل ہوئے اور اُس کے چھوٹے بیٹے کو چھوڑ کر باقی سب خاندان کو لے گئے اور نیز انتڑیوں کی اُس خطرناک بیماری کے ذریعے جو اُس کی موت کا سبب ہوئی یہورام پر یہ بات بخوبی ظاہر کی گئی کہ خطا کاروں کی راہ کٹھن ہے۔ امثال ۱۳ : ۱۵ +

اخذیا۔ اُس کے بیٹے اخذیا (یا یہوآخذ) نے شاہانہ زندگی کی شیرینی اور تلخی کا تھوڑی دیر کے لئے مزہ چکھا۔ اس کی ماں کی بُری صلاح نے اُس کو باپ کے تجربہ

سے فائدہ اُٹھانے نہ دیا لہذا اپنے باپ کے بُرے نمونہ پر چلا۔ اور بُت پرستی کو ترقی دیتا رہا
اُس نے یہورام شاہ اسرائیل کی حمایت کی جو کہ اُس کی ماں کا بھائی تھا۔ اور اُس وقت
رامات جلعاد کو ارامیوں کے قبضہ سے چھڑانے کی تازہ کوشش کر رہا تھا۔ اس
لڑائی میں اسرائیل کا بادشاہ زخمی ہوا اور جب اخزیاہ اُس کو یزرعیل میں دیکھنے گیا تو
تو دونو بادشاہوں پر یاہو نے یکایک حملہ کیا اور اُن کو جان سے مار ڈالا۔ اخزیاہ نے صرف
ایک سال تک بادشاہت کی ❖

عتلیاہ اور اُس کے گناہ۔ یروشلم کے لوگوں کے درمیان اس خبر نے تہلکہ مچا
دیا ہوگا کہ یاہو نے اخیاب کے تمام گھرانے کو منہدم کر ڈالا ہے اور اُن میں اخزیاہ اور
اُس کے بیالیس رشتہ دار بھی شامل ہیں۔ لیکن یروشلم میں ایک عورت تھی جس پر
اِن ہیبت انگیز سزاؤں نے کچھ بھی دہشت پیدا نہ کی اور نہ اُسے حلیم اور فروتن بنایا۔
اور وہ عتلیاہ تھی گمان ہے کہ وہ ملکہ ایزبل کی بیٹی تھی جس کے خون کو یزرعیل کے کتوں
نے ابھی ابھی چاٹا تھا اور یہورام شاہ اسرائیل کی بہن تھی جو ابھی ابھی یاہو کے ہاتھ سے
قتل ہوا تھا اور یہورام شاہ یہوداہ کی جورو تھی جس کی انتڑیاں اُس وقت جبکہ خدا کے ہاتھ نے
اُسے مارا نکل پڑی تھیں۔ وہ شاہ اخزیاہ اور دوسرے جوانوں کی ماں تھی جو تھوڑا عرصہ
ہوا کہ یاہو کی بدلا لینے والی تلوار سے مارے گئے تھے۔ یہی وہ عورت تھی جس نے نہ
تو ان خوفناک سزاؤں سے دہشت کھائی اور نہ اپنے آپ کو پست کیا۔ اگر ہم اس
عورت کو سکاٹ لینڈ کی لیڈی میکبتھ سے مقابلہ کریں تو ایسا کرنا اُس کی عادات
کا ایک ملائم سا خاکہ کھینچا ہوگا۔ یہ عورت مذکورہ بالا خوفناک خونریزیوں کی خبر پاکر اُٹھی
اور اپنے سب پوتے پوتیوں کو قتل کر ڈالا۔ اور یہوداہ کے شاہی خاندان کے سب لوگوں
کو صفحۂ ہستی سے مٹا دیا۔ صرف اخزیاہ کا ایک چھوٹا بیٹا جس کا نام یوآس تھا خفیہ
اس عورت کی تلوار سے بچ نکلا۔ چھ سال تک تمام مملکت اُس کے ظلم سے کراہتی رہی
اور ہم قیاس کر سکتے ہیں کہ خدا کے بندوں پر کیسی مصیبت گذرتی ہوگی۔ لیکن اس زمانہ
کے اختتام میں ایک انقلاب وارد ہوا اور وہ یہ کہ سردار کاہن یہویدع کے زیر سایہ
یوآس بادشاہ ممسوح کیا گیا۔ اور اس بدنام عورت نے جس کی سخت دلی کے سبب
سے ملک پر اس قدر مصیبت وارد ہوئی تھی اپنی شرارت کا واجبی بدلا پایا۔ اور اُسی

وقت وہ ہیکل جو بعل کے لئے یروشلم میں بنائی گئی تھی مسمار کی گئی۔ اور اس بت پرستی کو انجام دینے والا سردار کاہن اپنے مذبحوں اور مورتوں کے ڈھیر کے درمیان قتل کیا گیا ✤

یوآس۔ ارام کے ساتھ لڑائی ۔ سات برس کی عمر سے یوآس نے حکمرانی شروع کی اور چالیس برس تک حکمران رہا۔ معلوم ہوتا ہے کہ اس نے اپنی وادی عتالیا کی اپنی مرضی کی جگہ اپنے پردادے یہوسفط کی ملائم مزاجی ورثہ میں پائی تھی اور جب تک یہویدع جیتا رہا تب تک یوآس خدا کی شریعت کی بظاہر عزت کرتا رہا۔ لیکن اس کاہن کی وفات کے بعد وہ اخی اب کے گھرانے کے طریق پر چلنے لگا۔ اور اس درجہ تک گمراہ ہوا۔ کہ یہویدع کے بیٹے ذکریا کو جس نے بڑی وفاداری کے ساتھ اس کے گناہوں کے سبب سے اس کو ملامت کی تھی جان سے مروا ڈالا۔ اس کے عہد سلطنت میں حزی ایل شاہ آرام نے جات پر جو جلیات فلسطی کا پرانا شہر تھا حملہ کیا اور وہ یروشلم کا بھی محاصرہ کرتا اگر خداوند کے گھر کے خزانوں سے بہت روپیہ نذر کیا جاتا۔ لیکن کچھ مدت بعد ارامیوں کی چھوٹی سی فوج نے اس کے بہت سے لوگوں کو قتل کر ڈالا کیونکہ خدا نے ان کو اس بے وفائی کے سبب جو عہد شکنی میں ظاہر ہوئی تھی ترک کر دیا تھا۔ اور لکھا ہے کہ یوآس کو ارامیوں نے زخمی حالت میں چھوڑا۔ لیکن اس کمبخت آدمی نے بہت جلد معلوم کیا کہ میں دوستوں کے ہاتھوں میں دشمنوں کی نسبت کچھ بہتر حالت میں نہیں۔ کیونکہ اس کے خادموں نے سازش کر کے اس کو اس کے بستر پر مار ڈالا ✤

امصیا ۔ اس کا بیٹا امصیا جس نے انتیس سال بادشاہت کی بہت کچھ باپ کی سی خصلت رکھتا تھا۔ اس کے عہد کا سب سے بڑا واقعہ یہ تھا کہ ادوم کے ساتھ لڑائی کی۔ اور اس میں وہ فتحیاب ہوا اور ایک لڑائی اسرائیل کے ساتھ ہوئی۔ لیکن اس میں اس نے شکست فاش کھائی۔ گو اس نے خداوند کی بندگی اور خدمت کے ساتھ اپنی حکمرانی شروع کی تھی۔ تاہم جلد بت پرستی کے گرداب بلا میں مبتلا ہو گیا چنانچہ بڑے شوق سے اپنی مفتوح رعیت کے دیوتاؤں کو ادوم سے لایا۔ اور انہیں اپنے معبود سمجھ کر ان کی پرستش کرنے لگا۔ امصیا بھی اپنے باپ کی طرح سخت موت سے مرا

یعنی اُسے بھی اُس کے خادموں نے لکیس میں قتل کیا۔ جو حالت سلطنت کی مالی اور دینی اعتبار سے اُس وقت ہو گئی اُس میں اور اُس خوشحال حالت میں جو یہوسفط کے زمانہ میں پائی جاتی تھی۔ کیسا عجیب فرق نظر آتا ہوگا۔

عزریا۔ اُس کے جانشین عزیا (عزریا) کی حکمرانی کا عرصہ یہودا کے سب بادشاہوں سے زیادہ تھا۔ یعنی وہ باون برس تک راج کرتا رہا۔ عزیا بڑا ہوشیار اور دانا بادشاہ تھا اس کی لیاقت ملکی نظم ونسق کے بارہ میں داؤد کی لیاقت کی مانند تھی۔ علم فلاحت میں وہ بہت کامیاب نکلا۔ اور ان لیاقتوں پر یہ اضافہ ہوا کہ فن انجنیرنگ کی طرف اس کا دل عجیب طور پر مائل تھا۔ اور اُس کا یہ لگاؤ نہ صرف قلعوں کی ساخت میں نمایاں ہوا بلکہ اسلاح بنانے اور پتھر پھینکنے کی کلوں کے ایجاد کرنے میں بھی ظاہر ہوا۔ گذشتہ بادشاہوں کی مانند اُس نے بھی اپنی سلطنت کے پہلے حصّہ میں خدا کی شریعت کی عزت کی۔ اور اُس وقت سلطنت کو بڑی اقبالمندی نصیب ہوئی۔ لیکن اُس اقبالمندی نے اُس کو مغرور بنادیا اور وہ اپنے غرور کی وجہ سے یہ بھول گیا کہ میں کس کا خادم ہوں۔ پس اُس نے بڑی بیدینی سے کاہنوں کے کام کو جبراً انجام دینا اور پاک جگہ میں سونے کے مذبح پر بخور جلانا چاہا۔ لیکن اُسی وقت برص کی بیماری اُس کے بدن میں پھوٹ نکلی اور وہ اپنی نالائق حرکت سے باز آیا۔ اُس کے عہد کا مؤرخ یسعیا نبی تھا۔ غالباً اُس کی تاریخ سے وہ تذکرہ لیا گیا ہے۔ جو تواریخ کی کتاب میں درج ہے۔ ارام کی تاریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ تگلت پلاسر نے جو اُس ملک کا بادشاہ تھا عزریا پر حملہ کیا۔ جب اُس نے حامات کے لوگوں کی اُس وقت حمایت کی جب کہ اُنہوں نے اُس بادشاہ کے اختیار سے سرکشی اختیار کی۔

یوتام۔ فتح اور رضین کا اُس کا دھمکانا۔ یوتام نے جو کہ عزیاہ کا جانشین ہوا اور جو سولہ سال تک حکمران رہا۔ اپنے باپ کی لیاقت ملکی ترقیوں کے بارہ میں ورثہ میں پائی۔ مختلف جگہوں میں شہر اور قلعہ اور برج بنانے کے علاوہ اُس نے عفل کی چوٹی کو جو یروشلم میں واقع ہے اور کوہ موریا سے کدرون اور حنوم کی وادی کی طرف جھکتی ہے گھروں سے بھر دیا۔ جو بیان یوتام کے شخصی مذہب کی نسبت ہم تک پہنچا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اُس پر آخری دنوں میں بے دینی کے نتیجہ میں

گرفتار ہونے کا دھبّہ نہیں لگا۔ تاہم وہ اپنے مذہبی عقائد میں ایسا کمزور تھا کہ موجودہ خرابیوں کا مصلح نہ بن سکا۔ اُس کے مؤرّخ کی گواہی سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ لوگ اب تک بدی میں مبتلا تھے۔ اور جو اشارے یسعیا کی کتاب میں اسوقت کی اخلاقی اور مذہبی حالت کے متعلّق پائے جاتے ہیں۔ اُن سے یہی ظاہر ہوتا ہے کہ حالت اُس وقت افسوسناک تھی۔ اس بادشاہ کے عہد میں عمونی مغلوب کئے گئے۔ لیکن دوسری طرف اسرائیل کے بادشاہ فقح اور ارام کے بادشاہ رضین نے اُس کے برخلاف ایک سخت سازش شروع کی ✦

آخز۔ اور بر ملا بیدینی۔ لیکن اس بندش کے پھل آخز کے عہد سے پہلے جو کہ یوتام کا جانشین اور بیٹا تھا پختہ نہ ہوئے آخز کی سولہ سال کی حکمرانی میں اخلاقی تاریکی رفتہ رفتہ ایسی گہری ہوگئی کہ آگے کبھی ایسی نہ ہوئی تھی۔ چنانچہ بیدینی کے کام کھلم کھلا ہر روز کئے جاتے تھے۔ بعل کے بُت اور مذبح اور اونچے مقام جو بُت پرستی کے لئے مخصوص تھے شاہ آخز کے لئے کافی نہ تھے لہذا اُس نے اپنی نفرت انگیز حرکات پر یہ اضافہ کیا کہ اپنے بچّوں کو وادی ہنوم میں قربانی کے طور پر جلایا۔ اب وہ الہٰی غضب جو ایسی قبیح خطائی واجبی سزا تھا نہ صرف بہت جلد ہی نازل ہو بلکہ بڑی ہیبتناک صورت میں نازل ہُوا اگرچہ دس فرقوں کی بادشاہت اُس وقت چراغ سحری کی طرح ہو رہی تھی مگر پھر بھی اُنھوں نے باوجود اپنی کمزوری کے شاہ آخز کو شکست فاش دی۔ جس کا بیان اوپر ہو چکا ہے (دیکھو باب ا فصل ۵) ماسوائے اس کے آرامیوں نے بھی اس کو بہت تنگ کیا۔ اور گو وہ یروسلم پر تو قابض نہ ہو سکے مگر آخز کو ایلات سے جو خلیج اکابہ پر واقع تھا نکال دیا اور ہندوستانی تجارت کے منافع سے محروم کر دیا اسی طرح ادومی اور فلسطی بھی اُس کو دُکھ دیتے رہے ✦

اسور کے ساتھ صلح کا رشتہ۔ اُس نے باوجود یسعیاہ کے منع کرنے کے اسور کے بادشاہ سے مدد مانگی۔ اور تگلت پلاسر نے درخواست کے جواب میں دمشق پر حملہ کر کے اُسے برباد کیا۔ آخز شاہ تگلت پلاسر کی ملاقات کے لئے اس قدیم دارالخلافہ میں آیا۔ لیکن جب شاہ اسور اُس کے پاس آیا تو اُس نے اُس کو تنگ کیا اور اُس کی کمک نہ کی"۔ معلوم ہوتا ہے کہ اس بادشاہ کی تاثیر نہایت ہی زہریلی تھی۔ اور اُن آفتوں

نے اَور بھی اُس کی آنکھوں کو بند اور اُس کے دل کو سخت کر دیا۔ اور اسرائیل کی بادشاہت کی بڑھتی ہوئی تکلیفوں نے بھی اُس پر کچھ اثر نہ کیا۔ اور اگر اُس کی حکمرانی کا خاتمہ اس کے جلد فوت ہونے سے نہ ہوتا۔ جبکہ اُس کی عمر چھتیس سال کی تھی تو یہودا پر وہی بربادی آنے سے نہ رکتی جو اسرائیل پر آئی تھی۔

حزقیاہ اور مذہبی تازگی۔ لیکن خدا نے اُس فرقہ کے لئے جسے وہ پیار کرتا تھا بہتر ایام رکھ چھوڑے تھے چنانچہ حزقیاہ نے جو آخز کا بیٹا اور ماں کی طرف سے ذکریاہ کا جو شاید وہ نبی تھا جو عزیاہ کے عہد سلطنت میں موجود تھا (۲۔ تواریخ ۲۶ : ۵) نواسا تھا۔ اپنی اُنتیس سال کی حکومت میں سلطنت کی مذہبی حالت میں نیا دم پھونکا حزقیاہ شخصی دینداری کے زیور سے آراستہ تھا اور دوسروں پر بڑا اثر ڈالنے والا شخص تھا جب اسرائیل کی سلطنت جان کنی کی حالت میں تھی۔ اُس وقت حزقیاہ نے دل و جان سے محو ہو کر کمر ہمّت باندھی کہ تمام موسوی شریعت کو جو اس وقت فراموشی کے پردے میں پڑی تھی پھر تازہ کرے۔ اور اُس کے قاصدوں کی نسبت جو اسرائیل کی تمام مملکت میں پھرے تاکہ ایمانداروں کو یروشلم میں آ کر عید فسح میں شامل ہونے کی دعوت دیں یہ کہا جا سکتا ہے کہ اُنہوں نے گویا تمام مملکت میں اس اعلان کی منادی کر دی "اے میرے لوگو اس میں سے نکل آؤ تاکہ تم اُس کے گناہوں میں شریک نہ ہو اور اس کی آفتوں میں سے کچھ تم پر پڑے"۔ مکاشفات ۱۸ : ۴

سنحرب سے لڑائی۔ حزقیاہ کے عہد کا جو بڑا خارجی واقعہ تھا۔ وہ وہ لڑائی تھی جو اس نے شاہ اسور سنحرب کے ساتھ کی جو قدیم زمانہ کے جنگی مردوں میں سے ایک جنگی مرد تھا۔ اس سے چند سال پہلے سمرون کو اسوریوں نے سلمنسر کے ماتحت برباد کیا۔ اور اُس کے اسیر اسور اور مدیان کے شہروں میں تتر بتر ہوئے اُس وقت سے شاہ اسور سارگان ارام کے ملک کو کئی صدمے پہنچا چکا تھا اور اس طرح بہت سی رکاوٹیں جو اسور اور اسور کے ہمسر ملک مصر کے درمیان حائل تھیں دور کی گئی تھیں۔ لیکن ایک اب تک باقی تھی اور وہ یہودا کی سلطنت تھی مصر جیسے بادشاہ ہیئون کی یہ ایک حکمت عملی تھی کہ وہ اسور کے بادشاہوں کی خراجگذار مملکتوں کو بہکا کر باغی کر دیا کرتی تھی تاکہ اُن کے شہ زور حریف کی توجہ اُن کی طرف سے ہٹ جائے شاید کوئی اس قسم کی تحریک دی گئی ہوگی جس کی وجہ سے حزقیاہ نے شاہ اسور سے انحراف

ورزی اختیار کی اور اُس خراج کے ادا کرنے سے انکار کیا جو اُس کے باپ نے دینا قبول کیا تھا۔ سنحرب نے حزقیا کے چودھویں سال میں تخت نشین ہو کر تیاری کی کہ یہودا پر حملہ کرے اور حزقیا کو مجبور کرے کہ وہ خراج ادا کرے جو اُس نے اب تک نہیں دیا تھا +

سنحرب کا آگے بڑھنا۔ اور اب وہ گھڑی جس کا ڈر تھا آ پہنچی۔ یعنی اسور کے ہیبت انگیز بادشاہ کے پھریرے نبیامین کی چوٹیوں پر لہراتے ہوئے یروسلم میں نظر آنے لگے۔ یسعیاہ کے دسویں باب میں سنحرب کے یروسلم پر چڑھ آنے کا جو حال مندرج ہے اس میں اُس کی ایک ایک منزل کی ایسی زندہ تصویر کھچی ہوئی ہے کہ گویا ہم اپنی آنکھوں سے اُسے قدم بقدم آگے کو بڑھتا دیکھ رہے ہیں۔ اُس کی فوج کی نسبت گمان ہے کہ اُس نے شمالی راستہ کو بیت ایل کے قریب چھوڑا اور مشرق کی جانب عئی کا رُخ کیا۔ پھر مکماس پہنچکر اپنے تمام اسباب کو وہاں چھوڑا۔ اور پھر اس فوج نے ہر طرح کے بوجھ سے سبکدوش ہو کر وادی سے عبور کیا اور رات جبعہ میں کاٹی۔ اور رامہ جو کہ یہاں سے آدھ گھنٹہ کی راہ تھی اور اس وقت ایک ٹیلے کے سبب سے جو بیچ میں حائل تھا نظروں سے پوشیدہ تھا ڈر رہا تھا۔ اور ساؤل کا جبعہ جو ایک اُونچی پہاڑی کی چوٹی پر واقع ہے بھاگ گیا کیونکہ وہ غنیم جس کے آنے کا ڈر چھا رہا تھا اب سامنے موجود تھا صبح کے وقت اُس فوج نے جنوب کی طرف کُوچ کیا جلیم اور لیس کی جائے وقوع کا پتہ نہیں۔ لیکن عنتوت فوج کے عین راستے میں تھا "مسکین عنتوت"۔ شام کے وقت فوج نوب میں پہنچی اور پاک شہر کے عین سامنے آن موجود ہوئی۔ اور وہاں سے دشمن اپنا ہاتھ صیحون کی بیٹی کے برخلاف ہلانے لگا +

اُس کی آفت۔ لیکن سنحرب نے بہتر سمجھا کہ پہلے یہودا کی حصین شہروں پر حملہ کرے۔ اور جب یہ شہر اُس کے قبضہ میں آ گئے تو حزقیا کا دل ایسا ہراسان ہوا کہ اُس نے اس حملہ آور بادشاہ کو خراج دینا منظور کیا۔ مگر معلوم ہوتا ہے کہ اس اثنا میں سنحرب مصر کو چلا گیا۔ اور اپنے سپہ سالاروں میں سے ایک کو پیچھے چھوڑ گیا کہ اشدود کا جو فلسطیوں کا مضبوط شہر تھا محاصرہ کرے۔ اس کا ذکر اوپر ہو چکا ہے۔ لیکن سنحرب نے فلسطین میں واپس آ کر اپنے عہد کو توڑ ڈالا اور پھر یہودا کے حصین شہروں پر حملہ کرنا شروع کیا اور جس وقت اُس نے اپنا سپہ سالار جس کا نام ربساقی تھا ایک دہشت خیز اور کفر آمیز

پیغام کے ساتھ یروسلم کو بھیجا اس وقت سنحرب لکیس کے سامنے خیمہ زن تھا۔ حزقیا کو جو پیغام بھیجا وہ یہ تھا کہ وہ اُس کی اطاعت قبول کرے۔ لیکن حزقیا کے ایمان اور ہمّت نے دُعا سے ایسی تازگی حاصل کی کہ اُس آزمائش کے معیار پر یہ دونو وصف بالکل کھرے نکلے اور پھر یسعیاہ نبی نے یہ نبوّت کی کہ سنحرب کا لشکر معجزانہ طور پر برباد کیا جائیگا اور وہ خود شکست کھاکر بےکسی کی حالت میں نینوہ کو لوٹ جائیگا۔ یہ نبوّت پوری ہوئی۔ خداوند کی طرف سے ایک جھونکا بھیجا گیا۔ جس نے ایک ہی رات میں اسوری سپہ کے ایک لاکھ اسّی ہزار جوان مار ڈالے اور سنحرب کو دم دبا کر گھر کو لوٹنا پڑا تاکہ وہاں اسرائیلی اسیوں پر اپنا دلی کینہ نکالے۔

جھونکا۔ اس آفت سے تھوڑی دیر بعد سنحرب کو اُس کے دو بیٹوں نے مار ڈالا۔ اس جھونکے کی نسبت گمان کیا جاتا ہے کہ وہ ایک قسم کی زہریلی ہوا تھی جو اکثر اوقات بہت جانوں کو تلف کرتی ہے شاید وہ وہی ہوا تھی جسے باد سموم کہتے ہیں۔ ہراڈوٹس صاحب اسی قسم کا ایک قصّہ بیان کرتے ہیں جو شاید اسی معجزہ کا بگاڑ ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ جب شاہ اسور مصر کے پلوزیم کا محاصرہ کر رہا تھا۔ اس وقت ایسا ہوا کہ بہت سے چوہے اُس کے لشکر میں آگھسے اور ایک ہی رات میں ڈھالوں کے تسموں اور ترکشوں اور کمانوں کی تانت کو کھا گئے۔ سو صبح کے وقت جب سپاہی بستروں پر سے اُٹھے تو اُنہوں نے اپنے ہتھیاروں کو ناقابل استعمال پایا لہٰذا مجبور ہو کر واپس چلے گئے۔

اس واقعہ کا نتیجہ۔ سنحرب کے لشکر کا برباد ہو جانا عبرانیوں کے تاریخی واقعات میں ایک بڑا جیّد اور رقّت انگیز واقعہ ہے۔ اور فرعون کی بربادی کے جو آٹھ سو برس پہلے واقع ہو چکی تھی برابر سمجھا جانے کے لائق ہے۔ اب یہ وقوعہ ایسا تھا کہ اُن آزمائشوں میں بھی جو آئندہ برپا ہوتیں ایمان اور ہمّت کو مضبوط کرتا۔ بشرطیکہ اس کے ساتھ ہی خدا کے بازو پر بھی بھروسا رکھا جاتا پر افسوس کہ لوگوں نے اُس کے مطلب کو بگاڑ دیا اور اُس سے اُن کا غرور اور خودی بڑھ گئی۔ چنانچہ یرمیاہ کے وقت میں لوگوں کو پورا یقین تھا کہ یروسلم کبھی کسدیوں کے ہاتھ میں گرفتار نہ ہوگا۔ حالانکہ اس آخری موقعہ پر خدا کا کلام اس بارے میں کہ یروسلم برباد ہوگا۔ ایسا ہی صاف تھا جیسا کہ پہلے موقعہ پر صاف تھا۔ جب یہ خبر دی گئی کہ وہ بچایا جائیگا۔

ستونوں کی تحریریں۔ نینوہ کے ستون جن کی تحریر بحال میں پڑھی گئی ہے۔ بتاتے

ہیں۔ کہ سنحرب بڑا جنگ جو بادشاہ تھا۔ اور اُس کے سازوسامان کا کچھ حدوحساب نہ تھا اور
اُس کے عہد کے بہت سے واقعات جن کا ذکر بائبل میں پایا جاتا ہے ان کتبوں میں قلمبند
ہیں۔ خصوصاً اُس کے یروشلم کے نزدیک کے شہروں کو برباد کرنے اور حزقیاہ سے خراج
لینے کا حال اُن میں رقم ہے۔ لیکن جھونکے کی آفت کا اُس میں کچھ ذکر نہیں ہے۔ اور
اُس کی توقع بھی نہیں کی جا سکتی تھی۔ بہرکیف اس میں شک نہیں کہ حزقیاہ کسی عجیب
صورت سے سنحرب کے پنجہ سے بچایا گیا۔ کیونکہ اُس کی جمعیت میں ہرگز ہرگز یہ سکت
نہ تھی کہ وہ سنحرب کی جمعیت کا مقابلہ کرے۔

حزقیاہ کی عمر کا بڑھایا جانا۔ جس سال سنحرب نے حملہ کیا اُسی سال حزقیاہ ایک
عجیب بیماری میں گرفتار ہوا جو قریباً مہلک ثابت ہو گئی تھی اور جس سے شفا پانے کے لئے اُس
نے سرگرمی سے دُعا کی۔ اگر اُس وقت اسور کے لشکر فوج تیار کر رہے تھے کہ پھر اُس پر حملہ
کریں تو یہ ایک سبب تھا جس کی وجہ سے وہ ایسی سرگرمی سے شفایاب ہونے کے لئے
دُعا مانگتا تھا۔ ۱۵ سال اُس کی عمر میں بڑھائے گئے اور اس کے ساتھ دشمنوں سے محفوظ
رہنے کا وعدہ کیا گیا۔ اس بیماری سے کچھ عرصہ بعد مرودک بلدان شاہ بابل نے جو اُس
وقت ایک خودسر ریاست تھی حزقیاہ کو مبارکباد دینے کے لئے سفیر بھیجے بلدان اسور
کی بڑھتی ہوئی طاقت سے رشک کھاتا تھا اور معلوم ہوتا ہے کہ وہ اس بات کی فکر
میں تھا کہ حزقیاہ سے دوستی کا رشتہ پیدا کرے اور اُسے اسور کا مقابلہ کرنے کی ترغیب
دے حزقیاہ نے دنیاوی رُوح کو اعلےٰ خیالات پر غلبہ پانے دیا اور بڑے فخر سے بلدان
کے قاصدوں کو اپنی دولت کے خزانے دکھائے۔ اس بات کے لئے خداوند نے اُسے
یشعیاہ کی معرفت ملامت کی اور اُسے بتایا کہ بلدان کا جانشین ایک دن یہوداہ کا سخت
مخالف ثابت ہوگا۔ اور کہ لوگوں کے کراہنے کی آواز اُس کے پایہ تخت کی دیواروں
کے اندر سنائی دیگی۔

یوایل۔ گمان کیا جاتا ہے کہ یوایل ابن فتوئیل عزیاہ کے زمانے میں موجود تھا۔ یعنی
پیشتر اس سے کہ قوم اس خرابی کے سمندر میں غرق ہوئی جو آخز کے زمانہ میں موجزن
تھا۔ جب یوایل اپنی سرزمین کے دشمنوں کا ذکر کرتا ہے تو وہ فینیکوں اور فلسطیوں
ادومیوں اور مصریوں کا نام لیتا ہے اور اسوریوں اور اہل بابل کا ذکر نہیں کرتا یہ بھی ایک

آنے والے قحط کا بڑی تاکید سے بیان کرتا ہے۔ اور لوگوں کو توبہ اور روزہ اور دعا کی ہدایت کرتا ہے۔ اور آنے والی خرابیوں کے دور ہو جانے کا وعدہ کرتا ہے۔ اور انجیل کی برکتوں کی بشارت دیتا ہے۔ اور روح پاک کے نازل ہونے کی نبوت کرتا ہے۔ اب اگر وہ اسی وقت موجود تھا جس وقت موجود ہونے کا اس کی نسبت گمان کیا جاتا ہے تو اس میں کچھ شک نہیں کہ اس کی زندہ آواز اور لکھی ہوئی گواہی نے کم از کم اس مذہبی تازگی کی راہ تیار کی جو حزقیاہ کے عہد میں واقع ہوئی +

یشعیاہ۔ لیکن اس کام میں بہت بڑا حصہ یشعیاہ نے لیا ہوگا۔ اس نبی کی شخصی تاریخ کا حال بہت تھوڑا معلوم ہے۔ اس نے عزریاہ کے عہد میں نبوت کرنا شروع کیا۔ اور آخز اور حزقیاہ کے زمانے میں عروج کو پہنچا۔ روائیت سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ شاہی گھرانے سے علاقہ رکھتا تھا۔ بلکہ یہاں تک بتاتی ہے کہ وہ بادشاہ منسّی کا خسر تھا جس کی نسبت گمان کیا جاتا ہے کہ اس نے اس کو آرے سے چروا ڈالا +

اس کی نبوت کے دو حصے یشعیاہ کی نبوت دو حصوں میں منقسم ہے۔ پہلی میں پہلے اُنتالیس باب شامل ہیں اور دوسری میں باقی ستائیس۔ پہلے حصہ میں مختلف قسم کی تحریریں شامل ہیں جو مختلف موقعوں پر ثبت کی گئیں اور وہ یہودی قوم کے گناہوں کی ملامت کرتی ہیں۔ اور آس پاس کی قوموں کی بربادی کی نبوت کرتی ہیں۔ اور وہ قومیں یہ تھیں۔ اسور بابل۔ موآب۔ مصر۔ فلسطین۔ ارام۔ ادوم اور سور اور نیز وہ سنحرب کے حملہ اور اس کی فوج کے برباد ہونے کا حال بیان کرتی ہیں۔ اور حزقیاہ کی بیماری اور شفا پانے کی خبر دیتی ہیں اور اس تمام حصہ میں مسیح کے آنے اور انجیل کے زمانہ میں یہودیوں کے ایمان لانے اور کلیسیا کے دشمنوں کے برباد ہو جانے کی طرف بھی جا بجا بہت سے اشارے پائے جاتے ہیں +

اس کا اشارہ دور دراز واقعات کی طرف۔ لیکن دوسرے حصہ کی نبوتیں خاص کر دور کے واقعات کا ذکر کرتی ہیں۔ جن باتوں کی پیشگوئی خصوصیت سے کی گئی ہے وہ یہ ہیں۔ یہودیوں کا شاہ خورس کے وسیلے رہا ہونا (اور یہ نبوت اس کی پیدائش سے قریباً دو سو برس پہلے کی گئی) اور اُن کے ستانے والوں کا تباہ ہونا۔ یہودیوں کا اپنے وطن کو لوٹ آنا۔ اور پھر اپنے پُرانے انتظام کو جاری کرنا۔ مسیح کا آنا اس کی سیرت۔ اس کا تقرر۔ اس

کا دکھ۔ اُس کا جلال۔ بُت پرستی کی بربادی۔ اور غیر قوموں کی بلاہٹ یہودیوں کی شرارت جو مسیح کے ترک کرنے میں غایت درجہ تک پہنچی۔ خدا کا انہیں ترک کرنا مگر آئندہ زمانہ میں پھر اُس کا ایمان لانا۔ اور کلیسیا کی آخری فتحمندانہ کمالیت وغیرہ۔ یہ وہ مضامین ہیں جن کی پیشگوئیاں اس حصہ میں درج ہیں *

اس کا اثر۔ معلوم ہوتا ہے کہ حزقیاہ کے عہد میں قوم کی کونسلوں میں یشعیاہ پیشوا سمجھا جاتا تھا۔ اور اغلب ہے کہ مذہبی اعتقادات کی وہ سرگرمی جو حزقیاہ میں پائی جاتی تھی اسی سرگرم نبی کی طفیل سے اُس کو حاصل ہوئی تھی۔ اس میں کچھ شک نہیں کہ یشعیاہ اُس اصلاح میں جو حزقیاہ نے کی اُس کا مشیر اور مددگار تھا اور اسرائیل کی بادشاہت کی عین بربادی میں اور اُن سزاؤں کی گرم بازاری میں جو یہوداہ کے حق میں نبوت کی گئی تھیں اُن روایتوں نے جو آنے جلال سے وابستہ تھیں اور جو اُس نبی کی تحریروں میں پائی جاتی تھیں کئی اندوہگین دلوں کو خوش اور مضبوط کیا ہوگا۔ اور اُن عجیب خیالات نے جو مسیح کی پستی اور دکھوں اور جلال کی نسبت پیش کئے گئے تھے سرگرم لوگوں کی توجہ کو اپنی طرف کھینچا ہوگا۔ اور بہتوں نے اُس حبشی خوجہ کی طرح جو رسولوں کے زمانہ میں موجود تھا اس بات کو محسوس کیا ہوگا کہ یشعیاہ کی کتاب کے ایسے ایسے مقامات جیسا کہ ترپنواں باب ہے بغیر کسی ہادی کی مدد کی سمجھ میں نہیں آسکتے *

میکاہ۔ میکاہ بھی تقریباً اُس زمانہ میں نبوت کرتا تھا جس زمانہ میں یشعیاہ کرتا تھا اور معلوم ہوتا ہے کہ وہ یہوداہ کے فرقے میں سے تھا۔ اور اُس کا نام مورستی ظاہر کرتا ہے کہ وہ غالباً مورست کے شہر کا رہنے والا تھا جس کے نزدیک آسا نے اتھیوپیا کی فوج کو شکست دی تھی۔ جب میکاہ دونوں مملکتوں کی بربادی کا خاکہ کھینچتا ہے تو وہ کئی شہروں اور گاؤں کا جو اُس کے شہر سے نزدیک تھے ذکر کرتا ہے (باب ۱) وہ صاف صاف الفاظ میں سلمنسر اور سنحرب کے حملوں اور اسرائیل کے تتر بتر ہو جانے اور نبوت کے بند اور یروشلیم کے بالکل برباد ہونے اور اسرائیل کی رہائی اور اسور کی تباہی اور اُن تمام دشمنوں کی بربادی کی جن کو اسور ظاہر کرتا تھا نبوت کرتا ہے اور اسی طرح مسیح کے مولد۔ اور اُس کی الٰہی ذات اور صیحون سے انجیل کے پھیلنے اور اُس کے نتائج کی اور انجیل کی بادشاہت کی تمام قوموں پر مسلط ہونے کی پیشگوئی کرتا ہے *

نحوم۔ نحوم بھی اسی زمانہ سے علاقہ رکھتا تھا۔ ہم القوش کی نسبت جو کہ اُس کا شہر تھا بہت کچھ نہیں جانتے۔ لیکن جیروم لکھتا ہے کہ وہ گلیل میں واقع تھا۔ وہ یہوداہ میں غالباً اُس وقت جبکہ دس فرقہ اسیر ہوکر چلے گئے تھے نبوت کرتا تھا۔ اور وہ اس واسطے برپا کیا گیا تھا کہ وہ ایک طرف یہوداہ کی قدرت اور دوسری طرف اُس کی نرمی کو ظاہر کرے اور اسوری سلطنت کی بربادی کی خبر دے اور سنحرب کی موت اور حزقیاہ کی رہائی کی نبوت کرے۔ ان باتوں کی نبوت کے بعد وہ روشن بیان اور عجیب تفصیل کے ساتھ نینوہ کی بربادی کی پیشین گوئی قلمبند کرتا ہے۔ اس نبوت کے صحیح طور پر سمجھنے کے لئے مناسب ہے کہ اس کے ساتھ یوناہ کی کتاب کا مطالعہ بھی کیا جائے۔ کیونکہ نحوم کی کتاب گویا یوناہ کی کتاب کا تتمہ ہے۔ دونو نبوتیں ایک ہی اخلاقی تاریخ کے دو جڑے ہوئے حصے ہیں۔ خدا کی سزا کے دور ہونے کی مثال یوناہ میں ملتی ہے۔ اور اُس کی سزاؤں کے پورا ہونے کا حال نحوم میں کھلتا ہے ۶۰۶ برس قبل از مسیح نینوہ کی پیشگوئیاں پوری ہوئیں +

ایک آنے والا طوفان۔ یہوداکی بادشاہت کے مصلحوں۔ مثلاً یسعیاہ۔ میکاہ۔ نحوم اور حزقیاہ کی اموات میں بڑے بڑے فاصلے حائل نہ ہوئے اور جب یہ راستباز لوگ کوچ کر گئے تو کسی نے یہ خیال نہ کیا کہ خدا نے انہیں آنے والی خرابی سے بچا لیا (یسعیاہ ۵۷: ۱) انہیں اپنے باپ دادوں کے ساتھ سوئے ہوئے تھوڑا ہی عرصہ گذرا تھا کہ ایک اور طوفان کے عنصروں نے اُفق امن کو تاریک کرنا شروع کر دیا +

چوتھی فصل

تیسرا مذہبی تنزل اور تیسری مذہبی تازگی

منسّی اور اس کی بُت پرستی۔ وہ بابل میں اسیر ہوکر جاتا ہے۔ توبہ اور بحالی۔ شبنا اور الیاقیم۔ امون۔ یوسیاہ صفنیاہ نبی۔ یرمیاہ مجدو کی لڑائی۔ یوسیاہ کی وفات۔ یرمیاہ کا غم۔ نینوہ کی بربادی +

منسّی اور اس کی بُت پرستی۔ حزقیاہ کا بیٹا منسّی ابھی آٹھ برس کا تھا جبکہ تخت پر

بیٹھا۔ اور پچپن سال تک حکمرانی کرتا رہا۔ مشکل سے کہا جا سکتا ہے کہ وہ اس تمام عرصہ میں فرمانروا رہا۔ ممکن ہے کہ وہ قریباً اُس وقت پیدا ہؤا ہو جبکہ خداوند نے اُس کے باپ کو سنحرب کے ہاتھ سے وہ رہائی عطا فرمائی جو ہمیشہ یاد رکھنے کے قابل تھی۔ لیکن اس قسم کی باتوں نے اُس پر اگر کوئی اثر کیا تو یہ کیا کہ اُسے خداوند کی راہوں کی مخالفت میں زیادہ برانگیختہ کیا۔ غالب ہے کہ وہ بچپن سے ہی بدکاروں کے ہاتھ میں گرفتار ہو گیا یعنی اُن لوگوں کے ہاتھ میں پڑ گیا جو حزقیاہ اور اُس کے کام کی خفیہ مخالفت کیا کرتے تھے جس دیوانہ پن سے بُت پرستی کو ترقی دینے میں اُس نے کام لیا اُس پر فلپ دوم کی مجذوبیت بھی سبقت نہ لے گئی جو زمانہ حال کے بادشاہوں میں سب سے زیادہ مجذوبانہ ہے۔ وہ تمام کام جو اُسکے باپ نے انجام دیا تھا تھوڑی دیر میں برباد کیا گیا۔ بعل کے لئے نہ صرف اونچی جگہیں بنائی گئیں اور بُت تراشے گئے بلکہ مُورتوں کی موجودگی سے خود ہیکل ناپاک کی گئی۔ اور اس کے بچے بعل کے سامنے قربانی کے طور پر جلائے گئے اور اُس کی رعیّت کے لوگ جو اپنے اعتقاد کے کچے تھے اُس کی بُت پرستی میں جلد شامل ہو گئے۔ اور اُن لوگوں کو سخت تکلیف دی گئی جو حزقیاہ۔ اور یشعیاہ کے خدا کی تعظیم کرتے تھے۔ حتّٰے کہ اُن کا بے گناہ خون یروشلم کی گلیوں میں پانی کی طرح بہنے لگا۔ خداوند کے نبیوں نے بہت ملامت کی اور بہتیرا سمجھایا۔ اور ڈرایا کہ یروشلم کا وہی حال ہوگا جو اُس کے باپ کے زمانے میں سمرون کا ہؤا تھا۔ مگر کچھ فائدہ نہ ہؤا۔ کیونکہ ان کی ملامت نے منسّی پر وہی اثر کیا۔ جو پانی کی بوند چکنے گھڑے پر کیا کرتی ہے ؁ وہ بابل میں اسیر ہو کر چلا گیا ہے۔ لیکن اُس کی وہ روش جو اُن اندرونی کوششوں کا مقابلہ کیا کرتی تھی جو اُسے بدراہوں سے روکنے کے لئے کی جاتی تھیں۔ بیرونی سزا کے وسیلے دور کی گئی۔ اس وقت اسرحدون اسور کا بادشاہ تھا جس نے بابل پر فتح پا کر اُس بڑے شہر کو اپنی مملکت سے ملا لیا تھا۔ اور تھوڑا عرصہ گذرا تھا کہ اُس نے سمرون کے علاقہ کا ملاحظہ کیا اور دس فرقوں کے رہے سہے لوگوں کو بھی اپنے ساتھ لے گیا اور نئے لوگوں کو اُن کی جگہ بسانے کے لئے لایا تھا۔ اس نے یروشلم کی طرف بڑھ کر اُسے فتح کیا اور منسّی کو اسیر کر کے بابل کو روانہ کیا جو اس کے باپ سنحرب کے نام پر لگا ہؤا تھا اُٹھ جائے ؁

توبہ اور بحالی۔ لیکن خدا کی عجیب رحمت سے منسّی نے اپنی بدراہوں سے ایسی توبہ کی کہ وہ الٰہی فضل اور قدرت کا معجزہ بن گیا۔ تھوڑی دیر کے بعد وہ آزاد کیا گیا۔ اور

معلوم ہوتا ہے کہ اس کے بعد اس نے سمرون کے علاقہ کو بھی اپنی اصلی مملکت میں شامل کر لیا اغلب ہے کہ اسرحدون نے اس سے یہ قسم لی کہ وہ مصریوں کے خلاف ہمیشہ اسوریوں کی مدد کیا کریگا۔ کیونکہ اس وقت سامیٹی کس جو مصر کا بادشاہ تھا اپنی فتوحات کو ایشیا تک لے گیا تھا۔ اور اب اشدود کا وہ قابل یاد محاصرہ کر رہا تھا جو ۲۹ سال تک جاری رہا +

شبناہ اور الیاقیم۔ جب منسّی یروشلم میں واپس آیا تو اس نے کوشش کی کہ اس خرابی کی جو اس کے سبب سے وجود میں آئی تھی تلافی کرے اور سچّے خدا کی بادشاہت کو مضبوط کرے اور اس کے بحال ہونے کے وقت یشعیاہ کی ایک پیشینگوئی جو شبناہ اور الیاقیم کے ساتھ علاقہ رکھتی تھی پوری ہوئی۔ اغلب ہے کہ شبناہ نے منسّی کو بُری باتوں کی صلاح دی تھی۔ سو نبوّت کے مطابق وہ اسیر کیا گیا بابل میں پہنچایا گیا جہاں کچھ عرصہ بعد راہیٔ ملک عدم ہوا مگر منسّی کے بحال ہونے پر دیندار الیاقیم پھر اپنے عہدے پر مامور کیا گیا۔ اس نے داؤد کے گھر کی کنجی اپنے کاندھے پر رکھ کر یہ کوشش کی کہ سلطنت کے قدیم آئین پھر جاری ہوں "اور اس کے باپ کے خاندان کی ساری حشمت اس پر لٹکائی گئی" (یشعیاہ ۲۲: ۱۵ - ۲۵) لیکن منسّی نے جلد محسوس کیا کہ اصلاح کرنے کی نسبت عیاشی میں زندگی بسر کرنا آسان کام ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ اس کی وہ کوششیں جو اصلاح کے لئے کی گئیں کامیابی کو نہ پہنچیں اور جب اس کی عمر کا پیمانہ لبریز ہونے لگا ہوگا تو وہ یہ دیکھ کر کہ اس کے بعد اس کا بیدین بیٹا امون عصائے شاہی کو اپنے ہاتھ میں لیگا۔ ضرور اپنے دل میں غمگین ہوا ہوگا۔ پر اس کے ساتھ یہ بھی خیال گذرتا ہے۔ کہ جب وہ اپنے پوتے یوسیاہ کے ملائم چہرہ پر نظر ڈالتا تھا اور دیکھتا تھا کہ کس طرح ابھی سے یہ چھوٹا بچہ خدا کے کلام کو سن کر کانپ اٹھتا ہے تو امید کی شعاعیں عرصہ مستقبل کو روشن کرتی ہونگی +

امون۔ یوسیاہ صفنیاہ نبی۔ دو سال تک امون حکمران رہا اور اپنے باپ کی پہلی اور بدترین عادات کی پیروی کرتا رہا۔ لیکن دو سال کے بعد اس کے قاتل نے اس کا کام تمام کر دیا۔ اور چھوٹا لڑکا یوسیاہ جس کی عمر اس وقت آٹھ برس سے زیادہ نہ تھی تخت پر بیٹھا۔ اور سولہ برس کی عمر کو پہنچکر بڑی سرگرمی سے خدا کی خدمت میں مصروف ہوا اور ان دیندار بادشاہوں کے زمرہ میں داخل ہوا جو نہایت محنت کش تھے۔ اس محنت کشی

کے ساتھ وہ نہائت ہر دلعزیز بھی تھا۔ معلوم ہوتا ہے کہ صفنیاہ نبی اُس کے عہد کے شروع میں موجود تھا شاید یوسیاہ نے اسی مرد خدا کی اس پُرتاثیر منادی سے تحریک پائی ہوگی۔ "ملک کے سارے حلیم لوگو جو اُس کے حکموں پر چلتے ہو تم خداوند کو ڈھونڈو۔ راستبازوں کو ڈھونڈو۔ فروتنی کی تلاش کرو شاید کہ تم خداوند کے غضب کے دن چھپائے جاؤ"۔ اس میں شک نہیں صفنیاہ اس اصلاح کے کام میں جو یوسیاہ نے علے الفور شروع کی اُس کا سرگرم مشیر تھا۔ اور یوسیاہ نے اصلاح کا عملی کام بیس برس کی عمر میں شروع کیا۔ کلہاڑی اور کسی کو ہاتھ میں لیکر بُت پرستی کے بُتوں اور مذبحوں کو بذات خود توڑ اور مسمار کرنا شروع کیا۔ معلوم ہوتا ہے کہ اس کام کو انجام دینے میں کم و بیش چھ سال لگے۔ اور یہ اصلاح نہ صرف یہوداہ کے علاقہ میں کی گئی بلکہ افرائیم اور شمعون میں بھی کی گئی۔ معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت یہ علاقے یہوداہ میں شامل ہو گئے تھے۔

یرمیاہ۔ اس کام کے شروع ہونے سے ایک سال بعد یوسیاہ یہ سُن کر بہت خوش ہؤا ہوگا۔ کہ عنتوت کے گاؤں میں جو نزدیک ہی واقع تھا ایک نبی برپا ہؤا ہے جس نے خداوند کا کلام سُنانا شروع کیا ہے اور اُس نے یرمیاہ کو جو اُس وقت جوانی کے عالم میں تھا اور حیا اور دینداری اور دیگر صفات حمیدہ کے زیور سے آراستہ تھا ایک نہائت وفادار دوست اور مسرّت بخش مددگار پایا ہوگا۔ یوسیاہ کی سلطنت کے دوسرے حصّہ میں یہ بڑی بڑی باتیں واقع ہوئیں۔ توریت دستیاب ہوئی۔ یروشلم میں عید فسح مانی گئی۔ تمام سلطنت میں اس لئے دوبارہ دورہ کیا گیا کہ خدا کی پاک عبادت زیادہ مستحکم ہو۔

مجدو کی لڑائی۔ لیکن یوسیاہ کی مبارک زندگی اور حکومت کو افسوسناک طور پر انجام پانا تھا۔ اس وقت فرات کے کناروں پر اور اُن کے اردگرد کے ممالک میں بہت جھگڑے اور فساد ہو رہے تھے۔ اور جب فرعون نیکو نے پُرانے حسد اور حملہ آوری کے زور سے معمور ہو کر اُن مقامات پر حملہ کرنے کی تیاری کی تو اُسے ملک فلسطین میں سے گذرنا پڑا۔ یوسیاہ نے جب یہ سُنا تو اُس کا مقابلہ کرنا اپنا فرض سمجھا۔ شائد اُس وعدہ کے سبب سے جو اُس کے دادا منسّی نے کیا تھا کہ وہ ہمیشہ مصریوں کی مخالفت کیا کرینگے۔ سو اُس نے ایک فوج جمع کی اور اسدرلان کے وسیع میدان میں مقام مجدو پر پہنچکر مصریوں کا انتظار کرنا شروع کیا۔ فرعون نیکو نے ہر چند اُسے سمجھایا کہ مجھے شاہ یہوداہ سے کسی

طرح کی عداوت نہیں اور میں صرف آپ کے علاقہ میں سے گذرنے کے لئے راستہ مانگتا ہوں۔ مگر اُس کا سمجھانا کارگر نہ ہوا پس اُن دونو مخالف فوجوں کی لڑائی مجدو کے نزدیک سرزد ہوئی یعنی کوہ کارمل کی ابرو کے مقابل جہاں دو سو برس پہلے ایلیاہ نے بعل کے کاہنوں پر فتح پائی تھی اور جہاں قیسون کے کنارے سات سو برس پہلے برقی نے کنعانیوں کو شکست دی تھی۔

یوسیاہ کی موت اور یرمیاہ کا غم۔ تھوڑی دیر کے بعد یہوواہ کے بادشاہ کی گاڑیوں میں سے ایک گاڑی یروشلم کی طرف صبا رفتاری کے ساتھ جاتی ہوئی دیکھی گئی ہوگی اور ہم قیاس کر سکتے ہیں کہ جوں جوں وہ ایک جگہ سے دوسری جگہ تک پہنچتی ہوگی لوگ بڑے شوق سے لڑائی کی خبر سننے کے لئے اس کے پاس آتے ہونگے۔ پر جب اُن کو یہ خبر ملتی ہوگی کہ اُس گاڑی میں اُن کا پیارا بادشاہ زخمی ہوا پڑا ہے۔ تو اُن کے سینے صدمہ سے چاک ہو جاتے ہونگے اور ادھر عنتوت میں نوجوان کاہن یرمیاہ پرانے زمانہ کے عیلی کی طرح سڑک پر بیٹھا خداوند کے صندوق کے لئے کانپ رہا ہوگا۔ اور اُس کے دل کو کیسا صدمہ پہنچا ہوگا جب اُس نے اپنے پیارے دوست اور بادشاہ کے مردہ چہرہ کو دیکھا ہوگا۔ جو اُس تمام سرزمین میں خدا کی سلطنت کا ایک ہی ستون اور رکن تھا اور ہم پڑھتے ہیں کہ یرمیاہ نے یوسیاہ کے لئے ماتم کیا۔ داؤد کا نوحہ بھی جو اُس نے یونتن پر کیا اس رنج کی گہرائی اور دردمندانہ حسرت کی شدت کو نہیں پہنچتا ہوگا جو یرمیاہ کے مرثیہ میں پائی جاتی ہوگی جس دن حقیقت میں عہد کا صندوق مخالفت کے قبضہ میں آگیا تھا اس دن کی نسبت آج ایک گہرے معانی ہیں اسرائیل سے جلال جدا ہو گیا۔ اور اب وقت تھا کہ خدائی تاریک سزاؤں کے اُس سرزمین پر جلد نازل ہونے کی راہ تکی جاتی۔

نینوہ کی بربادی۔ نیکو نے فرات کی طرف بڑھ کر کرکمش کے مضبوط قلعہ کو فتح کیا اور اپنا تسلط فرات کے مغربی علاقہ پر جمایا۔ لیکن کئی اور انقلاب جو اس سے بھی زیادہ پر مطلب تھے واقع ہو رہے تھے۔ یعنی اسور کی بڑی سلطنت اپنے خاتمہ کی طرف بڑھ رہی تھی۔ چنانچہ اُس کے بادشاہ سے اہل مدیان اور بابل نے سرکشی کی۔ اور صرف اتنا ہی نہ کیا کہ اُس کے بند سے آزاد ہوں۔ بلکہ نینوہ کا محاصرہ بھی کر لیا اور کئی برسوں کے بعد آخر کار کامیاب ہوئے۔ اسور کے بادشاہ نے جب دیکھا کہ میرا معاملہ معرض خطر میں ہے

تو اُس نے اپنے بادشاہی بیویوں کو محل سمیت جمع کیا - اور محل کو آگ لگا دی اور جلکر خاک سیاہ ہوگیا اُسکو مرے ہوئے کیا ہوا - اور عبرانی نبیوں کی پیشینگوئیاں پوری ہوئیں - اور وہ شہر جسے نحوم نبی نے بڑی سچائی سے خونی شہر کہا تھا نیست و نابود ہوکر کھنڈرات کا ڈھیر ہوگیا ٭

آخری تنزل

یہوآخز - یہویقیم - نبوکدنضر کا پہلا حملہ - دانیل وغیرہ - بابل کو جانا - یرمیاہ کی زندگی کے واقعات - یہویکین - صدقیاہ یروشلم کی بربادی - باشندوں کی ایذائیں - کسدیوں کے ظلم - بقیہ جدلیاہ کا تخت - جلاوطنی - خبر یاد -

یہوآخز اور یہویقیم - یوسیاہ کے بیٹے اپنے باپ کی سی طبیعت نہ رکھتے تھے - چنانچہ معلوم ہوتا ہے کہ اُس کی وفات کے بعد لوگ عموماً بُت پرستی میں پھنس گئے - اُن کا حال کمان کی مانند تھا کہ جب ذرا اُس پر سے ہٹ جاتا ہے تو وہ پھر اپنی اصلی جگہ پر آجاتی ہے - یوسیاہ کے بعد یہوآخز تخت نشین ہوا - لیکن اُس نے تین مہینہ سے زیادہ راج نہ کیا - کیونکہ فرعون نیکو نے جب کرکمش جو فرات پر واقع ہے مراجعت کی تو اُسے ربلہ میں جو کہ لبنان کی وادی میں ہے زنجیریں پہنائیں - اور مصر کو لے گیا - اور ملک پر ایک بڑا خراج مقرر کیا اور اُس کے بھائی الیاقیم یا یہویقیم کو اُس کی جگہ بادشاہ ٹھہرایا - یہویقیم نے گیارہ برس بادشاہت کی - وہ بڑا شریر اور بےدین اور ظالم بادشاہ تھا ٭

نبوکدنضر کا پہلا حملہ - دانیل وغیرہ کا بابل کو اسیر ہوکر جانا - عنقریب اسی وقت ایک اور بڑا شخص تاریخ کے سٹیج پر نمودار ہوتا ہے وہ بابل کے بادشاہ نبوپلاسر کا بیٹا نبوکدنضر تھا جو اس وقت اپنے باپ کا مددگار اور لیفٹیننٹ تھا جب وہ کرکمش سے مصریوں کو نکال چکا تو اس غرض سے آگے بڑھا کہ ارام اور فلسطین کو پھر اپنے قبضہ میں لائے - یہویقیم نے کچھ عرصہ کے لئے اُس کی اطاعت اختیار کی اور اُس کے بعد پھر سرکش ہوگیا - اس پر نبوکدنضر یروشلم

پر حملہ آور ہؤا اور اُس پر قابض آیا۔ لیکن کسی خاص مصلحت کے سبب سے اُس نے یہویقیم کو تو چھوڑ دیا لیکن یہوداہ کے شہزادوں کو اسیر کر کے بابل پہنچا دیا۔ ان اسیروں میں دانیل اور سدرک اور میسک اور ابدنجو شامل تھے۔ گمان غالب ہے کہ جب بنوکدنضر نے شاہی خاندان کے شرکاء کو طلب کیا۔ تو یہویقیم نے دیدہ و دانستہ دانیل اور اُس کے ساتھیوں کو اُن کی دینداری کے سبب سے اُس کے حوالہ کر دیا تاکہ وہ ایسے رشتہ داروں سے آزاد کیا جائے جن کی خدا پرست زندگی اور سیرت بار بار اُس کو اور اُس کے باپ کی نیکیاں اور اُس کی اپنی بدیاں یاد دلاتی تھی اور ہم بے تامل قیاس کر سکتے ہیں کہ کس غمناک دلچسپی سے یرمیاہ اُن دیندار نوجوانوں کی جدائی کو دیکھتا ہوگا اور کس طرح اس بات کو محسوس کرتا ہوگا کہ اب اسرائیل کی رہی سہی امید بھی یروشلم سے جاتی رہی۔
یرمیاہ کی سرگذشت۔ یہویکین۔ غالباً یہ واقعہ یہویقیم کے عہد میں سرزد ہؤا کہ یرمیاہ بد لوگوں کی ایذا رسانی کے سبب سے اپنے شہر عنتوت کو چھوڑ کر یروشلم کو چلا آیا (یرمیاہ ۱۱: ۲۱ و ۱۲: ۶) یوسیاہ کی موت کے سبب سے اس جگہ کی اخلاقی حالت میں بڑا انقلاب آگیا تھا شاہی امداد کی فرحت بخش روشنی ایذا رسانی کی ہیبت ناک تاریکی میں مبدل ہو گئی تھی۔ اور اب یروشلم کی دیواروں کے اندر وہ اخلاقی جنگ جو شریف ترین جنگوں میں سے ہے شروع ہوئی اور ایسی صورت میں کہ اُس کی مانند متبرک تاریخ کے صفحہ پر دوسری نہیں پائی جاتی۔ یعنی یرمیاہ جو کہ ملائم مزاج اور شرمیلی طبیعت کا آدمی تھا بیس برس سے زیادہ عرصہ تک تن تنہا لیکن ایک اعلےٰ طاقت سے ملبّس ہو کر خداوند کے لئے یروشلم کے بادشاہوں اور شہزادوں اور کاہنوں کی تندی اور طاقت کا مقابلہ کرتا رہا۔ اُس کی اُن باتوں سے جو وہ خدا سے کرتا ہے معلوم ہوتا ہے کہ اُس نے بڑی بڑی شخصی تکلیفوں کو سہہ کر اس مقابلہ کو جاری رکھا چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ وہ ہر حالت میں خواہ وہ اسیری کی حالت ہو یا آزادی کی۔ خواہ وہ شاہی محل میں ہو یا ہیکل میں۔ اُس سخت پیغام کے پہنچانے سے جو اُس کے سپرد کیا گیا تھا۔ پیچھے نہیں ہٹتا۔ اور یہویکین یا یوقیانیا نے جو صرف تین ماہ کے لئے یہویقیم کا جانشین رہا۔ جان لیا کہ اگر اور کوئی نئے بادشاہ کی خوشامد کرے تو کرے مگر یرمیاہ معمول کے مطابق وفادار اور بے ڈر رہیگا +
صدقیاہ۔ پھر بنوکدنضر نے صدقیاہ کو جو یوسیاہ کا بیٹا اور یہویکین کا چچا تھا تخت پر بٹھایا۔ اُس نے اپنی حکمرانی کے گیارہ سال میں کبھی یرمیاہ کے لبوں سے ملائم باتوں کی نبوّت نہ سُنی

لوگوں کی بدیاں ایک خوفناک حالت کو پہنچ گئی تھیں اور اُسی نسبت سے وہ سزا جس سے اُن کو دھمکی دی جاتی بڑھ گئی تھی ⁂

یروشلم کی بربادی۔ ان دونو بادشاہوں کے عہد میں بنوکدنظر نے یروشلم پر حملہ کیا یہویکین کو وہ بابل کو لے گیا۔ اور اُس کے ساتھ شہر کے دس ہزار رئیسوں کو بھی۔ پھر صدقیاہ نے اپنے آقا سے باغی ہوکر اُسے ناراض کیا۔ بنوکدنظر نے کچھ عرصہ کے لئے یروشلم کا محاصرہ کرکے تھوڑی دیر کے لئے اُسے چھوڑ دیا کیونکہ اُس نے سُنا تھا کہ مصر سے مدد آرہی ہے لیکن یرمیاہ نے نبوّت کی کہ وہ شہر کو لوٹ کر جلا دیگا۔ اور جیسا اُس نے کہا ویسا ہی ہؤا چنانچہ صدقیاہ کے گیارھویں سال میں اُس نے شہر کو لے لیا۔ اور صدقیاہ نے اسی طرف بھاگنے کا رُخ کیا۔ جدھر داؤد ابی سلوم کے سامنے سے بھاگا تھا۔ لیکن وہ یردن کی وادی میں گرفتار ہؤا اور ربلہ میں پہنچایا گیا۔ جو شبلی سریا میں واقع تھا۔ یہ وہی جگہ تھی جہاں اُس کے بھائی یہوآخذ کو شاہ مصر نے زنجیریں پہنائی تھیں۔ یہاں اُس پر یہ فتوے لگایا گیا کہ اپنے بیٹوں کو قتل ہوتے دیکھے اور پھر اُس کے بعد اُس کی آنکھیں نکالی گئیں اور وہ بابل میں پہنچایا گیا ہیکل لوٹی اور جلا کر بھسم کی گئی۔ شہر کی دیواریں مسمار کی گئیں محل اور سرکاری عمارتیں کھنڈرات کا ڈھیر بن گئیں۔ باشندے اسیر کئے گئے اور سوائے خیال کے یروشلم کا وجود اور کہیں موجود نہ رہا ⁂

یروشلم کے باشندوں کی تکلیفیں۔ جو تکلیفیں لوگوں نے خاص کر اس آخری محاصرہ میں اُٹھائیں وہ نہائت خوفناک قسم کی تھیں۔ یرمیاہ کے نوحہ میں اُن کی زندہ تصویر موجود ہے۔ جب بنوکدنظر نے اُن کی سرکشی اور سخت مخالفت کے سبب طیش میں آکر شہر کو لے لیا تو اُس نے نہ کنوارے پر نہ کنواری پر اور نہ بوڑھوں پر بلکہ اس پر بھی جو بہت بوڑھا تھا رحم نہ کیا" ان لفظوں کا اصل دہشت ناک مطلب ان کتبوں سے معلوم ہوتا ہے۔ جو اسیروں کے جسم کو توڑنے اور اُن کے بدن میں میخیں ٹھونکنے اور زندوں کی کھالڑیاں اُدھیڑنے کے ہولناک نظارے پیش کرتے ہیں۔ کال اس فتحمند بادشاہ کے آنے سے پہلے اپنا کام کر چکا تھا۔ سو بچّوں کا بھوک کے مارے گلیوں میں بیہوش ہو ہوکر گر پڑنا۔ اور شہزادوں کا ایک لقمہ خوراک کے لئے مزبلوں کے ڈھیر کو کھودنا اور اس قسم کی دیگر دہشت ناک باتیں اُن مصیبتوں کی شدّت کو ظاہر کرتی تھیں جن میں

لوگ اس وقت گرفتار تھے ✤

کسدیوں کے ظلم۔ کال کے مارے ہوئے سفر و روں کا پیچھا ایسی بڑی تندی سے کیا گیا۔ جس میں سر مو فرق نہ آیا۔ ادومیوں اور یہودیوں کے دیگر ہمسایوں نے جو ملک کے نشیب و فراز سے اچھی طرح واقف تھے کسدیوں کو ایک ایک جگہ کا پتا بتا دیا۔ لہذا انہوں نے شکاری کتوں کی طرح کھوؤں اور غاروں میں ان لوگوں کا تعاقب کیا جو شہر سے بچ کر ان جگہوں میں پناہ گزیں ہوئے تھے گلیوں میں مردہ لاشوں کے جا بجا انبار لگے ہوئے تھے۔ اور اُن میں سے سینکڑوں چھوٹے لڑکوں اور لڑکیوں کی لاشیں تھیں شہزادوں کے ہاتھوں کو باندھ کر لٹکا دیا اور انہیں جیاسب کی دھیمی دھیمی تکلیفیں سہنی پڑیں اور معلوم ہوتا ہے کہ بعضے زمین کے نیچے اور قید خانوں میں قید کئے گئے جو شاید بحیرہ مردار کے کنارے پر واقع تھے جہاں پانی اس کے سروں پر بہتا تھا۔ آگے کبھی اس بات کا کہ خدا گناہ سے نفرت کرتا ہے ایسا ثبوت نہ ملا تھا۔ صیہون کی بیٹی اپنے نبیوں کے گناہوں اور اپنے کاہنوں کی خطاؤں کے سبب جنہوں نے اس کے اندر راستبازوں کا خون بہایا۔ اس وقت غضب کے بادلوں سے لپٹی پڑی تھی ✤

جدلیاہ کے ماتحت ایک بقیہ۔ لیکن جس سلطنت نے اُن لوگوں کی تنبیہ کے لئے خدا کے ہاتھ میں تازیانہ کا کام دیا وہ بھی خدا کے انصاف سے چھوٹنے کو نہ تھی۔ چنانچہ یرمیاہ جس نے بڑی وفاداری سے اپنے اہل وطن کو اُن مصیبتوں کی خبر دی جو بابل کی طرف سے اُن پر آنے والی تھیں اس مغرور سلطنت کی آئندہ بربادی کا خاکہ کچھ کم دلیری سے نہیں کھینچتا۔ بنوکدنضر نے پہلے ہی یہ حکم دیا تھا کہ یرمیاہ کے ساتھ مہربانی سے سلوک کیا جائے۔ اور جب شہر فتح ہو چکا تو یہ بات اُس کی مرضی پر چھوڑی گئی کہ اگر وہ چاہے تو بابل کو جائے اور اگر چاہے تو یہودیہ میں رہے۔ اُس نے آخری بات کو پسند کیا۔ اور جدلیاہ اُن غریبوں کے بقیہ کا جو اس ملک میں رہ گئے تھے حاکم مقرر ہوا۔ شاید یہ لوگ اس لائق نہ تھے کہ اُنہیں بابل لے جانے کے خرچ و اخراجات اُٹھائے جاتے چونکہ یروشلم اس وقت رہنے کے قابل نہ تھا۔ لہذا جدلیاہ نے اپنی رہائش مصفاہ میں جو یروشلم کے نزدیک واقع تھا اختیار کی۔ شاید یہ وہی جگہ ہے جو اب

نبی ساموں کہلاتی ہے (دیکھو صفحہ ۲۱۹) جدلیاہ اسمٰعیل نے جو عمون کے ملک میں بھاگ گیا تھا فریب سے مار ڈالا۔ اور اس کی موت کے بعد یہ بقیہ بنوکدنظر کے غضب سے ڈر کر مصر کو چلا گیا۔ حالانکہ یرمیاہ اُن کو نصیحت کرتا رہا کہ نہ جائیں۔ جب بنوکدنظر نے کچھ عرصہ بعد مصر پر حملہ کیا تو اُن میں سے کئی بُری طرح ہلاک کئے گئے۔ ہم کو ٹھیک معلوم نہیں کہ یرمیاہ کا کیا حال ہُوا۔ پر روائت یہ ہے کہ اُس کے اہل وطن نے اُسکی وفاداری سے ناراض ہو کر اس کو مصر کے تحفنحیس میں مار ڈالا۔

حبقوق۔ ایک اَور نبی جو یروشلم کے آخری ایام میں موجود تھا حبقوق تھا۔ اُس کے تاریخی حالات کا کچھ پتہ نہیں لیکن اُس کا غمناک فرض یہ تھا کہ یروشلم کی بربادی اور اُجڑ جانیکی خبر دے لیکن اُس کی کتاب ایک اعلےٰ قسم کے گیت کے ساتھ ختم ہوتی ہے جس کے مضمون سے تازگی بخش ایام کی آرزو اور کامل بھروسے کی رُوح ٹپکتی ہے اور یہ گیت اس تاریک زمانہ کی دل شکنی اور مصیبتوں کے درمیان دیندار یہودیوں کے لئے بڑا فرحت اور تسکین بخش ثابت ہُوا ہوگا۔

عبدیاہ۔ اہل ادوم نے یہوداہ کی مصیبتوں میں جن کا بیان حیطۂ تحریر سے باہر ہے۔ سخت مخالفت ظاہر کی۔ اور اُن کے بے درد شور کی آواز ان اسیروں کے کان میں جو آہ و زاری کر رہے تھے گونج رہی تھی جبکہ اُن کے بربط بابل کی نہروں کے کنارے ٹنگے ہوئے تھے۔ اور اُن کی مخالفت کے سبب سے یہودیوں نے نالہ بلند کیا۔ "اے خداوند بنی ادوم کی مخالفت میں یروشلم کے دن کو یاد کر کہ اُنہوں نے کہا اُسے برباد کرو اُسے بیخ و بن سے برباد کرو۔" شاید یہی وقت تھا کہ جب عبدیاہ مقرر ہُوا کہ عیساؤ کے غرور کو فرو کرے۔ پس وہ اُن کو بتاتا ہے۔ کہ باوجود ان کی طعنہ زنی اور مقابلہ کے "وہ جو چٹانوں کے دراڑوں میں رہتے اور ستاروں میں اپنا آشیانہ بناتے ہیں پست کئے جائینگے" (دیکھو صفحہ ۱۸۹) اور پھر اس خیال سے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ سمجھا جائے کہ ان پر بھی اتنی ہی سزا نازل ہوگی جو یہوداہ پر نازل ہوئی تھی نبی کو حکم ملتا ہے کہ وہ یہ بھی اضافہ کرے کہ جب ادوم بالکل برباد ہوگا اُس وقت صیہون کے پہاڑ پر نجات ہوگی۔ اور نجات دینے والے صیہون کے پہاڑ پر چڑھ کے آوینگے تاکہ عیساؤ کے کوہستان کی عدالت کریں اور سلطنت خداوند کی ہوگی۔ نجات دہندہ کا قدیم وعدہ ابھی پورا نہ ہُوا تھا۔ مگر چونکہ خدا کا وعدہ ٹوٹ نہیں سکتا۔ لہٰذا یہ اُمید ہنوز باقی تھی کہ ایک بہتر وقت آنے والا ہے اور بارانِ رحمت نازل

ہونے والی ہے۔ یہی گواہی پرانے عہدنامہ کے سب نبیوں کی تھی۔ اور یہی بڑا سبق تمام پرانے عہد کی تاریخ کا تھا ✦

چھٹی فصل

سوشل اور مذہبی حالت

دولت اور جائداد۔ عشرت آمیز زندگی۔ لباس۔ زیور۔ سواری۔ عقلی تہذیب۔ بداخلاقی کی کثرت۔ دینی تازگیوں کی تاثیرات۔ ابھی کلیسیا کو یہی تعلیم دی جاتی ہے کہ وہ آئندہ کی طرف دیکھے۔ نبیوں کے صحیفوں میں اس سوشل اور مذہبی حالت کی طرف جو بادشاہی زمانہ میں پائی جاتی تھی کثرت سے اشارہ پائے جاتے ہیں لیکن جگہ قلت کے سبب سے ہم صرف بعض بڑی بڑی باتوں کا ذکر کرینگے۔ اس کے ساتھ یہ بھی یاد رہے کہ ہم نے ضروری نہیں سمجھا کہ مفصلہ ذیل بیان میں دونو بادشاہوں کا جُدا جُدا تذکرہ کریں ✦

دولت اور جائداد۔ عشرت آمیز زندگی۔ دولت اور جائداد کے بارہ میں یہ کہا جا سکتا ہے کہ پہلے ایام کی اعتدال اور مساوات کی حالت بالکل جاتی رہی تھی۔ مثلاً یشعیاہ کہتا ہے۔ "اُن پر واویلا ہے جو گھر سے گھر اور کھیت سے کھیت ملا دیتے ہیں جب تک جگہ نہ ملے اور چھوڑے جاتے کہ اکیلے زمین میں بسو"۔ اور پھر بعض اشخاص مثل بنات کے ایسے بھی تھے جو اپنے جدی حقوق اور ملکیت کی بڑی دلیری سے حفاظت کرتے تھے یرمیاہ کے زمانے تک اپنی ملکیت کو چھڑانے کا پرانا طریق برابر جاری رہا (یرمیاہ ۳۲: ۷) بہت سے لوگ تراشے ہوئے پتھروں کے عالیشان مکانوں میں رہتے تھے (عاموس ۵: ۱۱) جو بڑے تکلف سے آراستہ کئے جاتے تھے اُن کے یہاں جاڑے کے موسم کے گھر اور گرمی کے موسم کے گھر اور عاج کے محل ہوتے تھے۔ (عاموس ۳: ۱۵ مقابلہ کرو زبور ۴۵: ۸) یرمیاہ گھروں کی بابت بتاتا ہے کہ اُن کی چھت دیودار کی لکڑی کی ہوتی تھی اور شنجرفی رنگ سے رنگین کی جاتی تھی۔ (یرمیاہ ۲۲: ۱۴) عاموس ہاتھی دانت کے پلنگوں اور آراستہ کی ہوئی چارپائیوں کا جن پر لوگ لیٹا کرتے تھے ذکر کرتا ہے (عاموس ۶: ۴) ان گھروں میں بڑی بڑی

عالیشان ضیافتیں کی جاتی تھیں۔ گلے میں کے بڑے اور تھان کے بچھڑے جو قدیم زمانہ میں خاص خاص ضیافتوں پر استعمال کئے جاتے تھے۔ اب عام قسم کا کھانا سمجھے جاتے تھے (عاموس ۶: ۴) ضیافتوں کے موقعہ پر لوگوں کو اعلےٰ قسم کے عطر بابت سے معطّر کرتے تھے۔ شراب پیالوں میں بھر کر پیتے تھے۔ اور کبھی کبھی مے خوری صبح سے شروع ہوتی تھی اور جشن کی محفلوں میں مے نوشی کے ساتھ ساتھ بربط اور بین اور دف اور بانسری بھی اپنا لطف دکھاتے تھے۔ یسعیاہ - ۵: ۱۱ و ۱۲ +

لباس - زیور - سواری - اُن کا لباس اور خصوصاً اُن کی عورتوں کا لباس نہائت پُر تکلّف اور نہائت مزیّب ہوتا تھا۔ یشعیاہ نے یروشلم کی شریف عورتوں کے زیورات کی ایک مطوّل فہرست دی ہے۔ چنانچہ وہ اُس دن کی نبوّت کرتا ہے۔ جب کہ خداوند اُن کے خلخال کی پھبن اور جالیاں اور چاند دُور کرائیگا اور تعویذ اور انگوٹھیاں اور ناک کی نتھنیاں اور زربفت کی پیشوازیں اور کُرتیاں اور دوپٹے اور کیسے اور آرسیاں اور کتانی باریک لباس اور دستاریں اور شالیں بھی۔" (یشعیاہ - ۳: ۱۸ - ۲۳) سیدھی سادی اور بے تکلّف روش کو یہ عورتیں جو طرح طرح کے مصنوعی زیورات سے لدی ہوئی تھیں شاید بہت ہی سادہ سمجھتیں۔ اور اُن کی گردن کشی اور شوخ چشمی اور ناز رفتاری اور ہر قدم پر زنگولہ کی آواز اُن کی عشرت پرستی کی تصویر کو پورا کرتی تھی۔ اور اس بات کو ظاہر کرتی تھی۔ کہ عورتیں اپنے سنگار کے اشتیاق میں کس درجہ تک قعر حماقت میں ڈوب سکتی ہیں۔ عالیشان سواریوں کے حصُول کی حرص بھی دامن گیر تھی جابجا وہ گاڑیاں دیکھنے میں آتی تھیں۔ جن کو ایسے گھوڑے اور اُونٹ اور گدھے کھینچتے تھے۔ جو نفیس ساز سے آراستہ ہوتے تھے۔ (یشعیاہ - ۲۱: ۷) پُرانے بزرگوں سے دستور کے مطابق گدھے پر سوار ہونا مر غریبوں کے درمیان مروّج تھا +

عقلی تہذیب - گو بہت نہیں مگر کچھ کچھ آثار اعلےٰ قسم کی عقلی ترقّی کے بھی نمایاں ہیں۔ مثلاً یشعیاہ۔ مدبر صلاح کاروں اور چالاک ہنرمندوں اور جادو بیان فصحا کا ایسا بیان کرتا ہے کہ گویا وہ اپنی اپنی جماعتوں کے لئے منتخب نمونہ از خروارے کا کام دیتے ہیں۔ ہم دیکھ چکے ہیں کہ یہوداہ کے بادشاہوں میں عزّیا صنعتکاری اور انجنیری کے کام میں مشہور تھا عاموس ثریا اور جبار ستاروں کا ایسا اشارہ کرتا ہے۔ کہ گویا علم ہیئت (اسٹرانومی) کے اصول سے

عام لوگ واقف تھے۔ لیکن برعکس اس کے جادوگروں اور فال گوؤں کی طرف بھی بار بار اشارہ پایا جاتا ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اُن کی عقل ایک طرح کی بُری حالت میں گرفتار تھی۔ بُت پرستی کا وجود لوگوں کی عقل کو خراب کرنے اور اُن کے اخلاق کو بگاڑنے اور اُن کی سوسائٹی کو ابتر بنانے سے باز نہ آیا۔

بداخلاقی کی کثرت۔ نبیوں کی کتابوں میں بداخلاقی کی کثرت کی نسبت جو بیانات پائے جاتے ہیں اُن میں سے اکثر بڑے افسوسناک ہیں۔ اُن بدیوں میں سے ایک بدی بھی ایسی نہیں جس کی بار بار خبر نہیں دی گئی اور جس پر توجہ نہیں کیا گیا۔ غریبوں کو ستانا بدترین بدیوں میں سے تھا۔ عاموس بتاتا ہے کہ "راستباز روپیے کے لئے اور مسکین جوتی کے ایک جوڑے کے لئے بیچے جاتے تھے"۔ (عاموس ۲: ۶) یسعیاہ کی کتاب سے معلوم ہوتا ہے کہ بیویاں خریدی اور بیچی جاتی تھیں۔ شہزادوں اور حاکموں کو ان کے لالچ کے سبب اور نیز اُن کی زرپرستی اور ظلم اور خونریزی کے سبب سے ملامت کی جاتی تھی۔ (یسعیاہ ۱: ۲۳ و ۱۰: ۱ و یسعیاہ ۹: ۱۵) ناپاکی اور شہوت رانی بت پرستی کی آڑ میں پھیلی ہوئی تھیں۔ بڑے بڑے شہروں میں ایسی جماعتیں ہوتی تھیں جو شہوت پرستوں کی خواہشوں کو پورا کرنے کے لئے دلالی کا کام کرتی تھیں (عاموس ۲: ۷) ٹوٹے اور جھوٹے [illegible] و فریب دغا کے ترازو سب جگہ پائے جاتے تھے اور سچا غم موت کے وقت بھی نایاب تھا۔ [illegible] وہ لوگ جو نوحہ گری کے فن میں مشّاق تھے مُردوں پر نوحہ کرنے کے لئے اجرت پر بلائے جاتے تھے۔ عاموس ۵: ۱۶۔

دینی تازگیوں کی تاثیرات۔ ابھی کلیسیا کو یہی تعلیم دی جاتی ہے کہ آئندہ کو دیکھے۔ یہوداہ کے دیندار بادشاہوں کے ماتحت جو دینی تازگیاں سرزد ہوئیں وہ عوام میں روحانی زندگی کی سچی حرکات کی بجائے زیادہ تر برقی جوش کی طرح کام کرتی تھیں۔ تاہم اس میں شک نہیں کہ اُن تاریک ایام میں کئی لوگ فی الحقیقت خدا کی طرف رجوع ہوئے۔ اُن نئے واقعات سے جو ہر روز سرزد ہوتے تھے تاکہ ثابت کریں کہ خدا گناہ سے نفرت کرتا ہے۔ کئی ایک کو گناہ کی سزا اور طاقت سے رہا ہونے کی تمنا میں آٹھ آٹھ آنسو رُلایا ہوگا۔ اُس بدظنی اور فساد کی حالت میں جس کے نتیجہ میں سلطنت گرفتار تھی۔ اور جس کے سبب سے سالانہ عیدوں کا ماننا مشکل بلکہ محال ہو گیا تھا نبیوں کی تصنیفات

نے اور اُن سے پہلے لکھے ہوئے کلام نے سچّی دینداری کی حفاظت میں بڑی مددی ہوگی۔ اگر ایک سو اُنیسواں زبور جس میں خداوند کے کلام اور شریعتوں کی اتنی تعریف پائی جاتی ہے اس زمانہ میں لکھا گیا تو وہ اس بات کا ایک قابل یاد ثبوت ہے کہ کیسے اشتیاق سے دیندار لوگ نجات کے اُن چشموں سے اپنی پیاس بجھایا کرتے تھے۔ کلام کا زیادہ مطالعہ مسیح کے علم کو وسیع کرتا ہوگا گو یہ بھی سچ ہے کہ نبی خود اس تلاش اور تحقیق میں تھے کہ مسیح کی رُوح جو اُن میں تھی جو مسیح کی بابت اُس کے دُکھوں کی اور اُن کے بعد اُس کے جلال کی آگے گواہی دیتی تھی کس زمانے یا کس طرح کے زمانہ کا بیان کرتی تھی۔ اس زمانہ کی تربیت کا سب سے بھاری نتیجہ یہ تھا کہ ایمانداروں کے خیالات زمانہ حال سے ہٹ کر زمانہ مستقبل کی طرف راجع کئے جاتے تھے۔ احاطہ نبوت کے آس پاس ایک طرح کی تاریکی اور اندھیرا چھایا ہوا تھا۔ پس اُمید کیلئے سوائے ایک دور دراز فاصلہ کے اور کہیں آرام نہ تھا۔ اندھیری رات کے تاریک سائے جمع ہو رہے تھے۔ اور اُس شب کے لمبے لمبے اور ناگوار گھنٹوں کا کاٹنا ضروری تھا قبل اس کے کہ سپیدہ صبح نمودار اور ظلمت شب فرار ہو ۔

همعصر تاریخ

۱۔ مصر۔ کوشی خاندان۔ بابل کا مطیع ہونا۔ اسور۔ قدیم تاریکی۔ کتبوں کے مضامین سنحرب اسرحدون۔ سردناپلس۔ بابل۔ نینوہ کی بربادی۔ مدیا بابل کا تنزل فینیکی۔ تجارتی عظمت حزقیل کی نبوت۔ کارتھج۔ دوسری جگہوں میں بکثرت آباد ہونا۔ یونان۔ جمہوری ریاستوں کا مجموعہ۔ سپارٹا اور ایتھنز۔ یونانی علم ادب۔ مذہب کی نئی صورت۔ روم۔ یونان کے ساتھ مقابلہ۔ اُن کا تاریخی کام ۔

۱۔ مصر

کوشی خاندان۔ ہم اس بات کی طرف اشارہ کر چکے ہیں کہ رجعام کے عہد سلطنت میں سیسق یا شیسانک اول شاہ مصر نے یہودیہ پر حملہ کر کے یروشلم کو اپنے قبضہ میں کر لیا تھا۔ (دیکھو انگریزی کتاب صفحہ ۲۹۳) سن عیسوی سے سات سَو برس بلکہ اس سے بھی کچھ پہلے۔ اور دس فرقوں کی سلطنت کے خاتمہ کے قریب سباقو نے جو کوش کا فتحمند بادشاہ تھا۔ مصر کو مطیع کر کے تخت کو غصب کر لیا۔ سباقو نوشتوں میں سو کہلاتا ہے اور وہ وہی بادشاہ تھا۔ جس سے ہوشیع نے اسوریوں کے برخلاف امداد کی عبث توقّع رکھی۔ (دیکھو انگریزی صفحہ ۳۲۶) ترہاقہ ایک اور کوشی خاندان کا بادشاہ تھا اور وہی تھا جس کی نسبت سنحرب سنے یہ خبر پاکر کہ وہ میرے برخلاف لشکر کشی کر رہا ہے۔ حزقیا کو اطاعت قبول کرنے کے لئے مجبور کیا۔ (یشعیاہ ۳۷ : ۹) +

بابل کا مطیع ہونا۔ اس عرصہ میں مصر کی تاریخ میں ایک بے ترتیبی کا زمانہ آیا۔ لیکن تھوڑی دیر کے بعد سامیٹی کس تخت نشین ہُوا۔ جس کا ذکر ہم اشدود کے محاصرے کے متعلّق جو انتیس سال تک جاری رہا کر چکے ہیں۔ سامیٹی کس کے بعد نکو جس کے ساتھ لڑائی کرتے ہوئے یوسیاہ مارا گیا تھا تخت نشین ہُوا اُس نے یہ بیڑا اُٹھایا کہ بحیرہ اعظم اور قلزم کو ایک نہر کے وسیلے ملا دے۔ لیکن یہ ایک ایسا کام تھا جس کی انجام دہی میں ایک لاکھ بیس ہزار جانیں برباد ہوئیں۔ اس بحری فوج کی نسبت جو اُس نے روانہ کی تھی یہ گمان ہے کہ اُس نے افریقہ کے اردگرد چکّر لگایا۔ اور ہرقولیز کے ستونوں کے راستے جو اب آبنائے جبرالٹر کے نام سے مشہور ہے مصر کو واپس آئی۔ اُس کا جانشین اپرئیس تھا جو بائبل میں (یرمیاہ ۴۴ : ۳۰) فرعون حفرا کہلاتا ہے۔ یہ بادشاہ اُس وقت مارا گیا جب کہ غاصب اماسس کی سرکشی کو فرو کرنے میں مصروف تھا۔ اسی عرصہ میں مصر یونان کے ساتھ ایک گہرا رشتہ پیدا کرتا جاتا تھا۔ اور اُس کی قومی خصائص میں تنزّل آرہا تھا اور اُس کی کہانت کی قدر اب کافور ہونے لگ گئی تھی۔ اس ملک نے بڑی جدوجہد کی کہ ایشیا کو فتح کرے۔ لیکن بنوکدنضر کی ذاتی جنگی لیاقت نے حملہ آوروں کا مُنہ پھیر دیا۔ اور آخرکار مصر مجبور ہوا کہ بابل کے سامنے سر تسلیم خم کرے +

۲- اسور

قدیم تاریکی - اسور کی قدیم تاریخ کا بہت سا حصّہ تاریکی کے پردہ تلے چھپا ہؤا ہے اُس وقت سے کے درمیان کہ جب اُس نے قدیم زمانہ میں بابل کو اپنا مطیع بنایا اور دنیا کے اُس حصّہ میں قوی ترین سلطنت ہونے کا فخر حاصل کیا اور اُس وقت کے درمیان کہ جب بابل نے اُسے برباد کیا اور اپنے مقبوضات میں شامل کر لیا۔ بہت سے انقلاب وارد ہوئے اور کئی بادشاہی خاندانوں نے تخت پر قدم رکھا۔ واضح ہو کہ ننوہ ہر زمانہ میں اُس کا دار الخلافہ نہیں رہا اور نہ ہی سب بادشاہوں نے وہاں سکونت اختیار کی تاہم معلوم ہے کہ وہ ہمیشہ اس سلطنت کا سب سے بڑا اور عمدہ شہر سمجھا جاتا تھا۔ اور اُس کی رونق کے زمانہ میں اور کوئی شہر اُس کا ہم پلّہ نہ تھا۔ اور نہ وسعت کے اعتبار سے کوئی شہر اُس کے برابر تھا ٭

کتبوں کے مضامین - ہم ننوہ کے کتبوں میں جو حال میں پڑھے گئے ہیں خاص کر دو باتیں پاتے ہیں۔ اور وہ یہ ہیں کہ ایک طرف تو لڑائیوں اور فتحوں کی فہرست پائی جاتی ہے اور دوسری طرف ان بڑی بڑی شاہی عمارتوں کا حال درج ہے جو کئی بادشاہوں نے تعمیر کروائی تھیں۔ چنانچہ وہ بڑے بڑے محل جن کے کھنڈرات اب ملتے ہیں مختلف بادشاہوں نے بنوائے تھے مثلاً سرِدناپلس اوّل نے قریباً ۹۳۰ برس قبل از مسیح وہ محل جو شمال مغربی محل کہلاتا تھا مقام نمرود میں بنوایا اور وہ اُس محل سے جو سنحریب نے کوئیں جنق میں تعمیر کروایا تھا دوسرے درجے پر تھا اور اسوری محلوں میں سب سے بڑا اور عالیشان سمجھا جاتا تھا پروفیسر رالنس صاحب فرماتے ہیں کہ اس قسم کی طرزِ عمارت میں اور اُن عمارتوں میں جن کا بیان نوشتوں اور جوسیفس کی تصنیفات میں پایا جاتا ہے۔ ایک گہری مشابہت معلوم ہوتی ہے۔ گو سلیمان کے محل کا عرض و طول اسوری بادشاہوں کے محلوں سے کہیں چھوٹا تھا ٭

سنحریب - سنحریب جس نے بہت زر لگا کر ننوہ کی مرمّت کی اور اُسے ہر طرح سے رونق بخشی اور کوئیں جنق کا بڑا محل مع اُس کے عالیشان دالانوں اور برآمدوں کی تعمیر کروایا مسیح سے پہلے قریباً ۷۰۵ سے ۶۸۱ برس تک بادشاہی کرتا رہا۔ اُس کی جنگی مُہمّات کی

کامیابیاں ایسی تھیں کہ جب ہم اُن سے واقف ہوجاتے ہیں تو اس کی وہ منکبرانہ باتیں جو اُس نے حزقیاہ کو لکھی تھیں فوراً سمجھ میں آجاتی ہیں۔ کسدیہ میں اُس نے ۸۹ شہر اور ۸۲۰ گاؤں ویران کئے اور نباتیوں اور ہاجریوں سے وہ ۲۰۸۰۰۰ لوگوں کو اسیر کر کے لے گیا۔ اور جب ہم اُس کے جنگی دبدبہ اور جنگی ساز و سامان کی وسعت پر غور کرتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ وہ مقابلہ جو حزقیاہ نے کیا نہائت ہی بلند پایا تھا ٭

اسرحدون۔ اسرحدون بھی جو منسّی کو اسیر کر کے بابل لے گیا۔ ایک بڑا فتح نصیب اور سلطنت کو رونق دینے والا بادشاہ تھا۔ اُس نے تیس مندر جو سونے اور چاندی سے مرصّع اور آفتاب کی مانند دمکتے تھے تعمیر کروائے۔ اور علاوہ بریں کم از کم تین نئے محل بنوائے ٭

سرونا پلس۔ اسرنی پل جسے یونانی سرونا پلس کہتے تھے۔ اسرحدون کا جانشین تھا۔ مصر پر حملہ کر کے ترہاقہ کو شکست دی اور ملک کو اپنے قبضہ میں کر لیا۔ اور تھیبز کے مشہور اور خوبصورت شہر میں بڑی بڑی خرابیاں برپا کیں۔ لیکن وہ مصر سے جلد نکالا گیا۔ مگر ایک اور جنگ میں جو عیلامیوں کے برخلاف کی گئی کامیاب نکلا۔ پر وہ ظلم جو اُس نے اپنے مفتوحوں پر کیا نہائت دہشتناک قسم کا تھا۔ چنانچہ سبولی کا بادشاہ گنانو اور اُس کا بھائی سمگنو ایک قطار میں نکالے گئے۔ اُن کے گلے میں عیلام کے بادشاہ اور اُس کے بیٹے کے کٹے ہوئے سر پڑے ہوئے تھے۔ اور جب یہ گشت ہو چکی تو گنانو اور دیگر بڑے بڑے اسیر میخوں کے وسیلے گاڑے گئے۔ اُن کی زبانیں کتر کر نکالی اور چمڑیاں اُتاری گئیں باقیوں کے ہاتھ پاؤں کاٹے گئے اور بڑی سختی کے ساتھ جان سے مارے گئے۔ واضح ہو کہ اُس زمانہ کی روح جس میں یہودا اور اسرائیل کو اپنی مصیبت کے ایام میں دُکھ اٹھانا تھا۔ اسی قسم کی وحشت اور دہشت سے پُر تھی۔ پُرانے مورّخ بتاتے ہیں کہ سرونا پلس وہی بادشاہ ہے جس نے اپنے تئیں اپنے محل میں جلا دیا تھا۔ لیکن ایسی وجوہات بھی ہیں جن کی بنا پر یہ کہہ سکتے ہیں کہ سرونا پلس وہ نہ تھا بلکہ وہ بادشاہ اور تھا جو پیچھے اس مشکل میں مبتلا ہوا ٭

۳۔ بابل

نینوہ کی بربادی۔ اسور کی طرح بابل کی قدیم تاریخ بھی صاف نہیں ہے معلوم ہوتا ہے

کہ یہ سلطنت بہت مدّت تک اسور کے ماتحت ایک باجگزار سلطنت کی مانند رہی گو کبھی کبھی اُس کے بادشاہ خود مختار بھی ہو جاتے تھے۔ مثلاً حزقیاہ کے زمانہ میں مرادک بلدوان ایک خود مختار بادشاہ تھا۔ لیکن یہ سلطنت تھوڑے عرصہ بعد اسوریوں نے فتح کرلی۔ اور جو آخری اسوری بادشاہ تھا اُس نے بنوپلاسر کو بابل کا حاکم مقرر کیا۔ لیکن بنوپلاسر نے بیوفائی کی اور بابل کی سلطنت کی بنیاد ڈالی اور یہ اس طرح ہوا کہ اُس نے سائےزرکیس مادی بادشاہ کے ساتھ ملکر نینوہ پر حملہ کیا اور اُسے برباد کر دیا۔ بنوپلاسر کا جانشین اُس کا بیٹا بنوکدنظر تھا جس نے یروشلم کو برباد کیا۔

۴۔ میدیہ

بابل کا تنزل۔ گمان کیا جاتا ہے کہ مادیوں کی اصل زادبوم مشرق کی جانب تھی۔ یہ لوگ دریائے سندھ کے آس پاس سے نکلے اور اس ملک میں آباد ہوگئے جسے اُنھوں نے یہ نام دیا۔ معلوم ہوتا ہے کہ بہت مدت تک اُن کی سلطنت اسور کی زورآور سلطنت کے ساتھ باجگزار ریاست کا علاقہ رکھتی تھی۔ لیکن آخرکار بادشاہ سائےزرکیس کے ماتحت آزاد ہوئی اور نینوہ کے برباد کرنے میں اہل بابل کے ساتھ مل گئی۔ خورس کے ماتحت مادی اور فارسی ایک ہوگئے اور اُس بڑی سلطنت کو قائم کیا جو بابل کے بعد ظہور پذیر ہوئی۔

۵۔ فنیکی

تجارتی عظمت۔ ملک فنیکی اگرچہ اسلاح جنگ اور عرصۂ دار و گیر سے ناآشنا تھا۔ تاہم اس کی توجہ زیادہ تر بحری اور تجارتی معاملات میں صرف ہوئی یہی وہ وقت تھا۔ جب شہر سور معراج اقبال کے اعلےٰ زینہ پر پہنچا ہوا تھا۔ اور جب ایلیاہ نبی اس میں سے سارپت کو جاتے ہوئے گذرا ہوگا تو وہ اُن چیزوں کو دیکھ کر جو وہاں موجود تھیں اسی قدر حیران ہوا ہوگا جس قدر یوناہ نینوہ کی اشیاء کا معائنہ کر کے متعجب ہوا تھا۔ اُس نے کبھی ایسے بازار۔ کبھی ایسی اجناس تجارت کی دکانیں اور ایسے جہاز نہ دیکھے تھے۔ اور اگر ہم یہ مان لیں کہ وہ یہاں اس شہر کے بڑے میلوں میں سے کسی میلے کی تقریب پر وارد ہوا تو اُس خرق کو جو اس شہر میں اور اسرائیل کے خاموش شہروں میں پایا جاتا تھا دیکھ کر

حیرت کا پتلا بن گیا ہوگا۔ وہ مصری بوٹیدار کتان کا پھریرا جو کہ دنیا کے تمام بندرگاہوں میں مشہور ہے اور جو جہازوں کے اوپر کبودی اور ارغوانی شامیانوں کے ساتھ اُس بندرگاہ میں لہراتا ہے کیسا ناز سے اترا رہا ہے۔ وہ جگہ جہاں شہر کی تجارتی اجناس جمع ہیں صرف اس بات کی محتاج ہے کہ اُس پر فنیکی شیشے کی چھت ڈالی جائے تاکہ وہ بلّور کا محل بن جائے یعنی ایسی جگہ جو تمام قوموں کی ہنرمندی کا منتظر ہو (حزقی‌ایل ۲۷ باب) ہر ایک ملک کی بیش قیمت شئے جو اُس میں پیدا ہوتی ہے۔ یہاں دکھائی دیتی ہے۔ مثلاً دور دراز مشرقی اطراف سے ترسیس روپا اور لوہا اور رانگا اور سیسہ بھیجتا ہے۔ یہ رانگا ممکن ہے کہ کارنوال کے کانوں سے آتا ہو آرمینیا سے گھوڑے آتے ہیں۔ جو غالباً مشہور نیسیئن نسل کے گھوڑے ہیں۔ عرب سے سینگ اور ہاتھی دانت اور تجباپات اور بچے اور بّرے اور بکریاں آتی ہیں ارام کے گوہر شب چراغ اور ارغوانی اور چکندوزی اور کتان وغیرہ اُس کے بازاروں میں نظر آتے ہیں اسرائیل سے جلعاد کا گیہوں اور شہد اور روغن اور بلسان موجود ہے۔ دمشق سے حلبون کی مَے اور سفید اُون بھیجی جاتی ہے سبا کی ملک کی قدیم مملکت سے خوشبودار مصالح اور ہر طرح کے قیمتی پتھر اور سونا آتا ہے اسور سے دیودار کے صندوق ڈوری سے بندھے ہوئے آتے ہیں جن میں نفیس کپڑے بند ہیں جو اسوری درزیوں کے کام آتے ہیں اور علاوہ بریں منقّش اور بوٹیدار پارچے بھی آتے ہیں اور جیسا مشرقی ممالک کی منڈی میں ہونا چاہیئے ویسا اُس کے بازار میں ایک جگہ غلاموں کی نمائش کے لئے بھی مخصوص ہے۔ اور یاوان اور توبال اور مسک سے وہ مصیبت زدہ لوگ آتے ہیں۔ جن کی اولاد اب بھی جارجیا اور سرکیشیا سے اُسی گرد و نواح میں اسی طرح مشرقی بازاروں میں خریدی اور بیچی جاتی ہے +

حزقی‌ایل کی نبوّت ۔ اب اس رونق کی حالت میں اسور کے تاجر شہزادے کیا خیال کرتے اگر کوئی اُن کو مفصلہ ذیل آئت پڑھ کر سُناتا جو ایک عبرانی نبی دریائے خیبار کے کنارے عین اُس وقت لکھ رہا تھا۔ جبکہ ان شہزادوں کے متکبّرانہ مزاج کو یروشلم کے گر جانے سے ایک نئی خوشی حاصل ہوئی تھی ؟ وہ آئت یہ ہے تیرا مال اور اسباب اور بازار تیری اجناس تجارت تیرے اہل جہاز اور تیرے ناخدا تیرے ناؤ کے کھینے والے اور تیرے کاروبار کے گماشتے اور سارے جنگی مرد جو تجھ

ہیں ہیں اس سارے انبوہ سمیت جو تیرے درمیان فراہم ہُوا تیری تباہی کے دن سمندر کے بیچ میں گر ینگے"۔ (حزقیل ۲۷: ۲۷)

۶۔ کارتھج

کارتھج کی عظیم سلطنت جو مدّت تک شمال مغربی یورپ میں ایک غالب طاقت رہی سور کی ایک آبادی سے پیدا ہوئی تھی۔ اُس کی بنیاد قریبًا ۸۰۰ برس قبل از مسیح ڈالی گئی اور یہ وقت قریبًا وہی تھا جبکہ ایزبل جو اُسی حصّہ کی متوطّن تھی بنی اسرائیل سے بعل کی عبادت جبرًا کرا رہی تھی۔ کارتھج کے مقبوضات رفتہ رفتہ بڑھتے گئے۔ اور اُس کی اس حکمت کے سبب جس کی وجہ سے وہ برابر غیر جگہوں میں آباد ہوتی جاتی تھی۔ مغربی یورپ کے بحری سواحل اور جزائر اُس کے ہاتھ میں آ گئے۔ اغلب ہے کہ اہل کارتھج کا جلد جلد پھیل جانا اُس ناپاک اور بُت پرست عبادت کے پھیلنے کا باعث ہُوا جو وہ سور سے اپنے ساتھ لائے تھے گو اُن کے وسیلے تجارتی فوائد بہت درجہ تک ان وحشی قوموں کو نصیب ہوئے جن کے ساتھ اُن کا رابطہ تھا مگر یقینی بات ہے کہ وہ مذہبی روشنی کے مصدر نہ تھے مغربی یورپ کی مذہبی تاریکی اُس وقت ایک خوفناک درجہ تک گہری ہو رہی ہوگی۔

۷۔ یونان

جمہوری ریاستوں کا مجموعہ۔ ترواس کی لڑائی کے بعد یونان ایک مدّت تک بے انتظامی کی حالت میں رہا اور جب تردّدات دور ہو گئے تو بادشاہی طریق حکومت ردّ کیا گیا۔ اور قریبًا اُس کی ہر ریاست میں جمہوری انتظام جاری ہُوا۔ ملک کئی چھوٹی چھوٹی ریاستوں میں منقسم ہُوا۔ جو آپس میں کسی مشترک پولیٹیکل رشتہ سے وابستہ نہ تھیں گو ایک قسم کی یگانگت اُن کی قومی کھیلوں اور دیگر ضابطوں کے وسیلے پیدا ہو گئی تھی۔

سپارٹا۔ اور ایتھینز۔ تھوڑے عرصہ میں دو یونانی ریاستوں یعنی سپارٹا اور ایتھینز نے اپنے گردو کی دیگر ریاستوں سے سربلند کیا ملک سپارٹا جو کہ جزیرہ نما پلاپونیسس میں واقع تھا اس ریاضت اور مشقّت کے لئے مشہور تھا جس کے مطابق اس کے باشندوں کی تربیت کی جاتی تھی۔ اور نیز اس کوشش کے لئے شہرۂ آفاق تھا جو اسلئے کی جاتی تھی۔ کہ بنی آدم کی ایک مضبوط اور پاک نسل محفوظ رہے اور اُس کی مدد کی جائے۔ اُس کا مقنّن لائکرگس جو قریبًا ۸۰۰ برس قبل از مسیح

موجود تھا ایلیاہ اور یہوسفط کا ہمعصر تھا - ایتھینز ریاست اٹیکا کا جو اُن ریاستوں میں سے تھی جو ہیلا پونیسس کے شمال میں واقع تھیں دارالخلافہ تھا - یہ شہر عقلی اور سوشل تہذیب کا شائق اور گرویدہ ہونے کے سبب سے اُسی قدر مشہور تھا جس قدر سپارٹا ان چیزوں کو نظر حقارت سے دیکھنے کے لئے مشہور تھا زمانہ زیر نظر کے اختتام میں سالون جو اہل ایتھینز کا سب سے بڑا مُقنّن گذرا ہے اپنے قوانین اہل ایتھینز کے سامنے بیان کر رہا تھا وہ دانیل یرمیاہ اور حزقیل کا ہمعصر تھا یہ بڑی مطلب بات ہے کہ اُس نے اور لائے کرگس نے بھی مصر کا سفر کیا تھا - تاکہ علم اور دانائی حاصل کریں - وہ اندرونی لڑائیاں جو بہت سی یونانی ریاستوں میں ہو رہی تھیں - برابر جاری رہیں - کئی وجوہات سے یہ حالت نہائت خوفناک حالت تھی - اور بہا زندگی اور طاقت اور جوش کا سرمایہ ان چیزوں کے لئے صرف کیا جاتا تھا - جن کیلئے اُن چیزوں کا قربان کرنا ضروری نہ تھا ۔

یونانی علم ادب - اسی زمانہ میں جس کا حال ہم پڑھتے آئے ہیں یونانی علم ادب کی سپیدی صبح نمودار ہوتی ہے - اگر ہیراڈوٹس صاحب کے قول کے مطابق ہومر شاعر ۹۰۰ برس قبل از مسیح موجود تھا تو وہ اُسوقت الیڈ لکھ رہا ہوگا - کہ ایلیاہ اور الیشع خدا کی خدمت کو اسرائیل میں انجام دے رہے تھے - اور یہوسفط اپنے خدا کی لڑائیاں یہوداہ میں لڑ رہا تھا - ہسیڈ - ترتیس - اینی اس اور سیفو نے اپنی نظمیں مسیح سے سات سو برس پیشتر منظم کیں - اور شاید ایسپ نے اپنی کہانیاں ایتھینز میں اس وقت شائع کی ہونگی - جبکہ یرمیاہ نبی نبوتیں یروشلم میں بیان کر رہا تھا ۔

مذہب کی نئی صورت - علاوہ علم ادب اور فلسفی اور صنعت کو ترقی دینے کے یونانیوں کو مذہب میں بھی ایک نئی روح پھونکنا تھا - اہل مشرق سے بہت سی باتیں سیکھنے کے بعد انہوں نے اُس مذہب کو جو انہوں نے قبول کر رکھا تھا - ایک نئی صورت میں تبدیل کر دیا بوسیلے اُس روح کے جو زیادہ زندہ دلی اور بشاشت سے معمور تھی - اور جو پُرانے قصّوں میں بھی پھونکی گئی - لیکن ہم یونانی مذہب میں کوئی ایسی بات نہیں پاتے جو حقیقت میں اس لائق ہوتی کہ انسان کی ضروریات کو رفع کرتی - سب سے بڑی بات جس میں یونانی سبقت لے گئے وہ مذہب کا شاعرانہ پہلو تھا - یعنی انہوں نے ہر ایک چیز کو خوشنما اور رونق دار اور خوبصورت بنانے کی کوشش کی - لیکن حقیقت میں انسان کے جسم کو دور

کرنیکا اور کوئی کافی انتظام موجود نہ تھا۔ اور نہ ہی کوئی ایسا طریقہ تھا جو اُسے خدا کی پُرمحبت رفاقت میں لاتا اور اُسے ایسی زندگی تک جو اُس کی اعلےٰ لیاقتوں کی شان کے شایاں ہوتی سرفراز کرتا۔ جب سقراط اور فلاطون جیسے لوگوں نے اس قسم کے سوالات کی عقدہ کشائی میں جد وجہد شروع کی تو اُنہوں نے اُس مذہب سے جو خاص و عام کے درمیان مُروّج تھا بہت مدد نہ پائی۔ اور نہ وہ اس قابل تھے کہ اپنے سرمایہ سے اس میں کچھ اضافہ کرتے۔ پس ہم یونان میں اخلاقی سرگرمی بہت نہیں پاتے اور نہ گناہ کو پہچاننے کا ادراک اہل یونان کے درمیان دیکھتے ہیں بلکہ برعکس اس کے ہم یہ دیکھتے ہیں کہ خود دیوتاؤں کی نسبت یہ بیان کیا جاتا ہے کہ وہ انسانی کمزوریوں کو دیکھ کر مسرور ہوتے ہیں۔ اور اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ انسان کو اوپر اٹھانے کے عوض اُنہوں نے اُس کو گناہ کی جھیل میں اور بھی زیادہ غرق کرنے کی مدد کی +

روم

روم اور یونان کا مقابلہ۔ قریبًا اُس وقت یوروپ کے جنوب میں ایک اور قوم اپنا سر اٹھانے لگتی ہے۔ اہل روم بہت سی باتوں میں یونانیوں سے بالکل مختلف تھے یونانیوں کی کثیر نیرنگی کے عوض میں جو اُن کے اطوار اور سوسائٹی اور صنعت اور طرز حکومت میں ظاہر ہوتی تھی رومیوں کے درمیان ایک گہری قسم کی یکتائی پائی جاتی تھی مثلاً اہل یونان کی زندہ دلی اور ملائم مزاجی اور دلیری کی رُوح رومیوں کی یک رنگ سنجیدگی اور محنت کشی سے بالکل مختلف تھی۔ رومی اپنے مضبوط اور مستحکم اور غیر مغلوب ارادہ کے سبب سے مشہور تھے۔ وہ جفاکش اور دوراندیش تھے اور ہمیشہ اُس بات کی تلاش میں رہتے تھے کہ جو باتیں اُن کی مطلب کی ہیں انہیں دریافت کریں۔ اُنہیں ایک عجیب درجہ تک کامیابی اور فتحمندی نصیب ہوئی۔ اُن کی تاریخ کے زیادہ اُبھرے ہوئے زمانوں میں ہم دیکھتے کہ فتح گویا اُن کی زندگی کا ایک خاص مقصد تھا اور کہ وہ اُسی ایک مقصد کیلئے جیتے تھے اور اُن کا عصا لوہے کا عصا تھا اور دنیا نے اُس کی سختی محسوس کی +

اُن کا تاریخی کام۔ کہتے ہیں کہ روم کی بنیاد ۷۵۲ برس قبل از مسیح ڈالی گئی اور یہ قریبًا وہی وقت تھا جب کہ شاہ اسور نے اسرائیل کی سلطنت پر حملہ کرنا شروع کیا۔

یہ امر مسلّمہ ہے کہ جب روم کے بادشاہ اُسپر حکومت کرتے تھے تو اس وقت اُس کی تاریخ قصّے اور کہانیوں سے پُر تھی اور ہم اس کے بعد بہت مدّت تک کوئی پختہ تاریخی واقعہ ان لوگوں کی نسبت نہیں سُنتے جو خدا کے عجیب انتظام کے مطابق اسلئے مقرّر ہوئے تھے کہ ایشیا اور یورپ اور افریقہ کے بڑے بڑے بڑّاعظموں کو آپس میں ملانے کے لئے کڑیوں کا کام دیں اور اس طرح نامعلوم طور پر مسیح کی عالمگیر سلطنت کے لئے راہ تیار کریں ؞

اسیری

یرمیاہ ۔ حزقی‌ایل ۔ دانیل

پہلی فصل

دس فرقوں کی اسیری

یعقوب کی نسل کا تتر بتر ہو جانا ۔ مختلف اسوری اسیریاں ۔ اسوری ستونوں کی گواہی ۔ اسرائیلیوں کی آزمائشیں ۔ طوبت کا قصّہ ۔ اسرائیل مادا میں ۔ دس فرقوں کی آخری حالت +

یعقوب کی نسل کا تتر بتر ہو جانا ۔ یعقوب کی نسل جس کی تاریخ کی اب تک ہم کنعان میں پیروی کرتے آئے ہیں ۔ اس وقت چار یا پانچ ملکوں میں پھیلی ہوئی تھی ۔ اسور ۔ مادا ۔ کسدیہ ۔ مصر اور فلسطین وغیرہ ممالک میں سے ہر ایک ملک میں ان چنے ہوئے لوگوں کا ایک حصّہ پایا جاتا تھا ۔ موسےٰ کی نبوّت جو کوئی آٹھ یا نو سَو برس پیشتر کی گئی تھی اب پہلی دفعہ پوری ہوئی ۔ تاہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ وہ اس وقت کلّی طور پر پوری ہو گئی تھی ۔ اس نبوّت کے مطابق یہ چنے ہوئے لوگ جن کو خدا بہت ہی پیار کرتا تھا بہ سبب اپنے گناہوں اور غصّہ دلانے کے غیر قوموں میں تتر بتر کئے گئے +

مختلف اسوری اسیریاں ۔ وہ علے التواتر حملات جو اسوری بادشاہوں نے

دس فرقوں کی سلطنت پر گئے۔ ذیل کی جدول پر نظر ڈالنے سے معلوم ہو جائینگے ◆

سال قبل از مسیح	اسوری بادشاہ	اسرائیل کے بادشاہ	جو لوگ اسیر کئے گئے جلاوطن کئے گئے	یہوداہ کے بادشاہ	سال جو عرصہ گزرا یہوداہ کے ختم ہونے تک
۷۷۱	پول	مناحیم	روبن جاد۔ وغیرہ	عزیاہ	۱۸۳
۷۴۰	تگلت پلاسر	فقح	جلعاد۔ گلیل وغیرہ	آخز	۱۵۲
۷۲۱	سلمنذر	ہوسیعہ	تمام اسرائیل	حزقیاہ	۱۳۳

اسوری ستونوں کی گواہی۔ یہ بڑی دلچسپ بات ہے کہ اسوری ستونوں پر کے کتبے جہاں ہیں نینوہ کے کھنڈرات سے دستیاب ہوئے ہیں عموماً اسیری کے اُس بیان سے جو نوشتوں میں پایا جاتا ہے مطابقت رکھتے ہیں۔ گو اُن میں اسرائیل کی اسیری کی کیفیت قلمبند نہیں ہے۔ بہت سے ستونوں پر اسوری بادشاہوں کی فتوحات کا حال تحریر ہے اور بعض میں خصوصاً دو باتیں دیکھی جاتی ہیں۔ اوّل یہ کہ بادشاہ اپنی تمام لڑائیوں میں اسارک کی جو آسمان کا سب سے بڑا دیوتا ہے ہمیشہ مدد طلب کرتا ہے اور اپنی فتوحات اسی کو منسوب کرتا ہے۔ اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ ان لوگوں کا اسوری لڑائیوں کی نسبت یہ گمان تھا کہ جس طرح اُن کی لڑائیاں غیر ممالک کے لوگوں کے ساتھ سمجھی جاتی تھیں اُسی طرح غیر ممالک کے دیوتاؤں کے ساتھ بھی سمجھی جاتی تھیں اور اگر بنی اسرائیل اپنے خدا کے ساتھ بے وفائی نہ کرتے تو وہ کبھی مغلوب نہ ہوتے۔ دوسری غور طلب بات یہ ہے کہ عموماً بادشاہ کی نسبت یہ قلمبند ہے کہ وہ غیر ملک کے باشندوں کو اُن کی قیمتی اشیاء کے ساتھ اسیر کرکے اسُور کو لے جاتا تھا۔ اور اُن کی جگہ ایسے لوگوں کو آباد کرتا تھا جو اُن قوموں میں سے بلائے جاتے تھے جو اُس کے ماتحت ہوتی تھیں۔ اور وہ نئی آبادی پر نظم و نسق کے لئے اپنے حُکام اور افسر مقرر کرتا تھا۔ اور اس سے شاید بادشاہ کی یہ غرض ہوتی تھی کہ مفتوح قوموں کی طاقت کو کمزور اور منتشر کردے تاکہ وہ پھر کبھی اُس کے برخلاف کسی بغاوت اور سرکشی میں متفق ہو کر نہ اُٹھیں اور یہی وہ طریقہ ہے

جو ہمیں نوشتوں کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ جس کے مطابق اسور کے بادشاہ نے اسرائیل کی سلطنت سے سلوک کیا۔ یعنی اُس نے غیر لوگ اسرائیل کے ملک میں بابل اور کوتہ اور عوا اور حمات اور سفروائم سے لاکر آباد کئے اور اسرائیلیوں کو اسور اور مادا میں اسیر کرکے بھیج دیا *

اسرائیلیوں کی آزمائشیں۔ اس میں شک نہیں کہ اسرائیل کو اسوریوں کے ساتھ لڑنے میں بہت سے ظلم اور تکلیفیں اُٹھانی پڑیں۔ کیونکہ اسوری باوجود اپنی ظاہری خوبی اور تہذیب کی لڑائی کے وقت سخت قسم کا ظلم کیا کرتے تھے۔ ان لڑائیوں میں عورتوں اور بچّوں کا ٹکڑے ٹکڑے کیا جانا عام بات تھی۔ یہ قیدی اسرائیلی اپنے بزرگوں کی سرزمین کو ٹوٹے ہوئے دلوں سے چھوڑ کر اسور کی طرف روانہ ہوئے ہونگے۔ اور اُنہوں نے اس وقت آخری مرتبہ لبنان اور حرمون کی برفانی چوٹیوں کو دیکھا ہوگا اور جب وہ دمشق کے سبز چمنستان میں سے گذرتے ہونگے تو اسے ان کو یاد کرتے ہونگے کہ کس طرح ابراہیم نے اُس جگہ اُن اسوری بادشاہوں کو فتح کیا جو لُوط کو لئے جاتے تھے۔ اور یہ سوچ کر کہ اب کوئی ہمیں چھڑانے والا نہیں آہیں بھرتے ہونگے اور پھر جب اُنہوں نے پامیرا کے ستون دار مندروں اور محلوں کو دیکھا ہوگا تو گویا اس شان و شوکت کے بقیہ کو دیکھا ہوگا جو اُن کے ملک کو سلیمان کے زمانہ میں نصیب تھی اور اسی طرح کئی ہفتوں کے تھکانے والے مرحلوں کے بعد جو انہیں صحرائے ارام میں سے طے کرنے پڑے وہ آخر کار نینوہ کے مضبوط دروازوں میں گھسے ہونگے اور وہاں اُنہوں نے اس کے عجیب قصروں اور مندروں میں اپنے فاتحوں کی حشمت و جلال کی عجیب یادگاروں کو دیکھا ہوگا *

طوبت کا قصہ۔ معلوم ہوتا ہے کہ ان اسیر اسرائیلیوں میں سے بعض نینوہ ہی میں سکونت پذیر ہوئے اور اُن میں سے کئی اسی طرح اعلےٰ مراتب پر سرفراز ہوئے۔ جس طرح بعد میں اُن کے بھائیوں میں سے بعض نے بابل میں بلند مرتبہ پایا۔ طوبت کی اپاکرافل کتاب اس قسم کے اشخاص میں سے ایک شخص کا تاریخی حال بیان کرنے کا دعوے کرتی ہے۔ اگرچہ یہ کتاب الہامی نوشتوں کے مجموعہ میں داخل نہیں اور گو اس کے بعض حصص میں نقص بھی پائے جاتے ہیں۔ تاہم اغلب ہے کہ اس میں کم از کم

ایک شخص کی سچّی تاریخ کی بڑی بڑی باتیں مندرج ہیں۔ طوبت جو کہ اسرائیلی اسیروں میں سے تھا بڑا مالدار اور خداپرست اور کریم النّفس آدمی تھا۔ وہ سلمنسر بادشاہ کا مودی تھا اور اُس کا بھتیجا اخی آرکس بادشاہ کا رب ساقی مقرر ہؤا۔ طوبت بیان کرتا ہے کہ اس کے ہم قوم اسیروں کو اسور کے بادشاہ کے ہاتھ سے بعض اوقات بہت سی تکلیفیں اُٹھانی پڑیں۔ خصوصاً اُسوقت جبکہ سنحرب حزقیاہ کو فتح کرنے کی کوشش سے ناکام لوٹا اور خدا کی طرف سے نمایاں سزا اُس پر نازل ہوئی۔ اس وقت اُس نے اپنا غصّہ اسرائیلی اسیروں پر نکالا۔ اور جو لوگ اُس کی سیف انتقام کا شکار ہوئے اُن کی لاشیں نینوہ کی دیواروں کے باہر پھینکی گئیں تاکہ وہاں بے تکفین و تدفین پڑی رہیں۔ اب طوبت نے یہ بیڑا اُٹھایا کہ رات کے وقت اُن لاشوں کو دفن کرے۔ جب لاشیں غائب ہونے لگیں تو شک اُس پر ہؤا۔ لہذا اُسے اپنی جان بچانے کے لئے نوہ سے بھاگنا پڑا۔ تھوڑی دیر بعد سنحرب جس کا ظلم حیطۂ برداشت سے باہر ہوگیا تھا۔ اپنے دو بیٹوں کے ہاتھ سے جبکہ اپنے دیوتا نسراک کی جو کتبوں میں غالباً اسارک کہلاتا ہے ہیکل میں پوجا کر رہا تھا مارا گیا۔

اسرائیل مادا میں۔ چند اسرائیلی اسیر نینوہ میں رہے لیکن اُن کا بڑا حصّہ مادا کے صوبے میں مقیم ہؤا۔ مادا اسور کے مشرق میں واقع تھا۔ اُس کی شکل ایک جنگل کی مانند اور پہاڑی قطع کی سی تھی۔ اور یوں اُس کے اور اسور اور مسوپتامیہ کے چوڑے چوڑے میدانوں کے درمیان صاف فرق نظر آتا تھا۔ اُس کی شمالی سرحد پر ایک بڑا پہاڑی سلسلہ واقع تھا جو ارارات سے دونو طرف کو پھیلا ہؤا تھا۔ اور کہیں کہیں ایسا رفیع تھا کہ اُس کی اُونچائی آسمان سے باتیں کرتی تھی اس جگہ آباد ہوکر اسرائیلی گویا بنی آدم کی پہلی آبادیوں کے نزدیک لائے گئے اور اُن میں سے بعض اُن ندیوں کا پانی پینے ہونگے۔ جن کے پانیوں کو ارارات کی برف نے خنک کردیا تھا۔ اگرچہ اس ملک کی عام صورت سوکھی ساکھی سی تھی۔ تاہم کہیں کہیں بعض خوبصورت وادیوں کو دیکھکر باغ عدن یاد آجاتا ہوگا۔ یعنی اُن وادیوں کو دیکھکر جو سرسبز شجر پہاڑوں سے گھری ہوئی تھیں۔ اور جن میں وہ سیمین رنگ ندیاں بہتی تھیں جو نیچے اُس جھیل میں جاگرتی تھیں۔ جس کی خاموش سطح پر گلاب اور سنبل اور ہر طرح کے پھول عکس فگن تھے۔ مگر مادا کا ایک دور دراز فاصلہ پر واقع ہونا اور نیز اُس کی سرزمین کی مرتفع خاصیت۔ اور مزید برآں اُس کا اُن ممالک سے جو غرب میں واقع تھے ایک رفیع سلسلہ

کوہستان کے وسیلے جدا کیا جاتا کچھ کچھ ایسے اسباب ہیں جو اس اہم سوال کو حل کرتے ہیں کہ کیا وجہ ہے کہ اس کے بعد پھر کبھی ہم ان اسیر دس فرقوں کی نسبت کچھ نہیں سنتے۔ خدا کی یہی مرضی تھی کہ قومی حیثیت کے لحاظ سے یہ لوگ بالکل صفحۂ تاریخ سے غائب ہو جائیں لہذا اس نے انہیں اس دور صوبہ میں پہنچا دیا ۔

اسرائیلیوں کی آخری حالت۔ لیکن اس جگہ بھی ممکن تھا کہ ان کو خاصے درجہ تک امن نصیب ہو۔ یہاں وارد ہونے کے چند سال بعد ماد کو خود مختاری کی حالت نصیب ہوئی۔ سنحرب کے عہد میں ماد نے اسور سے سرکشی اختیار کی اور داؤسس کو جو جودتھ کی اپاکرفل کتاب میں ارفکساد کہلاتا ہے اپنا بادشاہ چنا جس نے اکنباتہ کو دار الخلافہ مقرر کیا۔ ماد میں اسرائیلیوں کی سوشل حالت نے اس وقت جبکہ ان اسرائیلیوں نے اسور کے ظالم اور ایذا رساں بادشاہ کے جوئے سے مخلصی پائی بڑی ترقی کی ہوگی اور وہ ایک خود مختار بادشاہت کا حصّہ بن گئے ہونگے۔ غالب ہے کہ ماد میں ان کو اراضی اور گھر اور دیگر اسباب راحت میسر آئے۔ لیکن اس خیال کے لئے کوئی وجہ نہیں کہ مذہبی حالت میں بھی انہوں نے ترقی کی ہو۔ اسیری سے پہلے ان کی بادشاہت یہوداہ کی سلطنت کی نسبت زیادہ مایوس حالت میں مبتلا تھی اور زیادہ شریف مزاج لوگوں نے یہوداہ کی سلطنت سے علاقہ پیدا کر لیا تھا اور اب اسیری میں بھی بے شک ایسے ایماندار اشخاص ہونگے جو اپنے باپ دادوں کے خدا کی عبادت کرتے رہے اور جو غالبًا پھر اسرائیل کی سرزمین کو لوٹ آئے۔ مگر قوم کے زیادہ حصّہ نے اردگرد کے لوگوں کی بُری عبادت کو اختیار کیا۔ اور کبھی مجموعی صورت میں اپنے وطن کو نہ لوٹے۔ چند پشتوں کے بعد یعنی دارا مادی کے عہد میں مادیوں اور فارسیوں کی سلطنت نے بابل اور اسور کو نگل لیا۔ اور ماد اور اسور اور کسدیہ کے رہنے والے یہودی ایک ہی بادشاہ کی رعیّت ہو گئے۔ یہ بات کہ آخر کار ان دس فرقوں کی کیا حالت ہوئی ایک ایسا تاریخی مسئلہ ہے جو اب تک حل نہیں ہوا۔ بعض کا گمان ہے کہ وہ ایشیاء میں ملک ٹرکی کے نسطوری فرقے کے عیسائیوں میں شامل ہیں۔ اور بعض یہ کہتے ہیں کہ ہند کے افغانوں میں ملتے ہیں۔ اور بعض کا یہ خیال ہے۔ کہ وہ بہت دور دور جگہوں کو چلے گئے ہیں ۔

دوسری فصل

یہوداہ کی اسیری

اسیروں کی جماعتوں کو پے درپے لے جانا - بنوکدنظر کی بادشاہت - بابل - کسدیوں کا علم - مجوسی - دانیل - بنوکدنظر کا خواب - دانیل کے ہمراہیوں کی شریف روش - اُن کے ہم وطنوں پر اُن کا اثر - دوسرا خروج یہودیوں کا کسدیہ میں - اسیروں کی تکلیف - حزقیل کی نبوتیں ✤

اسیروں کی جماعت کو پے درپے لے جانا جس طرح دس فرقوں کی حالت میں ہُوا اسی طرح یہوداہ کی بادشاہت میں بھی اسیر تین مختلف جماعتوں اور زمانوں میں دوسری جگہوں کو پہنچائے گئے - ذیل کے نقشہ سے تمام کیفیت روشن ہوگی ✤

سال قبل مسیح	یہوداہ کے بادشاہ	فاتح	اسیر
۶۰۷	یہویقیم	بنوکدنظر اپنے باپ کا قائم مقام	دانیل اور دیگر شہزادے
۵۹۹	یہویکین	بنوکدنظر	۱۰۰۰۰ اسیر
۵۸۸	صدقیاہ	بنوکدنظر	قریباً سب لوگ

فقط ایک تھوڑا سا بقیہ ملک میں رہ گیا - جو جدلیاہ کے ماتحت تھا - اور اُس میں سے بہتوں اسمٰعیل نے قتل کر ڈالا - اس بقیہ میں سے بہت سے لوگ یوحنان کے ساتھ مصر کو چلے گئے - اور ایک نہایت خفیف حصّہ اپنی پُرانی جگہوں کے ارد گرد گھومتا رہا ✤

بنوکدنظر کی سلطنت - بابل - ہم ابھی دیکھ چکے ہیں کہ کس طرح کسدی سلطنت اسوری مملکت سے جُدا ہو کر اُس کے کھنڈرات پر قائم ہوئی - بنوکدنظر کی مضبوط حکمرانی کے ماتحت اس نئی سلطنت نے بہت جلد فروغ پایا - اور اُس کے پایۂ تخت بابل نے

نہایت عالیشان صورت اختیار کی۔ علاوہ اُن ممالک کے جو مسوپتامیہ کے میدان ہیں اور اُس سے پرے پہاڑی قطعات میں واقع تھے عرب اور ارام اور فلسطین بھی اس سلطنت میں شامل ہوگئے اور پھر تھوڑی دیر بعد اور بڑے بڑے صوبجات اس میں شامل کئے گئے عموماً مانا جاتا ہے کہ بابل اُس جگہ واقع تھا جہاں بابل کا برج بنا تھا۔ وہ ایک چوڑے اور زرخیز میدان میں دریائے فرات کے کناروں پر آباد تھا۔ بعض قدیم مؤرخ اس شہر کی نسبت عجیب عجیب باتیں تحریر کرتے ہیں۔ اُس کی فصیل کی دیواریں اُس کے اردگرد ایک مربع بناتی تھیں جس کا ہر ضلع لمبائی میں پندرہ میل تھا پچیس گلیاں ایک طرف کو جاتی تھیں۔ اور دوسری پچیس اُن پر اس طرح گذرتی تھیں کہ اُن کے باہمی اتصال سے زاویے قائمے بن جاتے تھے۔ اور ان بازاروں کے سروں پر سو دروازے بنے ہوئے تھے جو بازار شہر کو چھ سو سے زیادہ مربعوں میں تقسیم کرتے تھے۔ اور ہر مربع کے مرکز میں باغات اپنا لطف دے رہے تھے۔ بنوکدنضر نے بابل کے آراستہ کرنے میں کوشش بلیغ کی اور سوائے دیگر بڑی بڑی عمارتوں کے جن میں بڑے بڑے محل اور مندر شامل تھے بنوکدنضر نے وہ مشہور معلق باغات لگوائے جن میں طبقہ پر طبقہ اس طرح چنا گیا کہ اونچائی شہر کی دیواروں کے برابر جا پہنچی۔ کہتے ہیں کہ یہ باغ اُس نے اپنی مادی بلکہ امیتس کو خوشی کرنے کے لئے لگائے تھے۔ جو بابل کے چوڑے میدانوں میں اپنے پہاڑی وطن ... نظاروں کو یاد کیا کرتی تھی۔ ہم بابل کی وسعت اور ساخت کے بیان کو مبالغہ سے خالی نہ ... کہہ سکتے۔ مگر اس میں بھی شک نہیں کہ یہ شہر اپنے وقت میں عجوبۂ روزگار تھا معلوم ہوتا ہے کہ بنوکدنضر اُن بڑے بڑے بادشاہوں میں سے تھا بلکہ اُن سب سے بڑا بادشاہ تھا جو مشرق میں حکمران ہوئے ہیں ❖

کسدیوں کا علم مجوسی۔ اب یہویقیم کے تیسرے سال اور یروشلم کی بربادی سے کوئی اٹھارہ یا اُنیس سال پیشتر دانیل اور اُس کے رفیق اس شہر میں لائے گئے تاکہ کسدیوں کے علم اور زبان کو سیکھیں اور عموماً اسی وقت سے ستّر سال کی اسیری کا آغاز شمار کیا جاتا ہے۔ کسدیوں نے ایک قدیم زمانہ سے سرمایہ علم جمع کر رکھا تھا۔ چنانچہ سکندر اعظم کے زمانہ میں اُنہوں نے فخر سے کہا کہ ہمارے باپ دادوں نے چار لاکھ ستّر ہزار سال تک علم نجوم کے مشاہدات کا علم حاصل کیا ہے۔ مگر یہ عرصہ بعد میں اُنیس سو تیس سال رہ گیا۔

بابل کے مجوسی یعنی علما بہت بیشمار تھے اور اُن کی بڑی قدر کی جاتی تھی۔ اجرام فلکی کی
حرکات اور دھاتوں اور چشموں کے پانیوں کی خاصیتوں کو دریافت کرنا۔ آئندہ کی باتوں کو
نجوم سے بتانا۔ خوابوں کی تعبیر کرنا اور اسی طرح کی اور باتیں اُن کے مطالعہ اور خواندگی کے
مضامین تھے۔ اور چونکہ وہ آنے والی باتوں کو جاننے کی مہارت کا دعوےٰ کرتے تھے
لہٰذا لوگوں کے درمیان بڑی عزت رکھتے تھے علاوہ بریں وہ کسدی قوم کے کاہن
بھی تھے اور لوگوں کو تعلیم دیتے تھے کہ سورج اور چاند اور ستاروں کی پرستش کریں۔
عقیدہ میں تو وہ ایک ہی خدا تعالےٰ کے قائل تھے جس کو دنیا کا بنانے والا اور حاکم مانتے
تھے۔ مگر عملاً یہ صداقت ظاہر نہ ہوتی تھی کیونکہ لوگوں کے درمیان عام پسند بت پرستی
مروّج تھی۔ جس میں یہ صداقت کھوئی گئی تھی۔ اہل بابل کے سب سے بڑے دیوتا
بل یا بیل کی نہایت تعظیم و تکریم کے ساتھ پوجا کی جاتی تھی بنوکدنظر نے اُس کے لئے ایک
عالیشان مندر بنایا تھا۔ کسدی زبان اُس شاخ سے متعلق تھی جو ارمینین قبیلی (خاندان)
کہلاتی ہے۔ ارمینین قبیلی کی دو بڑی بڑی شاخیں تھیں۔ ایک مغربی جس میں ارامی
اور عبرانی شامل تھی۔ اور دوسری مشرقی جس میں اسوری اور بابلی زبان داخل تھی۔ اگرچہ
عام ساخت کے اعتبار سے تو وہ ہم شکل تھیں۔ لیکن اس قدر متفاوت بھی تھیں کہ جو
لوگ ایک سے واقف ہوتے تھے وہ دوسری کو بغیر خاص مطالعہ کے سمجھ نہیں
سکتے تھے ؞

دانیل ۔ بنوکدنظر کا خواب ۔ بابل کے چالاک کاہنوں کے درمیان رہنے
کے سبب دانیل اور اُس کے ساتھی سخت معرض خطر میں آن پڑے تھے۔ لیکن
شروع ہی سے خدا کی رحمت سے اُن کو یہ توفیق حاصل ہوئی کہ وہ بابل کے عیش و عشرت
کے برخلاف بڑی پختگی اور دانائی کے ساتھ ثابت قدم رہیں اور اس سے بھی زیادہ ہمت اور
پختگی کے ساتھ بابل کی بت پرستی کی مخالفت کریں اُن کے مزاج میں اور عام یہودیوں کی
اُس معیوب خاصیت میں جس کے سبب سے وہ دینی معاملات میں اپنے عقائد کو چھوڑ کر
غیرمذہبوں کو قبول کر لیتے تھے بڑا ہی فرق تھا۔ پس اُن کے ناموں کا اُن وفادار عبرانیوں کی فہرست
میں داخل ہونا نہایت زیبا تھا۔ جنہوں نے وہ تمام اشیا جو جسم اور خون کو پسند آتی
ہیں چھوڑ دیں اور تمام خطرات کا مقابلہ کرنا اپنے خدا کے حضور بے وفا اور بے ایمان

کہلانے کی نسبت بہتر جانا اور جن کے ناموں کے مجموعہ سے ایک ایسی درخشندہ اور خوبصورت عقد ثریا تیار ہوتی ہے جس نے اپنی روشنی اور نور سے اپنی قوم کو منوّر کیا اور جب دانیل نبوکدنضر کے خواب کے یاد دلانے اور تعبیر کرنے میں کامیاب نکلا۔ تو اُن کو اور بھی تقویت حاصل ہوئی کیونکہ نبوکدنضر کے خواب نے بابل کے تمام داناؤں کو حیران کر رکھا تھا۔ اُس کو خواب میں ایک بڑی مورت نظر آئی جو مختلف دھاتوں یعنی سونے اور چاندی اور پیتل اور لوہے اور مٹی کی بنی ہوئی تھی اور اُسے ایک پتھر نے جسے ہاتھوں نے نہیں کاٹا تھا ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا اور وہ آخرکار ایک پہاڑ بن گیا۔ اور تمام زمین اُس سے بھر گئی۔ مورت کے سر سے نبوکدنضر مراد تھا اور پتھر سے وہ بادشاہت جو آسمان کا خدا قائم کرنے والا تھا۔ اور جو کبھی ہلنے کو نہ تھی۔ یہ وقوعہ نبوکدنضر کے دوسرے سال میں سرزد ہوا۔ جبکہ وہ پورا بادشاہ بن گیا تھا کیونکہ اُس کا باپ تھوڑا عرصہ پہلے مر چکا تھا۔ یا یوں کہیں کہ غالباً یہویقیم کے ساتویں سال میں یا دانیل کے بابل میں آنے سے چار برس بعد واقع ہوا۔

دانیل کے ساتھیوں کی شریف چلن اور اُسکا اثر اُن کے ہموطنوں پر۔

ممکن ہے کہ مذکورہ بالا واقعات کے تھوڑے عرصہ بعد نبوکدنضر نے دورا کے میدان میں وہ سنہری مورت کھڑی کی ہو۔ جس کی بابت یہ حکم صادر ہوا کہ سب اُس کی پرستش کریں اور اگر کوئی نہ کرے تو جلتی بھٹی میں ڈالا جائے۔ دانیل اس موقعہ پر حاضر نہ تھا۔ کیونکہ اگر ہوتا تو کبھی اس حکم کی تعمیل نہ کرتا۔ اور اسی طرح یہودی قوم کا اکثر حصّہ کسدیہ سے غیر حاضر ہوگا کیونکہ اگر ہم یہ کہیں کہ بہت سے یہودی اس وقت یہاں حاضر تھے۔ تو یہ ماننا مشکل معلوم ہوتا ہے کہ اس مورت کی پوجا کے انکار میں صرف تین اشخاص یعنی سدرک میسک اور ابدنجو وفادار نکلے۔ جب یہ لوگ آگ کی جلتی ہوئی بھٹی میں ڈالے گئے تو ایک عجیب معجزہ سرزد ہوا جس کے وسیلے اُنہوں نے اُس سے رہائی پائی اُن کا نجات دہندہ یعنی خدا کا بیٹا بذات خود ظاہر ہوا۔ اس معجزے نے اور سدرک میسک اور ابدنجو کی رہائی نے کچھ عرصہ کے لئے نبوکدنضر کے دل پر بڑا اثر پیدا کیا۔ چنانچہ اُس نے ایک حکم کے وسیلے سب لوگوں کو مجبور کیا کہ اسرائیل کے خدا کی نہایت تعظیم کرے۔ لیکن قریباً بارہ برس کے بعد جس وقت اُس نے یروشلم میں ایسے خدا کی ہیکل کو برباد کیا۔ وہ ان ساری باتوں کو بھول گیا ہوگا۔ تو بھی ہم کہہ سکتے ہیں کہ ان یہودی شہزادوں کی ثابت قدمی نے بابل

کے باشندوں پر ایک گہرا اثر پیدا کیا ہوگا اور سب سے یہودی مذہب کی تعظیم کروائی ہوگی اور اس بات کا فائدہ باقی قوم کو بھی پہنچا ہوگا جبکہ وہ بھی اسیری میں گرفتار ہوکر اُن کے پاس آگئی۔ یہودی قوم کا یہ خاصہ تھا کہ وہ اپنے شاہی خاندان کو کمال عزت کی نظر سے دیکھا کرتے تھے سو جب اُنہوں نے اسیر شہزادوں کو بت پرستی کی مخالفت پر ایسا ثابت قدم پایا ہوگا تو ضرور ان کے دلوں میں یہ جوش پیدا ہوا ہوگا کہ اُن کی حمایت کریں۔ پس ہم دیکھتے ہیں کہ اسیری کے شروع ہی میں ان تین شخصوں کی ثابت قدمی نے جو کہ ایمان اور دُعا کی رُوح سے بھرپور تھے اسیری کی اصلی غرض کو پورا کرنے میں بڑا کام کیا۔ وہ غرض یہ تھی کہ تمام قوم بت پرستی کے جنگل سے آزاد کی جائے۔ جس معجزے کا اوپر ذکر ہوا اس کا یہ کام تھا کہ ایک دینی اور قومی مقصد کو انجام دے اور اس نے اس مقصد کو پورا کیا ۔

یہودیوں کی دوسری گروہ کا کسدیہ میں آنا۔ جب دانیل اور اس کے رفیقوں کو آئے ہوئے قریباً آٹھ سال گذر گئے تو یہودیوں کا ایک اور جتھا کسدیہ میں آیا۔ ان لوگوں کے درمیان حزقیل نبی بھی موجود تھا جو اسیری کا حساب اس سال سے شروع کرتا ہے جس میں خود اسیر ہوا اور اسے وہ یہویکین کی اسیری کا سال بتلاتا ہے (حزقیل ۱: ۲) وہ اور اس کے ساتھ اس کے بہت سے ہموطن دریائے خیبار کے کنارے آباد کئے گئے یہ دریا اب خبر کہلاتا ہے۔ اور فرات کا معاون ہے اور بابل سے قریب تین سو میل کے فاصلہ پر اس میں گرتا ہے۔ کرکمش کا مشہور قلعہ جس کے سبب سے مصریوں اور اسوریوں اور حتیوں کے درمیان بہت سی لڑائیاں ہو چکی تھیں اس جگہ کے نزدیک واقع تھا۔ لیکن اسیری کی جگہ میں آنے سے تھوڑی مدت بعد اور حزقیل کے عہدہ نبوت پر مامور ہونے سے پہلے ان اسیروں کے درمیان جھوٹے نبی برپا ہوئے اور اُنہیں یہ یقین دلانے لگے کہ تم اسیری سے بہت جلد لوٹ جاؤ گے۔ یرمیاہ نے جو ابھی یروشلم میں تھا یہ خبر سن کر ان اسیروں کو اطلاع دی کہ ایسی امید رکھنا بالکل بے فائدہ ہے اور بتایا کہ اسیری ستر برس تک رہیگی (یرمیاہ ۲۹: ۱۰) اس عرصہ کا حساب اسیری کے شروع سے کرنا چاہیئے۔ یعنی اس وقت سے جبکہ دانیل اور اس کے ساتھی قید ہوئے (دانیل ۹: ۲) ۔

اسیروں کی مصیبت۔ ان یہودی اسیروں کو سخت ذلت اُٹھانی پڑی۔ اس ملک کی چپٹی اور دلدل والی سطح بید کے حق میں اکسیر ہے۔ لہذا یہ درخت اس کثرت سے پیدا ہوتا

ہے کہ وہ کشتیاں جو اس سے بنتی ہیں دریاؤں میں جابجا ہر وقت چلتی پھرتی نظر آتی ہیں۔ ایک سو سینتیسویں زبور کے خوبصورت الفاظ ان شکستہ دل اسیروں کی سچی تصویر ہمارے سامنے لاتے ہیں۔ وہ الفاظ یہ ہیں:۔ "بابل کی نہروں پر وہاں ہم بیٹھے اور صیہون کو یاد کرکے روئے۔ ہم نے اپنی بربطیں بید کے درختوں میں جو اُس کے بیچ میں تھے ٹانگ دی۔ کیونکہ وہاں اُنہوں نے جو ہمیں اسیر کرکے لے گئے تھے۔ ہم سے درخواست کی کہ ہم کچھ گاویں اور وے جو ہمارے ستانے والے تھے چاہتے تھے کہ ہم خوشی منادیں۔ یہ کہکے کہ صیہون کے گیتوں میں سے ہمارے لئے ایک گیت گاؤ۔ ہم کیونکر اجنبی کی سرزمین میں خدا کے گیت گاویں اے یروشلم اگر میں تجھ کو بھول جاؤں تو میرا دہنا ہاتھ اپنا ہنر بھول جائے۔ اگر میں تجھ کو یاد نہ رکھوں اور اگر میں یروشلم کو اپنی اعلیٰ خوشی سے زیادہ تر عزیز نہ جانوں۔ تو میری زبان تالو سے لگ جائے"۔

حزقیئیل کی نبوتیں۔ خبار کے اسیروں کے پاس یرمیاہ کے اس غمناک پیغام کو کہ اسیری ستر برس تک رہیگی۔ پہنچے بہت مدت نہ گذری تھی کہ انہیں کے درمیان ایک بڑا نبی برپا ہوا جس کی روئتوں نے اُس کے یروشلم میں رہنے والے بھائی کی باتوں کی بخوبی تصدیق کی۔ صدقیاہ کے عہد کے پانچویں سال میں۔ لہذا یروشلم سے اسیروں کی دوسری گروہ کے جلاوطن ہونے کے پانچ سال بعد حزقیئیل کو نبوت کے متعلق روئتیں ملنی شروع ہوئیں۔ اور یہ روائتیں ایک وسیع عرصہ پر چھا گئیں۔ سب سے پہلی روئتیں وہ تھیں جنہوں نے یروشلم کی کامل بربادی اور یہودیہ کی ویرانی کی خبر دی۔ مصریوں کے دھوکے بازی کے سبب سے جو اُس وقت ظاہر ہوئی جبکہ اُنہوں نے یہودیوں کی مصیبت کے انتہا درجہ میں اُن کا ساتھ دینے سے انکار کیا فرعون کے خلاف بادسموم بھیجی گئی اور اس بادشاہ کی تباہی اور مصر کی بربادی کی بھی پیش گوئی کی گئی ہے۔ سور بھی جو کچھ عرصہ سے یہودیوں کا سخت مخالف ہوگیا تھا جلد تباہ ہونے کا فتوے سنتا ہے۔ لیکن حزقیئیل کی آخری روئتیں رحم اور سلامتی سے پُر ہیں۔ اُن سے نہ صرف اسیروں کی بحالی کی خبر ملتی ہے بلکہ انجیل کی نہائت اعلےٰ اور فضل رحمت کی خبر بھی ملتی ہے۔ اور حزقیئیل کا آفتاب بھی یشعیاہ کے آفتاب کی طرح یہودیوں اور غیر قوموں پر مسیح کی سلطنت کا سنہرا عکس ڈالتا ہوا غروب ہوا پس ہم دیکھتے ہیں کہ خدا نے بڑی مہربانی سے اپنے رحم کو سزا کے حکم کے ساتھ ملادیا یعنی جہاں ناتائب لوگوں کو اُن کے گناہوں

کے سبب سے کمال وفاداری سے تنبیہ کی گئی وہاں اُن لوگوں کی جو تائب اور ایماندار تھے ہمت بڑھائی گئی کہ وہ وہ امید کے ساتھ اُن اچھے زمانوں کی راہ دیکھیں جن کے آنے میں بہت دیر نہ تھی +

تیسری فصل

بنوکدنضر کی باقی ماندہ سرگذشت

ارام سور اور عمون کو فتح کرنا وغیرہ - مصر کو فتح کرنا بنوکدنضر کا خواب اور پستی اُس کی موت - وہ مقصد جس کے لئے وہ برپا کیا گیا - اوائل مرادک اور یروشلم +

ارام سور اور عمون کو فتح کرنا وغیرہ - یروشلم کو برباد کرنے کے تھوڑے عرصہ بعد بنوکدنضر نے پھر لشکر کشی کی کہ آس پاس کی قوموں کو حلقہ بگوش بنائے اور ملک مصر کا مقابلہ کرے جو اب تک جنوب میں ایک بڑی جبر سلطنت سمجھا جاتا تھا۔ شہر سور نے جو اس وقت دنیا کی گویا تجارت گاہ تھا اُس کا اور اُس کے جنگی افسروں کا تیرہ سال تک مقابلہ کیا۔ مگر آخر کار وہ اُس کے سر کرنے میں کامیاب ہوا۔ لیکن شہر کے باشندوں نے اپنا تمام اسباب ایک جزیرہ میں پہنچا دیا جو کنارے سے قریباً نصف میل کے فاصلہ پر واقع تھا جہاں نیا سور آباد ہوا جس نے بعد میں سکندر اعظم کی حکمت کو خاک میں ملا دیا چونکہ اہل سور نے اپنے ہمسائیوں یعنی اسرائیل کی اسیری کا حال سُن کر خوشی منائی تھی اسلئے بنوکدنضر کے ہاتھ سے اُن کے شہر کا برباد کیا جانا گویا اُن کے گناہ کی وہ سزا تھی جو خدا نے اُن پر نازل کی۔ اسی وقت وہ رہے سہے یہودی بھی جو یروشلم میں اب تک بود و باش کرتے تھے اکٹھے کئے گئے اور بابل کی طرف بھیجے گئے۔ عمونی بھی پورے پورے طور پر حیطۂ اطاعت میں لائے گئے۔ ربہ جو اُن کا دار الخلافہ تھا برباد کیا گیا اور سب عمونی اور اُن کا بادشاہ اسیر ہو کر بابل کو روانہ کئے گئے۔ اور یہی حال باقی آس پاس کی قوموں کا ہوا جن میں مسیحائی اور بادیہ نشین تھے۔ بہت سی قومیں اسی وقت صفحۂ تاریخ پر سے مٹ گئیں۔ اس حکمت عملی سے

جس سے بنوکدنضر نہ صرف غیر ممالک کو اپنے ملک میں شامل کر لیا کرتا تھا - بلکہ واقعی وہاں کے اصلی باشندوں کو بدل دیتا تھا - دنیا کے اُس حصہ کی سوشل حالت کو بالکل تبدیل کر دیا اور اُس اثر تا پایدار ہوئی سوسائٹی کی بنیاد ڈالی جس سے ہم نئے عہد نامے میں دوچار ہوتے ہیں ؞

مصر کو فتح کرنا - جب فلسطین اور ارام بالکل مطیع ہو گئے - تو بنوکدنضر کے لشکر نے مصر کا رخ کیا - اور چونکہ کوئی سخت رکاوٹ سامنے نہ تھی لہذا اُس نے اس ملک کو ایک سرے سے دوسرے سرے تک بالکل برباد کر دیا - اور یہودیوں کا جو بقیہ یوحنان کے ماتحت اس ملک میں پناہ گزین ہوا تھا اُس پر وہ حادثہ واقع ہوا جس کی خبر یرمیاہ نے پیش گوئی کے وسیلے دیدی تھی - اُن میں سے کئی قتل کئے گئے اور جو بچے وہ بابل کی طرف روانہ کئے گئے - اور مصر کا بادشاہ بھی جس نے یہ لاف زنی کی تھی کہ خدا بھی میری عظمت کو مجھ سے چھین نہیں سکتا اپنے دار الخلافہ میں تلوار سے مارا گیا اور یوں حزقی‌ایل کی پیش گوئیاں پورے پورے طور پر سچی ثابت ہوئیں - بنوکدنضر بہت سا لوٹ کا مال لے کر اور بڑی عزت و شان سے واپس آیا - اور اب اپنے تمام دشمنوں سے فارغ ہو کر بابل کے آراستہ کرنے میں مصروف ہوا ؞

بنوکدنضر کا خواب اور پستی - لیکن دانی‌ایل نے اُس خواب کی جس میں بنوکدنضر نے ایک عظیم الشان درخت کو زمین پر گرتے دیکھا یہ تعبیر کی کہ اس سے وہ عجیب پستی مراد ہے جو بادشاہ پر حادث ہونے والی ہے اس نبی نے اُس کو بڑی تاکید سے راستی اور رحم کا طریقہ اختیار کرنے کی صلاح دی جس سے معلوم ہوتا ہے کہ بنوکدنضر بے انصاف اور بے رحم آدمی تھا - لیکن اُس نے ایسی نصیحت کی طرف کچھ توجہ نہ کی - بلکہ بابل کو برابر آراستہ کرتا رہا - وہ اُس لوٹ کے مال کے سبب سے جو اُس نے جمع کیا تھا اور اُن اسیروں کی کثیر جماعتوں کے سبب سے جن کو حکماً کام میں لگا سکتا تھا - اس قابل تھا کہ بڑے بڑے وسیع کاموں کو انجام دے - ایک دن جبکہ وہ شاید اپنے معلق باغوں کے کسی اُونچے زینہ سے - یا کسی مکان کی اُونچی چوٹی سے جو اس کے محل سے وابستہ تھی اپنی حکمت اور عزم اور طاقت کے عجیب کاموں کا ملاحظہ کر رہا تھا اُس نے آسمان سے ایک آواز سُنی جس نے اُس پر سات سال کی دیوانگی کا فتویٰ دیا

جو گویا اُس کے غرور کی سزا تھی۔ یہ فتوے لفظ بلفظ پورا ہوا۔ مگر اس عجیب واقعہ کا حوالہ بابل کی کسی تحریر میں اب تک نہیں ملا۔ اغلب ہے کہ ایسے واقعہ کو دیدہ و دانستہ رقم نہیں کیا ہوگا۔ کیونکہ اِس سے ایک ایسے بادشاہ کی ذلت اور خواری ظاہر ہوتی ہے جو مشرق کے بزرگترین بادشاہوں کے شمار میں داخل ہے۔

اُس کی موت۔ معلوم ہوتا ہے کہ اپنی بیماری سے شفا پانے کے بعد وہ ایک سال تک حکمرانی کرتا رہا۔ اور تینتالیس سال کی حکمرانی کے بعد اور اگر اُس وقت سے گنیں جبکہ وہ پہلے پہل ارام کو گیا تو تینتالیس برس کی فرمانروائی کے بعد اس دنیا سے کوچ کر گیا۔ شفا پانے کے بعد اُس کا خدائے تعالےٰ کی طرف رجوع کرنا سچا معلوم ہوتا ہے اور اُس سے تنبیہ یافتہ دل کے آثار نمایاں ہیں۔ جو واقعات اُس کے عہد سلطنت میں واقع ہوئے اُنہوں نے سچے خدا کو مشرقی قوموں کی نظر میں تمام معبودوں سے بزرگ تر ثابت کرنے میں بڑا کام کیا ہوگا اور نیز اُنہوں نے لوگوں کو یہودیوں کے پاک نوشتوں کی طرف متوجہ کیا ہوگا اور اُن سے اُن کی بڑی تعظیم کروائی ہوگی۔ اور چونکہ مسیح کی پیش گوئیاں اُس وقت دانیل کی کتاب میں واضح اور مفصّل طور پر مندرج تھیں لہٰذا سرگرم لوگوں کی توجہ آنے والے نجات دہندہ کی طرف کھینچی گئی ہوگی۔ اور اسی وقت یہودیوں کے ایک آنے والے بزرگ بادشاہ کے انتظار کی بنیاد ڈالی گئی ہوگی۔ جس انتظار نے بعد میں پورب کے مجوسیوں کی ہدایت کی کہ اُس عجیب ستارے کی جو مسیح کی پیدائش کے وقت نمودار ہوا اور جو اُن کو اُسی کی تلاش میں یروشلم کی طرف لے گیا ایسی تفسیر کریں جیسی کہ اُنہوں نے کی۔ اب ان سب باتوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ اُس خدا کی حکمت کے مطابق جو سب مخلوقات پر حکمران ہے یہودی قوم اور اُن کے شہر اور خدا کے گھر کا برباد ہو جانا۔ غرضیکہ تمام واقعات جو ظاہری طور پر اُس کے نام سے مربوط تھے اسی کے نام اور کام کی ترقی کا باعث ہوئے۔

وہ مقصد جس کے لئے وہ برپا کیا گیا۔ بنوکدنضر کی فتوحات جنہوں نے بہت سی سلطنتوں کو ایک سلطنت بنا دیا اُن واقعات کے سلسلہ میں ایک ضروری کڑی تھی جن کے وسیلے مسیح کی بادشاہت کی راہ تیار کرنا خدا کو منظور تھا۔ اگر مسیحی مذہب دنیا میں اُس وقت سے پہلے نمودار ہوتا تو وہ دنیا کو بہت سی خود مختار بادشاہتوں میں منقسم پاتا

جو ہمیشہ آپس میں لڑتی رہتی تھیں۔ اُن کے درمیان کوئی باہمی رشتہ نہیں پایا جاتا تھا اور نہ کسی طرح کا رابطہ موجود تھا۔ بلکہ برعکس اس کے ہر طرح کی جدائی اور نفاق موجود تھا پس اگر مسیحی مذہب اُن میں سے کسی سلطنت میں کامیاب ہوجاتا تو یہ کامیابی بجائے اس کے کہ دوسری سلطنتوں میں اُس کے کامیاب ہونے کا باعث ٹھیرتی اُس کے رُک جانے کا باعث ہوتی۔ ماسوائے اس کے کوئی رسول اپنی جان کو معرض خطر میں ڈالے بغیر ایک مملکت سے دوسری بادشاہت میں نہ جاسکتا۔ پس خدا کو پسند آیا کہ وہ فاتحوں کا ایک سلسلہ برپا کرے جن کا یہ کام ہو کہ دنیا کی بادشاہتوں کو ملا کر ایک بادشاہت بناویں پہلے بنوکدنظر اُٹھا جس نے کسدیہ۔ اسور۔ عرب۔ فلسطین۔ مصر اور دیگر بادشاہتوں کو ملاکر ایک سلطنت کی بنیاد ڈالی۔ اُس کے بعد خورس برپا ہؤا جس کے عہد میں قریباً تمام ایشیا ایک ہی بادشاہ کے تخت میں آگیا۔ ازاں بعد مقدونیہ کا سکندر برپا ہؤا جس کے مقبوضات میں علاوہ ایشیا کے مشرقی یوروپ بھی داخل ہوگیا۔ پھر اہل روما تاریخ کے سٹیج پر نمودار ہوئے۔ وہ ایشیا کی جانب تو بہت دور تک نہیں گئے۔ مگر اُنہوں نے افریقہ کے شمال مغرب اور یوروپ کے جنوب اور جنوب مغرب کو فتح کرکے ان مقبوضات پر اضافہ کیا پس جب مسیحی مذہب نمودار ہؤا تو پہلے صرف اتنا ہی ضروری تھا کہ وہ ایک ایسی جگہ جو مرکز کا کام دے قائم کیا جائے۔ اور جب اُس مرکز میں قائم ہوچکے تو وہاں سے مشرق اور مغرب۔ شمال اور جنوب کی طرف تمام رومی سلطنت کے عرض و طول میں پھیل جائے چنانچہ پولوس رسول عرب سے لیکر جو مشرق میں واقع تھا ہسپانیہ تک جو مغرب میں موجود تھا۔ بغیر رومی حقوق اور رومی قوانین کی حفاظت کھونے کے اور بغیر اپنی جان کو معرض خطر میں ڈالنے کے سفر کرسکتا تھا۔ اور وہ خطرات جن میں وہ مبتلا ہوجاتا تھا ایسے بدطینت لوگوں کی شرارت سے پیدا ہوتے تھے جو قوانین کی پرواہ نہیں کرتے تھے ؂

اوائل مرادک اور بیونکیبن۔ جیروم ایک روائت کا ذکر کرتا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ جب بنوکدنظر بیمار ہوکر سلطنت سے علیحدہ ہؤا اُس وقت اُس کا بیٹا اوائل مرادک سلطنت کے نظم و نسق کو انجام دیتا تھا۔ پر اُس نے اِس کام کو ایسی بُری طرح انجام دیا کہ جب اُس کا باپ تندرست ہوگیا۔ تو اُس نے اُس کو قید کردیا۔ کہتے ہیں کہ

قید خانہ میں وہ یہوواہ کے بادشاہ یہویکین سے دوچار ہُوا جو سینتیس سال سے قید میں پڑا تھا اور اُس کے ساتھ بڑی محبت کرنے لگا۔ خواہ یہ روایت درست ہو یا نہ ہو۔ اس میں شک نہیں کہ جب اوائل مرادک تخت نشین ہُوا تو اُس نے یہویکین کو قید سے نکال کر بابل کی سلطنت میں ایک اعلےٰ منصب پر ممتاز فرمایا۔ لیکن وہ صرف دو برس تک حکمران رہا۔ اور اُس کی فرمانروائی کا زمانہ شرارت اور حماقت سے مرکّب تھا۔ اس کے بعد نرجلسّر تخت نشین ہُوا۔ اور قریبًا اسی وقت یہویکین نے اپنے بیٹے سلاتیل کو داؤد کے تخت پر بیٹھنے کا حق عطا کیا جو برائے نام تھا ✦

سلطنت بابل کے آخری ایّام

فارسی خورس۔ بنو نے دی اس اور بیلشضر۔ دانیل کی چار حیوانوں کی رویئے۔ کرسس شاہ لدیہ خورس کی فتوحات بابل کو مطیع کرنا۔ دانیل کی ترقّی درجات۔ شیروں کی ماند۔ نجات کا وعدہ۔ دارا کے بعد خورس کا تخت نشین ہونا۔ یہودیوں کا آزاد ہونا ✦

فارسی خورس۔ اس وقت کے قریب تاریخ کی سٹیج پر ایک اَور شہزادہ نمودار ہوتا ہے جو بے نظیر سیرت اور اعلےٰ لیاقت کی دولت سے مالا مال تھا۔ یہ خورس تھا جو مادی اور فارسی سلطنت کا بانی تھا اور جس کی طرف بہت عرصہ پیشتر یشعیاہ نے اشارہ کرکے کہا تھا کہ یہی یہودیوں کو رہائی دینے والا ہے جسے خدا نے مقرّر کیا ہے۔ یونانی جنرل اور مؤرخ زینافن نے خورس کی استعداد کا حال قلمبند کیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ ایک ایسا بادشاہ تھا جو حکمت اور لیاقت اور خوبی کا نمونہ تھا۔ لیکن اُس کی تاریخ کا پہلا حصّہ بہت سی تاریکی میں چھپا ہُوا ہے۔ کیونکہ زینافن کی کتاب تاریخ کی نسبت زیادہ تر کہانی کی صورت رکھتی ہے وہ ایک فارسی امیر کیمبسس اور مادیوں کے بادشاہ استیاگس کی بیٹی منڈین کا بیٹا تھا چونکہ

وہ ایک بہادر سپاہی تھا اسلئے اس نے دار وگیر کی راہ اختیار کی اور تھوڑی مدّت کے بعد اہل بابل کے برخلاف جھنڈا اٹھا دیا +

نبونے دی اس اور بیلشضر - اگرچہ مؤرخوں کے بیانات اس بارے ہیں کہ بابل کو خورس نے فتح کیا بائبل کے بیان سے عموماً متفق ہیں تاہم وہ بظاہر کچھ کچھ فرق بھی رکھتے ہیں لکھا ہے کہ بابل کا بادشاہ نبونے دی اس تھا - لیکن وہ شاہی فرائض سے سبکدوش ہو کر شہر بارسیپا میں جو بابل کے نزدیک واقع تھا جا رہا تھا اور اس شہر کو اُس نے خورس کے حوالہ کر دیا - خورس نے اُس کو زندہ چھوڑا اور اُسے کارمینیا میں ایک نفیس جگہ رہنے کو عطا کی - اُسی جگہ وہ راہئ ملک عدم ہوا - عام مؤرخ ان باتوں کا ذکر کرتے ہیں کہ خورس نے بابل کو یک بیک فتح کیا لیکن وہ بیلشضر کا ذکر نہیں کرتے لیکن تھوڑا عرصہ ہوا کہ اُن کتبوں نے جو مسٹر رالنسن نے دریافت کئے ہیں اس تاریکی کو دور کر دیا ان سے معلوم ہوتا ہے کہ نبونے دی اس کے بڑے بیٹے کا نام بیلشر یضر تھا جس کا مخفف بیلشضر ہے - اُسے باپ نے سلطنت کے کام کے ایک حصّہ میں اپنے ساتھ شامل کر لیا تھا +

دانیل کی چار حیوانوں کی رویا - بیلشضر کی حکومت کے پہلے سال دانیل نے چار حیوانوں کی رویہ دیکھی - یہ حیوان چار سلطنتوں پر اشارہ کرتے تھے جو حسب ذیل ہیں بابل کی سلطنت مادی فارسی سلطنت یونانی سلطنت اور رومی سلطنت اور نیز اُس رویہ سے مسیح کی بادشاہت کے پیدا ہونے اور اُس کے دکھ اُٹھانے اور آخر کار فتحمند ہونے کا حال کھلتا ہے - پھر دو سال بعد جبکہ وہ سوسن میں جو کہ عیلام کے علاقہ میں واقع تھا - کسی خدمت پر مامور تھا اُس نے ایک اور رویہ دیکھی جس میں یہ بات پورے پورے طور پر ظاہر کی گئی کہ اُن سلطنتوں کی ترتیب کیا ہو گی - اور مادی فارسی کا اور یونانی سلطنت کا جو مادی فارسی کے بعد آنے والی تھی نام بھی بتایا گیا - ان رویائوں سے ظاہر ہوا کہ سلطنت بابل کا خاتمہ نزدیک آ پہنچا ہے - اور یہ وہ واقعہ تھا جسے خورس کے اسلاح جلد جلد وقوع کی طرف لا رہے تھے +

کریسس شاہ لدیہ - بابل کے بادشاہ کی یہ پالیسی تھی کہ ان خیر خواہوں کو اپنی فوج میں بھرتی کرے جو اپنی رضامندی سے اُس میں داخل ہونا چاہیں تاکہ وہ مادیوں اور فارسیوں کے مقابلہ کو تیار رہیں اُسکے ہوا خواہوں میں سب سے بڑا کریسس شاہ لدیہ تھا - لدیہ ایشیا کے مغرب میں واقع تھا اور یہ ملک اپنے دار الخلافہ سارڈس کے ساتھ

ایک قدیم سلطنت سمجھا جاتا تھا اور معلوم ہوتا تھا کہ اُس کے باشندے مہذب اور محنت کش اور دولت مند تھے۔ اور تجارت اور کاشت اور حرفہ وغیرہ میں مشغول اور مختلف اقسام کی ہنرمندی سے بہرہ ور تھے۔ لیکن ایشیا کی دیگر قوموں کی مانند تہذیب اخلاق میں ناقص تھے کریس سب لوگوں سے زیادہ دولتمند سمجھا جاتا تھا۔ لیکن وہ خورس کی فوج کا جو یک بیک سارڈس کے سامنے آن موجود ہوا۔ ذرا مقابلہ نہ کر سکا۔ آتے ہی اُس نے اُس کو فتح کر لیا اور حکم دیا کہ کریسس آگ سے جلایا جائے۔ کہتے ہیں کہ جب یہ بادشاہ لکڑیوں کے چتا کے سامنے کھڑا ہوا تو ایک سرد آہ بھر کر چلّانے لگا "اے سالون اے سالون۔ اے سالون"! یہ حرکت دیکھ کر خورس کے دل میں شوق پیدا ہوا کہ دریافت کرے کہ اس کا کیا مطلب ہے۔ پوچھنے سے جلد معلوم ہو گیا۔ کہ جب اتھنز کا بزرگ سالون سارڈس میں آیا تو کریسس نے اُس کو اپنی تمام دولت اور حشمت دکھائی اور کلمات تحسین سُننے کی غرض سے پوچھا کہ آپ کی دانست میں سب سے خوشحال آدمی کون ہے سالون نے دو ایک یونانیوں کے نام لئے جو کریسس کے مقابلہ میں کچھ حیثیت نہ رکھتے تھے۔ اور پھر کہا کہ میں کسی شخص کو جب تک کہ وہ زندہ ہے خوش نہیں کہہ سکتا۔ کیونکہ کوئی نہیں جانتا کہ مرنے سے پہلے کیا سرزد ہو اب سالون کا یہ قول اُس کی بدلی ہوئی حالت پر صادق آتا تھا۔ لہٰذا اُس نے اُس کے دل پر ایسا اثر کیا کہ وہ سالون کا نام لینے سے رُک نہ سکا جب اس بات کی خبر خورس کو ملی تو اُس نے کریسس کو چھوڑ دیا اور اُس کے ساتھ دوستی پیدا کی۔

خورس کی فتح۔ بابل کو مغلوب کرنا۔ خورس کی فتوحات نے اُس سلطنت کو جس سے بزرگ تر کوئی اکیلا شخص آگے کبھی حکمران نہ ہوا تھا یادی کے ماتحت کر دیا۔ یہ سلطنت دریائے سندھ سے دریائے نیل تک جاتی تھی۔ اور بیچ کے سب علاقے بھی اس میں شامل تھے۔ لیکن بابل نے بہت مدّت تک اپنی آزادی کو قائم رکھا اُس کے اِرد گِرد بڑی بڑی اُونچی اور مضبوط دیواریں کھڑی تھیں۔ اور اُس کے اندر کم از کم بیس برس کے لئے معاش کے اسباب موجود تھے اور خورس کبھی اُسے فتح نہ کر سکتا اگر وہ ایک چالاکی استعمال نہ کرتا۔ بنونے دی اس دار السلطنت سے غیر حاضر تھا اور ملک کا اہتمام بیلشظر کے سپرد تھا۔ اُنہیں ایّام شہر کے اندر ایک بڑا جشن ہُوا۔ اور بیلشظر

اس جشن میں ایک سخت شرارت کا مرتکب ہؤا۔ یعنی اُس نے یروشلم کے متبرک برتنوں کو مےنوشی میں استعمال کیا اور سونے اور چاندی اور پیتل اور لوہے اور لکڑی اور پتھر کے بتوں کی جن کے سامنے وہ اور اُس کے لوگ سجدہ کرتے تھے بڑی تعظیم کی۔ محل کی دیوار پر ایک عجیب ہاتھ نمودار ہؤا جو ایسے حروف لکھ رہا تھا جنہیں بابل کے بزرگوں میں سے کوئی نہیں پڑھ سکتا تھا۔ لیکن شہزادے کی مالکہ نٹاکرس نے دانیل کی حکمت کو یاد کر کے اُسے بلوایا۔ اور اُس کے ساتھ وعدہ کیا کہ وہ سلطنت میں تیسرا حاکم مقرر کیا جائیگا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ فی الحال دو حاکم موجود تھے یعنی نبونیدس اور بیلشظر جن کے اوپر اور کوئی نہیں ہو سکتا تھا۔ دانیل نے فوراً اُن حروف کو پڑھ لیا اور بڑی دلیری سے انہیں اُن کے مطلب سے آگاہ کیا۔ اور مطلب یہ تھا کہ سلطنت بیلشظر سے لی گئی اور مادیوں اور فارسیوں کو دی گئی۔ اس اثنا میں خورس نے فرات کے پانی کو جو بابل کے بیچوں بیچ بہتا تھا دوسری طرف نکال کر سپاہیوں کے گھسنے کی راہ نکالی سپاہیوں نے محل میں داخل ہو کر بیلشظر کو قتل کیا۔ اور یوں خورس طرفۃ العین میں شہر کا پورا مالک بن گیا۔

دانیل کی ترقی اور شیروں کی ماند۔ اگرچہ بابل کو فتح تو خورس نے کیا تھا تو بھی اُس کا مالک برائے نام مادیوں کا بادشاہ تھا۔ وہ خورس کا چچا تھا اور بعد میں خورس نے اُس کی بیٹی سے شادی کی۔ نوشتوں میں وہ دارا مادی کہلاتا ہے۔ اُس نے اور خورس نے اپنی وسیع سلطنت کو ایک سو بیس صوبوں میں منقسم کیا اور اُن پر تین شخصوں کو حاکم مقرر کیا اور اُن میں دانیل سب سے بڑا تھا۔ جب خورس کسی لڑائی پر گیا ہؤا تھا اس وقت دانیل کے دشمنوں نے دارا کے حضور اُس پر تہمت لگائی اور اُسے شیروں کی ماند میں گروا دیا۔ لیکن جب وہ شیروں کے پنجہ سے معجزانہ طور پر چھوٹ گیا تو اَور بھی زیادہ منصب پر پہنچ گیا ہوگا۔

نجات کا وعدہ۔ دارا کی بادشاہت کے پہلے سال میں دانیل نے خیال کیا کہ اسیری کا زمانہ اب ختم ہونے والا ہے سو وہ اپنی قوم کے لئے خاص قسم کے اقرار اور دُعا میں مصروف ہؤا۔ اُس وقت ایک فرشتہ دکھائی دیا جس نے اُسے یقین دلایا کہ نجات کا وقت آ گیا ہے اور نیز ٹھیک الفاظ میں اس بات کی بھی خبر دی کہ

مسیح کب ظاہر ہوگا +

دارا کے بعد خورس کا تخت نشین ہونا اور یہودیوں کا رہا ہونا۔

دو سال کے عرصہ میں دارا اس دنیا سے کوچ کر گیا اور خورس مادیوں اور فارسیوں کی عظیم الشّان سلطنت کا وارث ہوا۔ اس ملاقات کا خاکہ کھینچنا جو خورس اور عبرانیوں کے بزرگ نبی (دانیل) کے درمیان واقع ہوئی جو بابل کے بادشاہوں کے دربار میں نہایت ممتاز تھا مشکل سے قیاس کی ساخت سمجھا جا سکتا ہے۔ پس ہم آبائی خیال کر سکتے ہیں کہ دانیل خورس کے حضور باریاب ہونے کے بعد یشعیاہ کی کتاب کھول رہا ہے اور پینتالیسویں باب کی پہلی چند آیات پڑھ کر سُنا رہا ہے۔ اور جب خورس نے دیکھا ہوگا کہ اسی پُرانے عبرانی نوشتے میں تو میرا نام بھی مذکور ہے اور پھر یہ بھی میری بابت لکھا ہے کہ میں بابل کے پیتل کے دروازے "ٹکڑے ٹکڑے کرونگا اور کہ خدا کی طرف سے مجھے کریسس اور دیگر بادشاہوں کے "چھپے خزانے" ملینگے۔ اور کہ میں خدا کے لوگوں کو رہا کرنے کے لئے اس کا مقرّری وسیلہ ہوں تو وہ حیرت کا پتلا بن گیا ہوگا نیز خدائے تعالیٰ کی ثنا اور قدرت کا عالیشان بیان سُننے سے جو ذیل کے الفاظ سے مترشح ہے اس پر نہایت گہرا اثر ہوا ہوگا کیونکہ وہ اور دیگر فارسی تو خدا کو اپنے عقیدے کے مطابق بدی کے اصول (اہرمن) سے ذرا ہی بڑا سمجھتے تھے "میں ہی روشنی بناتا ہوں اور تاریکی پیدا کرتا ہوں۔ میں سلامتی کو بناتا ہوں اور بلا کو پیدا کرتا ہوں۔ میں ہی خداوند ان سبھوں کو بنانے والا ہوں"۔ ایسی ایسی صداقتوں کے اثر سے مؤثر ہوکر خورس نے جو بات پہلے پہل کی یہ تھی کہ وہ حکم صادر کیا جس کے وسیلے یہودیوں کو اجازت ملی کہ وہ اپنے وطن کو واپس جائیں اور یروشلم میں خداوند کی ہیکل بنائیں۔ اور یہ اجازت نہائت صدق دلی سے دی گئی۔ پس نتیجہ یہ ہوا کہ اگر کوئی یہودی یا اسرائیلی اس کام میں ہاتھ لگانا چاہتا تو کوئی اُس کو اُس کی مرضی کے خلاف بابل یا اُس کے قرب و جوار میں کسی جگہ نہیں رکھ سکتا تھا۔ اور گو بہت لوگ اُس وقت نہیں لوٹے اور کئی اُن میں سے کبھی بھی نہ لوٹے۔ تاہم ایک طرح بابل کی اسیری کا خاتمہ ہوگیا۔ یعنی آگے کو وہ جبراً نظر بندی کی حالت میں نہ رہے +

سوشل اور دینی زندگی

اسیروں کے پیشے۔ نئی پشت۔ نسب ناموں کی محافظت۔ زبان کی تبدیلی۔ مذہب کی بڑی تبدیلی۔ کلام الٰہی میں نئی کتابوں کا درج ہونا +

اسیروں کے پیشے۔ ان یہودی اسیروں کے پیشے اسور اور کسدیہ میں مختلف اقسام کے ہونگے۔ عبرانی خاصیت جو عام طور پر دوسری مشرقی قوموں پر عقلی اور اخلاقی صفات کے سبب سے فائق تھی ان اسیروں کی ترقی اور اقبالمندی کا باعث ہوئی ہوگی۔ بعض بعض تو اُن سے بڑے بڑے مراتب پر مامور ہوئے۔ مثلاً دانیل وزیر اعظم بنا۔ سدرک اور میسک اور ابدنجو بھی اعلےٰ منصبوں پر سرفراز کئے گئے۔ پھر اُن کے بعد نحمیاہ شاہ فارس کا ساقی مقرر ہُوا۔ اور کئی اُن میں سے کسی حرفہ یا دستکاری کے کام میں مصروف ہوئے ہونگے۔ مثلاً ہم دیکھتے ہیں کہ سناروں اور عطاروں نے نحمیاہ کے زمانہ میں یروشلم کی دیواروں کی تعمیر کرنے میں بڑا حصہ لیا۔ (نحمیاہ ۳ : ۸) اور بہت سے لوگوں نے جو کاشتکاری اور باغ لگانے کا کام کیا کرتے تھے اسیری کی سرزمین میں یرمیاہ کی اس صلاح کو مانا ہوگا "تم گھر بناؤ اور اُن میں بسو اور باغ لگاؤ اور اُن کے میوے کھاؤ"۔ یرمیاہ ۲۹: ۵ و ۲۸ +

نئی پشت۔ مگر عموماً اسیروں پر اس زمانہ میں ایسا ظلم نہیں کیا جاتا تھا جو ان کو چکنا چور کر ڈالتا۔ کیونکہ بنوکدنظر کی یہ حکمت عملی تھی کہ وہ انہیں آرام دینا چاہتا تھا۔ پس اُن کا سب سے بڑا دکھ اُن کے زخم دلی سے پیدا ہوتا تھا۔ لیکن وہ پشت جو بابل میں پیدا ہوئی اس درد کو اتنا محسوس نہ کرتی ہوگی جتنا اُن کے ماں باپ کرتے تھے۔ اغلب ہے کہ جو لوگ اردگرد کے اضلاع میں عمدہ عمدہ کھیتوں اور پھلدار باغوں کے مالک بن کر جم گئے تھے۔ اُن میں بہت ایسے ہونگے جو واپس جانا نہیں چاہتے تھے۔ اور جو گروہیں واپس

ہوئیں وہ غالباً ایسے لوگوں سے مشتمل ہونگی جو شہروں میں رہتے تھے اور ایک جگہ سے دوسری جگہ حرکت کرنے کے عادی تھے۔ بڑے بڑے کاموں کو ہاتھ لگانے کا حوصلہ رکھتے تھے۔ گھوڑوں اور اونٹوں اور خچروں اور گدھوں کا شمار جو یروشلم کو واپس آئے بہت ہی تھوڑا تھا۔ یعنی آٹھ ہزار سے بڑھ کر نہ تھا۔ اور جب ہم دیکھتے ہیں کہ وہ گانے بجانے کی لیاقت کو ترقی دینے میں غافل نہیں ہوئے تو یہ بھی ثابت ہوجاتا ہے کہ جب اُنہوں نے اپنے بربط بید کے درختوں پر لٹکائے اُس سے تھوڑے عرصہ بعد اُن کے دل پھر تروتازہ ہوگئے ہونگے۔ پہلی گروہ جو واپس آئی اُس کے ساتھ دوسو مرد اور عورت گانے والے موجود تھے۔

نسب ناموں کی محافظت۔ یہ لوگ بابل اور کسدیہ میں خواہ کیسے ہی تتر بتر کیوں نہ ہوئے ہوں۔ تاہم اُنہوں نے بڑے عجیب طور پر اور بہت درجہ تک اپنے نسبنامہ کو محفوظ رکھا۔ اور جب وہ بحال ہوکر واپس آئے تو معدودے چند ایسے تھے جو اپنے خاندانی سلسلہ سے واقف نہ تھے زیادہ تر ایسے لوگ تھے جنہوں نے اُس کی ایسی خبرداری اسیری میں کی جیسا کہ اپنے ملک میں کرتے۔ یروشلم کو تعمیر کرتے وقت جو ترکیب اختیار کی گئی اُس میں ہر شخص کے خاندان کی بڑی خبرداری سے لحاظ کیا گیا۔ شاید اُنہوں نے حزقیئل کے ثبوتوں سے جسنے ہر فرقے کی فرداً فرداً خبر دی تھی خاص طور پر تحریک پائی ہو کہ اپنے نسب ناموں کی بڑی خبرداری سے محافظت کریں۔

زبان کی تبدیلی۔ اُس زبان میں جو یہ لوگ استعمال کیا کرتے تھے تبدیلی وارد ہوئی لوگوں نے بہت درجہ تک کسدی بولی اختیار کی۔ چنانچہ بحالی کے بعد جب عزرا عبرانی کی توریت پڑھنے لگا تو اُسے اُس زبان میں اُس کا مطلب بیان کرنا پڑا جو لوگ اُس وقت بولا کرتے تھے تاکہ لوگ اُس کے معانی سے واقف ہوجائیں۔

مذہب کی بڑی تبدیلی۔ لیکن سب سے بڑی تبدیلی مذہب میں وارد ہوئی۔ بُت پرستی کی پرانی محبت کی اس وقت بیخ کنی ہوگی اس کے بعد پھر کسی زمانہ میں یہودیوں کی طرف سے بُت پرستی کا میلان ظاہر نہ ہؤا۔ اور معلوم ہوتا ہے کہ یہ تبدیلی کسی روحانی تازگی سے اُس قدر وقوع میں نہیں آئی جس قدر فطرتی اسباب کے اثر سے واقع ہوئی۔ یا سیر کسدیوں کی بت پرستی کو نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہونگے کیونکہ وہ اُن کے لوٹنے اور برباد کرنے

والوں کا مذہب تھا۔ اور یہ قاعدہ ہے کہ جو لوگ جلاوطن کئے جاتے ہیں۔ اور جن کی
قومی حیثیت جاتی رہتی ہے وہ بڑے جوش و خروش سے اپنے قومی دستوروں اور
جلیلی کارناموں کو یاد کرتے اور انہیں خوب عمل میں لاتے ہیں اور یہودیوں کے دستور بالتخصیص
مذہبی دستورات مزید براں ان کا یہ خیال تھا کہ ہم اوروں سے بزرگ ہیں۔ ایسا خیال تھا
جسے بابل کی اسیری بھی ختم نہ کر سکی۔ اور اس خیال کو موسیٰ کے بزرگ دستوروں نے
اور بھی مضبوط کر دیا ہوگا۔ اور شاید یہی سبب ہے کہ اُن کے دلوں سے بُت پرستی وہ
محبت جس سے اُن کی تاریخ کا پہلا حصہ پُر ہے بالکل منہدم ہو گئی۔ اور اسکے عوض
ایک قومی فخر پیدا ہوا جس کی وجہ تھی کہ وہ مسیح کے زمانے میں جسمانی جلال کی توقع رکھتے
تھے۔ اور اپنی راستبازی کے کاموں پر تکیہ کرتے تھے اُن کی طبیعت اس بات کی
طرف مائل تھی۔ کہ چھوٹی چھوٹی رسموں کی حد سے زیادہ پابند ہوں اور شریعت کی بڑی
بڑی باتوں کی بہت قدر نہ کریں*

کلام الٰہی میں نئی کتابوں کا درج ہونا۔ مگر باوجود اس کے سچے اسرائیل کی راہ
یعنی فضل سے برگزیدہ ہونے کی تعلیم زیادہ زیادہ اُس کامل دن تک چمکنے لگی اور حزقیل
اور دانیل کی نبوتوں کے ساتھ کئی زبور بھی اس زمانہ میں مجموعہ کلام اللہ میں درج کئے
گئے۔ وعدے زیادہ صاف اور روشن ہو گئے دانیل کی کتاب میں مسیح کی تعلیم زیادہ وضاحت
سے پیش کی گئی۔ اور لوگ اُس کا روحانی کام زیادہ اچھی طرح سمجھنے لگے۔ کہ وہ آتا ہے۔ کہ
"شرارت ختم ہو اور خطاکاریاں آخر ہو جائیں اور بدکاری کی بابت کفّارہ کیا جائے۔ اور ابدی
راستبازی پیش کی جائے" اور جسم کی قیامت کی تعلیم بھی پہلے کی نسبت زیادہ صفائی سے
دی گئی (حزقیل ۳۷: ۱۲ اور دانیل ۱۲: ۲) اور اسی طرح حزقیل نے نئے دل اور روح
پاک کی زندگی بخش مسائل کو ایسے واضح طور پر بیان کیا کہ آگے کسی نے ایسا نہ کیا تھا۔
قربانیاں جاری رہیں۔ چنانچہ حزقیل "شام کی قربانی" کا ذکر کرتا ہے اور اس میں شک نہیں
کہ بابل میں کوئی نہ کوئی جگہ ایسی ہوگی جہاں ہیکل کی سی عبادت جس قدر ہو سکتی تھی ہوا کرتی ہوگی
لیکن تو بھی کہہ سکتے ہیں کہ عام طور پر مذہبی دستوروں کے ماننے میں بڑی کسر رہتی ہوگی۔ اور
دیندار لوگ زیادہ تر خفیہ اور خاندانی عبادت پر انحصار کرتے ہونگے۔ دانیل اپنے گھر میں تین بار
دعا مانگا کرتا تھا۔ اور بعض بعض موقعوں وہ دیر دیر تک دعا و مناجات میں لگا رہتا تھا

اس طرح رفتہ رفتہ زیادہ روحانی مذہب کے لئے راستہ تیار ہو رہا تھا۔ اگرچہ ابھی پانسو سے زیادہ سال کا عرصہ گذرنا تھا۔ کہ مسیح آئے اور یہ منادی کرے کہ وقت آگیا ہے۔ کہ لوگ نہ گرزیم میں اور نہ یروشلم میں باپ کی عبادت کیا کرینگے۔ بلکہ ہر جگہ سچے پرستار روح و راستی سے اس کی پرستش کیا کرینگے۔

بحالی

خورس کے حکم سے لیکر نحمیاہ تک

دانیئل۔ عزرا۔ نحمیاہ۔ آستر۔ حجّی۔ زکریاہ۔ ملاکی

پہلی فصل

زروبابل کا روانہ ہونا

مختلف گروہوں کا یروشلم کی طرف روانہ ہونا۔ زروبابل کی گروہ۔ بحالی کے کام کی مخالفت کیمبیز اور سمروس کی حکمرانی۔ دارا گشتاسپ کی حکمرانی۔ ہیکل کے کام کی تمام۔ حجّی اور زکریاہ۔ بابل کے یہودیوں سے ارتباط۔ بابل کی بغاوت اور اسیری اور بربادی +

مختلف گروہوں کا یروشلم کی طرف روانہ ہونا۔ یہودیوں کے بحال ہونے اور اپنے وطن کی طرف عود کرنے کی تاریخ میں تین یہودی لیڈروں اور تین فارسی بادشاہوں کے نام مشہور ہیں +

ا۔ پہلا یہودی لیڈر زروبابل تھا۔ جو خورس کے تخت نشین ہونے کے وقت یعنی مسیح سے ۵۳۶ برس پہلے بابل سے روانہ ہوا اُس نے دارا گشتاسپ کے عہد میں بیس برس کے عرصہ کے بعد ہیکل کی تعمیر کو ختم کیا +

۲- دوسرا یہودی لیڈر عزرا تھا جو ۴۵۸ برس قبل از مسیح اور قریباً اسّی برس زروبابل کے یعنی ارتخشستا لانگی مانس کی حکومت کے آٹھویں سال میں بابل سے روانہ ہُوا۔ اُس نے موسوی دستوروں کے بحال کرنے میں بڑی جانفشانی کی۔

۳- تیسرا یہودی پیشوا نحمیا تھا۔ جو سوسہ یا سوسن سے اسی ارتخشستا کے بیسویں سال میں روانہ ہُوا۔ یعنی مسیح سے ۴۴۵ برس پہلے۔ اُس نے یروشلم کی دیوار کو از سر نو تعمیر کیا۔ اور اُس کے پھاٹکوں کو کھڑا کیا۔ اور ماسوائے اس کے کئی قسم کی اصلاحوں کا سر انجام کیا۔ تھوڑی دیر کے لئے نحمیا سوسن کو واپس آیا اور اس کے بعد یروشلم کو کو دوبارہ لوٹا۔ تھوڑی مدّت بعد ملاکی نبی نے پُرانے عہد کے الہامی صحائف کے مجموعہ کو ختم کیا۔ آستر کا قصہ عزرا کے وقت سے چند سال پہلے آتا ہے۔

زروبابل کی گروہ۔ جونہی خورس کا اجازت وہ حکم صادر ہوا ووں ہی یہودیوں کے ایک حصّہ کے واپس جانے کی تیاریاں شروع ہوگئیں۔ چونکہ دانیل نے مناسب جانا کہ فارس میں اپنے کام پر حاضر رہے۔ لہٰذا اس روانگی کا اہتمام زروبابل اور یشوع کے سپرد ہُوا۔ ان میں سے ایک سلاتیل کا بیٹا تھا اور اسلئے یہوداہ کے شاہی خاندان سے علاقہ رکھتا تھا۔ اور دوسرا موروثی کہانت کا رکھنے والا تھا۔ کل جماعت کا شمار پچاس ہزار کے قریب تھا۔ اُن میں سے زیادہ تر یہودا اور بنیامین اور لاوی کے فرقوں سے علاقہ رکھتے تھے۔ مگر کئی دس فرقوں میں سے بھی تھے۔ یہوداہ کے فرقہ کی زیادتی کے سبب سے یہ لوگ اس وقت سے "یہودی" کہلانے لگے۔ اس کے بعد اگر کوئی اور جماعت یروشلم میں وارد ہوئی جو شمار کے اعتبار سے قابل غور تھی تو وہ تھی جو عزرا کی زیر نگرانی میں آئی اس کی تعداد چھ ہزار کے قریب تھی۔ پس اس سے ظاہر ہے کہ اسیروں کا بہت سا حصّہ کسدیہ اور فارس اور مادی میں رہا۔ لیکن مشرق میں رہ کر اُنہوں نے مشرقی ممالک میں سچے خدا کے علم کو پھیلانے میں بڑی مدد کی اور اس صورت میں گویا انجیل کے لئے راہ تیار کرنے میں بڑی معاونت کی۔ یہی وہ وقت تھا جب سے یہودیوں کا "مشنری زمانہ" شروع ہُوا اس وقت سے وہ غیر قوموں کو روشن کرنے والی روشنی بنے۔ یعنی دنیا کے کناروں تک خدا کے گواہ ہوئے۔

بحالی کے کام کی مخالفت۔ اُس چیدہ جماعت میں جو زروبابل کی پیرو تھی

اسیر قوم کے نہایت سرگرم اور دیندار اور صاحب حوصلہ اشخاص شامل ہو نگے۔ اُن کو اُس
سات سَو میل کے فاصلے سے طے کرنے میں جو بابل اور یروشلم کے درمیان حائل تھا
پورے چار مہینے لگے۔ اور جب اُنہیں اپنے ملک میں آئے ایک سال ہو گیا تو اُنہوں نے
ہیکل کو از سر نو تعمیر کرنا شروع کیا۔ سامریوں نے (جو کہ اُن اسوریوں کی نسل سے تھے
جنہیں سلمنذر نے سمرون کے علاقہ میں آباد کیا تھا) اس کام میں شامل ہونے کی اجازت
مانگی۔ مگر جواب نفی میں ملا۔ اور اس کا نتیجہ یہ ہُوا کہ اُنہوں نے دق کرنا اور مخالفت سے
پیش آنا شروع کیا۔ شاید یہی وہ موقعہ تھا جب دانی‌ایل نے اس مخالفت کی خبر پاکر وہ سنجیدہ
روزہ رکھا جس کا بیان وہ اپنی کتاب کے دسویں باب میں کرتا ہے۔ اور آنے والے
واقعات کے متعلق وہ رویتیں دیکھیں جو گیارھویں اور بارھویں باب میں مرقوم ہیں۔*
کیمبسیز اور سمرِوس کی حکمرانی۔ یہ سامری خورس کی حکمرانی کے تمام ایام میں اور
اُس کے جانشینوں کیمبیسیز (جو اخسویرس کہلاتا ہے) اور سمرِوس (جو ارتخششتا کہلاتا
ہے) کے عہد میں بھی مخالفت کرتے رہے۔ اخسویرس بڑا تند خو آدمی تھا اور مذہبی معاملات
کی طرف ذرا راغب نہ تھا۔ کہتے ہیں کہ جب وہ مصریوں کے ساتھ لڑ رہا تھا تو اُس نے ایک
دفعہ بلیوں اور کتوں اور بھیڑوں اور دیگر حیوانات کو جنہیں اہل مصر متبرک سمجھتے تھے جمع
کیا اور اپنی فوج کے سامنے کھڑا کیا۔ اب مصری کوئی ہتھیار نہیں چلا سکتے تھے۔ کیونکہ
وہ ڈرتے تھے کہ کہیں ان جانوروں میں سے کسی کو نہ مار بیٹھیں۔ پس اخسویرس نے
اسی طرح بڑی آسانی سے فتح پائی۔ ایک اَور موقعہ کی بابت یوں بیان کرتے ہیں کہ جب مصریوں
نے بتایا کہ ہمارے جشن کا سبب یہ ہے کہ ہمارا دیوتا ہم کو دکھائی دیا ہے تو اُس نے بڑی منت و
سماجت سے کہا کہ مجھے بھی اُس سے ملاؤ۔ اور جب اُنہوں نے اپنا اپِس سانڈ اُس کو
دکھایا۔ تو وہ اس قدر طیش میں آیا کہ وہیں اُس کو برچھی سے زخمی کر ڈالا اور مصری اُسے مجروح
اور قریب المرگ سا اُس کے اصطبل میں لے گئے۔ سمرِوس یعنی ارتخششتا کے عہد میں
جو اخسویرس کا جانشین تھا یہودیوں کے دشمنوں نے بادشاہ کے نام ایک عرضی ارسال
کی اور اُس میں یہ تہمت لگائی کہ یروشلم ہمیشہ باغی رہا ہے۔ لہٰذا مناسب نہیں کہ وہ پھر تعمیر کیا
جائے۔ اور جب بادشاہ نے دیکھا کہ یہ بات ٹھیک ہے تو اُس نے شاہی حکم جاری کیا کہ
واپس جانے اور خصوصاً ہیکل کو آباد کرنے کا کام بند کیا جائے۔*

دارا گشتاسپ کی حکمرانی۔ لیکن چند ماہ کے بعد یعنی جب دارا گشتاسپ فارس کے تخت پر جلوس فرما ہؤا تو حجّی اور زکریاہ نبی نے اپنے ہم وطنوں کو اُکسایا کہ وہ ہیکل کی تعمیر کے کام کو پھر شروع کریں۔ اور اُس نے اُن کو جتایا کہ خشک سالی اور قحط حال میں وارد ہوئے ہیں وہ اسباب کی سزا ہیں کہ تم اپنے گھروں کو تو آراستہ کر رہے ہو مگر خدا کے گھر کو اُجاڑ اور مسمار چھوڑ رکھا ہے۔ پس ہیکل کی تعمیر پھر شروع کی گئی۔ اس موقعہ پہ تتنی نے جو اُس تمام علاقہ کا فارسی حاکم تھا یروشلم کا ملاحظہ کیا اور یہ سُن کر کہ شاہ خورس نے حکم صادر کیا ہے جس سے اسی کام کی اجازت ملی اُس نے پہلے بابل اور پھر اکتنیانہ کے دفتر میں جو مادا کا دارالخلافہ تھا اور جہاں غالبًا خورس صدور حکم کے وقت رہتا تھا اس حکم کی تلاش کی جب یہ حکم نامہ اکتنیانہ کے دفتر میں مل گیا تو دارا نے نہ صرف یہی فرمان جاری کیا کہ کام ہوتا رہے بلکہ یہ حکم بھی دیا کہ سرکاری خزانے سے بکثرت مدد کی جائے ✠

ہیکل کی تمامی۔ دارا بادشاہ کے چھٹے سال میں ہیکل کی عمارت ختم ہوئی۔ اس کام کے خاتمہ کے بعد عید فسح بڑی خوشی اور دلی جوش کے ساتھ مانی گئی۔ اب ہیکل کی عمارت کو از سر نو شروع کئے بیس برس گذر چکے تھے۔ اور اس اسیری کے زمانہ کا حساب لگانے میں نئی تاریخ دستیاب ہوتی ہے۔ بنوکد نضر کے پہلے حملے سے یعنی اُس وقت سے لیکر جبکہ دانیل اور اُس کے ساتھی اسیر کئے گئے اور بابل پہنچائے گئے خورس کے حکم کے جاری ہونے تک ستر سال ہوتے ہیں اسی طرح یروشلم اور ہیکل کی بربادی سے ہیکل کی نئی تعمیر تک ستر سال ہوتے ہیں۔ دوسرے لفظوں میں یوں کہہ سکتے ہیں کہ اسیری کے شروع سے بحالی کے شروع تک جو عرصہ حائل ہؤا اتنا ہی تھا جتنا کہ اسیری کے خاتمہ اور بحالی کے کام کے خاتمہ کے درمیان حائل تھا۔ یعنی ستّر برس کا عرصہ ✠

حجّی اور زکریاہ۔ حجّی اور زکریاہ کی نبوّتوں نے جوزروبابل کے ایّام میں بیان کی گئیں نہ صرف شہزادوں اور دیگر اشخاص کو اُسی فرض کی انجام دہی کے لئے اُکسایا جس سے وہ غافل ہو رہے تھے۔ بلکہ ماسوا اس کے ان نبوّتوں نے مسیح کی آمد کو زیادہ روشن کیا۔ حجّی نبی نے اُن لوگوں کی تسلّی کے لئے جو دوسری ہیکل کو بمقابلہ پہلی ہیکل کے ناچیز جانکر گریہ وزاری کرتے تھے یہ خبر دی کہ یسّی کی شاخ کی حضوری پچھلی ہیکل کے حقیقی جلال کو پہلی ہیکل کی رونق سے بڑھا دیگی۔ حجّی نے مسیح کا ذکر کرتے ہوئے اُسے

"قوموں کی خواہش" کا خوبصورت خطاب دیا۔ جس کا یہ مطلب تھا کہ بہت سی قومیں آنے والے نجات دہندہ کی بابت اُسی وقت سے بے معلوم آرزو رکھتی تھیں یا بہت جلد اُس آرزو کو تھوڑے دنوں میں جگہ دینے والی تھیں۔ زکریاہ نے مسیح کی نسبت جو نبوتیں کی ہیں وہ بعض بعض باتوں کے سبب سے پرانے عہدنامہ میں نہایت عجیب ہیں۔ ایک رویت میں باپ تلوار کو چرواہے اور اُس آدمی کے برخلاف اُٹھنے کا حکم دیتا ہے جو اُس کا ہمتا ہے۔ ایک اور رویت میں لوگ اپنے خداوند کی طرف جنہیں اُنہوں نے چھیدا تھا کمال غم کے ساتھ دیکھ رہے ہیں۔ ایک اور میں مسیح گدھے پر سوار ہو کر یروشلم میں فاتح کی طرح داخل ہوتا ہے۔ ایک اور میں وہ تمام دنیا کا بادشاہ دکھائی دیتا ہے۔ اور گھوڑوں کی گھنٹیوں پر بھی یہ لکھا ہوا ہے "خداوند کے لئے پاک"۔ مسیح کی الٰہی اور انسانی ذات اور اُس کا کفارہ بخش نجات دہندہ ہونے کا عہدہ بڑی صفائی اور وضاحت سے ظاہر کیا گیا ہے۔ تمام سچے دیندار اس قسم کی پیشینگوئیوں میں بڑی دلچسپی لیتے ہونگے۔ اور اس علم کے سبب سے کہ اس سرزمین کی عمارتوں اور نظاروں کا خدا کے مجسم بیٹے کی زندگی کے ساتھ ایک گہرا تعلق ہوگا۔ اُن کے دلوں میں اپنے باپ دادوں کی سرزمین کے لئے زیادہ محبت پیدا ہوئی ہوگی ✣

بابل کے یہودیوں سے ارتباط۔ زکریاہ کی نبوت سے معلوم ہوتا ہے کہ اُن یہودیوں میں جو یروشلم میں رہتے تھے اور اُن جلاوطنوں میں جو کسدیوں میں رہ گئے تھے دوستانہ رشتہ برابر جاری رہا۔ ایک دفعہ زکریاہ نے اُن یہودیوں کے پاس جو بابل میں رہ گئے تھے ایک نہایت سنجیدہ پیغام بھیجا اور کہا کہ تم اُس شہر کو جسے تم پسند کرتے ہو۔ فوراً چھوڑ دو۔ وقت تھا کہ وہ اُسے چھوڑ دیں کیونکہ اُس کا خاتمہ بہت جلد ہونے والا تھا۔ وہ شہر فارسیوں کا جوا اُٹھانے کے لئے نہایت ناخوش تھا اور چونکہ شاہی خاندان وہاں سے اُٹھ کر سوسن میں چلا گیا تھا جو کہ صوبہ عیلام میں واقع تھا لہٰذا اہل بابل کا رنج بیان سے باہر تھا۔ پس وہ بغاوت کا منصوبہ باندھنے لگے اور کئی سال تک چپ چاپ تیاری کرتے رہے۔ آخر دارا گشتاسپ کے عہد میں اُنہوں نے بغاوت کا جھنڈا کھڑا کیا۔ اب جس وقت اُن کے شہر کا محاصرہ فارسی فوج کر رہی تھی اُس وقت اہل بابل قحط کے ہاتھوں سخت تکلیف اُٹھا رہے تھے۔ اس مصیبت کے وقت

ہیں انہوں نے یہ ارادہ کیا کہ ہم تمام عورتوں اور بچوں کو جان سے مار ڈالیں اور صرف ہر آدمی پیچھے ایک جورو جسے وہ بہت پیار کرتا ہے اور ایک جان دمہ جیتی چھوڑیں۔ سو یشعیاہ کی وہ نبوت جو اُس نے بابل کے برخلاف کی تھی اس طرح پوری ہوئی۔" اے تو جو عشرتوں میں ڈوبی ہے۔ اور بے پرواہ رہتی ہے جو اپنے دل میں کہتی ہے میں ہوں اور میرے سوا کوئی نہیں۔ میں بیوہ کی طرح نہ بیٹھونگی اور نہ بے اولاد ہونے کی حالت سے واقف ہونگی۔ سو ناگہاں ایک ہی دن میں یہ دو مصیبتیں تجھ پر آپڑینگی کہ تیرے لڑکے جاتے رہینگے اور تو بیوہ ہو جائیگی۔ وے باوجود تیرے بہت سے جادو اور تیرے بے شمار قوی سحر دن کے کامل ہو کے تجھ پر چڑھینگی۔ یشعیاہ ۴۷: ۸ و ۹ +

بابل کی بغاوت۔ اسیری اور تباہی ۔ دارا ابھی شہر کو مغلوب کرنے میں ناکام رہتا۔ اگر اُس کے بڑے بڑے افسروں میں سے ایک افسر ایک چال نہ چلتا اور اپنا نقصان نہ اُٹھاتا۔ وہ افسر زوفیرس تھا وہ اپنی ناک اور اپنے کان کاٹ کر اور اپنے جسم کو گھائل کر کے اہل بابل کے پاس گیا اور اُن سے کہا کہ بادشاہ نے میرے ساتھ بڑا ظلم کیا ہے۔ اہل بابل نے اُس کی بات کو سچ جان کر اُسے اپنی فوج کا افسر مقرر کیا۔ لیکن زوفیرس نے تمام شہر دارا کے سپرد کر دیا۔ اُس کی دیواریں جو پہلے دو سو ہاتھ اُونچی تھیں گرا کر پچاس ہاتھ اُونچی رہ گئیں اور اُس کے سو پھاٹک بھی نکال دئے گئے اُس کے مکانات لُوٹے گئے۔ اور تین ہزار اشخاص جو بغاوت کے سرغنے تھے شکنجے میں کھینچے گئے۔ یہ واقعہ قریباً اُسی وقت سرزد ہوا جبکہ یہودی ہیکل کی عمارت کی تکمیل کا جشن یروشلم میں کر رہے تھے اُسی وقت سے بابل کی رونق جاتی رہی۔ عبرانی نبیوں کی پیشینگوئیاں پوری ہوئیں۔ اور یہ صدا بلند ہوئی "بابل کی بستی گر گئی" اور اس کے بعد نبوکدنضر کے شہر کو پھر کبھی پرانی شوکت نصیب نہ ہوئی۔ سکندر اعظم اُسے اپنی سلطنت کا دارالخلافہ بنانا چاہتا تھا۔ لیکن ایسی دقتیں برپا ہوئیں جن کے سبب سے وہ اپنی آرزو پوری نہ کر سکا۔ ان دنوں میں اُس کی تباہی ایسی کامل ہے کہ وہ جگہ بھی نہیں پہچانی جاتی جہاں وہ آباد تھا۔ "اور بابل جو مملکتوں کی حشمت اور کسدیوں کی بزرگی کی رونق ہے سدوم اور عمورہ کی مانند ہو جائیگی جن کو خدا نے اُلٹ دیا وہ ابد تک آباد نہ ہوگی اور پشت در پشت کوئی اُس میں نہ بسینگے۔ وہاں ہرگز عرب

لوگ خیمہ ایستادہ نہ کرینگے۔ اور وہاں گڈریے گلّوں کو نہ بٹھائینگے۔ پر بنی کے جنگلی درندے وہاں بیٹھینگے اور اُن کے گھروں میں اُلّو بھرے ہوئے ہونگے۔ وہاں شتر مُرغ بسینگے اور بز کوہی وہاں کُودینگے پھاندینگے۔ اور گیدڑ اُن کے عالیشان مکانوں میں اور بھیڑئیے اُن کے رنگ محلوں میں چلائینگے۔ اُس کا وقت نزدیک پہنچا ہے اور اُس کے ہونے کے آگے بہت دن نہ ہونگے"۔ (یسعیاہ ۱۳: ۱۹-۲۲) +

دوسری فصل

فارسی سلطنت۔ دارا گشتاسپ سے لیکر ارتخششتا لانگیمانس تک

دارا کی لڑائی یونان سے۔ اُس کی خصلت اور اُس کا کام۔ زردشت اور فارسی مذہب۔ اُس کا طریقہ جس کا پھیلنا اہل فارس کے اخلاق کی خرابی۔ اخسویرس اور یونان کا حملہ۔ ارتخششتا لانگیمانس +

دارا کی لڑائی۔ یونان سے بابل کی تسخیر سے تھوڑی دیر بعد دارا نے وہ سلسلہ لڑائیوں کا شروع کیا جس کے وسیلے ایشیا اور یوروپ آپس میں دوچار ہوئے اور جس نے دنیا کی تاریخ پر ایک قابل یادگار اثر ڈالا۔ یہ لڑائیاں وہ تھیں جو فارس اور یونان کے درمیان واقع ہوئیں۔ وجہ یہ تھی کہ وہ یونانی بستیاں جو کہ ایشیا کوچک کے ساحلوں پر آباد تھیں اور جو عموماً آیونین کہلاتی تھیں فارس سے باغی ہوگئیں اور وہ ممالک جن سے نکل کر وہ آباد ہوئی تھیں اُن کی کمک کے لئے اُن سے آملے دارا نے اُن کو مطیع کرنے کے لئے خشکی اور تری پر ایک لشکر جرار جمع کیا۔ اس کے جنگی جہازوں کا پہلا بیڑا تو کوہ ایتھاس کے قریب تباہ ہوگیا۔ مگر دوسرے نے یونانی جزائر کو تاخت و تاراج کیا۔ اس کے ساتھ ہی اُس کی بے شمار سپاہ یوبیا میں اُتر پڑی اور جھنجھلا کر اٹیکا پر جا گری۔ لیکن یونانیوں نے مارتھان کے میدان میں فارسیوں کا مقابلہ کیا اور ملٹائڈیز کی سرکردگی میں بڑے کشت و خون کے بعد اُن کو شکست دی۔ اس کے بعد دارا یونان پر تازہ حملہ کرنے کے لئے تین سال تک بڑی

بڑی تیاریاں کرتا رہا۔ مگر مصر میں ایک بغاوت کے برپا ہونے کے سبب اور نیز اُس کے بعد اپنی وفات کے سبب اس لڑائی میں مصروف نہ ہو سکا۔ لیکن اُس کے بیٹے اخسویرس نے جو اُس کا جانشین تھا لڑائی جاری رکھی ✦

اس کی خصلت اور اُس کا کام۔ اُن تمام بادشاہوں میں سے جو فارس کے تخت پر جلوس فرما ہوئے دارا سب سے زیادہ لائق بادشاہ تھا۔ اُس نے کئی اور ممالک فارسی سلطنت میں شامل کئے۔ مثلاً ہند اور تھریس اور مقدونیہ اور وہ جزائر جو بحیرہ ایونین میں واقع تھے اُس کی سلطنت میں داخل ہوئے اُس کے مرنے کے وقت اس کی سلطنت ایک طرف دریائے سندھ سے ایجین تک اور دوسری طرف سدیہ (روس) کے بے کاشت میدانوں سے دریائے نیل کی آبشاروں تک پھیلی ہوئی تھی۔ لیکن اُس کی بے نظیر لیاقت زیادہ تر اُس کی عظیم سلطنت کے مضبوط کرنے میں صرف ہوئی۔ چنانچہ اُس نے اُسے بیس صوبوں میں تقسیم کر کے ہر صوبہ پر ایک حاکم مقرر کیا۔ اُس کے محاصل کی کوئی انتہا نہ تھی۔ صرف بابل کے صوبہ سے اتنا خراج آتا تھا کہ یوروپ کے اوّل درجہ کے بادشاہوں کے خراج کے برابر تھا ✦

زوراستر اور فارسی مذہب۔ بعض معتبر علماء کا گمان ہے کہ ایسے بادشاہ کے زمانے میں مشہور زوراستر موجود تھا جس نے قدیم فارسی مذہب کی اصلاح کی اور اُسے از سرِ نو قائم کیا۔ زوراستر اپنی جوانی کے ایام میں بیس سال تک کوہستان البرز میں گوشہ نشین رہا۔ اور اسی عرصہ میں جیسا کہ اُس کے پیرو بیان کرتے ہیں وہ آسمان پر اُٹھایا گیا اور وہاں خدا کی شریعت اُس پر ظاہر کی گئی۔ یہ روائت شاید موسےٰ کے تذکرہ سے پیدا ہوئی ہوگی جسے کوہ سینا پر خدا کی شریعت دی گئی کیونکہ غالب ہے کہ موسےٰ کا احوال اُس وقت یہودی نوشتوں کے وسیلے فارس میں بخوبی مشہور ہو گیا ہوگا۔ زوراستر نے بڑی جانفشانی سے اپنا کام کیا تاکہ فارس کے قدیم مذہب کو پھر تازہ کرے جو اس وقت یا تو نسیاً منسیاً ہو گیا تھا اور یا بُت پرستی کے سبب بگڑ گیا تھا۔ پس معلوم ہوا کہ اُس وقت سبلازم یعنی بُت پرستی ہی وہ طریق مذہب تھا جس کا مقابلہ ان دونوں میجین ازم (مجوسی طریق) کے ساتھ ہو رہا تھا جو کہ فارسیوں کا قدیم مذہب تھا ✦

اس کا طریق۔ قدیم فارسیوں کی طرح زوراستر نے بھی یہی تعلیم دی کہ ازلی خدا

ایک ہی ہے لیکن اس دنیا میں دو اصول یا فرشتے پائے جاتے ہیں۔ اُن میں سے ایک نیکی کا اصول یا فرشتہ ہے اور دوسرا بدی کا۔ نیکی یعنی ہرمزد کی علامت نور ہے اور بدی یعنی اہرمن کی علامت تاریکی ہے۔ ان دونو اصولوں کے درمیان جنگ ہو رہی ہے جو دنیا کے آخر تک ختم نہ ہوگی۔ مگر انجام کار نیکی کی قدرت غالب آئیگی۔ اور عدالت کے روز دونو کے پیروؤں کا انصاف کیا جائیگا۔ اور وہ ہمیشہ کے لئے جُدا کئے جائینگے۔ نیکی کے پیروؤں کو اجر اور بدی کے پیروؤں کو سزا ملیگی۔ ہرمزد کی پرستش ہمیشہ آگ کے سامنے کی جاتی تھی جسے وہ لوگ روشنی کا منبع سمجھتے تھے۔ اور خاص کر آفتاب کے سامنے اس کی پوجا کی جاتی تھی کیونکہ وہ لوگ سورج کو دنیا میں ایک کامل آگ اور ایک کامل نور کا سرچشمہ تصوّر کرتے تھے۔ اور تاریکی سے جو بدی کے اصول کی علامت سمجھی جاتی تھی سخت نفرت کرتے تھے۔ کہتے ہیں کہ اُس کا نام اُلٹا لکھا جاتا تھا جیسا کہ ذیل کے طرز سے ظاہر ہے

[illegible]۔ زوراسٹر کے تعلیمات کی بہت سی باتیں غالباً یہودی نوشتوں سے اخذ کی گئی ہونگی۔ مثلاً خدا کی وحدت۔ اور ایک بدروح کے وجود کا مسئلہ وہ قیامت اور آخری عدالت کی تعلیم اور آگ یا روشنی کو (جیسا کہ شکینہ میں ہُوا کرتا تھا) خدا کی علامت کے طور پر استعمال کرنا وغیرہ یہودیوں سے سیکھا ہوگا +

اُس کا پھیلنا۔ زوراسٹر کی تعلیمات زندوستا میں جو فارسیوں کی متبرک کتاب ہے قلمبند کی گئیں جہاں کہیں وہ غلبہ پاتی تھیں وہاں آتشکدے تعمیر اور بتوں کے مندر مسمار کئے جاتے تھے۔ اور چونکہ دارا نے خود زوراسٹر کا عقیدہ اختیار کر لیا تھا اور اپنی وفات کے وقت سردار مجوسی یا سردار کاہن کا خطاب پایا اس لئے اُس کا مذہب بہت دور دور تک پھیل گیا۔ اب تک اس مذہب کو فارسیوں کی اولاد مانتی ہے جن کی ایک گروہ جو پارسی کہلاتی ہے آج تک بمبی میں آباد ہے +

فارسی اخلاق کی خرابی۔ لیکن فارسی مذہب کی اصلاح اور تازگی نے فارسی قوم کی تہذیب اخلاق کے بارے میں کچھ نہ کیا شاہی دربار کے دستورات سے بیجا عشرت اور نفرت انگیز ظلم و تطاول کی بو آتی تھی۔ عورات کی وحشت ایک دہشتناک درجہ تک پہنچی ہوئی تھی۔ چنانچہ اُن کی ہولناک عادات سے فارسی تاریخ پر ہے۔ اُن کی قصلت تو اخلاق کے پایہ سے بہت گری ہوئی تھی۔ مگر اُن کا زور بہت چلتا تھا۔ ابتدا میں

فارسی اپنے اوضاع واطوار کی پاکیزگی اور سادگی کے لیئے مشہور تھے اور اُن کے فرزند بچپن ہی سے صداقت اور انصاف کی مدح کرنا سیکھتے تھے۔ لیکن دولت اور اقبال کی کثرت نے قدیم خوبیوں کی بنیاد کو ہلا دیا اور قوم اُس ضعف اور بدی میں گرفتار ہوئی جس کا بازار اُس وقت نہائت گرم تھا جس وقت زور آور اور پُرجوش یونانیوں کی سپاہ نے اُن پر فتح پائی ⁺

اخسویرس اور یُونان کا حملہ۔ دارا کے بعد جو شخص فارس کے تخت پر بیٹھا وہ مشہور اخسویرس تھا۔ اُس کے نزدیک بادشاہی سے یہ مراد تھی کہ وہ اپنی شاہانہ شان و شوکت کو بحال رکھے۔ تاریخ میں خاص کر وہ اُس حملے کے لیئے مشہور ہے جو اُس نے یونان پر کیا۔ یونانی مؤرخ ہرادوتس جو قریباً انہیں ایّام میں پیدا ہُوا تھا (قبل از مسیح ۴۸۵) بیان کرتا ہے کہ اس حملہ کے وقت اُس کے ساتھ پچاس لاکھ سے کم فارسی نہ تھے۔ اور یوسیفس کہتا ہے اور ممکن بھی ہے کہ اُس کا یہ بیان درست ہو۔ کہ یہودی بھی جو کثرت سے اُس کی رعیت میں شامل تھے اس لشکر جرار میں داخل ہوئے۔ یہی وہ موقعہ تھا جبکہ سپارٹا کے بادشاہوں میں سے ایک بادشاہ لیوآنڈرس نے صرف تین سو سپاہیوں سے تھرماپلی میں فارسیوں کا مقابلہ کیا۔ اور اُن کی زور آور فوج کا بار بار مُنہ پھیرا۔ مگر آخرکار جب بیس ہزار آدمیوں کو مار چکے تو کسی بے وفا نے اُن کو پکڑوا دیا اور وہ ٹکڑے ٹکڑے کیئے گئے۔ فارسیوں کے جہازی بیڑے کو اہلِ یونان نے مشہور تھیمسٹاکلیز کے ماتحت مقام سیلمس پر شکست دی۔ اخسویرس خود ایک اُونچی جگہ سے اپنے عالیشان بیڑے کی تباہی دیکھ رہا تھا ⁺

سیلمس کے مقابل اک چٹان تھا
وہاں جاکر شہ ایران بیٹھا
ہزاروں بندگاں نیچے پڑے تھے
ہزاروں ہی جہاز اُس جا کھڑے تھے
سب اُس کے تھے۔ صبح اُن کو گنا تھا
مگر تا شام اک بھی نہ بچا تھا۔

بادشاہ نے فارس کو لوٹنا غنیمت جانا اور اپنے پیچھے اپنے جنرل مارڈونے اُس کو چھوڑا تاکہ لڑائی جاری رکھے لیکن اُسے بھی اپنے آقائے نامدار کی نسبت کچھ زیادہ کامیابی

نصیب نہ ہوئی۔ چنانچہ ایک ہی دن فارسیوں نے بیوشیا کے پلیٹیا پر بڑی۔ اور ایشیا کوچک کے میکل پر بحری لڑائی میں شکست کھائی۔ اس کے بعد پھر کبھی کسی فارسی فوج نے آبنائے ہیلسپانٹ کو عبور نہ کیا۔

ارتخششتا لانگیمانس۔ اخسویرس کے بعد اُس کا بیٹا ارتخششتا لانگیمانس تخت نشین ہوا۔ اور بہت مدت یعنی اکتالیس سال تک فرمانروا رہا۔ وہ اس سبب سے لانگیمانس کہلاتا تھا کہ اُس کے ہاتھ بہت ہی لمبے تھے۔ کہتے ہیں کہ وہ اتنے لمبے تھے کہ جب وہ سیدھا کھڑا ہوتا تھا تو اُس کے گھٹنوں تک پہنچتے تھے۔

تیسری فصل

آستر کا احوال

اُس اخسویرس کی نسبت جو آستر کی کتاب میں مذکور ہے پختہ علم نہیں۔ شہر سوسن اور اُس کا محل۔ آستر اور مردکی فارسی مملکت میں یہودیوں کی حالت۔ آستر اور مردکی سے بادشاہ کا رسوخ۔

اُس اخسویرس کی نسبت جو آستر کی کتاب میں مذکور ہے پختہ علم نہیں۔ عموماً یہ خیال کیا جاتا ہے کہ جس فارسی بادشاہ نے آستر کے ساتھ شادی کی اور جو آستر کی کتاب میں اخسویرس کہلاتا ہے۔ وہ زرکسیز تھا اور اس خیال کی تائید کئی باتیں کرتی ہیں جن میں بعض وہ نئی خبریں بھی شامل ہیں جو موجودہ زمانہ میں سوسن کے کتبوں سے دریافت ہوئی ہیں۔ زرکسیز کی ملکہ کا نام یونانی تحریروں کے مطابق امسٹرس تھا۔ اب بعض محققوں کے نزدیک تو اس نام میں اور وشتی نام میں بہت مشابہت پائی جاتی ہے اور بعض کو امسٹرس اور آستر میں مشابہت دکھائی دیتی ہے۔ یہ آخری خیال زیادہ صحیح معلوم ہوتا ہے۔ کئی نکتہ چینیوں نے آستر کی کتاب کی تواریخی صحت پر بدیں وجہ اعتراض کیا ہے کہ جو واقعات اُس میں قلمبند ہیں وہ بادی النظر میں خلاف قانونِ قدرت معلوم ہوتے ہیں اور دوم اسلئے کہ اور کسی خارجی جانب سے اُس کے بیانات کی تائید نہیں

ہوتی ہے لیکن اخسویرس کی طبیعت جو تلوّن اور حماقت سے خصوصاً اُس کے آخری ایام میں پُر تھی ثابت کرتی ہے کہ وہ عجیب واقعات جو غیر ممکن سے معلوم ہوتے ہیں در حقیقت صحیح ہیں اور یہ بات تو سب کو معلوم ہے کہ فارسی سلطنت کی تحریرات جو اس زمانہ سے علاقہ رکھتی ہیں مکمّل نہیں ہیں پس اس سے یہ مشکل بھی رفع ہوجاتی ہے کہ کیوں اَور مؤرخ اس بارہ میں خاموش ہیں۔ فارسی اوضاع واطوار کی فوٹو جو آستر کی کتاب میں کھنچی ہوئی ہے بالکل اس زمانہ کے حسب حال ہے۔

شہر سوسن اور اُس کا محل۔ ہم آستر کی کتاب میں فارس کے بادشاہ کو سوسن کے محل میں بڑے کرّوفر کے ساتھ زندگی بسر کرتے ہوئے دیکھتے ہیں۔ یہ شہر صوبہ عیلام یا سوسیانہ کے اُس حصّہ میں واقع تھا جو پہاڑی تھا اور نِنوہ یا بابل کی نسبت کہیں زیادہ قدرتی نظّاروں سے مالامال تھا۔ یہ صوبہ اُن دریاؤں سے سیراب ہوتا ہے جو کوہستان زگراس سے کہ مشرق کی طرف واقع ہیں نکلتے اور عموماً تنگ اور چٹانی وادیوں سے گذرتے ہیں اور نہائت دلکش اور خوبصورت نظارے پیدا کرتے جاتے ہیں۔ سوسیانہ کے دریاؤں میں توبیٹ یا یولائے بھی شامل تھا جس کے تنہا کناروں پر دانیل نے مینڈھے اور بکرے کی رویتیں دیکھیں اور جبرائیل فرشتہ سے پہلے گفتگو کی۔ مسٹر ڈبلیو۔ ایف ولیمس اور مسٹر لافٹس صاحبان نے پُرانے کھنڈرات کے ایک بہت بڑے ڈھیر کا امتحان کیا اور اُس میں سوسن کے محل کے عظیم الشان ہال کے کھنڈرات کو پایا۔ یہ نہائت عالیشان عمارت تھی جو ۳۴۳ فٹ لمبی اور ۲۴۴ فٹ چوڑی تھی۔ آستر کا پہلا باب سنگ مرمر کے ستونوں کو اس عالیشان محل کی سرکشیدہ چیزوں میں شمار کرتا ہے۔ اور اب دریافت ہُوا ہے کہ اس ہال میں کئی رفیع الشان پلپائے ہونگے جو بڑی خوبی اور عمدگی کے ساتھ تراشے گئے تھے۔ اور چوٹیوں پر کسی کسی جگہ کھجور اور کنول کی تراشی ہوئی پتیاں دکھائی دیتی ہونگی اور کہیں کہیں آدھا دھڑ بیل کا دکھائی دیتا ہوگا۔ اور یہ ننوہ اور سوسن میں چوٹیوں کے لئے بڑی زیب وزینت کی چیزیں سمجھی جاتی تھیں۔ اگر یہی وہ عالیشان ہال تھا جو اخسویرس کی ضیافت کے لئے تیار کیا گیا تھا۔ جس کی بابت یہ لکھا ہے کہ "وہاں سفید اور سبز اور آسمانی رنگ کے پردے سنگ مرمر کے ستونوں پر سے کتان کی ارغوانی ڈوریوں اور چاندی کے حلقوں سے ٹنگے تھے۔ اور پلنگ سونے روپے کے اور فرش جس پر وہ دھرے تھے سُرخ اور آسمانی اور سفید اور

سیاہ رنگ مرمر کا تھا" تو کل نظارہ ایسا دلکش اور عالیشان ہوگا کہ ویسا اہل مشرق کی آنکھوں نے بھی کسی اور جگہ نہ دیکھا ہوگا +

آستر اور مردکی۔ جن واقعات کا ذکر آستر کی کتاب میں پایا جاتا ہے وہ یہ ہیں۔ ملکہ وشتی کی بے حرمتی اور اُس کا خارج کیا جانا کیونکہ اُس نے بادشاہ کی ضیافت میں حاضر ہونے سے انکار کیا۔ آستر کی سرفرازی جو کہ ایک یہودی لڑکی تھی۔ اور جو پہلے شاہی حرم سرا میں داخل ہوئی اور پھر بادشاہ اخسویرس کی ملکہ بنی۔ آستر کے رشتہ دار مردکی کا اجاجی یا عمالیقی ہامان کو جو کہ بادشاہ کا وزیر اعظم تھا سجدہ کرنے سے انکار کرنا۔ ہامان کا یہودیوں کی بیخ کنی کے لئے بادشاہی حکم حاصل کرنا۔ اس سازش کا مردکی کی مساعی سے جس کی مددگار ملکہ آستر تھی پاش پاش ہو جانا۔ ہامان کی بےعزتی اور اُس کا پھانسی پانا۔ یہودیوں کی رہائی اور فتح۔ یہ تمام واقعات اس کتاب میں اُس دل پسند صفائی اور سادگی سے قلمبند ہیں جو بائبل کے تمام بیانات کو آراستہ کرتی ہے۔ اس وقت ہامان کی سازش کے سبب ایسی مشکل آن پڑی تھی جو اُن بڑی بڑی مصیبتوں سے جو آگے اس قوم پر حادث ہوئی تھیں کم نہ تھی اور اس سازش کو اس بات نے اور بھی زیادہ خطرناک بنا دیا کہ مادیوں اور فارسیوں کے حکم کو تبدیل کرنا گویا سخت مشکل کام تھا۔ اور اگر شاہی حکمنامہ کے مطابق عملدرآمد ہو جاتا تو تمام یہودی قوم یہودیہ اور دیگر ممالک میں سے بالکل منہدم ہو جاتی اور زندہ خدا کی کلیسیا صفحۂ عالم سے حرف غلط کی طرح مٹ جاتی۔ لیکن خدا کا محافظ بازو جیسا اس وقت نمایاں ہُوا۔ اُس سے زیادہ اور کسی موقعہ پر عیاں نہیں ہُوا حتیٰ کہ فرعون کی تباہی اور سنحرب کی بربادی بھی اس سے مستثنےٰ نہیں۔ اب ایک مرتبہ پھر یہ بات ثابت ہوگئی کہ جو وعدہ خدا نے ابراہیم کے ساتھ کیا تھا وہ برحق ہے۔ "میں اُنہیں برکت دونگا جو تجھے برکت دیتے ہیں اور اُس پر لعنت بھیجونگا جو تجھ پر لعنت بھیجتا ہے"۔

فارسی مملکت میں یہودیوں کی حالت۔ آستر کی کتاب سے یہ بات خوب روشن ہو جاتی ہے کہ یہودیوں کی جو فارس کی سلطنت میں پھیلے ہوئے تھے کیا حالت تھی۔ ہم دیکھتے ہیں کہ اس زمانہ میں بنی اسرائیل عموماً یہودی کہلانے لگ گئے تھے۔ (آستر ۲: ۵) اور یہ بھی دیکھتے ہیں کہ اب وہ فارس کی سلطنت کے ایک سو ستائیس صوبوں میں یعنی دریائے سندھ سے ایتھوپیا تک جابجا پھیل گئے تھے۔ (آستر ۳: ۸) اور کہ اب تک وہ

اپنے قوانین اور رسوم کے پابند تھے۔ اور اپنی قومیت کو برابر قائم رکھتے تھے (آستر ۳: ۸) اور کہ اُن کے مخالف بیشمار تھے (آستر ۹: ۱) اور کہ وہ شاہی خزانے میں اتنا خراج دیتے تھے کہ ہامان نے دس ہزار توڑے چاندی کے جو مساوی ۲ لاکھ پونڈ یا ۳ کروڑ روپیہ کے ہوتے ہیں اُسکے معاوضہ میں دینے کا ذمہ اپنے اوپر لیا۔ (آستر ۳: ۹) اور کہ وہ اس قدر بے شمار تھے کہ خاص سوسن میں دو دن کے اندر اُنہوں نے اپنے دشمنوں میں سے آٹھ سو کو قتل کر ڈالا۔ اور تمام سلطنت میں پچھتر ہزار کو تلوار کے گھاٹ پار اُتارا (آستر ۹: ۶ و ۱۵ و ۱۶) اور کہ شاہ عالیجاہ کی رعایا میں سے کئی لوگوں نے اُن کے مذہب کو اختیار کر لیا تھا (آستر ۸: ۱۷)*

آستر اور مردکی کا رسوخ بادشاہ سے۔ ایک یہودی عورت کا ملکہ بن جانا اور ایک یہودی شخص کا (کیونکہ مردکی ایسا سرفراز ہُوا کہ بادشاہ سے دوسرے درجہ سمجھا گیا) وزیر اعظم ہو جانا ایسے واقعات تھے جنہوں نے یہودیوں کی بہبودی کے لیئے بڑا اثر پیدا کیا ہوگا۔ اغلب ہے کہ مردکی اور آستر بادشاہ کے حضور اپنے مذہب اور اپنی قوم کی بھلائی کے لیئے برابر کوشش کرتے رہے۔ چونکہ بادشاہ خود زور آستر کا پیرو تھا۔ اسلیئے اُس نے یہودی مذہب کو قبول نہ کیا۔ لیکن وہ مؤدبانہ طرز جس کے مطابق وہ یہودیوں کے خدا کو یاد کیا کرتا تھا۔ اور وہ مہربانی جو اُس کے جانشین نے عزرا اور نحمیاہ پر کی غالباً آستر اور مردکی کوششوں کا نتیجہ تھا*

چوتھی فصل

عزرا کی عرق ریزیاں

عزرا اور اُس کے ساتھی۔ یروشلم کی حالت۔ عزرا کا نوشتوں کو ترتیب دینا۔ عبادت خانہ اور عبادتخانہ کی عبادت۔ روائت کا شروع۔ مشنا۔ گیمیرا اور تالمد*

عزرا اور اُس کے ساتھی۔ ارتخششتا لانگیمانس کے ساتویں سال میں عزرا

یروشلم کی طرف روانہ ہُوا - اور جو لوگ اُس کے ساتھ گئے وہ سب چھ یا سات ہزار کے قریب ہونگے اِس وقت زرو بابل اور اُس کے ساتھیوں کو مقدس شہر کی جانب واپس آئے قریباً اسّی برس کا عرصہ ہوگیا تھا - پس زرو بابل اور وہ جو اُس کے ساتھ آئے تھے اس وقت زندہ نہ تھے عزرا سردار کاہن سرایاہ کی اولاد میں سے تھا جسے نبوکدنضر نے یروشلم کو مطیع کرتے وقت مروا ڈالا تھا - عزرا کے واپس آنے کی اصل غرض یہ تھی کہ وہ موسوی شریعت کو از سر نو پورے پورے طور پر اور مضبوط صورتیں قائم کرے - اور وہ بہ سبب اپنی خداداد لیاقت اور علم کے اس کام کا سرانجام بخوبی کرسکتا تھا - پس اُس نے بادشاہ کے حکم نامے جس میں اُس نے اسرائیل کے خدا کو آسمانوں کا خدا کہا تھا تقویت پاکر رخت مسافت باندھا اور بابل سے روانہ ہُوا - اُس نے اپنی جماعت کو دریائے رہاوا پر (جس کی نسبت گمان ہے کہ وہ وہی دریا ہے جو اب حت کہلاتا ہے - دریائے فرات دمشق کے عین مشرق ہیں) فراہم کیا اور لوگوں کو روزہ رکھنے کی ترغیب دی اور بڑی سرگرمی سے خدا کے حضور حفاظت اور برکت کے لئے مستدعی ہُوا - اُنہوں نے چار مہینے کے عرصہ میں صحرا کو عبور کیا - ماسوائے اُن سونے اور چاندی کے بے شمار برتنوں کے جو عزرا اپنے ساتھ لایا تھا - اُس کے اور اُس کے ساتھیوں کے پاس شاہی پروانہ بھی تھا جس کے وسیلے جا بجا بادشاہی خزانچیوں کو یہ اجازت دی گئی تھی کہ جو کچھ عزرا کو اپنے متبرک کام کے لئے ضرور ہو اُسے دیا جائے ✦

یروشلم کی حالت - یروشلم میں پہنچ کر اُس نے معلوم کیا جس سے اُس کو بہت رنج ہُوا کہ اُس کی قوم کے لوگ اُس حکم کے پابند نہیں ہیں جو بت پرستوں کے ساتھ شادی کرنے کی ممانعت کرتا ہے - اور اُس نے دیکھا کہ خود شہزادے اس قسم کی ناروا رشتہ داریاں پیدا کرنے میں عوام سے بڑھے ہوئے ہیں - نہایت عجز و انکسار سے عزرا نے بارگاہ الٰہی میں اس قصور کے سبب گریہ وزاری کی اور تھوڑے عرصہ بعد اُسے یہ خوشی حاصل ہوئی کہ اُس نے دیکھا کہ وہ جو اس قصور کے مرتکب ہوئے تھے اپنے فعل بد کے لئے پچھتاتے ہیں - زاں بعد مختلف تدبیریں تجویز کی گئیں تاکہ وہ اپنی بُت پرست جوروؤں سے جُدا کئے جائیں اور موسیٰ کی شریعت کی پاکیزگی پھر بحال ہو ✦

عزرا کا پاک نوشتوں کو ترتیب دینا - ماسوائے اس ضروری اصلاح کے عزرا نے

ایک اور بڑے کام کی انجام دہی میں حصہ لیا۔ اور وہ کام نہائت بیش قیمت کام تھا جس کے سبب سے عزرا کا نام ہمیشہ عزت کے ساتھ یاد کیا جائیگا۔ اور وہ کام یہ تھا کہ اس نے شریعت کی کتاب یا یوں کہیں کہ کینن آف سکرپچر کو مرتب اور شائع کیا۔ ایسی باتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت تک شریعت کے نسخے یہودیوں کے درمیان نہائت کمیاب تھے اور اب جبکہ لوگ بابل سے لوٹ کر آئے تو یہ نسخے نہ صرف کمیاب ہی تھے بلکہ کئی ایک اس زبان کو بھی نہیں سمجھتے ہونگے۔ جس میں شریعت کی باتیں تحریر تھیں۔ پس عزرا کا پہلا کام یہ تھا کہ لوگوں کے سامنے شریعت پڑھ کر سنائے وہ پڑھتا جاتا تھا اور اس وقت کی عام زبان میں اس کا مطلب بھی ساتھ ساتھ سمجھاتا جاتا تھا۔ نوشتوں کا ملاحظہ کرتے وقت عزرا نے پُرانے عبرانی حروف کی جگہ کسدی حروف جو زیادہ واضح اور عمدہ شکل کے تھے استعمال کئے۔ پُرانے حروف سامریوں کے درمیان محفوظ رہے اور اب بھی توریت کے اس پُرانے نسخے میں دکھائی دیتے ہیں جو اس قوم کے باقیماندہ حصہ نے جو نبلس یعنی سکم میں سکونت پذیر ہے ابتک محفوظ رکھا ہے۔

عبادت خانہ اور عبادت خانے کی عبادت۔ بعض تبدیلیاں جو عزرا نے اس طرح جاری کیں عملی طور پر نہائت ہی ضروری تھیں۔ کلام الٰہی کی پوری پوری واقفیت جو یہودی قوم اس وقت حاصل کر سکتی تھی بُت پرستی کے بند کاٹنے میں بہت کام آئی ہوگی۔ کم از کم اس نے شریعت کے حرف کی پیروی کو تو ضرور بڑھا دیا ہوگا جس کے لئے یہودی اب بہت ہی مشہور ہو گئے تھے۔ من جملہ ان انتظاموں کے جو عزرا نے اس وقت جاری کئے دو بڑے غور طلب ہیں اُنہوں نے آخرکار بڑا کام کیا کچھ بھلائی کے اور کچھ بُرائی کے لئے بھی۔ ان میں سے ایک تو عبادت خانوں اور عبادت خانہ کی عبادت کو جاری یا بحال کرنے کا کام تھا۔ اور دوسرا روائتوں یا حدیثوں کی مقدار بڑھانے کا کام تھا۔ گو قدیم زمانوں سے یہ رواج چلا آتا ہوگا کہ لوگ عبادت کے لئے جا بجا اکٹھے ہوں۔ مگر تاہم یہ ثابت نہیں ہوتا کہ اسیری سے پہلے اس قسم کے مجموعوں نے سینگاگ (عبادت خانہ) کی صورت اختیار کی ہو۔ لیکن اسیری کے بعد عبادت خانے ہر جگہ قائم کئے گئے تاکہ شریعت پڑھی جائے نصیحت دی جائے اور دعا مانگی جائے شریعت کا پڑھا جانا اور اس کی شرح کرنا اس وقت سے ایک پیشہ بن گیا۔ اور آئندہ کا ہونا

بلکہ لاویوں کے خاندان پر بھی محدود نہ رہا۔ لکھی ہوئی شریعت کے فقیہ (جیسا کہ اس پیشے والے کہلاتے تھے) شرح کرنے لگے یا کرتے تھے اور جہاں اس کا مطلب کم صاف یا شرح کا محتاج ہوتا تو وہ تشریح کیا کرتے تھے ۔

روائت کا شروع ہونا۔ [illegible] یہ خیال [illegible] پیدا ہونے لگا کہ علاوہ لکھی ہوئی شریعت کے [illegible] شریعت [illegible] جو خدا نے بزرگوں کو مرحمت کی تھی۔ پر وہ لکھی نہیں گئی تھی بلکہ اس کا علم روایت یا حدیث کے وسیلے حاصل ہو سکتا اور محفوظ رکھا جا سکتا ہے۔ اور یہی وہ بزرگوں کی روائت کہلاتی تھی جس کے متعلق ہمارے خداوند نے اکثر واجبی غصہ ظاہر کیا۔ مسیح کے بعد دوسری صدی کے وسط میں ربی یہودا نے جو کہ شمعون کا بیٹا تھا۔ اور ایک بڑا عالم شخص تھا ان روائتوں کو جمع کر کے قلمبند کیا۔ اس مجموعہ کو جس میں یہ روائتیں قلمبند تھیں مشنا کہتے تھے پھر بڑے بڑے عالموں نے مشنا پر تفسیریں تحریر کیں یہ تفسیریں ننہا گیمیرا کہلاتی ہیں اور مشنا اور ان کی تفسیروں کو تالمد کہتے ہیں۔ بابل کی تالمد یعنی وہ تالمد جسے کسدی یہودیوں نے تالیف کیا ایسی کتاب ہے جو بارہ جلدوں میں منقسم ہے اس بے تحاشہ روائت کے طومار میں سے شریعت اور نبیوں کا اصل منشا بالکل دور کر دیا گیا ہے ۔

پانچویں فصل

نحمیاہ کی اصلاحیں

نحمیاہ کا خاندان اور عہدہ۔ اس کا پہلی مرتبہ یروشلم کو آنا۔ اس کی محنتوں کے نتائج۔ اس کا واپس جانا۔ اس کی خدمات کی عظمت۔ یہوداہ کا شاہی خاندان۔ ملاکی اور اس کی نبوت ۔

نحمیاہ کا خاندان اور عہدہ۔ جب عزرا کو یروشلم میں آئے ۱۳ سال گذر چکے تو وہ شخص پہلی مرتبہ یروشلم میں وارد ہوا۔ جو اس وقت اصلاح کے کام میں

بڑی سرگرمی کے ساتھ مدد دینے لگا۔ یہ شخص مشہور نحمیا تھا۔ معلوم ہوتا ہے کہ نحمیا کا باپ اُن یہودیوں میں سے تھا جو شاہ فارس کے ماتحت دولت اور امتیاز سے مالا مال ہوئے اور اغلب ہے کہ سوسن ہی میں رہا کرتا تھا جہاں نحمیا رب ساقی کے عہدہ پر متمکن ہُوا۔ یہ عہدہ نہایت ممتاز اور باعزّت سمجھا جاتا تھا اور نیز بڑی آمدنی کا بھی ذریعہ تھا +

اُس کا پہلی مرتبہ یروشلم کو آنا۔ چونکہ نحمیا اپنے باپ دادوں کے شہر کو دیکھنے کا نہایت مشتاق تھا۔ لہذا اُس نے بادشاہ ارتخششتا سے اس آرزو کو پورا کرنے کے لئے کچھ عرصہ کی چھٹی لی۔ یہ شخص عجیب قسم کا ایمان اور دلیری اور حوصلہ رکھنے والا تھا۔ وہ ایسا آدمی تھا کہ اُسے کوئی کام مشکل معلوم نہ ہوتا تھا۔ کیونکہ وہ ہر کام کے متعلق خدا کی حضوری اور مدد کا قائل تھا۔ وہ عبرانی ایمانداروں کے سلسلے میں ایک لائق بزرگ ہے۔ اس کی خاصیت اُسی سانچے میں ڈھلی تھی جس سانچے میں یشوع اور کالب اور برق اور جدعون اور افتاح اور داؤد کی خاصیت ڈھالی گئی تھی۔ یروشلم میں داخل ہو کر اُس نے دیکھا کہ اُس کی دیواریں نہایت خستہ حال ہو رہی ہیں۔ بڑی جانفشانی سے اُس نے انہیں باون روز کے قلیل عرصہ میں تعمیر کیا +

اُس کی مخالفتوں کے نتائج۔ نحمیا کو بعض سامری ہمسایوں سے سخت تکلیف اُٹھانی پڑی۔ اُن میں سے سنبلط حورنی۔ طوبیاہ عمونی اور جشم عربی نہایت سربرآوردہ تھے۔ مگر باوجود اس رکاوٹ کے وہ خدائی حفاظت پر بھروسہ رکھ کر اپنے کام کو کرتا گیا۔ اُس نے اپنی عجیب عرق ریزیوں اور ایک دلیری سے کئی بڑی بڑی خرابیوں کی اصلاح کی۔ اور لوگوں کو ترغیب دی کہ وہ ایک ایسے قومی عہد میں داخل ہوں جو اُن کے لئے خدا تعالےٰ کی وفادار خدمت کرنے کا موجب ہو۔ وہ خودغرضی کے لوث سے ایسا پاک تھا کہ جتنے عرصہ تک وہ گورنر کا کام کرتا رہا اُس نے سرکار سے کبھی ایک کوڑی تنخواہ کے طور پر نہ لی۔ آخرکار جب بارہ برس گذر گئے۔ تو وہ شاہی دربار کو لوٹا اور سوسن میں اپنے فرائض منصبی کو انجام دینے لگا کیونکہ اس عرصہ میں اُس نے لوٹنے کا وعدہ کیا تھا +

اس کا واپس جانا۔ اور اُس کی خدمات کی عظمت۔ اُس کی غیرحاضری میں لوگ پھر کئی بے ضابطگیوں میں مبتلا ہو گئے جن سے اُس نے اُن کو چھڑایا تھا۔ کچھ عرصہ کے بعد وہ پھر یروشلم میں آیا اور اُس نے سردار کاہن کی بے وفائی کے صاف

صاف نشانات کو دیکھا۔ ماسوائے اور باتوں کے اُس نے دیکھا کہ طوبیا عمونی کے لئے خدا کے گھر کے صحن میں ایک کمرہ سجایا گیا ہے نحمیا نے فی الفور اس بے دینی حرکت کو بند کیا۔ اس کا یہ نتیجہ ہُوا کہ سردار کاہن کا پوتا منسی جس نے سنبلط کی لڑکی کے ساتھ شادی کی تھی سامریہ کو چلا گیا اور کہتے ہیں کہ وہاں جاکر اُس نے اُس ہیکل میں جو کوہ گرزیم پر واقع تھی اور جو سنبلط نے اُس کے لئے بنوائی تھی بدعت آمیز عبادت کو جاری کیا جو ہمارے خداوند کے ایّام میں بھی مروّج تھی۔ نحمیا اُن خرابیوں کی اصلاح کرنے میں بھی کامیاب ہُوا جو اُس پاس کے بُت پرست لوگوں کے ساتھ شادی بیاہ کرنے سے پیدا ہوئی تھیں۔ اُس نے کبھی کبھی اپنے منصبی اختیار کو کام فرما کر اور زمانہ کی حاجات کو مدِ نظر رکھ کر موسےٰ کی شریعت کی پیروی جبراً بھی کرائی۔ تاہم وہ اپنے پیچھے ایک نہایت شریف نمونہ چھوڑ گیا۔ ہاں اُس کا نمونہ ایک ایسے شخص کا نمونہ ہے جو نہ دولت اور نہ فارسی سلطنت کے دربار اور نہ فارس کے بادشاہ کی خدمت کے سبب سے ہرگز اپنے ملک کی طرف سے غافل یا اپنے خدا کے سامنے بے وفا ہُوا۔ اُس نے اور عزرا نے ان خطرناک اور پُرشور ایّام میں سچے مذہب کو محفوظ رکھنے میں بڑی مدد کی۔

یہوداکا شاہی خاندان۔ یہ بڑی غور طلب بات ہے کہ یہودا کا شاہی خاندان عزرا اور نحمیا کے زمانہ میں بالکل نظر سے غائب ہو جاتا ہے۔ البتّہ زربابل کی اولاد تو ابھی موجود تھی مگر اغلب ہے کہ اُس کے فرزندوں میں وہ ہمّت اور شجاعت نہ تھی جو اُس زمانہ میں شاہی منصب کے لئے درکار تھی۔ اور کہ اُس زمانہ کی تکلیفوں کے درمیان مناسب سمجھا گیا ہوگا کہ ایسے عہدے کو جو بےجان اور بےکار ہو گیا تھا برقرار رکھنے کی ضرورت نہیں۔ لیکن نسب ناموں کی حفاظت ہوتی رہی اور جب داؤد کا بزرگ فرزند (مسیح) نمودار ہُوا۔ تو اُس کے نسب نامہ کا سُراغ لگانے میں کچھ مشکل پیش نہ آئی۔ غرضیکہ شاہی خاندان کا سلسلہ دن بدن زیادہ زیادہ تاریکی کے پردے میں چھپتا گیا تاوقتیکہ اُس کا ایک شریک غریب نجار کی فروتنی حالت میں فلسطین کے حقیر ترین شہر میں کام کرتا ہُوا نہ پایا گیا۔

ملاکی اور اُس کی نبوّت۔ نحمیا کے زمانہ میں یا اُس سے کچھ عرصہ بعد صدائے نبوّت کے آخری الفاظ ملاکی کی زبان حقائق ترجمان سے سُنے گئے جن گناہوں اور

خرابیوں کے لئے اس نبی نے ملامت کی اُن میں سے بہت سی وہی تھیں جن کی اصلاح میں
نحمیاہ نے عرق ریزی کی تھی۔ ملاکی کاہنوں کو شادی کا عہد توڑنے اور اپنی اصل جورو [illegible]
[illegible] کے سبب سے [illegible] اسی طرح وہ عام لوگوں کو بھی برا
[illegible] ملامت کرتا ہے۔ وہ اس
[illegible] میں وفادار دینداروں [illegible]
ترق کیا جاتا [illegible] نے والی دنیا کی سزا و جزا کو بڑی صفائی سے رقم کرتا ہے۔ وہ
اُس پیشرو کی خبر دیتا ہے جو ایلیاہ کی روح اور قدرت سے معمور ہو کر خداوند کے آگے
آگے چلنے کو تھا وہ اُس چھوٹے فخر کے سبب افسوس کرتا ہے۔ جو اس وقت خدا
کی عبادت کے متعلق صاف صاف روشن ہو رہا تھا۔ اُس کی نبوّت کی طرز
سے معلوم ہوتا ہے کہ اُس کے زمانہ میں سچّے اور زندہ دینداروں کا شمار بہت کم
تھا۔ مگر جو ایسی دینداری رکھتے تھے وہ آپس میں اُس کا تذکرہ کرنے سے خوش
ہوتے تھے۔ اور جو بے حرمتی وہ لوگ انسان کے ہاتھ سے اُٹھاتے تھے اُس
کے عوض میں اُن کے ساتھ یہ وعدہ کیا گیا۔ کہ وہ میرا خاص خزانہ ہونگے۔ اُس دن
میں جسے میں نے مقرر کیا ہے ربّ الافواج فرماتا ہے"۔

چھٹی فصل

ہمعصر تاریخ

فارس اور یونان۔ اُن کی لڑائی۔ بڑے بڑے یونانی۔ تنزل۔ مصر۔ ایک فارسی صوبہ فنیکی اور کارتھج
سور کا ایک بادشاہ۔ اہل کارتھج کے بحری کارنامے۔ روم۔ اعلےٰ اور ادنےٰ رومی۔ چھوٹی چھوٹی لڑائیاں
ہندوستان اور چین۔ برہمنی مذہب۔ بدھ مت۔ کانفیوسی اس۔

فارس اور یونان

اُن کی لڑائی۔ ان ملکوں کی وہ مشہور لڑائی جسے دارا نے شروع کیا (جیسا کہ اوپر

ذکر ہو چکا ہے) اور اخسویرس نے جاری رکھا وہ ارتخششتا کے زمانہ میں بھی ہوتی رہی۔ لیکن اُسے بھی پہلے بادشاہوں کی نسبت کچھ زیادہ کامیابی نصیب نہ ہوئی۔ بلکہ یہ کہنا چاہئے کہ یونانیوں کے ساتھ لڑنے سے جو نقصانات اُسے اُٹھانے پڑے وہ ایسے بھاری تھے کہ وہ اُن کے سبب سے خوش تھا کہ صلح کرے اور ایسی شرائط پر جو ہرگز فارس کے حق میں مفید نہ تھیں اور یہ واقعہ اُس وقت سرزد ہؤا جبکہ لڑائی کو شروع ہوئے اکاون برس گذر چکے تھے۔ ارتخششتا کے عہد حکومت کے شروع میں یونانی سپہ سالار تھیمسٹاکلیس جس نے فارسیوں کو سلامس پر شکست دی تھی اپنے ہموطنوں کے حسد سے جلاوطن ہو کر کچھ عرصہ کے لئے سوسن میں آیا اور اس بلند پایہ بادشاہ کا مہمان ہؤا بادشاہ نے اُسے حکم کیا کہ اُس فوج کی سپہ سالاری اختیار کرے جو ایتھینز کے علاقہ کو تاخت و تاراج کرنے کے لئے جانے کو تھی۔ لیکن اپنے ملک کے برخلاف لڑنے کی نسبت اُس نے یہ بہتر جانا کہ اپنی زندگی کا خاتمہ اپنا خون پی کر خود کر ڈالے اُس کی حالت اس جگہ اُسی طرح کی تھی جس طرح کی داؤد کی حالت جات میں تھی۔ لیکن یہ غیر قوم اُس خدا سے واقف نہ تھا جس نے اپنے عبرانی خادم کو اُس کی مشکل سے رہا کیا۔ ارتخششتا کے بعد فارسی تخت پر اُس کا بیٹا اخسویرس ثانی جلوس فرما ہؤا۔ اور اُس کے بعد دارنوتھس تخت نشین ہؤا۔ مگر خورس کی بڑی سلطنت کی رونق اس وقت تنزل پر تھی ٭

بڑے بڑے یونانی۔ اُن بڑے بڑے یونانیوں میں جو اس وقت کے قریب موجود تھے ذیل کے اشخاص شامل ہیں۔ ملٹائڈیز کا بیٹا سیمان جو ایک نہایت مشہور سپہ سالار گذرا ہے۔ پیری کلیز جو ایتھینز کا سب سے بڑا مدبر شخص تھا۔ یہ اُن صاحبان عقل و تدبیر کے زمرہ سے تھا جن کے ماتحت ایتھینز نے وہ رونق حاصل کی جس کے سبب سے وہ تمام ملک یونان کی نظر میں بڑی حیرت اور رشک کا باعث ہؤا۔ اور فدیاس جو کہ مشہور سنگ تراش تھا۔ اور ماسوائے اُس کے اس جگہ شہرۂ آفاق ہنرمندوں کی ایک بیشمار جماعت موجود تھی۔ سمانیڈیز اور پنڈر جو علم عروض میں اُستاد سمجھے جاتے تھے اور ایسخائلیس۔ سوفیکلیز اور یوریپیڈیز مشہور ڈراما نویس تھے اور ہیرادوتس بھی جو ابوالتاریخ (تاریخ کا موجد) کہلاتا ہے انہیں دنوں موجود تھا

لیکن یہ لقب درحقیقت موسٰے کا حق ہے۔ غرضیکہ یہ زمانہ یونانی تاریخ کے نہائت درخشاں زمانوں میں سے تھا۔ خواہ ہم یونانی اساطیر کے زمانہ کا ہیروں کو خواہ عقلی فتوحات کو مدنظر ایسا رکھ کر کہیں۔ ارتخشتا بادشاہ کے ایام میں سقراط اپنے فلسفہ کا سرمایہ جمع کر رہا تھا۔ شاید اُس نے یہودیوں سے وسیلہ یا اُن کے وسیلے جنہوں نے یہودیوں سے تعلیم پائی تھی اُس الٰہی حکمت کے لمعات کو جمع کیا جو اُس کے خیالات میں بعض بعض جگہ اس طرح چمکتے ہیں جس طرح موتی سمندر کی تہ میں۔ افلاطون بھی اسی زمانہ میں شہرت پیدا کرنے لگا۔ اور اُن لمبے لمبے سفروں میں جو اُس نے تلاش علم میں اختیار کئے وہ ایسے لوگوں سے دوچار ہُوا ہوگا جنہوں نے رُوح کی غیر فانیت کی تعلیم عالم بالا سے پائی تھی +

تنزل۔ لیکن یونان کی ترقی نے جو علم اور فلسفہ اور فنون کے معاملہ میں واقع ہوئی اُس الٰہی مکاشفہ کی ضرورت کو سر مو رفع نہ کیا جو خدا اپنے بندوں کو عنایت کر رہا تھا اور ابھی فلسطین کی سرزمین میں عنایت کرنے کو تھا۔ سچ تو یہ ہے جس وقت ایتھنز اپنے جلال اور رونق کی معراج کے اعلےٰ زینہ پر پہنچا ہُوا تھا اس سے پہلے اس کی بربادی کا بیج بویا گیا تھا قریباً اُسی وقت پیلاپونیشین لڑائی شروع ہوئی۔ پہلے پہل تو صرف یونان کی دو ہمسر ریاستوں یعنی ایتھنز اور سپارٹا میں ہوتی رہی۔ لیکن اس آگ کے شعلوں نے بہت جلد دیگر ریاستوں کو بھی آگ لگادی۔ آخرکار اہل سپارٹا نے ایتھنز کو مغلوب کر لیا اور اُس کی رونق بالکل جاتی رہی۔ اس زمانہ کی لگاتار لڑائیوں کے سبب یونان کی جمہوری ریاستوں کے لیئے راہ تیار ہوئی کہ پہلے فیلقوس مقدونیہ کے ماتحت آئیں (مقدونیہ وہ خطہ تھا جو کہ یونان کے ایک کونہ میں بہت دور واقع تھا) اور جو ابھی بہت مشہور نہ ہُوا تھا اور اُس کے بعد اُس کے بیٹے سکندر کے ہاتھ میں آئیں۔ مقدونیہ کا سکندر وہ یونان کا شہزادہ تھا جس کے ساتھ دانیل کی رویتوں میں بہت سے بڑے بڑے واقعات مربوط تھے +

مصر

فارس کا صوبہ۔ مصر کی تاریخ کے بڑے بڑے واقعات کی طرف اشارہ کیا جا چکا

ہے۔ کمبیسیز نے اس پر حملہ کرکے اُسے مغلوب کر لیا اور اُسے فارس کا ایک صوبہ بنا کر اُس پر ایک حاکم مقرر کیا تھا۔ کئی دفعہ مصر نے کوشش کی کہ فارس کا جوا اُتار پھینکے۔ لیکن دارا ثانی کے عہد تک اُسے کچھ کامیابی حاصل نہ ہوئی۔ معلوم ہوتا ہے۔ کہ اہل فارس مصریوں کے کاہنوں پر بڑی تعدی کرتے تھے۔ اُنہوں نے اُن کے حقوق کو بہت گھٹا دیا تھا۔ وہ بغاوتیں جو بار بار سرزد ہوتی تھیں یا تو اُنہیں کی سازش سے ہوتی تھیں اور یا اہل ایتھنیز کی سازش سے۔ حکمت اور علم کے سبب جو شہرت ملک مصر کو حاصل تھی وہ برابر مشہور اجنبیوں کو اس ملک کی طرف کھینچتی رہی۔ لکارگس اور سالون جو کہ یونان کے مشہور مقنن گذرے ہیں۔ دونو مصری علوم سے فیضیاب ہوئے۔ اور اس وقت دو بڑے بڑے یونانی فلاسفر فیثاغورس اور افلاطون اسی مقصد کے لئے اس جگہ آئے۔ یہ بات نہائت توجہ طلب ہے کہ جن بزرگوں نے پرانے زمانہ میں اس دنیا پر عجیب اثر پیدا کیا اُن میں سے کئی ایسے تھے جنہوں نے مصر میں عقلی فروغ حاصل کیا۔

فنیکی اور کارتھیج

سور کا ایک بادشاہ۔ نبوکدنضر کے محاصرہ کے ستر برس بعد پھر شہر سور نے دارا بادشاہ کے ایام میں اپنے پرانے حقوق حاصل کئے۔ اور یہ اجازت پائی کہ اپنا بادشاہ مقرر کرے۔ یہ رعائت اُس لاثانی مدد کے صلہ میں کی گئی جو فارس کو اہل سور سے حاصل ہوئی تھی اُنہوں نے اس شاہ فارس کے جہازوں کو سازوسامان سے آراستہ کیا تھا۔ تاکہ وہ ایتھنیز کے جنگی جہازوں کا مقابلہ کر سکیں۔ اور اس طرح یشعیا کی نبوت پوری ہوئی "کیونکہ ستر برس کے بعد ایسا ہوگا کہ خداوند سور کی خبر لینے آویگا۔ اور وہ پھر خرچی کے لئے جاویگی"۔

اہل کارتھیج کے بحری کارنامے۔ اہل کارتھیج اپنی بحری مہمات کے لئے شہرت پذیر تھے اور معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس وقت اُنہوں نے ملک برطانیہ سے بھی واقفیت پیدا کر لی تھی ایک چھوٹی سی تحریر سے جو ایک پرانے مصنف کی کتاب میں محفوظ ہے معلوم ہوتا ہے کہ ہملیکان جو کارتھیج کا ایک مشہور باشندہ تھا جہازوں کے اُس بیڑے کی رہنمائی کرتا تھا۔ جس پر کارتھیج کے بہت لوگ اسلئے سوار تھے کہ دوسری جگہ جا کر آباد ہوں۔ اور کہ وہ لوگ ہرکولیز کے ستونوں سے عبور کر گئے اُس پاک جزیرے میں پہنچے جو سمندر کی سطح پر پھیل رہا ہے اور ہائبرنین قوم سے آباد ہے۔ اور اُس کے پاس ہی جزیرہ البیان بھی آباد ہے شہر کارتھیج

مغرب میں اس وقت ایک غالب طاقت تھا۔ جیسا کہ مشرق میں فارس تھا۔ اُس کی تجارت اور اس کی فتوحات مغربی یورپ اور شمالی افریقہ کے دور دور حصّوں میں جا پہنچی تھیں۔ کارتھیج نے بعل اور عستارات کی اُسی پرستش کو مغرب میں جابجا پھیلا دیا۔ جس نے ارام کو اس قدر خراب اور برباد کر ڈالا تھا۔ پھر وہ اُسی بڑی آرزو کے سبب کہ جزیرہ سسلی کو اپنے قبضہ میں لائے بڑی لمبی اور مشکل لڑائیوں میں مبتلا ہوا اور پھر اسی معاملہ میں اُسکی مڈبھیڑ رومیوں کے ساتھ ہوئی اور اسی بات نے آخر کار اُسے تباہ کر دیا۔

روم

امیر اور غریب رومی۔ چھوٹی چھوٹی لڑائیاں۔ جس وقت زروبابل نے یروشلم میں ہیکل کو تمام کیا۔ اُسی وقت کے قریب ٹارکنس روم سے نکالے گئے اور بادشاہی انتظام کا خاتمہ ہوا۔ اُس کے عوض کانسل کا انتظام جاری ہوا۔ کوری او لینس کی جلاوطنی قریب اُسی وقت واقع ہوئی جبکہ اخسویرس نے یونان پر حملہ کیا اور سنسناٹس اُس وقت ڈکٹیٹر مقرر ہوا جبکہ عزرا یروشلم کی طرف آنے کی تیاری کر رہا تھا۔ تھوڑے عرصے کے بعد دس مجسٹریٹوں کی حکومت جنہیں ڈیسموری کہتے تھے قائم ہوئی۔ اور ٹین ٹیبلز (دس میزوں) کے قوانین جمع کئے گئے۔ رومی تاریخ کا یہ زمانہ دو باتوں کے سبب سے مشہور ہے۔ ایک یہ کہ اس وقت اعلےٰ اور ادنےٰ درجے کے رومیوں میں بڑی کشمکش ہو رہی تھی یعنی غریب درجے کے لوگ چاہتے تھے کہ اُمرا کی طاقت اور اختیارات کم کئے جائیں۔ اور دوسری بات یہ تھی کہ آس پاس کی چھوٹی چھوٹی ریاستوں کے ساتھ چھوٹی چھوٹی لڑائیاں جاری ہو گئی تھیں جنھوں نے رومیوں کی جنگی لیاقت کو صیقل کر کے اُنہیں دنیا کی فتوحات کے لئے اسلاح جنگ کو استعمال کرنے کی تربیت بخشی۔ لیکن ابھی کسی کو اس بات کا خواب بھی نہیں آیا تھا کہ یہی لوگ جو باہم تقسیم اراضی کے قوانین اور علم حقوق کی بابت آپس میں تہ و بالا ہوتے تھے دنیا پر بڑا پرزور اثر پیدا کرینگے۔ اور نہ کوئی یہ جانتا تھا کہ جو حملات وہ آس پاس کی ریاستوں پر کر رہے تھے وہی آخر کار مسیح کی عظیم بادشاہت کے قائم کرنے میں جو حلم اور سلامتی اور محبّت کی بادشاہت ہوگی بڑی مدد کرینگے۔

ہند اور چین

برہمنی مت - اگرچہ ہند اور چین بائبل کی تاریخ سے کوئی خاص تعلق نہیں رکھتے تاہم ان ممالک میں مذہب کی مختلف کیفیتوں اور حالتوں پر غور کرنا خالی از فائدہ نہ ہوگا - کیونکہ ان میں ہم انسان کی رُوح کو تلاش خدا میں مصروف دیکھتے ہیں اور اُن کی تلاش کے نتائج اس بات کو زیادہ واضح کرتے ہیں کہ انسان کو مکاشفہ الٰہی کی اشد ضرورت ہے ہندوستان میں قدیم آریاؤں نے جو اس ملک کے جنگلی باشندوں پر حملہ کر کے آئے تھے برہما کے مذہب کو قائم کیا - یہ مذہب شروع میں اس تعلیم پر مبنی تھا کہ ایک اعلےٰ ہستی ہے جو ہر طرح کی ہستی میں مثل روح کے پھیل رہی ہے - یہ طریق درحقیقت ہمہ اوستی مذہب کا ایک طریق تھا - لیکن وقت کے گذر جانے پر یہ تعلیم بگڑ گئی اور بہت معبودوں کا ماننا - اور بُت پرستی کرنا اور ذات پات کی پابندیوں میں گرفتار ہونا ہر جگہ پھیل گیا اور لوگ ماننے لگے کہ خدا مایہ کے اظہارات کے وسیلے یعنی اپنے تئیں مختلف صورتوں میں ظاہر کر کے اپنے تئیں خوش کرتا ہے اور تمام اشیاء جو موجود ہیں اور تمام مخلوق جو زندہ ہے اُسی میں سے نکلی ہے اور آخرکار اُسی میں جا ملینگی - ایک پروہتوں کی جماعت جسے ملک میں بڑی عزت حاصل تھی برہمنی مذہب پر حکومت کرتی تھی - اور اس مذہب کے اصول اُن کتابوں میں قلمبند تھے جو وید کہلاتی تھیں اور خصوصاً رگ وید یعنی گیتوں کی کتاب میں جو تمام ویدوں میں زیادہ پرانی اور قابل قدر کتاب سمجھی جاتی ہے +

بدھ مت - بابل کی اسیری کے قریب برہمنی مت اس قدر بُت پرست اور خراب ہوگیا کہ ایک بڑی اصلاح کی کوشش کی گئی - چنانچہ ایک نوجوان شہزادہ جس کا نام گوتم تھا اور جو ساکی خاندان آریا سے علاقہ رکھتا تھا اس کام میں مصروف ہوا - وہ عموماً ساکی منی یا بدھ کے نام سے مشہور ہے - لفظ بدھ کے معنی نور یافتہ کے ہیں - برہمنی مذہب کی بُت پرستی اور بیرونی رسمیات سے تسلی نہ پا کر ساکی نے یہ نتیجہ نکالا کہ حقیقی خوشی اپنی خواہشوں کو اپنے بس میں کرنے میں ہے - اور اُس نے سکھایا کہ ہر شخص کو یہی مقصد مدِ نظر ہونا چاہئے - کیونکہ جب یہ بات وقوع میں آئیگی تب رُوح خدا میں مل جائیگی اور ادراک ذاتی کو کھو دیگی - ساکی نے بہت سی عمدہ نصیحتیں کیں اور خود بڑا نیک چلن آدمی تھا +

اس کا مذہب یعنی بودھ مت ہند کے لوگوں نے قبول کیا لیکن سن عیسوی کی آٹھویں صدی

کے قریب یا تو اس لئے کہ اُس میں خرابی آگئی تھی اور یا شاید اس لئے کہ برہمنوں نے بُدھ کے ہواخواہوں کو ستانا شروع کیا یہ مذہب ہند سے خارج کیا گیا۔ مگر تبت اور سیلون اور چین اور دیگر مشرقی ممالک میں قائم ہُوا اور آج تک بنی آدم کا بہت سا حصّہ اس کا معتقد ہے۔ پر اگر ہم اسے میزان امتحان سے تولیں تو معلوم ہوگا کہ اس میں بہت کمی پائی جاتی ہے یعنی یہ کہ اُس میں وہ طاقت نہیں پائی جاتی جو انسان کی رُوح کو خدا میں سلامتی اور آرام بخشتی ہے۔ اُس میں صرف ایک طریقہ پُر زور ہے کہ خدا میں جذب ہو جاؤ ماسوائے اس کے اُس میں ایک یہ بھی کمی ہے کہ وہ قوموں کو محفوظ رکھنے کے لئے نمک کا کام نہیں دیتا*

کنیفوسی اس ۔ چین میں ساکی کا ہمعصر کنیفیوسی اس تھا۔ اُس نے تاازم یعنی قومی مذہب کی اصلاح کا بیڑا اُٹھایا۔ اور اس کام کو خصوصاً اخلاقی نصائح کے وسیلے انجام دینے کی کوشش کی اب تک وہ تعظیم جو کنیفوسی اس کو دی جاتی ہے ایسی ہے کہ بُت پرستی کے لگ بھگ پہنچتی ہے۔ لیکن چین کی حالت اور خصوصاً عورتوں اور لڑکیوں کی حالت پر غور کرنے سے یہ نتیجہ نکال سکتے ہیں کہ قطع نظر اور باتوں کے عورتوں کی کم قدری بخوبی ثابت کرتی ہے کہ کنیفیوسی اس انسان کو خدا کی مہربانی اور جلالی صورت کی راہ دکھانے میں بدھ سے زیادہ کامیاب نہ ہُوا*

پرانے اور نئے عہد نامہ کے درمیان فاصلہ

پہلی فصل

فلسطین فارسیوں کے ماتحت

۳۳۳ قبل مسیح تک

تاریخی شگاف۔ یوسیفس۔ اپاکریفل کتابیں۔ اس زمانہ کے چھ حصے۔ فارسیوں کا زمانہ یونان کے واقعات پیلو پونیشن لڑائی۔ اسکندر مقدونی کا برپا ہونا۔ ایتھینز کی عقلی رونق ٭

تاریخی شگاف۔ یوسیفس۔ اپاکریفل کتابیں۔ عہد عتیق کے خاتمے اور عہد جدید کے آغاز کے درمیان ایک بڑا شگاف پایا جاتا ہے جو طول میں چار سو برس کے عرصے سے کم نہ ہوگا اس تمام عرصہ کے اندر یہودیوں کے درمیان نہ تو کوئی نبی اور نہ الہامی مُصنّف موجود تھا۔ پس جو کچھ اس عرصے میں اُن کے درمیان واقع ہؤا اُس کا علم ہم نے یوسیفس کی تصانیف یا اپاکریفل کتابوں اور یا یونانی ولاطینی مؤرخوں کے بیانات سے پایا ہے اب گو ان چار صدیوں میں الہامی مذہب نے زیادہ ترقی نہ کی۔ تاہم یہ زمانہ عام تاریخ کے اعتبار سے ایک قابل یادگار زمانہ ہے۔ انہیں صدیوں

کے دور میں فارسی سلطنت کا تنزل ہوا۔ اور مقدونیہ کی سلطنت برپا اور تباہ ہوئی۔ اور انہیں صدیوں کے دور میں سلطنت روما نے سر نکالا۔ اسی عرصہ میں دارا لخلافہ مشرق سے اٹھ کر مغرب میں آیا۔ انہیں ایام میں ان بڑی بڑی سوشل تبدیلیوں کی بنیاد ڈالی گئی جنہوں نے مغربی ممالک کو بڑی بلندی پر پہنچا دیا اور مشرقی ممالک اور قدیم سلطنتوں کو برباد کیا ۔

اس زمانہ کے چھ حصے۔ اس عظیم اور قابل یادزمانہ کے حالات بیان کرتے وقت ہم وہی طریق اختیار کرینگے جس کے مطابق ہم یہ کتاب لکھتے آئے ہیں۔ یعنی ہم یہودیوں کی تاریخ کے سلسلے کو پکڑے رہینگے۔ تاہم جوں جوں آگے بڑھتے جائینگے یہودیوں کو دائیں بائیں اُن بڑی بڑی قوموں پر بھی نظر ڈالتے جائینگے جو تاریخ کے سٹیج پر نمودار ہوئیں۔ ملک فلسطین کی تاریخ مطابق اُن مختلف ملکوں کے جو اُس پر اس عرصہ میں حکومت کرتے رہے چھ حصوں میں منقسم ہو سکتی ہے ۔

۱۔ اہل فارس اس پر ۳۳۳ قبل مسیح تک برائے نام حکومت کرتے رہے ۔

۲۔ مذکورہ بالا سن میں اسکندر اعظم نے اُسے فتح کیا اور دس سال تک اُس پر حکمران رہا ۔

۳۔ اُس کی وفات پر یہ ملک (۳۲۳ قبل از مسیح) بہت جنگ وجدل کے بعد ٹالیوں یا یوں کہیں کہ مصر کے مقدونی بادشاہوں کے قبضہ میں آیا اور قریباً سو برس تک یعنی ۲۰۴ قبل از مسیح تک اُنہیں کے ہاتھ میں رہا ۔

۴۔ اس کے بعد وہ آرام کے مقدونی بادشاہوں کے ہاتھ میں آیا اور انہیں کے قبضہ میں رہا تاوقتیکہ مکابیوں نے اُسے (۱۶۳ قبل از مسیح) اُن کے پنجہ سے آزاد نہ کیا ۔

۵۔ ایک صدی تک مکابی اُس پر حکمرانی کرتے رہے ۔

۶۔ آخرکار رومی جنرل پامپے نے اُسے (۶۳ قبل از مسیح) فتح کیا اور تمام دنیا کی ملکہ (یعنی روم) کا خراجگذار بنایا ۔

فارسیوں کا زمانہ۔ نحمیا کے بعد بہت مدت تک فارسی یہودیہ پر حکمرانی کرتے رہے۔ لیکن اُن کے عہد حکومت میں کوئی بڑی دلچسپ بات فلسطین میں واقع نہ ہوئی یہ ملک ارام کے صوبہ سے مربوط تھا۔ تاہم اُس کو اجازت تھی کہ اُس پر یہودی سردار کاہن ارام کے حاکم کے ماتحت حکومت کیا کریں۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ سردار کاہن کا

عہدہ ایسا عہدہ بن گیا کہ لوگ اُس کے حاصل کرنے کی حرص میں گرفتار ہوئے۔ اور اس سبب سے بُری دولت آمیز لڑائیاں سرزد ہوئیں۔ یوحنا سردار کاہن کے بھائی یشوع نے کوشش کی یہ عزت اُسے نصیب ہو لیکن یوحنا نے اُسے ہیکل میں قتل کیا۔ اس خراب فعل کے سبب سے فارسی حاکم نے یہودیوں پر بڑا جرمانہ کیا۔

یونان کے واقعات۔ پیلوپونیشین لڑائی۔ اسی عرصہ میں یونان پیلوپونیشین لڑائی اہل سپارٹا کے عروج اور ایتھنز والوں کی پستی اور تنزل کے سبب خاتمہ کو پہنچی۔ اس کے بعد ایتھنز کو اپنی پہلی عظمت اور رونق پھر کبھی نصیب نہ ہوئی۔ بعد میں کچھ درجہ تک ایک دفعہ پھر نمایاں ہوئی۔ اس وقت ارتخششتا منیمان فارس کے تخت پر متمکن تھا۔ اور اس کے عہد کا ابتدائی حصہ اسلئے مشہور ہے کہ اُس کے چھوٹے بھائی خورس نے شاہی عصا کو اپنے ہاتھ میں لانے کی کوشش کی۔ مگر شکست کھائی اور بابل کے نزدیک مارا گیا اور اُس دس ہزار یونانی سپاہ کو جو اُس کی مددگار تھی دریائے دجلہ کے کنارے کنارے اور آرمینیا کے صحراؤں سے گذر کر بحیرہ اسود تک لوٹنا پڑا۔ اس مشہور مراجعت کا ایک دلچسپ تذکرہ جس سے سب کلاسیکل عالم واقف ہیں زینافن نے تحریر کیا ہے جو خود اس یونانی سپاہ کا پیشوا تھا۔ اس بات پر غور کرنا دلچسپی سے خالی نہیں کہ ان دس ہزار یونانیوں کو اُن اضلاع میں سے سفر کرنا پڑا جنہیں آدم کا گہوارہ کہنا چاہئے اور جن میں شاید خاص خطۂ عدن بھی شامل تھا۔

مقدونیہ کے سکندر کا برپا ہونا۔ یونانیوں نے اور فارسیوں میں لڑائی بہت دن تک ہوتی رہی۔ اور آخرکار صلح سے خاتمہ ہوا لیکن اہل سپارٹا کے عروج کو جو ایتھنز کے تنزل سے اس وقت تک تمام یونان میں زوروں پر تھا۔ اب تنزل کا منہ دیکھنا تھا چنانچہ انہوں پہلے لیوکٹرا پر اور پھر منیٹینا پر اہل تھیبز سے جن کا پیشوا اپامی نندآس تھا شکست کھائی۔ لیکن اہل تھیبز کا ستارۂ اقبال بھی تھوڑی دیر تک چمک کر غروب ہوگیا چنانچہ فیلقوس نے جو ریپلا پر اہل تھیبز اور اہل ایتھنز کی ملی ہوئی فوجوں کو شکست دی اور تمام یونان کا مالک بن گیا لیکن جب وہ تمام یونان کا کپتان جنرل ہونے کا خطاب پاکر فارس کے ساتھ ایک بڑی لڑائی کرنے کا بندوبست کر رہا تھا تو اس وقت ایک قاتل نے اُس کو قتل کر کے اُس کی زندگی اور حکومت کو ختم کر دیا۔ اُس کا بیٹا اسکندر کل بیس برس کا

تھا جب اُسے تخت پر بیٹھنا پڑا اب وہ ہتھیار جس سے فارس کی سلطنت کو چکنا چور کرنا تھا تیار ہو گیا تھا۔ یعنی وہ زبردست بکرا جسے دانیل نے ایک رویا میں دریائے اولائی کے کنارے پر دو سو برس پہلے دیکھا تھا۔ اب مغرب سے بڑھنے لگا تاکہ دو سینگ والے مینڈھے کو ختم کرے جس سے مراد مادی فارسی سلطنت تھی جو نہایت وسیع مگر اس وقت خستہ حالی میں مبتلا تھی۔

اہل ایتھنز کی عقلی اور علمی ترقی اور جلال۔ جب ہم اس زمانہ میں ایتھنز کی طرف دیکھتے ہیں تو ہم کو معلوم ہوتا ہے کہ اُن کے علم ادب اور فلسفہ کی رونق اُس کے جنگی اور پولیٹیکل جلال کے ختم ہو جانے کے بعد بھی اپنا جلوہ دکھاتی رہی۔ مثلاً ہم دیکھتے ہیں کہ اسی زمانہ میں تھوسی ڈیڈیز نے پیلوپونیشین کی لڑائی کی تاریخ شائع کی جو ایک ایسی کتاب ہے کہ اب تک تواریخی کتابوں میں کوئی اُس کی ہمسری نہیں کر سکتی۔ سقراط کا اثر اُس کی وفات سے کوئی پچاس برس بعد تک باوجود سٹافیتز کی تضحیک اور تشہیر کے تمام فلاسفروں میں جنہوں نے اُس کے خیالات کو قبول کیا محسوس ہوتا رہا اُس کے شاگرد زینافن نے اپالوجی کی اشاعت سے اپنے اُستاد کی شہرت اور خیالات کو زندہ رکھا۔ علاوہ بریں اپنی تواریخی اور دیگر اقسام کی کتابوں سے اپنے [illegible] کیا۔ ڈیوجانس کلبی نے پہلے ایتھنز میں اور پھر کارنتھ میں شہرت حاصل کی اُسکی شہرت کچھ تو ایسی ایسی عجیب عادات کے سبب سے ہوئی مثلاً ایک تغار میں پڑے رہنا۔ یا موسم گرما میں گرم ریت میں لوٹنے لگ جانا اور سردی کے ایام میں برف سے بھرے ہوئے اصنام سے لپٹ جانا۔ اور کچھ اُس کی سخت اور کلبی فلاسفی کے سبب سے اُس کو بڑی شہرت نصیب ہوئی ہیوکریٹیز نے جو شہر کاس کا رہنے والا تھا علم طب میں نئی رُوح پھونکی اور مختلف مقامات میں سیر کرتے [illegible] اپنے خیالات کو پھیلا دیا تھوڑی دیر کے بعد ارسطو جو مقدونیہ کے شہر سٹیجیرا کا رہنے والا۔ اور افلاطون کا شاگرد اور مقدونیہ کے نوجوان شہزادہ سکندر کا اتالیق تھا ایتھنز کے مشاہیر میں داخل ہوا۔ وہ اس غلبہ کے سبب جو سکندر پر رکھتا تھا اور نیز اپنی تعلیم اور لیکچروں کے سبب شہر میں دبا کرتا تھا اور اپنی تصانیف کے وسیلے جن میں منطق۔ فلسفہ نیچرل تاریخ۔ تمدن غرضیکہ ہر فن اور تمام اقسام کے علوم کا چرچا ہے ایک ایسی سلطنت کی بنیاد ڈالتا ہے جو سکندر کی سلطنت سے بھی کہیں زور آور تھی۔ اور دماغ کی دنیا پر ایسا تسلط حاصل کرتا ہے کہ ایسا کسی

زبان حسن البیان کو نصیب نہیں ہوا کیونکہ اُس وقت جبکہ فیلقوس مقدونی یونان میں اپنا تسلط جمانے کی کوشش کر رہا تھا اُس کا مخالف وہی ماسٹینیز ہو جو کہ ایتھینز کے فصحا میں سب سے بڑھ کر ہے اپنی ملامت آمیز تقریروں سے جو فیلقوس کے برخلاف کی گئی تھیں تمام شہر کو حیرت کا پتلہ بنا رہا تھا دوسری طرف اُس کا ہمسر ایسکائینیز مقدونیہ کی تائید میں اپنی فصاحت صرف کر رہا تھا مگر باوجود اس عقلی زندگی اور علمی رونق کے یونان بلکہ تمام دنیا کی اخلاقی اور روحانی تاریکی بدستور جاری تھی اور وہ معدودے چند اشخاص جو اوروں کی نسبت مذہبی معاملات کے بارے میں زیادہ عمدہ اور صاف خیالات رکھتے تھے وہ ڈر کے مارے اُنہیں ظاہر کرنا نہیں چاہتے تھے۔ کئی لوگ سقراط کی طرح زیادہ نور اور ہدایت کے طالب تھے۔ لیکن زیادہ تر حد تک بے ایمانی اور بطالت روح کی سلطنت پر حکمران تھی ۔

دوسری فصل

فلسطین اسکندر کے ماتحت

۳۳۳ سے ۳۲۳ قبل از مسیح

سکندر کی سرگذشت۔ یونان۔ فارس۔ صور۔ یروشلم۔ اسکندریہ۔ فارسی سلطنت کی تباہی۔ اسکندر کی موت۔ اُس کی خصلت۔ یہودیوں کی رعایت کرنا۔ اُن کی شہری تاثیر ۔

سکندر کی سرگذشت۔ یونان۔ فارس۔ صور۔ ۳۳۵ قبل از مسیح سکندر نے اپنی ناپایدار دس برس کی حکمرانی شروع کی۔ اب وہ مقدونیہ میں بغاوت کی تمام کوششیں دور کر کے یونان میں داخل ہوا اور اُس نے اہل تھیبز کو کئی فیصلہ کن لڑائیوں میں شکست دی پھر ایشیا میں آ کر دارا کے لشکر کا مقابلہ کیا اور اس کو موسیا میں مقام گرینیکس پر اور کلکیہ میں مقام اسس پر نیچا دکھایا۔ اور پھر مصر کی طرف روانہ ہوا جو مدت سے ایک مشکل حالت میں گرفتار تھا اور جاتے ہوئے آرام اور فلسطین میں سے گذرا۔ شہر صور کئی مہینہ تک اُس کا مقابلہ

گرتا رہا۔ لیکن آخرکار مطیع ہُوا۔ اور اُس کی کیفیت یہ ہے کہ اُس نے ایک عجیب قسم کا عول اپتھروں کا پُل پُرانے شہر کے درمیان جو زمین پر واقع تھا اور موجودہ شہر سور کے درمیان جو ایک نزدیک جزیرہ پر واقع ہے بنایا اور اُس کے وسیلے پُرانے سور تک جا پہنچا ✤

یروشلم اسکندریہ۔ اس کے بعد اسکندر یروشلم کی طرف روانہ ہُوا۔ روایت ہے کہ جب وہ شہر کے نزدیک پہنچا تو کاہنوں کی ایک گروہ اپنا لباس منصبی پہنے اُس کے استقبال کے لئے آئی۔ اور اُس کا ایسا اثر اُس پر ہُوا کہ اُس نے شہر کو برقرار رہنے دیا اور یہودیوں کے ساتھ بڑی نرم شرائط سے پیش آیا۔ ممکن ہے کہ کاہنوں نے اُسے دانیل کی نبوتیں دکھائی ہوں جن میں اُس کی فتوحات کی پیشینگوئیاں مندرج تھیں۔ اور یہی اُس قصّہ کی صحیح تشریح ہے جس کی بنا پر یہ بات مشہور ہے کہ جب اُس نے سردار کاہن کو دیکھا تو فوراً جان لیا کہ یہ وہی شخص ہے جس نے مجھے خواب میں یہ کہا تھا کہ تُو تمام دنیا کو فتح کریگا۔ یروشلم سے وہ مصر کو گیا جسے اُس نے بہت جلد فتح کر لیا۔ اور وہیں رہتے رہتے اسکندریہ کی بنیاد ڈالی جو اب تک اُسی کے نام سے نامزد ہے ✤

فارسی سلطنت کی تباہی اور اسکندر کی وفات۔ ایشیا میں واپس آکر اسکندر نے دارا کے لشکر کا اسور کے میدانوں میں مقابلہ کیا۔ اور مقام اربیلا پر جو کہ نینوہ سے بہت دور نہ تھا فارس کی بادشاہت کو جو دو سَو برس تک قائم رہی شکست فاش دیکر تمام کیا۔ لیکن سکندر نے اسی زبردست سلطنت کے حدود پر صبر نہ کیا بلکہ مشرق کے رُخ ہندوستان کی جانب قدم اُٹھایا۔ اور اگر اُس کی مقدونی سپاہ آگے بڑھنے سے انکار نہ کرتی تو وہ دریائے سندھ کے پار بہت دور تک جا پہنچتا۔ وہ ابھی نئی تدابیر کے جوڑ توڑ میں مصروف تھا کہ اُس کے کوچ کا وقت آ پہنچا اور اُس بخار کے سبب جو ایک ضیافت میں زیادہ شراب خوری کے باعث چڑھ یا بڑھ گیا تھا جان بحق ہُوا۔ اس وقت اُس کی عمر صرف تیس سال کی تھی ✤

اُس کی خصلت۔ گمان ہے کہ ارسطو کی ابتدائی تعلیم نے سکندر پر عمدہ اثر پیدا کیا اور اگرچہ اُس کی خصلت پر بڑے بڑے قصوروں کا دھبّہ لگا ہُوا ہے تاہم اُس کی سرگذشت کئی فتح نصیب بادشاہوں کی نسبت زیادہ شریف تھی۔ اُس کا اصل مقصد یہ تھا کہ جن ملکوں کو فتح کرے اُن میں یونانی تہذیب جاری کرے۔ اور خاص کر وہ یہ چاہتا تھا کہ سُست اور عیش پسند مشرقی ممالک میں مغربی قدرت اور ہمّت کی رُوح بھر دے۔ مگر اُس کی وفات

کے بعد کوئی شخص موجود نہ تھا جو اُس بادشاہی عصا کو سنبھالتا جو مرتے وقت اُس کے ہاتھوں سے گرا۔ لہٰذا اُس کی تمام تجاویز اور تدابیر اُس کے دم کے ساتھ ختم ہو گئیں۔ مشرق کے بکرے نے اس طرح اپنے مقرری کام کو پورا کیا یعنی دو سینگ والے مینڈھے کو مارا۔ اُسے زمین پر گرا دیا اور پاؤں سے اُس نے خوب لتاڑ ڈالا۔ اور بس۔ اور یہ بات ایک اور بادشاہ کے حصہ میں آئی تھی کہ ایک ایسی سلطنت قائم کرے جو کبھی جنبش نہ کھائے اور تمام دنیا میں مقدونیہ کی روشنی اور تہذیب کی نسبت زیادہ صاف اور زیادہ اعلےٰ روشنی اور تہذیب پھیلائے۔

اُس کا یہودیوں کی رعایت کرنا۔ اُن کی منتشری تاثیر۔ معلوم ہوتا ہے کہ سکندر اعظم یہودیوں کی نسبت ایک اعلےٰ رائے رکھتا تھا۔ اُس نے اُن کی عقل اور جانفشانی اور محنت کشی اور سرگرمی کو دیکھ کر معلوم کیا کہ اُن میں وہ تمام صفات موجود ہیں جو شہر کے ہر باشندے کو اچھا باشندہ بنانے کے لئے نہائت ضروری ہوتی ہیں۔ مطابق اس کے جب اُس نے مصر میں شہر اسکندریہ کو بنایا تو یہودیوں کو وہاں جا کر بسنے کی ترغیب دی۔ اور اُنہیں شہریوں کے اعلےٰ درجے کے حقوق عطا فرمائے۔ اِسی طرح اُس نے اُنہیں دیگر نوساختہ شہروں اور اپنی سلطنت کے دیگر حصص میں آباد ہونے کا اشتعال دیا۔ یہ ہم دیکھ چکے ہیں کہ آستر کے زمانہ میں یہودی ایک سو ستائیس صوبوں میں منتشر ہو گئے تھے۔ اب اُن کا انتشار اور اُن کی منتشری تاثیر آگے کی نسبت اور بھی زیادہ بڑھ گئی۔ یروشلم سے دور چلے جانے کے سبب اُن کی عبادت کا وہ حصہ جو قربانیوں سے وابستہ تھا ایسا روشن نہ رہا جیسا پہلے تھا مگر مقدس کتابوں کا مطالعہ زیادہ مُروّج ہو گیا۔ پس اسی طرح توریت اور نبیوں کی طرف ان ممالک میں جہاں وہ پھیلے ہوئے تھے زیادہ توجہ مبذول کی گئی۔ اور اس کا نتیجہ یہ ہُوا کہ آنے والے مسیح کا انتظار زیادہ زیادہ ہر جگہ ہونے لگا۔

تیسری فصل

فلسطین طالمیوں کے ماتحت

قبل از مسیح ۔ (تقریباً) ۳۲۳ سے ۲۰۴ تک

سکندر کی سلطنت کا تقسیم کیا جانا ۔ طالمی سوتیر ۔ طالمی فلاڈلفس ۔ بڑے بڑے یہودی ۔ شمعون ۔ راستباز ۔ سیکیکا اینٹیگانس ۔ آرامی بادشاہ کا برپا ہونا ۔ آرام اور مصر کے بادشاہوں کے درمیان ہمسری یہودیوں کا ستایا جانا ۔ فلسطین پر انطیاکس کا قابض ہونا ✦

سکندر کی سلطنت کا تقسیم کیا جانا ۔ سکندر کی وفات دانیل کی نبوت کے مطابق بکرے کا زورآور سینگ ٹوٹ گیا اور اس کی جگہ چار اور سینگ آسمان کی چار ہواؤں کی طرف پیدا ہوئے ۔ یعنی اُس کی وسیع سلطنت انجام کار اُس کے چار سپہ سالاروں میں منقسم ہوئی جن کے نام یہ ہیں ۔ طالمی ۔ لیسیماکس ۔ کسند ۔ اور سلیوکس مصر طالمی کے حصہ میں آیا اور فلسطین بھی رفتہ رفتہ اُسی کے حصہ میں شامل ہو گیا ✦

طالمی سوتیر ۔ یہ شخص تاریخ میں طالمی سوتیر کے نام سے مشہور ہے ۔ پہلے پہل تو وہ یہودیوں سے سختی سے پیش آتا تھا ۔ لیکن تھوڑی دیر کے بعد اُس نے سکندر کی طرح پہچان لیا کہ وہ اپنی اعلےٰ درجے کی خصلت کے سبب سے بڑے بڑے مراتب پر مامور ہونے کے لائق ہیں ۔ چنانچہ اُس نے تیس ہزار یہودیوں کو اپنی مملکت کے مختلف حصوں میں آباد کیا ۔ ان جگہوں میں کرینیا اور لبیا بھی شامل تھے جو افریقہ میں واقع ہیں ۔ جو یہودی اس وقت مصر کو گئے ان میں سے کئی ایک کا ذکر یونانی اور دیگر مؤرخ بڑی عزت کے ساتھ کرتے ہیں ✦

طالمی فلاڈلفس ۔ سوتیر کا جانشین طالمی فلاڈلفس تھا ۔ جو مصر کے بڑے بڑے بادشاہوں میں شمار ہونے کے لائق ہے ۔ وہ یہودیوں کا بڑا دوست تھا ۔ اُس کا عہد

سلطنت کئی بڑے بڑے واقعات کے سبب سے مشہور ہے۔ اس نے فیراس کا مشہور لائٹ ہاؤس جو دنیا کے عجائبات میں شمار کیا جاتا تھا نیل کے دہانے کے پاس تعمیر کیا۔ اسی نے اسکندریہ کے بڑے کتب خانہ کی بنیاد رکھی جو کہ تمام قوموں کے مصنفوں کی تصانیف کا ایک عالیشان ذخیرہ تھا۔ اسی کی بزرگانہ شفقت کے طفیل سے عبرانی توریت کا ترجمہ یونانی میں ہوا جو سپٹواجنٹ کے نام سے مشہور ہے۔ یہ ایک ایسا عظیم مشنری کام تھا کہ اس سے بڑھ کر کسی آدمی نے کوئی مشنری کام نہیں کیا۔ پس اب جہاں جہاں یونانی زبان بولی جاتی تھی وہاں عبرانی نوشتے اور خصوصاً عبرانی پیشینگوئیاں جو آنے والے نجات دہندہ کے ساتھ علاقہ رکھتی تھیں پڑھی جا سکتی تھیں۔ فلسطین کے کنارے پر طالمی نے اکا کا مشہور بندرگاہ جو اب پٹولمیس کہلاتا ہے تعمیر کیا۔ طالمی نام کے بادشاہ بہت درجہ تک اچھے حاکم تھے اور اُن کے تحت میں مصر کو بڑی اقبالمندی حاصل ہوئی۔

بڑے بڑے یہودی۔ شمعون راستباز۔ سوکو کا انٹیگانس۔ ق م ۳۰۰۔ اس وقت یہودیہ میں سب سے زیادہ لائق شخص ایک سردار کاہن تھا جو شمعون راستباز کہلاتا تھا۔ اُس کی نصیحت کا تذکرہ اپاکرفل کتاب موسومہ بہ ایکلیزیاسٹیکس میں پایا جاتا ہے۔ وہ حکمت اور دیانتداری اور دینداری کے سبب نہایت مشہور تھا۔ مگر معلوم ہوتا ہے کہ اس میں فریسیوں کی روح کچھ کچھ تھی۔ یہودیوں کے درمیان کئی روایتیں اُس کی نسبت پائی جاتی ہیں۔ اُن میں سے کئی حماقت سے پُر اور حقیقت سے خالی معلوم ہوتی ہیں۔ تاہم اُن سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ لوگ اُس کی بڑی قدر کرتے تھے۔ شمعون سے کچھ عرصہ بعد سوکو کا انٹیگانس مشہور ہوا جو کہ سنہڈرم کا صدر نشین تھا۔ اُس کے شاگردوں میں سے ایک صدوق تھا جس کی نسبت بعض کی یہ رائے ہے کہ وہی صدوقی فرقہ کا بانی ہے اور انٹیگانس کی نسبت مشہور ہے کہ وہ یہ تعلیم دیا کرتا تھا کہ خدا کی خدمت اس ارادے خیال سے نہیں کرنی چاہئے کہ ہم اجر پائینگے۔ بلکہ محبت اور ادب کی روح سے اُس کی خدمت کرنی چاہئے۔ اور صدوق نے اس سے ایک ایسا نتیجہ نکالا جو ہرگز نہیں نکل سکتا یعنی یہ کہ اس زندگی کے بعد کسی طرح کے اجر نہ دئے جائینگے۔ کیونکہ نہ کوئی قیامت ہوگی اور نہ اس زندگی کے بعد کوئی زندگی ہوگی۔ یہ ٹھیک ہے کہ کچھ عرصہ بعد دیکھنے میں آتا ہے کہ صدوقی انہیں مسئلوں کو مانتے تھے تاہم یہ بات بے تامل نہیں مانی جا سکتی کہ یہ فرقہ اتنی جلدی پیدا ہو گیا تھا۔

آرامی بادشاہ کا برپا ہونا۔ اسی زمانہ میں آرام کی بادشاہت کی بنیاد رکھی گئی جسے آرامی مقدونی بادشاہت لکھنا چاہیئے۔ کچھ عرصہ بعد فلسطین کو اسی کا ایک حصّہ بننا تھا۔ بہت سی گردشوں کے بعد سلیوکس ولد انطیاکس جو سکندر کے سپہ سالاروں میں سے تھا قریبًا تمام ایشیا کا مالک بن گیا۔ نئے نئے شہر آباد کرنا اس زمانہ کا ایک فیشن تھا۔ سو سلیوکس نے دمشق اور بابل اور سوسن اور دیگر پُرانے دارالخلافوں سے متنفّر ہوکر سلوکیہ اور انطاکیہ کو بنا کیا اور ان میں سے ایک کو اپنی بادشاہت کا مشرقی اور دوسرے کو مغربی دارالخلافہ بنایا۔ سلوکیہ بابل سے چالیس میل کے فاصلہ پر فرات کے کنارے واقع تھا بابل اس وقت جنگلی درندوں کی رہائش گاہ بنا ہُوا تھا۔ انطاکیہ آرام میں دریائے آرنتیز کے کنارے واقع تھا۔ اور بعد میں اسلئے مشہور ہُوا کہ وہ مسیحی مذہب کا مرکز اور ملجا بنا۔ اسکندر اور طالمی کی طرح سلیوکس نے بھی یہودیوں کو اپنے نئے شہروں میں آباد ہونے کی ترغیب دی۔ اور بہت سے یہودیوں نے اُس کی دعوت کو قبول کیا۔

آرام اور مصر کے بادشاہوں کے درمیان ہمسری کی رُوح۔ آرام اور مصر کے بادشاہوں کے درمیان دعوے ہمسری کے خیالات اپنا رنگ دکھاتے رہے اور جن صوبوں کے لئے عمومًا لڑائی اُن کے درمیان ہُوا کرتی تھی وہ فلسطین اور سیلی سریا تھے۔ گمان ہے کہ یہ وہی بادشاہ ہیں جو دانیل کی کتاب کے گیارھویں باب میں "شمال کے بادشاہ" اور جنوب کے بادشاہ کہلاتے ہیں ان بادشاہوں کی لڑائیاں اُن کی صلح اور اُن کی دیگر کارروائیاں بالتفصیل اس باب میں بطور پیشینگوئی کے مندرج ہیں مصر کے بادشاہ فلاپاتور اور ارام کے بادشاہ انطیاکس اعظم کے عہد میں ان دونو مملکتوں کی باہمی لڑائی درجۂ غائت کو پہنچ گئی۔ اور ایک لڑائی میں جو غزہ کے نزدیک مقام رفیہ پر واقع ہوئی طالمی نے انطیاکس کو شکست دی۔ لڑائی کے بعد یروشلم میں آکر اُس نے ارادہ کیا کہ ہیکل کے قدس الاقداس میں داخل ہو۔ سردار کاہن نے ہر طرح منع کیا مگر طالمی کب سُننے لگا تھا۔ نہ مانا اور قدم آگے رکھا۔ مگر کہتے ہیں کہ وہ مشکل سے پاک مکان تک پہنچا تھا کہ ایسی گھبراہٹ اور دہشت دامنگیر ہوئی کہ وہیں سے خوف کھا کر واپس لوٹ آیا۔

یہودیوں کا ستایا جانا اور انطیاکس کا فلسطین پر قابض ہونا۔ اس کے بعد جب طالمی اسکندریہ کو واپس آیا تو وہ یہودیوں سے بہ سبب اُس رکاوٹ کے جو اُن کی طرف

سے پیش آئی تھی ایسا ناراض ہؤا کہ اُن کے تمام حقوق چھین لئے اور بُری طرح کبھی اُن پر جرمانہ کیا اور کبھی اُن کو ستایا۔ من جملہ اُن وحشت آمیز سختیوں کے جو اُس سے صادر ہوئیں ایک یہ تھی کہ اُس نے مصر کے دیگر حصص سے یہودیوں کو بلاکر ایک گھڑ دوڑ کے چکر میں قید کیا تاکہ جب وہ جان سے مارے جائیں تو سب لوگ اُن کی بربادی کو دیکھ سکیں۔ لیکن ان غریب یہودیوں نے اپنے باپ دادوں کے خدا کے حضور مخلصی کے لئے چلانا بند نہ کیا۔ تیسرے روز جبکہ بادشاہ حاضر تھا ہاتھی لائے گئے اور متوالا کرنے کے لئے اُنہیں بخور ملی ہوئی شراب دی گئی۔ لیکن نتیجہ یہ ہؤا کہ یہودیوں پر جھپٹنے کے عوض یہ متوالے ہاتھی اُنہیں لوگوں پر حملہ آور ہوئے جو تماشہ دیکھنے آئے تھے اور اُن میں سے بے شمار لوگوں کو جان سے مار ڈالا۔ بادشاہ خدا کی رحمت کے ظاہری نشانوں کو جو یہودیوں کے حق میں آشکارا ہوئے تھے دیکھ کر ڈر گیا۔ اور اُن احکام کو جو اُن کے ستانے کے لئے جاری کئے تھے بند کرنے پر مجبور ہؤا۔ جب وہ فوت ہؤا تو اُس کا بیٹا طالمی اپیفانیس تخت نشین ہؤا جو اُس وقت پانچ سال کا تھا انطیاکس نے سیلی سریا اور فلسطین کو مصر کے ہاتھ سے چھیننے کے لئے اس موقعہ کو غنیمت جانا اور اس وقت سے فلسطین کو شاہانِ آرام کے قبضے میں سمجھنا چاہئے۔ جس زمانہ میں ہم اب داخل ہوتے ہیں وہ یہودی تاریخ کا ایک نہایت تاریک زمانہ ہے ✦

چوتھی فصل

فلسطین کا آرام کے مقدونوی بادشاہوں کے ماتحت آنا

۲۰۴ تا ۱۶۵ قبل از مسیح

رومیوں کا بڑھنا۔ یونان اور رُوم کا جھگڑا۔ کارتھج کی لڑائیاں۔ جنگ وجدل کا ہر جگہ پھیلنا۔ رومیوں کا مشرق میں آنا۔ انطیاکس اپیفانیس۔ فلسطین میں ایک یونانی جتھا۔ یروشلم کی ایذائیں۔ یہودی مذہب کا معرض خطر میں پڑنا۔ مکابی یا عشمانی گروہ۔ شہید یہوداہ مکابی کی فتح ✦

رُومیوں کا بڑھنا۔ جب طالمی اپیفانیس نے مصر کے تخت پر قدم رکھا تو اہلِ مصر نے رومیوں کے پاس ایک سفیر بھیجا اور استدعا کی کہ ہمیں انطیاکس کی سختی سے چھڑاؤ۔ چونکہ اُس وقت اہلِ روما مشرقی معاملات میں خاصی دست اندازی کرنے لگ گئے تھے لہٰذا اب مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس جگہ ہم اُن کی گذشتہ دو صدیوں کی تاریخ پر ذرا غور کریں ۰

یونان اور رُوم کا جھگڑا۔ اس زمانہ کے ابتدائی حصہ میں رومی بڑی مشکل سے تباہی کے پنجہ سے چھوٹے تھے۔ یہ تباہی اُن پر اُس قوم کی حملہ آوری سے آنے والی تھی جو گال کہلاتی تھی۔ گال یا سیلٹس اُن دو قوموں میں سے تھے جو تمام براعظم یورپ میں پھیل گئی تھیں لیکن اُن کی تاریخ کا سال اچھی طرح نہیں کھلتا جب تک کہ وہ اہلِ روم کے ساتھ دو چار نہیں ہوئے۔ رُومی مورخ ہمیں بتاتے ہیں کہ جب وہ شہرِ روم کو اپنے قبضہ میں لا کر جلا چکے اور اُس کے باشندوں کو تہ تیغ کر چکے اُس وقت ڈاکٹیٹر کیمیلس نے اُن پر حملہ کیا اور ایک ہی دن میں اُن کو روم کے حدود سے نکال دیا۔ اس کے بعد رومیوں نے طاقت اور ہمت حاصل کر کے جزیرہ نما اٹلی میں فتوحات کا سلسلہ شروع کیا۔ اور یہ سلسلہ ابھی جاری تھا کہ اُن کے دشمنوں میں سے ایک فرقہ نے جو ٹیرنٹائنی کہلاتے تھے اپیرس کے بادشاہ پائرس کی مدد طلب کی۔ اپیرس اُن ریاستوں میں سے ایک ریاست تھی جو بحیرہ اڈریاٹک کے کنارے واقع تھیں۔ یہ پہلا موقعہ تھا کہ یونان اور روم کی مڈبھیڑ ہوئی۔ پائرس ایک بڑا عالی حوصلہ اور مدبر سپہ سالار تھا۔ وہ بیس ہزار جوان اور بے شمار ہاتھی اپنے ساتھ لیکر اٹلی میں آیا۔ رومیوں نے اس سے پہلے کبھی ہاتھیوں کا مقابلہ لڑائی میں نہیں کیا تھا بلکہ اُنہیں دیکھا بھی نہ تھا لہٰذا وہ پائرس کے آگے سے بھاگ نکلے۔ لیکن یونانی فوج کو اس قدر نقصان اُٹھانا پڑا کہ پائرس کی زبان سے بے ساختہ یہ مشہور کلمات نکل گئے کہ اگر ایک اور ایسی فتح ہم کو نصیب ہو تو ہمارا کچھ ٹھکانا نہ ہوگا۔ اور جب بہانہ کر کے اٹلی سے چلا گیا تو اپنے دل میں بڑا خوش ہوا ۰

کارتھیج کی لڑائیاں۔ اسی اثنا میں رومیوں نے اپنے دائرہ فتوحات کو وسیع کیا۔ یعنی اہلِ کارتھیج سے جزیرہ سسلی کے متعلق جھگڑا شروع کر کے اُنہوں نے یکے بعد دیگر تین لڑائیوں میں اُن کا مقابلہ کیا۔ رومیوں نے اُنہیں لڑائیوں میں سے پہلی لڑائی میں اپنا پہلا جہازی بیڑا تیار کیا۔ لڑائی میں اُنہوں نے فتح پائی اور اہلِ کارتھیج کو وہ مقبوضات چھوڑنے پڑے جو وہ جزیرہ سسلی میں رکھتے تھے۔ اس وقت یونانی ریاستوں نے بھی

اپنی باہمی لگاتار لڑائیوں میں رومیوں کی مدد ڈھونڈنا شروع کیا۔ لیکن جب تک اہل کارتھج کے ساتھ اُن کی دوسری لڑائی ختم نہ ہوئی تب تک وہ مشرق کی طرف نہ بڑھے۔ دوسری لڑائی ابتدا میں رومیوں کے حق میں مضر معلوم ہوتی تھی کیونکہ معلوم ہوتا تھا کہ فتحمند ہنیبال کے سامنے کوئی شے دم نہیں مار سکتی۔ لیکن جس قدر ابتدا میں وہ اہل کارتھج کے لئے مفید معلوم ہوتی تھی اسی قدر انجام میں رومیوں کے حق میں مفید ثابت ہوئی یعنی اہل کارتھج نے شکست فاش کھائی۔ اور یہ واقعہ اُس وقت سرزد ہُوا جبکہ فلسطین آرام کی مملکت میں شامل ہو گیا۔ ہنیبال جس کا تعاقب جا بجا کیا جا رہا تھا ایشیا کے بتونیا میں زہر کھا کر راہی ملک عدم ہُوا اس معرکہ سے پچاس برس بعد تیسری لڑائی ختم ہوئی اور کارتھج بالکل برباد ہو گیا۔ اور نتیجہ یہ ہُوا۔ کہ رومیوں کی جنگی طاقت کا ہر جگہ سکّہ جم گیا۔ اور اب دنیا کو فتح کرنے کا کام اُن کے آگے موجود تھا۔

جنگ وجدل کا ہر جگہ پھیلنا۔ اُس زمانہ کی تاریخ کے ہر صفحہ میں لڑائی۔ لڑائی۔ لڑائی کا لفظ گونج رہا ہے۔ یونان میں لڑائی ہو رہی تھی جہاں اراتس اور اُس کے پیچھے فلاپمین (اور یہ دونو ایکین لیگ کے سپہ سالار تھے) یہ جدوجہد کر رہے تھے کہ آزادی کی محبت لوگوں کے دلوں میں پیدا کر کے اپنے ملک کو پھر آزاد کریں۔ لیکن یہ جدوجہد کارگر نہ ہوئی۔ مقدونیہ میں ایک زبردست رومی فوج رہے سہے بہادر سپاہیوں کے ساتھ لڑ رہی تھی۔ اسی طرح مصر میں اور آرام میں غرضیکہ ہر جگہ جنگ وجدل کا بازار گرم تھا۔ لیکن یہ سب لڑائیاں سلامتی کے شہزادے کی بادشاہی کے قائم ہونے کا راستہ تیار کر رہی تھیں۔

رومیوں کا مشرق میں آنا۔ اہل مصر کی درخواست پر ایک رومی فوج مصر کی طرف روانہ کی گئی تاکہ انطیاکس اعظم کے برخلاف طالمی اپیفانیس کی مدد کرے۔ شروع شروع میں تو رومی ناکامیاب سے رہے مگر انجام کار کامیاب ہوئے۔ انطیاکس کو وہ تمام علاقہ جوکہ طارس کے مشرق میں واقع تھا چھوڑنا پڑا اور نیز مجبور ہونا پڑا کہ جنگ کا تمام خرچہ ادا کرے۔ لہٰذا وہ مشرق کی طرف روانہ ہُوا تاکہ رقم مطلوبہ جمع کرے۔ مگر جب اُس نے جوپیٹر کے ایک مندر کو لوٹنا شروع کیا تو شہر الیائس کے باشندوں نے اُسے قتل کر دیا اور یوں اس کی زندگی کا خاتمہ ہُوا۔

انطیاکس اپیفانیس اور فلسطین میں ایک یونانی جتھا۔ اُس کے جانشین سلیوکس فلاپیٹو کو جس کے عہد میں کوئی دلچسپ واقعہ یہودیہ میں واقع نہ ہُوا چھوڑ کر ہم اُس زمانہ میں پہنچتے ہیں جو تاریکی اور تکالیف سے پُر ہے اور وہ انطیاکس اپیفانیس کا زمانہ ہے۔ اپیفانیس جس کا ترجمہ "مشہور" ہے اپنی خصلت کی بدذاتی اور اپنے چلن کی بدی کے سبب سے مشہور تھا اس کی تخت نشینی کے وقت یروشلم میں سردار کاہن کے عہدہ پر ایک لائق شخص مسمّٰے اُنیاس سرفراز تھا۔ جب اُس کے ایک بھائی نے ۳۶۰ توڑے روپیا کاہن عہدہ کے لئے اپیفانیس کو دینے کا وعدہ کیا تو اُنیاس برطرف کیا گیا اور اُس کا بھائی اُس کے کام پر مامور ہُوا۔ اُس پر اُنیاس مصر کو چلا گیا اور وہاں شہر ہیلیاپلس میں ایک ہیکل تعمیر کر کے اُس کا سردار کاہن بن گیا۔ جو اس عہدہ کا غاصب تھا اس کا نام یشوع تھا مگر چونکہ وہ عبرانی نام پسند نہیں کرتا تھا اسلئے اُس نے اپنا نام بدل کر جیسن رکھا۔ اس وقت ایک یونانی گروہ یہودیوں کے درمیان نمودار ہوئی۔ جیسن کی ہمدردی یونانیوں کے ساتھ تھی لہٰذا اُس نے عبرانی رسوم اور مذہب کو حتے الوسع نظرانداز کرنیکی کوشش کی۔ بلکہ اُس نے ایک دفعہ اپنا سفیر شہر سُور کی طرف روانہ کیا تاکہ اُن کھیلوں میں حصّہ لے جو غیر قوموں کے دیوتا ہرکیولیز کی یاد میں منعقد ہُوا کرتی تھیں اور اُس کے مذبح پر قربانیاں چڑھائے لیکن جیسن کے ساتھ بھی اُس کے ایک بھائی نے وہی سلوک کیا جو جیسن نے خود اپنے بھائی اُنیاس سے کیا تھا۔ اس تیسرے بھائی نے مینلاس نام جو یونانی ہے اختیار کیا۔ یہ شخص جیسن سے بھی زیادہ یونانی رسم و رواج کی طرف مائل تھا +

یروشلم کی ایذائیں۔ اس وقت انطیاکس نے مصر پر فوج کشی کی اور کامیاب ہُوا اور ابھی وہ مصر ہی میں تھا کہ یہودیوں نے اُس کی موت کی افواہ سُن کر بڑی خوشی منائی۔ جب انطیاکس کو اس بات کا پتہ لگا تو وہ مصر سے روانہ ہُوا اور یروشلم میں آیا تاکہ یہودیوں کو سزا دے۔ چنانچہ اُس نے شہر کا محاصرہ کر کے اُسے اپنے قبضہ میں کر لیا اور چالیس ہزار یہودیوں کو تہ تیغ کیا اور قریباً اتنے ہی یہودیوں کو غلاموں کے طور پر فروخت کیا۔ اور یہودی مذہب کی طرف اپنی نفرت دکھانے کے لئے قدس الاقداس میں قدم رکھا اور سوختنی قربانی کے مذبح پر ایک سُور قربانی چڑھایا اور اُس کے گوشت کے شوربے کو عمارت پر چھڑکا۔ بعد ازاں مصر پر دوسری مرتبہ چڑھائی کرنے کے موقعہ پر اُس کی ٹڈبھیڑ

ایک رومی سفیر پاپی للس سے ہوئی جس نے اُسے حاکمانہ طور پر یہ حکم دیا کہ فوراً ملک سے باہر
چلا جائے انطیاکس نے جواب دینے میں تاخیر کی۔ اس پر رومی سفیر نے اُس کے چاروں
طرف ایک دائرہ کھینچا اور کہا کہ جب تک جواب نہ دو تب تک اس جگہ کو مت چھوڑو انطیاکس
نے دیکھا کہ اب بجز اطاعت اور کوئی صورت مفر کی نہیں رہی۔ پس طوعاً کرہاً حکم کی تعمیل
کی مگر اس سے قیاس کیا جا سکتا ہے کہ جب یہ مغرور بادشاہ اپنے گھر کی طرف لوٹا تو اس وقت
اُن کا مزاج راست نہ تھا۔ اس موقعہ پر اُس نے یہودیوں کی سرزنش کے لئے اپنے
سپہ سالار اپالونی اس کو روانہ یروشلم کیا۔ اور اُس نے وہاں جا کر اپنے کام کو بڑی سختی
سے انجام دیا۔ جب تک لوگ سبت کے روز اپنے عبادت خانوں میں جمع نہ ہوئے تب
تک وہ ٹھیرا رہا۔ پر جب وہاں جمع ہو گئے تو ایک ہیبتناک قتل عام کا بازار گرم ہوا۔ مرد قتل
اور عورتیں اور بچے اور غلام گرفتار کئے گئے۔ شہر اور اُس کی دیواریں ڈھائی گئیں اور اُن
کے کھنڈرات سے ایک قلعہ جس کا نام اکرا تھا ضمیر کیا گیا۔ جو لوگ بچے وہ پریشانی اور سرگردانی
کے ساتھ بھاگ گئے۔ اور تین سال تک یعنی جب تک یہودا مکابی نے ہیکل کو مخالف سے
واپس نہ لیا اور مکروہ چیزوں سے پاک نہ کیا تب تک روزانہ قربانیاں اور عیدیں بند
رہیں +

یہودی مذہب کا معرض خطر میں پڑنا۔ لیکن انطیاکس ان سختیوں سے
بھی سیر نہ ہوا سو اُس نے یہودیوں کے مذہب کی بیخکنی کی تجویزیں شروع کیں۔ چنانچہ
اُس نے یہ حکم جاری کیا کہ تمام لوگ جو میرے قلمرو میں شامل ہیں ایک ہی قسم کے دیوتاؤں
کی پرستش کیا کریں۔ اہل سامریہ نے اس حکم کی اطاعت کی اور اپنی ہیکل کو جو کوہ گرزیم
پر ایستادہ تھی یونانی جوو کی نذر کیا۔ اسی طرح یروشلم کی ہیکل کو بھی زبردستی سے اسی دیوتا
کے لئے مخصوص کیا اور جوپیٹر اولمپس کا بُت سوختنی قربانی کے مذبح پر نصب کیا۔ دو
یہودی عورتیں جنہوں نے اپنے بچوں کا ختنہ کروایا تھا گرفتار کی گئیں بچے اُن کے گلے
میں باندھے گئے اور پھر شہر کی گلی کوچوں میں گشت کروا کے اُن کو فصیل کے سب سے
اونچے حصے سے گرا دیا۔ پھر جب شراب کے دیوتا بیکس کی عید کا وقت آیا تو یہودیوں
کو مجبور کیا کہ عید میں شامل ہو کر عشق پیچاں اُٹھائیں اور عید کی نفرت انگیز رسموں میں
حصہ لیں۔ یہودی رسوم میں سے کسی رسم کو ماننا ایک جرم واجب القتل ٹھیرایا گیا غرضیکہ

نہائت سخت اور شدید طریقے اختیار کئے تاکہ یہودیوں کے مذہب کا استیصال کیا جائے۔
مکابی یا عثمانی گروہ۔ مگر باوجود اس سختی اور تعدی کے یہودیوں میں ہنوز مردانہ اور شریفانہ طبیعت کی رمق باقی تھی جوان کفر آمیز مظالم کا مقابلہ کرنے کے لئے کافی تھی۔ چنانچہ کاہنوں کے فرقہ میں سے ایک خاندان موجود تھا جو کبھی اپنے جد امجد عثمونیس کے سبب عثمانی اور کبھی مکابی کہلاتا تھا کہتے ہیں کہ یہ دوسرا نام خروج کے پندرھویں باب کی گیارھویں آئت کے الفاظ کے پہلے حروف کے ملانے سے پیدا ہوتا ہے کیونکہ یہودا نے اس آئت کو بطور ماٹو اپنے جھنڈے پر لگایا تھا۔ آئت یہ ہے "معبودوں میں اے خداوند تجھ سا کون ہے"۔ عبرانی میں یہ الفاظ آئے ہیں "می کموکا بعلیم یہودا" پس م ک ب ی سے لفظ مکابی پیدا ہوا جو بعد میں اس خاندان کا خاندانی لقب ٹھیرا اور وہ لوگ بھی جنہوں نے اس خاندان کا ساتھ دیا اسی لقب سے ملقب ہوگئے۔ متھیاس جو اس گھرانے کا سرگروہ تھا پانچ بیٹے رکھتا تھا یوحنان۔ شمعون۔ یہودا۔ الیعزر اور یوناتن یہ لوگ شہر مودین میں رہا کرتے تھے جو کہ یروشلم کی مغرب طرف میدان فلسطین میں سمندر کے کنارے واقعہ تھا جب انطیاکس کے کارندے متھیاس کے پاس آئے اور اُسے مجبور کرنے لگے کہ غیر قوموں کی عبادت میں شریک ہوئے تو اُس نے صاف صاف انکار کیا اور کہا کہ میں اپنے خدا سے بیوفائی نہ کرونگا۔ اور جب اُس نے ایک یہودی کو دیکھا کہ بیدینوں کے مذبح کے پاس جاکر دیوتاؤں کو قربانی چڑھانے لگا ہے تو قدیم زمانہ کے فنحاس کی طرح جوش سے بھر کر اُس پر جاگرا اور اُس کا کام تمام کر دیا۔ اس کے بعد اپنے خاندان اور اپنے ہم خیال لوگوں کو جمع کر کے یہودیہ کے پہاڑوں کی اُن غاروں اور قلعوں میں پناہ گذیں ہوا جہاں داؤد نے ہزار برس پہلے اپنے تئیں چھپایا تھا۔ اور وہاں پہنچکر انطیاکس اور دیگر دشمنوں کے مقابلہ کا بیڑا اُٹھایا۔ اُس کے پیرؤں کا ایک جتھا جس کا شمار ہزار سے کم نہ ہوگا ایک غار میں چھپا ہوا تھا کہ آرامی فوج کے ایک دستہ نے سبت کے روز اُس پر حملہ کیا۔ مگر اُنھوں نے سبت کے دن اُن کا مقابلہ کرنا مناسب نہ سمجھا لہٰذا سب مرد اور عورت اور بچے مارے گئے۔ پھر سن کر متھیاس اور اُس کے رفیقوں نے ایک مجلس فراہم کی اور بڑی غور و فکر کے بعد اس نتیجہ پر متفق ہوئے کہ سبت کے روز ایسے حملوں کا مقابلہ کرنا ناجائز نہیں۔

شہید۔ اس زمانہ کی ایذاؤں میں الیعزر اور ایک عورت اور اُس کے سات بیٹوں کا شہید ہونا نہائت مشہور اور رقت انگیز واقعہ ہے۔ الیعزر ایک بزرگ فقیہ تھا۔

جس کی عمر نوّے برس کی تھی۔ اُسے حکم دیا گیا کہ سؤر کا گوشت کھائے مگر اُس نے انکار کیا اور تکلیف اور موت کو گوارا کیا۔ اسی طرح ایک عورت اور اُس کے بیٹوں کو حکم ہُوا کہ سؤر کا گوشت کھائیں۔ لیکن لڑکوں میں سے ایک نے جواب دیا کہ مجھے مرنا منظور ہے پر یہ گوشت کھانا منظور نہیں۔ اس پر اُس کی زبان کاٹی گئی اور ہاتھ پاؤں کی انگلیاں قطع کی گئیں اور وہ ایک جلتے ہوئے کڑاہے میں ڈالا گیا اُس کی ماں اور اُس کے بھائی اس نظارۂ جانگاہ کو دیکھ رہے تھے اور پاس کھڑے آپس میں ایک دوسرے کو دلاسہ دیتے اور ہمّت بڑھاتے تھے کہ دیکھنا ایمان اور وفا ہاتھ سے نہ جائے۔ ان شریف بھائیوں میں سے ایک ایک یکے بعد دیگرے پہلے بھائی کی طرح موت کا شکار ہُوا ماں جس کی ہمّت مردانہ کو کوئی طاقت مغلوب نہیں کر سکتی تھی۔ بار بار اپنے کلیجہ کے ٹکڑوں کو نصیحت کرتی اور کہتی تھی میرے بچّو بزدلی سے موت کا سامنا نہ کرنا اور دنیاوی عزّت اور دولت کے وعدے جو اس شرط پر کئے جاتے ہیں کہ تم بادشاہ کا حکم مانو ہرگز قبول نہ کرنا۔ سب کے بعد ماں نے تاج شہادت سے اپنے سر کو آراستہ کیا۔

یہودا مکابی کی فتح۔ لیکن ان محبّان وطن کی فوج مکابیوں کے ماتحت رفتہ رفتہ ترقی کرتی گئی۔ مگر اُن کا مُعمّر سپہ سالار متھیاس تھوڑے عرصے بعد جاں بحق ہُوا۔ لیکن اُس کا بیٹا یہودا ہر طرح اُس کا جانشین ہونے کے قابل تھا۔ آزادی کی جنگ کا قصّہ یہودی تاریخ کا ایک نہایت دلچسپ باب ہے مگر جگہ کی قلت رخصت نہیں دیتی کہ ہم اُس کا مفصّل تذکرہ تحریر کریں سو ہم اُس کا حال بہت مختصر طور پر رقم کرتے ہیں۔ آرامی مقدونیوں نے تین بڑی بڑی لڑائیاں ان یہودیوں سے کیں جنہوں نے حبّ الوطنی پر جان نثار کر رکھی تھی۔ ان میں سے ایک میں انطیاکس خود موجود اور منتظم تھا۔ لیکن جب وہ اپنے مخالفوں کو طرح طرح کی دھمکیاں دیکر اور خونریزی کی خبریں سُنا کر ڈرا رہا تھا عین اُسی وقت اُس مرض میں مبتلا ہو کر قبر میں جا سویا جس نے کچھ عرصہ بعد ہیرودیس کا کام تمام کیا۔ پھر جب ملک آرام میں خانہ جنگی کا ہنگامہ سرگرم ہُوا تو یہودیوں سے صلح کی۔ یہودا مکابی فلسطین کا حاکم بنا۔ اور گو بعد میں نئی خرابیاں اور تکلیفیں رونما ہوئیں تاہم یہ سمجھنا چاہیئے کہ گویا اس وقت سے یہودی تاریخ میں ایک نیا زمانہ شروع ہُوا۔

پانچویں فصل

فلسطین مکابیوں کے ماتحت

قبل از مسیح ۱۶۵ سے ۶۳ تک

جنگ وجدل۔ رومیوں سے اپیل۔ پاپیے فلسطین میں۔ فلسطین روم کا باجگذار۔ مذہب کی حالت فریسی اور صدوقی +

جنگ وجدل ۔جب یہودا مکابی کے ہاتھ میں عنان حکومت آئی تو ہیکل پھر پاک اور مخصوص کی گئی اور قدیم طرز عبادت جاری ہُوا۔ لیکن یہودا کو مہلت نہ ملی کہ اپنی اصلاحوں کو امن کے ساتھ انجام دے۔ چنانچہ آرامیوں نے پھر اُس پر حملہ کیا اور گو وہ بار بار فتحمند ہُوا تاہم آخرکار اپنا زور کھونے لگا۔ سو اُس نے رومیوں سے امداد کی استدعا کی۔ لیکن قبل اس کے کہ مدد آئے وہ ایک لڑائی میں جان بحق ہُوا۔ اور حکمرانی کا بوجھ اُس کے بھائی یوناتن کے کندھوں پر گرا یوناتن اُن فتنہ پردازیوں اور سازشوں کے سبب جو آرامی تخت کیلئے ہو رہی تھیں بہت درجہ تک اس قابل تھا کہ اُس کا اختیار مانا جائے۔ پس وہ یہودیہ کا حاکم تسلیم کیا گیا۔ مگر تھوڑی دیر کے بعد دشمنوں نے فریب سے اُس کو بھی مار ڈالا +

رومیوں سے اپیل ۔ اُس کے بعد اُس کا بھائی شمعون اُس کا جانشین ہُوا۔ اور اُس نے اپنے برادر یہودا کی طرح رومیوں سے مدد کی التجا کی اور رومیوں کی بہتری کو مدّنظر رکھنے کے سبب سے بڑی قدرت حاصل کی۔ بادشاہی عہدہ اُس کے خاندان میں موروثی بن گیا اور اُس کے بعد اُس کا بیٹا جان ہرکے نس اُس کا جانشین ہُوا۔ اس وقت فریسیوں اور صدوقیوں کے درمیان آتش حسد و عناد کے شعلے بلند ہو رہے تھے۔ ہرکے نس پہلے فریسیوں کی طرف تھا۔ مگر پھر صدوقیوں کی طرف ہو گیا جھگڑا اور فساد پھر شروع ہُوا۔ اور آخرکار وہ مکابی

ہمسر شہزادے ہراکے نس اور ارسطابولس جو جان ہراکے نس کے پوتے تھے شاہی عہدہ کے لئے آپس میں لڑنے لگے اور یہودیہ میں خانہ جنگی چمک اُٹھی ۔

پاپمے فلسطین میں اور فلسطین رُوم کا باجگذار۔ اسی اثنا میں رومیوں نے پاپمے کی سرکردگی میں اپنا فتح نشان جھنڈا ملک آرام میں جا گاڑا اور ہراکے نس اور ارسطابولس دونوں نے اپنے اپنے دعاوی اُس کے سامنے رکھے کہ وہ اُن کا فیصلہ کرے۔ اُس نے ہراکے نس کے دعووں کو ترجیح دی۔ اس پر ارسطابولس نے کوشش کی کہ یروشلم کو پاپمے کے ہاتھ سے چھڑائے مگر اُس کی کوشش عبث تھی۔ تین مہینے کے محاصرہ کے بعد شہر اور ہیکل رومیوں کے قبضے میں آئے۔ پاپمے بڑی گستاخی سے قدس الاقداس میں جا گھسا اور یوں یہودیوں کے غصّہ اور دلشکنی کا باعث ہوا۔ یہودی کہتے ہیں کہ اسی وقت سے اُس کی یاوری قسمت نے پلٹا کھایا اور زوال نے راہ پایا۔ اُس نے یہودیہ کی حکومت ہراکے نس کے حوالہ کی مگر تاج پوشی کی اجازت نہ دی۔ سالانہ خراج مقرر کیا کہ روم کو ادا کیا جائے۔ ارسطابولس اور بعض اور اشخاص کو اسیر کر کے روم پہنچایا ۔

مذہب کی حالت۔ فریسی اور صدوقی۔ یہ ممکن نہیں کہ ہم اُن تمام محاصروں اور لڑائیوں اور خونریزیوں اور قتلہائے عام کا بالتفصیل ذکر کریں جنہوں نے تاریخ کے اس زمانہ کو اپنے لہو سے خون آلود کیا اس وقت یہودیوں کے مذہب پر بھی بہت بڑا اثر پڑا ہوگا اور شاید مذہب نے فریسیوں اور صدوقیوں کی باہمی لڑائیوں سے اسی قدر نقصان اُٹھایا ہوگا جس قدر دیگر اسباب سے۔ یہ ٹھیک معلوم نہیں کہ آیا صدوقی اس وقت بھی ان بے دین تعلیمات کے پابند تھے جو اُنہوں نے بعد میں اختیار کیں۔ یا اس وقت اُن کے معتقد نہ تھے۔ پہلے پہل تو اُن کے فرقہ کی بڑی خاصیت یہ تھی کہ وہ اُن روایات کی مخالفت کیا کرتے تھے جن کی تائید فریسی بڑے زور شور سے کیا کرتے تھے۔ مگر فریسی بالعموم شمار میں زیادہ اور طاقت میں بڑھ کر ہوتے تھے۔ سچی دینداری اس وقت شاید کسی کسی جگہ پائی جاتی ہوگی۔ جس طرح پہاڑوں کی خوبصورت پتیاں سایہ دار کونوں اور تنہا وادیوں میں پائی جاتی ہیں۔ مگر اُن میں جو جھگڑا کرنے والی جماعتوں کے پیشوا ہوتے تھے یا دیگر اعلےٰ درجے کے مراتب پر مامور ہوتے تھے اُس کا نام و نشان تک بھی نہ تھا۔ شاران کے گلاب اور وادی کے سوسن کو زیادہ خاموش اور تنہا جگہیں

میں تلاش کرنا چاہیئے ✣

روم کی حالت - جولیس قیصر کا برپا ہونا - پارتھی - ہرائے لس - انتی پاتر - ہیرودیس کا برپا ہونا - مارک انتنی اور کلیو پاترا - ہیرودیس کی خونریزیاں اور ظلم - اُس کے کام - ہیکل کی تعمیر اس تعمیر میں جو وقت لگا - خانگی تکالیف و جرائم ✣

رُوم کی حالت - اس وقت یہود یہ کے حقیقی مالک رومی تھے - پس مناسب ہے کہ ہم تھوڑی دیر کے لئے اس بات پر غور کریں کہ جس وقت سے اُنہوں نے مشرقی امور میں دست اندازی شروع کی اُسوقت سے لیکر اس زمانہ تک اُن کے اسلاح جنگ اور شاہی حکم نے کیسی ترقی کی - یہ لوگ اپنی تاریخ کے ابتدائی زمانہ میں اپنی خصلت کی سادگی کے سبب سے مشہور تھے - لیکن جب اُنہوں نے کارتھج اور مقدونیہ اور یونان اور ارام کو فتح کرایا - تو اُن میں عیاشی اور اخلاق کی خرابی پھیلنے لگی - لہذا اُن کی تاریخ کے مابعد کے زمانہ میں اُن کے حالات کی جو مختلف تصاویر سامنے آتی ہیں اُن میں کوئی دلکش بات نظر نہیں آتی - ہم دیکھتے ہیں کہ شمالی قومیں پھر اُن پر حملہ کرنے کی تیاری کر رہی ہیں اور اُن کے جنگل سے اُنہیں میریس کی جنگی لیاقت چھڑاتی ہے نیز ہم دیکھتے ہیں کہ عام لوگوں اور امیروں میں جو دشمنی پائی جاتی تھی وہ پھر پھوٹ نکلی ہے - اور خانہ جنگی کے وسیلے ظاہر ہو رہی ہے جس میں میریس اور سنا ایک طرف ہیں اور سلاّ دوسری طرف ہے - ہر فریق یکے بعد دیگرے روم پر قبضہ کرتا ہے اور اپنے دشمنوں کو اس قدر تہ تیغ کرتا ہے کہ خونریزی کی خبر کو ماننا دشوار معلوم ہوتا ہے - کہتے ہیں کہ اکیلے سلاّ نے ایک لاکھ رومی باشندوں اور نوّے سنیٹروں اور دو ہزار چھ سو بہادروں کو جو نائٹ کے خطاب سے ممتاز تھے جان سے

مارڈالا۔ انہیں دنوں میں ہم نوجوان وکیل مرقس ٹولیس سسرو کی وہ آواز سنتے ہیں جو اس نے بڑی دلیری سے سلا کے مظلوموں میں سے ایک ستم رسیدہ کے بیٹے کی محافظت اور بچاؤ کے لئے بلند کی حالانکہ دیگر وکیل اس کی مدد کرنے سے انکار کر گئے تھے۔ اور اس کے طرز تقریر سے اس عجیب فصاحت کا پتہ ملتا ہے جو بعد میں اسے نصیب ہوئی۔ اور نیز اس وقت ایک اعلےٰ قسم کی اخلاقی دلیری کے آثار نمایاں ہوتے ہیں مگر بعد میں یہ دلیری اس پایہ پر نہ رہی علاوہ بریں ہم دیکھتے ہیں کہ رومی فوج کے دستے ایشیا کی طرف جا رہے ہیں تاکہ پنطس کے بادشاہ متھرادائیٹز کے ساتھ معرکۂ جنگ شروع کریں جس نے بعض بعض رومی صوبجات پر قابض آکر یہ کہنا شروع کر دیا تھا کہ میں رومیوں کو برّاعظم ایشیا سے نکال دونگا۔ اور ہم دیکھتے ہیں کہ کئی لڑائیوں کے بعد جن میں سے ایک میں سلا کا رہے نمایاں کو انجام دیتا ہے یہ جنگ آخر کار پامپے کے ماتحت جو اس وقت معراج عروج پر پہنچ رہا تھا ختم ہوتی اور متھرادائیٹز خودکشی میں پناہ ڈھونڈتا ہے پھر ہم دیکھتے ہیں کہ روم کو مراجعت کرنے سے پہلے پامپے یروشلم کی طرف جاتا ہے اور فلسطین کے معاملات کا تصفیہ کرتا ہے۔ ہرکانس کو بحال اور قدس الاقداس کو ناپاک کرتا ہے۔ (قبل از مسیح ۶۲)

جولیس قیصر کا برپا ہونا۔ جب ہم پھر روم کو لوٹ آتے ہیں تو ہم دیکھتے ہیں کہ کیٹلی لائن کی خوفناک سازش کے سبب شہر بڑی پریشانی کی حالت میں ہو رہا ہے وہ سازش یہ تھی کہ وہ شہر کے ان باشندوں کو اکسانا چاہتا تھا جن کے برخلاف سسرو اپنی فصاحت کی طاقتوں کو کام میں لا رہا تھا۔ اس وقت ہم پبلک زندگی کے سٹیج پر ایک نوجوان رئیس کو جس کا نام جولیس قیصر ہے سب سے زیادہ سرکشیدہ دیکھتے ہیں۔ یہ نوجوان سنا کا داماد تھا۔ پہلے وہ عیاشی اور بانکپن کا دلدادہ تھا۔ مگر تاہم کئی باریک بینوں نے تاڑ لیا تھا کہ وہ اکیلا کئی میریس کے برابر ہے اور اسی طرح اس میں ایک چھپی ہوئی خصلت کو مشاہدہ کر کے تسلیم کر لیا تھا کہ وہ خصلت نہایت مضبوط ہے تھوڑی دیر کے بعد ہم دیکھتے ہیں کہ یہی جولیس قیصر پامپے اور کراسس کے ساتھ پہلی ٹری ام وریٹ یعنی تین شخصوں کی حکومت مشترکہ میں شامل ہو کر روم کی وسیع سلطنت کا حصہ دار ہو گیا ہے۔ اس کے بعد ٹرائی ام وریٹ ٹوٹ جاتی ہے اول اسلئے کہ کراسس پارتھیوں کے ساتھ لڑتا ہوا مارا جاتا ہے اور دوسرے اسلئے کہ قیصر اور پامپے میں تنازع ہوتا ہے۔ ان کی فوجیں تھسلی کے فارسلیا میں مصروف جنگ ہوتی ہیں

پامپے شکست کھاتا ہے اور جولیس قیصر تمام رومی سلطنت پر قبضہ کر لیتا ہے ؛

یہودیہ میں خانہ جنگی۔ یہودیہ کو فتح کرنے کے بعد رومیوں نے اس پر سالانہ خراج لگا دیا اور یہ اجازت دیدی کہ مکابی ملک کے قدیم قوانین اور رسوم کے مطابق ملک کا نظم و نسق کیا کریں۔ لیکن مکابی خاندان کے دو ہمسر شہزادوں ہرکانس اور ارسطا بولس کے درمیان بڑا جھگڑا اور کشت و خون برپا ہوا۔ پامپے نے ہرکانس کو سردار کاہن کے عہدے پر سرفراز کیا اور اُس کے بھائی ارسطا بولس کو اسیر کر کے اپنے ساتھ لیا تاکہ روم جاکر اس اسیر سے اپنی فتحمندی کی رونق دوبالا کرے۔ لیکن ارسطا بولس کچھ جوڑ توڑ کر اسیری سے نکل آیا اور آتے ہی خانہ جنگی کو یہودیہ میں پھر تازہ کرنے لگا۔ اس کے بعد اُس کے بیٹے سکندر نے لڑائی کو جاری رکھا۔ لیکن اُس نے بڑی خونریزی کے بعد انجام کار اسدرلان کے میدان میں جو فلسطین کی پرانی جنگ گاہ ہے کوہ بتور کے پاس شکست فاش کھائی ؛

پارتھی۔ رومی سلطنت کی اس تقسیم کے مطابق جو تین اعلےٰ حکام قیصر پامپے اور کراسس کے درمیان کی گئی تھی ملک آرام کراسس کے حصہ میں آیا تھا۔ لیکن کراسس نے پارتھیوں کے ہاتھ سے مقام کارہی (حاران) واقع ملک مسوپتامیہ کے قریب شکست کھا کر اپنی جان اور نام دونو چیزیں کھو دیں۔ یہ وہی جگہ ہے جہاں ابراہیم اُر چھوڑنے کے بعد مقیم ہوا۔ قوم پارتھی بڑے نامی اور زبردست قوم تھی۔ پہلے تو ان لوگوں کا ملک فارسی سلطنت کا ایک صوبہ تھا جو کہ بحیرہ کسپین کے نزدیک واقع تھا۔ لیکن ۲۵۰ قبل از مسیح اُنہوں نے بادشاہ آرسیسز کے ماتحت اپنی بادشاہت قائم کی۔ اور جب آرامی سلطنت تنزل پذیر ہو رہی تھی اُس وقت اُنہوں نے کئی ممالک کو جو پہلے فارس اور مقدونیہ سے علاقہ رکھتے تھے تاخت و تاراج کیا۔ اِن میں کئی ایسے ممالک بھی شامل تھے جہاں یہودی پھیلے ہوئے تھے۔ پر آخر کار یہ لوگ رومیوں کے مطیع ہو گئے ؛

ہرکانس اور انیتپاتر۔ کراسس کی وفات کے بعد کیسیس آرام کا نظم و نسق کرتا رہا۔ یہ شخص ایک بُرا رومی منتظم تھا۔ لیکن قیصر اور پامپے کے درمیان جو فساد برپا ہوا اُس کے سبب سے بڑی ابتری اور بے ترتیبی وجود میں آئی۔ جب پامپے مصر میں مارا گیا۔ تو قیصر تمام سلطنت کا وارث بن گیا۔ اور اُس نے یہ انتظام کیا کہ پہلے ہرکانس اور پھر اُس کے بعد اُس کا گھرانا یروشلم پر حکومت کرے۔ اور اُس نے انیتپاتر کو جو کہ دومی الاصل

تھا اور اُن کے بہت کام آتا تھا ہرکانس کے ماتحت یہودیہ کا پروکیوریٹر (رومی صوبہ کا حاکم) بنادیا
انیتپاتر کے دونو بیٹے فیسلس اور ہیرودیس (جو بعد میں ہیرودیس اعظم کے نام سے مشہور
ہُوا) یہودیہ اور گلیل کے حاکم مقرر ہوئے۔ مگر انتیپاتر اپنے عہدے کا حظ اُٹھانے نہ پایا
کیونکہ دوسرے ہی سال مخالفوں نے اُسے زہر دیکر ختم کردیا۔ تین سال کے بعد اُس کا خیر خواہ
قیصر بھی شہر روم کے اندر سینٹ میں قتل کیا گیا ❖

ہیرودیس کا عروج ۔ اس کے بعد جب سلطنت دوسرے تین حکام آکٹے وی اس
انتنی اور لیپی ڈس کے درمیان تقسیم ہوئی تو آرام اور مشرقی ممالک انتنی کے حصّہ میں آئے
انتنی ہیرودیس کا خیر خواہ تھا اور اُس کی دوستی کے باعث ہیرودیس کو اپنی حریص تجاویز
کو پورا کرنے کے لئے بڑا موقع ملا۔ ہیرودیس کا بڑا بھائی قید خانہ میں خودکشی کرکے مرچکا
تھا۔ اور اُنہیں ایّام میں ہیرودیس نے ہرکانس کی پوتی مریمنی کے ساتھ شادی کی جو نہایت
ہی خوبصورت عورت تھی۔ اور یوں اُس نے مکابی خاندان کی ایک شاخ کی ہمدردی اپنے
ساتھ پیدا کرتی تھی لیکن ارسٹابولس کے بیٹے انٹی گانس نے تازہ فساد شروع کیا اور
کچھ عرصہ کے لئے کامیاب ہوکر ہرکانس کے کان کٹواڈالے تاکہ وہ ناقص الاعضا ہوکر
سردار کاہن کے عہدے کے لائق نہ رہے اور ہیرودیس کو اس قدر رگیدا کہ وہ مجبور ہُوا کہ قلعہ
مسدہ میں جو بحیرہ مردار پر واقع تھا پناہ گزیں ہو۔ جس وقت ملک کی یہ حالت ہو رہی تھی اس
وقت ہیرودیس روم کو گیا اور وہاں انتنی کے روبرو فلسطین کی خرابیوں کی ایسی تصویر
کھینچی کہ اُسے اور سینٹ کو قائل کردیا کہ صرف ہیرودیس ہی اکیلا ہوکر بے ترتیبی کو رفع کرسکتا
ہے پس وہاں سے بادشاہی کا عہدہ اور خطاب حاصل کیا۔ انتی گانس مارا گیا اور یوں
عثمانی شہزادوں کی حکومت ہمیشہ کے لئے خاتمہ کو پہنچی ❖

مارک انتنی اور کلیوپاترا ۔ کچھ سال کے لئے انتنی سلطنت کے مشرقی حصّہ کا مختار
کل بنا رہا۔ سب تاریخ دان خوب جانتے ہیں کہ اُس نے کس طرح کلیوپاترا کی صحبت میں اپنے
تئیں بدکاری کے حوالہ کیا۔ کلیوپاترا مصر کی ایک ملکہ تھی جو اپنے حسن بے مثال اور ٹیڑھی
چال کے لئے نہائت مشہور تھی۔ پہلے مصر میں اور پھر انطاکیہ اور یروشلم میں اور پھر اور
اور جگہوں میں کھلم کھُلا اس بدچلنی کا بازار گرم رہا۔ ہم رومی سلطنت کی قبیح بداخلاقی کو
اُس وقت محسوس کرتے ہیں جبکہ یہ دیکھتے ہیں کہ اُس کے اعلےٰ اعلےٰ درجہ کے لوگ خاندان

نہائت پاک رشتوں کے متبرک فرائض آن کی آن میں پامال کر ڈالتے ہیں اور برملا طور دوسروں کی بیویوں کے ساتھ خراب زندگی بسر کرنے کو عار نہیں جانتے بلکہ اپنی جوروؤں کو طلاق دیکر اپنے تئیں اُن کے بار فرائض سے سبکدوش کرتے ہیں۔ تاکہ اپنی شہوت نئے تعلقات سے پوری کرے آخرکار انتنی اور اکٹے وی اس کے درمیان جنگ شروع ہوئی جس کا خاتمہ اس لڑائی سے ہوا جو ایکٹیم واقع ایپرس پر وارد ہوئی جہاں انتنی نے شکست فاش کھائی ایک سال بعد کلیوپاترا نے مصر میں خودکشی کی اور فرعونوں اور طالمیوں کی پُرانی سلطنت آخرکار ایک رومی صوبہ بن گئی۔ آکٹے وی اس جواب قیصر اگستس کہلاتا ہے رومی سلطنت کا شہنشاہ تھا +

ہیرودیس کی خونریزیاں اور ظلم۔ لیکن اسی اثنا میں ہیرودیس جو مکاری اور ہشیاری اور ظلم میں بے نظیر تھا اس بات میں لگا ہُوا تھا کہ ملک یہودیہ میں اپنی طاقت کو مضبوط کرے اور زیادہ زیادہ پھیلائے۔ مگر اُسے ہمیشہ یہ ڈر لگا رہتا تھا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ کوئی عشمانی خاندان کا شریک پھر برپا ہو اور مجھے تنگ کرے لہذا اُس نے آہستہ آہستہ اس خاندان کے سب لوگوں کو جو اُس کے داؤں چڑھے ملک عدم کو روانہ کیا۔ ان میں سے ایک اس کی بیوی کا بھائی ارسٹابوکس تھا یہ شخص اس وقت بالکل جوان اور دیکھنے میں شکیل اور ملنے جلنے میں نہائت خلیق تھا۔ ہیرودیس نے اس کو سردار کاہن کے عہدہ پر مامور کیا تھا۔ پر جب وہ یہودیوں کے درمیان اپنی خوش خلقی کے سبب مشہور ہو گیا اور لوگ اُسے پسند کرنے لگے تو ہیرودیس نے اُس کو شہر یریحو میں اپنے مکان پر بلایا اور مچھلیوں کے حوض میں نہانے کی یہ کہہ کر ترغیب دی کہ یہ بھی ایک شغل ہی سہی۔ پر جب وہ حوض میں اتر پڑا تو ہیرودیس کے مصاحبوں میں سے ایک نے اُسے غوطہ دیا اور اُس کا سر پانی میں دبا رکھا جب تک کہ اُس کا دم بند نہ ہُوا۔ اس کے بعد کہن سال ہرکانس کی باری آئی۔ یہ بدنصیب شہزادہ جب سے اُس کے کان کاٹے گئے تھے پارتھیوں کی محافظت میں رہتا تھا لیکن ہیرودیس نے پیچھے پڑ کر اُسے یروشلم بلوا لیا۔ اور پھر اُس پر جھوٹا الزام لگا کر اُس کو جان سے مروا ڈالا۔ اُس وقت ہرکانس کی عمر اسّی سال کی تھی۔ مریمنی نے جب اپنے عزیزوں کی ان خونریزیوں کو دیکھا تو اُس کا دل ہیرودیس کی طرف سے پھر گیا۔ لیکن وہ بھی اُس کی تشنگی طبیعت سے نہ بچی چنانچہ اس شبہ کے سبب کہ وہ اُس کے برخلاف سازش

کر رہی ہے اُس نے حکم دیا کہ وہ جان سے ماری جائے حالانکہ وہ اُس کے عشق میں چور چور ہو رہا۔ اُس کی وفات کے بعد وہ سخت ندامت میں گرفتار ہوا اور قریباً مخبوط الحواس سا ہو گیا اور اُس کی طبیعت آگے سے بھی زیادہ ظالم اور شکی اور منتقم بن گئی اور رنگی اور خونی واقعات نے اس کی حکومت کی تاریخ کو خون آلود کیا ✣

اُس کے پبلک کام۔ یہودی کبھی ہیرودیس کے ساتھ صدق دلی سے پیش نہیں آتے تھے کیونکہ وہ قوم کا ادومی تھا اور اب اور بھی زیادہ اُس کے ساتھ مخالفت کرنے لگ گئے تھے سو اُس نے اس بات کو ضروری سمجھا کہ کچھ نہ کچھ کرنا چاہیے جس سے اُن کے دل میں میری محبت پیدا ہو۔ لہٰذا وہ اپنے ملک کو بڑی بڑی چیزوں سے زینت دینے لگا۔ چنانچہ اس نے یروشلم میں تماشہ گاہیں اور منظر گاہیں تیار کیں تاکہ لوگ وہاں جا کر اپنے دلوں کو بہلایا کریں اور پھر سمرون کو جو مدتوں سے مسمار ہو رہا تھا از سر نو تعمیر کیا اور یونانی لفظ سیبستاس پر جو اگستس کا ہم معنی ہے اُسے سیبستی نام دیا۔ اور ایک عالیشان محل اپنے لئے کوہ صیہون پر بنا لیا۔ ایک اور کام جو اُس نے شروع کیا یہ تھا کہ یافہ اور کرمل کے درمیان ایک بندرگاہ جس کا نام قیصریہ رکھا تعمیر کیا۔ جب روم کی طاقت۔ فلسطین میں قائم ہو گئی تو اس جگہ کو بڑا عروج حاصل ہوا حتیٰ کہ آخر کار پایہ تخت بن گئی یہ غور طلب بات ہے کہ ان شہروں میں سے جو فلسطین کے دار الخلافے بنے۔ مثلاً حبرون۔ یروشلم۔ جبعہ۔ سکم۔ سمرون ترضہ۔ یزرعیل اور محنائم وغیرہ کوئی بھی بندرگاہ نہ تھا۔ یہودی سمندر کو پسند نہیں کرتے تھے کیونکہ وہ اُن سے خطرناک شے سمجھتے اور فساد اور تکلیفات کی علامت جانتے تھے۔ چنانچہ وہ اسی طرح بائبل میں شروع سے لیکر مکاشفات کی اُس رویا تک جہاں لکھا ہے (وہاں سمندر نہ تھا) بار بار اسی صورت میں ظاہر کیا گیا ہے ✣

ہیکل کو سر نو تعمیر کرنا۔ لیکن ہیرودیس سے بڑے بڑے کاموں سے سب سے بڑا کام یہ تھا کہ اُس نے یروشلم کی ہیکل کو از سر نو تعمیر کروایا اور یہ کام اس نے اس وقت شروع کیا جبکہ اگستس نے ان شکایتوں کو سُن کر جو ہیرودیس کے ظلم و تطاول کے برخلاف اُسکے سامنے پیش کی گئی تھیں ہیرودیس کے موافق فیصلہ کیا۔ ہیرودیس نے پنیاس میں جو کہ یردن کے منبع کے قریب واقع تھا اگستس کے نام و عزت کے لئے سفید سنگ مرمر کی ایک ہیکل بنائی تا کہ اُس کے فیصلہ کی یادگار رہے۔ لیکن اس فعل سے اور دیگر بددینی کی باتوں سے یہودیوں

کے دلوں میں بڑی کدورت پیدا ہوئی ÷

لہٰذا یروشلم میں قومی ہیکل کا تعمیر کرنا گو با حکمت عملی کا ایک فعل تھا دوسری ہیکل کو بنے ہوئے قریباً پانسو برس گذر چکے تھے سو وہ زمانہ کی معمولی دست برد کے سبب سے اور نیز اُن نقصانات کی وجہ سے جو اُس نے یروشلم کے کئی محاصروں اور لڑائیوں کی اثنا میں اُٹھائے تھے خستہ سی ہو گئی تھی سو اسباب کی ضرورت محسوس ہونے لگ گئی تھی کہ وہ پھر بنائی جائے ÷ ہیکل کے تعمیر کرنے میں جو وقت لگا ۔ یہودی ڈرتے تھے کہ اگر ہیرودیس نے نئی ہیکل کے بنانے سے پہلے موجودہ ہیکل کو گرا دیا تو ممکن ہے کہ کوئی ایسی بات برپا ہو جو تعمیر کے کام کو روک دے اور ہمارا شہر اپنے اعلےٰ درجہ کے جلال اور فخر سے محروم ہو جائے ۔ اس لئے یہ تجویز ہوئی کہ پُرانی ہیکل کے گرانے سے پہلے ہر طرح کا مصالحہ جو نئی کے واسطے درکار تھا تیار کیا جائے ۔ پس ایک ہزار گاڑیاں فقط پتھر اور لکڑی ڈھونے میں لگائی گئیں اور دس ہزار کاریگر لگائے گئے تاکہ عمارت کے لئے مصالحہ تیار کریں اور ایک ہزار کاہن جو فن تعمیر میں مہارت رکھتے تھے کام کی نگرانی کے واسطے مقرر کئے گئے دس سال کے عرصہ میں عمارت فقط اس قدر تیار ہوئی کہ مخصوص کی جائے اور اُس میں عبادت جاری ہو لیکن اس کے بعد کئی سال تک بہت سے لوگ بیرونی کام میں لگے رہے اور یوں یہودیوں کا یہ قول درست معلوم ہوتا ہے کہ چھیالیس سال تک یہ ہیکل بنتی رہی ہے چونکہ لوگ اس کو نئی عمارت نہیں سمجھتے تھے بلکہ یہ سمجھتے تھے کہ پُرانی ہیکل بحال کی گئی ہے لہٰذا اس کو دوسری ہیکل ہی کہتے رہے ایسے ایسے بڑے بڑے کاموں کے وسیلے ۔ نیز اس جانفشانی کی وجہ سے جو اُس نے یروشلم کو آراستہ کرنے اور تمام ملک کو ترقی دینے میں دکھائی ہیرودیس نے بہت کچھ اُس نفرت کو کم کر دیا جس سے لوگ اُس کی طرف دیکھتے اگر وہ ایسے ایسے کاموں کو انجام نہ دیتا ÷

مزید خانگی تکالیف و جرائم ۔ لیکن ہیرودیس کی خانگی تکالیف و جرم ابھی ختم نہیں ہوئے اُس کی بی بی مریمنی سے دو بیٹے اسکندر اور ارستابولس پیدا ہوئے تھے جن کو وہ اپنا جانشین بنانا چاہتا تھا ۔ اُسنے اُنہیں روم بھیجکر اگستس کے دربار تک پہنچایا اور معلوم ہوتا تھا کہ وہ رفتہ رفتہ عزت اور طاقت کے زینہ پر بخوبی چڑھ رہے ہیں لیکن شبہات کا شیطانی خیال پھر ہیرودیس کے دل میں جاگ اُٹھا اور علاوہ بریں ایسے لوگوں نے اُسے گمراہ کر رکھا تھا

جو اپنی منفعت کے لئے ہمیشہ اُسے یہ کہہ کر بہکانے کی کوشش کرتے رہتے تھے کہ لوگ آپ کے تاج اور جان کے درپے ہیں اور آپ کے برخلاف سازشیں گانٹھ رہے ہیں آخرکار اُس کے بیٹے بھی اپنی ماں کی طرح اُس کی بے بنیاد شکوک اور ظلم وستم کا شکار ہوئے اور اُس کے حکم کے مطابق شہر سی بے سٹے میں قتل کئے گئے۔ اسی طرح کے اور لوگ وقت بوقت اُس کے حکم سے جان بحق ہوئے کیونکہ وہ اُن کی نسبت بھی یہی شک کرتا تھا کہ وہ میرے برخلاف منصوبے باندھ رہے ہیں۔ ایک دفعہ اُسنے بہت سے فریسیوں کو قتل کروایا یہ تمام خونی اور غصہ آور افعال مسیح کی پیدائش صرف ایک یا دو سال پہلے وقوع میں آئے اور اُن سے اُس شک کا حال بخوبی کھل جاتا ہے جس نے اُس کو آمادہ کیا کہ بیت اللحم کے تمام بچوں کو مروانے کا حکم دے تاکہ اُس ہمسر کا کام تمام ہو جس کے پیدا ہونے کی خبر اُس کیلئے سخت تکلیف کا باعث ہوئی تھی ❊

ساتویں فصل

وہ یہودی جو ادھر اُدھر پھیلے ہوئے تھے

اُن ممالک میں جہاں اسیر ہو کر گئے۔ اور مشرقی ممالک میں۔ افریقہ میں۔ روم میں۔ مذہبی حالت۔ ربیوں کا انتظام ہلل اور شمع۔ مسیح سے مقابلہ۔ فرقے فریسی اور صدوقی۔ فرقہ اسین ❊

اب ہم اس بات پر غور کرینگے۔ کہ ہمارے خداوند کے پیدا ہونے تک یہودیوں کا اُن ملکوں میں کیسا حال تھا جن میں وہ پھیلے ہوئے تھے ❊

اُن ممالک میں جہاں اسیر ہو کر گئے۔ جہاں جہاں وہ پہلے اسیر ہو کر گئے تھے وہاں اب بھی بکثرت موجود تھے۔ اور ان میں سے کئی ممالک میں وہ بڑے دولتمند اور ذی عزت ہو گئے تھے۔ کئی ملکوں میں تو اُنہوں نے شادی کے وسیلے غیروں کے ساتھ

کسی طرح کا رابطہ پیدا نہ کیا۔ لیکن بعض جگہ اُنہوں نے اس معاملہ میں یہ پابندی پسند نہ کی۔ اس سبب سے کئی توصیفی نام پیدا ہوئے تاکہ یہودی خون کی صفائی کے مدارج کو ظاہر کریں۔ مثلاً دریائے دجلہ اور فرات کے درمیان جو اضلاع پائے جاتے تھے اُن کے یہودیوں کو "تندرست" اور ماوراء کے یہودیوں کو "بیمار" کہتے تھے اور عیلام کے "قریب المرگ" اور بیسبین کے یہودی مردہ کہلاتے تھے۔ مسیح کی پیدائش کے قریب سوپتامیہ کے یہودیوں کو سخت ایذائیں پہنچائی گئیں اور اُن کے وسیلے قریباً ساٹھ ہزار یہودی مارے گئے۔ ایشیا کے اور ممالک میں بھی اُن پر سخت مصیبتیں حادث ہوئیں +

اور مشرقی ممالک میں۔ عرب میں بھی بہت یہودی آباد ہوئے اور بہت مدت تک یمن اور سبا کے تخت پر بیٹھتے رہے۔ یہ وہی سبا ہے جہاں سبا کی ملکہ جس کا ذکر بائیبل میں آیا ہے حکمرانی کیا کرتی تھی۔ وہ چین میں بھی گئے روائت ہے کہ چھ ہزار یہودیوں کا جتھا پچاس یا ساٹھ برس قبل از مسیح فارس سے چین کی طرف روانہ ہوا بلکہ کہتے ہیں کہ کئی یہودی چین میں حکومت کے بڑے بڑے عہدوں پر مامور ہوئے۔ ان یہودیوں کی اولاد اب تک چین میں پائی جاتی ہے اور اُنہوں نے یروشلم کی ہیکل کے نقشہ کے مطابق ایک معبد بنا رکھا ہے +

افریقہ میں۔ ملک مصر بہت مدت تک یہودیوں کی رہائش گاہ بنا رہا۔ ہیلی آپولس میں جہاں یوسف کا خسر کاہن تھا اُن کی ایک ہیکل تھی جسے سردار کاہن انیاس نے اُس وقت بنایا تھا جبکہ وہ انطیاکس اپیفینیز کے زمانہ میں یروشلم سے بھاگ نکلا تھا اور شہر اسکندریہ میں اُن کا ایک عبادت خانہ تھا جس کی شان و شوکت کا ذکر فصاحت و بلاغت کے ساتھ کیا جاتا تھا۔ پھر قرینی اور لبیا اور افریقہ کے دیگر حصص میں اُن کا شمار دس لاکھ کے قریب بتایا جاتا تھا +

رُوم میں۔ روم میں بھی یہودی آباد ہونے لگ گئے تھے۔ پاپمیے کے وقت یہودی روم میں غلاموں کی طرح بھیجے گئے۔ مگر اُنہوں نے بہت جلدی آزادی حاصل کی جولیس قیصر نے اُن پر بڑی شفقت کی۔ اسی طرح اگستس نے اُن کو نظر التفات سے دیکھا مگر اُس کا سبب بیشک یہ ہوگا۔ کہ اُس نے اُنہیں مہربانی دکھانے کی تحریک اُس تعلق سے پائی ہوگی جو ہیرودیس یہودیوں کے ساتھ رکھتا تھا۔ لیکن ایک یا دو پشتوں کے

بعد اُن کی مصیبتیں قریباً دنیا کے تمام حصّوں میں زیادہ ہونے لگیں۔ لیکن مسیح کی پیدائش کے وقت نہ صرف وہ دور دور تک پھیل ہی گئے تھے بلکہ بہت درجہ تک خوش حال و با اقبال بھی ہو گئے تھے ؀

مذہبی حالت۔ ربیوں کا انتظام۔ لیکن جب ہم اس زمانہ کے یہودیوں کی مذہبی حالت پر غور کرتے ہیں کیا اُنکے اپنے وطن میں اور کیا اُن ممالک میں جہاں وہ پھیلے ہوئے تھے کوئی دلپسند بات نظر نہیں آتی۔ ہاں یہی زمانہ جو اب زیر نظر ہے وہ زمانہ تھا جبکہ وہ طریقہ جسے ربّیوں کا تعلیمی انتظام کہنا چاہئے پیدا ہُوا ہم اس بات کی طرف اشارہ کر چکے ہیں کہ جب عزرا کی زیر نگرانی یہودیوں کا مذہب بحال ہُوا تو اُس کے تھوڑے عرصے بعد یہودی بزرگوں کی روایات یا احادیث کی بنیاد ڈالی گئی۔ ایک روایت ہے کہ عزرا نے حکومت کے کام میں کم از کم ایک سَو بیس عالموں کو شامل کیا۔ اور کہ یہ سب اُس وقت "عبادت خانۂ اعظم" کہلاتے تھے۔ اسی سے صدرا علٰے یا سنہڈرم کی کونسل پیدا ہوئی جو ہمارے خداوند کے زمانہ میں یہودیوں کے معاملات کا انتظام و سرانجام کیا کرتی تھی ؀

ہلل اور شمع۔ اس زمانہ کے علما یا ربّیوں کے درمیان دو ربّی خاص قسم کی عزّت سے ممتاز تھے۔ وہ ہلل اور شمع تھے۔ ہلل قریباً ۱۱۲ برس مسیح سے پہلے بابل میں پیدا ہُوا لیکن چند مدّت بعد فلسطین میں آیا اور کہتے ہیں کہ بڑھاپے تک یہیں رہا۔ وہ علم اور پاکیزہ زندگی کے لئے نہائت مشہور تھا۔ دیگر ربّیوں کی طرح وہ توریت کا پڑھنا بڑے ثواب کا باعث سمجھتا تھا۔ ماسوائے اس کے وہ اُس فلسفانہ یا منطقیانہ پیرائے کے لئے بھی مشہور تھا جو اُس نے یہودی علم الٰہیات کو پہنایا یا ہلل نے اپنے پیروؤں کے لئے ایک درجہ تک آزادی کو روا رکھا۔ لیکن شمع جو زمانہ کا دوسرا مشہور ربّی تھا بڑے زور سے روایات کی تقلید کرتا رہا ہلل ہیرودیس کا معاون تھا۔ اور شمع اُس جماعت کا جو قومی آزادی کی طرف راغب تھی ؀

مسیح کے ساتھ مقابلہ۔ غالباً یہ اور دیگر مشہور ربّی اس وقت موجود ہونگے جبکہ مسیح اس دنیا میں آیا۔ اور شاید ان میں سے کئی اُن میں شامل ہونگے جن کے ساتھ مسیح نے لڑکپن کے زمانہ میں ہیکل میں گفتگو کی۔ اور ضرور ہے کہ اُنہوں نے یا اُن کے جانشینوں نے اُس کے رو کئے جانے اور مصلوب ہونے کے معاملے میں لوگوں کو بڑا اشتعال دلایا ہو گا۔ لیکن

جتنا فرق اُن کی باتوں میں اور مسیح کی باتوں میں پایا جاتا ہے اتنا اور کسی جگہ نہیں پایا جاتا مثلاً ہم دیکھتے ہیں کہ وہ روایت پرست تھے۔ مگر مسیح خدا کے کلام کی تعظیم کیا کرتا تھا۔ وہ یہ مانتے تھے کہ انسان اُس اثر سے جو خارج سے اُس پر پڑتا ہے تبدیل ہوتا ہے۔ مگر مسیح یہ مانتا تھا کہ وہ قدرت جو اندر سے باہر کی طرف کام کرتی ہے اُسے تبدیل کرتی ہے اُن کی تعلیم فضول اور ناکارہ باتوں کی تحقیقات سے تعلق رکھتی تھی۔ لیکن مسیح کی تعلیم ہمیشہ زندگی اور موت کی صداقتوں سے وابستہ تھی۔ اُن کی روش سے غرور اور رسم پرستی اور خود بینی ٹپکتی تھی۔ مگر مسیح کی زندگی سے انکسار سادگی اور محبت مترشح تھی۔ بعض کا خیال ہے کہ وہ شخص جس نے مسیح کو ہیکل میں اپنی گود میں اٹھایا ہلل کا پوتا تھا۔ اس بات کو تو ہم ثابت نہیں کر سکتے۔ مگر یہ قطعی طور پر معلوم ہے کہ اُس کا پوتا جو سنہڈرم کی صدارت پر جو اُس کا جانشین ہوا وہ گمیلیل تھا جس نے رسولوں کے ساتھ سلوک کرنے کے بارے میں سنہڈرم کو عمدہ نصیحت کی اور جو پولوس کا اُستاد تھا۔ گمیلیل اور فریسیوں کی طرح سخت نہ تھا۔

فرقے۔ فریسی اور صدوقی۔ اسینی۔ فریسیوں اور صدوقیوں کے درمیان لڑائی جاری رہی۔ اور قیامت اور آئندہ حالت کے مسائل پر یہودی علما کے درمیان بہت بحث ہوتی رہی۔ ایک اور فرقہ بھی پیدا ہو گیا تھا جسے اسینی کہتے تھے۔ اس فرقہ کے معتقدات میں غلطیاں تو کئی پائی جاتی تھیں۔ مگر تاہم اُس میں بہ نسبت دوسرے فرقوں کے سچے مذہب کی رُوح زیادہ پائی جاتی تھی۔ چنانچہ وہ ایک طرف فریسیوں کی رسم پرستی کو اور دوسری جانب صدوقیوں کی دنیا پرستی کو ناپسند کرتے تھے اور رُوحانی مذہب کی طرف زیادہ مائل تھے۔ مگر وہ اپنی عادات و حرکات میں بالکل منکوں (درویشوں) کی طرح بن گئے تھے۔ کہتے ہیں کہ ہمارے خداوند کی پیدائش کے وقت اُن کا شمار چار ہزار تھا اور وہ یہودیہ اور دیگر ممالک میں پھیلے ہوئے تھے۔ اور بعضوں نے یہ گمان بھی کیا ہے کہ ہمارا خداوند اوائل عمری میں اُن سے علاقہ رکھتا تھا۔ مگر یہ گمان اُس فرضی مشابہت سے پیدا ہوا ہے جو اُن کے عقائد اور ہمارے خداوند کی تعلیمات میں پائی جاتی ہے اور اس گمان کی کوئی پختہ شہادت نہیں ملتی۔

دُنیا کی غیر قوموں کی حالت

برطانیہ قیصر کے بیان کے مطابق۔ موجودہ زمانہ کے ساتھ مقابلہ۔ روم اگستس کے ماتحت۔ اُس کے علماء کا جتھا۔ اخلاق کی حالت۔ مذہبی آرزوئیں اور اُمیدیں ✦

برطانیہ۔ قیصر کے بیان کے مطابق۔ ہم دیکھتے ہیں کہ جب جولیس قیصر تین حکام میں شامل ہو گیا تو تھوڑے عرصہ بعد اپنی افواج کا سپہ سالار بن کر روم سے روانہ ہوا اور کوہستان ایلپس کو عبور کر کے سوئٹزرلینڈ اور گال میں داخل ہوا اور چند عرصہ میں اُس نے ان ملکوں کو روم کے مقبوضات میں شامل کر دیا۔ معلوم ہوتا ہے کہ وہ خیال کرتا تھا کہ اہل گال کی مدد ایک عجیب قوم کرتی ہے جسے برٹنس کہتے ہیں اور جو اُس جزیرہ میں آباد ہیں جو گال کے نزدیک واقع ہے اور برٹن کہلاتا ہے۔ پس وہ اُس جزیرہ کی طرف جانے کا رخ کرتا ہے۔ اس عجیب قوم کے حالات کی جو خبر اُس نے پائی وہ یہ تھی کہ اس کے سب شرکاء اپنے جسم پر نیلا رنگ لگاتے ہیں جس کی وجہ سے وہ لڑائی میں زیادہ ہیبت ناک دکھائی دیتے ہیں۔ سر کے بال کبھی نہیں کٹواتے پر باقی جسم پر سے یعنی سر کے بالوں اور موچھوں کو چھوڑ کر سب بال منڈوا ڈالتے ہیں اُن میں سے ہر دس یا بارہ مردوں کی جورواں ساجھی ہوتی ہیں۔ مگر باوجود اس کے یہ وحشی لوگ مذہب کی رسومات کی طرف بہت ہی متوجہ ہیں۔ جس طرح گال میں اسی طرح اُن کے ملک میں اُن کے کاہنوں کو ڈروائڈز کہتے ہیں اور ڈروائڈزم اُن کے درمیان نہایت مکمل صورت میں ملتی ہے پس غالب ہے کہ ملک گال کے ڈروائڈز کا بیان جو قیصر جولیس نے کیا ہے وہ برٹن پر بھی صادق آسکتا ہے۔ ماسوائے مذہبی امور کا سرانجام کرنے کے وہی ڈروائڈز ملک کے قاضی بھی تھے اور اُن مقدمات کا فیصلہ کیا کرتے تھے جو اُن کے پاس فیصلے کے لئے آتے تھے۔ علاوہ بریں ڈروائڈز ملک کے علماء بھی سمجھے جاتے تھے۔ پر وہ بھی تعلیمات

کو قید کتاب میں نہیں لاتے تھے۔ گو کہ اور معاملات میں تحریر کی ہوئی کتابیں کام میں آتی تھیں۔ لکھنے میں یونانی حروف استعمال کئے جاتے تھے۔ اُن کے عقاید میں سے ایک یہ عقیدہ تھا کہ روحیں موت کے وقت مرتی نہیں ہیں۔ بلکہ اَور جسموں میں داخل ہو جاتی ہیں۔ اس عقیدے کے سبب سے لوگ موت کے خوف پر غالب آتے تھے اور لڑائی میں دلاور بنتے تھے وہ یہ بھی مانتے تھے کہ جب تک ایک آدمی کی زندگی دوسرے کی زندگی کیلئے قربان نہ کی جائے تب تک دیوتاؤں کی خوشنودی حاصل نہیں ہوسکتی لہذا یہ وروائڈز اکثر انسانی قربانیاں چڑھایا کرتے تھے۔ اس قسم کے بڑے بڑے موقعوں پر آدمی ٹہنیوں کی بنی ہوئی مورتوں میں بھر دئے جاتے تھے اور جب اُن ٹہنیوں کی مورتوں کو آگ لگائی جاتی تھی تو وہ بھی بیچ میں جلکر بھسم ہو جاتے تھے اکثر تو مجرم لوگ اس قسم کی قربانیوں کے لئے چنے جاتے تھے۔ پر جب مجرموں کی تعداد کافی نہیں ہوتی تھی تو کاہن بے قصوروں کے قربان کرنے سے دریغ نہیں کرتے تھے وہ عطارد کی پرستش کیا کرتے تھے کیونکہ وہ اُسے فنون کا موجد۔ سفروں میں ہادی اور دولت و تجارت کا دوست سمجھتے تھے۔ اور اپالو کو اسلئے پوجتے تھے کہ وہ یہ مانتے تھے کہ وہ ہم کو بیماری سے بچاتا ہے۔ اور منروا دیوی کو اس واسطے کہ وہ کاروبار اور کارخانجات میں مدد پہنچاتی ہے اور مریخ کو اسلئے کہ وہ لڑائی کا دیوتا ہے۔ اور لڑائی میں جو کچھ لوٹ کے طور پر اُن کے ہاتھ آتا تھا وہ اُسے مریخ کی نذر کیا کرتے تھے۔ لڑائی کے بعد وہ زندہ جانوروں کو تو مار ڈالتے تھے اور باقی لوٹ کے مال کا ایک تودا بنا کر اُسے اِس دیوتا کے لئے مخصوص کر دیتے تھے۔ اس معاملے میں وہ ایسے پابند اور ایسے صادق تھے کہ لوٹ کے مال میں سے نہ انبار لگانے سے پہلے اور نہ اُس کے بعد کوئی شے جاتی تھی۔ لے جانے والے کے لئے ایک بڑی پر عذاب سزا تجویز کی ہوئی تھی +

موجودہ زمانے سے مقابلہ۔ جب قیصر نے اس عجیب اور وحشی سے جزیرہ پر حملہ کیا اُس وقت وہ کہاں یہ خیال کر سکتا تھا کہ خدا نے کیسا عجیب زمانہ اس جزیرہ کے لئے رکھ چھوڑا ہے۔ اگر اٹھارہ یا انیس صدیوں کے دور میں سے آنکھ دوڑاتا اور اس زمانہ میں آکر دیکھتا کہ وہی جگہ ایک ایسی سلطنت کا مرکز بن رہی ہے جو اُس کی سلطنت سے کہیں وسیع اور عجیب ہے تو وہ حیرت سے بھر جاتا ہاں وہ ہمہ تن تحیر ہو جاتا اگر یہ دیکھتا

کہ اس کے باشندوں کی بستیاں اُن برّاعظموں میں آباد ہیں جن کا نام بھی اُس نے کبھی نہیں سُنا تھا۔ اور کہ اُس کے کارخانوں سے جو چیزیں نکلتی ہیں وہ بازار خریداری میں گوئے سبقت لے جاتی ہیں اور اُس کے مشہور مصنفوں کی تصنیفات ہر جگہ جہاں لوگ لکھ پڑھ سکتے ہیں بڑی دلچسپی سے پڑھی جاتی ہیں۔ اور اُس کی آزاد اور مضبوط حکومت ہر ایک ملک کے لئے باعث رشک ہو رہی ہے۔ اور اگر یہ بھی اُس کو معلوم ہو جاتا کہ یہی جگہ ایک دن اُس مذہب کے بڑے بڑے مرکزوں میں شمار کی جائیگی جو اپنے سردار کاہن کی قربانی کے سبب ایک عالمگیر روشنی اور برادرانہ اُلفت اور محبّت کا منبع بنیگا اور سب بنی آدم کے سامنے مفت نجات کی خبر پیش کریگا اور اسی کے وسیلے ایک دن علم اور تہذیب محبّت اور خوشی۔ غیر فانی زندگی اور جلال کی برکتیں دنیا کے تمام آباد حصّوں میں پھیلائی جائینگی۔ اگر ان باتوں کا حال بھی قیصر پر اُس وقت کھل جاتا تو وہ اَور بھی متحیر ہوتا۔

روم آگسٹس کے ماتحت ایسے اعلیٰ پایہ کا تھا۔ جب پہلے تین حاکموں کی حکومت ختم ہوئی تو جولیس قیصر تمام روم کا مالک بنا اور جب دوسرے تین حاکموں کی حکومت ٹکڑے ٹکڑے ہوئی تو قیصر آگستس شہنشاہ بنا۔ جب ہم آگسٹس کے زمانہ میں دنیا کے دارالخلافہ کی طرف دیکھتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ وہ اعلےٰ درجے کی دنیاوی رونق کو پہنچ گیا ہے ہم دیکھتے ہیں کہ بے تحاشہ دولت روم میں بہتی ہوئی چلی آتی ہے۔ مگر اسکے ساتھ ہی ساتھ یہ بھی دیکھتے ہیں کہ اس دولت کے سبب سخت عیاشی اور نہایت خطرناک بداخلاقی بھی پھیل گئی ہے۔ ورجل شائقین علم کو اپنی نظم موسومہ اینیئڈ کے لطف و روانی سے محظوظ کر رہا ہے۔ اور ہورس بیشمار لوگوں کو اپنے اشعار کے خوش آئند محاوروں اور دل پسند قافیوں سے اور اپنی بڑی بڑی نظموں کی ظرافت سے خوش کر رہا ہے۔ مگر افسوس کی بات ہے کہ وہ اُس شہوانی طرز کے سبب جو وہ اکثر اختیار کرتا ہے رو نہیں کیا جاتا۔ اسی طرح اور بہت سے لوگ جن میں ٹبیلیس ٹبیالس۔ اووڈ۔ لوی۔ ٹیبولس شامل ہیں مصنفوں کے گروہ کو جو روم کی زینت کا باعث ہیں کہکشاں کی طرح روشن کر رہے ہیں ٭

اخلاق کی حالت۔ لیکن اخلاق کی حالت نہایت افسوسناک ہے۔ شہوت رانی کا کوئی حد و حساب نہیں۔ اور ظالمانہ مشغلوں کا ذوق درجہ غایت تک پہنچا ہوا ہے مثلاً سلانے اسبات کے سبب شہوت پیدا کی کہ اُس نے ایک لڑائی میں سو مردوں کو سو شیروں کے ساتھ لڑایا۔ جولیس قیصر نے ایک تماشہ میں تین سو جوڑے گلےڈی ایٹروں کے

آپس میں لڑنے کے لئے اکھاڑے میں اُتارے تاکہ آپس میں تلوار کے ساتھ لڑیں۔ (یہ لوگ دوسرے ملکوں سے اسیر ہو کر آتے تھے) اور پاپیے کے نمائشوں میں پانسو شیر علاوہ ہاتھیوں اور دیگر درندوں کے مارے گئے۔ اور اس وقت بھی اسی قسم کا وحشیانہ مذاق موجود تھا لذیذ اور نفیس کھانوں کی کوئی انتہا نہ تھی۔ اب ایسی عیاشی اور شہوت رانی کے لئے ضروری تھا کہ روپیہ دستیاب کیا جائے خواہ کسی طرح ہو۔ پس ہم دیکھتے ہیں کہ یہ بات اُن میں عام تھی کہ لوگ صوبجات کی جو روم پر منحصر ہوتے تھے حکومت طلب کرنے لگ جاتے تھے اور صرف اسی غرض سے کہ لوگوں کا مال چھین کر اپنے تئیں متمول بنائیں۔ اگر ہم اسباب کو مد نظر رکھیں تو ہم فوراً سمجھ جائینگے کہ یہودیوں کے درمیان اور دوسری جگہوں میں محصول لینے والوں سے جو کہ روم کے لئے محصول جمع کیا کرتے تھے۔ کیوں ایسی نفرت کی جاتی تھی۔ جو لوگ اس وقت کی اخلاقی حالت سے واقف ہیں وہ خوب جانتے ہیں کہ وہ کالی تصویر جو رومیوں کے خط میں پائی جاتی ہے۔ ذرا بھی مبالغہ کے ساتھ نہیں کھینچی گئی +

مذہبی آرزوئیں اور اُمیدیں۔ مگر اس اندھیرے اور جرم آمیز زمانہ میں دنیا کے بہت حصّوں میں بہتر حالت کے لئے بڑی آرزو پائی جاتی تھی۔ اور یہ انتظار بھی کیا جاتا تھا کہ ایک پُر جلال شہزادہ آنے والا ہے جو بہتر تبدیلی پیدا کریگا۔ اس میں شک نہیں کہ یہ خیال یہودیوں کے نوشتوں کے پھیل جانے سے پیدا ہُوا تھا۔ چالیس سال قریباً قبل از مسیح ورجل نے اپنی چوتھی اکلوگ تیار کی۔ یہ ایک نادر نظم ہے جس میں وہ کانسل پالو کے شیر خوار بچّے کے لئے ایک عجیب زندگی کی پیشگوئی کرتا ہے جس سے دنیا کے لئے راستبازی اور برکت کی حکومت قائم کی جائیگی۔ اور یہ حکومت بعض باتوں میں اُسی کی مانند ہے۔ جس کی عبرانی نبیوں نے مسیح کے حق میں نبوت کی ہے۔ ٹیسٹیس اور سوٹانی اس دونو مشہور مؤرخ بتاتے ہیں کہ اس وقت ایک عالمگیر اعتقاد پایا جاتا تھا۔ کہ ایک شخص یہودیہ میں سے نکلیگا اور تمام دنیا پر حکمران ہوگا۔ اور مجوسیوں کے یروشلیم میں آنے سے ظاہر ہوتا ہے کہ اسی قسم کی اُمید دنیا کے قدیم ملکوں میں بھی پائی جاتی تھی شمعون اور انّا جیسے دیندار لوگ اس خیال کے ایسے معتقد تھے کہ وہ ہیکل کو چھوڑ نہیں سکتے تھے۔ کیونکہ اُن کو یقین دلایا گیا تھا کہ جب تک وہ اسرائیل کی تسلّی کو نہ

دیکھ لیں تب تک اس دنیا سے کوچ نہ کرینگے۔ آخرکار اُن آنکھوں نے جو مشرقی آسمانوں کی سطح کی چھان بین کر رہی تھیں۔ صبح کے ستارے کو کنارۂ افق میں نمودار دیکھا۔ یعنی اب وقت پورا ہو گیا تھا اور وہ جس کی آرزومند تمام قومیں ہو رہی تھیں نمودار ہُوا ۔

انجیلی تاریخ

پہلی فصل

مسیح کی پیدائش اور بچپن کا زمانہ

ذکریاہ یروشلم میں۔ شہر کا نقشہ۔ پُرانی حالت مفقود۔ صبح صادق۔ یوحنّا کی پیدائش کی خبر۔ یسُوع کی پیدائش کی خبر۔ لوگوں پر محصول لگایا جانا۔ بیت لحم۔ اُس کی جائے وقوع۔ اُس کی متبرک یادگاری۔ مجوسیوں کا آنا۔ مصر کو جانا۔ ہیرودیس کی موت۔ مسیح کا ہیکل میں آنا۔ جلیل۔ ناصرت۔ درویشوں کی روئیداد شہر کی گرد و نواح اُس کے متعلق خیالات ۔

ذکریاہ یروشلم میں۔ اگر ہم ہیرودیس کی ہیکل کی تعمیر اور مخصوص کئے جانے کے تھوڑے عرصہ بعد دیکھتے تو ہمیں ایک سنجیدہ خیال اور بزرگ صورت بڈھا اُس سڑک پر جو حبرون سے یروشلم کو آتی ہے چلتا ہُوا اور آخرکار مقدس شہر میں گھستا ہُوا دکھائی دیتا ۔

یہ کہن سال بزرگ ذکریاہ ہے جو ابیاہ کے کاہن فرقہ سے علاقہ رکھتا ہے۔ اور اب ایک پرانے دستور کے مطابق جس کے بموجب کاہنوں کے چوبیس فرقوں میں سے ہر فرقہ کے کاہن کو یکے بعد دیگرے ہفتہ بھر خدمت کرنی پڑتی تھی۔ ہیکل میں آیا تھا۔ تاکہ اپنی باری پوری کرے ۔

شہر کا نقشہ ۔ ان دنوں شہر یروشلم وہ نہیں رہا تھا۔ جو اگلے زمانہ میں تھا۔ چنانچہ جب ذکریاہ ہیکل کی طرف جاتے ہوئے کوہ صیہون کے پاس سے گذرتا ہے تو وہ غمناک خیالات کے ساتھ ہیرودیس کے محل کو جو اُس چوٹی پر کھڑا ہے جہاں قدیم زمانہ میں داؤد بادشاہ رہا کرتا تھا دیکھتا ہے۔ اور جب وہ بادشاہ ہیرودیس کے سامنے جو رومی رتھ پر سوار ہے جھک کر آداب و کورنش بجالاتا ہے تو ساتھ ہی ایک نالۂ پرآہ اُس کے دل سے نکلتا ہے کیونکہ وہ داؤد یا یوسیاہ کی ملائم دینداری اور پدرانہ شفقت کے عوض اس بادشاہ کے چہرے میں جس پر جھرّیاں پڑ رہی ہیں سوائے ایک ادومی ظلم اور رومی افسر کی سخت چالاکیوں کے اَور کچھ نہیں دیکھتا۔ تھوڑے عرصہ سے یروشلم میں بڑی ترقی ہو رہی ہے۔ چنانچہ جب جب ذکریاہ یہاں آتا ہے کوئی نہ کوئی نئی عمارت دیکھتا ہے جس کی رونق دیکھ کر عش عش کہہ اُٹھتا ہے۔ پر کوئی ایسا موقعہ نہیں ہوتا جب تعریف کے کلمات کے ساتھ غم کی آہیں نہیں نکلتیں۔ صیہون کی شمالی پیشانی پر ہیپی کس اور فیسیلس اور مریمنی کے بُرج کھڑے ہیں۔ ان سب کو ہیرودیس نے بنایا ہے آخری بُرج کو دیکھ کر مکابی خاندان کی ایک خوبصورت مگر بدقسمت لڑکی آنکھوں سے گذر جاتی ہے اور یہودی بادشاہوں کے دوسرے خاندان کا افسوسناک خاتمہ یاد آتا ہے۔ اسی جگہ قلعہ اَنتونیا موجود ہے جو کہ ہیکل کی حفاظت کر رہا ہے۔ اس قلعہ نے تھوڑے عرصہ سے یہ نام پایا ہے اور وجہ تسمیہ یہ ہے کہ مارک انتونی ہیرودیس کا دوست اور خیر خواہ تھا۔ لیکن یہ کب ممکن تھا کہ ذکریاہ اُسے دیکھے اور رومی حاکم اور اُس کی خوبصورت معشوقہ کلیوپاترا کی گناہ آلود زندگی اور افسوسناک موت کو یاد نہ کرے۔ اس جگہ کوہ صیہون کے نزدیک رومی طرز کے مطابق گھڑ دوڑ اور رتھ دوڑ کے لئے ایک چکر بنا ہُوا ہے اور پرے شمال کی جانب میدان میں دو عالیشان عمارتیں کھڑی ہیں اور وہ تھیٹر اور اسفی تھیٹر کہلاتی ہیں جہاں ہیرودیس نے روم کی سنگدلی ڈوریل لڑائیاں اور دیگر وحشی کھیلیں شروع کر دی ہیں ۔

سے معلوم ہوتا ہے کہ جو وقت نہایت تاریک معلوم ہوتا تھا وہ وہی وقت تھا جس کے بعد صبح صادق کا نور طلوع ہوا۔ انسان کی لاچاری گویا خدا کی پروردگاری کو موقع دیتی آئی تھی اور ایسا ہی حال اب ہونے کو تھا۔ اور زیادہ موثرانہ صورت میں ✣

یوحنا کی پیدائش کی خبر۔ زکریاہ کو اس موقعہ پر کاہنی فرائض میں سے سب سے معزز فرض کو ادا کرنا تھا۔ چنانچہ اس وقت اس کے حصے میں آیا کہ قربانی کے بعد نجو پاک پاک مکان میں داخل ہو اور اسے خدا کے حضور چڑھائے۔ اس وقت اور لوگ باہر خاموشی سے دعا مانگ رہے تھے۔ جب وہ یہ کام کر رہا تھا تو اسے جبرئیل دکھائی دیا۔ یہ وہی فرشتہ تھا جو پانسو برس پیشتر دانیل کی طرف روانہ کیا گیا تھا اس فرشتے نے زکریاہ کو خبر دی کہ تیرے یہاں ایک لڑکا پیدا ہوگا جو مسیح کا پیشرو ہوگا۔ اور اس اعلان کی صداقت کے ثبوت میں یہ نشان بخشا گیا کہ زکریاہ گونگا ہو جائیگا۔ چنانچہ جب تک لڑکا پیدا نہ ہوا اس کی زبان بند رہی۔ اس واقعہ سے ایک آدھ دن بعد اس نے یروشلم سے روانہ ہو کر جنوب کے رخ اپنے گھر کا راستہ لیا ہوگا۔ اس کا شہر یہودیہ کے پہاڑی خطہ میں واقع ہوگا اور وہ شہر یا تو حبرون ہوگا جو کہ کاہنوں کا شہر تھا یا بعضوں کے گمان کے مطابق یوطہ تھا جو کہ حبرون سے بھی پانچ کوس پرے جنوب کی طرف واقع تھا۔ ہم قیاس کر سکتے ہیں کہ وہ جاتے ہوئے کیسی دلچسپی کی نگاہ سے بیت لحم کی طرف دیکھتا ہوگا۔ اور کیسی حیرت سے اس بات پر سوچتا ہوگا کہ میکہ کی نبوت اب کس طرح پوری ہوگی۔ اور کیونکر داؤد کے شہر سے وہ حاکم نکلیگا جس کا نکلنا قدیم سے ایام الازل سے ہے ✣

مسیح کی پیدائش کی خبر۔ چھ مہینے گذر جاتے ہیں اور وہی فرشتہ جو زکریاہ کو دکھائی دیا تھا۔ پھر اسی قسم کی خدمت کی انجام دہی کے لئے ایک شمالی شہر کی طرف بھیجا جاتا ہے ایک دور دراز شہر میں جس کا نام ناصرت ہے اور جو گلیل کے پہاڑوں سے چھپا ہوا ہے ایک عبرانی خاتون مریم نامی رہتی ہے۔ وہ حسب نسب کے اعتبار سے داؤد کی نسل اور عبرانی بادشاہوں کے پرانے خاندان سے علاقہ رکھتی ہے مگر ناصرت کی دوسری عورتوں سے سوائے اپنی طبیعت کی بے مثل خاکساری اور اپنی زندگی کی خوبصورت پاکیزگی کے اور کسی طرح ممتاز نہیں۔ انقلابات روزگار کے سبب سے داؤد کا اور اس کا خاندان تنگدستی اور ہیچ میرسی کی حالت میں گرفتار ہے۔ مگر ایک معنی میں وہ اس بے سروسامانی

کی حالت کے لئے شکر گذار ہیں۔ وہ جانتے ہیں کہ اگر وہ دولتمند اور صاحب قدرت ہوتے تو خون آشام ہیرودیس کی سوختن کو بھڑکاتے اور مریمنی اور ارسٹابولس کی طرح مارے جاتے اور اغلب ہے کہ انہوں نے اُس چھپی ہوئی دور دراز جگہ میں اسی لئے اپنا گھر بنایا ہے کہ جہاں تک ممکن ہو ہیرودیس کی نظروں سے دور رہیں۔ اسی خاتون کے پاس کہ جس کا ذکر اوپر ہوا فرشتہ آتا ہے۔ اور اُسے ایسے الفاظ میں سلام کرتا ہے جن سے اُس کی زندگی کی عجیب فضیلت ظاہر ہوتی ہے۔ پر یہ غریب عورت ڈر جاتی ہے۔ کیا اس اعلان کا یہ مطلب ہے کہ وہ اپنے خاندان کی قدیم عزت اور مرتبہ پر بحال کی جائیگی۔ نہیں اس کا یہ مطلب ہے کہ اُس سے ایک لڑکا پیدا ہونے والا ہے جس کا نام یسوع ہوگا یشعیاہ کی نبوت پوری ہونے کو ہے یعنی ایک کنواری حاملہ ہونے اور بچہ جننے کو ہے جس کا نام عمانوئیل۔ "خدا ہمارے ساتھ ہوگا"۔

لوگوں پر محصول لگایا جانا۔ یہ خبر پاکر اور نیز جو کچھ ذکریاہ کے خاندان کے متعلق ہوا تھا اُس کی بابت سن کر مریم اسبات کے ساتھ جو اُس کی رشتہ دار تھی ملاقات کرنے کو روانہ ہوئی۔ اور اس سفر میں اُس کو اپنے ملک کی تمام لمبائی کو طے کرنا پڑا۔ اُس خدا پرست اور نمونہ کے لائق خاندان کے ساتھ تین ماہ رہ کر وہ ناصرت کو واپس آئی۔ جہاں یوسف جس کے ساتھ اُس کی منگنی ہوگئی ہے بود و باش کرتا تھا۔ وہ بڑھئی کا کام کیا کرتا تھا۔ مریم کی طرح وہ بھی داؤد کی اولاد سے تھا۔ اور بڑا دیندار اور خدا پرست آدمی تھا۔ شادی سے تھوڑی دیر بعد رومی شہنشاہ قیصر اگستس کے حکم سے جس کے مطابق لوگوں پر اُن کے خاص خاص شہروں میں عام محصول لگنے والا تھا یوسف اور مریم بیت لحم کو جو اُن کے خاندان کا شہر تھا گئے۔ یہ محصول پہلے اُس وقت لگا تھا جبکہ قرینیس آرام کا حاکم تھا بعض یہودیوں نے اس محصول کی سخت مخالفت کی۔ چنانچہ گلیل کے ایک شخص نے جس کا نام یہوداہ تھا ایک فوج فراہم کی تاکہ مقابلہ کرے اور بڑی ابتری پیدا کی (دیکھو اعمال ۵: ۳۷) اور یہ سوال کہ آیا جزیہ دینا روا ہے یا نہیں ہمارے خداوند کے وقت میں بھی زیر بحث تھا اور جزیہ ہی کے سبب سے آخرکار یہودیہ میں وہ بغاوت پیدا ہوئی جس کے فرو کرنے کو مسیح کی وفات کے چالیس برس بعد طیطس اور اُس کے لشکر نے یروشلم پر حملہ کیا۔

بیت لحم۔ مریم اور اُس کا شوہر جنوب کی طرف روانہ ہوئے۔ اور غالباً وہی راستہ لیا جو

مریم نے چند ماہ پہلے اختیار کیا تھا۔ اور جب وہ بیت لحم میں داخل ہوئے تو انہیں ایک ایسی جگہ رہنا پڑا جو اصطبل کے طور پر استعمال کی جاتی تھی۔ درویشوں کی روایت سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ مسیح ایک غار میں پیدا ہوا جو کہ اس شہر کے کنارے پر واقع تھی مگر یہ خیال غالباً صحیح نہیں ہے۔ اس غار پر ایک خوبصورت گرجا اور کنونٹ بنا ہوا اور مسیح کی پیدائش کا گرجا اور کنونٹ کہلاتا ہے اور نیز یہ بات بھی مشہور ہے کہ اس تہ خانہ میں یا یوں کہیں کہ زیر سطح کمرہ کے فرش میں ایک چاندی کا ستارہ ہے جو یقین اس جگہ کو ظاہر کرتا ہے جہاں مسیح پیدا ہوا تھا مسیح کے بعد تین سو سال تک مقدس جگہوں کی تلاش و تحقیق شروع نہ ہوئی اور جب ہوئی تو کئی جگہوں کی جائے وقوع فقط وہم یا قیاس سے مقرر کی گئی۔

بیت لحم کی جائے وقوع۔ بیت لحم یروشلم سے جنوب کی طرف کوئی چھ میل کے فاصلے پر واقع ہے جو مسافر یروشلم سے روانہ ہو کر اس پہاڑی پر سے گذرتا ہے جو ان دونوں شہروں کے مابین واقع ہے وہ اس شہر کو جہاں مسیح مصلوب ہوا برابر دیکھتا رہتا ہے جب تک کہ اس شہر میں نہیں پہنچ جاتا جہاں وہ پیدا ہوا تھا۔ وہ ایک بہت اونچے ٹیلے پر جو کہ شمال اور مشرق کی جانب بہت گہرا ہے ایک چھوٹے سے قصبہ کو دیکھتا ہے جس میں صرف ایک بازار ہے جو قریباً آدھ میل لمبا ہے۔ اور بہت سے سفید پتھر کے گھر جن پر صاف نشان کندہ بنے ہوئے ہیں زیتون کے درختوں کی گہری سبزی سے عجیب قسم کا مقابلہ ظاہر کرتے ہیں کیونکہ یہ درخت ان کو گھیرے ہوئے ہیں اور گرد کے اضلاع بالکل چٹانی ہیں۔ اس چٹانی ملک کے اور حصوں میں عموماً ایسے چٹان نہیں ملتے جتنے یہاں ملتے ہیں۔ مگر گڑھوں اور کھوکلی جگہوں میں ہمیشہ ایسے سرسبز قطعے ملتے ہیں جو تنہائی میں بھی خوبصورتی کی رونق دکھاتے ہیں۔ اور بہت سے انجیر کے باغ اور کئی تاکستان جن کی حفاظت کے لئے ہر باغ میں چھوٹے چھوٹے برج بنے ہوئے ہیں قصبہ کے آس پاس چٹانوں کے پہلوؤں کو زینت دے رہے ہیں اور اب بھی اگر وحشی بدو ان خوبصورت وسیع میدانوں میں کاشت ہونے دیں تو یہ جگہ پھر اسم با مسمیٰ بن جائے۔ یعنی بہ حقیقت بیت لحم یعنی "روٹی کا گھر" ہو جائے۔

اس کی متبرک یادگاریں۔ کبھی کوئی جگہ متبرک یادگاروں میں بیت لحم سے نہیں بڑھی۔ یہیں وہ جگہ ہے جہاں یعقوب کو اپنا پہلا بار غم اٹھانا پڑا جب اس کی چہیتی

یہودی راخل اُس سے جُدا ہوکر راہی ملک بقا ہوئی۔ یہیں وہ کھیت ہیں جہاں روت بالیں
چننے آئی اور بوعز کے دل کو دست محبت میں لائی اور جہاں بعد میں اُس نے اور اس کے
شوہر نے کئی بالیں چننے والیوں کے دل کو شاد کیا۔ اسی جگہ وہ کھیت ہیں جہاں داؤد
اپنے باپ کے گلے چرایا کرتا تھا۔ اور جہاں اُس نے وہ زبور گانے سیکھے جو دنیا کے خاتمہ
تک تمام ممالک کی قوموں کی عبادت میں کام آئینگے۔ خواہ وہ ملک جنوب کے مونگے دار
جزائر ہوں۔ خواہ یورپ کے گرجے اور کیتھڈرل ہوں۔ خواہ دور دراز مغرب کے جنگلات
ہوں۔ پھر انہیں میدانوں میں گڈریئے اپنے گلے چرا رہے تھے جب وہ خوشی کی خبر
دی گئی جس نے ہزار ہا دلوں کو شاد کیا ہے۔ یعنی فرشتے نے اُن سے مخاطب ہوکر کہا
ڈرو نہیں کیونکہ دیکھو میں تمہیں بڑی خوشی کی بشارت دیتا ہوں جو ساری اُمت کے
واسطے ہوگی کہ آج داؤد کے شہر میں تمہارے لئے ایک منجی پیدا ہوا یعنی مسیح خداوند۔ اور
اسی جگہ انجیل کا عظیم فرود الٰہی خوبصورتی اور رقت انگیز جوش سے بھرا ہوا اُنہوں نے سُنا
عالم بالا پر خدا کا جلال ظاہر ہے اور زمین پر اُن آدمیوں میں جن سے وہ راضی ہے صلح۔
دنیا کے انجام تک بیت لحم کبھی نور کے ہالے سے خالی نہ ہوگا اور نہ ہر ایک مسیحی کے دل میں
پرجوش دلچسپی پیدا کرنے میں قاصر نکلیگا ✦

مجوسیوں کا آنا۔ مریم جس وقت چاہتی تین گھنٹہ کا سفر طے کر کے بیت لحم سے
یروشلم کو آسکتی تھی۔ پس وہ بآسانی اپنے بچے کو قمریوں یا چھوٹے چھوٹے کبوتروں
کی قربانی کے ساتھ ہیکل میں لاسکتی تھی۔ تاکہ اپنے بیٹے کو نذر گذرانے اور اُسی دن بیت لحم
کو واپس جاسکتی تھی۔ معلوم ہوتا ہے کہ وہ ہیکل میں جہاں شمعون اور آنا نے فرزند موعود
کی زیارت کی آچکی تھی جبکہ مجوسی پورب سے بیت لحم میں آئے۔ یہ لوگ یا تو کسدیہ سے
دور یا فارس سے آئے ہونگے۔ یا کسی ایسے ملک سے آئے ہونگے جہاں یہودی اپنی اسیری
کے زمانہ میں آباد ہوگئے تھے۔ کیونکہ ان مجوسیوں کا یہودیوں کے ایک بادشاہ کی
پیدائش کا انتظار کرنا ضرور عبرانی نبوتوں پر مبنی تھا۔ شاید بلعام کی نبوت کے سبب سے
(کیونکہ بلعام خود مسوپتامیہ کا رہنے والا تھا) اُنہوں نے اُس کی پیدائش کو ایک ستارہ
کے ظہور کے ساتھ مربوط کیا ہو۔ بلعام کی نبوت یہ تھی۔ یعقوب سے ایک ستارہ نکلیگا
اور اسرائیل سے ایک عصا اُٹھیگا اور موآب کی نواحی کو مار لیگا اور سب ہنگامہ کرنیوالوں

کو ہلاک کریگا" بعض منجموں نے جن میں مشہور کیپلر بھی شامل ہے یہ دکھلانے کی کوشش کی ہے کہ مسیح کی پیدائش کے وقت دو سیاروں جوپٹیر (مشتری) اور سیٹرن (زحل) کا قِران واقع ہُوا تھا اور اسی کو وہ وہ ستارہ کہتے ہیں جو مجوسیوں نے دیکھا تھا ممکن ہے یہ بات وقوع میں آئی ہو مگر اس سے وہ ساری باتیں پوری نہیں ہوتی ہیں جو متی ستارے کے متعلق بیان کرتا ہے۔ (متی ۲ : ۹) مثلاً وہ ستارہ ایسا ستارہ تھا کہ جو اُنکے آگے آگے چلا اور پھر عین اُسی جگہ جا ٹھیرا جہاں چھوٹا لڑکا یسوع موجود تھا۔ اُس نے ضرور اپنی شعاعیں کچھ ایسے طور پر زمین کی طرف بھیجی ہونگی جن سے وہ خاص جگہ معلوم ہوگئی ہوگی۔ اور یہ ایک ایسا عمل ہے جو عام حالتوں میں سیاروں اور ستاروں سے وجود میں نہیں آتا ✠

مصر کو جانا۔ نئے بادشاہ کی پیدائش کی افواہ نے ہیرودیس کے دل میں حسد کی آگ بھڑکا دی سو اُس نے بڑے بڑے کاہنوں اور فقیہوں سے دریافت کیا کہ مسیح کہاں پیدا ہوگا اور جب اُن سے یہ پتہ ملا کہ جو جگہ کتب انبیا میں لکھی ہوئی ہے وہ بیت لحم ہے تو اُس نے بیت لحم کے تمام شیرخوار بچے مروا ڈالے۔ لیکن ایک فرشتے کی آگاہی کے سبب سے یوسف اور اُس کا خاندان خطرہ کے حدود سے نکل گئے تھے۔ اور ملک مصر میں پناہ گزین ہوگئے تھے اُن کے مصر میں جاکر رہنے کا حال معلوم نہیں۔ مصر اُن دنوں میں رومی صوبہ تھا اور فرعون اور طالمیوں کے خاندان ختم ہوچکے تھے۔ مصر ایک قدیم سلطنت تھی مگر پھر بھی قیام اور قرار کے اعتبار سے اُس بچے کی سلطنت کی ہمسری کا دم نہیں بھر سکتی تھی جسے اب یوسف اور مریم وہاں لے گئے تھے کیونکہ اسی کی بادشاہت ایسی بادشاہت ہے جو کبھی برباد نہیں ہو سکتی ✠

ہیرودیس کی موت۔ ہیرودیس بچوں کو مروانے کے بعد بہت دیر تک نہ جیا چنانچہ چند ماہ کے بعد اُس بیماری کا شکار ہوا جسے مورخ سخت پیچیدہ بیماری بتاتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ اُسے خفیف سا بخار رہتا تھا اور معدے میں ناسور اور جگہ جگہ گھاؤ پیدا ہوگئے تھے جن میں کیڑے پڑ گئے تھے۔ پاؤں پر آماس آگئی تھی۔ اور ضیق النفس نے تنگ کر رکھا تھا۔ ایسے ایسے غش آتے تھے کہ تمام بدن ہل جاتا تھا۔ چونکہ وہ جانتا تھا کہ یہودی مجھ سے بہت نفرت رکھتے ہیں سو اُس نے ایک نئی تجویز سوچی تا کہ اُس کے مرنے پر ایک عالمگیر ماتم کیا جائے۔ اور وہ یہ تھی کہ اُس نے اپنی بادشاہت کے بڑے بڑے

لوگوں کو یریحو میں بلایا جہاں وہ بیماری کے بستر پر پڑا تھا اور اُنہیں ایک جگہ میں قید کیا اور اپنی بہن سلومی کو جس کی ترغیب سے اُس نے بہتوں کا خون پیا تھا اور اُس کے شوہر کو حکم دیا کہ جب میں مرجاؤں تو ان سب کو قتل کر ڈالنا۔ لیکن اُس کے اس وحشت اثر حکم کی تعمیل نہ ہوئی ہیرودیس ستر برس کا تھا جب فوت ہُوا۔ اور سینتیس برس تک اُس نے یہودیوں پر حکمرانی کی۔ اُس کے مرنے کے بعد اس کی سلطنت اُس کے تین بیٹوں میں تقسیم کی گئی اور ارخلاؤس کے حصہ میں یہودیہ سامریہ اور ادوم آئے۔ فلپ کو اتوریتس اور ٹرےکانیٹس اور پنیاس اور بتنیا ملے۔ یعنی کچھ حصہ آرام اور کچھ حصہ فلسطین کا اُس کے قبضہ میں آیا۔ اور ہیرودیس انتیپاس کے ہاتھ گلیل اور پیریا آئے۔ پیریا اُن علاقجات کے ایک حصہ کا نام ہے جو یردن کے مشرق کی طرف واقع ہے جب یوسف مصر سے لوٹا اور اُس نے ارخلاؤس کی ظالمانہ طبیعت کا حال معلوم کیا تو اُس نے اُس کے ملک میں رہنا غیر محفوظ سمجھا۔ سو وہ اُسی شہر کو چلا گیا جہاں وہ پہلے رہا کرتا تھا اور وہاں گلیل کی پہاڑیوں کے درمیان جا گھسا۔

مسیح کا ہیکل کو جانا۔ تقریباً تیس سال تک ناصرت خدا کے مجسم بیٹے کا مسکن رہا اور متبرک تاریخ میں اس عرصہ کے صرف ایک واقعہ کا پتہ ملتا ہے۔ یا یوں کہیں کہ سینتیس برس کے بند باغ میں سے ضرور ایک ہی پھول ہم کو نصیب ہوتا ہے اور وہ نجات دہندے کے یروشلم جانے کے متعلق ہے جبکہ اُس کی عمر صرف بارہ برس کی تھی۔ یہودی خیال کرتے تھے کہ اُس عمر کو پہنچکر لڑکا شریعت کا فرزند ہو جاتا ہے جب یوسف اور مریم گھر کو لوٹ رہے تھے تو انہوں نے یسوع کو گلیلی قافلہ میں نہ پایا۔ سو وہ اُس کی تلاش میں یروشلم کو پھر واپس گئے اور اُسے ہیکل کے عالموں کے درمیان پایا جہاں وہ اُن کی باتیں سُنتا اور اُن سے سؤال کرتا تھا اور جب اُس کی ماں نے اُس تردد کے باعث جو اُسے اور یوسف کو اُس کے سبب لاحق ہُوا تھا اُسے ملامت کی تو اُس نے یہ قابل یاد جواب دیا۔ "تم مجھے کیوں ڈھونڈتے تھے؟ کیا تم کو معلوم نہ تھا کہ مجھے اپنے باپ کے ہاں رہنا ضرور ہے"۔ ناصرت میں واپس آکر وہ اپنے ماں باپ کی تابعداری کرتا رہا۔ اور ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے اور اُس کی تائید ایک انجیل بھی کرتی ہے (مرقس ۶: ۳) کہ جب تک وہ ناصرت میں رہا وہ بڑھئی کا کام کرتا رہا۔

جلیل۔ پاک نوشتوں کا مسیح کی زندگی کے اس لمبے حصہ کی نسبت خاموش رہنا ہماری
دلچسپی کو ناصرت اور اُس کے گرد و نواح کے متعلق دوبالا کر دیتا ہے۔ اور ہم ہر ایک پہاڑ
اور چشمہ اور درخت کی طرف متوجہ ہوتے ہیں تاکہ مسیح کے اوائل عمری کا حال بتانے میں
وہ ہماری مدد کریں۔ جس علاقہ میں ناصرت واقع ہے وہ قدیم زمانہ میں زبلون کے مقبوضات
میں شامل تھا۔ لیکن شہر کا نام پرانے عہدنامہ میں نہیں آتا۔ اور نہ نئے عہدنامہ میں آتا ہے
سوا اُس موقعہ کے جہاں یہ بتایا جاتا ہے کہ وہ مریم کی اصلی رہائشگاہ تھا۔ جلیل کا بالائی
حصہ قدیم زمانہ میں اسوری بادشاہوں کے قبضہ میں آگیا تھا اور انہوں نے اُس کے باشندوں
کو نکال دیا تھا۔ (دیکھو باب ۱۰) اور اس وقت سے لے کر اُس کی آبادی ملی جلی
آتی تھی۔ نئے عہدنامہ میں اُسے غیر قوموں کا جلیل کہا گیا ہے (متی ۴: ۱۵)۔ کیونکہ یہودیوں
میں فینیکی، آرامی، یونانی اور عرب مل جل گئے تھے۔ اس بات کے سبب سے اہل جلیل کے
وضع و اطوار اور بول چال میں ایک خاص قسم کی کیفیت پیدا ہوئی جس کے سبب سے
یہودی اُن سے نفرت کرنے لگے۔ مگر یہی سبب تھا کہ مذہبی معاملات کی ظاہری تفصیلوں
کو دیکھ کر اُن کا غرور اور تعصب اس قدر مشتعل نہ ہوتا تھا جس قدر یہودیوں کا۔ اور یہی
باعث تھا کہ یہ علاقہ مسیح کی پیدائش اور اُس کے کام کے آغاز کے لئے یہودیہ کی نسبت
زیادہ بہتر تھا۔ وہ تند اور مجذوبانہ جوش جو یروشلم کے اندر اور باہر پایا جاتا تھا جلیل تک
نہیں پہنچا تھا۔ پس اس علاقہ میں ہمارا خداوند دور دور تک امن و امان کی حالت میں چل
پھر سکتا تھا اور جابجا اتنا کر سکتا تھا کہ کم از کم توجہ سے سننے والوں کی جماعتوں کو اپنے پاس
جمع کرے۔ برعکس اس کے یہودیہ میں لوگ اُس کی جان کے درپے تھے۔ اور اُس کا
وہاں جانا اُس کے شاگردوں کے لئے سخت تردد اور تفکر کا باعث ہوتا تھا۔ اُس کے
معمولی پیرو جلیل کے رہنے والے تھے۔ اور اُس نے مُردوں میں سے جی اُٹھنے کے بعد پہلے
پانسو سے زیادہ پیروؤں کو ایک ہی دفعہ دکھائی دیا۔ لیکن یروشلم کی تمام کلیسیا حالانکہ رسولوں
اور دیگر شاگردوں کے وسیلے جمع کی گئی تھی ایک سو بیس جانوں سے زیادہ نہ تھی۔

ناصرت۔ شہر ناصرت اُس چھوٹے سے میدان میں واقع ہے جو اُن پہاڑیوں سے
گھرا ہوا ہے جو کہ میدان اسدرالون کی شمالی حد پر کھڑی ہیں۔ پندرہ پہاڑیاں اس طرح
آپس میں ملتی ہیں کہ معلوم ہوتا ہے کہ گویا اُس میدان کے گرد ایک احاطہ سا بنا

رہی ہیں اور دیوار کی طرح کھڑی ہیں۔ تاکہ اُسے ہر طرح کے حملات سے محفوظ رکھیں۔ ان پہاڑیوں کے درمیان یہ جگہ ایک زرخیز اور خوبصورت کھیت کی مانند پڑی ہے اور خوبصورت پھولوں اور انجیر کے درختوں اور چھوٹے چھوٹے باغوں اور جنگلی ناشپاتیوں کی باڑوں سے بھری ہوئی ہے اور گھنی گھاس خوبصورت مرغزار کا کام دیتی ہے۔ پرانے کاہن ناصرت کا بیان نہ صرف شاعرانہ مذاق کی خبر دیتا ہے۔ بلکہ بہت ہی خوبصورتی سے حقیقت پر بھی دلالت کرتا ہے۔ مثلاً وہ کہتا ہے کہ ناصرت گلاب کا پھول ہے۔ چنانچہ گلاب کی طرح اُس کی شکل گول گول سی ہے اور پہاڑوں سے اسی طرح گھرا ہوا ہے جس طرح گلاب کا پھول پتیوں سے گھرا ہوا ہوتا ہے۔ یہ شہر وادی کے جنوب مغربی پہلو کے ایک گہرے ڈھلوان پر واقع ہے اور اُس کا سب سے بڑا مکان یہ فرنسسکن کونونٹ آف دی انسی ایشن (یعنی وہ مکان جو رومن کیتھلک درویشوں نے فرشتے کے مریم پاس آنے اور مسیح کی پیدائش کی خبر دینے کی یادگار کیلئے بنایا ہے) کہلاتا ہے اپنے سفید گنبد گھر اور خاکی رنگ والی دیواروں کے ساتھ اسی جگہ کھڑا ہے جس کے ساتھ درویشوں کی روایتیں ہیں۔ شہر کی آبادی ان دنوں قریباً تین ہزار کے ہوگی۔ اور بہت حصہ اس آبادی کا مسیحی ہونے کا اقرار کرتا ہے۔ معمول کے مطابق رومن کیتھلک درویشوں نے اس شہر کو "پاک مکانوں" سے بھر دیا ہے۔ کہتے ہیں کہ کونونٹ اُس جگہ کھڑا ہے جہاں کنواری مریم رہتی تھی گرجا کے نیچے وہ غار ہے جہاں اُس بتولہ کو فرشتہ نے آکر سلام کیا۔ اور اس جگہ وہ کہتے ہیں کہ وہ گھر موجود تھا جو محمدیوں کی مس سے بچنے کے لیے ہوا میں اُڑ کر اٹالیہ کے شہر لاریٹو کو چلا گیا۔ دو میل کے فاصلہ پر ایک پہاڑی ہے۔ جو ماؤنٹ آف پریسیپی ٹیشن کہلاتی ہے اور کہتے ہیں۔ کہ وہ وہی پہاڑی ہے جہاں سے ناصرت والوں نے مسیح کو نیچے دھکیلنا چاہا۔ لیکن یہ غلطی ہے کیونکہ وہ پہاڑی اتنی دور نہیں ہو سکتی اُس پہاڑی میں جس پر شہر آباد ہے کئی سیدھے ٹیلے پائے جاتے ہیں جو چالیس یا پچاس فٹ اونچے ہیں اور اغلب ہے کہ انہیں میں سے کسی پر سے اُس کو گرانے کی کوشش کی گئی ہوگی۔ پھر ایک اور جگہ ہے جو مریم کا چشمہ کہلاتی ہے۔ ممکن ہے کہ مریم بھی اکثر اس جگہ جایا کرتی ہوگی جس طرح اور عورتیں وہاں جاتی ہونگی۔ ایک یونانی روایت یہ کہتی ہے کہ اسی جگہ جبرئیل نے اُسے مسیح کی پیدائش کی خبر دی تھی۔ لیکن اُس لطف میں جو سیاحوں کو اس جگہ نصیب ہوتا ہے بہت جلد اُس نظارے سے جو نظر سے گذرتا ہے خلل پیدا ہو جاتا ہے یعنی لڑکیاں

جو پانی کے لئے آتی ہیں اسبات کے لئے جھگڑتی رہتی ہیں کہ پہلے کون پانی بھرے ٭
شہر کی گرد نواح - لیکن رومن کیتھلک درویشوں کی روائتیں بہت تسلی بخش نہیں ہیں - پس سیاح اُن سے مُنہ پھیر کر جلد اُس جگہ کے قدرتی نظاروں کی طرف متوجہ ہوتے ہیں اور سوچنے لگتے ہیں کہ مسیح اُن کی طرف کس آنکھ سے دیکھتا تھا اور اُس کا دل کس طرح سے متاثر ہوتا تھا۔ ڈاکٹر رابنسن صاحب کہتے ہیں - کہ میں اکیلا اُس پہاڑی کی طرف جو مغرب کی جانب ناصرت کے اوپر واقع ہے گیا اور وہاں میری آنکھوں کے سامنے ایسا جلالی نظارہ گذرا جس کی توقع میں نے نہیں کی تھی - ہوا اُس وقت بالکل صاف اور خاموش تھی ۔اسدرلان کا میدان یا یوں کہیں کہ کم از کم اُس کا تمام مغربی ٹکڑا سامنے موجود تھا - اور بائیں طرف بتور کی گول چوٹی درمیانی پہاڑیوں سے اُونچی دکھائی دیتی تھی اور ہرمون خورد اور جلبوعہ کے حصے بھی نظر آتے تھے اور اُن کے مقابل سمرون پہاڑ جو کرمل کی طرف جاتے ہیں آنکھ سے گذر رہے تھے - اس کے بعد کرمل کا سلسلہ دکھائی دیا - اس پر کنونٹ آف الیاس شمالی انجام کے قریب واقع ہے اور اُس کے دامن میں ساحل کے قریب ہیفہ آباد ہے - مغرب کی جانب صبح کی دھوپ میں بحیرہ اعظم چمک رہا تھا - کوہ کرمل دور تک سمندر میں پھیلا ہُوا تھا گویا اپنے پاؤں پانی میں دھو رہا تھا - شمال کی جانب فلسطین کے خوبصورت میدانوں میں سے ایک اور میدان پھیل رہا تھا جو کہ اسبطوف کہلاتا ہے - اور اُس کے پرے لمبے لمبے ٹیلے شرق سے مغرب کیطرف جاتے ہیں اور ایک دوسرے سے اُونچے ہوتے جاتے ہیں حتےٰ کہ کوہستان سفید تک نظر چلی جاتی ہے جو اُن سب سے اُونچے ہیں اور جن پر وہ جگہ آباد ہے جسے "پہاڑ پر بسا ہُوا" گھر کہنا بجا ہے - دہنی طرف بہت فاصلہ پر گویا پہاڑیوں اور پہاڑوں کا سمندر بہ رہا ہے جن کے پیچھے جھیل تبریاس کے اُس طرف اَور بھی اُونچے اُونچے پہاڑ کھڑے ہیں اور شمال مشرق میں کوہ ہرمون شاہانہ شکوہ کے ساتھ برفانی تاج پہنے کھڑا ہے ٭

اُس کے متعلق پُرانے خیالات و تعلقات "۔ میں کئی گھنٹوں تک اسی جگہ اس وسیع نظارے کے خیال میں مستغرق اور اُن واقعات کی غور و فکر میں جو اردگرد کے مناظر سے وابستہ ہیں ڈوبا ہُوا کھڑا رہا - نچلے گاؤں میں دنیا کے نجات دہندہ نے اپنے بچپن کا زمانہ صرف کیا تھا اور قدرتی نظارے جو ہماری آنکھوں کے سامنے موجود تھے کسی

وقت اُس کی آنکھوں سے گذرتے ہونگے۔ اُس نے بارہا اُس چشمہ کو دیکھا ہوگا جہاں ہمارے خیمے کھڑے تھے۔ وہ اپنے مبارک قدموں سے اکثر اوقات آس پاس کی پہاڑیوں پر چلا ہوگا اور اُس کی آنکھوں نے اسی جگہ سے بارہا اس سارے قطعہ کو دیکھا ہوگا۔ اسی جگہ سے سلامتی کے شہزادے نے اُس وسیع میدان پر نظر ڈالی ہوگی جہاں بار بار لڑائی کا شور وغل برپا ہوا اور سپاہیوں کے لباس خون سے رنگے گئے۔ اور اُس نے اُس سمندر کو بھی معائنہ کیا ہوگا جس پر سے صبا رفتار جہازوں کو اُس کی نجات کا پیغام ایسے لوگوں اور ایسے بڑا عظموں میں پہنچانا تھا جو اُس وقت معلوم بھی نہ تھے۔ دیکھو کس طرح تمام اشیاء کی اخلاقی صورت بدل گئی۔ بیشک لڑائی اور خونریزی نے اس ناخوش ملک کو برباد کرنا ابھی تک نہیں چھوڑا اور ایک گہری تاریکی کا پردہ اب بھی لوگوں کے اوپر پڑا ہوا ہے۔ تاہم اسی جگہ سے وہ روشنی نکلی جس نے دنیا کو منوّر کیا اور نئی جگہوں کو دریافت کیا۔ اور اب اُسی روشنی کی کرنیں دُور دُور ممالک اور جزائر سے اس ملک پر اپنا عکس ڈالنے لگی ہیں تاکہ اُسی تاریک جگہ کو روشن کریں جہاں سے وہ روشنی پہلے برآمد ہوئی تھی ٭

دُوسری فصل

پبلک کام کے لئے تیاری

پولیٹکل تبدّلات۔ تبریاس۔ پنطوس پلاطوس یروشلم میں۔ مذہب کی حالت۔ یُوحنّا کی خدمت۔ یسُوع کا بپتسمہ۔ ہیرودیس انتپاس۔ یُوحنّا کی موت یسُوع کی آزمائش۔ اُس کا گھر کو چھوڑنا ٭

پولیٹکل تبدلات۔ قبل اس کے کہ ہمارے خداوند نے پبلک کام کے لئے ناصرت کو چھوڑا یہودیہ کے انتظام میں ایک بڑی تبدیلی واقع ہوئی۔ مسیح کے پہلے فسح سے بھی پیشتر ارخلاؤس کے برخلاف شکائتیں روم کی طرف جانی شروع ہو گئی تھیں۔ اس وجہ سے وہ اپنے عہدے سے برطرف کیا گیا۔ جس پر وہ دس برس تک مامور رہا۔ پس یہودیہ اس وقت زیادہ تر رومی اختیار اور رومی قانون کے ماتحت آگیا۔ یعنی وہ ایک رومی صوبہ بن گیا اور

اُس کا نظم و نسق رومی پروکیورٹیر کے سپرد کیا گیا۔ اور یروشلیم کو چھوڑ کر قیصریہ دارالخلافہ بنایا گیا۔ جو نبوّت یعقوب نے مسیح کے آنے کے وقت کی نسبت کی تھی وہ پوری ہوئی اور ایسے صاف طور پر کہ اُس سے بڑھ کر اور کوئی بات زیادہ واضح نہیں ہوسکتی تھی "یہوداہ سے ریاست کا عصا جدا نہ ہوگا اور نہ حاکم اُس کے پاؤں کے درمیان سے جاتا رہیگا جبتک کہ سیلا نہ آوے" اگر مسیح چند سال کے بعد آتا تو یہ نبوّت ایسے کامل طور پر پوری نہ ہوتی +

تبریاس۔ پنطس پلاطوس۔ قیصر اگستس ۱۴ء میں ملک عدم کو روانہ ہوا اور اُس کی جگہ اُس کا لے پالک بیٹا تبریاس تخت پر متمکن ہوا۔ تبریاس کئی سال پہلے سلطنت کے معاملات میں اگستس کے ساتھ شامل تھا۔ اور یوحنا بپتسمہ دینے والے کے نمودار ہونے کا زمانہ جو لوقا ۳ : ۱ میں درج ہے وہ اُسی وقت سے شمار کیا گیا ہے جبکہ تبریاس اگستس کی عین حیات میں سلطنت کے معاملات میں دخل رکھتا تھا۔ چونکہ رومی حاکم یروشلیم میں ہر دلعزیز نہ تھے لہذا اُن کے اور سردار کاہنوں کے درمیان بہت ناچاقی رہتی تھی۔ اور چونکہ یہ حاکم دعوے کرتے تھے کہ ہمیں سردار کاہنوں کو اُن کے عہدے سے ہٹانے کا اختیار ہے اور اس اختیار کو عمل میں بھی لاتے تھے۔ لہذا بہت تبدیلیاں واقع ہوئیں ہمارے خداوند کے مصلوب ہونے کے وقت اس عہدے پر ایک طرح دو سردار کاہن مامور تھے یعنی حناؔ اور اُس کا داماد قیافا (لوقا ۳ : ۲) ترمیم شدہ کرونالوجی (حساب وقت) کے مطابق ۲۶ء میں اور عام کرونالوجی کے مطابق ۳۰ء میں تبریاس نے پنطس پلاطوس کو پروکیوریٹر بنا کر یروشلم کو روانہ کیا۔ کہتے ہیں کہ یہ شخص بڑا ظالم اور ہر طرح کی بدکاری میں مبتلا تھا۔ ہیرودیس انیتپاس جلیل کا حاکم بنا رہا۔ اور اُس کا بھائی فلپ اتوریا اور ترخونی تس کا حاکم تھا۔ یہ لوگ اپنے اپنے عہدے پر ہمارے خداوند کی وفات کے بعد تک قائم رہے +

مذہب کی حالت۔ ہمارے خداوند کی زندگی کے ابتدائی زمانہ میں جو مذہب کی حالت تھی اُس کے بیان کرنیکی چنداں ضرورت نہیں۔ کیونکہ جو کچھ بیان ہوچکا ہے وہ مذہب کی حالت پر بھی ہادی ہوتا ہے۔ سموئیل اور داؤد اور یسعیاہ کی دینداری کی نظیریں چھپے ہوئے کونوں اور گوشوں میں ملتی تھیں مگر عام طور پر ظاہر نظر نہیں آتی تھیں۔ رسموں اور خارجی ریتوں کا ماننا اور روایات کی پابندی کرنا گویا قومی مذہب کی صورت کے ابھرے ہوئے خال و خد تھے۔ خدا کے

تعالیٰ پر سچا بھروسہ رکھنا اور اُس کی شریعت پر دلی حظ اُٹھانا اور اُس کی وفاداری اور صفت پر غور کرنا اور اُس کے وعدوں کے پورا ہونے کی راہ صبر سے دیکھنا وغیرہ ایسی باتیں قریباً مفقود ہو گئی تھیں لوگوں کی یہ حالت ہو گئی تھی کہ وہ زمانہ گذشتہ کے واقعات پر فخر کرتے اور اپنے تئیں خدا کے مقبول اور پسندیدہ سمجھتے تھے پر اپنی سیرت اور خصلت پر ذرا دھیان نہیں لگاتے تھے۔ وہ خیال کرتے تھے کہ مسیح آکر اسرائیل کی بادشاہت کو پھر بحال کریگا اور اسرائیل کے نام کو اس کثرت اور وسعت سے بزرگی بخشیگا کہ ویسی بزرگی داؤد اور سلیمان کے وقت میں بھی اُس کو نصیب نہیں ہوئی *

یُوحنّا کا کام۔ جس وقت ہمارا نجات دہندہ اپنے کام کے لئے ناصرت شہر میں چُپ چاپ تیار ہو رہا تھا اُسی وقت اُس کا پیشرو یعنی یُوحنّا بپتسمہ دینے والا ملک کے دوسرے انجام پر اپنے کام کے لئے تیاری کر رہا تھا۔ چونکہ یُوحنّا کاہن تھا اسلئے اغلب ہے کہ اُس نے وہ تعلیم بھی پائی ہوگی جو کاہنوں کو عموماً دی جاتی تھی۔ اور وہ یہ تھی کہ وہ شریعت اور نبیوں کی کتابوں میں پُوری پُوری تربیت پایا کرتے تھے۔ ممکن ہے کہ وہ تیس برس کا ہو کر (اور یہ وہ وقت تھا جبکہ کاہنوں کی تعلیم ختم ہوا کرتی تھی) اور رُوح سے ملبّس ہو کر بیابان میں چلا گیا اور جب تک اُس کی پبلک خدمت کا زمانہ نہ آیا وہیں رہا۔ اُن دنوں یہ طریق اختیار کرنا عام تھا۔ چنانچہ یوسیفس کی تحریر سے معلوم ہوتا ہے کہ کئی دیندار لوگ اپنے زمانہ کی خرابیوں اور دنیاداری سے تنگ آکر صحرا میں گوشہ نشینی اختیار کرتے تھے اور وہاں اپنے دینی خیالات کے مطابق اپنے پیروؤں کو تعلیم دیکر اُن کی تربیت کیا کرتے تھے یوسیفس خود ایک شخص کے پاس گیا جس کا نام بانس تھا جو جنگل میں رہتا اور ایسے کپڑے پہنا کرتا تھا جو درختوں کی چھال یا پتوں سے تیار کئے جاتے تھے اور ایسی چیزیں کھاتا تھا جو خود بخود زمین سے پیدا ہوتی تھیں اور دن ہو یا رات ٹھنڈے پانی سے غسل کیا کرتا تھا تاکہ اپنے بدن کو پاک رکھے اور وہ اُسے اپنا نمونہ بناکر تین برس تک اُس کے ساتھ رہا اور اپنا مدعا حاصل کر کے شہر کو واپس آیا"۔ پہلے پہل یُوحنّا اُن جنگلوں میں رہا کرتا ہوگا جو حبرون کے مشرق اور بحیرہ مُردار کے قرب وجوار میں واقع تھے جہاں داؤد اپنے تئیں ساؤل سے چھپایا کرتا تھا۔ اور ہمیں یقین ہے کہ وہ وہاں زبوروں کے مضامین میں مگن رہتا ہوگا اور خصوصاً اُن زبوروں پر سوچا کرتا ہوگا جن میں

مسیح اور اُس کی بادشاہت کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ لیکن جب اُس نے منادی کرنا اور
خاص کر بپتسمہ دینے کا کام شروع کیا تو اُس نے محسوس کیا ہوگا کہ اب ضرور ہے۔ کہ
اس خشک جگہ کو جہاں پانی نہیں ملتا" چھوڑیں اور یردن کے ساحلوں کی طرف
روانہ ہوں ؛

یسوع کا بپتسمہ۔ یوحنا بپتسمہ دینے والا گویا شریعت اور نبیوں کی رُوح کا مظہر
اور جامع تھا۔ اور زندگی اُس پاک اور مقدس تعظیم نے جو ابراہیم اور اضحاق اور یعقوب
کی خداپرستی اور دیگر عبرانی بزرگوں کی دینداری کی خاص صفت تھی۔ یوحنا بپتسمہ دینے
والے کو انسانیت کے معمولی خوف اور کمزوریوں سے آزاد کر رکھا تھا۔ اُس کا دل زمانہ کے
مروجہ گناہوں کو دیکھ کر حرکت میں آیا ہُوا تھا۔ کیونکہ جس طرز سے لوگ خدا کے شاہانہ اختیار
کو پامال کر رہے تھے اُس کا معائنہ اُس کے لئے بڑے افسوس کا باعث تھا۔ سو وہ
اب ایسے مضبوط دل کے ساتھ جو نہ انسان سے خائف اور نہ کسی اور چیز سے لرزاں تھا
اُن طرح طرح کی بُرائیوں پر جو رائج تھیں حملہ کرنے لگا۔ چنانچہ اُس نے سب لوگوں کو یہ
کہہ کر توبہ کی دعوت دی کہ "آسمان کی بادشاہت نزدیک ہے"۔ اور جنہوں نے اُس کے
پیغام کو قبول کیا اور گناہوں کی معافی کے لئے توبہ کے آثار ظاہر کئے اُس نے اُن سب
کو بپتسمہ دیا۔ وہ شروع ہی سے کہتا تھا کہ میں تو مسیح نہیں ہوں مگر مسیح آگیا ہے اور اُس
کا جلال اور رونق اسی درجہ تک وسیع اور کثیر ہے کہ میں اُس کی جوتی کا تسمہ بھی کھولنے
کے لائق نہیں ہوں۔ بیشمار لوگ اُس کی سُننے کے لئے آتے تھے اور جو اثر لوگوں پر
اُس کی منادی سے پیدا ہُوا وہ نہایت توجہ طلب تھا معلوم ہوتا تھا کہ لوگ اُس کی
سُن کر کم از کم کچھ عرصہ کے لئے اُسی مذہبی سرگرمی سے بھر گئے ہیں جو داؤد اور سلیمان
اور حزقیاہ کے زمانہ میں پائی جاتی تھی۔ کچھ مدت کے بعد مسیح خود ناصرت سے روانہ ہو کر
اور اسدرلان کے میدان میں سے گذر کر دریائے یردن کے کنارے یوحنا بپتسمہ دینے والے کے
مکان پر پہنچا اور اپنے تئیں بپتسمہ کے لئے اُس کے سامنے پیش کیا۔ یوحنا نے اپنی نالائقی
کو محسوس کر کے پس و پیش کی مگر یسوع نے اپنی درخواست پر بڑا زور دیا اور بپتسمہ پایا
اُسی وقت آسمان کھل گیا اور رُوح القدس کبوتر کی مانند نازل ہوئی اور اُس پر ٹھہری
اور اس کے ساتھ ہی آسمان سے یہ آواز بھی آئی۔ "یہ میرا پیارا بیٹا ہے جس سے میں خوش ہوں"

تھوڑے عرصہ کے بعد یسوع پھر یوحنّا کے پاس آیا اور یوحنّا نے اُس پر یہ گواہی دی۔ "دیکھو خدا کا برّہ جو جہان کا گناہ اُٹھائے جاتا ہے"۔ یوحنّا کے ان خوبصورت الفاظ سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ مسیح کے کام کی نسبت بڑا صاف علم رکھتا تھا۔ یعنی وہ جانتا تھا کہ وہ گناہ کا اُٹھانے والا اور فدیہ دینے والا نجات دہندہ ہے۔ اور اس طرح کا علم بہت کم دینداروں کو حاصل تھا۔

ہیرودیس انتیپاس اور یوحنّا کی موت۔ لیکن اٹھارہ مہینے بعد اس بزرگ اور بہادر شخص کے کام کو ہیرودیس انتیپاس نے جو گلیل کا حاکم تھا بند کر دیا۔ اور وجہ یہ ہوئی کہ یوحنّا اپنی سچائی کے سبب اُس کی خفگی کا شکار ہؤا۔ اُن دنوں یہ نالائق حرکت بکثرت مروّج تھی کہ شہزادے دوسروں کی جوروؤں کو اپنے گھر بیٹھا لیتے تھے اور اپنی بیگموں کو طلاق دیدیتے تھے۔ اگسٹس قیصر خود اس علّت میں گرفتار تھا اور اُس نے کئی اور اشخاص کو جبراً اس فعل بد کے ارتکاب پر آمادہ کیا۔ اور جب بڑے بڑوں نے ایسا شروع کیا تو یہ عین فطرت انسانی کے موافق تھا کہ یہ حرکت اَور بھی آزادی کے ساتھ سوسائٹی کے ادنٰے درجوں میں جا گھسے اور وہاں خرابی اور بے ترتیبی کو پھیلادے اور سوسائٹی کی جڑ کاٹ ڈالے۔ یوحنّا نے اپنی معمولی شجاعت کے ساتھ اس بدی پر اس شخص میں حملہ کیا جو ملک میں سب سے بڑا آدمی مگر اس کے پنجہ میں گرفتار تھا ہیرودیس نے اپنے بھائی فلپ کی بیوی ہیرودیاس کو اپنے پاس رکھ لیا تھا۔ مگر یوحنّا نے اُس کو بتادیا کہ ایسا کرنا گناہ ہے۔ اس پر ہیرودیس نے اُس کو قید کر دیا۔ اور جب ہیرودیاس کی بیٹی نے ہیرودیس کو ناچ کر خوش کیا اور اُس کے صلہ میں بادشاہ نے اُس سے کہا کہ جو مانگنا چاہتی ہے سو مانگ تو اُس نے یوحنّا کا سر مانگا۔ بادشاہ اس درخواست سے ناخوش ہؤا مگر اُس میں اتنی ہمّت نہ تھی کہ اس نفرت انگیز سوال کو ردّ کرے۔ نتیجہ یہ ہؤا کہ اُس مُقدّس شخص کا سر اُس بدچلن لڑکی کے حوالہ کیا گیا اس لڑکی میں بھی اپنی ماں کی طرح اُن ملائم اور حیا والی صفات کا نام و نشان نہ تھا جو عورات کی حقیقی زینت اور خوبصورتی سمجھی جاتی ہیں۔ گمان کیا جاتا ہے کہ یوحنّا قلعہ مکیرس میں جو یردن کے مشرق میں واقع تھا قید کیا گیا۔ کپتان ٹرسٹرم صاحب کو اس جگہ وہ کھنڈرات ملے جنہیں دیکھ کر اُن کو یہ خیال گذرا کہ یہ ایک قید خانہ کے کھنڈرات ہیں اور ناممکن نہیں کہ یہی وہ محبس ہو جہاں یوحنّا قید تھا۔ مگر ہیرودیس نے بھی اس شاہانہ طاقت کا جسے اُس نے ایسے بُرے

طور پر استعمال کیا تھا بہت دن تک مزہ نہ چکھا۔ کیونکہ اُس کی تکالیف کا سلسلہ ہیرودیاس کے
تعلق ہی سے شروع ہو گیا۔ چنانچہ اُس کی بیوی جو ارتیاس شاہ عرب کی بیٹی تھی اُس کی
اس کارروائی سے متنفر ہو کر اپنے باپ کے پاس بھاگ گئی۔ ارتیاس نے ہیرودیس کی سلطنت
پر حملہ کیا اور اُسے شکست دی۔ اس کے بعد ہیرودیس روم میں بڑی بے عزتی میں گرفتار
ہُوا اور ہسپانیہ کو جلاوطن کر کے بھیجا گیا جہاں وہ اور اُس کا خاندان سخت تکلیف میں مبتلا
ہو کر [illegible]

یسوع کی آزمائش۔ بپتسمہ پانے کے تھوڑے عرصہ بعد یسوع روح پاک کے وسیلہ
بیابان میں پہنچایا گیا جہاں شیطان نے اُس کی آزمائش کی۔ تین مرتبہ دشمن نے کوشش
کی کہ اُسے اُس پاک خدمت اور الٰہی بھروسہ کے راستہ سے گمراہ کرے جس پر اُس نے قدم
رکھا تھا۔ آزمائشیں یہ تھیں۔ اوّل اُس نے اُسے ایک ذاتی خواہش کے پورا کرنے کی ترغیب
دی یعنی بیابان کے پتھروں کو روٹی بنانے کا خیال اُس کے سامنے رکھا۔ اور پھر خودنمائی
کے لئے اُکسایا۔ یعنی ہیکل کے کنگورے پر سے گرنے کی ترغیب دی اور آخر کار اُسے ایک مکروہ
نفع کے لئے بہکانا چاہا اور یہ ترغیب دی کہ مجھے سب کا خداوند جان کر سجدہ کر اور اس کے صلہ
میں ساری چیزیں مجھ سے حاصل کر۔ لیکن یسوع نے ان تمام آزمائشوں کا مقابلہ کیا اور
سب کا جواب اُن الفاظ میں ادا کیا جو کلام اللہ سے اقتباس کئے گئے تھے۔ الفاظ "پہنچایا گیا"
اور نیز لفظ "بیابان" سے جس پر حرف تعریف اصل یونانی میں وارد ہُوا ہے ظاہر ہوتا ہے کہ آزمائش
کی جگہ ایک صحرائی قطعہ تھا جو اُوپر کے رخ یردن سے شروع ہوتا اور یروشلم اور یریحو کے مابین
واقع تھا۔ جسے یروشلم کے باشندے "وہ بیابان" یا الصحرا کہا کرتے تھے اور جو نیک سامری
کی تمثیل کے واقعات سے وابستہ ہے یریحو کے قریب ایک پہاڑی واقع ہے جو چالیس دن
تک روزہ رکھنے کے سبب سے قرنطنیا کہلاتی ہے۔ روایت ہے کہ اسی جگہ خداوند کی
آزمائش ہوئی۔ اور اس پہاڑی کی بنجر اور ویران سی خشک حالت اس گمان کی تائید کرتی ہے

اُس کی خانگی زندگی کا خاتمہ۔ آزمائش کے بعد جب یسوع اُس جگہ واپس آیا جہاں
یوحنا بپتسمہ دیتا تھا تو اُس نے اندریاس اور یوحنا اور شمعون اور فلپوس اور نتھانیل کو شاگرد
بنا کر اپنے ساتھ لیا۔ معلوم ہوتا ہے کہ ان لوگوں کو یسوع کا پُرفضل کلام سننے سے وہ روحانی
بینائی نصیب ہوئی جس کے ذریعہ اُنہوں نے جان لیا کہ وہ خدا کا بیٹا اور بنی آدم کا نجات دہندہ

ہے۔ اُنہوں نے اُس کا ایسا جلال دیکھا جیسا باپ کے اکلوتے کا جلال'' جو فضل اور سچائی سے معمور تھا۔ رسالت کے لئے وہ اس واقعہ سے کچھ مدّت بعد ہمارے خداوند نے خانگی گوشہ نشینی چھوڑ کر اپنا پبلک کام اُسی موقعہ پر اختیار کیا جبکہ اُس نے قانا میں شادی کی تقریب پر پانی کو مے بنا کر اپنا پہلا معجزہ دکھایا۔ معلوم ہوتا ہے کہ اس معجزہ کے وسیلے اُس نے اپنی انجیل کی اُس تاثیر کا پتہ دیا جو زندگی کی تمام خوشیوں کو ہر حال میں اور خصوصاً خاندانی دائرہ کے اندر دلپسند بناتی ہے اور ایسی صورت میں کہ عام چیزوں سے وہ سچا لطف پیدا ہوتا ہے جو عشرت کے بڑے بڑے ساز و سامان سے دستیاب نہیں ہوتا۔ اور جب اُس نے اپنی ماں کو جو اپنا مادری اختیار اس معاملہ میں برتنا چاہتی تھی یہ کہا۔ "اے عورت مجھے تجھ سے کیا کام۔ میرا وقت ابھی نہیں آیا" تو اُس نے یہ ظاہر کیا کہ مجھے آئندہ مریم کا بیٹا نہیں بلکہ خدا کا خادم تصوّر کرو۔ ضرور تھا کہ اب آگے کو لوگ اُسے خدا کا مسیح سمجھیں +

تیسری فصل

ہمارے خداوند کے کام کا ابتدائی حصّہ

یہودیہ میں کام۔ ہیکل کو صاف کرنا۔ نقودیمس۔ سامریہ کی عورت گلیل۔ کفرناحم۔ ناصرت کو جانا جھیل گلیل کے سیّاحوں کے بیانات۔ گنیسرت کا میدان۔ شہر۔ مچھلی پکڑنے کا کام۔ اردگرد کے پہاڑوں میں آرام پانے کی جگہ۔ بارہ رسولوں کا تقرّر +

یہودیہ میں کام۔ ہیکل کو صاف کرنا۔ ہمارے خداوند کے کام کا پہلا حصّہ زیادہ تر یہودیہ میں طے ہُوا۔ لیکن اس حصّہ کا تحریری بیان ہمارے پاس بہت تھوڑا پہنچا ہے۔ قانا سے واپس آنے کے بعد جو پہلا کام قلمبند ہے وہ یہ ہے کہ اُس نے ہیکل سے صرّافوں کو نکالا اور اپنے باپ کے گھر کو تجارت خانہ بننے سے بچانے کی کوشش کی۔ اگر قانائے گلیل کا معجزہ خاندانی زندگی کی اُس پاکیزگی اور برتری کی خبر دیتا تھا جو اُس کی طفیل سے وجود میں آنے والی تھی تو ہیکل کا پاک کرنا اس بات کی خبر دیتا تھا کہ الٰہی عبادت بھی

ہر طرح کے لوث سے پاک ہو کر اعلےٰ پایہ تک پہنچ جائیگی اور خدا کی ایسی تعظیم کی جائیگی جس کی نظیر اس
وقت موجود نہ تھی ٭

نقودیمس۔ اس کے بعد اس گفتگو کا ذکر آتا ہے جو اُس کے اور نقودیمس کے درمیان
واقع ہوئی۔ اس موقعہ پر وہ صرف ایک شخص کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور انسان کی پاکیزگی اور
نجات کا مضمون پیش کرتا ہے "اگر آدمی از سر نو پیدا نہ ہو تو وہ خدا کی بادشاہت کو دیکھ نہیں
سکتا" اور اس کے ساتھ ہی وہ الہٰی طریقہ بھی جس کے وسیلے انسان بربادی سے بچ سکتا ہے
ظاہر کیا جاتا ہے اور یہ امر بذریعہ اُس اشارہ کے ظاہر کیا جاتا ہے جو بیابان میں سانپ کے بلند
کرنے کی طرف پایا جاتا ہے۔ لیکن ہم کو اس بات کی خبر نہیں کہ یہودیہ میں کتنے دن تک کام
ہُوا اور نہ ہم یہ ہی جانتے ہیں کہ اُس سے کیا نتائج پیدا ہوئے ٭

سامریہ کی عورت۔ اس کے بعد جو واقعہ قلمبند کیا گیا ہے وہ اُس کا سفر ہے جو اُس نے
گلیل کی جانب اختیار کیا اور جس کے ضمن میں وہ گفتگو قلمبند ہے جو اُس کے اور سامریہ کی
عورت کے درمیان یعقوب کے کوئیں پر واقع ہوئی۔ یہاں بھی وہ ایک ہی شخص سے گفتگو کرتا
ہے اور یہاں بھی الہٰی پاکیزگی اور نجات کی ضرورت ظاہر فرماتا ہے۔ نقودیمس کے ساتھ گفتگو کرنے
میں وہ گویا ایک ایسے شخص سے ہمکلام ہُوا جو بڑا عزت دار اور بظاہر دیندار آدمی تھا اور
سامریہ کی عورت کے ساتھ جب باتیں کرنے لگا تو ایسی عورت سے ہمکلام ہُوا جو ایک بدنام اور
بدکردار عورت تھی۔ پر وہ دونوں کے لئے خوشی کی خبر رکھتا تھا عورت کے ساتھ گفتگو نجات کو پانی سے تشبیہ
دیکر شروع کی اور اُس پر ظاہر فرمایا کہ نجات بالکل مفت ملتی ہے "اگر تو خداوند کی بخشش کو
جانتی اور یہ بھی جانتی کہ وہ کون ہے جو تجھ سے کہتا ہے مجھے پانی پلا تو تُو اُس سے مانگتی
اور وہ تجھے زندگی کا پانی دیتا" ٭

گلیل۔ کفرناحم۔ ناصرت کو جانا۔ اس کے بعد ہمارے خداوند کے کام کا زیادہ
حصہ گلیل میں انجام پاتا ہے۔ اپنے کام کے شروع میں وہ ناصرت سے جو اُس کی رہائش گاہ
تھا اُٹھ کر کفرناحم میں آ گیا اور اُسے اپنا ہیڈ کوارٹر بنایا۔ کفرناحم کی جائے وقوع کو دریافت
کرنا آسان نہیں۔ تاہم اس میں شک نہیں کہ وہ اُس میدان میں واقع تھا جو جھیل گلیل
کے شمال مغربی ساحل پر پایا جاتا ہے یہ جگہ ناصرت کے مقابلہ میں اَور ہی طرح کی تھی۔ اس میں
کاروبار کا شور اور کام کرنے والوں کی حرکت زوروں پر تھی مگر نئے عہدنامہ کے پڑھنے سے

معلوم ہوتا ہے کہ کم از کم ایک مرتبہ وہ پھر ناصرت کو گیا اور اُس موقعہ پر سبت کے روز عبادت خانہ میں داخل ہوا اور یشعیاہ کی کتاب کے اکسٹھویں باب کا کچھ حصہ پڑھ کر سُنایا اور اُن پر اپنی بادشاہت کی روحانی برکتیں ظاہر کیں لیکن اہلِ ناصرت روحانی باتوں کا مذاق نہ رکھتے تھے وہ زیادہ تر یہ چاہتے تھے کہ اُن کو خوارق العادت قدرت کا تماشہ دکھایا جائے۔ اور جب مسیح نے ایسا کرنے سے انکار کیا تو وہ ناراض ہوئے اور اُن کا غصہ اس قدر بھڑک اُٹھا کہ اُسے ایک پہاڑ کی چوٹی کے ٹیلے پر لے گئے جس پر شہر بسا ہوا تھا۔ اور اگر وہ معجزانہ طور پر اپنے تئیں نہ بچاتا تو وہ اُسے نیچے گرا دیتے اس کے بعد کفرناحوم زیادہ خصوصیت سے اُس کا "اپنا شہر" کہلانے لگا۔ اور اگرچہ یہ اُس کا گھر تھا تو جھیل کا مشہور پانی وہ خاص جگہ تھی جو اُس کا گھر سمجھا جا سکتا تھا۔

جھیل گلیل۔ اور سیاحوں کے بیانات۔ یہ بات غور طلب ہے کہ کس طرح سیاح اس جھیل کا بیان کرنے میں ایک دوسرے سے اختلاف رائے رکھتے ہیں۔ ڈاکٹر ٹرسٹرم صاحب کے خیال کے مطابق یہ جھیل کمبرلینڈ اور ویسٹ مورلینڈ کی جھیلوں سے زیادہ لمبی اور خوبصورت ہے اور صرف لاک لامنڈ سے جو سکاٹلینڈ میں واقع ہے درجہ میں کم ہے۔ لیکن ڈاکٹر ایٹن صاحب کہتے ہیں کہ جو خیالات میں اُس کی خوبصورتی کی نسبت رکھتا تھا اُن سب چھوٹے چھوٹے خیالات بھی درست نہ نکلے۔ ڈین سٹنلے صاحب اُس کی خوبصورتی پر کسی طرح کی رائے نہیں دیتے بلکہ فقط اُس کے خاص خاص خال و خد کا ذکر کرتے ہیں۔ چنانچہ وہ فرماتے ہیں کہ قد و قامت میں یہ جھیل ۱۳ میل لمبی اور ۶ میل چوڑی ہے۔ لیکن جب شرقی ہوا صاف ہوتی ہے تو اس سے بھی چھوٹی دکھائی دیتی ہے۔ اور جس سبب سے وہ انگلستانی جھیلوں سے مختلف معلوم ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ وہ ایک گہرے نشیب میں واقع ہے جس کی وجہ سے اُس میں کسی قدر وہی اجنبی اور ان نیچرل خاصیت پائی جاتی ہے جو بحیرہ مردار سے خاص ہے۔ مشرقی جانب کی پہاڑیاں چپٹی سی ہیں مگر شمال اور مغرب کے رُخ جو پہاڑ پائے جاتے ہیں وہ مختلف قد و قامت اور خوبصورتی سے مالا مال ہیں۔ جب کوئی مسافر ان چٹانی دیواروں میں سے جو اس جھیل کو گھیرے ہیں نیچے اُترتا ہے تو اُسے کھجور کے درخت اور دیگر اشجار جو گرم آب و ہوا میں پیدا ہوتے ہیں ملتے ہیں۔ جھیل کے جنوبی حصہ میں تبریاس کے گرم چشمے آتے ہیں جو ظاہر کرتے ہیں کہ آتشفشانی کا وہ عمل جس نے گذشتہ زمانوں میں تمام علاقہ پر بڑا اثر کیا اب بھی کسی قدر اپنا کام کر رہا ہے۔ جھیل کے کنارے کنارے ریت کا ہموار ٹکڑا چارو

طرف موجود ہے اور اسی جگہ سے پہاڑ بھی شروع ہو جاتے ہیں اور عموماً آہستہ آہستہ پُر گیاہ ڈھلوانوں کی صورت میں اُٹھتے جاتے ہیں اور کہیں کہیں اونچے ٹیلے بھی آجاتے ہیں ساحل پر جابجا خوبصورت اولینڈر اور دیگر اشجار پر بہار اپنا جلوہ دکھاتے ہیں۔ مغربی اطراف چشموں کی کثرت سے ایسی سبزی اور زرخیزی سے مالا مال ہیں جو مشرقی نواح کو نصیب نہیں۔

گنیسرت کا میدان۔ ساحل کے ایک حصہ پر یعنی اُس کے شمالی مغربی کونے پر پہاڑ ذرا پیچھے ہٹے ہوئے ہیں اور اس سبب سے وہاں ایک ہموار اور سیراب اور زرخیز میدان موجود ہے جو دو میل چوڑا اور تین یا چار میل لمبا ہے۔ یہی میدان گنیسرت کی سرزمین یا ملک کہلاتا ہے جس کا ذکر مسیح کی تعلیم اور کام کے متعلق بہت آتا ہے چار چشمے اپنی نہروں سے اس کو سیراب کرتے ہیں۔ بڑے بڑے اناج کے کھیتوں سے زمین کی زرخیزی و زرریزی کا حال کھلتا ہے ساحل کے آس پاس اولینڈر وغیرہ درختوں کا ایک بڑا جنگل موجود ہے جہاں بے شمار جانور پناہ پاتے ہیں۔ غرضیکہ تمام قطعہ کی شکل کو دیکھ کر صدوم کی وادی کا نقشہ آنکھوں میں کھچ جاتا ہے اور خیال گذرتا ہے کہ وہ بھی لوط کے دنوں میں ایسی ہی ہوگی۔ وہ اُس سے آگے کہ خداوند نے صدوم اور عمورہ کو برباد کیا خداوند کے باغ اور مصر کے ملک کی مانند خوب سیراب تھی ؛

شہر۔ ہمارے خداوند کے زمانہ میں جھیل کا شمالی مغربی کنارہ شہروں اور گاؤں سے بھرا ہوا تھا۔ چنانچہ اس جگہ کفرناحم اور خرازین اور ایک بیت صیدا اور مگدلا اور دیگر شہر آباد تھے۔ مگر ان دنوں یہ بھی معلوم نہیں کہ وہ کس جگہ آباد تھے۔ ماسوائے اُن حرفوں اور پیشوں کے جو خشکی پر کئے جاتے تھے کفرناحم کے نزدیک ماہی گیری کا کام بڑی کثرت سے انجام پاتا تھا۔ دو گاؤں جو کہ جھیل کے کنارے واقع تھے مغربی اور مشرقی بیت صیدا کہلاتے تھے۔ لفظ بیت صیدا کے معنی "مچھلی کا گھر" ہیں اور یہ نام اُن کو اسلئے دیا گیا تھا کہ وہاں مچھلیاں کثرت سے پکڑی جاتی تھیں۔ اور ان تمام جگہوں سے سینکڑوں مچھوے جھیل پر آکر اپنا کام کیا کرتے تھے اور جب ہم ان کے ساتھ کشتی سازوں کی گروہ اور ان کشتیوں کو بھی جو تجارت اور تفریح اور سفر کے لیئے استعمال کی جاتی تھیں دیکھتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ تمام جگہ زندگی اور طاقت کا ایک عجیب مرکز ہوگی۔ جھیل کی سطح پر جابجا ان کشتیوں کے جو پہاڑی ہوا کے زور سے چلتی ہونگی بادبان دکھائی دیتے ہونگے اور اُدھر کنارے پر مکانات

اور محل اور یہودیوں اور رومیوں کے عبادت خانے اور مندر چمک کر اپنا جلوہ دکھاتے ہونگے اُس زمانہ کی حالت اور جھیل کی موجودہ غیر آباد حالت میں کیسا زمین و آسمان کا فرق ہے۔ ڈاکٹر ٹامسن صاحب بیان کرتے ہیں کہ جب انہوں نے اس جھیل کو دیکھا اُس وقت صرف ایک کشتی اُس کی سطح پر چلتی تھی ٭

ماہی گیری۔ یہ جگہ گلیل کے لئے گویا کارخانوں کی جگہ تھی۔ لوگ اپنے اپنے کام میں مصروف اور اپنے اپنے حرفہ میں مشغول نظر آتے تھے اور ہر طرف دوڑ دھوپ کا بازار گرم دکھائی دیتا تھا۔ تاجر اور سیاح چاروں طرف سے یہاں آتے تھے۔ اور وہ یسوع کی شہرت جلد جلد تمام ملک میں پھیلاتے ہونگے۔ یہاں ہر فرقہ اور جماعت کے لوگوں کو دیکھنے کا موقعہ ملتا ہوگا یہاں وہ تھکے اور بڑے بوجھ سے لدے ہوئے نظر آتے ہونگے جو اُس گرم ملک میں اپنی مشقت اور محنت کے مارے اپنے بوجھوں کے نیچے دبے جاتے ہونگے۔ یہیں محصول لینے والے پانی کے کنارے اپنی اپنی محصول کی چوکیوں پر بیٹھے دکھائی دیتے ہونگے۔ رومی سپاہی غلاموں کے ساتھ شاہی محل کی محافظت کرتے یا اُن چیزوں کی نگہبانی کرتے دکھائی دیتے ہونگے جو بیرونی دیس کے حق میں مفید تھیں وہ عورتیں جو گنہگار تھیں دولت کے سبب یا اس جگہ کے رہنے والوں کی بدکاری کے باعث یہاں آئی تھیں اور وہ مضبوط ملاح بھی یہاں موجود تھے جو اُس پُر وفا اور شکرگذار روح سے معمور تھے جس کے سبب سے وہ مشہور تھے اور جن میں وہ محنت اور ملائمت کی روح پائی جاتی تھی جو مسیح اپنے شاگردوں کے لئے چاہتا تھا جھیل کی وسیع ماہی گیری میں مسیح کے ایام میں ایک نئی دلچسپی پیدا ہوئی۔ دو کشتیوں کا کنارے پر آنا۔ شمعون اور اندریاس کا اپنے جالوں کو پانی میں ڈالنا۔ یعقوب اور یوحنا کا کنارے پر اپنے جالوں کو دھونا اور مرمت کرنا۔ اُن کا ساری رات محنت کرنا اور کچھ نہ پکڑنا مگر پھر مچھلیوں کا اس کثرت سے آنا کہ جال کا ٹوٹنے لگنا۔ فیلبوس اور اندریاس اور شمعون کا بیت صیدا سے علاقہ رکھنا جو کہ ماہی گیری کا گھر تھا۔ پہلی مچھلی کے پکڑنے کے لئے کانٹے کو پانی میں ڈالنا۔ جال کا پانی میں پھینکا جانا اور اُس کا ہر طرح کی مچھلیوں کو سمیٹ لانا۔ یہ سب باتیں ایسی ہیں جو سوائے اس ایک جگہ کے اور کسی جگہ فلسطین میں واقع نہیں ہو سکتی تھیں اور یہ ایسی باتیں ہیں جو اس ایک جگہ سے پیدا ہو کر تمام مہذب دنیا کی دینی زبان میں سرایت کر گئی ہیں۔ اور جنہوں نے اپنی شرح بلکہ کئی موقعوں پر اپنی غلط شرح سے قوموں کو تبدیل کر دیا۔

اور یوروپ کی سلطنتوں کو ہلا دیا ہے ۔

اردگرد کے پہاڑوں میں آرام پانے کی جگہ۔ جب یسوع اس کثیر آبادی کے درمیان لوگوں کی روحانی تکلیفوں کو محسوس کر کے کام کیا کرتا تھا اُس وقت اُسے اور کسی طرح آرام نہیں ملتا تھا۔ سوائے اس کے کہ وہ اس جگہ کو چھوڑ کر دوسری جگہ جائے وہ پہاڑ جو جھیل گنیسرت کے اردگرد واقع تھے اور خصوصاً وہ جو کہ مشرقی جانب پر موجود تھے اُن میں ایسے تنہا مقام پائے جاتے تھے جہاں وہ حسب خواہش اور بڑی آسانی کے ساتھ آرام حاصل کر سکتا تھا۔ پس اُسے ساحل سے فقط چند میل جانا پڑتا تھا یا یوں کہیں کہ اُسے جھیل عبور کر کے فقط اُن پہاڑوں میں داخل ہونے کی ضرورت تھی جو جھیل کے اُس طرف واقع تھے تاکہ ایسی جگہ میں جا لگے جو خاموشی اور تنہائی کے اعتبار سے ایسی ہی ہو جیسی اُس کی رہائش گاہ کام کاج کے شور و غل کے سبب سے تھی یہی وجہ ہے کہ اُن پہاڑوں کا ذکر انجیلوں میں پایا جاتا ہے جہاں وہ اپنی دعا میں صرف کر دیتا تھا اور اُن ویرانوں کا جہاں وہ اپنے شاگردوں کو جھیل کی دوسری طرف آرام کے لئے بلا لیا کرتا تھا۔ جس وقت [illegible] ہوتی اُسی وقت ایک گھنٹہ بھر کا چلنا یا کشتی پر سوار ہونا۔ اُسے کفرناحوم کی گلیوں کے شور و شوغا سے نکال کر صحرا کی سب سے خاموش جگہ میں پہنچا دیتا ہو گا ۔

بارہ رسولوں کا تقرر۔ یسوع نے اپنے کام کے شروع میں ایک عجیب طریقہ اختیار کیا۔ تاکہ اُس سے اُس کا کام ترقی پائے اور اُس کے گذر جانے کے بعد بھی جاری رہے یعنی اُس نے رسولوں کا مکتب جاری کیا اس کی کیفیت یہ ہے کہ رات بھر دعا مانگنے کے بعد اُس نے اپنے شاگردوں میں سے بارہ کو بلایا اور بڑی سنجیدگی سے اُن کو خدمت کے لئے مخصوص کیا۔ اُن میں سے زیادہ تر غریبوں میں سے بلائے گئے تھے لیکن وہ بڑے دیانتدار اور سرگرم لوگ تھے وہ ان پڑھ تھے اور بسا اوقات اپنی خود رائی کو کام میں لاتے تھے۔ ان بارہ میں سے تین یعنی پطرس اور یعقوب اور یوحنّا خاص خاص موقعوں پر بھی اُس کے ساتھ رہتے تھے یہ تمام رسول اُس کی خدمت کے تمام زمانہ میں اُس کی پیروی کرتے رہے اور تعظیم اور محبّت میں بڑھتے رہے۔ لیکن ان وفاداروں کے درمیان ایک افسوسناک مستثنےٰ بھی تھا اور وہ اُس کا پکڑوانے والا یہوداہ سکریوطی تھا جس کی زمینی زندگی کبھی اس عرشِ معلّےٰ تک نہ پہنچی جہاں یسوع اُس کو پہنچانا چاہتا تھا ۔

چوتھی فصل

ہمارے خُداوند کے کام کا درمیانی اور آخری حصّہ

مسیح کے کام کے مقامات۔ پہاڑی وعظ۔ اُس کے لوازمات۔ تمثیلات۔ بیج بونے والا۔ گنیسرت کی جھیل اور میدان کے متعلّق خیالات۔ صور و صیدا۔ قیصریہ فلپّی۔ مسیح کی صورت کا تبدیل ہونا۔ کوہ ہرمون۔ سامریہ کو جانا۔ مسیح یعقوب کے کوئیں پر۔ سامریوں کی نسبت اُسکے خیالات۔ جنوب کے نظارے یروشلم میں۔ بیت عنیا کا خاندان ؛

مسیح کے کام کے مقامات۔ پہاڑی وعظ۔ ہمارے خداوند کے کام کی اصل جگہ تو گلیل کا علاقہ تھی مگر اور جگہوں کی طرف بھی وہ اپنی توجہ مبذول کیا کرتا تھا۔ گلیل میں بیشمار لوگ اس کی نصیحت اور منادی کو سُننے لگ گئے۔ ایک بڑے موقعہ پر وہ لوگوں کی بھیڑ کو دیکھکر پہاڑ پر چڑھ گیا اور اُن کو وہ نصیحتیں دیں جو اُس کی شائع شدہ تقریروں میں سب سے لمبی تقریر میں پائی جاتی ہیں۔ اب اُس پہاڑ کا ٹھیک پتہ نہیں ملتا۔ اور جسے عموماً مبارکبادیوں کا پہاڑ کہتے ہیں وہ ایک مربّع شکل پہاڑی ہے جو میدان حاتّین میں واقع ہے اور ۶۰ فیٹ سے زیادہ اونچی نہیں۔ وہ دو چوٹیاں رکھتی ہے جن کے درمیان ایک چبوترہ سا واقع ہے۔ اس وعظ کو اُس کی انجیل کا مفصّل بیان نہیں کہنا چاہئے بلکہ اُسے اُس کی انجیل کی تیاری سمجھنا چاہئے۔ اس وعظ نے اُس کی بادشاہی کی خاصیت کو اُس کے متواتر حصّوں میں ظاہر کیا یعنی یہ بتادیا کہ اُس کے قواعد اور اُس کی رُوح اور اُس کے پھل اور نتائج کیا ہیں۔ اس میں برکت کے خواہشمندوں کے لئے فضل آمیز باتیں بکثرت پائی جاتی ہیں۔ پہلے ہی الفاظ نے جو اس طرح شروع ہوتے ہیں "مبارک وہ جو دل کے غریب ہیں کیونکہ آسمان کی بادشاہت اُنہیں کی ہے" ظاہر کردیا کہ جو دل کے پست ہیں اور اپنی ضرورت کو محسوس کرتے اور مان لیتے ہیں کہ ہم محتاج ہیں اُن کے لئے خدا کی مالا مال اور پرجلال برکت کے کیسے خزانے کھل گئے ہیں۔ اس وعظ نے خدا کی پدرانہ خاصیت کو بڑی خوبصورتی سے آشکارا کیا اور اس کے ساتھ ہی الٰہی شریعت کی روحانیت اور گہری نظر کو بھی عیاں کردیا اور صاف

صاف دکھادیا کہ کسی گنہگار کا شریعت کی سزا سے چھوٹنا ممکن نہیں۔ نیز مسیح نے اپنی سب سے پہلی تقریر میں یہ بھی ظاہر کردیا کہ بنی آدمی آدم کا انصاف کرنا بھی میرا ہی حق ہے۔ چنانچہ اُس نے فرمایا۔ ”بہتیرے مجھ سے اُس دن کہینگے اے خداوند اے خداوند کیا ہم نے تیرے نام سے نبوت نہیں کی۔“ پس یہ مناروا نہیں کہ اُس نے پہلے صرف ایک مصلح کے طور پر اپنا کام شروع کیا اور پھر رفتہ رفتہ مسیح اور خدا کا بیٹا ہونے کا دعوےٰ کیا *

اِس وعظ کے لوازمات۔ اُن قدرتی اشیاء نے جو اُن نظاروں میں اپنا جلوہ دکھا رہی تھیں ہمارے خداوند کے اس وعظ کے لئے بہت سی مثالیں اور نظیریں بہم پہنچائیں۔ مثلاً گل لالہ وغیرہ نے جو نچلے میدان میں موجود تھا کھیت کے سوسنوں کا نقشہ یاد دلایا۔ اور اُن بے شمار جانوروں کو دیکھ کر جن کے چمکیلے اور رنگین پر اپنا لطف دکھا رہے تھے اور جو جھیل کے نزدیک درختوں میں اُڑتے پھرتے تھے ”ہوا کے پرندے“ یاد آئے۔ اور اسی طرح وہ کھیت اور چٹان اور سمندر اور جنگل جو وہاں موجود تھے اُس کی اس رقت انگیز نصیحت میں جگہ پاتے ہیں ”تم میں سے کون ایسا ہے جس کا بیٹا اگر اُس سے روٹی مانگے تو وہ اُسے پتھر دے یا اگر وہ اُس سے مچھلی مانگے تو وہ اُسے سانپ دے۔“ شاید ایک طرف کسی ایسی راہ کو دیکھ کر جو دو شہروں کے درمیان پائی جاتی تھی اور جس پر سے بہت لوگ گذرتے تھے اور اُس کے مقابل کسی تنہا پہاڑی راہ کو دیکھ کر کشادہ اور تنگ راہ کا خیال دل میں گذرا ہوگا اور اسی طرح ایک طرف کسی مضبوط عمارت کو جو چٹان پر بنی ہوئی ہوگی اور دوسری طرف ایک کمزور جھونپڑی کو جو کسی سردی میں بہنے والی ندی کے ریتلے پاٹ میں کھڑی ہوگی دیکھ کر دانا اور نادان گھر بنانے والوں کی وہ مثال اُس کے دل میں پیدا ہوئی ہوگی جس سے یہ پہاڑی وعظ ختم ہوتا ہے *

تمثیلات۔ مسیح کے تعلیم دینے کے تمام طریقوں میں سے تمثیل کا طریقہ سب سے زیادہ اختصاص کے لائق ہے۔ یہ طریقہ بالکل مشرقی طریقہ تھا کیونکہ مسیح پورے پورے طور پر ایک مشرقی اُستاد تھا۔ مسیح سے پہلے بھی یہ طریقہ کبھی کبھی استعمال کیا جاتا تھا۔ مگر اُس کے ہاتھ میں آکر کمال کو پہنچ گیا۔ اور بڑی غور طلب بات یہ ہے کہ اُسے رسولوں نے مشکل سے کبھی استعمال کیا ہے۔ پس ہم کہہ سکتے ہیں کہ یہ طریقہ مسیح کے ہاتھ میں کمال کو پہنچا اور اُسی کے ساتھ اُس کا اختتام بھی ہوا۔ مسیح کی تقریروں کی فہرست میں سینتالیس تمثیلیں داخل ہیں اور وہ کچھ کچھ تو صداقت کو چھپاتی ہیں اور کچھ کچھ اُسے روشن کرتی ہیں تمثیلی طریقہ اسواسطے

استعمال کیا گیا کہ تحقیق کو تحریک ملے اور وہ لوگ جو سچائی کی اس طرح تلاش کرتے تھے جس طرح چھپے ہوئے خزانہ کی کیا کرتے ہیں اپنا اجر پائیں +

بیج بونے والا۔ اُن تمثیلوں میں سے جو ارد گرد کے قدرتی نظارے سے اپنا رنگ ڈھنگ اخذ کرتی ہیں بیج بونے والے کی تمثیل خاص طور پر توجّہ کے لائق ہے ڈین سٹنلے صاحب فرماتے ہیں کہ اس پہاڑی پہلو میں گھسنے سے جو میدان گنیسرت سے لگا ہُوا ہے اس بڑی تمثیل کا ہر حصّہ صاف صاف ہم پر ظاہر ہو گیا۔ وہاں وہ اناج کا لہراتا ہُوا کھیت تھا جو لب جو واقعہ تھا اور اُسکے بیچوں بیچ سے وہ راستہ گذرتا تھا جو پاؤں سے دب کر سخت ہو گیا تھا کوئی باڑ یا دیوار وہاں نہ تھی جو بیج کو اُس کے ادھر اُدھر کے کناروں پر گرنے سے یا خود اُس پر گرنے سے روکتی۔ یہ راستہ گھوڑوں اور خچروں کے قدموں اور بنی آدم کے پاؤں سے پتھر بن رہا تھا۔ اسی طرح وہاں وہ زرخیز اچھی زمین بھی موجود ہے جو اُس تمام میدان اور اُس کے گرد نواح کو باقی بنجر پہاڑیوں پر جو اَور جگہ جھیل تک پہنچتی ہیں امتیاز بخشتی ہے اور جو تمام جگہ جہاں کسی طرح کا رخنہ نہیں پڑتا کثرت سے اناج پیدا کرتی ہے اسی طرح پہاڑی پہلو میں وہ چٹانی زمین موجود ہے جو کسی کسی جگہ اناج کے کھیتوں میں اُبھری ہوئی تھی اور کہیں کہیں گھاس دار ڈھلوانوں میں دکھائی دیتی اور وہاں کانٹوں کی جھاڑیاں بھی ہیں جو نبق کہلاتی ہیں۔ یہ اُسی قسم کے کانٹے ہیں۔ جن کا روائت کے مطابق مسیح کا تاج بنایا گیا تھا۔ یہ خار دار جھاڑیاں لہراتی ہوئی گیہوں کے بیچوں بیچ پھلدار درختوں کی طرح اُگ رہی ہیں +

گنیسرت کی جھیل اور میدان کے متعلق خیالات کیسی نصیحتوں سے بھرے ہوئے بیش قیمت کلمات کیسی رحمت اور محبّت کے کام اور کیسی کیسی جلالی رویتیں اور نظارے آسمانی بادشاہت کے متعلّق اس جھیل اور اس چھوٹے سے میدان کے ساتھ وابستہ ہیں جو کلمات یہاں بیان ہوئے اور جو کام یہاں کئے گئے اگر ہم اُن کی رُوح اور مطلب کو دل میں جگہ دیں تو ہم پر کیسا اثر ہو۔ مثلاً کیسے کیسے کم اعتقادی کے خیالات اُن سے تنبیہ پائیں۔ اور کیسے کیسے بھاری تفکرات دم میں دور ہو جائیں۔ کیا ہم گناہ کے جرم کے احساس سے بیچین ہو رہے ہیں؟ دیکھو اسی جگہ وہ گھر آباد تھا جس کی چھت پھاڑ کر مفلوج کو نیچے اُتارا اور جہاں یہ کلمات مسیح کی زبان مبارک سے نکلے "اے بیٹے خاطر جمع رکھ تیرے گناہ معاف ہوئے"۔ کیا ہم اپنی اندرونی بیماری اور خرابی کے سبب رنجیدہ ہیں؟ دیکھو اسی جھیل کے کنارے رومی محصول لینے والوں کی چوکی تھی جہاں محصول لینے والوں

اور گنہگاروں کی ضیافت میں کھڑے ہو کر اُس نے یہ کہا۔ "تندرستوں کو حکیم درکار نہیں بلکہ بیماروں کو۔ میں راستبازوں کو نہیں بلکہ گنہگاروں کو توبہ کے لئے بُلانے آیا ہوں"۔ کیا ہم شیطان کی خاص آزمائشوں یا رُوح کی خاص کمزوریوں کا مقابلہ کر رہے ہیں؟ یاد کرو کہ انہیں جگہوں میں سے ایک جگہ یعنی کفرناحوم کے عبادتخانے میں یسُوع نے ایک ناپاک رُوح کو دھمکا کر کہا تھا "چپ رہ اور اُس میں سے نکل جا"۔ اسی جگہ اُس نے اندھوں کو بینا اور کوڑھیوں کو پاک صاف کیا۔ اسی جگہ گدارا کے ساحل پر جہاں ہرے ہرے ڈھلوان میدان اور اونچے اونچے ٹیلے جھیل کی طرف اُترتے ہیں اور جہاں وادی کے مُنہ کے پاس چٹانوں میں کھدی ہوئی قبریں دکھائی دیتی ہیں ایک دیوزدہ میں سے بدرُوحوں کا تمن نکالا گیا جو سؤروں کے غول میں جا گھسا تھا۔ اسی میدان میں وہ عورت جس کے خون جاری تھا بھیڑ میں سے گذر کر اُس کے پاس آئی اور اُس کے دامن کو چھوا اور یہ تسلی بخش کلام سُنا۔ "بیٹی خاطر جمع رکھ تیرے ایمان نے تجھے چنگا کیا"۔ کیا ہم اپنی رُوحوں میں گناہ اور تشویش اور غم کے ملے ہوئے بوجھ تلے دبے جاتے ہیں؟ دیکھو انہیں کناروں پر یہ کلام خیر انجام کہا گیا تھا۔ "اے تم جو تھکے ماندے اور بڑے بوجھ سے دبے ہو میرے پاس آؤ اور میں تمہیں آرام دونگا"۔ کیا کبھی ہمارے بے اعتقاد دل اس بات سے ڈرتے ہیں کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ ہم محتاجی کی حالت میں چھوڑے جائیں۔ دیکھو اسی سامنے جنگل میں اُس نے پانچ روٹیوں اور دو مچھلیوں سے پانچ ہزار لوگ آسودہ کئے۔ کیا ہم کبھی ایسا محسُوس کرتے ہیں کہ گویا ہمارا مالک ہم کو بھول گیا اور مخالف ہوائیں آندھی کی طرح ہماری کشتی کو چکنا چور کر رہی ہیں۔ دیکھو اس جھیل کو جس کی سطح پر وہ سخت طوفان چل رہا تھا جس کے سبب سے اُس کے شاگرد اُس وقت جبکہ وہ سو رہا تھا چلا کر یہ کہنے لگے۔ "اے اُستاد کیا تجھے فکر نہیں کہ ہم ہلاک ہوئے جاتے ہیں"۔ یاد کرو کہ یہ سُن کر وہ اُٹھ کھڑا ہُوا اور اُس نے طوفان اور موجوں کو ڈانٹا اور بڑا امن ہو گیا۔ کیا ہم کبھی کبھی اُس کی محبت اور خدمت میں سُست ہو جاتے ہیں۔ یاد کرو کہ ایسے ساحل کے سنگریزوں پر ہمارا خداوند مُردوں میں سے جی اُٹھنے کے بعد اپنے شاگردوں کو دکھائی دیا۔ یہیں اُس نے یہ دل کو جانچنے والا سؤال پطرس سے کیا۔ "کیا تو مجھے پیار کرتا ہے"؟ اور یہیں اُس نے اُس کو یہ حکم دیا۔ "میرے پیچھے پیچھے آ"۔ "ہاں اے جھیل گلیل اگرچہ تیرے پہاڑ اب بنجر پڑے ہیں اور تیرے شہر اور گاؤں اُجاڑ اور تیرے کھیت اور باغات برباد ہو گئے ہیں۔ اور اگرچہ مجھے تیرے پانی کے پاس نظر نہیں آتے و باشندے

تیرے ساحلوں پر دکھائی نہیں دیتے۔ تاہم یہ بے درخت اور خشک پہاڑ۔ یہ غیرآباد کھنڈرات یہ برباد کھیت اور تیرا پانی جس پر اب کوئی نظر نہیں آتا تھکے ہوئے مسافروں کی تسلّی کا باعث ہیں۔ گو انقلاب روزگار نے اس جگہ میں بڑی بڑی تبدیلیاں پیدا کر دی ہیں مگر یسوع ہمیشہ یکساں رہتا ہے۔ اور ہم اُس وقت بھی ایمان کے وسیلے خوشی اور سلامتی سے معمور ہوتے ہیں جبکہ ہر ایک شے جس پر ہماری آنکھ ٹکتی ہے ہمیں یسوع کی محبّت اور رحم یاد دلاتی ہے۔ بحیرہ گلیل کی ہواؤں سے جو صدا آتی ہے وہ یہی ہے "تم پر سلام"۔ "سلامت جا" اور اس صدا کو سُن کر رُوح جواب دیتی ہیں۔ "ہاں کیونکہ وہی میری سلامتی ہے"۔

صور اور صیدا۔ گلیلی کا علاقہ نہایت آباد تھا۔ یوسیفس کے بیان کے مطابق اُس میں دو سو چار شہر اور گاؤں بستے تھے۔ معلوم ہوتا ہے کہ ہمارا خداوند کئی بار اس علاقہ میں سے عبادت خانوں میں تعلیم دیتا اور ہر طرح کی بیماریوں کو چنگا کرتا ہؤا گذرا۔ علاوہ اس کے وہ دور دور جگہوں میں بھی گیا۔ ایک دفعہ شاید ہیرودیس کی حدود سے باہر جانا مناسب سمجھ کر فنیکی کے علاقہ میں صور اور صیدا کے کنارے تک پہنچا۔ باوجودیکہ اس وقت شہر صور پر طرح طرح کے انقلابات وارد ہو چکے تھے تو بھی وہ اب تک مضبوط جگہ اور آباد بندرگاہ تھا۔ گو اب یونان کے تجارتی شہروں نے کسی قدر اُسکی رونق مدھم کر دی تھی تاہم اُس میں تجارت کا وہ بازار گرم تھا جس نے نبیوں کے زمانہ میں اُسکے سوداگروں کو شہزادے اور اُس کے بیوپاریوں کو دنیا کے مُعزز بنا رکھا تھا۔ مسیح کے دل پر جو اثر اس ملک نے پیدا کیا اُسکی نسبت صرف ایک اشارہ موجود ہے اور وہ یہ کہ اُسے دیکھ کر مسیح نے محسوس کیا کہ میرے ملک کے لوگوں کی نسبت یہاں کے لوگوں کے درمیان عمدہ اور سچّی نصیحتوں اور تاثیروں کو قبول کرنے کا زیادہ مادہ پایا جاتا ہے چنانچہ جب اُس نے خرازین اور بیت صیدا کو بہ سبب ان کی ناتائبی کے ملامت کی تو اس پر یہ عجیب گواہی بھی اضافہ کی "۔ جو معجزے تم میں ظاہر ہوئے اگر وہ صور اور صیدا میں ظاہر ہوتے تو ٹاٹ اوڑھ کر اور خاک میں بیٹھ کر کب کے توبہ کر لیتے" مسیح کے یہاں وارد ہونے کے متعلق صرف ایک ہی واقعہ بیان کیا گیا ہے اور وہ سارافنیکی عورت کی بیٹی کا چنگا کرتا ہے۔ مسیح نے مایوس کرنے والے جوابوں سے اُس کے ایمان کو آزمایا مثلاً اُسے کہا کہ تُو اسرائیل کے گھرانے کی نہیں اور بچّوں کی روٹی لیکر کتّوں کو دینا واجب نہیں مگر اُس عورت کے جوابوں سے ظاہر ہؤا کہ وہ اپنی نالائقی کو بہت اچھّی طرح پہچانتی تھی مگر باوجود اس کے اُس پر پُورا پُورا ایمان رکھتی تھی۔ پھر اُس مہربانی سے جو اُس نے اُس عورت پر کی

بخوبی آشکارا ہو گیا کہ کنعان کی اولاد بھی جس پر فتوے دیا گیا تھا اور لعنت بھیجی گئی تھی اُس کی محبت کے دائرہ اور اُس کی برکتوں کے احاطہ سے خارج نہیں ؛

قیصریہ فلپی۔ دوسری جگہ جو دور واقع تھی اور جہاں مسیح گیا قیصریہ فلپی کا علاقہ تھا جو یردن کے منبع کے قریب واقعہ تھا۔ یہ قیصریہ پہلے پنیاس کہلاتا تھا۔ تھوڑا عرصہ ہُوا کہ اس کی مرمت چوتھائی کے حاکم فلپ نے کروائی تھی اور اُسے قیصر تبریاس کے نام پر قیصریہ اور اپنے نام پر فلپی نامزد کیا تھا۔ یہ شہر کوہ ہرمون کے دامن میں اُس خوبصورت وادی کے مدخل پر آباد تھا جو لبنان اور انٹی لبنان کی چوٹیوں کے درمیان واقع ہے شہر دان سے جو اگلے زمانہ میں فلسطین کی شمالی حد کا شہر سمجھا جاتا تھا اور جس میں یربعام کے بچھڑے کا معبد تھا اس سے چند ہی میل کے فاصلہ پر واقع تھا۔ جب اہل مقدونیہ نے یہ ملک اپنے قبضہ میں کر لیا۔ تو اس وقت اُنہوں نے اپنے دیوتا پان کے لئے جو چوپاؤں کا محافظ سمجھا جاتا تھا ایک معبد تعمیر کیا۔ اسی سے اُس کا پُرانا نام پنیاس اور موجودہ نام بنیاس پیدا ہُوا۔ چٹان میں ایک بڑا تاریک سا حجرہ پایا جاتا ہے۔ اور اس میں ایک طاق بنا ہُوا ہے جو اب خالی پڑا ہے۔ لیکن قدیم زمانہ میں پان کا بُت اُسی میں رکھا جاتا تھا۔ اور اس کے ساتھ ہی اور طاق بھی بنے ہوتے ہیں جن میں جنگل کی دیویوں کے بُت دھرے جاتے تھے۔ شاید مسیح اس جگہ جہاں دریائے یردن چٹان سے نکلتا تھا جاتا ہوگا اور وہاں ان بُت خانوں کو دیکھتا ہوگا اور ان تحریروں کو پڑھتا ہوگا جو یہ بتاتی تھیں کہ وہ کن کے لئے بنائے گئے ہیں۔ گمان کیا جاتا ہے کہ اس جگہ کی دُہری بُت پرستی کے سبب سے یعنی یربعام کے مصری بچھڑے اور پان کے یونانی مندر کی وجہ سے مسیح نے خفیہ طور پر اس موقعہ پر اپنے شاگردوں کو اپنی مسیحائی اور اپنی بادشاہت کے نزدیک آپہنچنے کی خبر دی۔ کیونکہ اسی جگہ اُس نے اُن سے یہ پوچھا تھا۔ کہ "لوگ ابن آدم کو کیا کہتے ہیں"۔ وہی جگہ جس کے ساتھ اس قدر گمراہ کرنے والی غلطی وابستہ تھی اب آگے کو ایسی جگہ بن گئی جس کے ساتھ ایک عظیم نجات بخش صداقت مربوط ہو گئی۔ یہی وہ جگہ ہے جہاں اُس نے پطرس کی اُس کے دلیرانہ اور صاف صاف اقرار کے سبب تعریف کی۔ وہ اقرار یہ تھا۔ "تو مسیح زندہ خدا کا بیٹا ہے"۔ اسی جگہ اُس نے اُن کو یہ بتانا شروع کیا کہ ضرور ہے کہ میں یروشلم کو جاؤں اور مارا جاؤں اور پھر جی اُٹھوں اور یُوں زندگی کے دریا کا ایسا چشمہ بن جاؤں جس کی دھاریں یردن سے زیادہ دور پھیل کر دنیا کے ہر ایک ملک

میں نجات اور خوبصورتی کو پھیلائیں۔ اس کے ضمن میں ایک پُرانی کہانی کو درج کرنا خالی از لطف نہ ہوگا۔ وہ یہ ہے کہ جب آسمانی لشکر نے بیت لحم کے گڈریوں کو مسیح کی پیدائش کی خبر دی تو ایک بڑے کراہنے کی آواز پیدا ہوئی جو تمام یونان میں سُنی گئی۔ اور جو کہتی تھی کہ بڑا دیوتا پان مر گیا۔ اور المپس کا تمام شاہی خاندان تخت سے علیحدہ کیا گیا اور باقی کئی دیوتا باہر سردی اور تاریکی میں نکالے گئے ہیں"۔

مسیح کی صورت کا تبدیل ہونا۔ کوہ ہرمون۔ معلوم ہوتا ہے کہ جب مسیح قیصریہ فلپی کو گیا۔ اُنہیں ایام میں ہی اُس کی صورت تبدیل ہوئی۔ اغلب ہے کہ یہ عجیب واقعہ بجائے کوہ تبور کے کوہ ہرمون میں واقع ہُوا ہو۔ "نا ممکن ہے کہ ہم میدان میں سے ہرمون کی اُونچی اُونچی چوٹیوں کو دیکھیں (اور یہی ایک پہاڑ ہے جو ملک فلسطین میں پہاڑ کہلانے کا حق رکھتا ہے) اور اس بات کے قائل نہ ہوں کہ یہی پہاڑ مسیح کی تبدیلی صورت کے نظارے کے قابل ہے اس کی وہ عالیشان چوٹی جو ان نظاروں میں شامل ہے جو کہ کم سے اوپر کی طرف جاتے ہوئے آتے ہیں اکثر اوقات اس مقدس سرزمین کی شمالی حد بتائی گئی ہے تاہم اُس کے ساتھ نہ کوئی تاریخی واقعہ پُرانے عہدنامے میں وابستہ ہے اور نہ کوئی نئے میں۔ مگر اُس کا فلسطین کے تمام پہاڑوں سے بلند ہونا اور نیز مسیح کے سفروں کے آخری سفر میں آنا گمان مذکورہ بالا کی تائید کرتا ہے۔ اِس کے جنوبی اطراف پر کئی اُونچے اُونچے ڈھلوان ہونگے جہاں وہ اپنے شاگردوں کو اکیلے میں لے جا سکتا تھا۔ اور وہ اتفاقی مقابلہ بھی نظرانداز نہ کرنا چاہئیے جو کہ اُس الٰہی رونق میں جو مسیح کی صورت کی تبدیلی سے نمایاں ہوئی اور اُس برف میں پایا جاتا تھا۔ جو تمام فلسطین میں صرف اسی جگہ پائی جاتی ہے۔ بہرکیف اُنہیں چوٹیوں میں جو یردن کے منبع کے اُوپر واقع ہیں وہ وقت آیا جب کہ اُس کا کام اپنے خاص حدود میں پورا ہوگیا اور اُس نے آخری مرتبہ یروشلم جانے کا رُخ کیا"۔

سامریہ کو جانا۔ جب ہمارا خداوند کفرناحم میں رہا کرتا تھا تو وہ ماسوائے گلیل میں بار بار دورہ کرنے اور صیدا اور قیصریہ جیسے دُور دُور شہروں میں جانے کے یروشلم کو بھی ہر سال عید کے لئے جایا کرتا تھا۔ اور آنے اور جانے دونو وقت اُس کو سامریہ میں سے جانا پڑتا تھا اور اگر نہیں جاتا تھا تو صرف اُس وقت نہیں جاتا تھا۔ جبکہ اُس راستہ

سے گذرتا تھا جو کہ یردن کے میدان میں سے نکلتا تھا اور اس راہ میں اُسے شہر یریحو ملا کرتا تھا۔ وہ سب سے زیادہ قابل یادموقعہ جس میں مسیح سامریہ میں سے گذرا اُس کے کام کے شروع میں آیا جبکہ جیسا ہم دیکھ چکے ہیں۔عسکیر (قدیم شکم) کے نزدیک اور یعقوب کے کوئیں پر وہ اُس عورت سے ملا جو پانی بھرنے آئی تھی اُس مختصر سے اشارہ سے جو انجیل میں پایا جاتا ہے معلوم ہوتا ہے کہ یہ عورت یہودی کو ایک سامری کے ساتھ مہربانی سے گفتگو کرتے دیکھ کر متحیّر ہوتی ہے اور یہ تحیّر اس امر کو روشن کرتا ہے اور ایک افسوسناک صورت میں روشن کرتا ہے کہ ان دونو علاقوں کے باشندوں کے درمیان کیسا سلوک پایا جاتا تھا۔ یہ ہم دیکھ چکے ہیں کہ قدیم زمانہ سے افرائیم یہوداکو اور دیگر فرقوں کو بھی جو فوقیت کا دعوےٰ کیا کرتے تھے سخت حاسدانہ نظر سے دیکھا کرتا تھا۔ جب افرائیم کا علاقہ جو پیچھے سامرہ کہلانے لگا اسور کے بادشاہ کے ہاتھ سے غیر آباد کیا گیا اور دوغلی نسل نے جن کی عبادت آدھی غیر قوموں کی مانند اور آدھی یہودیوں کی سی ہوتی تھی پہلے باشندوں کے ملک پر قبضہ کرلیا۔ تو اُن کی طرف بھی یہوداہ کے فرقہ نے دوستانہ نظر سے دیکھنا چھوڑ دیا ہوگا۔ سامریوں کا عناد اُس وقت اور بھی بڑھ گیا جبکہ بحالی کے بعد یروشلم کی ہیکل کی تعمیر میں حصّہ لینے سے اُن کو روک دیا۔ اور جب کوہ گرزیم پر ایک ہمسر ہیکل تعمیر کی گئی اور رقیبی کے ماتحت ہمسر کہانت جاری ہوئی تو باہمی حقارت اور نفرت کا سلوک اپنی تلخی کے انتہا درجہ تک کو پہنچ گیا۔ لیکن مسیح نے بڑی خوبصورتی اور خوش طبعی سے ظاہر کیا کہ میں اس تلخ حسد اور رشک کی لاگ سے بری ہوں اور یہ آزادی نہ صرف اس بات سے عیاں ہوئی کہ سامریہ کی عورت سے مہربانی اور شفقت سے پیش آیا بلکہ اس سے بھی کہ اُس نے فوراً اس کو نجات کی اعلےٰ سے اعلےٰ برکتیں عطا فرمائیں۔ اس موقعہ پر اُس نے خاموشی طور پر بڑے زور شور سے اُس خیال کو ڈانٹا جو قوم یا مرتبہ یا مذہب کی تفاوت کے سبب سے پیدا ہوتا ہے اور اُس نے اُس عالمگیر مسیحی محبّت کا نمونہ پیش کیا جس کے ظاہر کرنے کی تاکید اُس نے بڑی سرگرمی سے اپنے شاگردوں کو کی تھی۔

مسیح یعقوب کے کوئیں پر۔ جو خیالات یعقوب کے کوئیں پر مسیح کے دل میں گذرے ہونگے اُن کی تصویر کھینچنا خالی از دلچسپی نہ ہوگا۔ شاید اُس نے وہ بیشمار باتیں یاد کی ہونگی جو دو ہزار سال کے عرصہ میں اسی جگہ کی گرد ونواح کے ساتھ وابستہ ہو گئی تھیں۔ مثلاً ابراہیم کا بلوط کے درخت کے نیچے بودوباش کرنا اور سامنے کے میدان میں

خداوند کی طرف سے پہلے وعدوں میں سے ایک وعدہ پانا۔ یعقوب کا اپنے بیٹوں کی بدچلنی کے سبب سے اس جگہ کو چھوڑنا۔ یوسف کا اپنے بوقلموں کرتے کے ساتھ اور ہر طرح کے شک وشبہ سے سینہ صاف لیکر اپنے بھائیوں کی تلاش میں نکلنا اور پھر کبھی اسی جگہ واپس نہ آنا۔ تاوقتیکہ اُس کی ہڈیاں مصر لائی اور سامنے میدان میں دفن نہ کی گئیں۔ یسوع کا لوگوں کو جمع کرنا تاکہ وہ اُن برکتوں اور لعنتوں کو سُنیں جو دو نو پہاڑوں عیبال اور گرزیم کے مابین پڑھکر سُنائی گئیں زاں بعد آخری حکم پانا اور برکت حاصل کرنا۔ اور دلیر مگر بدکردار ابی ملک کا اپنے بھائیوں کی قتل کا منصوبہ باندھنا۔ اور پُرجوش یوتام کا پہاڑ کی چوٹی پر کھڑا ہوکر درختوں کی تمثیل بیان کرنا اور اُس طرز تقریر کا نمونہ قائم کرنا جو بعد میں خود مسیح نے بکثرت استعمال کیا۔ رحبعام کا تاجپوشی کے لئے اس جگہ آنا اور کوتہ اندیشی گفتار اور فخریّہ کلمات کے سبب سے اپنے تئیں عنقریب تباہی کی حالت تک پہچانا اور پھر ڈر کر یروشلم کو بھاگ جانا اور اسی طرح دیگر خراب بادشاہوں کا برپا ہونا جو آس پاس کے شہروں میں راج کیا کرتے تھے۔ اور بہت سے نیک اور خدا رسیدہ نبیوں کا اپنی جان نثار کرنا جن کے کلام کو ان کجرفتار بادشاہوں نے رد کیا۔ یہ سب باتیں عسکر کے نظاروں کو دیکھ کر ضرور مسیح کے دل میں آئی ہونگی۔ اس موقعہ پر ضرور اُس کے دل میں تیاری کے اُس وسیع زمانہ کا خیال پیدا ہُوا ہوگا جو دو ہزار سال یعنی ابراہیم کے وقت سے جس نے اس سرسبز وادی میں رہتے ہوئے اُس کے دن کو دور سے دیکھا اور خوش ہُوا جاری تھا۔ مگر اب تیاری کا زمانہ ختم اور فصل کاٹنے کا بڑا کام شروع ہوگیا تھا۔ پس اب رُوحوں کے جمع کرنے کے عظیم الشّان کام میں زیادہ دیر کی ضرورت نہ تھی۔ اس خیال کی روشنی میں اُس کے اُن الفاظ کا مطلب بخوبی کھل جاتا ہے جو اُس نے اپنے شاگردوں کی طرف مخاطب ہوکر اس طرح بیان فرمائے "کیا تم کہتے نہیں کہ فصل کے آنے میں ابھی چار مہینے باقی ہیں۔ میں تم سے کہتا ہوں اپنی آنکھیں اُٹھا کر کھیتوں کو دیکھو کہ فصل پک چکی ہے"۔

سامریوں کی نسبت اُس کے خیالات۔ اپنی خدمت کے تمام زمانہ میں خداوند مسیح سامریوں کو ایسی نظر سے دیکھتا رہا کہ یہودی اُس نظر سے بالکل نہیں دیکھتے تھے۔ ایک موقعہ پر جبکہ اُس کے بعض شاگردوں نے سامریوں کے ایک گاؤں پر اسلئے آسمان سے آگ برسانا چاہا کہ اُس نے اُن کو قبول کرنے سے انکار کیا تو اُس نے اُن کو تنبیہ کی کیونکہ انہوں

نے اسباب کو نہ سمجھا کہ مسیح لوگوں کی جانوں کو برباد کرنے نہیں بلکہ بچانے کے لئے آیا ہے
پھر ہم پڑھتے ہیں کہ جب دس کوڑھیوں کو شفا دی گئی تو اُس موقعہ پر صرف ایک لوٹ کر آیا
تاکہ شکریہ ادا کرے اور وہ سامری تھا۔ پھر اُس آدمی کی تمثیل بھی جو کہ ڈاکوؤں کے ہاتھ میں
پڑ گیا سامریوں کی عزت بڑھاتی ہے اور لفظ "نیک" سامری نام کے ساتھ ہمیشہ لگا رہیگا۔
جب تک لوگ "نیک سامری" کا ذکر کرتے رہینگے۔

جنوب کے نظارے۔ جو تمثیلیں اور نظیریں ہمارے خداوند نے گلیل میں تعلیم
دیتے ہوئے استعمال کیں وہ زیادہ تر مچھلی پکڑنے اور ہرے ہرے کھیتوں کے نظاروں
سے اخذ کی گئی تھیں۔ لیکن یہودیوں اور یروشلم کے قرب وجوار میں تاک اور تاکستان
کی تشبیہیں بڑھ جاتی ہیں۔ کیونکہ جیسا یسعیاہ کے وقت میں ویسا ہی اب بھی یروشلم
کے باشندے اور یہوداہ کے لوگ "جو ایک بلند اور جید پہاڑ" میں رہتے تھے۔
اور اپنا گدھا انگور کے درخت سے ہاں اپنی گدھی کا بچہ خاصہ انگور کے درخت سے
باندھا کرتے تھے اُن نظیروں سے نہایت اثر پذیر ہوتے تھے۔ جو اُن کے خاص
کام سے اخذ کی جاتی تھیں۔ انگورستان میں جا کر کارندوں کے کام کرنیکی
تمثیل (متی ۲۰: ۱) اور باپ اور اُس کے دو بیٹوں کی تمثیل جنہیں اُس نے انگورستان میں
کام کرنے کو بھیجا (متی ۲۱: ۲۸) اور مالک اور اُن شریر باغبانوں کی تمثیل جن کے
سپرد انگورستان کیا گیا تھا (متی ۲۱: ۳۳) اور سچے انگور کی تمثیل (یوحنا ۱۵: ۱) یہ
سب تمثیلیں یا تو یروشلم میں اور یا اُس کے قرب وجوار میں بیان کی گئی تھیں۔

یروشلم۔ تبنیٰ کا خاندان۔ مسیح کے یروشلم میں آنے کے پہلے موقعوں پر کئی واقعات
سرزد ہوئے مثلاً اُس نے نقودیمس کے ساتھ گفتگو کی۔ ایک بیمار شخص کو بیت حسدا کے حوض پر شفا بخشی اور
کئی اور معجزات سبت کے روز دکھلائے اس سے فریسیوں کے تعصبات کو چوٹ لگی مگر سبت کی اصل حقیقت کھل
گئی کہ وہ بنی آدم کیلئے بڑی برکت کا دن ہے۔ ایک عورت جو زنا میں پکڑی گئی تھی بچایا اور معاف کیا
محصول لینے والوں اور گنہگاروں کو نجات کی دعوت دی۔ اور کھوئی ہوئی بھیڑ۔ اور
کھوئے ہوئے دینار اور مسرف بیٹے کی قابل یاد تمثیلیں بیان فرمائیں یروشلم میں وارد
ہونے کے موقعوں پر مسیح کی محبت بھرے دل نے بڑی رنجیدگی اور دل شکنی کے ساتھ
اسباب کو محسوس کیا کہ لوگ مجھ سے نفرت کرتے اور لعنت بھیجتے اور کفر بکتے ہیں جو

بحث بعد میں فقیہوں اور فریسیوں کے ساتھ ہوئی اور جو مسیح کی اعلٰے فروتنی اور دانائی کے سبب اُسی کی فتحمندی میں فتح ہوئی دشمنوں کی آتش حسد کو زیادہ مشتعل کرنے کا باعث ٹھیری۔ لیکن اس کے ساتھ ہی ساتھ یہ بھی ہُوا کہ اگر اُسے انسانی نفرت کی تلخی کا پیالہ پینا پڑا تو ساتھ ہی انسانی دوستی کی پاک خوشیوں کا بھی تجربہ حاصل ہُوا چنانچہ بیتنی گاؤں میں جو یروشلم سے صرف ایک گھنٹے کی راہ تھا۔ مسیح نے ایک خاندان پایا جو عجیب طور پر اُس کی طبیعت کے موافق واقع ہُوا تھا۔ دن کی مخالفتوں سے جو دُکھ درد پیدا ہوتا تھا اُس کو وہ آرام جو اِن لوگوں کی جھونپڑی میں اُن کی پاک رفاقت سے ملتا تھا دور کر دیتا تھا دو بہنوں میں سے مریم جو کہ مسیح کے قدموں کے پاس بیٹھی رہا کرتی تھی اب تک اُن ایمانداروں کا نمونہ ہے جو گیان دھیان میں زندگی بسر کرتے ہیں۔ اور مارتھا جو ضیافت کے ساز و سامان کے بہم پہنچانے میں مصروف ہو کر خدمت اور تواضع کی محنت سے دب جاتی تھی اُن شاگردوں کا نمونہ ہے جو کام کرنے کی محنت و مشقت میں مشغول ہوتے ہیں۔ اور وہ معجزہ جو مسیح نے بعد میں اُن کے بھائی لعازر کو مُردوں میں سے زندہ کر کے دکھایا جس طرح اُس کی بے مثل قدرت کا ثبوت ہے اُسی طرح اس بات کی ایک دائمی یادگار ہے کہ بیتنی کا یہ خاندان عین اُس کی طبیعت کے موافق تھا۔ لیکن اُس کی قدرت اور محبّت کے اس جلالی اظہار نے دشمنوں کے حسد کو اور بھی بھڑکایا اور اُنہیں اُس کی موت کے لئے منصوبہ باندھنے پر آمادہ کیا ؎

پانچویں فصل

مسیح کی زندگی اور کام کے آخری نظارے

پیریہ۔ یردن کے ساحل۔ یریحو۔ بیتنی۔ یروشلم۔ گذشتہ کی یاد اور آئندہ کا خیال۔ کوہ زیتون گتسمنی کا باغ۔ مسیح کی تعلیم اور کام۔ پکڑوایا جانا۔ پطرس کا انکار۔ پیشی۔ گلگتا۔ موت۔ دفن۔ جی اُٹھنا۔ آسمان پر چڑھ جانا۔

پیریا۔ مصلوب ہونے سے پہلے جب ہمارا خداوند آخری مرتبہ یروشلم کو آیا تو اُس نے یریحو کا راستہ اختیار کیا (لوقا ۱۸ : ۳۱ و ۳۵) تھوڑی مدّت پہلے وہ گلیل سے روانہ ہُوا اور بیچ کا عرصہ

اُس نے علاقہ پیریا میں جو یردن کی دوسری جانب واقع ہے صرف کیا اسی نواح میں مواب کی ایک تاریک کوہستانی سرحد پر وہ چوٹی واقع تھی جس پر موسےٰ نے اپنی رُوح خداوند کے سپرد کی اور وہ جگہ بھی نزدیک تھی جہاں الیاس کے لئے آگ کی رتھ اور گھوڑے آئے تھے۔ اور اُس نے اپنی آنے والی موت کو یاد کر کے اُس کشمکش کو جو اُس کے دل میں پیدا ہوئی ہو گی ان نبیوں کی سرگذشت کو اور اُس طرز کو جس سے اُنہوں نے اُسکے ساتھ باتیں کیں یاد کر کے ہلکا کیا ہو گا۔ کیونکہ تھوڑا عرصہ پیشتر وہ اُس کو اُس پہاڑ پر ملے تھے جہاں اُس کی صورت تبدیل ہوئی اور وہاں اُنہوں نے اُسے اُس موت کے لئے جو وہ یروشلم میں جھیلنے کو تھا تیار کیا تھا +

یردن کے ساحل اور یریحو۔ آخر کار جب فسح کی عید نزدیک آئی تو اُس نے اور اُس کے شاگردوں نے یردن کو عبور کیا اور اُسی جگہ کے نزدیک اُسے عبور کیا جہاں یشوع۔ (جو پُرانے عہد نامے کا یسوع تھا) اور اسرائیل کا لشکر پار اُترے تھے اس جگہ کو عبور کر کے خداوند اور اُس کے شاگرد یریحو میں آئے جہاں کھجور کے درخت لہرا رہے تھے اور چشمے جاری تھے۔ اسی کے احاطے کے اندر وہ بلسان کے درخت جو دنیا بھر میں مشہور ہیں اور جو انتونی نے کلیوپاترا کو دئے تھے موجود ہیں یہیں وہ بادشاہی محل موجود ہے جہاں ہیرودیس اعظم اسوقت راہی ملک عدم ہوا جبکہ بیت لحم کی ماؤں کا نالہ ہنوز ملک میں گونج رہا تھا۔ اور اسی جگہ کے سامنے وہ چکّر ہے جہاں اُس نے یہودیہ کے امرا کو قید کیا تا کہ اُس کی موت کی یاد میں ایک شاہی اور عالمگیر ماتم وجود میں آئے یسوع کی شہرت بھی اس جگہ پہنچ گئی تھی لہذا ایک بڑی بھیڑ اُسے دیکھنے کے لئے آئی۔ دو اندھوں نے جو کہ راہ کے کنارے بیٹھے تھے اُس کے آنے کی خبر سُن کر بڑے الحاح کے ساتھ چلّانا شروع کیا اور وہ بینائی جس کی تلاش میں تھے حاصل کی اور قدرت کی خوبصورت چیزوں کو دیکھ کر اپنی آنکھوں کو ترو تازہ کیا محصول لینے والا زکی جو بڑا دولتمند تھا اپنی عزّت کو فراموش کر کے اس بزرگ گلیلی کے اشتیاق دید میں گولر کے پیڑ پر چڑھ بیٹھا۔ اور نہیں جانتا تھا کہ اُس کے دل میں کیسی تبدیلی پیدا ہونے والی ہے اور نہ یہ جانتا تھا کہ کس طرح وہ دو صورتوں میں اُس کی آؤ بھگت کریگا ایک یہ کہ اُسے اپنے گھر میں مہمان بنا کر رکھے اور دوسری یہ کہ اُسے اپنے دل میں اپنا نجات دہندہ سمجھ کر جگہ دے +

بیتعنی۔ یریحو چھوڑ کر مسیح اپنا راستہ لیتا ہے۔ اپنے سامعین کو توڑوں کی تمثیل سُناتا ہے ایک اونچے پہاڑی راستہ پر چڑھ جاتا ہے اور اُس جگہ میں سے گذرتا ہے جو کہ نیک سامری کی تمثیل

سے وابستہ ہے اور آخر کار بیتھنی کی وادی میں پہنچ جاتا ہے۔ یہ ایک چھوٹی سی بستی ہے جو کہ کوہ زیتون کے مشرقی دامن میں ایک چٹانی وادی کے اندر واقع ہے۔ اس جگہ پر کوہ زیتون یروشلم کو چھپا لیتا ہے اور اس گاؤں کو عجیب طرح کی خاموشی اور تنہائی سے ملفوف کر دیتا ہے یہاں پہنچکر وہ لعاذر اور اُس کی بہنوں کے گھر میں جسے وہ بہت عزیز رکھتا تھا۔ اُس ضیافت میں شریک ہوتا ہے۔ جو اُس کے لئے تیار کی گئی تھی۔ اور اسی جگہ جٹاماسی کا بیشمار قیمت عطر اُس پر ملا جاتا ہے اور وہ اپنی تکفین اور تدفین کی خبر دیتا ہے ٭

یروشلم۔ دوسرے دن یروشلم کو روانہ ہوتا ہے۔ راستے میں اُس بھیڑ سے ملاقی ہوتا ہے۔ جو اُس کے آنے کی خبر سُن کر شہر سے آتی ہے اور گدھی کے بچّہ پر سوار ہو کر فتحمندوں کی طرح اُس سڑک پر سے گذرتا ہے جس کے اوپر کھجور و خرما کی پتیاں بچھی ہوئی ہیں پہلے یہ راستہ زیتون کے مشرقی پہلو کی طرف جاتا ہے اور پھر مغرب کی جانب ہو کر یروشلم کو اُتر جاتا ہے۔ اور جب وہ ٹیلے پر سے گذرتا ہے تو یروشلم یک بیک آنکھوں کے سامنے آجاتا ہے۔ اس پیارے شہر کو دیکھ کر نجات دہندہ آبدیدہ ہوتا ہے اور اپنے دلی خیالات کو اس قابل یادنوحہ کے وسیلے ظاہر کرتا ہے "کاش کہ تو اپنے اسی دن میں سلامتی کی باتیں جانتا مگر اب وہ تیری آنکھوں سے چھپ گئی ہیں" ٭

گذشتہ کی یاد اور آئندہ کا خیال۔ ہر سیاح بتاتا ہے کہ یروشلم کا جو نظارہ کوہ زیتون پر سے آنکھوں کے سامنے آتا ہے وہ نہایت دلچسپ ہے باوجودیکہ جو چیز اب سب سے پہلے نظر آتی ہے وہ عمر کی مسجد ہے جو قدیم ہیکل کی جگہ پر کھڑی ہے یہاں پہنچکر مسیح کے دل میں یک بیک تاریخی واقعات کی یاد اور آنے والی باتوں کے خیال کے باہم پیدا ہونے سے یہ اثر ہوا کہ آنسو آنکھوں میں بھر آئے حالانکہ اس وقت وہ فتحمندوں کی طرح لوگوں کے اژدحام کے ساتھ یروشلم کو جا رہا تھا۔ یہی "وہ زیتون کا پہاڑ تھا جسے خدا پیار کرتا تھا"۔ جس کی بابت اُس نے فرمایا تھا "یہ میرے چین کا ابدی مکان ہے میں اُس میں بسونگا" علاوہ بریں ہیکل داؤد اور سلیمان۔ یوسیاہ اور حزقیاہ۔ عزرا اور نحمیاہ اور دیگر خدا پرست لوگوں کے جلالی زمانوں کو یاد دلا رہی تھی اور یہ یاد واقعات آئندہ کے ساتھ مل گئی۔ یعنی یروشلم کی بربادی اور جرم اور تکلیف اور رومیوں کے سخت حملے اور شہر کی تباہی۔ اور محمدیوں کا اس جگہ کو بیحرمت کرنا اور نقصان پہنچانا۔ اور یہودیوں کی صداقت کو پامال کرنے والی متکبرانہ غلطی۔ اور اُن کا

وہ وحشیانہ تعصّب جو مذہب کے نام کو خراب کر ڈالتا ہے ایسے واقعات تھے جو ہنوز وقوع میں آنے والے تھے۔ اُن کے خیال نے پُرانے واقعات کی یاد کے ساتھ مِلکر اُس کو آبدیدہ کر دیا۔ جب وہ شہر میں پہنچا تو اُس ناپاکی کو دیکھ کر جو اب یروشلم میں مدّت تک رہنے کو تھی وہ اپنے اظہار افسوس کو روک نہ سکا۔ وہ ہیکل میں داخل ہُوا (اور جیسا اُس نے آگے ایک مرتبہ کیا تھا ویسا ہی پھر) اُن سوداگروں کو وہاں سے نکالا جو اُس کے صحنوں کے اندر دکانیں لگائے بیٹھے تھے۔ اِس کے بعد چند دن ہیکل میں تعلیم دینے اور انجیل کی مناوی کرنے میں مصروف رہا اسی اثنا میں اُس نے فریسیوں اور صدوقیوں کے سؤالوں کے جواب دئے۔ ریاکاروں کی سزا اور یروشلم کی بربادی اور دنیا کے آخر کی خبر دی۔ اس عرصہ میں غالباً اُس کا یہ معمول تھا کہ وہ رات کے وقت بیتنی کو لوٹ جایا کرتا تھا۔ انہیں موقعوں میں سے ایک موقعہ پر وہ شمعون کے گھر گیا جو پہلے کوڑھی تھا اور وہاں ایک عورت نے اُس پر بیش قیمت عطر ملا۔ گویا یہ کام پہلے ہی سے اُس کے دفن کے لئے کر دیا۔ پاک خدمت اور پاک عبادت وہ دو کام تھے جو اُس کی آنیوالی تکلیف کے لئے اُس کی بڑی تیاری سمجھنے چاہئیں +

زیتون کا پہاڑ۔ اُن تمام جگھوں میں سے جو یروشلم کے آس پاس واقع ہیں اور جنہیں مسیح کے پاؤں نے پاک کیا کوہ زیتون اور گتسمنی کا باغ بہت مشہور ہیں۔ کوہ زیتون ایک لمبا اور کم اونچا ٹیلا ہے جو شہر کی مشرقی جانب پر پھیل رہا ہے۔ اُس کی تین چوٹیاں ہیں اور اُن میں سے سب سے اونچی قریباً ۲۰۰ فٹ وادیٔ یہوسفط کے اوپر واقع ہے۔ گو بحیرۂ اعظم کی سطح سے ۲۷۰۰ فٹ سے بھی زیادہ بلند ہے۔ یہ نام اس پہاڑ کا بسبب زیتون کے درختوں کی کثرت کے پڑ گیا تھا۔ اغلب ہے کہ موجودہ وقت کی نسبت پہلے یہ درخت کثرت کے ساتھ موجود تھے۔ کیونکہ ان دنوں تو صرف ایک ہی ڈھلوان پر زیتون کا جنگل نظر آتا ہے مگر اب بھی کم و بیش ہر جگہ اس پہاڑ پر یہ درخت پائے جاتے ہیں۔ دشتی جلپائی اور آس اور کھجور کے درخت بھی پُرانے زمانہ میں بکثرت موجود تھے (نحمیاہ ۸: ۱۴-۱۶) مگر اب اُن کا پتہ نہیں ملتا۔ پس معلوم ہوتا ہے کہ یہ پہاڑ ہمارے خداوند کے ایّام میں زیادہ سبزے سے بھرا ہُوا ہوگا لہٰذا رُوح کی اُن خاموش دُعاؤں اور مراقبوں کے لئے زیادہ موزون ہوگا جن کے لئے مسیح وہاں جایا کرتا تھا +

گتسمنی کا باغ۔ کوہ زیتون کے دامن کے مقابل جس میں یروشلم آباد ہے اور کدرون

کے نالے اور وادیٔ یہوسفط کے نزدیک گتسمنی کا باغ موجود ہے۔ وہ قریباً ایک سو پچاس فٹ مربع ہے۔ لفٹنٹ لنچ صاحب فرماتے ہیں۔ کہ ہم نے اُسے مئی مہینے میں دیکھا درخت جوکہ پتّوں سے لدے ہوئے تھے پُورے پُورے طور پر لہلہا رہے تھے۔ اور یہی باغ اپنی شکل اور یادگار کے سبب سے رنجیدہ دل کو آرام دینے کے لئے اور جگہوں کی نسبت زیادہ موزون معلوم ہوتا تھا۔ آٹھ پُرانے درختوں کا ایک جھرمٹ سا بنا ہؤا ہے جو اُن چھوٹے چھوٹے اور کم عالیشان درختوں سے جُدا واقع ہے جو کوہ زیتون کے راستے پر کھڑے ہیں اور دونوطرف اوپر کو ایک ایک پہاڑ آسمان سے باتیں کر رہا ہے اور اُن کے درمیان یہوسفط کی گہری اور کشادہ وادی حائل ہے۔ ان پہاڑوں میں سے ایک کے اوپر یروشلم جو زندوں کا شہر ہے آباد ہے اور دوسرے کے ڈھلوان پر یہودیوں کا بڑا قبرستان جو گویا مُردوں کا شہر ہے موجود ہے اسی جھرمٹ میں کا ہر ایک درخت جس پر زمانے کے گذر جانے سے جھریاں اور گرہیں پڑی ہوئی ہیں اُن پر تاثیر واقعات کا جو اُس کے نیچے یا اُس کے اردگرد واقع ہوئے ایک زندہ یادگار ہے۔ زیتون کا درخت کبھی سوکھنے نہیں پاتا۔ کیونکہ جب پُرانے درخت کا تنہ سوکھنے لگتا ہے تو ایک نیا درخت تنہ کی جڑ سے پیدا ہو جاتا ہے ان درختوں کی نسبت مشہور ہے کہ یہ ہزار سال کی عمر کے ہیں۔ پس معلوم ہوتا ہے کہ جو ان سے پہلے تھے اُنہیں کے نیچے ہمارا خداوند بیٹھ کر آرام پاتا ہوگا اور جو اب موجود ہیں۔ اُن میں کوئی نہ کوئی اُس جگہ پر کھڑا ہے جہاں مسیح گھٹنے ٹیکتا اور دُعا مانگتا اور آنسو بہایا کرتا ہوگا۔ کسی طرح کے شکوک اِس جگہ دخل نہیں پاتے۔ یہاں مسیح کا پیرو زمانہ حال کو فراموش کر کے اور زمانہ گذشتہ کے خیالات میں مصروف ہو کر ایک غمناک مگر تسلی بخش سوچ و فکر میں مصروف ہو سکتا ہے۔ وہ ارغوانی اور لال لال پھول جو درختوں کے اردگرد کھلے ہوئے ہوتے ہیں غور و فکر کے لئے بہت سا مصالح بہم پہنچاتے ہیں کیونکہ وہ مسیح کے دُکھوں اور خون بہانے کی گویا علامت ہیں۔

مسیح کی تعلیم اور کام۔ اس وقت ابن آدم اپنا کام قریباً تمام کر چکا تھا۔ مثلاً اُس نے اپنی انسانی صورت میں پاکیزگی کا بے داغ نمونہ اور اپنی پاک انسانی زندگی میں خدا کی اصلی صورت کو ظاہر کر دیا تھا۔ وہ مسیح ہونے کے دعوے کر چکا تھا اور پُرانے عہد کی نبوتیں اور علامتیں اُس میں پوری ہو چکی تھیں۔ معجزات دکھائے گئے تھے۔ اور رحمت کے تمام آشکارا ہو چکے تھے۔ اسی طرح وہ اپنی الٰہی قدرت اور محبت کا کلام بیان کر چکا تھا۔ غرضیکہ اُس نے

ہر طرح اسبات کو ثابت کر دیا تھا کہ جس طرح میں نے دعوے کیا ہے اسی معنی میں میں خدا کا بیٹا ہوں۔ علاوہ بریں اُس نے نبیوں اور شریعت کو ربیوں کی غلط تفسیروں سے بچایا اور ثابت کیا کہ سچی دینداری دل سے علاقہ رکھتی ہے اور بتایا کہ تبدیل شدہ مرضی اور پاک زندگی خدا کے سامنے سیدھا چلنے کی حقیقی دلیل ہے۔ اور ایسے سخت الفاظ میں جو کبھی بھول نہیں سکتے اُس زمانہ کے رسم پرستوں کی ریاکاری اور خالی رسم پرستی کی تنبیہ کی۔ اُس نے سکھایا کہ روحانی طور پر خدا کی تعظیم کرنا ہی وہ عبادت ہے جو خدا کو پسند ہے اور اپنے شاگردوں پر خدا کی پدرانہ شفقت اور محبت کو جو وہ اپنے کھوئے اور گرے ہوئے فرزندوں سے بھی کرتا ہے ظاہر کر کے اُن کو اس عبادت میں مصروف رہنے کی ترغیب دی۔ اور جس وقت اُس نے پاکیزگی کا رتبہ اس طرح بلند کیا اُسی وقت اُس نے اپنی الٰہی ذات کو آشکارا فرما کر یہ بھی دکھا دیا کہ میں انسان کی زندگی ہوں اور ایسی ایسی تشبیہوں۔ مثلاً زندہ روٹی۔ زندہ پانی۔ سچے انگور کا درخت وغیرہ سے اُن کو سکھا دیا کہ وہ اندرونی طاقت جو اُن کے فرائض کے ادا کرنے کو ضروری ہے وہ کہاں ڈھونڈنی چاہئے اس گفتگو میں جو نقودیمس اور اُس کے درمیان شروع میں واقع ہوئی اُس نے انجیل کی ایک بھاری تعلیم بیان فرمائی جس میں یہ باتیں شامل ہیں۔ (۱) گناہ کی بربادی۔ (۲) وہ نئی زندگی جو روح کے وسیلے نصیب ہوتی ہے اور (۳) اُس کی وہ قربانی جس کے وسیلے خدا سے میل پیدا ہوتا ہے "جب تک آدمی از سر نو پیدا نہ ہو وہ خدا کی بادشاہت کو دیکھ نہیں سکتا۔" "جس طرح موسیٰ نے سانپ کو بیابان میں اونچے پر چڑھایا۔ اُسی طرح ضرور ہے کہ ابن آدم بھی اونچے پر چڑھایا جائے تاکہ جو کوئی ایمان لائے اُس کے سبب سے ہمیشہ کی زندگی پائے۔" اب یہ سب کچھ طے ہو چکا تھا اور صرف یہ بات باقی رہ گئی تھی کہ صلیب پر قربان ہو کر اُس نجات کو پورا کرے جسے اُسے پورا کرنا تھا اور آخری دشمن یعنی موت کے ساتھ لڑے اور اُس کو فتح کر کے صاف صاف طور پر ظاہر کر دے کہ جیسا میں کہہ چکا ہوں اُس کے مطابق قیامت اور زندگی میں ہی ہوں +

اُس کا پکڑوایا جانا۔ پطرس کا انکار۔ یہ اُس کی جسمانی زندگی کی آخری رات ہے۔ فسح کا کھانا کھا چکے ہیں۔ مصر کی رہائی یاد کی گئی ہے اور عشائے ربانی کی رسم جو اعلےٰ نجات کو یاد دلانے والی رسم ہے مقرر ہو چکی ہے۔ شاگردوں کے پاؤں دھوئے گئے ہیں اور پکڑنے والا سردار کاہن کی جماعت سے ملاقات کرنے چلا گیا ہے۔ ایک تسلی بخش تقریر

شاگردوں کے دلوں پر شہد کے ٹپکوں کی طرح گر چکی ہے۔ اور سفارشی دُعا ئے بخور نے
اپنی خوشبو سے آسمان کو بھر دیا ہے۔ رات آگئی ہے اور اُستاد اور شاگرد بھرے ہوئے شہر کو
چھوڑ کر خاموش جگہ کو جاتے ہیں کدرون کا نالہ عبور کرتے ہیں۔ آٹھ اُن میں سے وادی میں ٹھہرتے
اور پطرس اور یعقوب اور یوحنا اُس کے ساتھ گتسمنی میں داخل ہوتے ہیں اس اثنا میں ہمارے
منجی کے خیالات کئی مرتبہ یہوداہ اسکریوطی کی طرف راغب ہوئے ہونگے۔ چنانچہ وہ جانتا ہے
کہ پکڑوانے والا نزدیک ہے۔ اس غمناک وقت کا سایہ اور تاریکی کی طاقت اُس کو گھیر لیتی ہے
اور جب وہ غمدار اور گرہ والے زیتون کے درختوں کے نیچے سخت زمین پر گر پڑتا ہے تو جان کنی کا
وقت طاری ہوتا ہے۔ وہ جس نے اکثر اوروں کو کہا "مت ڈرو" اب خود ڈر میں گرفتار معلوم ہوتا
ہے۔ لیکن آخر کار آرام دلی نمودار ہوتا ہے۔ تھوڑی دیر میں چمکتی ہوئی مشعلیں کدرون
کے اُس پار دکھائی دیتی ہیں۔ سخت سخت آوازوں کا شور نزدیک آتا جاتا ہے۔ لوگ غل
مچاتے ہوئے گتسمنی کی طرف بڑھتے ہیں کیونکہ یہوداہ اس جگہ کو جانتا ہے۔ اُس کا پکڑوانے
والا اُسے بوسہ دیتا ہے اور وہ اپنے تئیں بے چون و چرا اُن کے حوالہ کر دیتا ہے۔ اُس کے شاگرد
اُسے اکیلا چھوڑ کر بھاگ جاتے ہیں۔ اور وہ اکیلا اور بے مددگار اسیروں کی طرح شہر کو جاتا ہے۔
لوگ اُسے اناؔ کے گھر لے جاتے ہیں اور وہ اُسے باندھ کر قیافہ کے پاس بھیج دیتا ہے۔ پطرس
اور یوحنا اس جگہ موجود ہیں لیکن وہ دلیری جس پر پطرس نازاں تھا اس وقت کافور ہو گئی ہے
اور وہ قسم کھا کر اور لعنت بھیج کر اپنے خداوند کا انکار کرتا ہے۔ یہ رات آہ و زاری کی رات ہے اور
صبح کو بھی خوشی نصیب نہیں ہوتی ؎

پیشی۔ دوسرے دن صبح کے وقت سنہڈرم فراہم ہوتی ہے۔ بڑے بڑے کاہن اور
فقیہہ موجود ہیں۔ اور وہ یسوع پر قتل کا فتوے لگاتے ہیں۔ لیکن اُن کو اختیار نہیں کہ اُسے
جان سے ماریں۔ لہٰذا ضرور ہے کہ رومی حاکم اُن کے فتوے کی تائید کرے سو وہ اُسے پری تورین
یعنی پلاطوس کے کچہری میں لے جاتے ہیں۔ لیکن ایک روک اُن کی سازش کے راستے
میں حائل ہوتی ہے۔ یعنی رومی حاکم جو پہلے بے پرواہ تھا اب بڑا ہشیار ہو جاتا ہے اور نہیں
چاہتا کہ اس عجیب قیدی پر موت کا فتوے لگائے جوں جوں دن گذرتا جاتا ہے وہ طرح طرح
کی کوششیں کرتا ہے کہ اُسے بری کرے کیونکہ یہ بات اُس کے دل میں گھر کر گئی ہے کہ یسوع
کوئی عام مجرم نہیں۔ اور اُس پر موت کا فتوے لگانا ایسا جرم ہے جس کی معافی کبھی نہ ہوگی

اسی وقت اُس کی بیوی کی طرف سے یہ پیغام آتا ہے کہ میں نے یسُوع کی نسبت ایک خواب دیکھا
ہے لہٰذا اُس کے ساتھ کسی طرح کا خراب سلوک نہ کیا جائے پھر پلاطوس یہ سُن کر کہ وہ ایک
گلیلی ہے اُسے ہیرودیس کے پاس بھیجتا ہے جو اِس عید کی تقریب پر یروشلم میں آیا ہُوا ہے
اور ہیرودیس اُس کا امتحان کرکے اُسے پلاطوس کے پاس واپس بھیجتا ہے پلاطوس اس وقت
سخت حیرانی اور تشویش کی حالت میں ہے۔ لیکن آخر کار ایک چالاکی سے وہ اُس کو ڈرا دیتے
ہیں اور مسیح کو مصلوب کرنے کا سوال طے ہو جاتا ہے۔ پلاطوس خوب جانتا ہے کہ میرا اپنے عہدہ
پر مامور رہنا ایک نازک سا معاملہ ہے اور جب وہ اُن کو یہ کہتے سُنتا ہے۔ کہ "اگر تُو اس آدمی کو
چھوڑ دے تو تُو قیصر کا دوست نہیں"۔ تو اُس میں مقابلہ کرنے کا یارا نہیں رہتا۔ پس یسُوع مصلوب
ہونے کے لئے حوالہ کیا جاتا ہے اور لوگ اُسے کلوری کی طرف لے جاتے ہیں۔ (لیکن بہت
مدت نہ گذرنے پائی تھی کہ پلاطوس کی سزا کا وقت آگیا۔ مصیبتیں اُس پر ہر طرف گھر آئیں
اور آخر کار اُس نے خودکشی سے اپنا کام تمام کیا۔ ایک پُرانی روائت سے معلوم ہوتا ہے کہ
اُس کی بیوی کلاڈیا پراکیلا نے مسیحی مذہب کو قبول کیا) ۔

گلگتا۔ موت اور دفن۔ کلوری یا یوں کہیں کہ گلگتا کے مقام پر یسُوع کو صلیب
کی رومی سزا دی گئی۔ اور پیتل کے سانپ کی علامتی نبوّت جس میں اُس کے بلندی پر
اُٹھائے جانے کا ایما تھا پوری ہوئی اور اسی طرح فسح کے برّے کی یہ نبوّت بھی کہ "اس کی ایک
ہڈی بھی نہ توڑی جائیگی"۔ وقوع میں آئی۔ اگر یہودی طریق کے مطابق سنگسار کرنے کی سزا
دی جاتی تو یہ باتیں وجود میں نہ آتیں۔ اُس کے سر پر "یسوع ناصری یہودیوں کا بادشاہ"
عبرانی اور یونانی اور لاطینی زبان میں لگایا جاتا ہے۔ کیونکہ یہ تینوں زبانیں یروشلم میں
مروّج ہیں اور بڑی سخت تکلیف سہنے کے بعد جسے فتحمند ایمان کی خوشی کم کرتی تھی یسوع
کی مصیبت ختم ہوتی ہے۔ سلامتی کا شہزادہ اپنا سر جھکاتا اور جاں بحق ہوتا ہے۔ ارمتیا کا یوسف
جو سنہڈرم کا ممبر ہے پلاطوس کے پاس جاکر لاش مانگتا ہے۔ اور نقودیمس مُرّ اور عود لاتا ہے
اور انہیں اُس کتانی کپڑے میں دھرتا ہے جو لاش کے اردگرد لپٹا ہُوا ہے۔ پر جب تک پورے
پورے طور پر ثابت نہیں ہوتا کہ وہ مرگیا ہے اُس کی لاش نہیں دی جاتی۔ اب چونکہ غروب
کا وقت جبکہ یہودی سبت شروع ہوگا نزدیک آتا جاتا ہے لاش کو یُوسف کی نئی قبر میں جو کہ
ایک نزدیک باغ میں واقع ہے دھر دیتے ہیں اور یسُوع نجات کے عظیم کام کو انجام دیکر تیسرے

دن کی صبح تک اپنی قبر میں آرام کرتا ہے۔

مُردوں میں سے جی اُٹھنا اور آسمان پر چڑھ جانا۔ دوسرا دن سبت کا دن ہے۔ مگر اس میں بھی شاگردوں کے لڑکھڑاتے ہوئے ایمان کو کچھ تقویت نہیں پہنچتی۔ اور جب اُنہوں نے یہ سُنا ہوگا کہ اُن کے پُرانے ساتھی یہودا نے اپنے تئیں پھانسی دی ہے تو ایک ایک کا دل ہیبت سے بھر گیا ہوگا۔ لیکن دوسرے دن کی روشنی میں خداوند کی قبر خالی دکھائی دیتی ہے اور وہ اپنے رسولوں اور شاگردوں پر اسی دن کئی بار ظاہر ہوتا ہے۔ گو اُس نے اپنے جی اُٹھنے کی خبر دیدی تھی تاہم معلوم ہوتا ہے کہ شاگرد اس واقعہ کے منتظر نہ تھے۔ کیونکہ اُن کا ایمان کمزور تھا۔ دوسرے ہفتہ کے پہلے دن جبکہ وہ ابھی یروشلیم میں ہی ہیں وہ اُن پر پھر ظاہر ہوتا ہے توما کو تنبیہ کرتا اور اُسکی کم اعتقادی کو رفع کرتا ہے گلیل میں ایک پہاڑ ملاقات کے لئے مقرر کیا جاتا ہے اور رسول اپنے وطن کو لوٹتے ہیں۔ یہاں پہلے وہ اُس جھیل کے کنارے جس سے سب بخوبی واقف تھے اُن گیارھوں کو ملتا ہے۔ اور اُن مچھلیوں کے کھانے میں جو معجزانہ طور پر پکڑی گئی تھیں اُن کے ساتھ شامل ہوتا ہے۔ اور پطرس سے تین بار یہ سوال پوچھ کر "کیا تو مجھے پیار کرتا ہے"۔ اُسے پھر اُس کے عہدۂ رسالت پر بحال کرتا ہے۔ اس کے بعد اپنے تمام گلیلی شاگردوں پر جن کا شمار پانسو سے زیادہ تھا مقرری پہاڑ پر اپنے تئیں ظاہر فرماتا ہے اور گلیل میں اپنا یہ آخری حکم اپنے شاگردوں کو دیتا ہے "تم جا کر سب قوموں کو شاگرد بناؤ اور اُنہیں باپ اور بیٹے اور رُوح القدس کے نام سے بپتسمہ دو"۔ آخری مرتبہ پھر یسوع اپنے شاگردوں کو یروشلیم میں ملتا ہے اور جب وہ آخری دفعہ کوہ زیتون پر سے گذرتا اور بیتنی گاؤں کے پاس پہنچتا ہے تو آسمان پر چڑھ جاتا ہے۔ جب وہ اُنہیں برکت دے رہا تھا تو ایسا ہوا کہ ان سے جُدا ہو گیا اور آسمان پر اُٹھایا گیا"۔ (لوقا ۲۴: ۵۱)

سولھواں باب

رسولی تاریخ - سنہ ۲۹ء یا سنہ ۳۳ء سے سنہ ۱۰۰ء تک

پہلی فصل

یروشلم کی کلیسیا

مسیح کا آسمان پر چڑھ جانا - رسولی تاریخ کی دو شاخیں - پنتیکوست کا دن - یروشلم کے یہودی - تکالیف اور حسد - استیفان - سامریہ میں انجیل - انطاکیہ کی کلیسیا - ایک نیا مشنری +

مسیح کا آسمان پر چڑھ جانا - مسیح کی آخری ملاقات اپنے شاگردوں کے ساتھ بیتھنی میں ہوئی اور وہ یا تو اُن زیتوں کے درختوں میں سے جن کے آس پاس لعاذر کے ساتھ پھرا کرتا تھا - اور یا اُس قبرستان کے نزدیک جہاں اُس نے اپنے تئیں "قیامت اور زندگی" کہا تھا آسمان پر چڑھا اور بادل کے وسیلے اُن کی نظروں سے غائب ہوا - جب سے وہ مُردوں میں جی اُٹھا تھا تب سے اس کی حرکات و سکنات میں کچھ ایسی فوق العادت خاصیتیں پیدا ہو گئی تھیں - کہ شاگردوں کو یہ خیال نہ تھا کہ وہ اب پھر نہ لوٹیگا - یہ خبر اُن کو دو فرشتوں سے ملی جنہوں نے اُن کو یروشلم جانے اور اپنے کام کے لئے تیار ہونے کی ہدائت کی - اور اس موقعہ پر اُن کو گلیلی کہہ کر جو حقارت کا نام تھا پکارا - گویا فرشتے اُن کو اس نام سے مخاطب کر کے یہ جتانا چاہتے تھے کہ تمہیں ابھی ایک اور نام حاصل کرنا ہے جو تمام دنیا میں مشہور ہو - پس اس کے بعد وہ یروشلم کو لوٹے اور وہاں اُن شاگردوں سے ملاقی ہوئے جو شہر یروشلم اور آس پاس

کے علاوہ میں پائے جاتے تھے۔ لیکن یروشلم میں جو شاگرد موجود تھے وہ گلیل کے شاگردوں کی نسبت جہاں مسیح نے زیادہ وقت صرف کیا شمار میں بہت کم تھے۔ چنانچہ سارے مجمع میں کل ایک سو بیس جانیں شامل تھیں۔ اُنہوں نے یہودا کی جگہ متھیاس کو چنا اور ایک چھوٹی سی پریئر میٹنگ (جلسہ دُعائیہ) کے وسیلے تمام دنیا کو فتح کرنے کی تیاری شروع کی۔ بعد ازاں وہ ایک دل ہو کر دُعا اور مناجات میں لگے رہے تاوقتیکہ عالمِ بالا سے رُوح القدس اُن پر نازل نہ ہوئی۔

رسُولی تاریخ کی دو شاخیں۔ رسُولوں کے زمانہ میں مسیحی کلیسیا کی تاریخ دو شاخوں میں منقسم ہو جاتی ہے۔ اُن میں سے ایک قوم یہود سے اور دوسری غیر اقوام سے وابستہ ہے یہودی تاریخ کی شاخ بارہ رسُولوں سے علاقہ رکھتی ہے اور غیر قوموں کی تاریخ زیادہ تر پولوس کی حرکات سے مربوط ہے۔ کتاب اعمال کا پہلا حصّہ پہلی شاخ کا بیان قلمبند کرتا ہے اور باقی ماندہ حصّہ دوسری شاخ کا۔ اگرچہ اُن میں خفیف سا فرق بھی پایا جاتا تھا تاہم دونوں شاخیں ایک ہی صداقت کی پیرو تھیں۔ یعنی ایک ایمان ایک اُمید اور ایک ہی بپتسمہ کی پابند تھیں۔ اب مذہب پہلے کی نسبت زیادہ توضیح کے ساتھ رُوح القدس کی تاثیروں کا مذہب معلوم ہونے لگا چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ لوگ ایک الٰہی تعلق کے وسیلے یا یوں کہیں کہ رُوح القدس کے بپتسمہ کے وسیلے خدا کے حضور لائے جاتے تھے۔ اس میں شک نہیں کہ آگے بھی ہمیشہ رُوح القدس کے وسیلے کام ہوتا رہا تھا اور پچھلے نبیوں نے اس پر بہت ہی زور دیا تھا۔ تاہم اُس وقت رُوح القدس کا کام زیادہ واضح ہو گیا ہوگا۔ پس پاک تثلیث کا اقنوم ثالث اُس وقت بڑی وضاحت کے ساتھ کلیسیا کے سامنے ظاہر ہُوا اور بات معلوم ہو گئی کہ بنی آدم کے دلوں کا وہی تبدیل کرنے والا ہے رسُولوں کے اعمال کی کتاب بعض اوقات "رُوح القدس کی انجیل" بھی کہلاتی ہے۔

پنتکوست کا دن۔ پنتکوست کے روز جو صعود سے پچاس دن کے بعد واقع ہُوا یہودی لوگ کثرت کے ساتھ کلیسیا میں شامل ہوئے۔ مختلف ممالک سے یہودیوں کا جمع ہونا ایک عجیب بات تھی تاہم غیر معمولی بات نہ تھی۔ جن مختلف ممالک میں وہ رہتے تھے چونکہ وہاں موسوی رسُوم کو پورے پورے طور پر ادا نہیں کر سکتے تھے لہٰذا وہ بڑی کوشش کے ساتھ یروشلم میں آیا کرتے تھے تاکہ سالانہ عیدوں میں شریک ہوں۔ اور شاید یہی وجہ تھی کہ اُن کی عجیب تجارتی خاصیت کی اس وقت بنا ڈالی گئی۔ کیونکہ ایسے مواقع پر وہ بڑی آسانی کے ساتھ ہسپانیہ سے لیکر ہندوستان تک ہر ملک کی پیداوار کی نسبت واقفیت پیدا اور لین دین کا سلسلہ جاری کر سکتے تھے۔

یروشلم کے یہودی ۔ اس وقت اُن یہودیوں میں سے جو تتر بتر ہو رہے تھے بہتوں نے عبرانی بولنا چھوڑ دیا تھا اور اُس کے عوض اُن زبانوں کو جو اُن کے ممالک میں بولی جاتی تھیں اپنی مادری زبان بنا لیا تھا۔ سو اس موقعہ پر پارتھی یہودی اور میدی اور عیلامی اور مسوپتامیہ کے رہنے والے یروشلم میں حاضر تھے۔ اور یہ وہ ممالک تھے جہاں اُن کو اسور اور بابل کے بادشاہ اسیر کر کے لے گئے تھے۔ اور اسی طرح کپدکیہ اور پنطس اور فرگیہ اور پمفولیہ کے یہودی بھی موجود تھے جن کے باپ دادے اُس زمانے کے اندر ان جگہوں میں آباد ہونے کے لئے مدعو کئے گئے تھے جبکہ یہ ممالک یا تو خود مختار ریاستوں کی مانند تھے اور یا سلطنت فارس کے باجگذار تھے۔ علاوہ بریں مصر کے یہودی بھی آئے ہوئے تھے مصر میں اُن کو سکندر اعظم لے گیا تھا۔ اور اسی طرح لبوا اور قرینی کے یہودی بھی وارد تھے۔ یہ ممالک افریقہ میں واقع تھے اور ان میں طالمی سوتیر نے یہودیوں کو بسایا تھا عرب سے بھی یہودی آئے ہوئے تھے مگر یہ شاید یمن کے حُکّام تھے اور اسی طرح کریت سے بھی ایک جماعت آئی ہوئی تھی تاکہ اُس بزرگ شارع (موسٰے) کی رسوم و ضوابط کی تعظیم و تکریم کرے جو کہ قدیم مُقنّن میناس سے بھی بزرگ تھا غرضیکہ ہر جگہ کے یہودی موجود تھے حتّٰے کہ شہر روم بھی نہیں چھوٹا تھا۔ کیونکہ ابراہیم کے فرزند یا وہ لوگ جنہوں نے یہودیوں کے مذہب کو قبول کیا تھا شہر روم میں جا بسے تھے۔ اس رنگا رنگ اور کثیر گروہ میں سے ایک ہی دن تین ہزار اشخاص کا توبہ کرنا اور بپتسمہ پانا گویا ایک رُوحانی معجزہ تھا جو مچھلیوں کے اُس معجزہ کا گویا پہلا جواب تھا جو کہ نیچرل دنیا میں واقع ہُوا۔ اس کے بعد انتظام کیا گیا کہ اسباب مشترکہ کے وسیلے سب ایماندار کچھ عرصے کے لئے باہم ایک جا بود و باش کریں تاکہ اُنہیں مسیحی تعلیم اور نمونہ میں مزید تربیت حاصل ہو اور اُس پاکیزگی اور خوبی میں ترقی کریں جو ابتدائی کلیسیا کی خاص صفات تھیں۔ مگر کچھ عرصہ تک اس دل پسند مسیحی رفاقت سے محظوظ ہو کر ایمانداروں کی یہ جماعت تتر بتر ہو گئی تاکہ اپنے ملک اور دنیا کے دیگر ممالک کو یہ خبر دیں کہ کس طرح خدا اپنے لوگوں پر ظاہر ہُوا ہے۔

تکالیف اور حسد ۔ یروشلم کی کلیسیا رسولوں کی زیر نظر شمار اور اخلاقی خوبیوں میں ترقی کرتی گئی اور اُن کی فروتنی اور صفائی اور فیاضی اور شرکاء کی باہمی محبت سے لوگ حیران ہوتے اور اُن کی تعریف کرتے تھے۔ خدا نے اپنے انتظام پروردگاری سے عجیب طور پر اُن کی حفاظت کی۔ ایک موقعہ پر جبکہ سردار کاہنوں کی تحریک کے باعث جو کہ صدوقی تھے رسُولوں پر سختی ہونے والی تھی۔ لیکن گملی ایل کی صلاح کے موافق جو کہ ایک فریسی اور سنہڈرم کا میر مجلس تھا

اور اس سبب سے گویا سردار کاہن کا ہمسر بھی تھا۔ اُن کے ساتھ نرمی سے سلوک کیا گیا لیکن بیرونی خطرے کے بعد خفیف سی اندرونی نااتفاقی پیدا ہوئی۔ چنانچہ کلیسیا کی عبرانی اور یونانی شاخوں میں حسد کی آگ مشتعل ہوئی۔ عبرانی شاخ سے وہ لوگ مُراد ہیں جو کہ یہودیہ کے رہنے والے اور ارامیک بولی بولنے والے تھے۔ اور یونانی شاخ سے وہ لوگ مُراد ہیں جو ان ممالک کے رہنے والے تھے جو یونانی بولا کرتے تھے۔ لیکن یہ نااتفاقی ڈیکنوں کے مُقرر کرنے سے رفع کی گئی۔ ڈیکنوں کے تقرر کا یہ مقصد تھا کہ وہ کلیسیا کے دنیاوی معاملات کا سرانجام کریں۔ سات آدمی اس کام کے لئے چُنے گئے۔ ان سب کے نام یونانی تھے لہذا معلوم ہوتا ہے کہ وہ سب یونانی شاخ سے علاقہ رکھتے تھے۔

استیفان۔ ان سب سے زیادہ بزرگ استیفان تھا۔ استیفان نہ صرف عہدۂ ڈیکن کے فرائض کو ادا کرتا تھا بلکہ وہ فضل اور قوت سے معمور ہو کر لوگوں میں بڑے بڑے عجیب کام کرتا رہا۔ مگر اس کے جوش اور کامیابی کے سبب سخت مخالفت برپا ہوئی۔ اس وقت یروشلم میں کئی عبادت خانے موجود تھے جن کو ان یہودیوں نے بنایا تھا جو تتر بتر ہو رہے تھے اور اُن کے بنانے کی کچھ تو یہ غرض تھی کہ جب وہ خود یروشلم میں آئیں تو اُن کو استعمال کریں اور کچھ اس لئے کہ وہ اُن کے بچوں کے کام آئے جب وہ یروشلم میں تعلیم پانے کے لئے آئیں ان عبادت خانوں کے بعض شرکاء استیفان کے ساتھ بحث کرنے کے لئے آگے بڑھے۔ شاید اس کا یہ سبب ہوگا کہ فقط وہی لوگ زبان یونانی سے جو استیفان بولا کرتا تھا بخوبی واقف تھے وہاں ایک عبادتخانہ تھا جو کہ لبرتینوں کا عبادت خانہ کہلاتا تھا۔ یا یوں کہیں کہ ان کے درمیان وہ یہودی بھی موجود تھے جو پہلے رومی غلام تھے مگر اب آزاد ہو گئے تھے۔ علاوہ اسکے کرینیوں اور اسکندریہ کے عبادتخانے بھی موجود تھے اور اسی طرح وہ عبادت خانہ بھی موجود تھا جسے کبھی نظر انداز نہیں کرنا چاہئے اور وہ کلکیہ کا عبادتخانہ جس کے نہایت سرگرم شرکاء میں سے ایک شریک ساؤلس تھا جو اس وقت نوجوانی کے عالم میں تھا اور صوبہ کلکیہ کے دار الخلافہ تارسس کا رہنے والا تھا۔ استیفان نے سنہدرم کے سامنے اپنے دعوٰے کے ثبوت میں ایک تقریر کی جو فصاحت اور دلیری اور قدرت سے مملّو تھی۔ اُس کے سامعین اُن سخت باتوں کو سُن کر جو اُس نے اُن کے اور اُن کے باپ دادوں کے برخلاف کہیں غضب سے بھر گئے اور بغیر قانونی فیصلہ کے اُس پر حملہ آور ہوئے اور گھسیٹ کر اُسے شہر سے باہر لے گئے اور غالباً یہوسفط کی وادی میں سنگسار کیا۔ اُس نے مسیح کی عظمت اور الوہیت پر ایک خوبصورت گواہی دیتے اور اپنے دشمنوں کے لئے دُعا مانگ کر مسیحی محبّت

اور فروتنی کو آشکارا کرتے ہوئے عالم جاودانی کی طرف رحلت کی۔ استیفان گویا کلیسیائے عامہ کے حق میں صبح کا ستارا تھا وہ خیالات جو کہ وہ موسےٰ کی رسوم کی نسبت رکھتا تھا اور اُس کی یہ رائے کہ غیر قوم خدا کے حضور یہودیوں کے برابر ہیں گویا قبل از وقت تھی۔ اور یہ بات ساؤلس کے حصّہ میں آئی تھی کہ وہ استیفان کی چادر پہنکر اُس کے کام اور گواہی کو انجام تک پہنچائے ٭

سامریہ میں انجیل۔ استیفان کی موت کے بعد مسیحیوں کی سخت ایذا رسانی واقع ہوئی۔ چنانچہ پہلے شہید کی موت نے دشمنوں کو جو مسیحیوں کے خون کے پیاسے بیٹھے تھے خونریزی پر زیادہ آمادہ کیا۔ لیکن کلیسیا کے سر نے اسی ایذا رسانی پر ایسا غلبہ پایا کہ ایسی ایذا رسانی کے وسیلے کلیسیا کے کئی لائق شرکاء کو جو اب تک یروشلم میں جمع ہو رہے تھے جا بجا پھیلا دیا جن شہروں میں اس طرح انجیل کی روشنی پہنچائی گئی۔ اُن میں سے ایک جگہ وہ تھی جسے سامریہ کا ایک شہر" کہا ہے۔ یہ نام ٹھیک وہی ہے جو سکم یا عسکر کو یُوحنّا کے چوتھے باب میں دیا گیا ہے۔ اغلب ہے کہ یہ وہی شہر تھا جو اتنی صدیوں سے یہودی تاریخ میں مشہور تھا اور جس کے باشندوں کو سامریہ کی عورت نے پہلے پہل مسیح کی خبر دی تھی۔ ان دنوں جبکہ لوگ دلی اضطراب کی حالت میں گرفتار تھے ایک فتنہ پرداز نے اسی جگہ کے لوگوں کو یہ یقین دلا رکھا تھا کہ میں ایک طرح پر خدا کی مجسّم قدرت ہوں۔ پس اس جگہ مسیحیوں کے وارد ہونے سے نہ صرف لوگ دھوکے سے رہا ہوئے بلکہ خود شمعون کے دل پر بھی کسی قدر اثر ہوا۔ مگر یہ اثر بے حقیقت سا تھا۔ فوق العادت برکتیں عطا کرنے کی قدرت صرف رسُولوں ہی کو حاصل تھی پس جب وہ سامریہ میں آئے اور یہ برکتیں لوگوں کو دینے لگے تو شمعون کے اقرار کا کھوکھلا پن فوراً ظاہر ہو گیا۔ کیونکہ اُس نے ان برکتوں کو دام دیکر خریدنا چاہا ٭

ایتھیوپیا کا خوجہ۔ سامریوں کے یہاں جن کے ساتھ ہمارے خداوند نے نہایت دوستانہ سلوک کیا۔ انجیل کا پہنچ جانا اور اُن کا اُسے قبول کر لینا گویا تاریخ کلیسیا میں ایک نیا نمونہ کا راہ پانا تھا۔ یا یُوں کہیں کہ گویا یہ واقعہ غیر قوموں اور دیگر راندہ اشخاص کے کلیسیا میں شامل ہونے کی ایک علامت تھا۔ اس کے بعد ایک اَور وقوعہ سرزد ہوا اور وہ بھی اسی بات کو ظاہر کرتا تھا۔ فیلبوس جو غالباً سات ڈیکنوں میں سے تھا اور سامریہ میں مسیحی مذہب کو لے جانے کے حق میں سب سے زیادہ کام آیا تھا رُوح سے ہدایت پاکر عزہ کی طرف روانہ ہوا جو فلسطین کے پُرانے شہروں میں سے تھا اور اس وقت غیر آباد پڑا تھا ایتھیوپیا کا ایک خوجہ جو اُس

ملک کی ملکہ کا خزانچی تھا اور ایک بڑے عہدہ پر مامور تھا۔ یروشلم سے ایک عید منا کر معمولی رستہ سے واپس جا رہا تھا گو یہ شخص ایک ایتھیوپین یا کوشی تھا! ور اس سبب سے حام کی نسل سے تھا تاہم معلوم ہوتا کہ اُس نے یہودی تہذیب کو قبول کر لیا تھا اور وہ یرمیاہ کے دوست عبد ملک کی طرح کہ وہ بھی ایک خوجہ تھا (یرمیاہ ۷-۳۹:۱۶) اُس عہد کا پھل کھانے کو تھا جو یسعیاہ کے وسیلے "خوجے" اور "بیگانے کی اولاد" کے ساتھ کیا گیا تھا (یسعیاہ ۵۶: ۴-۶) وہ یروشلم میں جو کہ روشنی کا سرچشمہ سمجھا جاتا تھا گیا مگر وہاں سے خالی ہاتھ لوٹا۔ لیکن عزہ کے بیابان میں اس کے لئے فضل کی ندیاں جاری ہوئیں فیلبوس کی ہدائت کے مطابق وہ مسیح پر ایمان لایا اور بپتسمہ پایا اور اپنے وطن کو واپس آیا تاکہ وہاں اُس خوشی کا مژدہ سُنائے جس نے اُس کے دل کو تروتازہ کیا تھا۔ یہ واقعہ بھی گویا ایک نیا نشان تھا جو یہ بتا دیتا تھا کہ غیر قوموں کے لئے دروازے کُھل گئے ہیں۔ لیکن جس طرح پہلے نشان کے سمجھنے میں رسُولوں نے تاخیر کی اسی طرح اس کو بھی جلد نہ سمجھا +

ایک نیا مشنری۔ مگر اسی اثنا میں کلیسیا کا سر ایک نئے آلہ کو تیار کر رہا تھا جو درحقیقت غیر قوموں کو انجیل سُنانے کے لئے گویا خداوند کی "کمان میں ایک تیز تیر" تھا۔ استیفان کا مارا جانا بجائے خود کلیسیا کے لئے ایک بڑے نقصان کا باعث تھا۔ معلوم ہوتا ہے کہ استیفان روشن خیالات اور آزاد طبیعت کا شخص تھا۔ اور حسد اور تعصّب کے لوث سے پاک تھا وہ ایسا شخص تھا جو بڑے بڑے کاموں کی انجام دہی میں بڑی خوشی سے کلیسیا کی رہنمائی کرتا۔ مگر یہ عجیب بات ہے کہ اُس کے قاتلوں کے درمیان ایک نوجوان تھا جسے خدا نے اپنی عجیب حکمت کے مطابق اُسی کام کے لئے مُقرّر کیا جس کی انجام دہی کے لئے استیفان تیار معلوم ہوتا تھا۔ پس استیفان کی دُعا کے جواب میں غیر قوموں کے لئے ایک ایسا رسُول دستیاب ہُوا جو استیفان کی نسبت زیادہ لیاقت رکھتا تھا۔ سو اس شہید کی چادر اُس نوجوان پر گری۔ جو اُس کے قاتلوں کے کپڑوں کی نگرانی کرتا تھا۔ یعنی ترسا کا جوان اور سرگرم شاگرد انجیل سُنانے کے لئے مخصوص کیا گیا +

دوسری فصل

پولوس کے ابتدائی حالات

پیدائش۔ تارسس میں قیام۔ تعلیم۔ یروشلیم میں آنا۔ دمشق کو جانا اُس کا مسیحی ہونا۔ اس واقعہ کا فائدہ۔ عرب میں بود و باش۔ یروشلم کو واپس آنا۔ آرام اور کلکیہ میں کام ٭

پیدائش۔ تارسس میں قیام۔ ہم غیر قوموں کے رسُول کے ابتدائی حالات سے بہت کم واقف ہیں۔ وہ کلکیہ کے دارالسلطنت تارسس میں پیدا ہُوا۔ کلکیہ ایشیائے کوچک کا ایک صوبہ تھا اغلب ہے کہ پولوس رسُول مسیح کی پیدائش سے تھوڑے عرصہ بعد پیدا ہُوا کیونکہ وہ اپنی وفات سے پہلے اپنے تئیں ایک عمر رسیدہ شخص بتاتا ہے۔ اور اُس کی وفات سنہ [illegible]ء میں واقع ہوئی۔ اُس کا خاندان ہر طرح کے میل سے بالکل پاک اور صاف تھا یعنی اُس میں غیر قوموں کے خون کی آمیزش نہ تھی۔ اور اُس کا نام بنیامین کے فرقہ میں شامل تھا۔ باوجودیکہ اُس کا باپ عہد کی سرزمین سے دُور رہتا اور رومیوں کے حقوق سے بہرہ ور تھا۔ کلکیہ ایک بڑا ملک تھا اور بحیرۂ اعظم کے اُس کونے میں واقع تھا جہاں ایک طرف سے کوہ طارس اور دوسری جانب سے کوہ لبنان آتا تھا اور دونوں اُس جگہ مل جاتے تھے۔ اس ملک کے پہاڑی جنگل اور چٹانی خلیجیں مدت تک رہزنوں اور قزاقوں کو پناہ دیتی رہی تھیں۔ مگر پولوس کی پیدائش سے پچاس سال پہلے پامپے نے اس ملک کو سب لٹیروں سے آزاد کر کے رومی سلطنت میں شامل کیا۔ اس کے حاکموں میں سے ایک حاکم نے جس کا نام سسرو تھا اپنی نفاست کے لئے نہایت مشہور تھا اُس پر اپنی فیاضی اور دیانتداری سے حکومت کی کیونکہ ان ایام میں ایسا کرنا عام کام نہ تھا کیونکہ ہر کوئی اپنا فائدہ ڈھونڈتا تھا جن دنوں پولوس پیدا ہُوا ان دنوں شہر تارسس سر تا پا ایک یونانی شہر معلوم ہوتا تھا۔ چنانچہ وہاں یونانی بولی بولی جاتی تھی اور یونانی علم ادب کو ترقی دی جاتی تھی پس اغلب ہے کہ پولوس یونانی اور عبرانی دونوں زبانیں بآسانی بول سکتا تھا۔ یونانی تو وہ اکثر تارسس کے تعلیم یافتہ لوگوں کو بولتے سنتا ہوگا۔ اور عبرانی اگر اکثر نہیں تو گاہے گاہے ضرور اپنے گھر میں سُنتا ہوگا معلوم ہوتا ہے کہ اُس نے ایسے گھر میں پرورش

پائی جہاں اُس کا اصلی وطن اور اُس کی قوم بڑی تعریف کے ساتھ یاد کی جاتی تھی۔ بچپن میں اُسے صیہون کے گیت گا گا کر چپ کراتے ہونگے۔ لڑکپن میں موسیٰ اور داؤد کے نمونہ پیش کر کے نیک کام کرنے کی تحریک اور ہدایت کرتے ہونگے اور جب بڑا ہُوا تو یہ تعلیم دیتے ہونگے کہ وہ یروشلم اور یہودیہ کو بڑی تعظیم کے ساتھ یاد کیا کرے*

تعلیم - یروشلم میں قیام - ہم یہ نہیں جانتے کہ جب وہ گملی ایل سے تعلیم پانے کے لئے یروشلم کو گیا اُس وقت اُس کی عمر کیا تھی۔ لیکن ہم قیاس کر سکتے ہیں کہ اُس نے کیسی خوشی سے یروشلم اور اُس کی گرد و نواح کی مشہور جگہوں کو دیکھا ہوگا۔ اور خصوصاً اُن جگہوں کا ملاحظہ جو اُس کے فرقے سے وابستہ تھیں بڑی دلچسپی سے کیا ہوگا۔ مثلاً اُس نے جبعہ کو دیکھا ہوگا جہاں اُس کے ہم نام بادشاہ شاؤل کا محل واقع تھا۔ پھر رامہ کو دیکھا ہوگا۔ جہاں سموئیل اسرائیل پر حکومت کیا کرتا تھا۔ اور اسی طرح اُن دروں کا ملاحظہ کیا ہوگا۔ جہاں یشوع نے اموریوں اور یوناتن نے فلستیوں اور یہودا مکابی نے آرامیوں کو شکست دی تھی۔ معلوم ہوتا ہے کہ جب شاؤل (پولوس لاطینی نام تھا) گملی ایل کے زیر نظر طالب علمی کی زندگی بسر کرتا تھا اس وقت اپنے اُستاد کو مسیحیوں کے برخلاف اپنا جوش اور سرگرمی بہت دکھاتا تھا۔ چنانچہ وہ اُنہیں ایذا پہنچا کر اور یسوع کے نام پر کفر بکنے کے لئے مجبور کر کے خوش ہوتا تھا۔ اور اگر مظلوموں کی آہ و زاری سے اُسکے ملائم دل کو صدمہ پہنچتا ہوگا تو وہ اس خیال سے تسلّی پاتا ہوگا کہ میں خدا کی خدمت بجا لا رہا ہوں۔†

دمشق کو جانا - اور اُس کا مسیحی ہونا - جب اُس نے یروشلم میں ایذا رسانی کے کام کو کافی نہ سمجھا تو یہ ارادہ کیا کہ دور دور ممالک میں جا کر اس بدعت کی جڑ کاٹوں۔ مذہبی معاملات میں سنہڈرم غیر ممالک کے یہودیوں پر وہی اختیار رکھتے تھے جو یروشلم کے یہودیوں پر رکھتے تھے پس ساؤل نے سنہڈرم کے اختیار سے مسلّح ہونا کافی سمجھا۔ صلیب کی منادی کرنیوالے دمشق میں جو قدیم آرامی سلطنت کا پایہ تخت تھا پہنچ گئے تھے اب شاؤل نے سنہڈرم سے خطوط حاصل کئے اور یہ اختیار پایا کہ جتنے نئی بدعت کے پیرو ملیں اُنہیں گھسیٹ کر یروشلم میں لائیں وہ رومی سڑک جو دمشق کو جاتی تھی جھیل گلیل کے پاس سے گذرتی تھی پس اُس نے اُدھر سے جاتے ہوئے وہ جگہیں دیکھی ہونگی جن سے مسیح جس کی جڑ کاٹنے کے وہ درپے تھا بخوبی واقف تھا۔ اور نیز اُس نے اُن بڑے بڑے کاموں کی شہرت سُنی ہوگی جو کچھ عرصہ پہلے وہاں واقع ہو چکے تھے اگرچہ اُس وقت وہ اُن واقعات کو بے بنیاد قصّوں سے کچھ زیادہ

نہ سمجھنا ہوگا۔ تھوڑے عرصہ میں وہ اس جھیل کو پیچھے چھوڑ جاتا ہے اور پھر رفتہ رفتہ دشوار گذار آرامی صحرا کو بھی عبور کر جاتا ہے پھر اُسے اور اُس کے ساتھیوں کو ہرے ہرے درختوں کے درمیان دمشق کے سفید سفید محل ایسے دکھائی دیتے ہیں جیسے یاقوت کے درمیان موتی نظر آتے ہیں۔ یک بیک آسمان سے ایک نور طلوع ہوتا ہے جس کے مقابل سُورج کی روشنی ماند ہے۔ اور عبرانی زبان میں ایک آواز شاؤل سے مخاطب ہوتی ہے۔ مگر فقط چند الفاظ سُنائی دیتے ہیں پر وہ ایسا اثر اُس کے دل پر کر جاتے ہیں کہ جو بات اُس کے ہمنام کی نسبت کہی گئی تھی وہ اس پر زیادہ صادق آتی ہے یعنی وہ بالکل ایک "نیا انسان" بن گیا۔ وہ جو پہلے ایذارساں تھا اب زمین پر گرا پڑا ہے اور وہاں سے رسُول بن کر اُٹھتا ہے اور اُس کی تمام طاقتیں اُسی کام کی ترقّی کے لئے مخصوص کی جاتی ہیں جس کے برباد کرنے کی پہلے کوشش کرتا تھا۔

اس واقعہ کا فائدہ۔ پولوس کا مسیحی ہونا بہر نہج ایک قابل یاد واقعہ ہے اُس کا بُلایا جانا گویا دوسرے ابراہیم کا بُلایا جانا تھا۔ اور اُس کی بُلاہٹ کی حقیقت اور سچّائی اُس اہم سُوال سے کھلتی ہے جو اُس نے مسیح سے کیا۔ "اے خداوند تو کیا چاہتا ہے کہ میں کروں"۔ یسُوع کے جی اُٹھنے کی طرح جس کی حقیقت کو یہ واقعہ ثابت کرتا ہے۔ پولوس کا بُلایا جانا مسیحی مذہب کا ایک پختہ ثبوت ہے۔ کیونکہ اور کونسی بات سوائے اس واقعہ کے پولوس کی زندگی اور عقیدے کو آناً فاناً میں تبدیل کر سکتی تھی۔ ماسوائے اس کے اس وقوعہ سے اُس کی جس کے فضل کی منادی میں اس کے بعد وہ ہمیشہ مصروف رہا بے حد رحمت اور محبّت ثابت ہوئی اور یہ رحمت جو پولوس کے قول کے مطابق سب سے بڑے گنہگار کو دکھائی گئی گویا ایسی زور آور دلیل تھی جو ہر وقت اُس کے دل میں تازہ رہتی اور اُن لوگوں کے سامنے بیان کی جاتی تھی جو خدا کے بے حد فضل پر جو مسیح میں ظاہر ہُوا ایمان لانے میں دیر کرتے تھے اور مسیحی فرائض کی گہری شناخت اور مسیح کے فیاضانہ سلوک کا کامل ادراک وہ چشمہ تھا جس میں سے تازہ خدمت کی تحریکیں پیدا ہوتی رہتی تھیں اور اسی سے اُس کی مشکلات اور تنگی کا احساس دور ہوتا ہوگا جو اُس وقت لاحق ہوتا تھا جبکہ وہ مسیح کی خدمت کے سبب سخت تکالیف اور مصائب میں مبتلا ہو جاتا تھا۔

عرب میں بود و باش۔ روایت اُس گلی کی نسبت جو "سیدھی" کہلاتی ہے اور یہودا کے گھر کی نسبت جہاں پولوس فروکش ہُوا یہ خبر دیتی ہے کہ وہ اب تک موجود ہیں۔ اور نیز

یہ بتاتی ہے کہ حنانیا جو اُس کو سکھانے اور بپتسمہ دینے کے لئے بھیجا گیا تھا اُن ستّر میں سے تھا جنہیں ہمارے خداوند نے منادی کے لئے بھیجا تھا روائت سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ وہ پیچھے دمشق کا اُسقف بن گیا تھا۔ لیکن یہ خیالات خام ہیں ہم کو حنانیا کی نسبت صرف اتنا معلوم ہے کہ وہ مسیح کا شاگرد تھا۔ اور حنانیا نام ایک شخص جو شریعت کے موافق دیندار اور وہاں کے سب رہنے والے یہودیوں کے نزدیک نیک نام تھا وہ رسُول نہ پریسبٹر بلکہ ایک شاگرد تھا تاہم اُسی نے اُس کو جو کہ غیر قوموں کی کلیسیا کا بانی تھا بپتسمہ دیا۔ اب پولس کچھ مدت تک دمشق میں رہا اور بڑے جوش و خروش کے ساتھ مسیحی خدمت کو انجام دیتا رہا۔ لیکن کچھ دن کے بعد اُس نے محسوس کیا کہ مجھے عرب کو جانا چاہیئے۔ یہ ہم نہیں جانتے کہ آیا اس وقت وہ مشہور پیترا کی طرف روانہ ہُوا اور وہاں کچھ عرصہ کے لئے پہاڑوں میں رہا یا آگے بڑھ کر "خدا کے پہاڑ" تک پہنچا اور وہاں کوہ سینا اور کوہ صیہون کو دو عہدوں کی علامتیں ماننا سیکھا جیسا کہ گلاتیوں کے خط میں بیان ہے۔ تھوڑے دن کے بعد وہ دمشق کو لوٹ آیا۔ لیکن چونکہ یہودیوں نے اُس کے برخلاف منصوبہ باندھنا شروع کیا اور اس معاملے میں افسر وقت کی امداد حاصل کی لہذا وہ ایک کھڑکی میں سے نیچے لٹکایا گیا تاکہ رات کے وقت محفوظ چلا جائے ✠

یروشلم کو واپس آنا۔ ارام اور کلکیا میں کام۔ جس راستے سے پہلے آیا تھا اُسی راستہ سے واپس ہوکر یروشلم میں آیا۔ لیکن تین برس گذرے اس کے خیالات کیسے تھے اور اب کیسے بدل گئے تھے! یہاں آنے سے یہ مقصد تھا کہ رسُولوں سے ملاقات کرے مگر پہلے پہل تو اس کو کسی قدر سرد مہری دکھائی گئی اور لوگ ہچکچاتے ہوئے اُس کو ملتے تھے لیکن جب کپرس کے رہنے والے برنباس نے جو بڑا فیاض آدمی تھا اُس کی حمائت اور طرفداری شروع کی تو بھائیوں نے شراکت کا دہنا ہاتھ اُس کو دیا۔ اُس وقت اُس کا جوش اس درجہ تک پہنچ گیا تھا کہ وہ یروشلم کے عبادت خانوں میں بھی منادی کرنے لگ گیا۔ لیکن انہیں ایّام میں خداوند مسیح نے رویہ میں اُس پر ظاہر ہوکر یہ خبر دی کہ تجھے یروشلم چھوڑنا اور غیر قوموں کو اپنی خدمات کا مرکز بنانا چاہیئے۔ لیکن وہ اپنے ہموطنوں کو ایسا پیار کرتا تھا اور گذشتہ نقصان کی تلافی کا خیال ایسا اُس کے دل میں جاگزیں تھا کہ وہ وہیں رہنے کی اجازت مانگنے لگا لیکن خداوند نے یہ اجازت نہ دی۔ لہذا اُس نے یہودی دار الخلافہ

کو صرف دو ہفتہ کے قیام کے بعد خیرباد کہی اور قیصریہ کی راہ فلسطین سے روانہ ہو کر تارسس کا رُخ کیا اور وہاں جا کر کچھ عرصہ کے لئے ارام اور کلکیا میں کام کرتا رہا ۔

تیسری فصل

کلیسیا کی ترقی کی تیاری

یافہ میں پطرس کی رویہ ۔ قیصریہ میں قرنیلیوس کی رویہ ۔ ملکی انتظام میں انقلابات ۔ ہیرودیس اگرپا کی وفات ۔ کلاڈیس کا برتش سے واپس آنا ۔ پولوس اور برنباس انطاکیہ میں ۔ کرسٹان نام ۔ انطاکیہ کی حالت ۔

یافہ میں پطرس کی رویہ ۔ اس اثنا میں فلسطین کے اندر اور واقعات بھی سرزد ہو رہے تھے اور اُن کا مقصد یہ تھا کہ صاف صاف طور پر ظاہر ہو جائے کہ کس طرح غیر قومیں مسیحی کلیسیا میں شامل کی جائینگی ۔ چنانچہ پطرس انجیل سُناتا ہُوا یافہ تک جو کہ بحیرہ اعظم کا ایک قدیم بندرگاہ تھا پہنچ گیا تھا ۔ بلکہ یُوں کہنا چاہئے کہ قیصریہ اور بطلیمیس کے آباد ہونے تک یہی شہر فلسطین کے ساحل پر اکیلا بندرگاہ تھا ۔ تھوڑا عرصہ ہُوا کہ پطرس نے اپنا سب سے بڑا معجزہ دکھایا تھا یعنی ڈرکاس کو مُردوں میں سے زندہ کیا تھا ۔ یہ معجزہ گویا اُس محبت کی رُوح کا پہلا اور پکا ہُوا پھل تھا جو دین عیسوی سے پیدا ہوتی ہے ۔ جب پطرس ایک بلند اور مدوّر شکل راس پر سے جس کے ساتھ شہر لگا ہُوا تھا ۔ بحیرہ اعظم کی وسیع اور نیلگوں سطح پر نظر ڈالتا ہوگا تو اُسے ایسا فراخ اور گوناگوں نظارہ دکھائی دیتا ہوگا جس کی مانند فلسطین کی تنگ سرزمین کو عموماً نصیب نہیں ہوتا گو ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ اس نظارے نے اُس کے دل کو انجیل کے عظیم مقصد اور کام کے وسیع تصوّر کے لئے تیار کیا ۔ لیکن اس میں شک نہیں کہ اُس کو یافہ ہی میں وہ رویہ دکھائی دی جس کا یہ مطلب تھا کہ آئندہ کو غیر قومیں بھی آزادی کے ساتھ کلیسیا میں شامل کی جائینگی ۔ اس وقت تک یہی خیال مُروّج تھا کہ مسیحی ہونے سے پہلے لازم ہے کہ لوگ ختنہ کرائیں اور پہلے یہودی بنیں اور کئی یہودی مسیحی ایسے موجود تھے جو موسوی شریعت کے اختیار پر شک کرنے کی بجائے اپنی جان دینے کو تیار تھے ۔ پس قبل اس کے غیر قوموں

کے داخل ہونے کے لئے ایسے طور پر دروازہ کھولا جائے کہ کوئی بات سدِّراہ نہ ہو کلیسیا کو ایک
سخت جنگ میں سے گذرنا تھا ؛

قرنیلیوس کی رویہ قیصریہ میں۔ جب پطرس غور کر رہا تھا کہ جو رویہ میں نے دیکھی
ہے اُس کا کیا مطلب ہے۔ اُس وقت تین شخص اُس کو ڈھونڈتے ہوئے قیصریہ سے آئے اور
قرنیلیوس کی طرف سے جو قیصریہ کا ایک دیندار رومی افسر تھا پیغام لائے قرنیلیوس کو ایک رویہ
کے وسیلے یہ ہدایت ہوئی کہ مسیحی تعلیم حاصل کرنے کے لئے پطرس کو بلوائے۔ سو دوسرے
دن پطرس اور اُس کے ساتھی اُدھر روانہ ہوئے اور اُن کھیتوں میں سے جو کہ سروں کی نرگس
سے مہک رہے تھے اور اپنی خوبصورتی کا جلوہ دکھا رہے تھے سفر کرتے کرتے وہ دوسرے روز
ہیرودیس کے شہر میں داخل ہوئے۔ یہ شہر ایک عالیشان شہر تھا۔ اور بالکل نیا اور رنگ ڈھنگ
میں سرتاپا رومی طرز کا تھا۔ ایسے قسم کے شہر کا یہودی سرزمین میں آباد ہونا بجائے خود بات
کا ثبوت تھا کہ یہودی رسم اس ملک سے جاتی رہی ہے۔ سو ایسے خالص رومی شہر میں ختنے
اور دیگر یہودی رسوم کی بابت بحث نہیں ہو سکتی تھی۔ اور جب روح القدس اپنی فوق العادت
برکتوں کے ساتھ ان غیر قوم اشخاص پر نازل ہوئی جنہیں قرنیلیوس نے جمع کیا تھا تاکہ پطرس
کی باتیں سنیں تو اُس خیال نے جو یہودیوں کے دل میں بڑھتا جاتا تھا اور بھی تقویت پائی
پطرس نے یہودی تعصبات کو چھوڑ دیا اور قرنیلیس کے لائق دوستوں کو بپتسمہ پانے
کا حکم دیا۔ اس نے بڑی آزادی سے اُن کے ساتھ کھایا پیا حالانکہ وہ سب نامختون تھے۔ اور
جب یروشلم کو واپس آیا تو اپنی اس حرکت کو بڑے زور سے درست ثابت کیا۔ اور کم از کم کچھ
عرصہ کے لئے اُن لوگوں کا منہ بند کیا جو اس بات کو ناپسند کرتے تھے۔ اسی عرصہ میں
اور اطراف سے بھی یہ خبر آئی کہ غیر قوموں نے سچی دینداری کے آثار دکھانے شروع کر دئے
ہیں اور اب ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گویا انجیل کے عالمگیر ہونے کو سب لوگ ماننے لگ گئے ہیں ؛

ملکی انتظام کی تبدیلیاں۔ مسیح کے صعود کو اب قریب دس برس گذر چکے تھے اور کئی
تبدیلیاں یہودیہ اور دیگر ممالک کے ملکی انتظام میں واقع ہو گئی تھیں۔ سو ہم تھوڑی دیر کے
لئے اُن پر غور کریں گے۔ شہنشاہ تبریاس مر چکا تھا اور اسی طرح کالیگولا کے ظلم اور شہوت
رانی کا بھی خاتمہ ہو گیا تھا۔ جب یہودیوں نے اُس سے یہ حکم پایا کہ تم مجھے خدا جان کر میری
عبادت کرو تو وہ حیران و پریشان ہوئے۔ مگر ابھی پریشانی میں مبتلا ہی تھے کہ اُس کے قاتل نے

اُسکا کام تمام کیا۔ اور اس وقت کلاڈیس تخت پر متمکن تھا۔ اور قیافا کہانت سے معزول ہوگیا تھا اور اُس کی جگہ یوناتن اس عہدے پر معمور تھا۔ پنطس پلاطس بھی اپنے منصب سے علیحدہ کیا گیا تھا کیونکہ اُس نے کوہ گرازیم پر بے قصور سامریوں کو مروا ڈالا تھا۔ اور تھوڑے سے خالی لسس اور ابلین کی خالی ریاستیں شہنشاہ کالی گولا نے اپنے دوست ہیرودیس اگرپا کو دیکر شاہانہ خطاب سے اُس کو ممتاز کیا۔ ہیرودیس اگرپا ہیرودیس اعظم کا پوتا اور اُس ارسطابولس کا جو مارا گیا تھا فرزند تھا۔ پھر تھوڑے عرصہ بعد جب ہیرودیس انتیپاس گال کی طرف جلاوطن کرکے بھیجا گیا۔ تو گلیل اور پیریا کی ریاستیں بھی بادشاہ اگرپا کی قلمرو میں شامل کی گئیں۔ کلاڈیس کی تخت نشینی کے وقت رومیوں نے یہودیہ سامریہ اور ادومیہ بھی اگرپا کو دیدئے۔ پس اگرپا کے عہد میں اُس کے دادا کی تمام حکومت پھر ایک سلطنت میں متحد ہوگئی +

ہیرودیس اگرپا کی وفات۔ اگرپا کو اسبات کا بڑا اشتیاق تھا کہ اُس کی بہت تعریف کی جائے۔ پس اُس نے یہودیوں کو خوش کرنے کے لئے یعقوب رسول کو قتل کردیا اور پطرس کے مارنے کا حکم دیا۔ لیکن کلیسیا کی دعاؤں کے جواب میں پطرس معجزانہ طور پر رہا ہوا اور یوں اُس کی تجویز کا ایک حصہ پورا نہ ہوا۔ کچھ عرصہ بعد وہ بڑی شان و شوکت کے ساتھ قیصریہ کے تھئیٹر میں آیا اور اُس جگہ لوگوں کے سامنے تقریر کرنے لگا تقریر کے خاتمے پر جبکہ سورج کی روشنی اُس کے جواہرات اور طلائی لباس کو روشن کر رہی تھی۔ اُس کے سامعین نے اُسے سجدہ کیا۔ اور اُس نے اِس خوشامد کو جو بے دینی سے پُر تھی بڑی خوشی سے قبول کیا۔ لیکن اُسی وقت معدہ کی ایک سخت بیماری لاحق ہوئی۔ یہ بیماری اُسی مرض کی مانند تھی۔ جس نے اُس کے دادا کا کام تمام کیا تھا۔ تھوڑے سے دنوں میں اُس کی زندگی تمام ہوگئی اور اُس کی نفرتی لاش قبر کے سپرد کی گئی۔ ازاں بعد فلسطین پھر رومی صوبہ بنا اور ایک رومی افسر کے سپرد کیا گیا۔ لیکن کچھ مدت بعد اس بادشاہ کے بیٹے کو جس کا نام اگرپا تھا ملک کا کچھ حصہ دیا گیا۔ یہی وہ شخص ہے جسے پولس نے کچھ عرصہ بعد بادشاہ اگرپا کہکر خطاب کیا +

کلاڈیس کا برٹن سے واپس آنا۔ جس سال ہیرودیس اگرپا فوت ہوا۔ اُسی سال شہنشاہ کلاڈیس برٹن سے واپس آیا۔ وہاں اسلئے گیا تھا کہ اُس کام کو پورا کرے جسے جولیس قیصر نے قریباً ایک صدی پہلے شروع کیا تھا۔ اور اب وہاں سے واپس آیا تھا۔ تاکہ

اپنی فتح کی یاد میں جشن کرے۔ خدا کی پوشیدہ مرضی کے موافق اُس کے حملہ کا یہ مطلب تھا کہ اُس سے راستہ تیار کیا جائے اور وہ خوشخبری جس کے دنیا کے انجاموں تک پھیلانے کا حکم پولوس کو تارسس میں اور پطرس کو یافہ میں ملا تھا انگلستان کے ساحلوں تک پہنچائی جائے کلاڈییس کو اُس وقت یہ خبر نہ تھی کہ جب تند خو ٹری نوبنٹیز اور آئسینی اُس لقب کے لائق ہو جائینگے جس کا زبان پر لانا دریائے ٹیمز کے کنارے شروع ہو گیا تھا۔ تو اُس وقت جزائر برطانیہ کی صورت ایسی جلالی ہو جائیگی کہ ویسی روم کے اسلاح اور قوانین اور دستورات کبھی پیدا نہیں کر سکتے

پولوس اور برنباس انطاکیہ میں۔ کرسٹان نام۔ جب رسولوں کو اسبات کی خبر ملی کہ دور دور ممالک میں مثلاً فنیکی اور کپرس اور انطاکیہ میں بھی لوگوں نے مسیحی دین کو اختیار کر لیا ہے تو انہوں نے برنباس کو جو محبت سے پُر اور حکمت سے بھر پور تھا بھیجا تا کہ انطاکیہ میں جا کر نو مریدوں کو تعلیم دے اور اُن کی رہنمائی کرے۔ اسی برنباس نے یروشلم میں اُس وقت پولوس کا ہاتھ پکڑا تھا جبکہ اَور رسُول اُس کے ساتھ سرد مہری سے پیش آتے تھے۔ اور اب یہ سوچ کر کہ پولوس بڑا لائق آدمی ہے اور خاص کر غیر قوموں کے درمیان کام کرنے کو بُلایا گیا ہے۔ برنباس اُس کی تلاش کے لئے تارسس کی طرف روانہ ہُوا وہاں جا کر اس سے ملاقات کی اور اُسے انطاکیہ کو لے آیا اور دو نو ایک سال تک وہاں کام کرتے رہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ اسی سال کے اندر اور اسی شہر میں پہلے پہل مسیحی ایک نئے اور جلالی لقب سے ملقب کئے گئے۔ یعنی کرسٹان کہلانے لگے ابتدا میں غالباً مضحکہ کے طور پر اس نام سے موسوم کئے گئے ہونگے کیونکہ انطاکیہ کے باشندے اس قسم کے نام ایجاد کرنے کے لئے نہایت مشہور تھے۔ لیکن انطاکیہ سے بڑھ کر کوئی اَور جگہ ایسی موزون نہ تھی جہاں یہ نام پیدا ہوتا۔ کیونکہ انطاکیہ اُس وقت رومی سلطنت کے مشرقی حصّہ کا گویا مرکز تھا اور تمام دنیا کے ساتھ ملنے جلنے کا تعلّق رکھتا تھا ✦

انطاکیہ کی حالت۔ اسبات کا ذکر ہم کر چکے ہیں کہ انطاکیہ کو سلوکس نے جو کہ سکندر کے جانشینوں میں سے تھا آباد کیا تھا۔ سلوکس قدیم زمانہ کے بادشاہوں میں نئے شہر آباد کرنے کے لئے سب سے بڑھ کر تھا۔ اور کہتے ہیں کہ اُس نے کم از کم سولہ انطاکیہ اپنے باپ کے نام پر اور چھ لودیکیہ اپنی ماں کے نام پر اور نو سلوکیہ اپنے نام پر آباد کئے۔ جب پولس انطاکیہ میں آیا تو اُس وقت یہ شہر بڑی رونق پر تھا لیکن ہر قسم کی شرارت میں ڈوبا ہوا تھا۔ کئی عیاش رومی اس کی خوبصورت آب و ہوا کے سبب یہاں آکر آباد ہو گئے تھے۔ لیکن آبادی زیادہ تر

نکتے یونانیوں اور مشرقی قوموں سے مشتمل تھی یہ لوگ جو تھیئٹر کے نکمے مشاغل میں مصروف ہو کر اپنا وقت کاٹا کرتے تھے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اغلب ہے کہ اُن یونانی شہروں سے بڑھ کر جو مشرقی ممالک میں واقع اور رومی قلمرو میں شامل تھے اور کوئی امصار زیادہ بداخلاق نہ تھے اور انطاکیہ اُن سب سے بڑا اور سب سے بدتر تھا۔ اگر ہم پہلی صدی عیسوی کی پیچ در پیچ بدینی کا موازنہ کرنا چاہیں تو ضرور ہے کہ ہم مشہور ڈیفنی کا نقشہ اپنی آنکھوں کے سامنے جمائیں یعنی اُس کے فوارے اور اُس کے درختوں کے جھرمٹ اور اُس کی خوبصورت عمارتیں اور اُس کی شہوت پرست پجاری اور اپالو کے بُت کو دیکھیں تب ہمیں معلوم ہوگا کہ آرام کی آب و ہوا میں اور روم کی سرپرستی کے ماتحت اُن تمام چیزوں نے جو نیچر اور حکمت میں دلپسند تھیں ایک ایسا عبادت خانہ پیدا کر دیا تھا جہاں بدکرداری کے مرتبے دائمی طور پر پوجے جاتے تھے ؎

پولوس کا پہلا مشنری سفر

اُس کے ہمسفر۔ برنباس اور کچھ عرصہ کے لئے (یوحنا) مرقس

کپرس میں۔ سلامس اور پافس۔ مرقس کا واپس آنا۔ پرگا پسدیہ کا انطاکیہ۔ اکونیم۔ دربے۔ لُسترا پولوس کا سنگسار کیا جانا۔ تمطاؤس کا مسیحی ہونا۔ پسدیہ کے انطاکیہ کو واپس آنا۔ یروشلم کی سنڈ۔ آرام کے انطاکیہ کی طرف واپس آنا۔ پولوس اور پطرس کی صورت۔ پولوس اور پطرس کی بحث کا نتیجہ ؎

کپرس میں۔ سلامس اور پافس۔ جب پولوس اور برنباس کچھ دنوں تک انطاکیہ میں کام کر چکے تو خداوند نے انہیں اور ممالک میں مشنری کام کرنے کے لئے بلایا اور اُس کلیسیا کے نبیوں اور اُستادوں نے انہیں اس خدمت پر مقرر کیا۔ پس وہ انطاکیہ کے بندر تھا و سلوکیہ سے کشتی پر سوار ہو کر کپرس کی طرف روانہ ہوئے جو برنباس کا مولد اور یہودیوں کی آمد و رفت کا ایک بڑا بھاری مقام تھا۔ ابتدا میں اس شہر کو فنیکیوں نے آباد کیا اور کچھ عرصہ [illegible]

یونانی آ بسے۔ پس کپرس گویا یونان اور ایشیا کے باہم ملنے کی جگہ تھا۔ اور اُس کی بُت پرست عبادت میں بھی دونو جگہ کی بڑی بڑی خرابیاں شامل تھیں۔ اس جزیرے کے دو شہروں سلامس اور پیفاس میں جو دونو کونوں پر واقع تھے انجیل کی منادی کی گئی اور پافس میں سرجیوس پالس جو ایک رومی گورنر تھا مسیح پر ایمان لایا۔ یہاں ایک یہودی جادوگر نے جس کا نام بریسوع تھا اور یونانی میں الیماس کہلاتا تھا بڑی کوشش کی کہ رسُولوں کا مقابلہ کرے اور صوبہ دار کو مسیح پر ایمان لانے سے روکے۔ جادوگری کا بازار اُن دنوں بہت گرم تھا اور ادنیٰ درجہ کے یہودی کیا مرد اور کیا عورت سب اس میں مبتلا تھے جادوگری کا فن آئندہ رازوں کو جاننے کی خواہش کو پُورا کرنے کا دعوےٰ کرتا تھا۔ چھپی ہوئی باتوں کو جاننے کی خواہش سب لوگوں میں پائی جاتی ہے۔ لیکن اُس زمانہ میں جبکہ سب لوگوں میں ایک قسم کی عجیب تحریک پیدا ہو رہی تھی اور نئے واقعات کی انتظاری کی جاتی تھی یہ خواہش بڑے زوروں پر تھی۔ اس کا ایک یہ سبب بھی تھا کہ غیر قوموں کے آرے کلز (وہ طریقے جن سے غیب کی باتیں دریافت کی جاتی تھیں) بند ہو گئے تھے۔ اور عبرانی نبیوں کی شہرت کے سبب سے یہودی اس فن میں سبقت لے گئے تھے کیونکہ لوگ خیال کرتے تھے کہ وہ آنے والی باتوں کا حال خوب جانتے ہیں۔ پافس میں پولوس نے ایمان اور قدرت سے بھرپور ہو کر اپنے ہموطن کو بڑی سختی سے ملامت کی اور کچھ عرصہ کے لئے معجزانہ طور پر اُس کی بصارت کو اُس سے دور کر دیا۔ اس واقعہ کا اثر صوبہ دار کے دل پر بہت ہُوا اور وہ پکا مسیحی بن گیا۔ **مرقس کا واپس آنا۔ پرگا۔ پسدیہ کا انطاکیہ۔** کپرس سے روانہ ہو کر رسول خشکی کی طرف روانہ ہوئے اور پمفولیہ کی خلیج کو عبور کر کے پہلے پرگا میں آئے جو کہ پمفولیہ کا سب سے بڑا شہر تھا اس جگہ مرقس جو اب تک اُن کے ساتھ تھا یروشلیم کو واپس چلا گیا شاید اسلئے کہ جب اُسے دکھا کہ پولوس اور برنباس پسدیہ کے جنگلوں اور صحراؤں میں گھسنا چاہتے ہیں تو وہ ڈر گیا اور ضعفِ ایمان کے سبب واپس چلا گیا۔ پولوس اور برنباس پرگا میں بہت دن تک نہ رہے بلکہ کوہستانی درے جو پمفولیہ اور پسدیہ کی بلند سطح کے مابین واقع ہیں عبور کر کے انطاکیہ میں جا پہنچے گمان غالب ہے کہ اسی سفر میں پولوسؔ "دریاؤں کے خطروں" اور "چوروں کے خطروں" سے جن کا ذکر اُس نے بعد میں کیا دو چار ہُوا۔ کوہستانی درے لوٹیروں کے سبب سے مشہور تھے اور دریاؤں میں اُن نالوں کے سبب یک بیک طغیانی آجاتی تھی جو چٹانوں کے دامن اور تنگ وادیوں میں سے بڑے زور و شور کے ساتھ نکلتے تھے۔ انطاکیہ کے یہودی عبادت خانہ

میں پولوس کے پہلے سرمن سے بڑی تحریک پیدا ہوئی اور رسول نے مسیح کی نجات کی برکتیں یہودیوں اور غیر قوموں کے سامنے پیش کیں۔ پر جب یہودیوں نے یہ سُنا کہ غیر قوم بھی مسیحی حقوق میں برابر حصہ دار ہو سکتے ہیں تو اُن کے دل میں آتش حسد بھڑک اُٹھی۔ انجام کار ایک بلوا برپا ہوا جس کے سبب سے رسولوں کو پسدیہ کا انطاکیہ چھوڑنا پڑا پس اُنہوں نے اپنے پاؤں کی گرد اپنے ہموطنوں پر جھاڑی اور وہاں سے دوسری طرف روانہ ہوئے +

اقونیم۔ ڈربے۔ لُسترا۔ پولُس کا سنگسار کیا جانا۔ زاں بعد مشرق کی جانب روانہ ہو کر اور قریباً نوے میل کا فاصلہ طے کر کے اقونیم شہر میں داخل ہوئے یہ شہر جو پیچھے کونیہ کہلانے لگا تاریخ میں نہائت مشہور ہے یہ شہر گویا وہ مرکز تھا جہاں فتحمند ترکوں کی طاقت برپا ہوئی اور گمان ہے کہ اُس کی آبادی میں بہت سے عشرت پسند یونانی اور پُرانے باشندوں کا ایک بقیہ اور چند رومی افسر اور یہودیوں کی ایک جماعت شامل ہوگی۔ جیسا سلوک اہل انطاکیہ نے رسولوں کے ساتھ کیا ویسا ہی اس جگہ کے لوگوں نے کیا لہذا وہ تنگ آکر ڈربے اور لسترا کو چلے گئے جو زیادہ تر کاشتکاروں کے گاؤں تھے لسترا میں جب معجزانہ طور پر ایک لنگڑے کو چنگا کیا تو لوگ انہیں زیوس اور ہرمیس سمجھنے لگے۔ اس واقعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اس جگہ کے باشندے اپنے مذہبی خیالات میں یونانی خیالات کو جگہ دے بیٹھے تھے۔ پولوس نے اُن کی حرکت کی ملامت کی اور منت سے کہا کہ تم بُت پرستی چھوڑ کر زندہ خدا کی طرف پھرو۔ مگر یہ مُتلوّن مزاج جماعت جو پہلے رسولوں کو پُوجنے کے لئے تیار تھی تھوڑی دیر کے بعد اُن یہودیوں کے بہکانے سے جو انطاکیہ اور اقونیم سے آئے تھے اُنہیں سنگسار کرنے کو تیار ہو گئی۔ چنانچہ پولوس کو پتھراؤ کر کے ادھ مُوا سا چھوڑ دیا۔ لیکن وہ تھوڑی دیر کے بعد ہوش میں آیا اور چلنے پھرنے لگا +

تمطاؤس کا مسیح پر ایمان لانا۔ جو لوگ پولوس کے سنگسار کئے جانے کے موقعہ پر اُس کے بے حسّ و حرکت چہرے کو دیکھتے تھے اُن کے درمیان ایک نوجوان موجود تھا جس نے اُس کے کلام کو بڑی رقت کے ساتھ سُنا تھا۔ وہ تمطاؤس تھا۔ تمطاؤس نے جو ایمان میں اُس کا فرزند تھا اسی موقعہ پر پہلی دفعہ انجیل سُنی اگرچہ اس سے پہلے اُس نے اپنی ماں اور نانی کے وسیلے پاک نوشتوں میں خوب تعلیم پائی تھی۔ مگر اُس نے اب تک غالباً وہ کلید حاصل نہیں کی تھی جو اُن کے معانی کو کھولتی ہے۔ لیکن پولوس سے ملاقات کرنے کے بعد اُس نے نوشتوں کو تازہ شوق کے ساتھ پڑھنا شروع کیا ہوگا اور یُوں اس نوجوان یونانی نے اُس

دینداری کے بھید" سے واقفیت پیدا کی ہوگی جس کی منادی کرنے میں اُسے اپنی زندگی صرف کرنا تھا ✣
پسدیہ کے انطاکیہ کو واپس آنا۔ پولوس اور برنباس اُسی راستے سے واپس آئے جس راستے سے گئے تھے اُن کا مقصد یہ تھا کہ اُن کلیسیاؤں کو مضبوط کریں اور تسلی دیں جنہیں اُنہوں نے قائم کیا تھا تاکہ وہ مصائب اور ایذاؤں کے درمیان ثابت قدم رہیں جن کا مقابلہ کرنا اُن کے لئے ضروری تھا۔ صرف ایک اور نئی جگہ اُنہوں نے دیکھی اور وہ اطالیہ تھی جو کہ پمفولیہ میں سمندر کے کنارے واقع ہے۔ اور اُس بندرگاہ سے وہ ارام کے انطاکیہ کو واپس آئے اور وہاں بھائیوں کو اُس کامیابی کی خبر دی جو غیر قوموں کے درمیان انجیل کی منادی کو حاصل ہوئی تھی۔ اس موقعہ پر یہ بات صاف صاف ظاہر ہوگئی کہ خدا نے غیر قوموں کے لئے ایمان کا دروازہ ایسا کھول دیا تھا کہ ویسا آگے کبھی نہیں کھلا تھا ✣

یروشلم کی سنڈ۔ مگر اُن لوگوں کے درمیان جو مسیح پر ایمان لائے بعض ایسے بھی تھے جو مسیحی ہونے سے پہلے فریسیوں کی تعلیم کے قائل تھے وہ بڑے زور شور سے غیر قوموں کے مسیحی ہونے کی مخالفت کرنے لگے۔ یہ لوگ یروشلم کی کلیسیا میں بڑی عزت اور دبدبہ رکھتے تھے اُن کی طرف سے خفیہ خفیہ طور پر بہت سے لوگ ارامی انطاکیہ میں آئے۔ اُنہوں نے پہلے تو اپنے خیالات ظاہر کئے اور پھر برملا یہ سکھانا شروع کر دیا کہ ختنہ کروانا نجات کے لئے لازمی امر ہے ان کی باتیں سُن کر انطاکیہ کے بھائیوں نے یہ صلاح کی کہ پولوس اور برنباس اور کئی اور شخص یروشلم کو جائیں اور وہاں رسُولوں اور دیگر بزرگوں سے مشورت کر کے دریافت کریں کہ اس معاملے میں کیا کرنا چاہئے۔ یہ لوگ فینیکی اور سامریہ میں سے گذرے جہاں انجیل بہت ترقی کر گئی تھی اور جہاں لوگوں کے دل پولوس اور اُس کے ساتھیوں کی باتیں سُن کر بہت خوش ہوئے۔ کچھ مُدت بعد وہ یروشلم پہنچے۔ اس وقت پولوس کو مسیحی ہوئے سترہ اور مسیحی ہونے کے بعد یروشلم میں پہلی مرتبہ آئے ہوئے چودہ برس گذر چکے تھے (گلاتی ۲: ۹) جو لوگ جمع تھے اُن کے رُوبرُو پطرس اور پولوس اور برنباس اور یعقوب نے تقریر کی۔ یُوحنّا بھی حاضر تھا۔ مگر اُس نے کوئی تقریر نہ کی۔ (گلاتی ۲: ۹) مگر یہودی خیالات کے عیسائیوں نے اپنی صورت نہ دکھائی کیونکہ وہ بحث کرنے کی نسبت فتنہ افزا منصوبے زیادہ پسند کرتے تھے اس موقعہ پر مجلس نے جو فیصلہ کیا وہ بیشتر پولوس کے کشادہ خیالات کے مطابق تھا۔ اگرچہ مصلحت کے طور پر بعض حرکات کی نسبت یہ صلاح دی گئی کہ غیر قوموں کے لئے اُن کا ترک کرنا بہتر ہے

تاکہ بے فائدہ تکرار نہ ہو۔ ان میں سے ایک حرامکاری تھی۔ اور حرامکاری بذاتِ خود ایک گناہ تھا اور اُس کا ترک کرنا نہ صرف مصلحتاً بلکہ اخلاقی طور پر لازمی تھا۔ پس اس مجلس کے فیصلہ میں جو اس حرکت کا ذکر پایا جاتا ہے اس کا سبب یہ ہے کہ غیر قوموں کی بعض عیدوں اور تہواروں کے مواقع پر ہر طرح کی حرامکاری وجود میں آتی تھی۔ خصوصاً انطاکیہ اور ہر گاہیں +

ارامی انطاکیہ کو واپس آنا۔ اس مجلس کے خاتمہ پر پولوس اور برنباس انطاکیہ کو واپس آئے اُن کے ساتھ برسباس اور سیلاس بھی تھے۔ معلوم ہوتا ہے کہ انہیں ایام میں پطرس بھی انطاکیہ میں آیا (گلاتی ۲ : ۲) اور جھوٹے بھائیوں کی ترغیب سے کچھ عرصہ کے لئے ایسا متاثر ہوا کہ نامختون عیسائیوں کے ساتھ کھانے سے انکار کیا۔ اس موقعہ پر پولوس نے سب کے سامنے اس کو قائل کیا (گلاتی ۲ : ۱۴) +

پولوس اور پطرس کی صُورت۔ اس موقعہ پر ایک بیدار مغز مُصنّف کے کلمات جو اُس نے پولوس اور پطرس کی صورت کی نسبت تحریر کئے ہیں تحریر کرنا خالی از دلچسپی نہ ہوگا اگرچہ اس میں شک نہیں کہ اُس کا بیان بیشتر روائت پر مبنی ہے۔ مُقدس پولوس ہمارے رُوبرُو یہودیوں کے اُبھرے ہوئے خال وخد کے ساتھ آتا ہے۔ مگر اُس کے چہرے پر وہ نازک نقش بھی موجود ہیں جن سے یونانیوں کی حکمت ہویدا ہوتی ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ وہ ایک پست قد آدمی تھا اور اُس کے جسم کو لنگڑا پن یا کسی اور نقص نے داغدار کر رکھا تھا اور گمان ہے کہ اس عیب کے سبب سے اُس کے دشمن طرح طرح کے حقارت آمیز کلمات اُس کے حق میں استعمال کرتے ہونگے۔ اُسکی داڑھی لمبی مگر گھنی نہ تھی۔ سر کے بال بھی بہت کم تھے اس کے چہرے کو دیکھ کر یہ چیزیں صاف نظر آتی ہونگی مثلاً گورا گورا رنگ نظر آتا ہوگا جو اُسکے خیالات کی تبدیلیوں کو جو جلد جلد اُس کے دل میں واقع ہوتی تھیں ظاہر کر دیتا تھا۔ پھر چمکتی ہوئی نیلگوں آنکھیں دکھائی دیتی ہونگی جن کے اُوپر گھنی گھنی مژہ کا پردہ پڑا ہُوا تھا۔ اور بشرے سے بشاشت ٹپکتی ہوگی جو دیکھنے والے کے دل کو مسخر کر لیتی ہوگی اور لوگوں کو اُس کے پاس آنے اور اس پر بھروسہ رکھنے کی دعوت دیتی ہوگی۔ اُس کی جسمانی مشقت اور لگاتار سفروں سے یہ نتیجہ نکالا جا سکتا ہے کہ اُس کا بدن نہائت مضبوط تھا۔ لیکن دُنیا میں ایسے لوگ بھی ہوتے ہیں جن کی صحت میں تو خلل ہوتا ہے مگر وہ پھر بھی بڑی بڑی مشقتوں کو جھیل لیتے ہیں۔ اُس کے بیانات سے جو کئی جگہ اُس کے خطوط میں پائے جاتے ہیں ظاہر ہوتا ہے کہ وہ جسمانی کمزوری کے

سبب سے بار ہا تکلیف اُٹھاتا تھا۔ مُقدّس پطرس کی صورت و شکل کا بیان اس طرح پیش کیا گیا ہے کہ وہ گویا ایک مضبوط اور راز قد آدمی تھا جیسا کہ اُس کی خصلت بھی کسی قدر سخت اور اُس کا مزاج طرار اور عجلت پسند تھا۔ اُس کے دل کی تیز حرکات اُس کی سیاہ آنکھ کے چمکاروں میں ظاہر ہوتی تھیں۔ اُس کے چہرے کا رنگ زرد اور پھیکا سا تھا۔ اُس کے بال جن کی نسبت یہ گمان ہے کہ اُس کی وفات کے وقت بالکل سفید ہو گئے تھے۔ اُس وقت جب کہ دونو رسُول اپنی شہادت سے قریباً بیس برس پہلے انطاکیہ میں آس پاس کھڑے باتیں کرتے تھے بالکل کالے تھے۔ اور پطرس کے بال اُس کی کنپٹیوں اور ٹھوڑی پر بل کھا کھا کر گرتے تھے۔

پولوس اور پطرس کی بحث۔ انطاکیہ میں ان دونو رسولوں کو بحث کرتے دیکھنا ایک غور طلب نظارہ ہے کیونکہ ہم دیکھتے ہیں کہ یہودیت اور مسیحیت کا مقابلہ تھوڑے سے عرصہ کے لئے ان دونو رسُولوں کی بحث میں ہو جاتا ہے۔ پولوس کے الفاظ میں انجیل کے اُصولوں کا ایک زور آور بیان پایا جاتا ہے اور وہ شریعت سے نجات پانے کی تعلیم کے بالکل برخلاف ہے۔ چنانچہ اُس نے پطرس کی طرف متوجّہ ہو کر کہا "جب تُو باوجود یہودی ہونے کے غیر قوموں کی طرح زندگی گذارتا ہے نہ یہودیوں کی طرح۔ تو غیر قوموں کو یہودیوں کی طرح چلنے پر کیوں مجبور کرتا ہے۔ باوجودیکہ ہم پیدائش سے یہودی ہیں اور غیر قوموں سے نہیں۔ تاہم یہ جان کر کہ آدمی شریعت کے اعمال سے نہیں بلکہ صرف یسُوع مسیح پر ایمان لانے سے راستباز ٹھیرتا ہے خود بھی مسیح یسُوع پر ایمان لائے تاکہ ہم مسیح پر ایمان لانے سے راستباز ٹھیریں نہ کہ شریعت کے اعمال سے کیونکہ شریعت کے اعمال سے کوئی بشر راستباز نہ ٹھیریگا"۔ ان جملوں میں مختصر طور پر وہ تمام دلائل قلمبند ہیں جو کہ گلاتیوں اور رومیوں کے خطوط میں درج ہیں۔

اس بحث کا نتیجہ۔ جو بحث اس معاملہ میں کلیسیا میں جاری تھی وہ یروشلم کی سنڈ کے فیصلے سے رفع نہ ہوئی۔ چنانچہ اختلاف نے بعد میں بھی اپنی صورت دکھائی جیسا کہ گلاتیوں کے خط سے بخوبی ثابت ہے۔ لیکن اس بحث سے ایک فائدہ برآمد ہوُا اور وہ یہ کہ بڑی صفائی کے ساتھ پولوس نے یہ بات بیان کر دی کہ گنہگار انجیل کے وسیلے کس طرح خدا کے حضور مقبول ٹھیرتا ہے۔ اور بڑے زور سے ثابت کیا کہ فقط ایمان سے راستباز ہونے کی تعلیم صحیح ہے۔ یہ تعلیم جو کہ پولوس کی تصانیف میں ایسی سرکشیدہ ہے۔ اور جس نے ہزار ہا متفکّر متلاشیوں کو راہ نجات دکھائی ہے شاید ایسی توضیح و توسیع کے ساتھ بیان نہ کی جاتی اگر یہودی خیالات

کے اُستاد" نادان گلاتیوں" کو اپنی جادو بھری باتوں سے بہکانے کو برپا نہ ہوتے۔ بلکہ ہم یہ کہہ سکتے ہیں۔ کہ اگر مُقدّس پطرس لغزش نہ کھاتا تو شاید یہ تعلیم ایسی وضاحت کے ساتھ بیان نہ کی جاتی۔ یہاں اس بات کا ذکر کرنا بھی مناسب معلوم ہوتا ہے کہ جو خیال جرمنی کے نکتہ چینیوں نے اختراع کیا ہے۔ اس کے لئے کوئی معقول وجہ دکھائی نہیں دیتی۔ وہ خیال یہ ہے کہ کلیسیا پہلے دو مخالف حصّوں میں منقسم تھی اور کہ یہ اختلاف دوسری صدی کے آخر تک رفع نہ ہوا۔ لیکن تاریخ اس قسم کی حالت کے بارے میں کوئی اشارہ پیش نہیں کرتی اور یہ خیال اب خود اُنہیں لوگوں کے درمیان بے بنیاد مانا جاتا ہے جن کے درمیان ابتدا میں شروع ہوا تھا +

پانچویں فصل

پولوس کا دوسرا مشنری سفر

اُس کے ہمسفر سیلاس اور کُچھ عرصہ کے لئے تمطاؤس اور لوقا

پولوس اور برنباس کا ایک دوسرے سے الگ ہونا۔ پولوس اور سیلاس ایشیا کوچک میں۔ ارام اور کلکیہ۔ دربے اور لسترا۔ تمطاؤس کا پولوس کے پاس آنا۔ گلاتیہ۔ تروآس۔ اس جگہ کی نسبت قدیم مُصنّفوں کے خیالات۔ لوقا بھی پولوس اور اس کے ساتھیوں سے آملتا ہے۔ مقدونیہ کے آدمی کا رویا میں نظر آنا۔ یورپ میں انجیل کا پہلی مرتبہ سُنایا جانا۔ فلپی۔ تسلونیقہ۔ بیریہ۔ پولوس کا اتھینی کو جانا۔ پولوس کا تین مرتبہ لوگوں کے سامنے آنا۔ پولوس کارنتھ میں۔ جہاز پر سوار ہو کر یروشلم کو جانا۔ وہاں سے انطاکیہ کو واپس آنا +

پولوس اور برنباس کا ایک دوسرے سے الگ ہونا۔ پولوس اور سیلاس ایشیا کوچک میں۔ کچھ عرصہ انطاکیہ میں قیام کرنے کے بعد پولوس نے برنباس سے کہا کہ ہم پھر دورا کریں اور جن کلیسیاؤں کو ہم نے قائم کیا ہے اُنہیں دیکھیں اور مضبوط کریں۔ لیکن اس موقعہ پر اُن کے درمیان نااتفاقی سی ہوگئی اور وجہ اُس کی یہ ہوئی کہ برنباس اپنے بھانجے مرقس کو اپنے ساتھ لے جانا چاہتا تھا۔ لیکن پولوس اُس پر پُورا پُورا تکیہ نہیں کرتا تھا کیونکہ پہلے سفر میں اُن سے

پمفولیہ میں جاکر اُن کا ساتھ چھوڑ دیا تھا اور اس نا اتفاقی کا یہ نتیجہ ہُوا کہ ان دونو مشنریوں نے جدا جُدا راستہ اختیار کیا۔ برنباس اور مرقس کپرس کو چلے گئے اور پولوس سیلاس کو اپنے ساتھ لیکر ایشیا کوچک میں دور دور تک گھومتا رہا۔ نوشتوں میں ایسے واقعات کا جو کہ ان بزرگوں نے نقص پیش کرتے ہیں درج کیا جانا انجیلی بیان کی سچائی اور تاریخ کی صداقت کا پختہ ثبوت ہے۔

ارام اور کلکیہ۔ دربے اور لسترا۔ تمطاؤس کا پولوس کے پاس آنا۔ پولوس اور سیلاس پہلے پہل ارام اور کلکیہ کے علاقوں میں گئے۔ یہ وہی جگہیں ہیں جہاں پولوس اپنے مسیحی ہونے سے کچھ عرصہ بعد انجیل سُناتا اور کام کرتا رہا۔ اس میں شک نہیں کہ وہ ان دنوں اپنے شہر تارسس کو بھی گیا ہوگا۔ لیکن جو کچھ اُس نے وہاں کیا اُس کا مفصل حال قلمبند نہیں کیا گیا۔ زاں بعد شمالی مغربی راستہ لیکر اور تارسس کے دروں میں سے کسی درے سے گذر کر دربے اور لسترا کو گیا۔ یہاں اُس کا دل اپنے نوجوان دوست تمطاؤس کو فضل الٰہی یعنی مسیح یسوع میں مضبوط دیکھ کر اور لسترا اور اقونیم کے بھائیوں کے درمیان نیک نام پاکر باغ باغ ہوگیا ہوگا۔ اور جب اُس کی نانی اور ماں نے اس کو پولوس کے ساتھ گلاتیہ اور فرگیہ کے جنگلی علاقوں میں جاتے دیکھا ہوگا تو اُن کے دل میں کبھی خوشی اور کبھی فکر پیدا ہوتا ہوگا خوشی اسبات سے کہ وہ ایک پاک اور مبارک کام کی انجام دہی کے واسطے جارہا تھا۔ اور فکر اسلئے کہ اُن کے خاندان کا ایک ہردلعزیز ممبر جُدا ہورہا تھا +

گلاتیہ۔ گلاتیہ میں جاکر پولوس ایک نئی سرزمین میں داخل اور نئے لوگوں سے دوچار ہُوا۔ گلاتی جیسا کہ اس لفظ کے پہلے جزو سے ظاہر ہوتا ہے گال قوم سے علاقہ رکھتے تھے۔ اس وقت سے چار صدی پہلے اُن کے باپ دادے ملک گال کے بلوطوں تلے پوجا پاٹ کیا کرتے تھے یہ لوگ دوسرے ممالک میں آباد ہونے کے لئے اپنے ملک سے نکلے اور پھرتے پھرتے آخرکار یوروپ کے مغرب سے ایشیا کے مغرب میں آپہنچے۔ اور جو حملات گال قوم نے روم اور یونان پر کئے وہ تاریخ کے مشہور واقعات ہیں گلاتی جنہیں گالوگریشئین یعنی گلاتی یونانی کہنا چاہئے۔ وہ لوگ تھے جن کا تعلق اُس حصہ سے تھا جس نے یونان پر حملہ کیا تھا۔ لیکن جب وہ یونان سے رگیدے گئے تو اُنہوں نے بحیرۂ ایجئین کو عبور کرکے ایشیا کوچک کے وسط میں ڈیرے ڈالے اور یہیں آباد ہوگئے معلوم ہوتا ہے کہ جب پولوس گلاتیہ میں آیا اس وقت وہ بیمار تھا (گلاتی ۴: ۱۳) لیکن اُنہوں نے اُسے بڑے تپاک اور محبت سے قبول کیا اور یہاں تک تیار تھے

کہ اپنی آنکھیں نکال کر اُسے دیدیں (گلاتی ۴: ۱۵) لیکن تھوڑے عرصہ بعد اُن کے دلوں کو اُن اُستادوں نے جو یہودی اصُول کے قائل تھے خراب کرڈالا۔ گالگ یا سیلٹک قوم کے موافق یہ لوگ بھی "طرح طرح کے تاثرات اور تبدلات سے جلد متاثر ہو جانے والے تھے۔ اور جس قدر دلیر اور پُرجوش تھے اسی قدر متلون مزاج بھی تھے اور اس نااتفاقی میں گرفتار ہو جانے کا میلان رکھتے تھے جو بطالت کی شدت سے پیدا ہوتی ہے"۔

تروآس ۔ فرگیہ اور گلاتیہ میں کام کرنے کے بعد پولوس کو افسس کے مشہور بندرگاہ کیطرف رُخ کرنا چاہئے تھا۔ پرگمس اور سردیس اور فلادلفیہ اور لودیکیہ اور سمرنا اور تھیواتیرہ جیسے شہروں کو جانا چاہئے تھا جو رونق میں افسس سے کچھ کم نہ تھے۔ لیکن خدا نے ان شہروں کے لئے کچھ اور ہی انتظام کر رکھا تھا لہذا "رُوح القدس نے اُنہیں آسیہ میں کلام سُنانے سے منع کیا"۔ یہ وہ ملک تھا جو سمندر کے کنارے پر واقع تھا۔ اور جس کا نظم ونسق رومی پروکانسل کیا کرتا تھا اور اسی طرح تونیہ کا دروازہ بھی بند رہا۔ پس وہ جگہ جس کا دروازہ اُن کے سامنے کھلا تروآس کا شہر تھا جو اَب تک اپنے پُرانے نام ٹرائے سے مشہور تھا۔

اس جگہ کی نسبت قدیم مُصنفوں کے خیالات ۔ لوقا بھی پولوس اور اُس کے ساتھیوں سے آملتا ہے۔ مقدونیہ کے آدمی کا رویہ میں نظر آنا۔ یہاں پہنچ کر رسُول نے بڑی توجہ اور دلچسپی سے اُس سیر ان کو دیکھا ہوگا جہاں عام روائت کے مطابق یونانی تاریخ کی ابتدا ہیں شہر ٹرائے کے محاصرے میں ملک یونان نے دس سال تک اپنی تمام طاقتیں خرچ کیں۔ اس شہر کے ہر مقام کو ہومر کی شاعرانہ لیاقت نے ایسا دلچسپ بنا رکھا ہے کہ وہ دلچسپی زمانہ کے آخر تک برقرار رہیگی۔ پھر رسُول کا دل ہیلسپانٹ کے اُس پار یورپین پہاڑوں کی چوٹیوں کو پہلی دفعہ دیکھ کر اور بھی شاد ہُوا ہوگا چنانچہ وہ اُن پہاڑوں کو جن میں سے مقدونیہ کا "بکرا" نکلا تاکہ فارس کے "دو سینگ والے مینڈھے" کا مقابلہ کرے دیکھ کر بہت خوش ہُوا ہوگا اور رات کو بستر پر جاتے وقت اُس کا دل فتح نصیب سکندر کے خیالات سے پُر ہوگا جب وہ سو گیا تب اُس نے رویا میں دیکھا "ایک مقدونی آدمی کھڑا ہُوا میری منت کر کے کہتا ہے کہ پار اُتر کر مقدونیہ میں آ اور ہماری مدد کر"۔ یہ دلسوز سُوال ایسا نہ تھا کہ اُس کی طرف توجہ نہ کی جاتی۔ پس دوسرے دن ہی پولوس اور اُس کے ساتھی جن میں اب پیارا حکیم لوقا بھی شامل تھا۔ تروآس کے گھاٹ پر جاکر دریافت کرنے لگ گئے ہونگے۔ کہ

مقدونیہ کو کونسا جہاز پہلے جاتا ہے۔ اور تھوڑی دیر بعد ہوا اُن کے جہاز کو اُسی سمندر پر بہا کر لیگئی جس کی سطح پر خورس کے جہاز روانہ ہوئے تھے چوپان کے ڈھیلوں اور فلاخن کا قصہ ایک مرتبہ پھر اپنی حقیقت دکھانے پر ہے۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ یہ چار مسکین آدمی جو ٹرائے کے جہاز پر سوار ہیں وہ کام کرنے کو نکلے ہیں جو خورس کے لاکھوں سپاہیوں سے نہ ہو سکا یعنی وہ صرف یونان ہی کو نہیں بلکہ تمام یوروپ کو فتح کرنے کو جا رہے ہیں +

یوروپ میں انجیل کا پہلی مرتبہ سُنایا جانا۔ فلپّی۔ یسُوع مسیح کی انجیل کی پہلی لڑائی براعظم یوروپ کے اندر مقدونیہ میں ہوئی۔ اور جن جگہوں میں جنگ ہوئی وہ فلپّی۔ تسلونیقہ اور بریہ تھیں شہر فلپّی ایک رومن بستی تھی۔ اور اس لفظ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ شہر گویا دوسرا روم تھا اس میں رومی حقوق کی بڑی نگہبانی کی جاتی تھی۔ اور چونکہ یہ شہر اس قدر تجارت کی منڈی نہ تھا جس قدر جنگی سپاہ کا مسکن تھا لہٰذا اس میں یہودیوں کا کوئی عبادت خانہ موجود نہ تھا تاہم سرگرم مرید اور یہودی دریا کے کنارے دُعا کے لئے جمع ہُوا کرتے تھے۔ ایک عورت جو تجارت پیشہ تھی اور ایک لڑکی جس میں ایک بدرُوح داخل تھی اور ایک داروغہ جس کی سیرت اُس کے پیشے سے عجیب مناسبت رکھتی تھی پہلے پہل شہر فلپّی میں مسیح پر ایمان لائے۔ اور پہلی یوروپین کلیسیا کی بنیاد ٹھیرے۔ ان لوگوں کا مسیح پر ایمان لانا گویا اسبات کی خبر دیتا تھا کہ مسیحی مذہب کی تاثیر سے یوروپ میں عورت کی عزت اور مقدرت بڑھ جائیگی اور اس کی مدد سے مسیح کے کام کو رونق حاصل ہوگی اور کہ مسیحی دین کے اثر سے انسان کے بڑے بڑے جذبات مغلوب کئے جائینگے۔ علاوہ بریں انجیل کی نجات کا مُفت میں حاصل ہونا بڑی خوبی کے ساتھ اس جواب سے ظاہر ہُوا جو ان قیدی مسیحیوں نے داروغہ کو دیا۔ اُس نے پوچھا تھا کہ "میں کیا کروں کہ نجات پاؤں؟" اُنہوں نے جواب دیا کہ "یسُوع مسیح پر ایمان لا اور تو بچ جائیگا۔" اور اسی طرح انجیل کی طاقت بخش اور تسلّی دِہ صفت بھی اُس وقت بخوبی ظاہر ہوئی جبکہ پولوس اور سیلاس تاریک قید خانہ میں باوجود کوڑے کی مار اور بیڑیوں کے دُکھ کے دُعا مانگنے اور گیت گانے میں مصروف تھے۔ مگر شہر فلپّی اس کے مقابل میں مختلف حالت پر شہادت دے رہا تھا۔ یا یوں کہیں کہ اُس بُری حالت پر گواہی دے رہا تھا جس میں بے ایمان اشخاص دُکھ اور بےعزتی کے باعث مبتلا ہوتے ہیں کیونکہ اسی جگہ بروٹس اور کیسی اس نے اپنے تئیں ہلاک کیا۔ اور داروغہ بھی ان کے نمونہ پر چل کر اپنا کام تمام کرنے کو تھا۔ مگر اُسی وقت مسیح کے رسُول کی آواز یہ کہتی ہوئی سُنائی

دی۔" اپنے کو نقصان نہ پہنچا"۔
تسلونیقی۔ فلپی سے روانہ ہوکر پولوس رسول تسلونیقی میں پہنچا یہ شہر ایک بڑا بندرگاہ تھا۔ اور اس میں ایک یہودی عبادت خانہ بھی موجود تھا۔ یہاں ایک عمدہ اور دلچسپ مسیحی کلیسیا قائم کی گئی جن کے "ایمان کے کام اور محبت کی محنت اور اُمید کے صبر" کو رسول بلاناغہ یاد کیا کرتا تھا اسی جگہ سے جہاں ہر قسم کے کاروبار کا بازار گرم تھا نئے مذہب کی شہرت جسے کئی بُت پرستوں نے قبول کر لیا تھا مقدونیہ کے آس پاس کے تمام حصوں میں پھیل گئی۔ شمال میں بھی اور جنوب کی طرف اخایہ میں بھی مسیحی مذہب مشہور ہوگیا۔

بیریہ۔ اور پولوس کا اتھینی کو جانا۔ لیکن ایذا رسانی کی وجہ سے پولوس کو تسلونیقی چھوڑنا پڑا جیسا کہ فلپی چھوڑنا پڑا تھا۔ سو وہ بیریہ شہر میں جاکر پناہ گزین ہوا جہاں بہت سے یہودی لوگ نوشتوں کا مطالعہ کرکے مسیح پر ایمان لائے اور غیر قوموں میں سے بھی کئی بڑے بڑے لوگ کلیسیا میں شامل ہوئے۔ پر جب یہ معلوم ہوا کہ ایذا رسانی کا ایک اور طوفان برپا ہونے والا ہے تو انھوں نے پولوس کو فوراً وہاں سے روانہ کردیا مگر سیلاس اور تمطاؤس بیریہ میں رہے۔ اب رسول ایک جہاز پر جو اتھینی کو جانے والا تھا سوار ہوکر اُس جگہ سے روانہ ہوا جہاں اولمپس جو کہ جنگلی درختوں سے گھرا ہوا ہے میدان میں سے بلند ہونا شروع کرتا اور ایک اونچی چوٹی تک جس کے اوپر برف جم جاتی ہے اُٹھتا ہے۔ یہ چوٹی اُن دیوتاؤں کا مسکن ہے جن کا ذکر ہومر نے اپنی کتابوں میں کیا ہے۔ اور پولوس کے جہاز کو ان چوٹیوں پر سے جو کہ وادیٔ ٹمپی کے اوپر واقع ہیں کئی گڈریوں نے اُس وقت دیکھا ہوگا جبکہ وہ تھرمیک خلیج کے پانی پر مثل ایک سفید نقطہ کے بہتا ہوا جاتا ہوگا۔ اور جہاز بانوں نے لوٹ کر عظیم الشان اولمپس کو اپنے نزدیک برفانی شان و شوکت کے ساتھ بلند ہوتے دیکھا ہوگا۔ اب وہ جہاز جو سفید نقطہ کی مانند دکھائی دیتا تھا اُس عبرانی رسول کو شہر اتھینے کے ساحلوں کی طرف لئے جاتا تھا۔ جس کی تعلیم کے وسیلے اولمپس کے دیوتا ہمیشہ کے لئے اپنے تخت پر سے اُترنے کو تھے۔ اور اسی کی تعلیم کے وسیلے پاکتر بہشت صاف تر زندگی اور واضح تر بقا کا نقشہ یونانیوں کی آنکھوں کے سامنے رکھا گیا۔ ایسا کبھی اُن کے فلسفہ کے خواب و خیال میں بھی نہ آیا تھا۔

اتھینی کی حالت۔ اگر ہم اُن تمام اشیا کا ذکر کریں جو پولوس نے اُس وقت دیکھیں جبکہ

اُس کا جہاز پیریئس میں ہی اور وہ خود اُن لمبی لمبی دیواروں میں سے گذر کر جو کہ شہر اور بندرگاہ کو مربوط
کرتی تھیں اتھینی کے آرکوپلیس میں داخل ہؤا - یا اگر اُن خیالات کو رقم کریں جو اُس وقت اُس کے
دل میں پیدا ہوئے تو بہت سی جگہ کی ضرورت پڑے - لہٰذا ہم صرف اتنا بتلاتے ہیں کہ ایک خیال
ضرور اُس کے دل میں آیا ہوگا اور وہ یہ کہ اُس نے اتھینی کے لوگوں کو دیکھ کر جان لیا ہوگا کہ
ان سے بڑھ کر اور بہتر حالت انسان کی جبکہ وہ صرف اپنی عقل پر بھروسہ کرتا ہے نہیں ہوسکتی
کیونکہ اگر علمی لیاقت انسان کو منور کرسکتی ہے اگر اعلےٰ قسم کے فنون اس کو پاک کرسکتے ہیں -
اگر فلسفہ اُس کو اعلےٰ پائے تک پہنچا سکتا ہے - اگر شاعری اُس کی زندگی کو شیریں کام بنا سکتی ہے
اگر بُت پرستی اُس کی چلن کو تبدیل کرسکتی ہے تو ضروری امر تھا کہ اتھینی کے باشندے نورِ ہدایت
سے بہرہ ور اور دلی صفائی سے مالا مال ہوتے اور اسی طرح یہ بھی ضرور تھا کہ وہ سب شریف اور خوش
مزاج اور پاک دل بھی ہوتے - پر جب وہ شہر میں سے گذرا تو اُس نے اُن بہادروں کے بُت
جو اب دیوتا مانے جاتے تھے اور نیز پُرانے دیوتاؤں کی مورتیں جابجا نصب اور ہر جگہ دیوتاؤں
کے مندر اور معبد کھڑے دیکھے - یہ مندر قسم قسم کے قد و قامت کے تھے - مثلاً ان چھوٹے چھوٹے
مقاموں سے لیکر جو چٹانوں میں اس غرض سے کھُدے ہوئے تھے کہ ان میں بُت رکھے
جائیں - عظیم الشان پارتھنیان تک طرح طرح کے مندر دکھائی دیتے تھے اور ان میں اُس نے
قسم قسم کے بُتوں کو جو قدیم قصّوں اور کہانیوں کو یاد دلاتے تھے دیکھا ہوگا - اور اسی طرح دوسری جگہ
کے بتوں کے درمیان اُس نے اس مذبح کو دیکھا جو نامعلوم خدا کے لئے مخصوص تھا اور جس
کی طرف اُس نے اپنی تقریر میں اشارہ کیا - لیکن اتھینی نہ صرف بُتوں کا بلکہ فلسفہ کا بھی مرکز تھا
پس اسی موقعہ پر اُس کی مُڈھ بھیڑ دو فیلسوفانہ فرقوں سے بھی ہوئی اُن میں سے ایک وہ تھا جو
ستوآک فرقہ کہلاتا تھا اور دوسرا وہ جو اپیکیورین کہلاتا تھا فرقہ ستوآک ریاضت پسند فرقہ تھا - چنانچہ
اُس کے معتقد نہ خوشی اور نہ غم کو پسند کرتے تھے اور اپنی اس بے پروائی کی طفیل سے بعض اوقات
بڑے بڑے کارنمایاں بھی کر بیٹھتے تھے - لیکن بیشتر اس بے پروائی سے طرح طرح کے افسوسناک
واقعات بھی سرزد ہؤا کرتے تھے مثلاً اُن کے پیشوا اوّل زینو اور کلینتھس کا خودکشی
کرنا اور اسی طرح اس فرقے کے مشہور رومی پیرؤں کیٹو اور سنیکا کا اپنی جان کو آپ تمام کرنا
اس کی افسوسناک مثالیں ہیں - غرور و تکبر اس فرقہ کا اصل خاصہ تھا - برعکس اس کے
وہ جو اپیکیورین فرقے کے پیرو تھے وہ عیاشی کے ہوا خواہ تھے - وہ خدا کے تصوّر کو

ٹھٹھوں میں اُڑاتے اور لوگوں کو ترغیب دیتے تھے کہ وہ عیاشی اور اوباشی کی زندگی بسر کریں ؂

پولوس کا تین مرتبہ لوگوں کے سامنے آنا۔ پولوس نے مسیحی صداقت پر تین جگہ گواہی دی۔ پہلی جگہ یہودیوں کا ایک عبادت خانہ تھا اور دوسری جگہ اُس سے زیادہ پبلک تھی۔ اُسے اگورا (یعنی بازار) کہا کرتے تھے۔ یہ جگہ اہل ایتھنز کے فراہم ہونے کی ایک عام جگہ تھی۔ جہاں وہ تازہ تازہ اخبار اور جوش آور معاملات کے تذکرے سُننے کے لئے جمع ہوا کرتے تھے وہ ان باتوں کے شوق کے لئے مشہور تھے۔ چنانچہ چار صدیاں پہلے دیماستھنیز نے ان کو اس شوق کے لئے ملامت کی تھی۔ بعض بعض فلاسفروں نے پولوس کو وہاں تقریر کرتے سُنا اور اسی خواہش سے کہ اس کی بات کو کسی زیادہ خاموش اور متبرک جگہ میں اچھی طرح سُنیں اس کو اریوپگس میں لے گئے جسے کوہ مریخ کہتے تھے۔ یہ وہ جگہ تھی جہاں قاضی قدیم زمانہ سے لیکر اب تک دینی اور ملکی مُقدمات فیصل کیا کرتے تھے۔ پس یہ وہ جگہ تھی جس کے ساتھ صدیوں کے خوفناک خیالات وابستہ تھے۔ ہاں یہ جگہ ایک خاموش سی وحشت سے پُر اور ایک عیاش شہر کے درمیان واقع تھی۔ لہذا ایتھنی میں کوئی اَور جگہ ایسی نہ تھی جو مذہبی اسرار پر گفتگو کرنے کے لئے اس سے زیادہ موزون ہوتی۔ اس جگہ کھڑے ہوکر اور پارتھنیاں کی عالیشان ہیکل کو دیکھ کر پولوس نے اُن لوگوں کو یہ تعلیم دی کہ خدا ہاتھ کی بنائی ہوئی ہیکلوں میں نہیں رہتا۔ اور منروا کے بڑے بُت کے پاس جو کہ نیزے اور ڈھال اور خود سے مسلّح تھا اور ایتھنی کا محافظ سمجھا جاتا تھا کھڑے ہوکر اُس نے یہ سکھایا کہ خدا سونے یا چاندی یا پتھر کی مانند نہیں ہے جو انسان کے ہُنر اور تجویز سے ہر صورت میں گھڑے یا تراشے جاتے ہیں اور اسی جگہ اُس نے ظرافت پسند ایپی کیورین فلاسفروں کو بتایا کہ دنیا ذرات مادی کے اتفاقی طور پر جمع ہو جانے کا نتیجہ نہیں بلکہ اُسے خدا نے خلق کیا ہے۔ اسی جگہ اُس نے مغرور اور متکبر ستوآکوں کو یہ نصیحت کی کہ وہ اپنی شرارت سے توبہ کریں اور بتایا کہ ایک دن آنے والا ہے جب خدا کا بیٹا ہر ایک شخص کو اس کے کاموں کے مطابق اجر دیگا۔ اور کہا کہ اس کا یہ ثبوت ہے کہ اُس نے اُسے مُردوں میں سے زندہ کیا اغلب ہے کہ پولوس مسیح اور اس کی نجات کی بابت جو اُس کے خون کے وسیلے دستیاب ہوتی ہے کچھ اور کہتا۔ لیکن انہوں نے مداخلت شروع کردی اور اس سبب سے اُسے اپنی تقریر کو اُسی وقت ختم کرنا پڑا۔ ایتھنی کے فیلسوفوں نے اُس کی تعلیم کو یا تو ٹھٹھوں میں اُڑایا۔ یا اُس کی طرف کچھ توجّہ نہ کی۔ لہذا پولوس کو بعد میں لکھتے وقت انجیل کی نسبت یہ کہنا پڑا کہ وہ

یُونانیوں کے لئے بیوقوفی" ہے۔ مگر وہ کرسپُس کو وہ بیرنج کا حاکم مسیح پر ایمان لایا اور چند اَور اشخاص بھی ایمان لائے۔ اتھینی کو مُہذّب اور علمدار اور صاحب عقل لوگوں کا شہر تھا تاہم ایسا شہر نہ تھا جہاں انجیل ترقی پاتی۔

پولوس کارنتھ میں۔ پولوس اتھینی کو اکیلا گیا تھا مگر جب اتھینی سے کارنتھ کو روانہ ہونے لگا تو سیلاس اور تمطاؤس بھی آملے اُس وقت جبکہ وہ کارنتھ کو جا رہا تھا تو اُس نے یہ ارادہ ٹھانا کہ میں وہاں جا کر سوائے "یسُوع مسیح اور یسُوع مسیح مصلوب کے" اور کسی بات کی منادی وہاں نہ کرونگا۔ ان دنوں یونان کا دارالسلطنت حقیقت میں کارنتھ تھا۔ یہ مشہور جزیرہ نما (یونان) جس کی جمہوری ریاستوں کے جھگڑے اور لڑائیاں قدیم تاریخ کا ایک بڑا حصہ ہیں اب رومیوں کے ماتحت صوبہ اخایہ کی صورت میں مبدّل ہو گیا تھا اور اُس کا دارالخلافہ کارنتھ ٹھہرا جو کہ آبنائے پیلاپونیسیس پر واقع تھا۔ کارنتھ میں بڑی تجارت ہُوا کرتی تھی۔ اور وہ ایک طرف اپنے اُس بندرگاہ کے وسیلے جو مغرب میں واقع تھا یوروپ سے متوسط تھا۔ اور دوسری جانب اس بندرگاہ کے وسیلے جو مشرق میں واقع تھا ایشیا سے مربوط تھا۔ یہ شہر بھی شہوت پرستی کے لئے نہائت مشہور تھا۔ کہتے ہیں کہ ایک مندر میں جو کہ وینس دیوی سے مخصوص تھا ہزار رنڈیاں وینس دیوی کے نام پر شہر کے روپیہ سے پرورش پاتی تھیں۔ رنڈی بازوں اور بُت پرستوں اور زناکاروں اور عیاشوں اور لونڈے بازوں اور چوروں اور لالچیوں اور شرابیوں اور گالی بکنے والوں اور ظالموں کی کوئی انتہا نہ تھی (۱ کرنتھی ۶: ۹ و ۱۰)۔

اس کا جہاز پر سوار ہو کر یروشلم کو جانا اور وہاں سے انطاکیہ کو واپس آنا۔ کارنتھ جا کر پولوس نے اکولہ اور پرسکہ کے ساتھ جو اُس کے ہموطن تھے اور جنہیں تھوڑے دن ہوئے کلاڈیس نے روم سے نکال دیا تھا رہنا اختیار کیا۔ رومی مُورّخ سوٹانیس کہتا ہے کہ یہودی ایک شخص کرسٹس کے تحریک سے ہمیشہ جھگڑے برپا کرتے رہتے تھے۔ شاید اس الزام کی اصل وجہ یہ ہو گی کہ جو یہودی مسیح پر ایمان نہیں لائے تھے وہ اُن کے برخلاف جو ایمان لائے تھے ہمیشہ فساد برپا کرتے رہتے تھے۔ اس میں شک نہیں کہ اکولا اور پرسکہ نے پولوس کو اس معاملے میں بہت کچھ بتایا ہوگا اور اُس کے روم جانے کا وہ شوق دلایا ہوگا جو اس کی بعض تصنیفات سے ظاہر ہوتا ہے کارنتھ میں پولوس کو بڑی کامیابی حاصل ہوئی۔ کرسپس جو ایک عبادت خانہ کا حاکم تھا مسیح پر ایمان لایا اس وقوعہ سے بہت ہل چل پڑ گئی ہوگی۔ پر

پولوس بہت مغموم اور متفکر رہتا تھا۔ اور جس بات نے اُس کو مغموم کر رکھا تھا وہ یہ تھی کہ یہودی ہمیشہ صداقت کی بڑی تلخی اور کفر گوئی سے مخالفت کیا کرتے تھے۔ لیکن خداوند نے ایک رویا میں ظاہر ہو کر اپنی بڑی مہربانی سے اُس کو تسلی دی ڈیڑھ سال تک وہ کرنتھ میں کام کرتا رہا۔ اسی جگہ اُس نے تسلونیقیوں کے دو خط تحریر کئے جو اُس کے خطوط میں سب سے پُرانے خطوط ہیں آخرکار یروشلم کی عیدوں میں ایک عید کے موقعہ پر حاضر ہونیکے اشتیاق سے اُس متبرک شہر کی طرف روانہ ہوا راستہ میں افسس آیا۔ اور وہ افسس میں لوٹ کر آنے کا وعدہ کر کے یروشلم کی طرف بڑھا اور وہاں سے انطاکیہ کو واپس آیا اور اس طرح اس کا دوسرا سفر ختم ہوا +

چھٹی فصل

پولوس کا تیسرا مشنری سفر

اُس کے ہمسفر۔ تمطاؤس۔ طیطس۔ سوپترس۔ ارسترخس سکندس۔ گیس۔ تخکس۔ ترفمس اور لوقا

پولوس افسس میں۔ فساد کا برپا ہونا اور پولوس کا افسس سے روانہ ہونا۔ پولوس تروآس میں۔ مقدونیہ میں کارنتھ میں۔ یروشلم کی جانب بحری سفر۔ پولوس کا وہاں قبول کیا جانا +

پولوس افسس میں۔ پولوس کے تیسرے مشنری سفر کا کام زیادہ تر فرگیہ اور گلاتیہ کے علاقوں میں ہوا جہاں وہ پہلے بھی کام کرتا رہا تھا اور اس وقت اُس کا رفیق اور مددگار صرف تمطاؤس تھا۔ لیکن جس جگہ پر اس سفر میں اُس نے زیادہ توجہ مبذول کی وہ شہر افسس تھا۔ اس جگہ کام کرنے کا راستہ اپلوس کے وسیلے تیار کیا گیا تھا۔ اپلوس اسکندریہ کا ایک فصیح یہودی تھا جو نوشتوں سے اچھی طرح واقف تھا مگر چونکہ یوحنا بپتسمہ دینے والے کا شاگرد تھا لہذا اُسے ابھی مسیحی مذہب

کی نسبت بہت کچھ سیکھنا تھا۔ شہر افسس جو دریائے کیسٹر کے دہانہ پر واقع تھا اُس ملک میں جسے پہلے پہل آسیہ کا نام دیا گیا تھا نہائت مشہور شہر تھا۔ اُس کے باشندے آدھے یونانی اور آدھے ایشیائی تھے اور اُن کی بُت پرستی مشرقی اور مغربی دستوروں سے مرکّب تھی جادوگری بھی جوکہ مشرق سے آئی تھی کثرت سے مروّج تھی۔ ارتمس دیوی کی جو مغربی اقوام کی دیوی تھی۔ خاص وعام پوجا کرتے تھے مگر اُس کی پوجا کے طریقے میں مشرقی رازداری اور شان وشوکت کا عنصر بہت درجہ تک ملا ہوا تھا ارتمس کا مندر جو افسس میں واقع تھا تمام دنیا میں مشہور تھا۔ وہ ۲۲۰ سال کے عرصہ میں تعمیر ہوا تھا اور اُس کی چھت ۱۲۷ کھنبوں پر قائم تھی جن میں سے ہر ایک ۶۰ فٹ اُونچا تھا۔ ان کھنبوں میں سے ہر ایک کھمبہ ایک ایک بادشاہ کا عطیہ تھا۔ لیکن ارتمس کا بُت جس کی نسبت یہ روائت متداول تھی کہ وہ آسمان سے گرا ہے صرف لکڑی کا بنا ہوا تھا اور ارد گرد کی عالیشان چیزوں کے ساتھ عجیب قسم کا مقابلہ کرتا ہوگا علاوہ بریں افسس اپنی عیاشی اور شہوت رانی کے لئے بھی مشہور تھا۔

فساد کا برپا ہونا اور پولوس کا افسس سے روانہ ہونا۔ تاہم اُنہیں لوگوں میں سے جو اس شہر میں موجود تھے قدیم کلیسیاؤں میں سے ایک خوبصورت اور دلچسپ کلیسیا پیدا ہوئی (مکاشفات ۲ : ۲ و ۳) چنانچہ افسیوں کے خط سے جابجا تسلّی اور خوشی ٹپکتی ہے۔ ایسی کہ اُس سے زیادہ اَور کسی خط سے ظاہر نہیں ہوتی۔ جادوگروں میں سے بہت لوگ ایمان لائے اور وہ جادو کی کتابیں جو اُنہوں نے اپنے ایمان کی تصدیق میں جلائیں قیمت میں دو ہزار پونڈ سے زیادہ تھیں۔ غرضیکہ ایسی مذہبی تبدیلی پیدا ہونے لگی کہ جو لوگ ارتمس دیوی کی چاندی کی مُورتیں بناکر بیچا کرتے تھے اور یُوں اپنی روٹی کمایا کرتے تھے بہت متفکّر ہوئے اور انجام کار اُنہوں نے ایک بڑا فساد برپا کیا۔ پولوس رسول اُس کا رفیق مجسٹریٹ کی فصیح بیانی کے ذریعے خطرے سے تو جانبر ہوئے مگر اس جگہ رہ نہ سکے۔ پس پولوس کلیسیاؤں کو دُعائے خیر دیکر مقدونیہ کی کلیسیاؤں کی طرف روانہ ہوا معلوم ہوتا ہے کہ اُس نے کرنتیوں کا پہلا خط افسس سے تحریک کیا (۱۔کرنتی ۱۶ : ۸)۔

پولوس تروآس میں ۔ مقدونیہ میں اور کارنتھ میں۔ افسس کو چھوڑ کر پولوس تروآس میں آیا جہاں اُس نے بڑی کامیابی کے ساتھ انجیل کی منادی کی (۲۔کرنتی ۲ : ۱۲) یہاں سے وہ مقدونیہ کی طرف اور اُن یونانی ممالک کیطرف روانہ ہوا جو شمال میں واقع تھے۔ فلپّی سے اُس نے

دوسرا خط کرنتھیوں کا تحریر کیا اس وقت وہ اس تجویز میں لگا ہؤا تھا کہ یہودیہ کے غریب مسیحیوں کے لئے چندہ جمع کرے۔ اور اس چندہ کا مدعا یہ تھا کہ اُس کے وسیلے غیر قوموں کی محبت ظاہر ہو اور یہودی کلیسیا کی سخت دلی جس سے وہ اپنے نامختون بھائیوں کو حقارت سے دیکھا کرتے تھے کم ہو جائے۔ طیطس جس کی طرف بعد میں پاسبانی خطوط میں سے ایک خط ارسال کیا گیا اس وقت خاص طور پر چندہ جمع کرنے کے کام میں لگا ہؤا تھا۔ اسی موقعہ پر پولوس نے یہ سُنا کہ یہودی خیالات کے ماننے والے اُستاد گلاتیہ کی کلیسیا کو خراب کر رہے ہیں لہٰذا اُس نے گلاتیوں کے پاس ایک خط بھیجا اور اُس میں بڑے زور کے ساتھ تمام غلطیوں کی جو اُن میں پھیلنے کو تھیں تردید کی اس کے بعد تین ماہ کارنتھ میں صرف کئے۔ اور وہاں سے رومیوں کا خط فیبی کے ہاتھ بھیجا۔ یہ بات غور طلب ہے کہ اس خط میں نہ کسی رسُول کا اور نہ کسی اور مشہور آدمی کا یہ ذکر ہے کہ اُس نے روم میں کلیسیا قائم کی نہ اغلب ہے کہ روم کی کلیسیا ایک خاموش صورت میں خود بخود قائم ہو گئی ہوگی۔ یعنی یا تو اُسے اُن مسیحی نومریدوں نے قائم کیا جنہوں نے مسیح کو قبول کرنے کے بعد روم کے عبادت خانہ کو چھوڑ دیا یا اُن مسیحیوں نے جو اَور جگہوں سے روم میں آکر بسے تھے۔ پولوس کارنتھ سے مقدونیہ کو آیا اور وہاں سے تروآس پہنچا +

یروشلم کی طرف بحری سفر اور وہاں پولوس کا قبول کیا جانا۔ تروآس سے پولوس یروشلم کی طرف سمندر کی راہ روانہ ہؤا اُس کا یہ سفر دلچسپ باتوں سے پُر ہے۔ تروآس میں ایک ہفتہ رہ کر اور پھر میلیتس پر افسی ایلڈروں یا اسقفوں سے بڑی محبت اور تپاک سے رخصت ہو کر اور کوس اور روڈس اور پترہ سے گذر کر رسُول اور اس کے ساتھی صُور میں آئے جس وقت استیفان کی شہادت کے وقت ایذا رسانی برپا ہوئی اسی وقت صُور میں ایک کلیسیا قائم ہو گئی اور اب اس شہر میں جو کسی زمانہ میں بعل اور عستارات کا محکم گڑھ تھا نہ صرف مسیحی جماعت موجود تھی بلکہ نبی بھی پائے جاتے تھے صُور سے روانہ ہو کر پٹلمیس میں پہنچے اور وہاں بھائیوں سے ملاقات کر کے قیصریہ میں آئے اور وہاں سے باوجود فیلبوس مُبشر اور دیگر احباب کی ممانعت کے جو یہودیوں کی مخالفت سے خائف تھے پولوس یروشلم کی جانب روانہ ہؤا اور جب وہاں پہنچا تو اُسے یعقوب اور دیگر بزرگوں نے بڑی محبت سے قبول کیا اور پولوس نے وہ عجیب باتیں جو خدا نے غیر قوموں کے درمیان انجام دی تھیں اُنہیں سُنا کر اُن کے دل کو تر و تازہ کیا ؞

ساتویں فصل

پولوس کی زندگی کے آخری واقعات

یروشلم میں گرفتار کیا جانا۔ قیصریہ کو بھیجا جانا۔ وہ مقامات جو راہ میں تھے۔ انتپاترس۔ فیلکس۔ اگرپا۔ قیصر کی دہائی۔ روم کو سفر۔ جہاز کی تباہی۔ اس موقعہ پر پولوس کی حرکات۔ ملیتہ۔ پتیولی۔ روم میں رہنا۔ روم کی ... مشرقی ... پیشی اور بریت۔ ... دوسری دفعہ گرفتار ہونا۔ دوسری پیشی ... شہید کیا جانا۔ اس کے ساتھی ۔

یروشلم میں گرفتار کیا جانا اور قیصریہ کو بھیجا جانا۔ ہم مختصر طور پر ان واقعات کا ذکر کر چکے ہیں جو فلسطین میں پولوس پر حادثہ ہوئیں۔ کلیسیا کے وہ شرکا جو فریسیوں کے فرقے سے ابھی آزاد نہیں ہوئے تھے اس سے بڑی نفرت کرتے تھے اور اب ان کی نفرت کے اظہار کو اچھا موقعہ مل گیا۔ ہیکل میں ایک بے بنیاد جھگڑا برپا ہوا اور لوگوں نے پولوس کو ہیکل میں پکڑ کر بہت مارا لیکن رومی سپاہیوں نے آکر اسے ان کے ہاتھ سے چھڑایا اور پھر اسے اس قلعہ میں جو نزدیک ہی واقع تھا ... پہنچا دیا۔ وہاں وہ سخت عذاب میں گرفتار ہونے کو تھا مگر رومی حقوق کا حقدار ہونے کی وجہ سے اس مصیبت سے بچ گیا۔ ان بعد سنہڈرم کے سامنے آزمایا گیا جس طرح پچیس برس پیشتر استیفان آزمایا گیا تھا۔ جس کے ایذا رسانوں میں پولوس خود شامل تھا۔ لیکن ایک رویا میں خدا نے اس کے ساتھ محافظت کا وعدہ کیا۔ اور جب یہ معلوم ہوا کہ اس کی جان لینے کی سازش کی جا رہی ہے تو افسر نے اسے ایک بڑے لشکر کے ساتھ رات کے وقت قیصریہ کی طرف جو رومی دار السلطنت تھا روانہ کیا ۔

وہ مقامات جو راہ میں آئے۔ جن مقامات میں سے اس کا گذر ہوا وہ ہمت اور حوصلہ افزائی کے لئے نہایت موزون تھے۔ اگر ہم اس کے خیالات کو جو اس وقت اس کے دل میں گذرے جبکہ وہ بیت حاران کے پاس آدھی رات کو جاتا تھا اور چاند کو جو وادی عجلون پر چمک

رہا تھا دیکھتا تھا سو جیبیں تو خالی از لطف نہ ہوگا۔ وادی عجلون وہی جگہ تھی جہاں پندرہ سو
سال کا عرصہ گذرا یہی چاند یشوع کی فتحمندی کا مشاہدہ کر رہا تھا۔ صبح کو جبکہ سورج کی روشنی
ہرمون کی برفانی چوٹی کے پیچھے طالع ہو رہی تھی پولوس سرون کے میدان میں پہنچا ہوگا اور جب
وہ اپنے گھوڑے پر آگے بڑھتا جاتا ہوگا۔ سرون کی نرگس اور وادیوں کی سوسن کو اپنے
قدموں [illegible] طرف [illegible] اڑتے والے پہاڑ [illegible] جوان ہرن کو [illegible] بھرتے
دیکھ کر [illegible] کی کتاب یاد آئی ہوگی [illegible] کی محبت
اور [illegible] ہوگا۔ دن کے آخری [illegible] میں وہ [illegible] اُس کے
ساتھ [illegible] گھوڑوں [illegible] کے پاس سے جو اس سے [illegible]
کو [illegible] گذرتے ہوئے اور [illegible] قیصریہ کی [illegible] میں پہنچ کر [illegible] ہوئے
[illegible] ہونگے ۔

فیلکس۔ فستس۔ اگرپا۔ قیصریہ کی [illegible]۔ جو شخص اس وقت [illegible]
[illegible] حکومت کرتا تھا وہ کلاڈیس فیلکس تھا [illegible]
آدمی تھا۔ اس کی [illegible] جس کا نام دُرُسِلّا تھا [illegible] اگرپا اول کی بیٹی تھی جب پولوس
پہلی مرتبہ فیلکس کے روبرو آیا تو اُس نے اُسے اس بہانہ سے کہ میں پھر تمہارا مقدمہ کرونگا
اُسے پھر حوالات میں بھیجدیا۔ مگر جب دوسری مرتبہ اُس کے سامنے پیش ہوا اور اُس وقت
دُرُسِلّا بھی موجود تھی تو اُس نے راستبازی اور پرہیزگاری اور عدالت پر ایسی پرزور تقریر
کی کہ فیلکس کے دل کو ہلا دیا۔ لیکن اس کے بعد وہ دو سال تک قیصریہ میں [illegible]
فیلکس فلسطین سے واپس بُلایا گیا اور اُس کی جگہ پورکیس فستس حاکم مقرر ہوکر آیا۔ اس
موقعہ پر پولوس پھر حاکم کے سامنے بُلایا گیا اور اُس نے یہ درخواست کی کہ میرا مقدمہ قیصر کے
سامنے پیش کیا جائے۔ اسی اثناء میں ہیرودیس اگرپا دوم جو آرامی کالکس کا حاکم تھا
اپنی بہن برنیکے کے ساتھ قیصریہ میں وارد ہوا اور پولوس اُن کے روبرو لایا گیا اس وقت
اُس نے ایک اور پرزور تقریر میں اگرپا کو عنقریب قائل کردیا کہ وہ مسیح کو قبول کرے
لیکن بسبب اس اپیل کے جو قیصر کے نام دائر کرچکا تھا اُس کا فیصلہ سوا [illegible] کے
اور کسی جگہ نہیں ہوسکتا تھا۔ لہذا تھوڑی دیر کے بعد ایک صوبہ دار کے [illegible] جس کا
نام جولیس تھا اور جو شہنشاہی پلٹن سے علاقہ رکھتا تھا پولوس اور دیگر قیدی ایک جہاز

پہنچوا اور [illegible] کو جا رہا تھا سوار ہو کر [illegible] مخالفہ روم کی طرف روانہ ہوئے ۔

روم کا سفر۔ جہاز کی تباہی۔ پولوس کے بحری سفر کا جو بیان اعمال رسل کے ستائیسویں باب میں پایا جاتا ہے وہ نہایت دلچسپ ہے۔ کچھ اُن واقعات کے سبب سے جو [illegible] ہوئے اور کچھ اُس علم کے لیے جو [illegible] کی جہازرانی کے بارے میں اُس سے حاصل ہوتا ہے اور کچھ اس لیے کہ موجودہ تحقیقات نے عجیب طور پر اُس کی تفصیلات کو صحیح ثابت کر دیا ہے۔ جب جہاز اُس بندرگاہ سے جو قیصریہ میں [illegible] تھا روانہ ہوا تو تھوڑے عرصہ بعد صیدا میں پہنچا پھر جزیرہ کپرس کے شمال کی طرف گذر کر کلکیہ اور پمفیلیہ کے سمندر میں آیا تو [illegible] کے پہاڑوں کو دیکھا اور شاید یہ [illegible] آخری نظارہ تھا اور جب لوکیہ کے شہر مورہ میں پہنچے تو اُن کو ایک جہاز ملا جو روم کو جا رہا تھا۔ قیدی اس جہاز پر بٹھائے گئے۔ اس کے بعد کندس تک آہستہ آہستہ گئے اور جب وہاں پہنچے تو باد مخالف نے جہاز کو اُس کی راہ سے گمراہ کر دیا اور جنوب کی جانب کریتے کی آڑ میں لے جا کر حسین بندر تک پہنچا دیا۔ مدت تک باد شرطہ کی انتظاری کر کے آخر کار جہاز پھر روانہ ہوا لیکن بہت دور نہ جانے پایا تھا کہ ایک بڑی طوفانی ہوا نے جو شمال مشرق سے چلنے لگی اُس کو آگھیرا۔ معلوم ہوتا ہے کہ جہاز رانوں نے جہاز کی داہنی جانب کو ہوا کی طرف پھیر دیا اور اُسے مغرب کی طرف بہنے دیا۔ حالات کے موازنہ سے معلوم ہوتا ہے کہ جہاز فی گھنٹہ ڈیڑھ میل چلتا ہوگا۔ پندرہ دن کی بے آرامی اور تکلیف جس کا بیان کرنا مشکل معلوم ہوتا ہے سہہ کر ایک دن آدھی رات کے وقت ملاحوں کو معلوم ہوا کہ ہمارا جہاز خشکی کے نزدیک آ گیا ہے۔ لہٰذا اُسی وقت پیچھے سے لنگر ڈالا اور صبح کی روشنی کی انتظاری کرنے لگے جب صبح ہوئی تو معلوم ہوا کہ کنارے کے پاس ایک کھاڑی ہے سو اُس میں جہاز کو پہنچانے کی کوشش کی۔ مگر اسی جدوجہد میں اُس کی گلہی زمین میں پھنس گئی۔ لہٰذا کئی لوگ تیر کر اور کئی کشتیوں اور جہاز کے ٹکڑوں پر سوار ہو کر کنار سلامت تک پہنچے۔ مگر تمام مسافر جو شمار میں دو سو چھہتر تھے کسی نہ کسی طرح خشکی پر سلامت جا پہنچے۔

پولوس کا ضبط اور نیک سلوک۔ اسی خطرناک سفر میں پولوس کبھی اوسان باختہ نہ ہوا۔ بلکہ اس نے اس سفر میں اپنی خاطر جمعی اور نیک نصیحت سے اور اپنے ہمسفروں کی بہبودی کا خیال رکھنے سے اور خدا پہ کامل بھروسہ کرنے سے بڑا نام حاصل کیا۔ طوفان کے شروع ہی میں اُس نے کئی لوگوں کے دلوں کو یہ کہہ کر تسلی دی کہ میں نے ایک رویا دیکھی

جس میں مجھے خدا کے فرشتے نے خبر دی ہے کہ سب کی جان بچ جائیگی۔ پھر اُس نے اپنے ساتھیوں کو کئی دن کے فاقہ کے بعد کھانا کھانے کی صلاح دی اور انہوں نے اُس کی صلاح مان بھی لی پھر جب ملاح خشکی کے پاس پہنچکر چوری سے بھاگنے لگے تو اس نے اُن کو ایسا کرنے سے روکا اس غریب اور بیڑیوں سے جکڑے ہوئے قیدی نے جو عجیب عزت جہاز میں حاصل کی اور یہ نہ صرف اُس کے حوصلے کی مضبوطی کا ثبوت تھا بلکہ اُس سے یہ بھی ظاہر ہوتا تھا کہ خطرے کے وقت اُسے وہ حکمت اور دلی سکون حاصل تھی جو خدا کی صحبت سے پیدا ہوتی ہے ؛

ملیتہ۔ پینٹولی۔ جس جزیرہ کے پاس آکر جہاز آکر پھنسا وہ ملیتہ تھا۔ جو اب برطانیہ کے قبضہ میں ہے اور وہ خلیج جس میں جہاز تباہ ہوا اب تک سینٹ پال کے نام سے مشہور ہے اور وہ مفصل بیانات جو اس تباہی کے تعلق قلمبند ہیں عجیب طور پر موجودہ حالتوں سے اتفاق رکھتے ہیں۔ اس جزیرہ میں وہ لوگ رہتے تھے جو فنیکی الاصل تھے قریباً تین ماہ اُن کے درمیان رہنے کے بعد پولوس اور اُس کے ساتھی ایک اور جہاز پر سوار ہو کر اپنی منزل مقصود کی طرف روانہ ہوئے کچھ عرصہ بعد شہر سرکوسہ واقعہ سسلی میں پہنچے اور پھر ریگیم میں جاکر عمدہ ہوا کی انتظاری کرنے لگے تاکہ وہ اُن کے جہاز کو آبنائے میسینا میں سے نکال لے جائے۔ اور آخر کار وسوویس پہاڑ کے آتش فشاں منہ اور خلیج نیپلز کے خوبصورت نظارے کے پاس سے گذر کر پینٹولی میں جا پہنچے ؛

رُوم کا نظارہ۔ اس بندرگاہ سے روم تک ایک سو پچاس میل کا فاصلہ تھا اور رسول نے یہ فاصلہ خشکی کی راہ سے طے کیا۔ اب وہ ایپین وے سے ہوکر کئی ایسے مقاموں میں سے گذرا ہوگا جو مذہبی قصّے کہانیوں اور رومی تاریخ سے وابستہ ہونے کے سبب سے بہت مشہور تھے۔ پھر اپیئس کے چوک پر پہنچکر جو کہ روم سے پچاس میل کے فاصلہ پر تھا اور اس کے بعد تین ڈیرے پر جاکر اس نے اُن مسیحیوں سے ملاقات کی جو شہر سے آئے تاکہ اپنی محبت اور تعظیم کو اُس پر ظاہر کریں بعد ازاں اُس نے روم سے دس میل ورے ایک اونچائی پر سے بادشاہی شہر کو پہلی مرتبہ دیکھا ہوگا اس کے بعد وہ شہر کے بازاروں میں داخل ہوا اُس کے محل اُس کے مندر اُس کی نالیاں اُس کے تھیئٹر اور اُس کے بڑے بڑے ستون جو ہر طرف بلند تھے اُس کی نظر سے گذرے ہونگے۔ اُس کی آرزو جو مدت سے دامنگیر تھی اب پوری ہوئی۔ چنانچہ اب وہ کچھ مدت کے بعد نجات کی خوشخبری کا پیغام سات پہاڑوں (یعنی

روم) میں گونجتا ہوا سُنیگا ۔

روم کی حالت۔ کبھی کسی شہر کو روم سے بڑھ کر انجیل کی تبدیل کن تاثیر کی ضرورت نہیں ہوئی ۔ ہر قسم کی خرابی اور بدکاری اس شہر میں انتہا درجہ کو پہنچی ہوئی تھی ۔ ایسے ایسے قبیح گناہ کہ جن کا ذکر کرنا نامناسب معلوم ہوتا ہے کُھلّم کُھلا بڑے بڑے لوگوں کے گھروں میں سرزد ہوتے تھے۔ شہنشاہ نیرو جس کی عمر ابھی چوبیس سال سے زیادہ نہ ہوئی تھی اپنی خطرناک بدکاری کو شروع کر بیٹھا تھا چنانچہ وہ اپنی ماں اور اپنی بیوی کے خون سے اپنے ہاتھ رنگ چکا تھا اور اپنی معشوقہ کے پنجے میں گرفتار تھا۔ اس بدچلن عورت کا نام پاپیا تھا اس نے جوڈےازم کو اختیار کر لیا تھا۔ شہر کے آزاد باشندوں کا شمار دس لاکھ کے قریب تھا اور یہی تعداد غلاموں کی تھی ۔

پولوس کی مشنری خدمات۔ پہلے پہل پولوس نے یہ کوشش کی کہ یہودیوں کو سچائی سے قائل کرے۔ لیکن اُس کی کوشش رائگاں گئی پس بعد میں وہ غیر قوموں کی طرف متوجہ ہوا اور اُن کے درمیان بڑی کامیابی حاصل کی۔ دو سال تک وہ روم میں قید رہا اور اس اثنا میں اپنے مکان پر رہا کیا مگر ہمیشہ ایک سپاہی کے ساتھ زنجیر سے جکڑا رہتا تھا۔ اور معلوم ہوتا ہے کہ ان سپاہیوں میں سے کئی مسیح پر ایمان لائے۔ اور اس کے دل کو پھیرنے کا وسیلہ نہ صرف اُس کی زور اور دلیلیں تھیں بلکہ اُس کی نیک چلن زندگی اور محبت بھری طبیعت نے بھی اُن پر اثر کیا ہوگا شہنشاہ نیرو کے محل میں کئی لوگ اُس کی وساطت سے مسیح پر ایمان لائے اور یہ ایک یقینی بات ہے کہ رومی کلیسیا کا شمار بہت بڑھ گیا چنانچہ جب دو تین سال کے بعد نیرو نے مسیحیوں کو قتل کیا تو اُس وقت اُن کی تعداد بہت بڑھی ہوئی تھی۔ پولوس نے ان دو سالوں کے اندر فلیمون کا خط۔ کلسیوں کا خط۔ افسیوں کا خط اور فلپیوں کا خط تحریر کیا ۔

پیشی اور بریت۔ آخرکار پولوس آزمائش کیلئے حاکم کے روبرو بُلایا گیا۔ اور اغلب ہے خاص نیرو کی کچہری میں اُس کی پیشی ہوئی ۔ اعمال کی کتاب میں جو بیان مندرج ہیں وہ اس پیشی کا نتیجہ رقم کئے بغیر ختم ہو جاتا ہے اور ہمیں فقط پولوس کے خطوط سے یہ پتہ ملتا ہے کہ وہ اس موقعہ پر بری کیا گیا اور اُس کی باقیماندہ زندگی کے بارے میں کہ وہ کس طرح صرف ہوئی یا تو اُن اشاروں سے پتہ ملتا ہے جو اُس کے خطوں میں درج ہیں یا غیر الہامی کتابوں کے بیانات سے ۔

ہسپانیہ کو جانا۔ عموماً یہ مانا جاتا ہے کہ روم سے روانہ ہو کر ایشیا کوچک کو گیا اور وہاں

سے مقدونیہ کو۔ اور مقدونیہ سے ہسپانیہ کو جہاں دو سال تک رہا (رومی ۱۵ : ۲۸) اور جب افسس کو واپس آیا تو معاملات کو زیادہ نازک اور مشکل حالت میں پایا۔ اور اسی طرح کریتے میں بھی جہاں انہیں دنوں وارد ہوا بہت سی باتیں فکرمند کرنے والی پائیں۔ یعنی جھوٹے اُستاد سچائی کو ضرر اور سچے مذہب کی بنیاد کو نقصان پہنچا رہے تھے۔ معلوم ہوتا ہے کہ تمطاؤس کا پہلا خط اور ططس کا خط انہیں دنوں میں لکھے گئے ان خطوں کے وسیلے اُس نے اُن دیانتدار اشخاص کو جو [illegible] میں کام کر رہے تھے نصیحت کی کہ وہ جھوٹی تعلیم کا مقابلہ کریں اور صداقت کو [illegible] جوش و خروش سے سنبھالے رہیں ؞

دوسری دفعہ گرفتار ہونا۔ پولوس کو اُمید تھی کہ میں جاڑے کا موسم مقدونیہ کے نکاپولس میں کاٹوں گا۔ لیکن اُسے وہاں رہنے کی اجازت نہ ملی۔ چنانچہ اس پر ایک نئی تہمت لگائی گئی اور وہ پھر گرفتار کر کے روم بھیجا گیا تاکہ حاکم کے سامنے پیش ہو۔ جب سے اُس نے روم چھوڑا تھا تب سے نیرو بڑے شرمناک فعلوں کا مرتکب ہو چکا تھا۔ شہر کا نصف سے زیادہ حصہ ایک دہشتناک آگ سے جل گیا تھا۔ کہتے ہیں کہ یہ آگ چھ دن تک لگی رہی۔ بعض لوگوں کا گمان ہے کہ نیرو نے خود لگوائی تھی۔ لیکن اُس نے مسیحیوں کو جو اُس وقت تعداد میں بہت ترقی کر گئے تھے ملزم ٹھیرایا۔ لہٰذا ایک سخت ایذا رسانی اُن کے برخلاف برپا پائی۔ کئی اُن میں سے صلیب پر چڑھائے گئے اور کئی حیوانوں کی کھالوں میں بھر کر کتوں سے پھڑوائے گئے اور کئی ایک کو پہلے تیل اور روغن سے تر کئے ہوئے کپڑے پہنائے گئے اور پھر آگ لگائی گئی تاکہ رات کے وقت ویٹیکن کے سرکس اور نیرو کے باغوں کو روشن کریں۔ اس موقعہ پر اس شیطان سیرت اور سخت دل بادشاہ نے اپنے ظلم کے شکاروں کی جانکنی کا تماشہ خود بڑے شوق سے دیکھا اور اوروں کو دکھایا۔ جو لوگ مارے گئے اُن کا شمار بہت تھا ؞

دوسری پیشی۔ فتوے۔ مارا جانا۔ دوسری گرفتاری کے وقت پولوس کے بچنے کی صورتیں ایسی نہ تھیں جیسی پہلی دفعہ تھیں۔ تمطاؤس کا دوسرا خط اسی وقت لکھا گیا تھا اور اس یقین کے ساتھ کہ اب کی دفعہ پولوس کے "گذر جانے" کا وقت آ پہنچا ہے جب وہ بڑے بڑے آدمیوں کے سامنے جوابدہی کے لئے بلایا گیا تو اُس نے بڑی دلیری سے انجیل کی منادی کی۔ لیکن نیرو کی مرضی کے سامنے کسی بات کی پیش نہ چلی۔ لہٰذا جب دوسری مرتبہ پولوس اُس کے سامنے آیا تو اُس پر موت کا فتویٰ لگایا گیا۔ اور اُس جگہ کے نزدیک جہاں اب

انگریزوں کا قبرستان بنا ہُوا ہے اُس کا سر اُس کے بدن سے جُدا کیا گیا۔ اُس کے دوست اُس
کی نعش کو کیٹاکومبس کی طرف یعنی اُن قبروں میں جو زیرِ سطح بنی ہوئی تھیں اور جہاں بعد
میں مسیحی شہدا اکثر چھپا کرتے تھے لے گئے۔ وہاں رسولوں میں سے سب سے بڑے رسول
کا بدن اب تک کسی جگہ پڑا ہے اور اُن لفظوں کے پورا ہونے کی راہ دیکھ رہا ہے جو پولس نے
خود اپنی زبان سے بیان فرمائے تھے۔ "فتح نے موت کو نگل لیا"۔

اُس کے ساتھی۔ اُن لوگوں کے حالات جو پولس کے ساتھ رہتے تھے بخوبی معلوم
نہیں۔ تمطاؤس کو اُس نے اپنے دوسرے خط کے وسیلے روم میں بُلا بھیجا تھا۔ اور اغلب
ہے کہ اُس نے فوراً اُس کی درخواست کے مطابق عمل کیا ہوگا۔ لیکن اُس کی مابعد تاریخ کا
حال یقینی طور پر معلوم نہیں۔ ایک دفعہ وہ یسوع مسیح کے لئے قید میں پڑا (عبرانی
۱۳: ۲۳) اور روایت کہتی ہے کہ وہ ڈومیشن بادشاہ کے عہدِ سلطنت میں شہید ہوا۔ طیطس
کی نسبت جو کچھ ہمیں معلوم ہے سو صرف ایک جملے میں قلمبند ہے جو دوسرے تمطاؤس میں
پایا جاتا ہے یعنی یہ کہ وہ ڈلمیشیا کو چلا گیا۔ اور یہ ہم نہیں بتا سکتے کہ آیا وہ پولس کے کہنے سے
وہاں گیا یا اپنی مرضی سے اُس طرف روانہ ہُوا۔ سلوانس کا ذکر پہلے پطرس میں آتا ہے
اور اُس جگہ سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ پطرس کے خط کو اُن پردیسیوں کے پاس لے گیا جو کہ ایشیائے کوچک
میں تتر بتر تھے۔ مرقس پھر پولس کا معتبر دوست بن گیا تھا۔ اور اُس کے ساتھ رہنے لگ گیا۔
(فلسیتی ۲۴: ۱۰) پولس نے تمطاؤس سے درخواست کی کہ وہ اُسے اپنے ساتھ لائے (۲ تمطاؤس
۴: ۱۱) معلوم ہوتا ہے کہ اس کے بعد وہ پطرس کے ساتھ رہتا تھا اور اُس کے پاس سکتر
یا ترجمان کی طرح کام کرتا تھا۔ روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ آخر کار اسکندریہ کو چلا گیا جہاں
اُس نے ایک کلیسیا قائم کی اور کچھ عرصہ کے بعد اپنے خداوند کے لئے اپنی جان قربان کر
ڈالی لُوقا پولس کی وفات کے وقت روم میں موجود تھا اور معلوم ہوتا ہے کہ وہی ایک معتبر
دوست اُس وقت اُس کے پاس موجود تھا جو اُس کے دل کو اپنی صحبت سے تر و تازہ
رکھتا تھا۔ لُوقا کی مابعد سرگذشت کا تذکرہ تاریخی کتابوں میں نہیں پایا جاتا اور روایت جو
باتیں بیان کرتی ہے وہ نا ممکن اور نا درست ہیں پولس کے اُن رفیقوں کی نسبت جو
مذکورہ بالا اشخاص کی نسبت کم مشہور تھے۔ پختہ طور پر کچھ معلوم نہیں +

آٹھویں فصل

دیگر رسولوں کی خدمات

یعقوب (اول) زبدی کا بیٹا۔ یعقوب (دوم) الفئیس کا بیٹا۔ پطرس۔ تھوما۔ اندریاس۔ متی۔ فلپس۔ [illegible]۔ شمعون۔ یہوداہ۔ یوحنا۔ رسولی ساخت کلیسیا میں شامل ہیں۔ یعقوب (اول) زبدی کا بیٹا تھا۔ یہ رسول جیسے کہ ہم بیان کر چکے ہیں ہیرودیس اگرپا کے حکم سے مارا گیا۔ (اعمال ۱۲: ۲)

یعقوب (دوم) الفئیس کا بیٹا۔ یہ رسول جبکہ اپنی محتاط دیانت کے لئے تاریخ میں مشہور رہے یعقوب راستباز کہلاتا تھا اور سب لوگ متفق ہیں کہ وہ یروشلیم میں اور اُس کے آس پاس کام کرتا رہا۔ اسبارے میں کہ آیا یہی یعقوب خداوند کا بھائی تھا یا وہ کوئی اور [illegible] میں اختلاف ہے۔ یہ رسول [illegible] بات کی [illegible] کرتا تھا کہ اُن قوموں [illegible] جو مسیح کی تعلیم کو بے طور پر استعمال کر رہے تھے معلوم ہوتا ہے کہ اپنے آخری ایام میں کلیسیا کے اُس حصہ کا [illegible] اور مددگار ہو گیا تھا جو فریسی خیالات [illegible] اُن میلانوں سے واقف تھا جن کے برخلاف پولوس کو گلتیوں کے خط میں بڑے زور و شور کے ساتھ قلم اُٹھانا پڑا۔ پر کہتے ہیں کہ یہی کمزوری آخرکار اُس کی موت کا باعث ٹھہری۔ چنانچہ جب یہودیوں کے بعض رذیل اور متعصب سرغنوں نے دیکھا کہ وہ بظاہر اپنی تعلیم کے وسیلے اُن کے ہموطنوں کو یقین دلا رہا ہے کہ یسوع ہی مسیح ہے تو وہ غصے سے [illegible] اور اُس کے مارنے کے درپے ہوئے۔ پس اُنہوں نے اُس وقت کو غنیمت [illegible] رومی گورنر فیستس کے جانے اور اُس کے جانشین البینس کے آنے کے [illegible] حاصل ہوا اور اسی موقعہ پر انانس سردار کاہن نے سنہدرم سے اُس پر موت کا فتویٰ [illegible] اور وہ اس فتوے کے سبب بڑے ظلم سے سنگسار کیا گیا۔

پطرس۔ پطرس کی سرگذشت کا پتہ لگانا مشکل کام ہے جو روایت ہے یہ بتاتی ہے کہ وہ شہنشاہ نیرو کے عہد میں روم گیا اور وہاں اُنہیں دنوں جبکہ پولوس قتل ہوا وہ بھی مارا

گیا ایک پُرانی روایت ہے۔ لیکن اب عموماً غلط سمجھی جاتی ہے اس کے مقابل میں یہ خیال زیادہ صحیح معلوم ہوتا ہے کہ فلسطین چھوڑ کر وہ پارتھیا اور خصوصاً سوپتامیہ میں انجیل سُناتا رہا۔ اس خطے میں بہت سے یہودی آباد تھے جو اُن لوگوں کی اولاد تھے جو دانیل اور حزقیئیل کے دنوں میں اسیر ہو کر یہاں آئے تھے۔ اِن لوگوں کے درمیان رسُول کو کام کرنے کا بہت موقعہ ملا ہوگا۔ اپنے پہلے خط میں وہ بابل کا اس طرح ذکر کرتا ہے کہ گویا کہ وہ اُسی قدیم شہر میں یا اُس کے کہیں آس پاس رہتا ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ وہ شہر ابھی پُورے پُورے طور پر منہدم نہیں ہُوا (۱پطرس ۵: ۱۳) اسی شہر کے آس پاس سے اُس نے اپنا پہلا خط تحریر کیا اور اُنُ پردیسیوں کی طرف روانہ کیا جو پنطس گلاتیہ کپدکیہ آسیہ اور بتونیا میں رہتے تھے" اگر اُس نے خود اُن کلیسیاؤں کو نہیں دیکھا تھا تو پولوس کے رفیق سلوانس سے جو اس وقت اُس کے پاس رہتا تھا اُن کا حال دریافت کیا ہوگا اور یہ دیکھ کر کہ وہ ایذا رسانی جو رُوم میں پولوس کے برخلاف برپا ہوئی ہے بہت جلد آسیہ کی کلیسیاؤں تک پہنچنے والی ہے اُس نے اپنا خط ارسال کیا ہوگا تاکہ اُن کے ایمان کو مضبوط کرے اور آنے والی آزمائش کا مقابلہ کرنے کے لئے تیار کرے۔ ایک قدیم روایت بتاتی ہے کہ جب پطرس نے اپنی بیوی کو شہید ہونے کے لئے جاتے دیکھا تو اُس کا نام لیکر پکارا اور کہا کہ "خداوند کو یاد کر"۔ پطرس خواہ کسی جگہ مرا ہو اتنی بات پختہ طور پر معلوم ہے کہ وہ مسیح کے لئے شہید ہُوا۔ لیکن یہ روایت کہ اُس نے مصلوب ہونے کی خود درخواست کی اور کہ وہ اپنا سر نچلی طرف کرکے صلیب پر چڑھا تاکہ اپنے خداوند کی نسبت زیادہ پست موت سے جاں بحق ہو بالکل باطل اور لغو معلوم ہوتی ہے۔ کیونکہ رسُولوں نے خود ہی سیکھا اور اَوروں کو یہی سکھایا تھا کہ جب ناانصاف حاکم دُکھ دیں تو اُس دُکھ کو صبر سے اُٹھانا چاہئے۔ مگر آپ اپنی مرضی سے دُکھ کی تلاش کبھی نہیں کرنی چاہئے۔

تھوما۔ بعض لوگوں کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ تھوما پارتھیا میں انجیل سُناتا رہا مگر چونکہ اس نام کے ملک میں فارس اور مسوپتامیہ بھی شامل تھے لہذا ممکن ہے کہ تھوما نے اپنے کام کے لئے پطرس سے علیٰحدہ کوئی جگہ تجویز کی ہوگی۔ ممکن ہے کہ اُس نے تتر بتر فرقوں کی پیروی افغانستان تک کی ہو (بعض لوگ گمان کرتے ہیں کہ افغان انہیں کی اولاد ہیں) اور ناممکن نہیں کہ وہاں سے وہ ہندوستان بھی آیا ہو اور یُوں وہ روایت جو اُسے ہند کا رسُول بتاتی ہے صحیح ہو۔

اندریاس - یہ رسول سدیہ میں کام کرتا رہا - اور بحیرہ اسود کے کنارے انجیل سُناتا رہا - باسوائے اَور مقاموں کے اُس نے سنوپ اور سستوپل اور قسطنطنیہ میں منادی کی - تمام جگہیں پُرانے مصنّفوں کی کتابوں میں اُس کی خدمات سے مربوط ہیں کہتے ہیں کہ اُسے ایک ایسی صلیب پر چڑھنے کا حکم ملا جو شکل میں حرف X کی مانند تھی اور کہ اسی سبب سے وہ مقدس اندریاس کی صلیب کہلاتی ہے اُسے دیر تک صلیب پر زندہ رکھنے کے لئے اُسے رسیّوں سے صلیب پر جکڑ دیا اور کہتے ہیں کہ وہ دیکھنے والوں کو دو دن تک نصیحت کرتا رہا اور تیسرے دن جان بحق ہو کر جسم کے دُکھ سے چھوٹا - یہ بیان صحیح نہیں یہاں اسبات کا ذکر کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ پُرانے مصنّفوں میں سے جو نہایت معتبر ہیں وہ صرف دو یعقوبوں اور پطرس اور پولوس کی نسبت بیان کرتے ہیں فقط وہی رسُولوں میں سے شہید ہوئے +

برتھولما - برتھولما کی نسبت یہ روایت ہے کہ وہ "بیرونی ہند" میں کام کرتا رہا ایک قدیم مصنّف بتاتا ہے کہ "بیرونی ہند" سے مراد سبا اور عرب کا یمن ہے - اور ہم بتا چکے ہیں کہ یمن میں ایک یہودی خاندان راج کرتا تھا - روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ اپنی عمر کے آخری ایّام میں برتھولما گلاتیہ اور آرمینیا کو واپس آیا - اور یہ بھی بتاتی ہے (گو اس کے لئے کوئی پختہ شہادت نہیں) کہ لوگوں نے اُسے کوڑے مار کر جان سے مار ڈالا +

فلپس - کہتے ہیں کہ فلپس فرگیہ میں کام کرتا تھا - لیکن جو بیانات اُس کی موت کی نسبت ہمارے زمانہ تک پہنچے ہیں وہ ایسے بے بنیاد ہیں کہ اُن پر کچھ بھروسہ نہیں کیا جا سکتا +

متی - گمان ہے کہ متی ایشیائی ایتھیوپیا میں گیا - اور وہاں انجیل کی منادی کرتا رہا اور نیز مقدونیہ اور آسیہ میں اُس نے مسیحی خدمت بہم پہنچائی معلوم ہوتا ہے کہ اُس کی انجیل بہت عرصہ پہلے لکھی گئی تھی اور فلسطین کے یہودیوں کے فائدہ کیلئے تحریر کی گئی تھی +

شمعون - اسی رسُول کے نام سے مصر - کرینے اور ماری ٹینیا مربوط کئے جاتے ہیں - اور یہ بھی کہتے ہیں کہ وہ ملک برطانیہ تک پہنچا اور وہاں اُس کے باشندوں نے اُس کو صلیب پر چڑھایا - رسُولوں کی شہادت کے قصّے زیادہ تر پیچھے مرتب کئے گئے یعنی اُن دنوں میں گھڑے گئے جبکہ شہادت کی ایسی عزت کی جاتی تھی جیسی بتوں کی کرتے ہیں - لوگ اُس وقت یہ خیال کرتے تھے کہ جو شہید نہیں ہُوا وہ سینٹ (ولی) کہلانے کے لائق نہیں +

یہوداہ - یہوداہ یا تھدّی کے نام سے ایک قصّہ منسوب ہے اور وہ مسوپتامیہ کے ادیسہ (یہ

یونانی نام ہے ارفوکا) کے کسی حاکم سے اگبارس یا ابگارس کا قصہ ہے ۔ کہتے ہیں کہ اس اگبارس نے
کسی بیماری کے علاج کے متعلق مسیح سے خط و کتابت کی اور جو خطوط آپس میں آتے جاتے رہے
وہ اب تک محفوظ ہیں۔ مگر ان خطوں پر جعلسازی کے ایسے آثار موجود ہیں کہ کوئی شخص دھوکا
نہیں کھا سکتا۔ پھر کہتے ہیں کہ کچھ عرصہ بعد اگبارس تھدی کی ہدایت سے مسیح پر ایمان لایا اور
کہ یہ تھدی یا تو یہوداہ رسول تھا اور یا شہر میں رسے ایک شاگرد اور پھر یہ بات بھی مشہور ہے کہ شہنشاہ
ڈومیشن کے عہد میں یہ افواہ بادشاہ کے کان تک پہنچی کہ بعض اشخاص داؤد کی نسل اور مسیح کے
رشتہ داروں میں سے ہنوز باقی ہیں اور ممکن ہے کہ کسی دن سلطنت کے لئے بادشاہ کا مقابلہ کریں
اس پر خداوند کے بھائی یہوداہ کے دو پوتے ڈھونڈ کر بادشاہ کے پاس پہنچائے گئے لیکن اُن
کی ظاہری حالت ایسی غریبانہ تھی اور ان کے جوابوں سے اُن کی طبیعت کی ایسی سادگی اور بے پروائی
ظاہر ہوئی کہ بادشاہ نے اُن کو بغیر تکلیف دیئے چھوڑ دیا ✤

متیاس ۔ اس رسول کی نسبت بعض کی یہ رائے ہے کہ وہ ایتھوپیا میں کام کرتا تھا
اور بعض کہتے ہیں کہ کپدکیہ میں ۔ ایک پرانا مصنف بتاتا ہے کہ وہ سبسطوپل میں فوت ہوا اور
سورج کی ہیکل کے قریب دفن کیا گیا ✤

یوحنا ۔ جس رسول کا بیان کرنا باقی رہ گیا ہے وہ یوحنا ہے ۔ یوحنا کی سرگذشت کے متعلق جو
بیانات موجود ہیں وہ اور رسولوں کی روایتوں کی نسبت زیادہ معتبر ہیں ۔ پولوس کے آخری
مرتبہ یروشلم میں آنے سے پہلے یوحنا نے اُس شہر کو چھوڑ دیا تھا مگر ہم کو یہ معلوم نہیں کہ اُس وقت
وہ کس جگہ کام کرتا تھا ۔ اغلب ہے کہ تھوڑی دیر بعد ایشیا کوچک کی کلیسیاؤں کی اُس
وحشت خیز حالت کو دیکھ کر جس کے سبب سے پطرس نے اپنا پہلا خط لکھا تھا وہ اُن کے
درمیان رہنے کے لئے تیار ہو گیا ہو اور ایک بڑی مضبوط شہادت کے زور پر مانا جاتا ہے
کہ وہ بہت مدت تک افسس میں رہا ۔ اُس جگہ سے شہنشاہ ڈومیشن نے اُس کو جزیرہ پتمس
کی طرف جلاوطن کر کے بھیج دیا ۔ نیروا کے عہد میں وہ پھر افسس کو واپس آیا اور ٹریجنی کے
ایام میں بہت بوڑھا ہو کر فوت ہوا ✤

آسیہ کی سات کلیسیائیں ۔ یوحنا کا نام آسیہ کی سات کلیسیاؤں کے ساتھ ایسا وابستہ ہے کہ
ہم اُس کو اُن سے جدا نہیں کر سکتے ۔ خداوند نے اُسے حکم کیا کہ میری طرف سے اِن کلیسیاؤں
کے پاس چھوٹے چھوٹے خط بھیج ۔ ہم نے اِن شہروں میں سے کسی ایک کا ابھی ذکر نہیں کیا

لہٰذا اس جگہ اُن کا مختصر سا حال بآسانی درج کیا جا سکتا ہے÷

۱۔ افسس۔ یہ ہم بتا چکے ہیں کہ اس شہر کی کیا حالت تھی اور کہ کس طرح پولوس کے وسیلے سے مسیحی مذہب اس شہر میں پہلے پہل داخل ہُوا۔ یہ شہر آیونیا کا دارالخلافہ تھا اور ارتمس کے مندر اور اپنے فلسفے اور جادو اور بدکاری کے سبب مشہور تھا۔ اس شہر کی کلیسیا کی ابتدائی حالت نہایت خوبصورت تھی۔ لیکن بعد میں اُس میں ضعف آ گیا۔ جو خط اُس کی طرف بھیجا گیا اُس میں یہ آگاہی درج تھی کہ اگر تُو نے توبہ نہ کی تو اس کلیسیا کا شمعدان اُس کی جگہ سے خارج کر دیا جائیگا۔ یہ بات بالکل پُوری ہو گئی ہے۔ "تمام جگہ بالکل ویران پڑی ہے صرف اتنا ٹکڑا آباد ہے جہاں ترکوں کا گاؤں جو آیا سلک کہلاتا ہے بسا ہُوا ہے۔ کورسیس پر اور میدان پر کھنڈرات بہت دور تک چلے گئے ہیں"÷

۲۔ سمرنا۔ یہ شہر شمال کی جانب افسس سے کوئی پچاس میل کے فاصلہ پر واقع تھا۔ اس شہر کی کلیسیا سے کسی طرح کا قصور منسوب نہیں کیا گیا۔ لیکن آزمائش کے ایک دن کی پیش گوئی کی گئی ہے۔ اور ہم دیکھتے ہیں کہ جب آزمائش کا وقت آیا تو اُس کی اچھی طرح برداشت کی گئی۔ چنانچہ سمرنا کے معمر پالیکارپ کا اقرار اُن اعلےٰ اور شریف اقرارات میں شامل ہے جو قلمبند ہو کر ہمارے زمانہ تک پہنچے ہیں۔ وہ مرنے تک ایماندار رہا اور زندگی کے تاج کا وارث ہُوا۔ جب اُس کو مسیح کے نام پر کفر بکنے کا حکم ہُوا تو اُس نے وہ جواب دیا جو کبھی بھولنے کے قابل نہیں۔ اُس نے کہا کہ "چھیاسی برس سے میں اُس کی خدمت کرتا ہوں اور اس عرصہ میں اُس نے کبھی مجھے نقصان نہیں پہنچایا۔ پھر اب کس طرح میں اپنے بادشاہ اور نجات دہندہ کے حق میں کفر بکوں"۔ سمرنا اب تک خوب آباد ہے اُس کی آبادی ۱۳۰۰۰۰ سے کم نہیں۔ امریکہ اور دیگر ممالک کے مشنری جو وہاں کام کرتے ہیں بڑی ہمّت افزا باتوں کا تجربہ کر چکے ہیں÷

۳۔ پرگمس۔ یہ شہر سمرنا سے پچاس میل شمال کی طرف واقع ہے۔ پرگمس ایک قدیم ریاست کا دارالخلافہ تھا اور ایک بڑے کتب خانہ کے سبب مشہور تھا جس میں ۲۰۰۰۰۰ کتابوں کے قریب جمع تھیں۔ یہاں ایسکلیپوس کی اس کی سانپ کی صورت میں پرستش کی جاتی تھی۔ اور ممکن ہے کہ مفصلہ ذیل عبارت میں اس بت پرستی اور نیز اس شہر کی بدکاری کی طرف اشارہ ہے۔ "میں یہ جانتا ہوں کہ تُو شیطان کی تختگاہ میں رہتا ہے۔ موجود

شہر جس میں عالیشان عمارتوں کے کھنڈر لکڑی کی جھونپڑیوں کے ساتھ ملے ہوئے ہیں صرف ۴۰۰۰ باشندوں کی آبادی رکھتا ہے ۔

۴۔ تھوآتیرہ لدیہ کی شمالی سرحد پر واقع تھا۔ یہ شہر اپنے باشندوں کی رنگریزی کے سبب سے مشہور تھا۔ اب اُس کی آبادی ۶ اور ۷ ہزار کے درمیان ہوگی۔ سیّاح لوگ اس جگہ آکر رسُولی زمانہ کے "کاموں اور محبّت اور خدمت اور ایمان اور برداشت" کی تلاش کرتے ہیں مگر ان میں سے کوئی بات یہاں نہیں پاتے ۔

ان چار کلیسیاؤں کے بارے میں جو کچھ مکاشفات میں درج ہے اُس کو پڑھ کر ہم دیکھتے ہیں کہ جس بات سے پولوس ڈرتا تھا وہ ان کے درمیان واقع ہونے لگ گئی تھی پولوس کا ڈر اُس کے ان الفاظ سے بخوبی ظاہر ہوتا ہے "میں یہ جانتا ہوں کہ میرے جانے کے بعد پھاڑنے والے بھیڑیے تم میں آئینگے جنہیں گلے پر کچھ ترس نہ آئیگا۔ اور خود تم میں سے ایسے آدمی اُٹھینگے جو اُلٹی اُلٹی باتیں کہینگے تاکہ شاگردوں کو اپنی طرف کھینچ لیں"۔ نقولائیوں اور اُس عورت ازبل نے مسیحی لباس میں ہوکر لوگوں کو بہت نقصان پہنچایا۔ یعنی ایمانداروں کو بت پرستوں کی عیاشی اور نفرتی کاموں کی طرف کھینچا اور یُوں اُن کو بدنام کیا اور پاکیزگی کی جڑ کاٹ ڈالی ۔

۵۔ سردیس۔ یہ شہر لدیہ کی قدیم سلطنت کا پایۂ تخت تھا۔ اس کا بادشاہ کروسس سب سے زیادہ دولتمند سمجھا جاتا تھا کہتے ہیں کہ جب خورس نے اُس کے خزائن پر قبضہ کیا تو انہیں ۱۲۰۰۰۰۰۰ پونڈ سے زیادہ پایا۔ لیکن اب سوائے کھنڈرات کے اور کچھ اس شہر میں سے باقی نہیں۔ اُس کی موجودہ ویرانگی پرانی کلیسیا کی حالت کو جو ذیل کے الفاظ مترشح ہے خوب یاد دلاتی ہے "تُو زندہ کہلاتا ہے اور ہے مردہ" ۔

۶۔ فلاڈلفیہ۔ لدیہ کا دوسرا شہر تھا۔ جو خط اس شہر کے نام لکھا گیا اُس میں یہ وعدہ پایا جاتا ہے "اسلئے میں بھی اُس آزمائش کے وقت تیری حفاظت کرونگا جو زمین کے رہنے والوں کے آزمانے کے لئے تمام دنیا پر آنے والا ہے" یہ وعدہ پورا ہُوا گبن صاحب جو روم کے زوال اور تباہی کے مورّخ ہیں بیان کرتے ہیں "آسیہ کی سات کلیسیاؤں کی اسیری یا تباہی ۱۳۱۲ء میں (عثمانیہ خاندان کے وسیلے) اپنے کمال کو پہنچی۔ اور ایونیا اور لدیہ کے وحشی مزاج سردار اب تک پرانے مسیحیوں کی یادگاروں کو پاؤں تلے روندتے

میں۔ جب افسس مسلمانوں کے ہاتھ آیا تو یہ انہوں نے پہلے فرشتہ کے گرجا نے پر قائم کیا یہ واقعہ گویا مکاشفات کے پہلے شمعدان کے بجھ جانے کا نشان تھا۔ تباہی کہاں تک درجہ کو پہنچ گئی ہے . . . چنانچہ سمرنا اور لودیکیہ کے تین عالیشان تھیئٹر اب کھنڈر اور [illegible] جھاڑیوں سے پٹے ہیں۔ سمرنا [illegible] ایک گاؤں کے برابر رہ گیا ہے [illegible] کی مسجدوں میں مسیح کے نام سے دعا کی جاتی ہے اور سمرنا کی رونق قائم ہے [illegible] کی تجارت پر منحصر ہے۔ فلادلفیہ باوجود [illegible] کے سبب سے اور [illegible] سبب سے اس تباہی سے بچا ہے۔ سمندر سے دور اور شہنشاہوں کی یاد سے [illegible] اور چاروں طرف ترکوں سے محصور ہو کر فلادلفیہ کے بہادر فرزندوں نے اسی سال سے زیادہ اپنے مذہب اور اپنی آزادی کی حفاظت کی اور آخرکار بڑے سے بڑے زبردست [illegible] کے ساتھ شرائط سے صلح کی۔ ایشیا کی یونانی بستیوں اور کلیسیاؤں کے درمیان فلادلفیہ اب تک قائم ہے گویا وہ کھنڈرات کے درمیان ستون کی مانند کھڑا ہے۔ اور ایک خوشنما مثال اس بات کی ہے کہ عزت اور حفاظت کا راستہ بعض اوقات یکساں ہوتا ہے۔

ڈاکٹر کنو صاحب فرماتے ہیں۔ کہ پرانے زمانہ کا ایک ستون ابھی باقی ہے جو دیکھنے والوں کو مکاشفات کے پیغام کے وہ الفاظ یاد دلاتا ہے جو فلادلفیہ کی کلیسیا کی جانب تحریر کئے گئے تھے "جو غالب آئے ہیں اسے اپنے خدا کے مقدس میں ایک ستون بناؤنگا۔ وہ پھر کبھی باہر نہ نکلیگا"۔

۷۔ لودیکیہ جو کہ فرگیہ کلاں کا دار الخلافہ تھا۔ بڑا وسیع اور رونق دار شہر تھا۔ اس میں ایک امفیتھیئٹر تھا جس کے کھنڈرات اب تک موجود ہیں۔ اس میں بیس ہزار سے لیکر تیس ہزار تماشائیوں تک بیٹھتے ہونگے۔ پہاڑ آتشفشاں صورت رکھتے ہیں اور قریب جوار میں اب تک گرم چشمے ملتے ہیں جن کی گرمی مختلف درجوں کی ہے۔ اور ممکن ہے انہیں کی نزدیکی کے سبب یہ الفاظ تحریر ہوئے "تو نہ گرم ہے نہ سرد ہے۔ بلکہ نیم گرم ہے"۔ لودیکیہ اب بالکل ویران پڑا ہے۔ ایک سیّاح کہتا ہے کہ "صدیوں سے یہ شہر کھنڈرات کا ڈھیر بنا ہوا ہے . . . . وہ افسس کی نسبت بھی زیادہ سنسان پڑا ہے کیونکہ افسس کو موج دار سمندر اور سفید بادبان کے وسیلے ترو تازگی حاصل کرنے کی کچھ نہ کچھ اُمید ہے لیکن لودیکیہ کی بستی تنہائی میں بیوہ کی طرح غمگین بیٹھی ہے۔ اس کی دیواروں پر گھاس اُگ رہی ہے

اُس کے مندر اُجڑے پڑے ہیں۔ بلکہ یہ کہنا غلط نہیں کہ اُس کا نام تک بھی مٹ گیا ہے۔ ہم نے اس اندوہناک جگہ میں زیادہ دیر تک ٹھہرنا پسند نہ کیا۔ بلکہ جلد چلا جانا بہتر سمجھا کیونکہ وہاں ہر شے سے بربادی اور ویرانگی ٹپکتی تھی۔ اور وہ ہوا جو تندی کے ساتھ وادی میں چل رہی تھی کچھ ایسی معلوم ہوتی تھی کہ گویا وقت انسان اور انسان کے بڑے بڑے کاموں پر ہنس رہا ہے"۔

پٹماس۔ جزیرہ پٹماس کی نسبت جہاں ڈامیشن نے یوحنّا کو جلاوطن کر کے بھیجا بہت کچھ تحریر کرنے کی ضرورت نہیں۔ یہ ایک پہاڑی اور بنجر سا جزیرہ ہے جو بحیرہ ایجئین میں واقع ہے اور ہر طرف خلیجوں اور کھاڑیوں کے سبب دندانہ دار ہو رہا ہے۔ اس کا سب سے بڑا شہر ایک رفیع پہاڑ پر اور کچھ کچھ اُس کے پہلوؤں پر بسا ہوا ہے اس پہاڑ پر سے خوب نظر آتا دکھائی دیتا ہے۔ پہاڑ کے وسط میں ایک ابھرا ہوا چٹان ہے اور روایت بتاتی ہے کہ اُس پر یوحنّا نے روح میں ہو کر مکاشفات کی رویتیں دیکھیں ؎

یوحنّا کے متعلق کہانیاں۔ پرانے مصنفوں نے بہت سے قصے بیان کئے ہیں جن سے یوحنّا کے ملائم دل اور پُرجوش غیرت کا پتہ ملتا ہے۔ کہتے ہیں کہ جب اُس نے ایک نومرید کی نسبت یہ سُنا کہ وہ لٹیروں کا سرغنہ بن گیا ہے تو وہ بے اصلاح اُس کے پاس گیا اور اُس کا پیچھا نہ چھوڑا جب تک اپنی دُعاؤں اور آنسوؤں کے وسیلے اُسے پھر کلیسیا میں شامل نہ کروا لیا ایک اور موقعہ کا ذکر ہے کہ وہ ایک حمّام میں گیا اور جب اُس نے دیکھا کہ وہاں بدعتی سرنتھس بھی موجود ہے تو فوراً لوٹ گیا اور چلا کر کہنے لگا "آؤ ہم اس جگہ سے بھاگ چلیں۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ اس صداقت کے مخالف کی موجودگی میں حمّام ہمارے اوپر گر پڑے"۔ جب بہت بوڑھا ہو گیا اور بوجہ ضعف منادی کرنے کے قابل نہ رہا تو لوگ اُسے اُٹھا کر گرجہ میں لے جاتے تھے اور وہاں لے جا کر وہ فقط اپنے ہاتھ پھیلاتا اور یہ کہا کرتا تھا "چھوٹے بچو آؤ ہم ایک دوسرے سے محبّت رکھیں" اور یہ کہکر واپس چلا آتا تھا۔ گمان ہے کہ وہ بہت ضعیف ہو کر جاں بحق ہُوا ؎

نویں فصل

یروشلم کی بربادی اور ہمعصر تاریخ

وہ واقعات جو یہودیہ میں سرزد ہوئے ۔ طیطس یروشلم پر قبضہ کرتا ہے ۔ طیطس اور ڈابیشن کی حکومت ۔ برطانیہ میں لڑائی ۔ اگریکولا کی فتحمندی ۔ مسیح اور اُس کے رسُولوں کا کام ۔ تاریخ بائبل کا خاتمہ ؛

وہ واقعات جو یہودیہ میں سرزد ہوئے ۔ نیلکس اور فیستس کے بعد رُومی حاکموں نے ملک پر اچھی طرح حکومت نہ کی اور اس سبب سے یہودیوں کے درمیان بڑی نارضامندی پیدا ہوئی ۔ بعض بعض وقت بہت لوگ قتل کئے گئے ایک دفعہ قیصریہ کے بازاروں میں کئی ہزار یہودی تہ تیغ کئے گئے ۔ آخر کار چھوٹی چھوٹی سی بغاوتیں ایک بڑی بغاوت کی صورت میں منجمد ہو گئیں جن دنوں پولوس شہید ہُوا اُنہیں دنوں نیرو نے اپنے سب سے قابل سپہ سالار ویسپیشین کو یہودیوں کے برخلاف فلسطین کی طرف روانہ کیا ۔ ویسپیشین ہرجگہ فتحمند ہوتا ہُوا یروشلم کی طرف بڑھ رہا تھا کہ فوج نے اُس کو شہنشاہ کا خطاب دیا لہذا اُسے روم کی طرف لوٹنا پڑا ۔ مگر اُس نے لڑائی کا نظم ونسق اپنے بیٹے طیطس کے سپرد کیا ؛

طیطس یروشلم پر قبضہ کرتا ہے جب طیطس یروشلم میں آیا اُسوقت شہر میں خوفناک تفرقے پائے جاتے تھے اور وہ کہا کرتا تھا کہ اگر یہ نااتفاقیاں موجود نہ ہوتیں تو میں یروشلم کو فتح نہ کر سکتا ۔ رومی فوج نے یکے بعد دیگرے ایک ایک حصّہ شہر کا اپنے قبضہ میں کر لیا ۔ طیطس بہت چاہتا تھا کہ ہیکل کو محفوظ رکھے مگر اگست کی ۵ تاریخ کو ایک سپاہی نے جلتی ہوئی لکڑی اُس میں گرا دی جس سے سارا گھر جلکر خاک سیاہ ہو گیا ۔ یروشلم کی تباہی کے بعد یہودی آس پاس کے بعض قلعوں میں پناہ گزیں ہو کر مقابلہ کرتے رہے ۔ اور اُن میں سے بعض پر بڑی خونریزی واقع ہوئی لیکن یہودیہ اسوقت سے ایک مفتوح ملک بن گیا ۔ وہ پاک اور خوبصورت گھر جہاں باپ دادے خدا کی عبادت کیا کرتے تھے جلکر بھسم ہو گیا اور بربادی کا ایک وسیع دور شروع ہُوا ۔ یروشلم کو غیر قوموں کو پاؤں تلے روندے جاتا تھا تاوقتیکہ غیر قوموں کا زمانہ پورا نہ ہو ۔ اور ہم آسانی سے قیاس کر سکتے ہیں کہ یوحنا رسُول یروشلم کی مصیبت کو اپنی آنکھوں کے سامنے رکھکر کیسی سرگرمی کے ساتھ افسس اور آسیہ کی کلیسیاؤں کو خبردار کرتا ہوگا

کہیں ایسا نہ ہو کہ اُن کا شمعدان بھی یروشلم کی شمعدان کی طرح اپنی جگہ سے خارج کیا جائے ۔

طیطس اور ڈومیشن کی حکومت۔ پہلی صدی کے آخری حصہ میں دنیا کی تاریخ میں کوئی ایسی بات واقع نہ ہوئی جو بہت دلچسپ سمجھی جاتی ویسپیشین دس سال تک اچھی طرح سلطنت کرتا رہا۔ اس کے بعد اُس کا بیٹا طیطس اُس کا جانشین ہوا جو "بنی آدم کی خوشی" کہلایا اسی بادشاہ کے مختصر سے زمانہ حکومت میں ویسی وی اس پہاڑ سے وہ خطرناک مادہ برآمد ہوا جس نے پمپائی اور ہرکولینیم جیسے شہروں کو راکھ اور لاوا کے نیچے دبا دیا۔ تین سال کے بعد طیطس کی جگہ اُس کا بھائی ڈومیشن تخت پر بیٹھا۔ یہ بادشاہ بڑا ظالم تھا۔ اسی کے عہد سلطنت میں وہ ایذا رسانی شروع ہوئی جس کے ایام میں (جیسا کہ عموماً مانا جاتا ہے) یوحنا پطمس کو جلاوطن کیا گیا۔ ڈومیشن کے بعد نروا تخت نشین ہوا اُس کے بعد ٹریجن تخت پر بیٹھا۔ ٹریجن صاحب لیاقت اور ہمت والا شہزادہ تھا جس نے سلطنت کی پرانی دولت و ثروت کو بحال کرنے کی بہت کوشش کی ۔

برطانیہ میں لڑائی۔ اگریکولا کی فتحمندی۔ جب اگستس نے ہمارے خداوند کی پیدائش سے پہلے جینس کے مندر کو بند کیا اُس وقت سے لیکر اب تک بہت تھوڑی لڑائی غیر ممالک میں ہوئی جرمنی اور پارتھیا اور برطانیہ کے رہنے والے اور دیگر فرقے جو رومی سلطنت کے حدود پر بود و باش کرتے تھے ہمیشہ رومی سپاہیوں کو مصروف رکھتے تھے۔ البتہ نیرو کے عہد میں برطانیہ میں ایک خونریز لڑائی واقع ہوئی جس وقت پولوس رسول شہر روم میں اپنے کرایہ کے گھر میں رہتا اور اپنے خطوط فلپیوں اور افسیوں اور کلسیوں کے نام لکھتا تھا۔ اُس وقت سوٹانیس پالینس ڈروائڈز کو انگل سی میں جلا رہا تھا اور جنگجو ملکہ بوڈیسیا کو کوڑے مار رہا تھا۔ اور جب یوحنا افسس کے مسیحیوں کو نصیحت کر رہا تھا کہ تم ایک دوسرے کو پیار کرو اس وقت اگریکولا برطانیہ کی فتح کو پورا کر رہا تھا یعنی اس جزیرہ میں قلعے تعمیر کروا رہا اور جنگجو کیلی ڈونین کا اُن کے ہائی لینڈ جنگلوں کے درمیان مقابلہ کر رہا تھا۔ رومی سپاہیوں کے درمیان جو اس وقت برطانیہ کے ساحلوں پر پہنچے کئی سپاہی ایسے ہونگے جن کے دل مسیح کی محبت سے پُر تھے اور جنہوں نے اس ملک کے باشندوں کو نجات کا علم پہنچانے میں بڑی کوشش کی ہوگی۔ اغلب ہے کہ پہلی صدی کے خاتمے سے پہلے دریائے ٹوئیڈ کے شمال اور جنوب میں بہت سے ایسے برٹن پیدا ہو گئے ہونگے جو مسیح کے نام کو پیار کرتا اور مبارک کہنا سیکھ گئے تھے ۔

مسیح اور انجیل کے رسولوں کا کام۔ جو انقلابات سوشل اور مذہبی زندگی کے اند

اس زمانہ میں پیدا ہوئے اُن کے بیان کے لئے کتاب کا آخری صفحہ کافی نہیں بلکہ اُس کے لئے ایک پوری کتاب چاہئے۔ پس اتنا کہنا کافی ہے کہ وہ پُرجلال صداقت جو فردوس میں ایک وعدے سے طور پر آدم اور حوا پر آشکارا کی گئی تھی اب خدا کے نور کی روشنی میں صاف صاف چمک رہی تھی یعنی موعودہ نجات دہندہ بذات خود بنی آدم کے درمیان نمودار ہُوا اور اپنا کام تمام کر کے باپ کے پاس واپس چلا گیا۔ جب وہ بنی آدم کے درمیان رہتا اور کام کرتا تھا تو اسوقت زیادہ تر اُس کی رحیمانہ خاصیت ظاہر ہوئی یعنی وہ معافی اور زندگی۔ خوشی اور سلامتی۔ محبت اور پاکیزگی۔ آزادی اور ترقی۔ غرضیکہ ہر طرح کی برکت کا جو ہلاک ہونے والے انسان کے لئے ضروری تھی منبع اور چشمہ ثابت ہُوا اور جو اثر اُس کی زندگی نے پیدا کیا وہ یہ تھا کہ لوگ جان گئے کہ اُس کی صحبت میں رہنا کسی نہ کسی طرح روح کے تمام امراض کو دور کر دیتا ہے اور کہ ایمان کے وسیلے اُس کے ساتھ میل پیدا کرنے سے سب بگڑی ہوئی باتیں سدھر جاتی ہیں۔ مگر اُس کے کفّارے کے بھیدوں کا کھولنا اُس کے رسُولوں کے حصّے میں آیا یا یُوں کہیں کہ یہ بات اس کے رسُولوں کے سپرد ہوئی کہ وہ گنہگار کی نجات کے طریقہ کو تعلیمی صورت میں پیش کریں اور مسیحی مذہب کے اصُول کو روزمرّہ زندگی کی عملی کارروائی پر چسپاں کریں اور اسی طرح یہ کام بھی اُنہیں کے سپرد ہُوا کہ وہ یہودی مذہب کے مختلف اجزا پر روشنی ڈالیں اور اُس کی علامتوں اور بھید کی باتوں کا مطلب ظاہر کریں۔

تاریخ بائبل کا خاتمہ۔ جب یہ سب کام ہو چکا تو الہامی کتابوں کا مجموعہ پُورا ہُوا۔ اور معجزے دکھانے کی قوت واپس لی گئی۔ اور صرف انجیل باقی چھوڑی گئی تاکہ وہ خود بخود ترقی کرے اور اُس فضل کی مدد سے فتح حاصل کرے جو خدا اپنے ایماندار بندوں کی دعاؤں کے جواب میں عطا فرماتا ہے۔ اور اب چونکہ الہامی کتابیں کامل ہیں اور مسیحی کلیسیا مسیح پر گواہی دینے کے لئے قائم ہو گئی ہے۔ لہذا تاریخ بائبل ختم ہوتی ہے